اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

مکمل ناول

بات عمر بھر کی ہے

وردہ سلطان

از رنجی خستہ ام کا ازان میں نیست

(. میں اس غم سے تنگ ہوں جو میرا نہیں ہے)

ہر خاکی نشتہ ام کہ ازان من نیست

(میں ایسی زمین میں رہتا ہوں جو میری نہیں ہے۔)

بانامی زیستہ ام کاازان من نیست

(میں ایک ایسے نام کے ساتھ رہتا ہوں جو میرا نہیں ہے۔)

ازدردی گریستہ ام کاازان من نیست

(میں اس درد سے روتا ہوں جو میرا نہیں ہے۔)

ازلذتی جان گرفتہ ام کاازان نیست

(میں ایسی موت مرتا ہوں جو میری نہیں ہے۔)

(From the garden of mirrors, 1959)

زمین سے کئی ہزار فٹ کی بلندی پر بادلوں کے سنگ محو پرواز جہاز اپنے ساتھ سینکڑوں مسافروں کو لے کر جانی پہچانی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

ان مسافروں میں ایک وہ بھی تھی۔ ناراض آنکھوں والی لڑکی، جسے دیکھ کر لگتا تھا کسی اپنے کی ہوئی ناانصافی پر پہروں روتی رہی ہو۔ اب بھی آنکھوں میں بار بار پانی آرہا تھا۔ جسے وہ بار بار صاف کرتی لیکن پھر بھی ایک باغی آنسو اس کے ضبط کا مذاق بناتا ہوا گال پر لڑھک آتا۔

سوگ منانے کے لئے پوری عمر پڑی ہے۔ تھوڑے آنسو بچا کر رکھ لو۔" وہ" جو کافی دیر سے اس کا رونا نوٹس کر رہا تھا آخر بول پڑا۔

جو نقصان ہو چکا ہے اس پر پوری عمر بیٹھ کر آنسوں بہاؤں تب بھی کم "
ہے۔" دائیں آنکھ کے کنارے پر آیا آنسو انگوٹھے کی مدد سے جھٹکتے وہ بمشکل
بولی تھی۔ دو دن سے اتنا رو لیا تھا کہ اب تو آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

ہمم فئیر اینف، ہیپی کرائنگ۔" وہ واپس ہاتھ میں پکڑی کتاب کی طرف "
متوجہ ہو گیا تھا.

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ اس نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ بدمزاج اور
ڈھیٹ شخص نہیں دیکھا تھا۔

تم ایک بہت ہی بدتمیز آدمی ہو۔" کئی بار کا دیا گیا لقب ایک پھر دہرایا اس "
نے۔

تم سے بہتر کون جانتا ہو گا مس افسانے مہرداد۔" وہ کتاب کا سرورق پلٹتے" مزے سے بولا۔

میرا۔۔نام۔۔افسانے حیدر۔۔۔ہے۔مائنڈاٹ۔اپنا نام میرے نام کے" ساتھ جوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔" چبا چبا کر الفاظ ادا کرتے ہوئے وہ تنفر سے بولی۔ہاں ٹھیک ہے وہ روتی رہی تھی اور آواز بھی بیٹھ رہی تھی۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اسے جواب نہیں دے سکتی تھی۔

تم ابھی تک صدمے میں ہو۔میں سمجھ سکتا ہوں۔ تمہیں یقین نہیں آرہا ہو" گا کہ اتنا ہینڈسم اور سمارٹ لڑکا جس پر دنیا مرتی ہے۔اس سے تمہاری شادی ہو چکی ہے۔کوئی بات نہیں ہوتا ہے۔اب کہاں تم کہاں میں۔" کتاب سے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں دیکھتا وہ صاف اسے چڑا رہا تھا۔

افسانے جل کر آنکھوں پر بازو رکھے رخ پھیر گئی تھی۔فی الحال اتنی انرجی نہیں تھی کہ اس ڈھیٹ آدمی سے بحث کرتی۔جتنا وہ خوبصورت تھا اس سے کہیں زیادہ زہریلی زبان تھی اس کی۔وہ مسکراتا واپس کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پتا نہیں کتنے گھنٹے گزرے تھے۔وقت کا کوئی حساب یاد نہیں تھا اسے۔وہ پتا نہیں کب سو گئی تھی۔اب بھی داد کے آوازیں دینے پر بھی وہ جب ٹس سے مس نہ ہوئی تو اس نے دانت پیستے ہوئے کندھے سے پکڑ کر اسے جھنجوڑا۔

تم کوئی نشہ وشہ کر کے تو نہیں سوئی تھی۔"اب وہ بیزاری سے اسے کسمسا"

کر آنکھیں کھولتا دیکھ رہا تھا۔ عجیب لڑکی تھی ویسے رو رو کر آفت مچا رکھی تھی اور اب اتنے مزے سے اتنے گھنٹوں سے نیند کی وادیوں میں گم تھی۔ داد کو سفر میں نیند نہیں آتی تھی۔ پورا سفر بورنگ گزرا تھا۔

اب کیا مصیبت ہو گئی ہے۔ کیوں میرے سر پر سوار ہو۔" وہ دائیں بائیں سر" ہلاتی بیزار ہوئی۔ ایک ہی اینگل پر سونے سے گردن درد کر رہی تھی۔

میں سر پر سوار ہوں یا تم گدھے گھوڑے بیچ رہی تھی خوابوں میں۔ کب" "سے جگانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

تمہیں بیچنے کا کیوں سوچوں گی۔ اور ویسے بھی تمہیں خریدے کا کون۔""" منہ پر ہاتھ رکھ کر اس نے جمائی روکی۔

مہرداد نے کلس کر دیکھا اسے۔بولتے ہوئے کبھی سوچتی نہیں تھی یہ لڑکی۔
اب شوہر کو گدھے گھوڑوں سے ملا رہی تھی۔

میرا فی الحال تمہارے منہ لگنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ تھوڑی دیر میں پلین "
لینڈ کرنے والا ہے اسی لئے جگایا ہے۔حلیہ درست کر لو اپنا۔"اس نے دانت
پر دانت جما کر ضبط سے بات مکمل کی۔

کیا ہے میرے حلیے کو۔ٹھیک تو ہے۔"اس نے ٹی شرٹ کو کھینچ کر سیدھا"
کیا۔اچھا بھلا حلیہ تھا اس پر بھی اس شخص کو اعتراض تھا۔

لانگ کوٹ نکال کر پہن لو۔اور سر پر کوئی سکارف وغیرہ باندھ لو۔"وہ"
اسے ہدایت دیتا اپنی چیزیں سمیٹ رہا تھا۔

اور میں ایسا کیوں کروں۔ کیا ہم افغانستان لینڈ کرنے والے ہیں۔" وہ اسے گھور کر بولی۔

سنا تھا کہ امریکیوں کا جنرل نالج صفر ہوتا ہے آج عملی مظاہرہ دیکھ لیا۔ مس" افسانے، آپ ایران کی سرزمین پر قدم رکھنے والی ہیں۔ اور یہاں پر عورتیں سر ڈھک کر باہر نکلتی ہیں۔" بغیر طنز کا تڑکہ لگائے کوئی بات کرنا اس کی شان کے خلاف تھا جیسے۔

افسانے کو ایک دم سے ایران کے متعلق وقتاً فوقتاً سنی ہوئی نیوز یاد آئیں۔

تم اگر اپنے ایران کی شان میں گستاخی نہیں سننا چاہتے تو میرے ملک اور" میرے لوگوں کے بارے میں اپنا منہ بند ہی رکھنا۔" وہ جل کر بولی تھی۔

اس ساری بات کا مطلب مجھے یہی سمجھ آیا ہے کہ تمہیں سکارف لینے پر اعتراض نہیں ہے۔ دیٹس گڈ۔" وہ اثر لئے بغیر بولا تھا۔

میں ایک ویل مینرڈ لڑکی ہوں اور مجھے اچھے سے پتا ہے کہ ہر علاقے کا ایک الگ ڈریس کوڈ ہوتا ہے اور میں روایات کا احترام کرنے والوں میں سے ہوں۔ تم نے کیا مجھے اپنی طرح سمجھ رکھا ہے۔" ادھار رکھنا اسے بھی نہیں آتا تھا۔

اب بڑی زبان چل رہی ہے تمہاری۔ ورنہ کچھ گھنٹے پہلے تک تو جو رونا دھونا مچا رکھا تھا لگ رہا تھا جہاز ہی بہہ جائے گا تمہارے آنسوؤں سے۔" وہ محفوظ ہوا تھا اس کے جواب سے۔

میرے رونے کا مطلب یہ کبھی بھی نہ لینا کہ میں کمزور ہوں۔ رونا ایک"

نیچرل جزبہ ہے۔باقی تمہیں پتا ہے میرا۔ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہوں میں۔" وہ جیسے اسے کچھ باور کروا رہی تھی۔جتا رہی تھی۔

مجھے تو پتا ہے۔لیکن کیا تم مجھے جانتی ہو؟اوں ہوں۔۔اس لئے بڑے" "بڑے دعوے کرنے سے پرہیز کرنا۔" وہ صاف اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

وہ ہونہہ کر کے رخ پھیر گئی۔

تبریز شاہد مدنی انٹرنیشنل ائیرپورٹ کے ایگزٹ گیٹ سے باہر آتے اس خوبصورت کپل کو کتنے ہی لوگوں نے نظر بھر کر دیکھا تھا۔لڑکی نے بلیک جینز پر بلیک ہی لانگ کوٹ پہن رکھا تھا جو کہ فرنٹ سے اوپن تھا جس سے

وائٹ ٹی شرٹ نظر آتی تھی۔ سر پر سبز رنگ کا سٹالر پڑھی لکھی ماڈرن ایرانی خواتین کی طرح ایک سرا آگے اور ایک سرا کندھے سے گزار کر پیچھے کی طرف تھا۔ جس سے پشت پر پھیلے سیدھے سنہرے بال نظر آتے تھے۔ وہ بلاشبہ بہت خوبصورت تھی۔ اس کے ساتھ چلتا لڑکا بلیک ڈریس پینٹ پر وائٹ ڈریس شرٹ میں ملبوس آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیے ایک ہاتھ سے فون کان پر رکھے دوسرے ہاتھ سے ٹرالی بیگ گھسیٹتا آ رہا تھا۔ انداز لاپرواہ سا تھا۔ جیسے یہ اس کی سلطنت ہو اور اس کی آنکھ کے ایک اشارے پر قوانین بدل دیے جاتے ہوں۔

اب تم اپنے گاؤں تک پیدل ہی لے کر جاؤ گے یا کوئی کیب کروائی ہے؟"" وہ کراس کر کے پہنے ہوئے بیگ سے فون نکالتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

وہ کال بند کر کے اس کی طرف مڑا۔

یہ گاؤں کسے بولا ہے تم نے۔ تبریز کو گاؤں کہنے والوں کو ہم تبریز والے "
معافی نہیں دیتے۔" وہ جیسے برا مان گیا تھا اپنے شہر کو گاؤں کہلوائے جانے
پر۔

وہ کوئی جواب دیتی کہ اسی وقت اس کے سامنے گاڑی نے بریکس لگائے
تھے۔

گاڑی میں سے نکلتے ڈرائیور نے مستعدی سے ان کا سامان ڈگی میں رکھا اور
گاڑی کا دروازہ کھولا جیسے وہ ان کے بیٹھنے کا منتظر ہو۔

میں خود ڈرائیو کروں گا۔ تم کیب کر کے آ جانا۔" افسانے کو فرنٹ سیٹ پر "

بیٹھنے کا اشارہ کرتا وہ ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔

کیب کا کرایا یقیناً وہ ڈرائیور اپنی جیب سے بھرنے والا تھا۔ یہ اس کے چند منٹ دیر سے آنے کی سزا تھی۔

گاڑی روڈ پر ڈالتے ہوئے اس نے کنکھیوں سے اسے دیکھا۔

ہاں تو کیا کہہ رہی تھی تم تبریز کو۔۔ گاؤں۔۔ تمہاری جنرل نالج بہت کمزور ہے۔ چچ چچ" وہ اس پر افسوس کرتا اسے تپا رہا تھا۔ افسانے نے چمک کر اسے دیکھا۔

میرا جنرل نالج کہتا ہے کہ، تبریز شمال مغربی ایران میں واقع مشرقی" آذربائجان کا ایک صوبہ ہے جس پر ایران والوں نے استعماریت کے تحت

قبضہ کر رکھا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی تھی۔اس بات پر تو ایک سچے ایرانی کی طرح مہرداد کو غصہ آنا بنتا تھا۔ لیکن کیا واقعی؟

استعماریت کی بات امریکیوں کو تو بالکل نہیں کرنی چاہیے۔اب کیا میں لسٹ بتاؤں جہاں جہاں امریکہ نے امپریلزم پریکٹس کی ہے۔یو نو میرا جنرل نالج بہت اچھا ہے۔" وہ بھی مسکرا کر بولا تھا۔اس بات نے ثابت کر دیا تھا وہ ڈھیٹ تھا اور اس کو تپانا ناممکن کام تھا۔

واٹ ایور۔" وہ سر جھٹک کر فون کی طرف متوجہ ہو گئی۔اسے اپنے گھر والوں کو اطلاع دینی تھی کہ وہ خیریت سے مہرداد کے جہنم میں پہنچ گئی تھی۔ جہاں پر انہوں نے اسے دھکیلا تھا۔

وہ بھی نفی میں سر ہلاتا ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ باقی کا راستہ خاموشی

سے کٹا تھا۔

گاڑی اب پوش ایریا میں داخل ہو گئی تھی۔ وہ چند منٹ بعد ایک خوبصورت سے بنگلے میں انٹر ہو رہے تھے۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اترتے افسانے نے ایک طائرانہ نظر بنگلے پر دوڑائی۔ بے شک وہ ایک بہت خوبصورت عمارت تھی۔ سفید اور براؤن کلرز پرائم تھے اور نیلا رنگ بھی عمارت کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا۔ مہر داد نے اندر کی طرف قدم بڑھائے لیکن افسانے اپنی جگہ کھڑی رہی۔ داد نے مڑ کر اسے دیکھا اور چلنے کا اشارہ کیا۔ لیکن افسانے کو یوں لگا جیسے اس قدم زمین نے جکڑ لئے ہوں۔ ایک دم سے اس کی آنکھوں میں خوف سا آیا تھا۔ اسے لگا اگر اس نے اس گھر کی دہلیز پار کی تو وہ ہمیشہ کے لئے اس جگہ پر مقید ہو جائے گی۔ ایک عجیب

سے احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا تھا۔گھر سے دور ایک انجان ملک میں انجان لوگوں کے درمیان وہ کیسے رہے گی۔اس نے ایک نظر داد کو دیکھا۔وہ منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اپنے احساسات پر قابو پاتے اس نے قدم آگے بڑھائے۔وہ اگر افسانے تھی تو وہ ایسے خود کو کمزور شو نہیں کرواسکتی تھی۔مظبوط قدموں سے چلتے وہ مہر داد کی معیت میں گھر میں داخل ہوئی تھی۔

سلام!"داد نے باآواز بلند لاونج میں بیٹھے لوگوں کو سلام کیا تھا۔وہاں بیٹھے" افراد نے ایک ساتھ ان کی طرف دیکھا تھا۔

داد۔۔واٹ آپلیزنٹ سرپرائز. تمہیں یاد آہی گئی گھر کی "ایک درمیانی عمر" کی عورت پرجوش لہجے میں بولتی ہوئی ان کی طرف آئی۔زبان دانستہ

انگریزی رکھی تھی۔

آپ کی محبت کھینچ لائی ہے زینب ماں۔" وہ بھی جواباً انگریزی میں بہت نرمی" سے بولتے ہوئے ان کے گلے لگا تھا۔افسانے نے حیرت سے اس کو اتنی پیار سے بولتے سنا۔جب سے وہ اسے ملا تھا اس نے کبھی بھی اس لہجے اور انداز میں اسے بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔

بڑنگ مت کرو۔یہ خوبصورت سی لڑکی کون ہے۔" وہ افسانے کی طرف" دیکھتیں پوچھ رہی تھیں۔

بتاتا ہوں ایک منٹ، یہ سکینہ کدھر ہے۔سکینہ۔" ملازمہ کا پوچھتے ہوئے" ساتھ ہی اسے آواز دی۔

سکینہ جہاں بھی تھی بھاگتی ہوئی آئی تھی۔ مہرداد نے فارسی میں اسے کچھ کہا تھا۔ ملازمہ نے جواباً کچھ پوچھا تھا شاید اور جو جواب داد نے دیا وہ افسانے کو تو سمجھ نہیں آیا تھا۔ لیکن لاؤنج میں موجود چاروں خواتین کے چہرے بتا رہے تھے کہ ان کو شاک لگا ہے۔ ان چار خواتین میں دو لڑکیاں تھیں اور دو بڑی عمر کی خواتین، جن میں سے ایک کو وہ زینب ماں کہہ کر مخاطب ہوا تھا۔

تم سکینہ کے ساتھ جاؤ یہ تمہیں کمرے تک لے جانے گی۔" وہ افسانے" سے مخاطب ہوا۔ افسانے نے سکینہ کی معیت میں قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھائے۔

سکینہ اسے جس کمرے میں لائی تھی وہ اسے اندر داخل ہوتے ہی پتا چل گیا کہ کس کا تھا۔ سامنے ہی بیڈ کے عین اوپر مہرداد کی مسکراتی ہوئی تصویر جگمگا رہی تھی۔

ملازمہ کے جانے کے بعد وہ چلتی ہوئی گلاس ونڈو کے پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ ونڈو سے پردے ہٹے ہوئے تھے باہر سے خوبصورت لان نظر آتا تھا۔ افسانے کو بے ساختہ اپنے گھر کا اسٹڈی روم یاد آیا جس کی گلاس ونڈو سے لان اور مین گیٹ نظر آتا تھا۔ وہی جگہ جہاں پر بیٹھ کر دو دن پہلے وہ اپنے باپ سے سوال کر رہی تھی۔ وہ جیسے پھر سے اس سٹڈی روم میں پہنچ گئی تھی۔

دو دن پہلے:

"بابا، آپ ایسے کیسے کر سکتے ہیں۔ آپ مجھے زندگی بھر کی قید میں ڈال رہے ہیں۔ آخر آپ میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔"

سنہری آنکھوں میں بے یقینی تھی۔وہ جیسے ابھی تک شاک میں تھی۔یہ وہ آخری بات تھی جس کی امید وہ اپنے باپ سے کر سکتی تھی۔

ابھی تمہیں سمجھ نہیں آئے گی۔تم وہ نہیں دیکھ سکتی جو میں دیکھ رہا ہوں۔" آج تم غم زدہ ہو لیکن کچھ عرصے بعد تمہیں احساس ہو گا یہ بالکل درست فیصلہ تھا۔" وہ سنجیدگی سے اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھ کر بولے۔وہ آنکھیں جو اُنہیں بہت عزیز تھیں۔

بابا، آپ سمجھ کیوں نہیں رہے، آپ کو تو سب پتا ہے۔پھر آپ کیسے اس" انسان سے شادی کا کہہ سکتے ہیں جس سے میں دنیا میں سب سے زیادہ نفرت کرتی ہوں۔آپ بھول گئے ہیں کیا کیا تھا اس نے میرے ساتھ۔آپ تو تھے نہ وہاں، آپ نے دیکھی تھی میرے بے بسی اور اس کا ظلم۔آپ کو تو اسے وہیں پر جان سے مار دینا چاہیے تھا۔آپ تو اسے دوسری سانس نہ لینے دیتے۔

کیوں بابا، کیوں نہیں مارا آپ نے اسے۔اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ میں اس سے شادی کرلوں، آپ کو ہو کیا گیا ہے۔میں بیٹی ہوں آپ کی اور میں تکلیف میں ہوں۔آپ کو کچھ نظر کیوں نہیں آرہا۔بابا۔۔" وہ رونا نہیں چاہتی تھی لیکن آنسو خود بخود آنکھوں سے پھسل رہے تھے۔

افسانے۔۔بیٹا رومت۔" وہ جیسے خود بھی تکلیف میں تھے اسے یوں بے" حال ہوتا دیکھ کر۔" میں اسے مار دیتا اگر میں اسے پہچان نہ لیتا۔مجھ پر ایک قرض ہے جو مجھے چکانا ہے۔وہ قرض جو جان دے کر ادا کیا جائے۔تم نہیں جانتی وہ کون ہے کس کا خون ہے۔آج وہ بھٹکا ہوا ضرور ہے لیکن ہمیشہ ایسا نہیں رہے گا۔ابھی تمہیں سمجھ نہیں آئے گی۔اور میں تم پر زبردستی نہیں کر رہا۔درخواست ہے چاہو تو قبول کرو چاہے تو رد کردو۔" کمال انداز تھا پر کاٹ کہہ رہے تھے چاہو تو اڑ جاؤ۔

آپ مجھ سے میری جان مانگ لیتے بابا۔یہ کس قسم کی آزمائش میں آپ" مجھے ڈال رہے ہیں۔آپ مجھے ایک تجربے کی نظر کر رہے ہیں۔آپ نہیں جانتے وہ کس قسم کا انسان ہے۔آپ مجھے انجان سرزمین،انجان لوگوں میں ایک ناقابلِ اعتبار شخص کے سہارے بھیج رہے ہیں، لیکن۔۔میں کچھ نہیں کہوں گی۔آپ کو جو ٹھیک لگ رہا ہے آپ کریں۔میں نکاح کرنے کے لئے تیار ہوں۔" وہ بے دردی سے گال رگڑ کر آنسو صاف کرتی وہاں سے اٹھی تھی۔وہ بھی ساتھ کھڑے ہوئے اور نرمی سے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا گال پر رکھا۔

تم بہت بہادر ہو،سب سے زیادہ۔۔مجھے پورا یقین ہے حالات کتنے بھی" مشکل آئیں تم سروائیو کر لو گی۔اور میں پھر کہوں گا تم نہیں جانتی جو میں جانتا ہوں۔" وہ اسے کچھ باور کروانے والے انداز میں بولے۔

وہ نم آنکھوں سے ان کو دیکھتی رہی۔ پھر اثبات میں سر ہلا کر ان کے ہاتھ ہٹاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ پیچھے وہ سوچوں میں گھرے کھڑے رہ گئے۔

اوہیلو، تم کیا آنکھیں کھول کر سونے کی پریکٹس کر رہی ہو؟" مہرداد کی" مسکراتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی اور وہ ہڑبڑا کر ماضی سے حال میں آئی تھی۔ اس نے سامنے کھڑے اس مغرور شخص کو تنفر سے دیکھا تھا۔ وہ آج اس کے گھر میں اس کے کمرے میں اس نے سامنے بیٹھی تھی۔ بالآخر مہرداد رضا کی ضد پوری ہو چکی تھی۔ لیکن ضد اور انا کی اس جنگ میں کون جیتنے والا تھا کسے خبر تھی۔

افسانے کو ملازمہ کے ساتھ بھیج کر وہ زینب ماں کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ایک

سرسری نظر باقی خواتین کے چہروں پر ڈالی۔

آپ کو نانا جان نے نہیں بتایا کیا؟ میں نے شادی کر لی ہے۔ یہ میری بیوی" ہے۔" وہ اب پورے اطمینان سے ان کو مطلع کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر کے لئے لاؤنج میں خاموشی چھا گئی۔ جیسے اس کی دی گئی معلومات کو پراسس کیا گیا ہو۔ بالآخر زینب ماں کی آواز نے خاموشی کو توڑا۔

انہوں نے کہا تو تھا کہ مہر داد دوبارہ کوئی طوفان لانے والا ہے۔ مجھے اندازہ" نہیں تھا کہ وہ اس کی بات کر رہے تھے۔" ان کا اشارہ اس کی اچانک شادی کی طرف تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں کوئی جواب دیتا وہاں موجود سیاہ آنکھوں والی لڑکی نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روکا۔

تو تم کہہ رہے ہو یہ جس لڑکی کو تم اپنے ساتھ لائے ہو، تم اس سے شادی کر چکے ہو۔ہاں؟" وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولتے ہوئے جیسے اس سب کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

میرے خیال سے میں نے یہی کہا ہے۔" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتا وہ" مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔اس لڑکی کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھرتے نظر آرہے تھے۔وہ یقیناً اپنا غصہ دبا رہی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اس کے ساتھ کھڑی اس کی ماں نے مداخلت کی۔

تم ایسے کیسے کسی سے بھی شادی کر سکتے ہو۔ہم آج یہاں تمہاری اور دونیہ" کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔اور تم کسی کو بھی بیوی کا ٹیگ پہنا کر لے آؤ گے تو کیا ہم مان لیں گے۔" تیز تیز بولتے ہوئے وہ بھی صدمے میں تھیں۔

مہرداد نے چونک کر زینب ماں کو دیکھا، انہوں نے کندھے اچکائے۔ کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں۔ اس گھر میں سب اپنی مرضی کرتے تھے۔ مہرداد نے لب بھینچ کر صوفیہ بیگم کی طرف دیکھا۔

مجھ سے پوچھے بغیر میری شادی طے کرنے والی آپ ہوتی کون ہیں؟" وہ" درشتی سے پوچھ رہا تھا۔

داد۔۔! "کب سے خاموش کھڑی کبریٰ نے تنبیہی انداز میں اس کا نام" پکارا۔

کبریٰ خالہ آپ ان کا لہجہ بھی تو دیکھیں، آخر یہ کس حق سے مجھ سے سوال" کر سکتی ہیں۔" کبریٰ کو جواب دیتا وہ دونیہ کی طرف مڑا۔" ابھی تم اپنی ماں کو

"لے کر جاؤ یہاں سے۔میں تم سے بعد میں بات کروں گا۔

تمہیں لگتا ہے میں تم سے بات کروں گی اب۔" وہ پر تپش سرخ آنکھوں" سے اسے دیکھ رہی تھی۔" چلیں ماں یہاں سے۔" اپنی ماں کو چلنے کا اشارہ کرتے وہ تن فن کرتی نکل گئی تھی۔ لیکن جانے سے پہلے دروازے کے ساتھ بنے شیلف پر رکھے ڈیکوریشن پیسز کو ہاتھ مار کر گرانا نہیں بھولی تھی۔ چھناکے کی آواز تھوڑی دیر تک گونجی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

مت دیکھیں ادھر، چلی گئیں وہ دونوں،" وہ بے زاری سے بولا۔" فکر" مت کریں۔میں مینیج کرلوں گا سب۔اور پلیز ابھی مجھ سے کوئی بھی سوال نہ کریں۔میں تھکا ہوا ہوں تھوڑی دیر آرام کروں گا۔شام کو بات کریں گے۔" اپنی بات پوری کر کے ان کا جواب سنے بغیر وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔ پیچھے زینب اور کبریٰ ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔مہرداد

ہمیشہ انہیں مشکل میں ڈال دیتا تھا۔

وہ اوپر اپنے کمرے میں آیا تو افسانے گلاس ونڈو کے ساتھ صوفے پر بیٹھی پتا نہیں کن خیالوں میں گم تھی۔ چٹکی بجاتے اس کو آنکھیں کھول کر سونے کا کہہ کر چڑاتے اپنی طرف متوجہ کیا تو جن نظروں سے افسانے نے اسے دیکھا وہ جان گیا تھا کہ یقیناً اسی کے بارے میں سوچا جا رہا تھا۔ بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی اس کے چہرے پر۔

ایسے مت دیکھو، میرا دل تمہاری آنکھوں میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔"""

بات کرتے ہوئے وہ جانتا تھا کتنا غصہ آئے گا اس کی نئی نئی بنی بیوی اور کچھ مہینے پہلے کی دشمن کو۔

تم خود ڈوب کر مر کیوں نہیں جاتے کسی ندی نالے میں۔" حسب توقع سڑا" ہوا جواب آیا تھا۔

سوچوں گا فی الحال تو سونے کا پروگرام ہے۔ تو اگر تم نے رونے دھونے کا" سیزن تھری شروع کرنا ہو تو تمہیں بتا دوں یہ ڈور ٹیرس کی طرف کھلتا ہے۔ ادھر چلی جانا۔ کیونکہ مجھے سکون سے نیند پوری کرنی ہے۔" ہاتھ سے ٹیرس کی طرف اشارہ کرتے وہ الماری سے کپڑے نکال کر واشروم میں گھس گیا تھا۔ پیچھے افسانے دانت بھینچ کر رہ گئی۔ دل تو کیا کہ اس خوبصورت کمرے کا حشر نشر کر دے پھر مہر داد کا کچھ دن پہلے کا جنونی انداز یاد آیا تو وہ جھرجھری لے کر رہ گئی۔ یہ جو اتنا مسکرا مسکرا کر بات کر رہا تھا۔ اس کے پیچھے چھپے سائیکو پیتھ کے چہرے کو وہ جانتی تھی۔ تبھی خاموش رہنا مناسب سمجھا۔

کچھ دیر بعد وہ فریش ہو کر سیاہ ٹراؤزر پر سفید ٹی شرٹ پہنے باہر آیا تو افسانے کو کمرے میں ٹہلتے ہوئے پایا۔ سر کو ٹاول سے رگڑتے شیشے کے سامنا کھڑا وہ کنکھیوں سے اسے کمرے میں ٹہلتے دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا، "آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔"

تم سے مطلب. "وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔"

مجھ سے مطلب، ہمم انٹرسٹنگ کوئسچن، لیکن ابھی مجھے نیند آرہی ہے تو" مطلب پھر کبھی بتاؤں گا۔ فی الحال تم اپنا مشغلہ جاری رکھو۔ لیکن کمرے سے باہر چلی جاؤ۔ کیونکہ تمہارے جوتوں کی آواز میری نیند میں خلل پیدا کرے گی۔ "ٹاول کو سٹینڈ پر لٹکاتے اس نے بال برش کیے اور بیڈ کی طرف بڑھا۔ بیڈ پر آڑھے ترچھے میں انداز میں لیٹتے وہ تکیہ منہ پر رکھ گیا۔ کچھ دیر وہ اسے

دیکھتی رہی کہ شاید اسے خود سے خیال آجائے۔ لیکن جب ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تو آخر اسے بولنا پڑا۔

مجھے بھوک لگی ہے۔ پہلے مجھے کچھ کھانے کو لادو پھر سو جانا۔ "تین دن پر اپر" کھانا نہیں کھایا تھا اس نے اب آنتیں بھوک سے سکڑ رہی تھیں۔

اب اگر تمہاری آواز آئی تو اٹھا کر کمرے سے باہر پھینک دوں گا۔ "نیند" بھری آواز سے اسے وارن کیا گیا۔

وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ اس آدمی کو اتنا احساس نہیں تھا کہ وہ اسے کچھ کھانے کو ہی پوچھ لیتا۔ اب وہ کیا اس نئے گھر میں اجنبی لوگوں کے درمیان کچن ڈھونڈتی پھرے گی۔

اسے رونا آنے لگا۔

وہ جا کر منہ دھو آئی تھی اور کب سے اس صوفے پر سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ پہلے تو دکھ، صدمے اور غصے سے تین دن سے کھانا پینا چھوڑا ہوا تھا۔ لیکن اب داد کے گھر اور فیملی کو دیکھنے کے بعد تھوڑی سی تسلی ہوئی تھی کہ کم از کم وہ اسے اپنے گھر لایا تھا۔ تو اب بھوک پوری طرح سے حاوی ہو رہی تھی۔

مہر داد نے نیند میں ہی کروٹ بدلی تکیہ چہرے سے ہٹا اور اس کا نیند سے غافل چہرہ افسانے کے سامنے آیا۔ وہ بے دھیانی میں اسے دیکھے گئی۔ ماتھے پر گرے سیاہ بال جو براؤن شیڈ دیتے تھے۔ کھڑی مغرور ناک، اور گلابی لب جو زرا سے نیم وا تھے۔ سبز آنکھیں جو کہ اس وقت بند تھیں۔ اس کی پلکیں بہت گھنی تھیں۔ مڑی ہوئی خوبصورت۔ وہ مشرق اور مغرب کا حسین

امتزاج تھا۔اور بلاشبہ بہت ہینڈسم تھا۔

لیکن اس سب کے باوجود بھی وہ افسانے کو زہر سے بھی برا لگتا تھا۔وجہ اس کے اعمال تھے۔وہ جب سے اس کی زندگی میں آیا تھا ایک مستقل عذاب تھا جو اس پر مسلط ہو گیا تھا۔اور اب وہ اس کے ملک ایران میں اس کے آبائی شہر تبریز میں اس کے رحم و کرم پر تھی۔

تبریز۔۔۔

شہر اولین؛

(The City Of Pioneers)

مختلف تہذیبوں کا سنگم، قدیم ایران میں جدید سا شہر، وہ شہر جو بدلتی ہواؤں کے رخ سمجھتا ہے۔جو آزاد خیال ہے۔لیکن اس شہر نے افسانے کے لئے کیا چھپا کر رکھا ہے یہ تو وقت بتانے والا تھا۔

کہتے ہیں نیند تو سولی پر بھی آجاتی ہے اور وہ تو اتنے دنوں سے اعصابی جنگ کا شکار تھی۔ آہستہ آہستہ اس کی پلکیں بھاری ہو رہی تھی۔ نیند میں جانے سے پہلے تک بھی اسے اپنا گھر یاد آرہا تھا۔ مام، ڈیڈ، بھائی، بہن اور دوست۔ کتنی پر سکون زندگی تھی اس کی۔ کتنی خوبصورت اور پر سکون زندگی تھی۔

عمر رفتہ کو ترے شہر کے بازاروں میں

ڈھونڈتے ڈھونڈتے ممکن ہے زمانے لگ جائیں

نیو یارک۔۔۔

خوابوں کا شہر، گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ بھاگتی زندگی، اور وقت کی رفتار کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے کی کوشش کرتے لوگ۔ یہ شہر خوبصورت ہے ان لوگوں کے لئے جو محنت کرنے کے عادی ہیں۔ جو جہد مسلسل ہر یقین رکھتے ہیں۔ سست اور آلسی لوگوں کے لئے یہ شہر آنسو ہے، موت ہے۔

افسانے حیدر کا شہر نیویارک، اور شہر کے ایک پر سکون حصے میں حیدر پیلس۔ افسانے حیدر کی زمینی جنت۔ یہ وہ وقت ہے جب افسانے کی زندگی میں مہر داد نامی آفت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔

شہر کے مضافات میں واقع حیدر پیلس اپنی پوری شان و شوکت سے موجود ہے۔ اس کے اندر جائیں تو ایک لڑکی نیلی جینز پر گلابی سویٹر میں ملبوس

کندھے پر بیگ لٹکائے ایک ہاتھ سے فون کان پر رکھے تیزی سے سیڑھیاں اترتی دکھائی دے رہی ہے۔

یار تم پانچ منٹ ویٹ کرو میں بس نکل ہی رہی ہوں۔" فون بند کر کے جینز" کی جیب میں ڈالتے وہ ڈائننگ روم میں داخل ہوئی۔" مما میں لیزے کے ساتھ جا رہی ہوں۔ گھر واپس آتے ہوئے تھوڑی دیر ہو جائے گی۔

افسانے! ناشتہ تو کر کے جاؤ بیٹا۔ ایسے خالی پیٹ جاؤ گی۔ اور یہ دیر سے آنے" والی کیا بات ہوئی۔ تمہیں پتا ہے رات کو ڈنر پر سب نے لازمی اکٹھا ہونا ہوتا ہے۔" سارا بیگم کو روز اپنی اولاد کو یہ اصول یاد کروانا پڑتا تھا۔

اوہو مما، میں نے جوس لیا تھا اور ناشتہ میں راستے میں کر لوں گی۔ آپ کو پتا" ہے میں اپنی ڈائٹ کا خیال رکھتی ہوں۔ لیکن ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔ آج

ہی سارا کام فائنل کرنا ہے۔اور یہ باقی سب کہاں ہیں آج ٹیبل سنسان کیوں ہے؟" وہ فریج سے باسکٹ میں فروٹ منتقل کرتے ہوئے مصروف سے انداز میں بول رہی تھی۔یہ اس کی شروع سے عادت تھی وہ کہیں بھی باہر جاتے ہوئے فروٹس کی چھوٹی باسکٹ ساتھ رکھتی تھی۔

تمہارے ڈیڈ کو ایمرجنسی میں سان فرانسسکو جانا پڑا ہے۔ صبح صبح ہی فلائٹ" تھی ان کی۔آرمینے کا تمہیں پتا ہے آج چھٹی ہے تو اس کی ابھی صبح نہیں ہوئی۔اور آریز کا مجھ سے زیادہ تمہیں پتا ہوتا ہے۔" انہوں نے تفصیل سے سب کا بتایا۔پانچ افراد پر مشتمل چھوٹی سی تو فیملی تھی۔

آریز سے بات ہوئی تھی میری۔وہ شام کو آجائے گا۔اور آپ ہم بہن بھائی" کی محبت سے جیلس نہ ہوا کریں۔" وہ مسکراتے ہوئے شرارت سے بولی۔

پھر تو یہ بھی بتایا ہو گا صاحبزادے نے کہ کہاں پر آوارہ گردی کر رہا ہے۔"
کیونکہ اس کا بزنس ٹرپ تو ختم ہو گیا ہے۔ پھر یہ ابھی تک گھر کیوں نہیں
آیا۔"اور یہ ہوا سوال نامہ شروع۔

مما یار، مجھے ابھی دیر ہو رہی ہے۔ لیزے کب سے ویٹ کر رہی ہے۔ یہ "
سوال جواب آپ آریز سے خود ہی کر لیجیے گا۔ ویسے بھی شام کو آ تو رہا ہے وہ۔
اب میں جا رہی ہوں۔" وہ جلدی جلدی بولتی ان کے دونوں گال پر پیار کرتی
یہ جا وہ جا۔ پیچھے وہ سر جھٹک کر رہ گئیں۔ ان کی چالاک اولاد کی طراریاں۔

تیز تیز قدموں سے وہ گاڑی کی طرف آئی۔ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر
بیٹھی۔ اپنا سامان پچھلی سیٹ پر پھینکنے کے سے انداز میں رکھتے ڈرائیونگ

سیٹ پر موجود بھورے بالوں والی خوش شکل لڑکی کو دیکھا۔وہ فون پر مگن تھی۔افسانے نے زراسا اچک کر دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔فون پر کسی انٹرنیشنل بزنس سیمینار کی ویڈیو کھلی ہوئی تھی۔اور ایک ہینڈسم سا لڑکا ڈائس کے پیچھے کھڑا زراسا جھک کر مائک پر کچھ بول رہا تھا۔

مس چارلیز اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو کیا میں آپ کو بتاؤں کہ ہمیں دیر ہو رہی ہے آپ مہربانی کر کے گاڑی سٹارٹ کریں۔" وہ جان بوجھ کر اونچی آواز میں بولی تھی۔لیزے کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچہ تھا۔اس نے سلگ کر افسانے حیدر کو دیکھا۔

تم سے برداشت نہیں ہوئی میری خوشی۔کتنا ہینڈسم لگ رہا تھا ریڈ،آہ،میرا" تو دل مجھ سے بغاوت کرتا ہے۔گورنمنٹ کو اس سے ٹیکس وصولنا چاہیے۔اتنا پیارا ہونا بھی جرم ہے۔اور دیر ہمیں تمہاری وجہ سے ہوئی ہے۔"فون

بند کر کے ڈیش بورڈ پر رکھتے اب وہ گاڑی سٹارٹ کر رہی تھی۔

پہلے اس کا نام تو ٹھیک طریقے سے بولنا سیکھو۔ پھر ٹیکس بھی چارج کر لینا" جب تم فنانس منسٹر بنو گی۔ اور رائڈ نام ہے اس کا۔ راااائڈ۔" افسانے نام کو کھینچتے ہوئے جیسے اس کے امریکن لہجے میں نام بگاڑنے پر افسوس کیا تھا۔

نام میں کیا رکھا ہے۔ تمہیں پتا ہے آج وہ جس سیمنار میں بول رہا ہے وہاں" تک پہنچتے لوگوں کو عمریں لگ جاتی ہیں۔ جبکہ وہ اتنی کم عمر میں بزنس ورلڈ میں اپنی ایک الگ پہچان بنا چکا ہے۔" لیزے کا ریڈ نامہ شروع ہو چکا تھا۔ پچھلے ایک ہفتے سے وہ روز ریڈ کی کوئی نئی خصوصیت پر ریسرچ کر کے افسانے کو سناتی اور جوڈی اور میلان کو بھی۔ مارک اور زیک کو بھی۔ ریسٹورنٹ میں کافی کا آرڈر لیتے داؤد کو بھی، سڑک کنارے گٹار بجاتے ہوئے نائل کو بھی۔ اس کا بس چلتا وہ پورے نیویارک کو ریڈ کے بارے میں

بتاتی۔

افسانے اب ٹیب کھولے اپنا آج کا شیڈول دیکھ رہی تھی۔وہ نیویارک واسی تھی۔ایک ایک منٹ کا حساب ہوتا تھا اس کے پاس۔

تمہیں پتا ہے ریڈ عرب ہے۔دبئی کی رائل فیملی سے تعلق ہے اس کا۔" بزنس اس کے خون میں ہے۔اور پیسے سے اسے محبت بھی بہت ہے۔اور ذہانت تو اس کی گہری سیاہ آنکھوں سے ہی چھلکتی ہے۔لیکن اس سب کے باوجود وہ بہت ڈاؤن ٹوارتھ ہے۔اور جب وہ مسکراتا ہے۔۔۔"

راستے سے کافی بھی لینی ہے ہمیں۔اوکے؟"افسانے مصروف سے انداز میں بولی۔اسے ریڈ کی تعریفیں سننے میں فی الحال کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

تم میری کوئی بات نہیں سن رہی تھی نا، تمہیں کافی زیادہ اہم لگتی ہے ریڈ"
سے۔اوہ گاڈ۔"لیزے تو جیسے صدمے میں ہی چلی گئی تھی۔

شٹ اپ ڈرامہ بند کرو، ہمیں فی الحال یونیورسٹی جانا ہے۔وہاں پر کلیرنس"
کرتے بھی ٹائم لگے گا۔تو باقی کام کب ہوں گے۔تمہارے اس ایک ہفتہ
پہلے بنے کرش رائڈ ریڈ واٹ ایور کی ہینڈسم نیس پر اظہار خیال ہم بعد میں
بھی کر سکتے ہیں۔"سنجیدہ انداز میں بولتے ہوئے آنکھوں کی شرارت واضح
تھی۔لیزے نے ہونہہ کر کے اسے دیکھا اور منہ ہی منہ بڑبڑاتے افسانے
حیدر کی بدذوقی پر افسوس کیا۔افسانے مسکرا کر واپس ٹیب کی طرف متوجہ
ہوئی۔اب پورا دن سکون سے گزرنے والا تھا کسی بھی ریڈ کے ذکر کے بغیر۔

آرمینے! آریز کو بلا کر لاؤ، کھانا لگ گیا ہے۔ دو منٹ کا کہہ کر گیا تھا اور پچھلے "
آدھے گھنٹے سے اپنے چہیتے سے فون پر بات کر رہا ہے۔ مارکیٹ،
شئیرز، ڈیمانڈ سپلائی، توبہ۔ یہ لڑکا بھی نہ اس کا بس نہیں چلتا ساری دنیا ایک
دن میں فتح کر لے، اتنا بھی کیا جنون بزنس کا۔" سارا بیگم جھنجھلاہٹ کا شکار
نظر آتی تھیں۔ اس افلاطون اولاد نے بھی آزمائش میں ڈال رکھا تھا۔

ریلیکس مما، میں ابھی بلا آتی ہوں بھائی کو۔" آرمینے نے سارا بیگم کو تسلی "
دیتے لان کی راہ لی جہاں ہر آریز اپنے "چہیتے" سے گفتگو میں مشغول تھا۔
جاتے جاتے اس نے ایک نظر ڈیکوریشن مرر میں خود کو دیکھا۔ وہ سیاہ بالوں
اور کیوٹ فیس والی سترہ سال کی لڑکی تھی۔ اسی وقت افسانے موبائل پر
انگلیاں چلاتے ڈائننگ روم میں داخل ہوئی اور اپنی کرسی سنبھالی۔ نظریں
فون پر ہی تھیں۔

رکھ دو اسے کہیں نہیں بھاگ رہا یہ۔" سارا بیگم چڑ کر فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔اس نے جلدی جلدی فون آف کر کے ٹیبل پر رکھا۔

مما یونیورسٹی کی طرف سے آئی میل چیک کر رہی تھی۔ کہہ رہے ہیں کہ " سوموار کو مجھے لازمی یونیورسٹی میں موجود ہونا ہے۔" اس نے کھانے کے ٹائم فون استعمال کرنے کی وضاحت کی۔

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا جب تمہاری پڑھائی مکمل ہو چکی ہے تو یہ اضافی " کورس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں بزنس میں انٹرسٹ ہے تو ڈگری مکمل ہے اب اپنے ڈیڈ اور بھائی کے ساتھ کام کرو۔ کیلیفورنیا، اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔" وہ جھلاہٹ کا شکار تھیں افسانے کے اس فیصلے سے۔

یہ کورس بہت ضروری ہے مما اور اتنی اچھی یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہوا ہے "

افسانے کا۔آپ کو پتا ہے کتنا ہائی میرٹ ہے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کا۔آپ کو تو خوش ہونا چاہیے آپ کی بیٹی اتنی قابل ہے۔" یہ نرم سی آواز آریز کی تھی جو آرمینے کے کندھے کے گرد بازو حمائل کیے ڈائننگ میں داخل ہوا تھا۔وہ دراز قامت سنہری آنکھوں والا چوبیس سالہ خوبرو نوجوان تھا۔ افسانے اور آریز ایک جیسے لگتے تھے۔چمکدار سنہری رنگت اور چہرے پر نرم سا ایک جیسا تاثر۔

آرمینے اور افسانے نے زور زور گردن ہلا کر اس کی تائید کی۔

مجھے اپنے بچوں کی قابلیت پر کوئی شک نہیں ہے۔میں بس اس بات پر" پریشان ہوں کہ اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔کیا نیویارک کے تعلیمی ادارے کم پڑ گئے ہیں جو یہ دوسری سٹیٹ جا کر پڑھے گی۔اور اگر جانا ہی تھا تو سان فرانسسکو کیمپس کیوں نہیں لیا اس نے۔وہاں پر ہمارا بزنس ہے،اپنا گھر

ہے اور حیدر اور تم اکثر آتے جاتے رہتے ہو۔ برکلے جانے کی کیا تک بنتی ہے۔" سارا بیگم نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں اصل مدعا سامنے رکھا۔ ساتھ ہی ان کو کھانا شروع کرنے کا اشارہ کیا۔

مما یار برکلے مین کیمپس ہے تو جب وہاں ہر ایڈمیشن ہو رہا ہے تو میں کسی" اور جگہ کیوں جاؤں۔ اور آپ اتنا پریشاں مت ہوں میں چھوٹی بچی یا بیوقوف نہیں ہوں۔ آئی کین مینیج ایوری تھنگ۔" افسانے نے انہیں تسلی دینے کی کوشش کی۔ اس ساری بحث میں آرمینے آرام سے کھانا شروع کر چکی تھی۔ یہ بحث تو کئی دن سے چل رہی تھی۔

ٹھیک ہے جیسے تم لوگوں کو بہتر لگے۔ لیکن میں بتا رہی ہوں تم ہر ویک اینڈ" گھر آؤ گی ورنہ میں وہاں آجاؤں گی۔" سارا بیگم نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔ جس پر وہ تینوں بہن بھائی مسکرائے تھے۔ افسانے سر اثبات میں ہلاتی

ان کی مزید ہدایات سن رہی تھی۔اپنی ماں کا کنسرن وہ سمجھتی تھی اور وہ پر یقین تھی کہ چھ مہینے کا یہ وقت پلک جھپکتے گزر جائے گا۔وہ واپس آکر ڈیڈ اور آریز کے ساتھ بزنس کی دنیا میں قدم رکھے گی۔لیکن کون جانتا تھا کہ یہ چھ مہینے اس کی زندگی میں ایسا بھونچال لانے والے تھے جو اس کی پوری زندگی کا نقشہ تبدیل کرنے والا تھا۔

ZNZ Zubi Novels Zone

نگاہ تو شکوہ ی آہ تو

ھرم داستان تو

گرمی جان تو

بانفس ھا

وہ صوفے پر سمٹ کر سو رہی تھی۔ گھٹنے پیٹ سے جوڑے ایک ہاتھ گال تلے رکھے وہ نیند میں بھی بے چین سی لگتی تھی۔ اس نے کروٹ بدلنی چاہی تھی، جس کے نتیجے میں وہ صوفے سے نیچے گرنے ہی والی تھی کہ جسم کا حفاظتی میکنیزم حرکت میں آتے ہی ایک جھٹکے سے اس کی آنکھیں کھل گئیں تھیں۔ وہ کچھ دیر چھت کو دیکھتی رہی۔ کچھ پل کے لئے اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہاں تھی، زرا حواس بحال ہوئے تو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے اس کا دھیان اس آواز کی طرف گیا جس نے اسے نیند میں بے چین کیا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں میوزک سسٹم رکھا تھا جس پر دھیمے سروں میں مقامی زبان میں کوئی سونگ لگا ہوا تھا۔

بہ من گفتی

تا کہ دل دریا کن

بند گیسو وا کن

ابر باران زا

شب بوی دریا

پتا نہیں کیا مطلب تھا اس گانے کا لیکن کانوں کو سننے میں بھلا لگ رہا تھا۔ داد کمرے میں نہیں تھا۔ پتا نہیں وہ کب اٹھا اور کب باہر گیا تھا۔ وہ گانے کے

ساتھ ساتھ دہرانے لگی۔

" نگاہ تو شکوہ ی آہ تو"

اسی وقت مہرداد کمرے میں داخل ہوا۔ وہ فوراً چپ ہوئی تھی۔

ارے واہ تم جاگ گئیں۔ مجھے تو لگا تھا تم۔۔۔ گئی" اس نے ہاتھ سے اوپر کی" طرف اشارہ کیا۔ افسانے نے کینہ توز نظروں سے اسے دیکھا۔

افسوس تمہاری خوشی ادھوری رہ گئی۔ میں ابھی زندہ ہوں۔" وہ اب اٹھ کر" واش روم کی طرف جا رہی تھی۔

کتنا برا سوچتی ہو تم میرے بارے میں۔ چچ چچ۔ ہاں ٹھیک ہے تم میرے"

جتنی خوبصورت اور سمارٹ نہیں ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم صدمے سے ٹپک ہی جاؤ۔ اور ابھی تو ہماری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ بہت سے حساب رہتے ہیں ابھی۔ تو جاناں تمہیں ابھی زندہ رہنا ہے۔" تپانے والی مسکراہٹ چہرے سجائے اس نے دیوار گیر الماری سے بیگ نکال کر بیڈ پر پھینکا۔

افسانے نے جواب دینے کو منہ کھولا لیکن اسی وقت ایک دم سے سر چکرایا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی وہ تیزی سے اس کی طرف آیا تھا۔ اسے بازو سے تھام کر سیدھا کیا۔ افسانے سے اپنے پاؤں پر کھڑے رہنا مشکل ہوا تھا۔ وہ اس کا بازو تھامتی اس کے سہارے بمشکل کھڑی ہوئی تھی۔

مہر داد نے ایک ہاتھ سے اسے سنبھالتے دوسرے ہاتھ کی پشت اس کے

ماتھے پر رکھی۔ بخار نہیں تھا۔ شاید کمزوری سے چکر آیا تھا۔ اسے بازو کے گھیرے میں لئے وہ صوفے تک آیا اور اسے وہاں بٹھایا۔ خود میز کے کنارے پر اس کے بالکل سامنے بیٹھا۔

تم نے واقعی دو دن سے کچھ نہیں کھایا؟" وہ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ ہاتھ بڑھا" کر اس کے گال پر جھولتی ریشمی بالوں کی لٹ کو چھونا چاہا تو وہ تنفر سے اس کا ہاتھ جھٹک گئی۔ اور گہرا سانس لے کر رخ پھیر گئی۔ اسے ایک دم سے رونا آیا تھا۔ وہ اس قسم کی صورتحال سے پہلی بار گزر رہی تھی۔ اس کا ذہن ابھی تک اس سب کو قبول نہیں کر پایا تھا۔ سب کچھ ایک خواب کی طرح لگ رہا تھا۔ برا خواب۔ ابھی اس کی آنکھ کھلے گی اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔

اس کے چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے سے نشان تھے۔ شاید وہ روتے ہوئے سو گئی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کے چہرے کا ایک ایک تاثر دیکھ رہا

تھا۔ سنہری آنکھوں میں کیا نہیں تھا، جھنجھلاہٹ، غصہ، بے بسی، بیزاری، تکلیف۔۔ وہ خوبصورت تھی۔ اسے بے ساختہ اس سے ہوا پہلا سامنا یاد آیا۔ تب اس کی آنکھوں میں نرمی تھی۔ اور خوشی کی جگمگاہٹ، اور اب اس کے چہرے پر چھایا حزن۔۔ مہرداد کو ایک دم سے کمرے میں آکسیجن کی کمی کا احساس ہوا تھا۔ وہ گہرا سانس لیتا اٹھ کھڑا ہوا۔ بنا کوئی بات کیے وہ الماری سے کپڑے نکالتا بیگ میں ٹھونس رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کا بیگ تیار تھا۔

افسانے نے اسے دیکھا۔ کیا وہ کہیں جا رہا تھا۔ کیا وہ اسے چھوڑ کر جا رہا تھا۔

تم کہاں جا رہے ہو؟" اس نے پوچھا لیکن داد نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ" بیگ اٹھاتا والٹ اور فون جیب میں ڈالتا دروازے کی طرف بڑھا۔

مہرداد!" افسانے نے پھر اسے پکارا۔ دروازہ کھولتا اس کا ہاتھ ایک پل کو تھما"

تھا۔اس نے چاہا کہ وہ مڑ کر اسے دیکھے پھر لب دانتوں کاٹتے وہ نفی میں سر ہلاتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

افسانے سن ہو کر بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔کیا وہ واقعی چلا گیا تھا۔اسے عجیب سا محسوس ہوا تھا۔لیکن وہ تو ایسا ہی تھا۔بے حس۔جب وہ یونیورسٹی میں اس سے پہلی بار ملا تھا تو تب بھی ایسا ہی تھا۔روڈ، بدمزاج۔

اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا تھا جب وہ لیزے کے ساتھ جو یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں داخل ہوئی تھی۔سب کچھ وہیں سے شروع ہوا تھا۔

"It's a beautiful day !"

افسانے نے لمبا سانس لیتے ہوئے فضا میں رچی پھولوں کی مہک کو محسوس کیا۔

"Ah California, you are love!"

اب وہ گھوم پھر کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

تمہیں پتا ہے ریڈ نے بھی کیلیفورنیا آنا ہے۔وہ اپنی کمپنی کی ایک برانچ" یہاں پر بھی لانچ کر رہا ہے۔اسی سلسلے میں آئے گا وہ۔ تین دن کا سٹے ہے اس کا۔اور میں نے ساری انفارمیشن لے لی ہے کہ وہ کس ہوٹل میں چیک ان کرے گا۔اور میں اسے ملنے بھی جاؤں گی۔"لیزے نے پورے جوش و خروش سے بولتے ہوئے افسانے کی معلومات کو اپڈیٹ کیا۔

تم اپنا بھونپو بند نہیں رکھ سکتی۔ آج ہمارا یہاں پر پہلا دن ہے اور تم نے ریڈ" نامہ شروع کیا ہوا۔" وہ جل کر بولی تھی۔ وہ دونوں اس وقت یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں موجود تھیں۔ سبز اور سفید رنگوں سے بنے انٹرنس گیٹ کے پاس۔ یہاں سے اب انہیں بزنس ڈپارٹمنٹ جانا تھا۔ جہاں پر وہ اگلے چھ مہینے گزارنے والی تھیں۔ افسانے کا ایکسائٹمنٹ لیول دیکھنے والا تھا۔

تم کبھی بھی میری خوشی میں خوش نہیں ہوتی۔" لیزے نے بھی جواباً منہ" بسورا۔

تمہاری خوشی، تم زرا جاؤ تو سہی ہوٹل انتظامیہ نے تمہیں بات کرنا تو دور" ریڈ کی شکل بھی نہیں دیکھنے دینی۔ یہ لوگ بہت مغرور ہوتے ہیں۔ اپنی پرائویسی کا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں۔" وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے

اپنے ڈپارٹمنٹ کی طرف جا رہی تھیں۔اطراف میں اور بھی بہت سے سٹوڈنٹس آ جا رہے تھے۔ہر رنگ اور نسل کے طالب علم وہاں پر موجود تھے۔کچھ سٹوڈنٹس ٹولیوں کی صورت سر جوڑے بیٹھے تھے۔فکر مندی سے ٹاپکس ڈسکس کرتے بھی ایک بے فکر سا تاثر تھا جو نظر آتا تھا۔تعلیمی ادارے بھلے کسی بھی جگہ پر ہوں ان کی وائب ایک جیسی ہوتی ہے۔

جو بھی ہو میں اس سے ضرور ملوں گی۔تم دیکھ لینا۔"لیزے نے بیگ کو" کراس کر کے پہنتے ہوئے کہا۔افسانے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

لیزے ایک بات بتاؤ۔کیا واقعی وہ تمہیں اتنا پسند آ گیا ہے؟"وہ سرسری" انداز میں پوچھ رہی تھی۔

پسند؟مجھے تو اب وہ خوابوں میں بھی دکھائی دینے لگ گیا ہے۔"وہ آنکھیں"

میچ کر بولتی افسانے کو بہت معصوم لگی تھی۔

پھر تو ملنا پڑے گا اس عربی شہزادے سے۔ کیا پتا اس سے مل کر تمہارا یہ کریز ختم ہو جائے اس کے لئے۔" وہ اپنے ڈپارٹمنٹ تک پہنچ گئی تھیں۔ اب لیزے قسمیں کھاتے ہوئے اسے یقین دلا رہی تھی کہ اس کا کریز بڑھاپے تک جائے گا۔ اور افسانے سر ہلا ہلا کر اس کی باتوں کا مذاق اڑا رہے تھی۔ آہستہ آہستہ ان کی آوازیں دور ہوتی گئیں۔ یونیورسٹی اپنی پوری شان و شوکت سے ایستادہ اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔ کیلیفورنیا واقعی خوبصورت تھا۔

آرمینے! افسانے کو فون کرو. آج اس کا پہلا دن تھا یونیورسٹی میں۔ پتا نہیں" کیسا گزرا ہو گا۔ کوئی مسلہ نہ ہوا ہو۔" سارا بیگم فکر مندی سے بول رہی تھی۔

۔اور وہ کوئی پہلی بار تھوڑی گئی ہیں She's not a kiddo مما۔۔"
یونیورسٹی جو آپ اتنا پریشان ہو رہی ہیں۔"آرمینے نے آنکھیں گھمائیں۔

تم میری ہو ماں ہو یا میں تمہاری؟ تمہیں جو کہا ہے وہ کرو۔"انہوں نے"
اس کی کمر پر دھموکا جڑا۔

اوہو ملا رہی ہوں فون کیا ہو گیا ہے۔آپ کو بس مجھ پر غصہ آتا ہے۔میں"
بھی اٹھارہ سال کی ہونے والی ہوں۔پھر آپ مجھ پر تشدد نہیں کر سکیں گی
خاتون۔"وہ ان کو چڑانے والے انداز میں بولی تھی۔آج کل اس کی ہر بات
میں یہی ذکر ہوتا تھا کہ وہ اٹھارہ سال کی ہونے والی ہے۔اس سے پہلے کہ وہ
کچھ کہتیں فون کے سپیکر سے افسانے کی آواز گونجی وہ سلام کر رہی تھی۔

افسانے مما کو دیکھو انہوں پھر مجھے مارا۔ میری کمر کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔""
بغیر سلام دعا اب وہ اسے شکایت لگا رہی تھی۔

تم نے ضرور اماں بننے کی کوشش ہو گی۔ اور ہڈی ٹوٹنا اتنا آسان ہے کیا۔ کچھ "
" بھی بولتی ہو۔

فون کا سپیکر آن تھا تو سارا بیگم اور آرمینے دونوں نے افسانے کا جواب سنا تھا۔

اللہ کرے آپ کا فون ٹوٹ جائے لیپ ٹاپ ٹوٹ جائے، اور کافی والا مگ "
بھی ٹوٹ جائے۔ پھر آپ کو میرا درد محسوس ہو گا۔" وہ فون سارا بیگم کے
حوالے کرتی پیر پٹختی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔ لیکن جاتے ہوئے ہانک
لگا کر اپنی مخصوص دھمکی لگانا نہیں بھولی۔

کرلیں آپ دونوں مجھ پر ظلم۔میں ڈیڈ، بھائی اور رے سے شکایت لگاؤں"
"گی آپ کی۔پھر دیکھنا آپ لوگ۔

سارا بیگم نے اس کی طرف دیکھے بغیر ہاتھ ہلایا جیسے کرلو جو کرنا ہے۔اب وہ افسانے سے بات کر رہی تھیں۔وہ ٹھیک تھی اور آخری کلاس لے کر اپارٹمنٹ جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔مزید دو چار منٹ اس سے بات کر کے اور بہت ساری ہدایات سنا کر انہوں نے فون بند کیا۔دل ہی دل میں اپنے بچوں کی خیریت کی دعا مانگی۔

افسانے کلاس روم سے نکل رہی تھی آرمینے کے نمبر سے کال آئی۔اس نے سلام کیا آرمینے کی آواز سنائی دی۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔وہ

ان سے بات کر رہی تھی جب لیزے کو یاد آیا کہ وہ اپنے گلاسز کلاس روم میں بھول آئی ہے۔وہ سر پر ہاتھ مارتی کلاس کی طرف بھاگی۔افسانے نے بات کر کے کال بند کرتے ہوئے مڑ کر لیزے کی تلاش میں نظر گھمائی۔وہ اسے سٹوڈنٹس سے بھرے کاریڈور میں کہیں دکھائی نہیں دی۔وہ لیزے کو بھلکڑ پن کو کوستے سیدھی ہوئی اور اسے لگا اس کا سر کسی پتھر سے لگا تھا۔دن میں تارے نظر آ گئے۔فون ہاتھ سے پھسل کر ماربل کر چکنے فرش پر ٹھاہ کی آواز سے گرا تھا۔

"What the hell, are you blind ?"

(کیا بکواس ہے۔اندھی ہو کیا تم؟)

کرخت سی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔اس نے سر اٹھا کر اس آواز

کے مالک کو دیکھا۔وہ سبز آنکھوں میں غصہ لئے اسے گھور رہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔وہ سائیڈ سے ہوتا آگے بڑھ گیا تھا۔اس کے ساتھ دو لڑکے اور بھی تھے۔

افسانے ماتھا پکڑتی نیچے بیٹھی تھی۔فون اٹھایا اور سیدھی ہوئی۔اب وہ فون کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔سکرین پر سکریچز تھے۔بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی اس کے چہرے پر۔آرمینے کی دعا پوری ہوئی تھی فون ٹوٹ چکا تھا۔اسی وقت سبز آنکھوں والے لڑکے نے گردن موڑ کر سنہری آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا تھا۔وہ لڑکی مسکراتے ہوئے اپنا فون الٹ پلٹ کر چیک کر رہی تھی۔چہرے پر نرم سا تاثر تھا۔کیا اسے غصہ نہیں آیا تھا کہ اس نے اتنے روڈ طریقے سے اسے جھڑکا تھا حالانکہ غلطی دونوں کی تھی۔وہ بھی سامنے دیکھ کر نہیں چل رہا تھا۔وہ حیران ہوا تھا۔خیر یہ کیلیفورنیا تھا۔یہاں پر ایک سے ایک نمونہ بھرا پڑا تھا۔وہ لاپرواہی سے آگے بڑھ گیا تھا لیکن وہ زندگی سے

بھرپور سنہری آنکھیں اس کی یاداشت میں محفوظ ہو گئیں تھیں۔

کیا ہوا؟ فون کیسے ٹوٹ گیا تمہارا؟" لیزے حیرت سے اس کے فون کے " دیکھ رہی تھی۔

تمہیں ڈھونڈ رہی تھی اور کسی سے ٹکرا گئی تو بس۔۔۔ گر کر ٹوٹ گیا"" افسانے نے فون کو ہوا میں لہرایا۔ "اب چلو دیر ہو رہی ہے۔" اس نے لیزے کو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ گھسیٹا۔

وہ لائبریری کی بلڈنگ سے تیز تیز قدموں سے باہر نکلتی دکھائی دے رہی تھی۔ یونیورسٹی میں اسے دو ہفتے ہونے والے۔ آج لیزا اس کے ساتھ نہیں

تھی۔ بھورے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس پشت پر بیگ پہنے ہاتھوں میں لیپ ٹاپ اٹھائے وہ اس پر بٹن پریس کرتی ہوئی آرہی تھی۔اسی وقت ٹراؤزر کی پاکٹ میں موجود فون رنگ ہوا۔ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ سنبھالتے دوسرے ہاتھ سے فون جیب سے نکالا۔اس چکر میں وہ سامنے سے آتے سٹوڈنٹس کے گروپ کو نہیں دیکھ پائی۔اور سر کسی سخت سی چیز سے ٹکرایا تھا۔وہ گھوم کر رہ گئی۔لیپ ٹاپ ہاتھ سے چھوٹا تھا اور سیڑھیوں پر پھسلتا چلا گیا تھا۔

"What the hell, don't you have eyes?"

(کیا بکواس ہے۔آنکھیں نہیں ہیں کیا تمہارے پاس؟)

کرخت سی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔وہ سبز

آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔اسی دن والا لڑکا جس سے ٹکرا کر اس کا فون ٹوٹا تھا۔افسانے نے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔لگتا تو وہ انسان تھا پھر ایسا کیوں لگا تھا جیسے وہ کسی چٹان سے ٹکرائی تھی۔

"What? Why are you staring at me ?Step aside."

(کیا؟تم مجھے گھور کیوں رہی ہو؟ہٹو سامنے سے)

وہ بیزاری سے بولا۔اس کا گروپ آگے نکل گیا تھا اور وہ لڑکی اس کا راستہ روکے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

۔"وہ خود(curse)لیپ ٹاپ بھی ٹوٹ گیا۔آہ آرمینے۔تمہارا کرس"

کلامی کرتی ایک سائیڈ پر ہو گئی جیسے اسے راستہ دیا ہو۔ ساتھ ہی پاکٹ سے فون نکالا تھا۔ آخر کس کا فون آیا تھا جس کی وجہ سے یہ سب ہوا تھا۔

سبز آنکھوں والے لڑکے نے گردن موڑ کر دیکھا اب وہ لڑکی فون کان سے لگائے ٹوٹ چکا لیپ اٹھا رہی تھی۔ یہ دوسری بار تھا۔ اس چہرے پر وہی نرمی تھی جو پہلے ٹکراؤ میں نظر آئی تھی۔ یا تو وہ بہت امیر تھی یا صبر اور برداشت کا مادہ بہت زیادہ تھا اس میں۔ عجیب۔ وہ اپنے دوستوں کی طرف مڑ گیا جو اسے ہاتھ ہلا کر بلا رہے تھے۔

"رے، تمہیں پتا ہے تمہاری وجہ سے میرا لیپ ٹاپ گر کر ٹوٹ گیا۔ اب تم مجھے نیا لیپ ٹاپ گفٹ کرو گے۔ لیٹسٹ ماڈل۔ یہ تمہاری پنلٹی ہے اب۔" وہ مسکراتے ہوئے شوخ لہجے میں بول رہی تھی۔ ساتھ ہے گردن موڑ کر اس سبز آنکھوں والے لڑکے کو دیکھا جو اپنے دوستوں کے ساتھ لائبریری

میں داخل ہوتا نظر آرہا تھا۔سیاہ بالوں کے ساتھ سبز آنکھیں۔وہ امریکی نہیں لگتا تھا۔وہ سر جھٹک کر فون کی طرف متوجہ ہوئی۔

آخر ہم جا کہاں رہے ہیں۔"لیزے نے کوئی دسویں بار سوال کیا تھا۔"

جب پہنچیں گے دیکھ لینا۔"افسانے نے نو بار کا دیا جواب دسویں بار پھر" دہرایا۔

ہمیں شاپنگ جانا تھا اگر تمہیں یاد ہو تو۔"وہ اب کار کی ونڈو سے باہر دیکھ" رہی تھی۔

مجھے یاد ہے۔اور یہ بھی یاد ہے کہ برکلے میں گزارے ہمارے اس ایک" مہینے میں تم نے پندرہ بار شاپنگ کی ہے۔"وہ سگنل پر گاڑی روکتے ہوئے بولی۔

تم کاؤنٹ کرتی رہی ہو؟"لیزے منہ کے زاویے بگاڑے۔"

ہاں جی۔اور اب تم منہ بند رکھو ہم پہنچنے والے ہیں۔"افسانے نے فرنٹ" مرر میں خود کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک شاندار سے ہوٹل میں داخل ہوتی دکھائی دے رہی تھیں۔

مجھے اپنے بھائی سے کچھ چیزیں لینی ہیں۔ہم اسی کے پاس آئے ہیں۔"اب"

وہ لیزے کو اپنے ادھر آنے کا مقصد بتا رہی تھی۔

آریز سے؟ تم نے بتایا نہیں میں اپنا حلیہ ہی ٹھیک کر آتی۔ تم افسانے اچھا" نہیں کرتی میرے ساتھ۔ آریز۔ مائی فرسٹ کرش۔ اگر اس کا دل پہلے سے ہی کسی چڑیل کا دیوانہ نہ ہوتا تو وہ میرا ہوتا۔" وہ بالوں کو ہاتھوں سے سیدھا کرتے ہوئے اس پر مصنوعی سا خفا ہو رہی تھی۔ افسانے سر جھٹک کر رہ گئی۔ لیزے کے ڈرامے۔ اب وہ دونوں ویٹنگ ایریا میں رکھے آرام دہ صوفوں پر بیٹھ چکی تھیں۔

السلام علیکم!" نرم سی آواز میں سلام کیا گیا۔ افسانے نے مسکراتے ہوئے" سر اُٹھایا۔ سامنے ہی آریز اپنی نرم سے مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ سلام کا جواب دیتے ہوئے اٹھ کر اس کے گلے لگی تھی۔ افسانے کو بازو کے حلقے میں لئے اب وہ لیزے کا حال پوچھ رہا تھا۔ وہ مسکرا کر جواب دے رہی

تھی۔افسانے نے ابرو اچکاتے آریز کو دیکھا۔وہ اس کا سوال سمجھ گیا۔

رے بھی ہے میرے ساتھ۔وہ کال سننے رک گیا تھا آتا ہی ہو گا۔"وہ" بولتے ہوئے سامنے رکھے صوفے پر براجمان ہوا۔

مرحبا!"بھاری خوبصورت آواز پر افسانے مسکراتے ہوئے مڑی تھی۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی ٹھاہ کی آواز آئی تھی۔اس نے پلٹ کر دیکھا تو لیزے کا بیگ زمین بوس نظر آیا۔اور وہ خود یک ٹک سامنے نظر آتے سیاہ چمکتی آنکھوں والے شخص کو دیکھ رہی تھی۔افسانے نے گلا کھنکارا۔

یہ لیزے ہے میری دوست،اور لیزے یہ رائد ہے۔رائد بن طلال۔"اس" نے تعارف کی رسم نبھائی۔رائد اب لیزے سے اس کا حال پوچھ رہا تھا۔جبکہ وہ تو جیسے کوما میں چلی گئی تھی۔وہ ٹی وی سے زیادہ سامنے سے پیار الگ رہا تھا۔

افسانے کے بازو ہلانے پر وہ ہڑ بڑا کر ہوش میں آئی تھی۔ چہرہ لال ہو گیا تھا۔ لیزے نے افسانے کو دیکھا اور افسانے ہنستے ہوئے اسے وضاحت دے رہی تھی۔ آریز کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی۔ رائد سنجیدہ سا جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

اسی وقت دو سبز آنکھوں نے افسانے کے ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا۔ وہ وہاں اپنے دوست سے ملنے آیا تھا۔ اور سامنے ہی وہ لڑکی نظر آئی تھی۔ شرارت سے ہنستے ہُوئے وہ جیسے اپنے کمفرٹ زون میں تھی۔ ہمیشہ اس کے ساتھ نظر آنے والی اس کی دوست اس کے ساتھ تھی۔ اس کے ساتھ ایک سنہری آنکھوں والا دراز قد لڑکا بھی تھا۔ وہ افسانے سے مشابہت رکھتا تھا۔ دوسرے دراز قامت لڑکے کا چہرہ سامنے نہیں تھا۔

وہ سبز آنکھیں سکیڑے اسے دیکھے گیا۔ڈیپارٹمنٹ ایک ہونے کی وجہ سے وہ لڑکی اسے یونیورسٹی میں کئی بار دکھائی دی تھی۔ لیکن ایسے کھلکھلا کر ہنستے وہ اسے پہلی بار دیکھ رہا رہا تھا۔اسے عجیب سا احساس ہوا تھا۔وہ لڑکی عجیب طرح سے اسے اٹریکٹ کرتی تھی۔

مہرداد! کہاں گم ہو کب سے بلا رہا ہوں۔"اس کے دوست کی آواز آئی۔وہ سر جھٹک کر دوست کی طرف متوجہ ہو گیا۔لیکن ذہن میں وہ ہنسی نقش ہو گئی تھی۔

سنہری آنکھوں سے ہنستی ہوئی افسانے اور سبز آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا ایران کا مہرداد۔دیوار گیر کھڑکیوں سے چھن کر آتی روشنی نے یہ منظر دیکھا تھا۔قسمت نے ان کے لئے کیا طے کیا تھا۔یہ تو وقت بتانے والا تھا۔

اپنے پیچھے کمرے کا دروازے بند کرتے ہوئے اس نے گہرا سانس لیا تھا۔اس کی سبز آنکھوں میں بے چینی تھی۔اس لڑکی کو یوں بے بس ٹوٹا ہوا دیکھ کر اسے خوشی ہونی چاہیے تھی تو پھر یہ بے چینی کیوں ہوئی تھی۔وہ سر جھٹکتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔نیچے پہنچا تو سامنا زینب ماں سے ہوا۔

کہیں جا رہے ہو داد؟ لیکن آج تو تم آئے تھے۔پھر کہا جا رہے ہو؟" وہ اس" کے کندھے پر لٹکا بیگ دیکھتے ہوئے بولیں۔

سہند جا رہا ہوں۔ تھوڑا کام ہے۔کچھ دن ابو بکر کی طرف رکوں گا۔اپنا" خیال رکھیئے گا۔" وہ ایک ہی سانس میں ان کو جواب دیتا باہر نکل گیا تھا۔ انہوں نے اسے آواز دی تھی۔لیکن وہ ان سنی کر گیا تھا۔

وہ پریشان سی دروازے کو دیکھ رہی تھیں جس سے وہ گیا تھا۔ پھر سیڑھیوں کی طرف نظر گھمائی۔اس لڑکی کے بارے میں کچھ بتا کر بھی نہیں گیا تھا۔

گاڑی کو تیزی سے روڈ پر لاتے وہ مسلسل افسانے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جسے پیچھے چھوڑ تو آیا تھا لیکن اب اس کی سنہری روئی روئی آنکھیں ڈسٹرب کر رہی تھیں۔

اسے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں گزارے دن یاد آئے۔ سنہری آنکھوں والی لڑکی سے وہ جب بھی ٹکرایا تھا اس کے کسی نہ کسی نقصان کی وجہ بنا تھا۔ اسے وہ دن یاد آیا جب وہ اسے ہوٹل لابی میں اپنے بھائی اور دوستوں کے ساتھ نظر آئی تھی۔زندگی سے بھرپور ہنسی،اور بے فکری۔

اور جب وہ حلیمہ کے ساتھ اس کی دوست کے فلیٹ پر گیا تھا تو اسے امید نہیں تھی کہ وہ اسے وہاں دیکھے گا۔ وہ ملاقات یاد کرتے اس کی سبز آنکھیں مزید گہری ہوئی تھیں۔

حلیمہ، تم نے کہا تھا تمہاری دوست کا فلیٹ نزدیک ہے۔ بس پانچ منٹ کی" ڈرائیو ہے۔ اور اب ہمیں آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے لیکن اپارٹمنٹ بلڈنگ کا نام و نشان نظر نہیں آیا۔" وہ بیزاری سے بول رہا تھا۔ اچھا بھلا وہ مووی دیکھنے جا رہے تھے کہ راستے میں حلیمہ کو یاد آیا تھا کہ وہ لڑکی تو اسی روٹ پر کسی اپارٹمنٹ بلڈنگ میں رہتی ہے جس کے پاس اس کی واچ رہ گئی تھی۔

اور تم اپنی چیزیں سنبھال کر کیوں نہیں رکھتی۔ نہ تم اپنی واچ ریسٹ روم"

میں بھولتی نہ اس لڑکی کو ملتی اور نہ اب ہمارا وقت ایسے برباد ہو رہا ہوتا۔" وہ واقعی بیزار تھا جو اتنا بول رہا تھا۔ ورنہ تو گن کر دو چار فقرے بولتا تھا وہ۔

اوہو داد کیا ہو گیا ہے۔ تھوڑا سا دیر سے پہنچے تو بھی کوئی مسلہ نہیں ہے۔""

حلیمہ اپنے فون کا کیمرہ آن کیے لپ اسٹک ہونٹوں پر پھیر رہی تھی۔ وہ کافی خوبصورت تھی۔ براؤن ڈائی شدہ سٹریٹ بال اور سفید بے داغ چمکتی رنگت۔

جواباً مہر داد نے کوفت دیکھا تھا۔ واحد حلیمہ تھی جس کی بات وہ سن لیتا تھا اور مان بھی لیتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ کے باہر کھڑے ڈور بیل بجا رہے تھے۔ دروازہ کھلا اور مسکراتی ہوئی ایک لڑکی سامنے آئی۔ شکل سے وہ انگریز لگتی تھی۔ داد کو

یاد آیا کہ اس نے اسے سنہری آنکھوں والی لڑکی کے ساتھ کئی بار دیکھا تھا۔

کیسی ہو لیزے؟ شکر ہے تم نے فون کر دیا۔ ہم ویسے بھی اسی روٹ سے جا" رہے تھے۔" حلیمہ کی بات پر دادا نے سلگ کر اسے دیکھا تھا۔ وہ یہاں سے بالکل بھی نہیں گزر رہے تھے۔ لیکن خیر۔

لیزے اب انہیں اندر بلا رہی تھی۔

اندر داخل ہوتے دادا نے طائرانہ نظروں سے پورے فلیٹ کا جائزہ لیا۔ فلیٹ بہت آرٹسٹک انداز میں بنایا گیا تھا۔ اس کا سٹرکچر، فرنیچر، دیواروں پر لگی پینٹنگز۔ ہر چیز سے امارت چھلک رہی تھی۔ برکلے کے اتنے مہنگے علاقے میں ایسا فلیٹ افورڈ کرنا یقیناً وہ لڑکی ویل آف فیملی سے تھی۔

اسی وقت ایک لڑکی ہاتھوں میں کافی کا مگ لئے اچانک سے مہرداد کے عین سامنے نمودار ہوئی تھی۔اس نے پوری کوشش کی تھی کہ تصادم سے بچ سکے لیکن ٹکر ہو ہی گئی۔ لڑکی کے ہاتھ میں موجود مگ زمین بوس ہوا تھا اور کرچیوں میں بٹ گیا تھا۔مگ میں موجود کافی مہرداد کے جوگرز میں مقید پیروں پر بھی گری تھی۔

اس لڑکی نے پہلے نیچے گرے کافی کے مگ کو دیکھا پھر سر اوپر اٹھاتے اس پتھر کو دیکھا جس سے ٹکرا کر اس کا فیورٹ مگ ٹوٹ چکا تھا۔

سنہری آنکھیں سبز آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔مہرداد نے دیکھا وہ حیران ہوئی تھی۔ جیسے وہ اسے وہاں پر دیکھنے کی توقع نہیں کر رہی تھی۔افسانے فوراً سے ایکسکیوز کرتی وہاں سے چلی گئی تھی۔لیزے اب معذرت کرتی میڈ کو آوازیں دے رہی تھی کہ وہ آکر وہاں بکھرے ٹوٹے کانچ کے ٹکڑوں کو

سمیٹے۔ مہرداد نے ایک پل کو اس کمرے کی طرف دیکھا جہاں وہ لڑکی گم ہوئی تھی۔ پھر لیزے کی معیت میں لاؤنج میں رکھے صوفوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔

بالکل پرفیکٹ ٹائم پر آئے ہیں آپ لوگ۔ میں اپنے لئے کافی بنانے جا رہی تھی۔ مل کر پی لیتے ہیں۔" لیزے خوشدلی سے بولی۔ حلیمہ نے منع کرنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس سے پہلے ہی مہرداد کی آواز آئی۔

شیور، ہم یقیناً آپ کے ہاتھ کی بنی کافی پینا چاہیں گے۔" وہ مسکرا کر بولتے ہوئے حلیمہ کو حیران کر گیا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے مہرداد کو دیکھا۔ اس نے مسکرا کر پلکیں جھپکیں۔ حلیمہ سر جھٹکتی فون نکال کر باقی دوستوں کو میسج کرنے لگی کہ وہ دیر سے آئیں گے۔

افسانے سیدھا کمرے میں آئی تھی اور آرمینے کو فون ملایا۔

"تم مجھے یہ بتاؤ، تم نے فون لیپ ٹاپ اور مگ کے علاوہ کوئی اور چیز ٹوٹنے کی بددعا تو نہیں کی نہ؟ یاد کر کے بتاؤ۔اور صرف ٹوٹنے کی بات کی تھی یا کس طریقے سے ٹوٹیں اس پر بھی کوئی گوہر افشانی کی تھی؟" دوسری طرف سے فون آن ہوتے ہی وہ اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہیں۔کونسا لیپ ٹاپ فون توڑنے کا کہا میں نے۔اور یہ آپ کے میسز کو کیا ہوا؟ سلام دعا ہیلو ہائے کے بغیر ہی شروع ہو گئی ہیں۔" آرمینے شاید نیند سے اٹھی تھی۔آواز بھاری ہو رہی تھی۔

افففف کچھ نہیں تم سو جاؤ۔"افسانے ٹھک سے فون بند کر گئی۔"

اور بھیجیں ان کو کیلیفورنیا، دماغ پر اثر ہو گیا ہے۔"افسانے بڑبڑا کر کہتی" واپس کمبل میں گم ہو گئی تھی۔

اب افسانے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔جب بھی اس کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹتی تھی وہی کیوں ہوتا تھا سامنے۔وہ آئینے کے سامنے رکی۔اپنا جائزہ لیا۔ بلیک پورے بازو والی ٹی شرٹ پر براؤن کھلے ٹراؤزر میں ملبوس۔بال بے ترتیب سے جوڑے کی شکل میں کیچر میں قید تھے۔آنکھوں کے کنارے زرا سے سوجے ہوئے لگتے تھے جیسے ابھی سو کر اٹھی ہو۔اس نے بالوں کو کھول کر ہاتھ سے ہی سیٹ کرتے واپس سے کیچر میں باندھے اور باہر کی راہ لی۔ اب دوبارہ کافی بنانی پڑے گی پہلے والی تو ضائع ہو گئی تھی۔لیزے تو شاید نہ بنائے۔وہ ابھی تک اس بات پر ناراض تھی کہ اسے رائد کے بارے میں پہلے

کیوں نہیں بتایا افسانے نے۔اور اس کی ناراضی ایسی تھی کہ وہ خود افسانے کی بنائی ہوئی چیزیں کھا جاتی تھی۔اس کے مفلر سٹالر کوٹ جاگرز سب پر اس کا حق تھا۔لیکن ہاں وہ کیونکہ ناراض تھی تو اس لئے وہ اس کے کام کرنے سے سوچتے افسانے کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ قاصر تھی۔لیزے کا

وہ باہر آئی تو وہ لڑکا اور اس کی دوست سامنے ہی صوفے پر بیٹھے دکھائی دیے۔ وہ مروت نبھانے کو چلتی ہوئی ان کے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی۔

میں افسانے ہوں۔افسانے حیدر۔لیزا اور میں اکٹھے رہتے ہیں ادھر۔آپ" حلیمہ ہیں شاید، جن کی واچ لیزے کے پاس رہ گئی تھی۔"اس نے خود ہی بات شروع کی مہمان تو بولنے پر آمادہ نظر نہیں آتے تھے۔

"Nice to meet you Afsaneh!"

اس کی اتنی لمبی بات کے جواب میں اتنا سا جواب آیا تھا اس لڑکی کی طرف سے۔اور لڑکا سیدھا افسانے کو دیکھ رہا تھا۔خاموشی سے۔

افسانے نے پہلو بدلا۔وہ آخر اتنا گھور کر کیوں دیکھ رہا تھا۔

آپ امریکی ہیں؟ شکل سے لگتی تو نہیں ہیں مس افسانے حیدر۔"سبز" آنکھیں ابھی بھی اسے گھور رہی تھیں۔

میں پاکستانی اور یجن امریکن نیشنل ہوں۔اور شکل سے آپ بھی امریکی" نہیں لگتے مسٹر۔۔۔؟"اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

مہرداد، مہرداد رضا۔ایران سے۔"وہ اب بھی چبھتی ہوئی نظروں سے اسے"

دیکھ رہا تھا۔

ایران کے ذکر پر افسانے نے اوہ کی صورت لبوں کا سکیڑا تھا۔

"لگتا ہے ایران کے بارے میں کافی کچھ سن چکی ہیں آپ۔" وہ اب سر سے پیر تک اس تک جائزہ لے رہا تھا۔افسانے جز بز ہوئی۔اس ایرانی کا انداز عجیب سا تھا۔

Zubi Novels Zone

"زیادہ نہیں کیونکہ میرا جنرل نالج کچھ خاص نہیں ہے۔بس اتنا کہ امریکہ اور ایران کے درمیان کچھ ٹینشن ہے کافی سالوں سے۔" افسانے کی زبردستی طاری کی ہوئی مسکراہٹ اب غائب ہو چکی تھی۔

"ٹینشن،اچھا نام دیا ہے آپ نے۔" وہ دونوں ابرو اچکا کر مذاق اُڑانے والے

انداز میں بولا۔ نظریں ابھی بھی افسانے پر تھیں۔بظاہر کچھ غلط نہیں تھا اس کے انداز میں۔افسانے نے لب بھینچے۔

مسٹر داد کیا آپ مجھے گھورنا بند کریں گے پلیز۔"وہ اب سنجیدگی سے اس" سے پوچھ رہی تھی۔

نہیں۔"یک لفظی جواب آیا تھا۔"

ایسے بدلحاظ جواب پر افسانے کے ساتھ حلیمہ بھی حیران ہوئی تھی۔

کیوں؟"اس نے پوچھا۔سامنے والے نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔"

افسانے اسے دیکھتی وہاں سے اٹھ گئی۔عجیب ہی شخص تھا وہ۔

اسی وقت لیزے کافی لے آئی تھی۔

افسوں! تمہارے لئے بھی بنائی ہے۔آجاؤ تم بھی۔"لیزے آنکھیں" گھماتے ہوئے بولی۔اور جیسے کہ ان کا اصول تھا کہ آپس میں بھلے جتنی ناراضی ہو باہر والوں کے سامنے سب اچھا ہے شو کروانا ہے۔افسانے اس کا شکریہ ادا کرتی کافی کا مگ لے کر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔مزید اس بد تہذیب شخص کی نظروں کا سامنا کرنے کا اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

کافی ختم کرتے ہی وہ اٹھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔حلیمہ جلدی جلدی لیزے سے واچ لیتی اس ک شکریہ ادا کرتی مہرداد کے پیچھے بھاگی تھی۔

لیزے نے حیرت سے کندھے اچکائے۔دنیا عجیب و غریب نمونوں سے بھری پڑی تھی۔

یہ کیا تھا؟" حلیمہ نے داد کی طرف رخ پھیرا۔"

کیا کیا تھا؟" اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔"

سیریسلی؟ تمہیں نہیں پتا میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں۔ تمہیں" زرا سا بھی اندازہ ہے کہ کتنا عجیب بیہیو کر کے آئے ہو تم ابھی؟" وہ اپنی آواز اونچی کرتے ہوئے بولی۔ مہرداد نے ناگواری سے اسے دیکھا۔اس نے گاڑی کو سائیڈ پر روکا۔

اترو۔"اب وہ سامنے دیکھتا اسے گاڑی سے نیچے اترنے کا کہہ رہا تھا۔ حلیمہ "
نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیا مطلب۔۔ تم مجھے ایسے یہاں پر چھوڑ کر چلے جاؤ گے ؟" وہ ششدر "
تھی۔ وہ روڈ تھا بد تمیز تھا لیکن اس کے ساتھ کبھی ایسا نہیں کیا تھا۔

دادنے کوئی جواب دیے بغیر زرا سا اس کی طرف جھک کر اس کی سائڈ سے
دروازہ کھولا اور سیدھے ہوتے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جیسے دفع ہونے کا
کہہ رہا ہو۔ حلیمہ کو لگا اگر وہ گاڑی سے نہ اتری تو وہ اسے دھکا دے کر باہر
پھینک دے گا۔اس کے نیچے اترتے ہی وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا تھا۔
پیچھے وہ اسے کوستے ہوئے اپنا فون نکال رہی تھی تاکہ کسی کو کال کر کے مدد
کے لئے بلائے۔

وہ گاڑی بھگاتا افسانے حیدر کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔اس کی دوست نے اسے افسوں بلایا تھا۔اور اس نام کو سن کر کیا کیا نہ یاد آیا تھا اسے۔

کسی گاڑی نے ہارن دیا تھا۔وہ چونک کر ماضی سے حال میں واپس آیا۔جلدی سے گاڑی کو سائیڈ پر کرتے اس نے پیچھے آتی گاڑی کو راستہ دیا۔

افسانے حیدر جب سے اس کی زندگی میں آئی تھی اس کا فوکس خراب ہو رہا تھا۔اسے اپنی سوچوں پر کنٹرول نہیں رہا تھا۔اور یہ بالکل بھی اچھا نہیں تھا۔وہ لب بھینچے گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا۔

مہرداد کو گئے کافی دیر ہو گئی تھی۔بد تمیز انسان۔وہ اسے کوستی ہمت کرتی اٹھی بال برش کر کے ایک نظر کمرے کو دیکھا۔جا کر میوزک سسٹم کو بند کیا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔سیڑھیوں کے سرے پر کھڑے ہو کر کچھ لمحوں کے لئے وہ پر سوچ نگاہوں سے سیڑھیوں کو دیکھتی رہی پھر سر جھٹکتی قدم قدم سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔

اب کچن کہاں ڈھونڈے۔کوئی نظر بھی نہیں آرہا تھا۔کہیں سے آوازیں آ رہی تھی۔وہ آوازوں کی سمت کا تعین کرتی اسی طرف چل دی۔ادھ کھلا دروازہ تھا جس کے پار سے آوازیں آرہی تھیں۔اس نے ہاتھ سے دروازہ دھکیلا تو سامنے کا منظر واضح ہوا۔

یہ دروازہ لان کی طرف کھلتا تھا۔ایک عورت کرسی پر بیٹھی تھی۔اس کے سامنے کچھ لوگ لائن میں کھڑے تھے۔شاید ملازم تھے۔وہ ماتھے پر بل ڈالے ان کو کچھ کہہ رہی تھی جب اس کی نظر افسانے پر پڑی۔ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنی طرف بلایا۔وہ قدم قدم چلتی ان کی طرف بڑھی اور کرسی گھسیٹ کر ان کے سامنے بیٹھی۔

وہ انہیں پہچان گئی تھی۔وہ زینب تھیں۔

انہوں نے مزید کچھ ہدایات کر کے ملازمین کو جانے کا اشارہ کیا اور افسانے کی طرف متوجہ ہوئیں۔

تمہارا نام کیا ہے۔؟"اب وہ نرمی سے اس استفسار کر رہی تھیں۔جبکہ" نظروں سے اسے سکین کیا تھا۔صبح والی جینز شرٹ پر اس نے سٹالر لیا ہوا تھا۔

کوٹ ندارد تھا۔

افسانے حیدر۔" وہ سپاٹ انداز میں بولی۔ذہنی طور پر خود کو اس انٹرویو کے " لئے تیار کیا۔کچھ دیر کو وہ خاموش ہو گئیں۔جیسے یہ نام سن کر انہیں کچھ یاد آیا ہو۔

بہت پیارا نام ہے۔" رسمی تعریفی جملہ۔افسانے بیزار ہوئی۔"

مہرداد کو کب سے جانتی ہو؟" اور یہ آیا دوسرا سوال۔"

چھ مہینے پہلے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔اور رہی بات اسے جاننے کی تو۔۔مجھے " ایسا کوئی شوق لاحق نہیں۔" وہ اپنے انداز کی بیزاری کو چھپا نہیں پائی۔

میں یہ نہیں کہوں گی کہ مہرداد بہت اچھا ہے۔یا اس جیسا کوئی نہیں۔لیکن" ایک بات میں یقین سے کہہ سکتی ہوں تم اس کے لئے بہت اہم ہو۔تم جو بھی ہو۔جہاں سے بھی آئی ہو۔اس کے لئے اہم ہو۔ تبھی وہ تمہیں یہاں پر لایا ہے۔" وہ اب نرمی سے اسے بتا رہی تھیں۔

جس طرح وہ اسے یہاں چھوڑ کر گیا تھا اسے اچھے سے پتا چل رہا تھا وہ کتنی اہم ہے۔وہ خاتون شاید اسے اچھا محسوس کروانے کے لیے صرف نظر کر رہی تھیں۔

اس کے لئے اہم ہوں یا نہیں اس سے مجھے فرق نہیں پڑتا۔لیکن میں یہاں" پر زیادہ عرصہ نہیں رہنے والی۔میں چلی جاؤں گی بہت جلد۔" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

تم نے جانا ہوتا تو یہاں کبھی نہیں آتی۔ مہرداد کو جانتی ہوں میں۔ وہ تمہیں" اگر یہاں لایا ہے تو وہ تمہارے لئے واپس جانے کے سارے دروازے بند کر کے آیا ہو گا۔ وہ بہت شدت پسند ہے۔ نفرت میں بھی اور محبت میں بھی۔ اور یہاں پر تمہارے لئے زندگی آسان نہیں ہو گی۔" وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔ ایک طرف وہ اسے کہہ رہی تھیں کہ وہ اہم تھی اور پھر اسے زندگی مشکل ہونے کے بارے میں وارن بھی کر رہی تھیں۔ افسانے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ اسی وقت ملازمہ وہاں آکر چائے سرو کرنے لگی۔ چائے کے ساتھ لوازمات دیکھ کر افسانے نے بے ساختہ زینب کی طرف دیکھا۔ وہ نرمی سے مسکرائیں۔

مجھے پتا ہے تمہیں بھوک لگی ہو گی۔ شروع کرو۔" وہ ٹیبل کی طرف اشارہ" کرتے ہوئی بول رہی تھیں۔

اس کے بعد مزید کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ خاتون اسے اپنے گارڈن میں لگے پودوں کے بارے میں بتاتی رہیں اور وہ چائے اور مختلف سنیکس کے ساتھ انصاف کرتی رہی۔ پھر انہوں نے اسے کہا کہ وہ جا کر فریش ہو جائے، کسی سے ملاقات کروانی تھی اس کی۔

وہ کمرے میں آئی تو فون بج رہا تھا۔ آرمینے کال کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ اس نے فون کان پر رکھا۔

السلام علیکم ایران والوں۔" آرمینے کی چہکتی ہوئی آواز فون کے سپیکر سے" گونجی۔

وعلیکم السلام! کیسی ہو مینے؟" وہ بیڈ پر نیم دراز ہوئی۔"

میں ایک دم شائن ہوں۔ لیکن ممار ہنے نہیں دے رہیں۔ پھر سے پاکستان" چلنے کا کہہ رہی ہیں۔ کسی کی شادی ہے۔" وہ بسورتی آواز میں بول رہی تھی۔

تو کیا ہوتا ہے چلی جاؤ نہ ان کے ساتھ۔" اس نے جمائی لی۔ چائے کا اثر تھا" کہ اسے پھر سے نیند آ رہی تھی۔

ایسے ہی چلی جاؤں۔ پچھلی بار جب میں گئی تھی پاکستان سب نے اتنا مذاق" اڑایا تھا۔ میں کوئی نہیں جا رہی اب۔ وہاں کے لوگ اچھے نہیں ہیں۔" وہ خفا انداز میں بولی۔

تم مت جاؤ۔ منع کر دو۔ ویسے کب جانا ہے؟" وہ اب کمفرٹر لیتی کروڑ کے"

بل لیٹ گئی تھی۔آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

پتا نہیں کچھ دن میں جانا ہو گا۔اور افسانے میں اتنا اہم مسلہ سنا رہی ہوں اور " آپ کو نیند آ رہی۔افسوس کی بات ہے. "آرمینے اس کے انداز سے سمجھ گئی تھی کہ وہ نیند میں جا رہی تھی۔

یہ کوئی پرابلم نہیں ہے۔تم ڈیڈ سے کہہ دو سمپل۔اور اب میں سونے لگی " ہوں۔اللہ حافظ۔"اس نے فون بند کر کے بیڈ سائڈ ٹیبل پر پھینکا اور کمفرٹر منہ تک تان لیا۔زینب نے اسے کسی سے ملاقات کراونے کا کہا تھا۔یہ اس کے ذہن سے نکل چکا تھا۔

آرمینے نے جھلا کر فون کو ٹیبل پر پٹخا۔ حد ہے اسے کوئی سیریس ہی نہیں لیتا تھا۔ وہ پیر پٹختی کمرے سے باہر نکل گئی۔ رخ کچن کی طرف تھا۔ غصے میں اسے بھوک بہت لگتی تھی۔

وہ کچن میں آئی تو سارا بیگم وہاں پر موجود تھیں۔ ان کو نظر انداز کرتے وہ فریج تک گئی۔

ہاں تو پھر بتاؤ۔ کس کس کو شکایت لگائی ہے؟" سارا بیگم چڑانے والے انداز" میں اس سے پوچھ رہی تھیں۔ وہ بنا کوئی جواب دیے منہ پھلائے جوس گلاس میں انڈیل رہی تھی۔

مجھے پتا ہے کہ تمہارا خود کا بھی بہت دل کر رہا ہے پاکستان جانے کا۔ لیکن" اب ماں کو نخرے بھی تو دکھانے ہیں نہ۔" انہوں نے اس کا بھانڈا پھوڑا۔ اور

یہ سچ تھا۔ پاکستان اسے پسند تھا لیکن وہاں کے کچھ لوگ پسند نہیں تھے۔

میں اپنی مرضی سے شاپنگ کروں گی۔" وہ اب منہ پھلائے اپنی شرائط پر آ" رہی تھی۔ سارا بیگم مسکراتے ہوئے سن رہی تھیں۔ انہیں پتا تھا لسٹ لمبی ہونے والی ہے۔

نیویارک کے مرکز میں بیس منزلہ عالیشان عمارت اپنی پوری شان و شوکت سے ایستادہ تھی۔ اس عمارت کے مرکزی آفس میں اس وقت حیدر صاحب لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ پچپن سال کے لگ بھگ سنجیدہ مزاج شخص تھے۔ بھورے بال زہین سنہری آنکھیں، جیسی افسانے اور آریز کی تھیں۔

اسی وقت انٹر کام بجا۔ان کی سیکریٹری کسی کی آمد کی اطلاع دے رہی تھی۔
وہ مسکرا کر اجازت دیتے لیپ ٹاپ بند کر کے اٹھے۔آنے والے کا استقبال وہ خود کرنے والے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں ایک ڈیسنٹ سی پرسنیلٹی کا مالک شخص اندر داخل ہوا۔
سیاہ چمکدار آنکھیں سنہری آنکھوں سے ملیں۔وہ باوقار چال چلتے اس تک گئے اور دونوں بازو پھیلائے۔

طلال! میرے دوست!"ان سے معانقہ کرتے ان کا نام لیا۔"

تھوڑی دیر بعد وہ گلاس وال کے ساتھ آرام دہ صوفوں پر براجمان باتوں میں مصروف نظر آتے تھے۔

"حیدر تم نے ٹھیک نہیں کیا افسانے کے ساتھ۔ فاطمہ بھی بہت اپ سیٹ ہے۔" انہوں نے اپنی بیگم کا نام لیا۔ "تم ہمیشہ سے جانتے ہو کہ ہم نے رائد کے لئے افسانے کا سوچا ہوا تھا۔ تمہیں اتنا بڑا فیصلہ کرتے ہوئے میرا بیٹا یاد نہیں آیا؟" وہ شکوہ کرنے والے انداز میں بول رہے تھے۔

"طلال، مجھے رائد سے بڑھ کر کون پیارا ہو سکتا ہے۔ لیکن میرے اس فیصلے کی وجہ بھی تم جانتے ہو۔ وہ وعدہ جس سے میں اتنے سالوں سے بندھا ہوا تھا۔ تمہیں سب پتا ہے۔" وہ جیسے انہیں یاد دلا رہے تھے۔

"مرے ہوئے لوگوں سے کیے وعدوں پر زندہ لوگوں کو قربان نہیں کیا جاتا میرے دوست۔ اور تمہیں کیا پتا وہ لڑکا کیسا ہو۔ تم اسے جانتے ہی کتنا ہو؟" وہ بہت افسوس سے بول رہے تھے۔

میں اس کے باپ کو جانتا ہوں۔ وہ کیسا بھی ہو اپنی رگوں میں بہتے خون سے "
الگ نہیں ہو سکتا۔ مجھے امید ہے میرا یہ فیصلہ افسانے اور مہرداد دونوں کے
حق میں بہتر ہو گا۔" وہ کوٹ کی جیب سے سگریٹ نکالتے اسے سلگا رہے
تھے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ تمہاری خوش گمانی سہی ثابت ہو۔" طلال بن زید نفی "
میں سر ہلا کر رہ گئے۔

آمین۔ خیر چھوڑو۔ تم رائد کا بتاؤ کہاں ہے وہ۔ کافی دن ہو گئے اسے دیکھے "
"ہوئے۔

وہ فرینکفرٹ ہے آج کل بزنس کے سلسلے میں۔ کچھ دن تک واپس آئے "

گا۔اور یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ پہلے وہ تمہارے گھر آئے گا پھر اسے اپنے ماں باپ اور اپنا گھر یاد آئے گا۔" وہ اب مسکراتے ہوئے بتا رہے تھے۔

وہ بھی اس کا اپنا گھر ہے۔ تم جیلس مت ہو ہم سے۔" وہ اب انہیں چڑا" رہے تھے۔ طلال مسکرا کر رہ گئے۔

فرینکفرٹ کی ٹھنڈ ہڈیاں جما دینے والی تھی۔لوگ گرم کپڑوں میں ملبوس منہ سے بھاپ نکالتے روزمرہ کے کام نپٹاتے دکھائی دے رہے تھے۔ کاروبار زندگی جاری تھا۔

ایسے میں وہ اس کئی منزلہ عمارت میں موجود اپنے آفس کی گلاس وال کے

پاس کھڑا دھند میں لپٹے شہر کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دراز قد تھا۔ چوڑے کندھے، مظبوط کسرتی جسامت۔ سیاہ گھنے بالوں سے ڈھکا سر۔ ایک ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیب میں پھنسائے وہ بھنویں پر سوچ انداز میں سکیڑے کچھ سوچ رہا تھا۔ اسی وقت وہ پلٹا اور میز پر رکھا اپنا فون اٹھایا۔ نمبر ملاتے وہ میز کے پیچھے رکھی سربراہی کرسی کی طرف بڑھا۔

اب وہ ریوالونگ چیئر پر آرام دہ انداز میں سر پیچھے کو ٹکائے دائیں بائیں جھولتے ہوئے دوسری طرف سے فون اٹھائے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

مرحبا!" اس کی بھاری رعب دار آواز گونجی۔"

میں نے کچھ سوچا ہے۔ ہم ایک جوائنٹ وینچر کرنے جا رہے ہیں۔ اور" تمہارے پاس ہاں یا نہ میں جواب دینے کے لئے ایک سیکنڈ ہے۔" لبوں کے

کناروں پر مسکراہٹ دبائے وہ ایک سیکنڈ کو رکا اور پھر بولا۔"اور تمہارا وقت ختم۔ تمہیں میرے ساتھ کام کر کے خوشی ہو گی آریز حیدر۔"اپنی بات کہہ کر سامنے والے کو بولنے کا موقع دیے بغیر اس نے کال کاٹ دی۔وہ جانتا تھا آریز نے اسے دو چار گالیاں ضرور دی ہوں گی۔اس نے فون ٹیبل پر پھینکا اور سیدھا ہوتے ہوئے لیپ ٹاپ آن کیا۔فون کے ساتھ رکھی نیم پلیٹ پر اس کا نام چمک رہا تھا۔رائد بن طلال۔

آریز نے لب بھینچ کر زیر لب اس عربی شہزادے کو مختلف القابات سے نوازا تھا۔جو کہ مہذب ہر گز نہیں تھے۔پھر فون کوٹ کی جیب میں ڈالتا وہ سارا بیگم کی طرف آیا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔دونوں ماں بیٹا اس وقت لان میں بیٹھے تھے۔

تمہاری شکل بتا رہی ہے کہ تمہارے چہیتے کا فون تھا۔" وہ مسکراتی نظروں" سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

ہاں جی رائد ہی تھا۔" وہ مسکراتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ سارا بیگم نے" اس کی مسکراہٹ دیکھی اور بے ساختہ ماشاءاللہ پڑھا۔ دھوپ سیدھی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ گال گلابی ہو رہے تھے۔ اور آنکھیں شفاف کرسٹل جیسی لگ رہی تھیں۔ بھورے سنہرے مائل بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ اور چہرے پر موجود نرمی۔

"اھر کب آئے گا کچھ بتایا اس نے؟"

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ ٹیبل پر رکھا اس کا فون بجا تھا۔ اس نے

نمبر دیکھا۔ناصر، آرمینے کاڈرائیور فون کر رہا تھا۔

ہیلو!"اس نے فون کان سے لگایا۔اور دوسرے ہی پل وہ کرنٹ کھا کر چیئر" سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اوکے۔تم اسے ہاسپٹل لے کر پہنچو میں آرہا ہوں۔کال مت کاٹنا۔"وہ" جلدی جلدی بولتا گاڑی کی چابی میز سے اٹھا کر مڑا۔

آریز، کیا ہوا ہے؟"سارا بیگم نے بازو سے پکڑ کر اسے روکا۔"

مینے کو اٹیک آیا ہے پھر سے۔ناصر اسے قریبی ہاسپٹل لے کر جا رہا ہے۔""" وہ ان کو جواب دیتا تقریباً بھاگتے ہوئے پورچ کی طرف گیا تھا۔

آریز کو۔ہم ساتھ جا رہے ہیں۔" وہ تیز تیز قدموں سے اس کے پیچھے" جاتے ہوئے زور سے بولی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی روڈ پر ڈالتے وہ دل میں اللہ سے آرمینے کی سلامتی کی دعا کر رہا تھا۔کافی عرصے بعد اسے پھر سے اٹیک آیا تھا۔یقیناً کچھ برا ہوا تھا۔کچھ ایسا دیکھا تھا اس نے جو اس کے اعصاب پر بھاری ثابت ہوا تھا۔آریز کے کانوں میں کچھ عرصہ پہلے کہے ڈاکٹر کے جملے گونج رہے تھے۔

اگر اب اسے اٹیک آیا اور وقت ہر ٹریٹمنٹ نہ ملا تو شدید نقصان کا خطرہ" "ہے۔اس کی یاداشت کے ساتھ ساتھ برین پر بھی اثر ہو سکتا ہے۔اور۔۔۔

اس نے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔وہ ریش ڈرائیونگ کرتا جلد از جلد اس کے پاس پہنچ جانا چاہتا تھا۔پیسنجر سیٹ پر بیٹھی سارا بیگم بے آواز روتے ہوئے

آرمینے کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔

کیا وہ لوگ واپس اسی دائرے میں قید ہونے والے تھے جہاں پر وہ کچھ سال پہلے تھے؟

سلام!" وہ بآواز بلند سلام کرتی لاؤنج میں داخل ہوئی۔ وہاں پر زینب کے علاوہ آج اسے وہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی بھی دکھائی دی تھی جسے چند دن پہلے بھی افسانے نے اس گھر میں دیکھا تھا۔ وہ دن جب وہ مہرداد کے ساتھ اس گھر میں آئی تھی۔ تب سے اب تک اتنے دنوں میں نہ مہرداد واپس آیا تھا اور نہ ہی رضا پہلوی۔ اس نام سے تعارف بھی حال ہی میں ہوا تھا۔ جب کچھ دن پہلے زینب نے اسے کسی سے ملوانے کا کہا تھا اور وہ سو گئی تھی۔ بعد میں اسے پتا چلا وہ شخصیت رضا پہلوی کی تھی۔ مہرداد کے نانا جان۔ اور اس گھر کے سربراہ۔

انہوں نے آنا تھا لیکن پتا نہیں کس وجہ سے وہ نہیں آ پائے۔افسانے کو بس اتنا بتایا گیا کہ وہ کچھ دن بعد آئیں گے اب۔

آؤ افسانے بیٹھو۔اس سے ملو یہ دونیہ ہے۔مہرداد کے ماموں کی بیٹی۔""

زینب نرمی سے افسانے سے مخاطب ہوئیں۔افسانے نے رسمی مسکراہٹ کے ساتھ سر کے اشارے سے اسے ہیلو کا سائن بھیجا۔جس پر اس سیاہ سیدھے بالوں والی لڑکی نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا تھا۔ایسا کرتے اس کی گھنی پلکیں مزید واضح ہوئی تھیں۔کافی خوبصورت تھی وہ۔افسانے اس کا طائرانہ جائزہ لیتی صوفے تک آئی۔زینب نے دونیہ کو دیکھا وہ بات کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتی تھی۔

کچھ کھاؤ گی؟"زینب اب اس سے پوچھ رہی تھیں۔"

نہیں شکریہ، بھوک نہیں ہے۔"افسانے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ" بولی۔زینب سے اس کی جتنی بھی بات ہوئی تھی وہ اسے بے ضرر محسوس ہوئی تھیں۔پھر پتا نہیں زندگی مشکل ہونے کا کیوں بولا تھا انہوں نے۔ مہرداد کے علاوہ اسے وہاں پر کیا مسلہ ہو سکتا تھا۔زیادہ سے زیادہ وہاں کے لوگ اسے ایکسیپٹ نہ کرتے، تو اس کے لئے وہ ذہنی طور پر تیار تھی۔

تم جیسے لوگ دوسروں کی خوشیاں کھانے کے عادی ہوتے ہو گے ہیں نہ؟""" وہ خوبصورت آنکھوں والی لڑکی کتنا کڑوا بولی تھی۔افسانے لب بھینچ گئی۔تو یہ لڑکی اب اسے باتیں سنانے والی تھی۔لیکن وہ ابھی افسانے کو نہیں جانتی تھی۔اس نے فوراً سے ساری سچویشن کو ڈی کوڈ کیا۔یقیناً وہ دونیہ نامی لڑکی مہرداد کو پسند کرتی تھی اور وہ اس کے افسانے سے شادی کرنے پر ڈس ہارٹ تھی۔اور اب وہ افسانے کو الزام دینے والی تھی۔ٹیپیکل۔لیکن کیا یہ اتنا آسان تھا۔اوں ہوں۔

کوئی کسی کی خوشی نہیں کھاتا۔اگر ایسا ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے وہ خوشی" نہیں تھی وہم تھا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی مضبوط لہجے میں بول رہی تھی۔"اس لئے آپ اپنی خوشیوں کی وجوہات پر نظر ثانی کریں تو وہ زیادہ اچھا ہو گا۔بجائے اس کے کہ دوسروں کو غاصب ہونے کے طعنے دیں۔"اپنی بات مکمل کر کے وہ اپنے فون کی طرف متوجہ ہوئی۔جس پر آریز کا نمبر جل بجھ رہا تھا۔وہ ایکسکیوز کرتی وہاں سے اٹھ گئی۔

زینب حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔اتنے دن سے افسانے ان کے ساتھ تھی اور وہ زیادہ تر خاموش رہتی تھی تو اس لئے وہ نہیں جانتی تھیں کہ اسے ایسے باتیں گھما کر مارنا بھی آتا ہو گا۔جبکہ دونیہ آنکھوں میں تپش بھرے اسے لاؤنج سے نکلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

دیکھا آپ نے اسے۔کیسے باتیں سنا کر گئی ہے۔مجھے،دونیہ ازلان کو۔"وہ" اب زینب کی طرف گھومی۔

جانے دو،وہ نئی آئی ہے۔تمہارے اس گھر میں مقام سے واقف نہیں ہے۔" مہرداد خود دیکھ لے گا اسے۔"زینب اب اسے پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

یہ نہیں جانتی نہ مجھے۔میں اسے ابھی سمجھا کر آتی ہوں۔"وہ تن فن کرتی" افسانے کے پیچھے گئی تھی۔زینب نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔پتا نہیں اب کیا ہونے والا تھا۔وہ دونیہ کی شدت پسند طبیعت سے واقف تھیں۔مہرداد خود تو غائب ہو گیا تھا اور یہاں پر اب نیا فساد شروع ہونے والا تھا۔

لاؤنج سے باہر آتے ہوئے اس نے کال آن کر کے فون کان سے لگایا۔

دوسری طرف آریزا سے آرمینے کا بتا رہا تھا۔ مینے کو پھر سے فٹس آئے تھے۔

وہ ایک دم پریشان ہوئی تھی۔

اب کیسی ہے وہ۔ کہاں ہے؟ مجھے بات کرنی ہے اس سے۔ میری بات "

"کرواؤ۔

ریلیکس، ابھی بہتر ہے وہ، ہم گھر آ گئے ہیں۔ تم پریشان نہیں ہونا"

اوکے۔؟" وہ اسے ریلیکس کر رہا تھا۔

تو میری بات کرواؤ نہ اس سے۔" وہ بضد تھی۔"

سو رہی ہے وہ۔ بعد میں کر لینا بات۔ اور تمہیں بتانے کا یہ مقصد نہیں تھا" کہ تم بھی پینک کر جاؤ۔ تمہیں اس لیے بتایا ہے کہ تم مما کو کال کرو اور انہیں تسلی دو۔ کب سے رو رو کر برا حال کیا ہوا ہے۔ آرمینے کے لئے بھی اور تمہارے لئے بھی فکر مند ہیں۔ تم جب سے گئی ہو بات نہیں کی نا ان سے؟ اب بات کر لو تسلی ہو جائے گی انہیں۔ پلیز۔" وہ آرام سے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں اسے سمجھا رہا تھا۔

اوکے میں کرتی بات مما سے۔" وہ فون بند کرتی اب سارا بیگم کا نمبر ڈھونڈ" رہی تھی۔ اسی وقت دونیہ اس کے سامنے آ کر رکی۔

تم کیا سمجھتی ہو مہرداد کی زندگی میں ایسے چلی آؤ گی اور میں تمہیں آنے" دوں گی۔ تم سے پہلے بھی بہت آئی اور گئیں۔ تم دیکھنا میں کیسے تمہیں اس سے دور کرتی ہوں۔" وہ آنکھوں میں غضب بھرے افسانے کو دیکھ رہی

تھی۔

آاا، یہ بہت بڑا فیور ہو گا تمہارا مجھ پر۔ پلیز دور کر دو نہ اسے مجھ سے، میری" زندگی سے۔" لفظوں کے برعکس افسانے کے انداز میں بیزاری تھی۔ وہ واپس فون کی طرف متوجہ ہوئی۔ اسے اپنی مما سے بات کرنی تھی، آرمینے کو دیکھنا تھا۔ لیکن آگے جو ہوا تھا اس کی امید نہیں تھے اسے۔ دونیہ ایک دم آگے بڑھی تھی اور افسانے کو گردن سے پکڑ کر دیوار میں دے مارا تھا۔

افسانے نے اس اچانک پڑنے والی افتاد سے بچنے کے لئے فوراً دونوں ہاتھ منہ کے سامنے کیے تھے۔ فون ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ لیکن پھر بھی اس کا ماتھا زور سے دیوار سے ٹکرایا تھا۔ دونیہ نے اس دیوار سے ٹکر دے کر بالوں سے پکڑ کر واپس کھینچا۔

تم ہو کیا ہاں؟ بہت بولنا آتا ہے تمہیں؟ اسی طرح بکواس کر کے میرے"

مہرداد کو اپنے جال میں پھنسایا تھا۔ہاں؟" وہ پھیپھڑوں کا پورا زور لگا کر چلا رہی اس پر۔افسانے کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا تھا۔اس نے پلکیں جھپک کر خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن دیوار زور سے لگی تھی۔وہ ریگولرلی ورک آؤٹ اور یوگا کرتی تھی۔اتنا اسٹیمنا تو تھا کہ وہ خود کو اس لڑکی کی گرفت سے نکال سکتی لیکن اچانک حملے کے نتیجے میں جو سر دیوار میں لگا تھا اس وجہ سے اسے اپنا دفاع کرنے کا موقع نہیں ملا۔ پھر بھی اس نے پورا زور لگا دونوں ہاتھوں کے ناخن دونیہ کے بازو میں پیوست کرتے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔ نتیجتاً دونیہ لڑکھڑائی تھی اور پیچھے ہٹی تھی۔افسانے نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر دباؤ ڈالتے ارد گرد کا جائزہ لیا۔ تھوڑے سے فاصلے پر زینب نظر آئیں۔وہ افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔کچن کے دروازے سے ملازمہ بھی جھانکتی ہوئی نظر آئی۔دونیہ نے اپنے بازو پر اس کے ناخنوں کے نشان دیکھے اور غصے سے کھولتے ہوئے دوبارہ اس کی طرف بڑھی۔

تم نے مجھے دھکا دیا۔ہمت کیسے ہوئی تمہاری؟"اس نے افسانے کو بازو سے" پکڑ کر اسے تھپڑ مارنے کی کوشش کی۔افسانے جلدی سے نیچے جھکی۔اور دونیہ کا ہاتھ ہوا میں گھوم کر رہ گیا۔افسانے نے دونوں ہاتھوں کے زریعے اس کے پیٹ پر دباؤ ڈال کر اسے پیچھے دھکیلا۔دونیہ لڑکھڑا کر دیوار سے لگی تھی۔اور اسی وقت افسانے جھک کر اپنا فون اٹھاتے لاونج کی طرف دوڑی۔ وہاں سے ہوتے ہوئے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھی تھی۔اسے جلد از جلد کمرے میں پہنچنا تھا۔اسے سمجھ آگئی تھی وہاں پر اس کی مدد کے لئے کوئی آگے نہیں بڑھے گا۔

دونیہ افسانے کے پیچھے آئی تھی۔آگے پیچھے سیڑھیوں پر چڑھتے وہ اوپر پہنچیں۔اس سے پہلے کہ دونیہ اسے پکڑتی۔وہ بھاگ کر کمرے میں داخل ہوئی اور جلدی سے دروازہ لاک کیا۔اور وہیں پر دروازے کے ساتھ نیچے

بیٹھتی چلی گئی۔دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ہاتھ پیر کانپ رہے تھے۔وہ گھٹنے پیٹ سے جوڑتے سمٹ کر بیٹھتے خوف زدہ تھی۔باہر سے دونیہ کے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں۔وہ تھوڑی دیر تک اس پر چلاتی رہی۔پھر زینب کی آواز آئی۔کچھ دیر بعد وہ دونوں وہاں سے چلی گئی تھیں۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ وہاں سے چلی گئی ہے تو اس نے اٹھ کر بیڈ تک جانا چاہا لیکن سر میں زور کا درد ہوا تھا۔وہ واپس بیٹھ گئی۔آنکھوں میں بے ساختہ آنسوں آئے تھے۔

اس قسم کے حالات سے اس کا پہلی بار سامنا ہوا تھا۔اس لڑکی نے کیسے آرام سے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔جیسے اسے عادت ہو یہ سب کرنے کی۔لیکن اسے زندگی گزاری privileged. اس سب کی عادت نہیں تھی۔بہت تھی اس نے۔اس کی اب تک کی تئیس سالہ (23) زندگی میں اس سب کا

تصور بھی نہیں تھا۔اسے پروٹیکٹ کرنے کے لئے اس کی فیملی تھی،اس کا باپ بھائی اور دوست تھے۔اسے کبھی خود کو بچانا نہیں پڑا تھا۔یہ کام اس کے ارد گرد کے لوگ کرتے تھے۔لیکن اب وہاں پر کوئی نہیں تھا۔

آنکھوں سے آنسوں تواتر سے بہہ رہے تھے۔وہ آج ڈر گئی تھی۔وہ خوفزدہ تھی اور اسے کوئی حل سمجھ نہیں آرہا تھا۔یہ لوگ اس کے نہیں تھے۔یہ انجان ملک تھا، یہاں کے لوگ اجنبی تھے۔وہ گھنٹوں میں سر دیے روتی چلی گئی۔

ہم تو اب ہیں ہی مگر کاش ہمارے جیسے

!دربدر ہونے سے پہلے ہی سنبھالے جائیں۔۔

افسانے سے بات کر کے وہ فون بند کرتا کمرے میں داخل ہوا۔ آرمینے سینے تک لحاف اوڑھے سو رہی تھی اور سارا بیگم اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھی متورم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"مما!" وہ مدھم آواز میں پکارا۔ "باہر چلیں کچھ بات کرنی ہے آپ سے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ماں بیٹا ٹی وی لاؤنج میں صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

ڈرائیور سے پوچھا ہے میں نے۔ اور اس روڈ کے سی سی ٹی وی کیمرا ز کی" فوٹیج بھی دیکھی ہے۔ روڈ پر کسی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ وہ چھوٹی بچی تھی یہی

کوئی سات آٹھ سال کی۔آرمینے گاڑی کے سامنے ہی ایکسیڈنٹ ہوا اس کا۔ آن داسپاٹ ڈیتھ تھی۔" وہ اب نرمی سے انہیں تفصیلات بتا رہا تھا۔کچھ گھنٹے پہلے جب وہ ناصر کے فون کرنے پر ہاسپٹل پہنچے تھے تو آرمینے کو ایمرجنسی ٹریٹمنٹ دیا جا رہا تھا۔ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اسے شاک لگا تھا۔ایکسیڈنٹ کو اپنے سامنے ہوتا دیکھ کر وہ اپنے اعصاب کنٹرول نہیں کر پائی تھی۔کیونکہ وہ ذہنی طور پر ابھی اتنی مظبوط نہیں تھی۔نارملی لوگ جب اس قسم کا حادثہ اپنے سامنے ہوتے ہوئے دیکھیں تو وہ بھی شاک کا شکار ہو جاتے ہیں۔لیکن وہ اپنے سٹرونگ نروس سسٹم کی وجہ سے جلد ہی اس شاک سے باہر آ جاتے ہیں۔لیکن آرمینے کی بچپن کی کیس ہسٹری کے مطابق اگر دیکھا جائے تو وہ اپنے ہم عمر افراد سے ابھی بھی پیچھے تھی۔اور اس قسم کے مینٹل شاکس دورے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اللہ پاک اس بچی کے ماں باپ کو صبر عطاء فرمائے۔لیکن آریز کیسے آرمینے"

کو اس سب سے بچائیں۔ یہ دنیا ہے یہاں پر روز کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ ایسے کیسے چلے گا۔ اور اب تو کافی عرصہ ہو گیا اسے کوئی فٹس نہیں پڑے تھے۔ اور آج پھر۔۔" بات کرتے ہوئے آخر میں ان کی آواز بھرا گئی تھی۔ آرمینے جب پیدا ہوئی تھی تو وہ دیر سے روئی تھی۔ جس کی وجہ سے کچھ کمپلیکیشنز ہو گئی تھیں۔ ڈاکٹرز کے مطابق جو بچے پیدائش کے وقت روتے نہیں ہیں وہ اکثر سی پی ڈس آرڈرز کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جس میں دماغ کا وہ مخصوص حصہ متاثر ہوتا ہے جو باقی جسم کو کمانڈز دیتا ہے۔ اور اس حصے کے متاثر ہونے کا مطلب ہے باڈی کا پیرالائیز ہو جانا، حرکت نہ کر پانا۔ پھر ایسے بچوں کو ایکسرسائز، میڈیکیشن اور تھراپیز کے ذریعے اس قابل کر دیا جاتا ہے کہ وہ سہارے سے بیٹھ سکیں لیکن مکمل سہی نہیں ہو پاتے کبھی بھی۔ لیکن آرمینے یہ تھا کہ وہ روئی تھی لیکن دیر سے۔ تو اس لئے وہ شروع کے کے کیس میں آٹھ ماہ ٹھیک رہی تھی لیکن پھر اسے فٹس پڑنا شروع ہو گئے تھے۔ پورے جسم کو جھٹکا لگتا اور خاص کر سر والے حصے کو۔ جس کا مطلب تھا دماغ کا ڈیمیج

ہوتے چلے جانا۔ڈاکٹرز نے کہااس کامسلہ سرجری سے حل ہو سکتا تھا۔لیکن اس میں رسک تھا۔یاتو وہ ٹھیک ہو جاتی یا پھر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔ جب وہ تین سال کی تھی تو انہوں نے اس کا آپریشن کروانے کی ہمت کی۔ رسک لیا۔اور وہ سرجری کامیاب ٹھہری۔وہ ٹھیک ہو گئی تھی۔لیکن کچھ میڈیسنز اسے پوری زندگی لینا تھیں۔اور ایکسرسائز اس کی روٹین کا لازمی جزو تھا۔یہ اسے فٹس پڑنے سے روکنے کے لئے تھا۔کیونکہ دورہ آنے کا مطلب دماغ کا ڈیمیج ہونا جو کہ اس کے لئے بالکل بھی اچھا نہیں تھا۔اور اب تو کافی عرصے سے اسے فٹس آئے بھی نہیں تھے۔وہ سب خوش تھے کہ وہ مکمل صحت یاب ہو گئی تھی۔لیکن آج پھر سے اسے اٹیک آنا ان سب کو پریشان کر گیا تھا۔

ریلیکس مما،کچھ نہیں ہوتا۔ہمیں فی الحال اس کا ماحول تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔لیکن کہاں بھیجیں اسے؟"وہ ہونٹ کا کونا دانتوں میں دباتا

کچھ سوچ رہا تھا۔

پاکستان جانے کا پروگرام تھا تو سہی۔ وہیں چلے جاتے ہیں۔" وہ آریز کو" دیکھتے ہوئے بولیں۔

پاکستان۔۔ لیکن میں ساتھ نہیں جا پاؤں گا۔ اور ڈیڈ کے لئے بھی مشکل ہو" گا۔" وہ اب اٹھ کر ٹہل رہا تھا۔

کیا مطلب ہے؟ ہم کونسا پہلی بار اکیلے جائیں گے۔" وہ اب کے زرا حیرانی" سے اسے دائیں سے بائیں ٹہلتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔

آپ مینج کر لیں گی؟" وہ ان کے سامنے رکتا جانچتی نظروں سے انہیں دیکھ" رہا تھا۔ سارا بیگم نے سلگ کر اسے دیکھا۔

میں تم لوگوں کی ماں ہوں آریز حیدر۔ مجھے اچھے سے پتا ہے کہ اپنے بچوں کا" خیال کیسے رکھتے ہیں۔ تم زیادہ دادا جان مت بنو۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہی تھیں۔ ان کی چالاک اولاد کچھ زیادہ ہی انڈر اسٹیمیٹ کر دیتی تھی انھیں۔ اس نے جواباً لاپرواہی سے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھیں گے۔ وہ پیر پٹخ کر وہاں سے اٹھ گئیں۔ اب یقیناً وہ حیدر صاحب اور ان کی فتنہ اولاد کی شان میں قصیدہ پڑھ رہی ہوں گی۔ آریز مسکرایا۔ وہ ان کا دھیان بٹانے میں کامیاب رہا تھا۔

مما، مجھے نہیں کھانی یہ میڈیسن۔ ہٹائیں اسے۔" آرمینے بیزاری سے بول" رہی تھی۔

کیوں نہیں کھانی۔پہلے تو تم نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔آج کیا ہو گیا ہے" مینو۔"سارا بیگم نے اس کے بال ماتھے سے ٹھیک کیے۔

مما یار میں تھک گئی ہوں۔ بچپن سے لے کر اب تک ایک دن ایسا نہیں" گزرا جب میں نے یہ دوائیاں نہ کھائی ہوں۔"وہ واقعی بیزار تھی۔"آپ ایسا کریں ان کو ادھر رکھ دیں میں تھوڑی دیر بعد کھالوں گی۔ابھی مجھے نیند آ رہی ہے۔"وہ سیدھے ہو کر لیٹتے لحاف سینے تک کھینچتے ہوئے بولی۔سارا بیگم نے تھوڑی دیر اسے دیکھا۔وہ ضدی نہیں تھی۔بالکل بھی نہیں۔لیکن آج چڑچڑی ہو رہی تھی تو وہ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتی تھیں۔وہ کمرے کی لائٹ بند کرتی وہاں سے چلی گئیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ نیم غنودگی میں تھی جب اسے محسوس ہوا کوئی کمرے میں

داخل ہوا تھا۔یقیناً مما یا آریز میں سے کوئی ہو گا اسے کی خیریت کی تسلی کرنے آئے ہوں گے۔اس نے منہ تکیے میں گھسیڑتے لحاف مزید اوپر کھینچا۔ ایک بازو منہ پر رکھتے دوسرا ہاتھ گال تلے رکھے وہ کروٹ کے بل سو رہی تھی۔ماتھا اور بال لحاف سے نظر آتے تھے۔

آنے والا سبک قدموں سے چلتا اس تک آیا اور لحاف کو زرا سا ہٹاتے اس کے ساتھ جگہ بنا کر بیٹھا۔ہاتھ بڑھا اس کے بال ماتھے سے ہٹائے۔

ارمن۔۔!"اس نے نرم سی آواز میں اسے پکارا۔اس کی آواز کو پہچاننے" میں دو سیکنڈ لگے تھے آرمینے کو۔اس نے جھٹکے سے لحاف منہ سے ہٹایا۔ سامنے ہی وہ بیٹھا تھا۔لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ سجائے۔سیاہ چمکتی آنکھیں، ہلکی بڑھی شیو۔۔"رائد۔!"وہ زور سے اس کا نام پکارتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔ "ارمینے.!"رائد نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کی گال اور گردن

کے درمیان رکھا۔وہ فوراًاس کے گلے لگی تھی۔وہ ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد حمائل کرتا دوسرے ہاتھ سے اس کے بال نرمی سے سہلا رہا تھا۔

تم اتنے دن کیوں نہیں آئے؟ پتا ہے میں نے کتنا مس کیا تمہیں۔اتنا بہت" سارا یاد کیا۔" وہ اب اس کے گلے لگی شکوہ کر رہی تھی۔وہ مسکرا کر سنے گیا۔ پھر وہ اس سے الگ ہوئی اور اس کی طرف دیکھا۔ہاتھ بڑھا کر اس کے بال چھوئے۔"تم نے ہیئر سٹائل چینج کیا ہے نہ؟ اچھا لگ رہا ہے۔" وہ مسکرا کر اثبات میں سر ہلا گیا۔پھر آرمینے کا ہاتھ پکڑ کر اس پر کینولا کا نشان دیکھا۔اس کی مسکراہٹ تھمی تھی۔اب وہ اس ک ہاتھ پکڑے دوسرے ہاتھ کی پشت ان نشانات پر پھیر رہا تھا جو ڈرپ لگنے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں پر پڑے تھے۔

کیسی ہو؟"اب وہ اس کے دائیں ابرو پر انگوٹھا پھیرتا پوچھ رہا تھا۔"

اچھی ہوں۔آتے ہوئے مما سے حال تو سن آئے ہو گے۔"وہ منہ بسورتے" ہوئے بولی۔

سنا ہے۔"اب وہ کھڑے ہوتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ بڑھائے کھڑا" تھا۔وہ اس کا ہاتھ تھامتی اس کے ساتھ چلتے ہوئے کمرے سے باہر آئی۔ ساتھ ساتھ اسے بتا رہی تھی کہ کیسے وہ اتنی بہت ساری بیمار ہو گئی تھی وہ پوری توجہ سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔وہ چلتے ہوئے باہر لان میں آ گئے تھے۔لان میں رکھی آرام چیئرز پر بیٹھتے آرمینے مسلسل بول رہی تھی اور وہ پوری دلجمعی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

ملازمہ ہاتھ میں ٹرے لئے ان کی طرف آئی۔رائد نے ٹرے اس کے ہاتھ سے لیتے اسے جانے کا اشارہ کیا۔اب وہ میڈیسن اور دودھ کا گلاس آرمینے کی

طرف بڑھا رہا تھا۔اس ناک بھوں چڑھاتے میڈیسن اس کے ہاتھ سے لیتے دودھ کے ساتھ حلق سے نیچے اتاری۔

تم اتنے دن کیوں نہیں آئے؟" وہ ہونٹ گول کر کے منہ پھلائے اس سے" پوچھ رہی تھی۔

مصروف تھا۔" وہ دونوں ہاتھ آپس میں ملائے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا" کر آرام دہ انداز میں بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔

تم ہمیشہ مصروف ہوتے ہو۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بول رہی تھی۔جب" وہ ہونٹ گول کر کے بولتی تھی تو بہت کیوٹ لگتی تھی۔

تمہارے لئے تو ہمیشہ اویلیبل ہوتا ہوں۔" وہ اسے دیکھ رہا تھا۔آنکھوں"

تلے حلقے اور چہرہ کچھ مرجھایا ہوا تھا۔ وہ کتنی تکلیف میں رہی ہو گی۔ وہ لب بھینچ گیا۔ جب فرینکفرٹ سے نیویارک اس کی فلائٹ لینڈ کی تھی تو اس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے اپارٹمنٹ جا کر کچھ دیر ریسٹ کرے گا پھر حیدر ولا جائے گا۔ لیکن آریز کی کال نے اس کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ وہ فوراً ہی حیدر ولا جانے کے لیے نکل گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر سارا بیگم اور آریز سے اس کی ملاقات ہوئی اور اسے تفصیل پتا چلی کہ کس طرح آرمینے کی طبیعت بگڑ گئی تھی اور ہاسپٹل میں ایمرجنسی ٹریٹمنٹ کے بعد وہ اسے گھر لے آئے تھے۔ اس نے سر جھٹکا، آرمینے کچھ کہہ رہی تھی۔

میرا برتھڈے یاد ہے نہ تمہیں۔ ایک مہینہ رہ گیا ہے۔ مجھے کیا گفٹ دو گے؟" وہ آرام دہ انداز میں چیئر پر آلتی پالتی مار کر بیٹھی اسے یاد کروا رہی تھی۔

مجھے یاد ہے برتھڈے بھی اور گفٹ بھی۔" وہ پرسکون سا اسے دیکھ رہا تھا۔"

اسی وقت اس کا فون بجا۔ وہ کال اوکے کرتا فون کان سے لگا گیا۔ زرا سا جھک کر ایک ہاتھ سے فروٹس کا باؤل اٹھایا اور آرمینے کی طرف بڑھایا۔ وہ اس کے ہاتھ سے باؤل پکڑتی اب فورک کی مدد فروٹس کھا رہی تھی۔ وہ آرمینے کے سامنے کبھی بھی فون سننے الگ نہیں جاتا تھا۔ اگر آرمینے اس کے سامنے ہے تو وہ وہیں پر کالز اٹینڈ کرتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے فون بند کیا اور آرمینے کی طرف متوجہ ہوا۔

سارا آنی نے بتایا کہ وہ تمہارے ساتھ پاکستان جا رہی ہیں کسی شادی پر۔""

اپنی سیاہ آنکھیں اس پر جمائے اس نے پیر لمبے کر کے میز پر رکھے۔

ہاں جی۔ پتا ہے میں نے بہت سارے پاکستانی ڈریسز دیکھے ہیں۔ اور کچھ"

ڈریسز آنلائن بک بھی کر لیے ہیں۔کچھ وہاں پر لوں گی۔پہلے میرا دل نہیں تھا جانے کا لیکن اب میں بہت ایکسائٹڈ ہوں۔" وہ ہمیشہ کی طرح بنا رکے اپنے سارے پلانز اسے بتا رہی تھی اور مسکراتے ہوئے سن رہا تھا۔

سارا بیگم نے اپنے ٹیرس سے ان دونوں کو لان میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔انہیں پتا تھا اب آرمینے بہت جلدی ریکور کرے گی۔رائد جو آگیا تھا۔وہ اسے شروع سے دیکھتی آرہی تھی۔وہ ان کی آنکھوں کے سامنے پلا بڑھا تھا اور اس کی آرمینے سے جو اٹیچمنٹ تھی وہ کسی کو سمجھا پانا مشکل تھا۔جب آرمینے پیدا ہوئی تب رائد چھ سال کا تھا۔اور تب سے اب تک وہ ہمیشہ اس کا خیال رکھتا آیا تھا۔بہت بزی لائف تھی اس کی لیکن پھر بھی آرمینے کے لئے وہ ہمیشہ موجود ہوتا تھا۔جب تین سالہ آرمینے کا آپریشن ہونا تھا۔اس وقت ان سب لوگوں سے زیادہ دس سالہ رائد بن طلال کا یقین مظبوط تھا۔اسے پتا تھا کہ آرمینے کو کچھ نہیں ہوگا۔وہ آرمینے کا گارڈین اینجل تھا،افسانے اور آریز کا

چہیتا دوست۔

وہ ہر لحاظ سے بہترین تھا۔ سارا بیگم اور حیدر صاحب دونوں کو وہ بہت پسند تھا۔ اور سارا بیگم کا تو بہت دل تھا کہ وہ شاندار سا شخص افسانے کا نصیب بنتا لیکن قسمت۔ وہ ابھی تک حیدر صاحب سے ناراض تھیں اس فیصلے پر۔ وہ ٹھنڈی سانس بھرتی ٹیرس سے ہٹ گئیں۔

رات کو وہ سب کھانے کی میز کے گرد موجود تھے۔ رائد، آریز، آرمینے، سارا بیگم اور حیدر زمان بھی شام کو گھر پہنچ گئے تھے تو وہ بھی اس وقت موجود تھے۔ خوشگوار موڈ میں کھانا کھایا جا رہا تھا جب سارا بیگم نے حیدر صاحب کی طرف دیکھتے ان سے افسانے کے بارے میں سوال کیا۔

افسوں سے بات ہوئی آپ کی، کیسی ہے وہ۔؟"ان کا سارا خاندان جمع تھا۔"
ایسے میں بس افسانے کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔

نہیں، میں نے کل فون کیا تھا اس نے نہیں اٹھایا۔" وہ جگ سے پانی گلاس" میں ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے بولے۔

آپ نے اس کے ساتھ جو کیا ہے اس کا ناراض ہونا بنتا ہے۔" سارا بیگم نے انہیں شاکی نظروں سے دیکھا۔

مما آپ کو فون کیا افسانے نے؟ میری دوپہر میں اس سے بات ہوئی تھی تو" اس نے کہا تھا کہ وہ کال کرے گی آپ کو۔"اس سے پہلے کی سارا بیگم کی بات کے جواب میں حیدر زمان کچھ کہتے آریز نے بروقت دخل اندازی کی۔

نہیں تو۔ تمہاری کیا بات ہوئی اس سے۔ وہ ٹھیک تو تھی نہ۔" وہ بے تابی" سے اس سے پوچھ رہی تھیں۔ ان کا دل بوجھل سا تھا۔ رہ رہ کر افسانے کا خیال آتا تھا۔ حیدر صاحب تو شاید پتھر دل بن چکے تھے۔

ہاں جی ٹھیک تھی وہ۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ بزی ہو گئی ہو گی تبھی فون" نہیں کیا اس نے۔ آپ خود بار کر لیجیے گا اس سے۔" آریز نرم آواز میں انہیں تسلی دے رہا تھا۔ جبکہ رائد آرمینے کی کسی بات کا جواب دیتا باری باری ان تینوں ہے چہرے دیکھ رہا تھا۔ کچھ تو مسنگ تھا۔ وہ خود ابھی تک افسانے کی ایسے شادی کے بارے میں حیران تھا۔ حیدر زمان ایسے تو کبھی نہیں تھے کہ اچانک سے اتنا بڑا فیصلہ کر لیں۔ یقیناً اس کے پیچھے کوئی وجہ تھی۔ اور وہ کیا وجہ تھی کہ رائد بن طلال پتا کرنے کی ٹھان چکا تھا۔ اور جو بات وہ ٹھان لیتا تھا اسے پورا کر کے چھوڑتا تھا۔

Ruhum yeniden doğdu

Ama sanki her şey kayboldu

Çok derin hislerim, oh-oh

Omzum yükle doldu

Ama bende vazgeçmek yoktu

Bitmedi, bitmedi, bitirmedim

میری روح دوبارہ پیدا ہوئی ہے۔)

لیکن ایسا لگتا ہے

جیسے سب کچھ کھو گیا ہے۔

میں بہت بوجھل محسوس کر رہا ہوں، آہ

میرے کندھوں پر بوجھ ہے۔

لیکن

میں ہار نہیں ماننا چاہتا تھا۔

یہ ختم نہیں ہوا،

یہ ختم نہیں ہوا،

(میں اسے ایسے ختم نہیں ہونے دے سکتا۔

وہ زمین پر دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے سمٹ کر بیٹھے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے سامنے دیوار پر لگی تصویر کو دیکھ رہی تھی۔ پتا نہیں کتنا وقت گزرا تھا۔ دیوار سے ٹکرانے کی وجہ سے ماتھے پر گومڑ سا بن آیا تھا۔ بالوں کی جڑیں بھی درد کر رہی تھی۔ دونیہ نے اسے گدی سے بالوں سے پکڑ کر گھمایا تھا۔ اتنی دیر سے رونے کی وجہ سے سر میں الگ درد ہو رہا تھا۔ لیکن وہ اس سب سے

بے خبر مہرداد کی تصویر کو دیکھے جا رہی تھی۔ نفرت سے، غصے سے، دکھ سے، بے بسی سے، اس شخص نے پتا نہیں کس بات کا بدلہ لیا تھا اس سے۔ وہ تو اپنی دنیا میں مگن رہنے والی لڑکی تھی۔ لڑائی جھگڑوں گوسپ سے دور۔ محدود سوشل سرکل کے ساتھ۔ اسے کیلیفورنیا میں گزارے وہ چند ماہ یاد آ رہے تھے۔ سب کچھ تو ٹھیک تھا پھر غلطی کہاں ہوئی تھی؟ اس کی نظریں تصویر پر تھیں اور ذہن یونیورسٹی کی راہداری میں جب وہ سر رابرٹسن کی کلاس لے کر سے باہر آ رہی تھی۔ کلاس روم

افسانے اور لیزے سر رابرٹسن کی کلاس لے کر آپس میں باتوں میں مگن چلتی آ رہی تھیں۔ افسانے ساتھ ساتھ فون پر میسج ٹائپ کر رہی تھی۔ لیزے سر رابرٹسن کے انداز کی نقل اتارتے ہوئے اس دن کو کوس رہی تھی جب یواو

سی آنے کا سوچا تھا اس نے۔افسانے نے لیزے کو ٹوکنے کے لئے ہنستے ہوئے فون سے سر اُٹھایا اور اسے وقت اس کی نگاہ سامنے سے آتے مہر داد رضا پر پڑی۔وہ اس سے تین قدم کے فاصلے پر تھا۔اس دن والی لڑکی حلیمہ بھی اس کے ساتھ تھی اور ہاتھ ہوا میں لہرا لہرا کر کوئی بات کر رہی تھی۔وہ اس کی طرف دیکھتا ہوا آ رہا تھا۔افسوں نے نظروں ہی نظروں میں فاصلہ ناپا، وہ بس دو قدم اور اٹھاتا اور ٹکر پکی تھی۔بھاگنے کا یا سامنے سے ہٹنے کا کوئی چانس نہیں تھا۔اس نے آنکھیں بند کر کے فون پر گرفت مضبوط کی۔ایک دو اور یہ ہوئی ٹکر۔

ہر بار کی طرح اس کا ماتھا کسی پتھر سے لگا تھا۔ایک دو اور یہ آئی آواز،

"What the hell, are you blind?"

افسوں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں اور سر اوپر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ سبز آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔ وہ پیچھے نہیں ہوا تھا آج۔ وہیں اس کے قریب کھڑا تھا۔ افسانے جلدی سے پیچھے ہوئی۔ دو قدم کا فاصلہ قائم کیا۔ پھر سائیڈ پر ہو کر اسے راستہ دیا۔

وہ اسے گھورتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا آگے نکل گیا۔ جبکہ حلیمہ نے ان دونوں کو ایک معذرتی سمائل پاس کی۔ اور مہرداد کے پیچھے بھاگی۔

کتنا بدتمیز ہے یہ، غلطی اسی کی تھی۔ خود اپنی دوست کو دیکھتا ہوا آ رہا تھا اور " اندھے ہونے کا سوال دوسروں سے۔ حد ہے۔" لیزے تیز تیز بولتے ہوئے اپنی بھڑاس نکال رہی تھی۔ وہ افسانے کی دوست تھی۔ اسی کی طرح صلح جو۔ بحث مباحثے سے دور بھاگنے والی۔ اسی لئے پیٹھ پیچھے بھڑاس نکال رہی تھی۔ "اور اس نے تو جان پہچان کا لحاظ بھی نہیں رکھا۔ ہم نے اس کی

دوست کی مدد کی تھی۔"ایک شکوہ یہ بھی ٹھہرا۔

چھوڑو اسے۔تم یہ بتاؤ سر رابرٹسن کی اتنی اچھی نقل اتارنی آتی ہے تمہیں۔" پھر تو سر فلاسٹوف کی بھی آتی ہو گی۔کر کے دکھاؤ۔"افسانے نے اس کا دھیان بٹایا۔اب لیزے پورے زور و شور سے سر فلاسٹوف بنی بزنس سٹریٹیجیز ان ماڈرن ورلڈ پر بات کر رہی تھی۔اور لیزے ہنستی جا رہی تھی۔ مہر داد نے راہداری کے آخر پر دوسری راہدری میں مڑتے ہوئے گردن گھما کر سنہری آنکھوں والی پاکستانی امریکن لڑکی کو دیکھا تھا۔کتنا ہنستی تھی وہ۔وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

دروازہ زور زور سے بج رہا تھا۔افسانے چونک کر خیالوں سے باہر آئی۔اور

دروازے کی طرف دیکھا۔ گلا کھنکار کر آواز ٹھیک کی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

کون ہے؟" دروازہ کھولے بغیر اونچی آواز میں پوچھا۔"

میں ہوں زینب۔ دروازہ کھولو۔" زینب کی آواز آئی۔ وہ ہچکچائی کیا ہوا گر" دونیہ بھی ان کے ساتھ ہو۔۔

دونیہ نہیں ہے۔ وہ چلی گئی۔" وہ شاید اس کا تذبذب سمجھ گئی تھیں۔" افسانے نے دروازہ کھول دیا۔ اور ان کو اندر کا راستہ دیا۔ وہ گلاس وال کے ساتھ رکھے صوفے پر جا بیٹھیں۔ ہاتھ سے افسانے کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

دونیہ کی طرف سے میں معذرت کرتی ہوں۔وہ زرا جزباتی ہے۔غصے میں "
ہائپر ہو جاتی ہے۔تم پلیز در گزر کرنا۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بول رہی
تھیں۔ماتھے پر گومڑ رو رو کر آنکھوں کے سوجے کنارے، سرخ مرطوب
ہونٹ۔سنہرے کھلے الجھے ہوئے بال چہرے کے اطراف میں پڑے تھے۔

آپ جسے زرا سی جذباتیت کہہ رہی ہیں وہ پاگل پن تھا۔نارمل لوگ ایسے "
کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔" وہ زکام زدہ آواز میں بیزاری سے بولی۔انہوں
نے اسے بچانے کی کوئی کوشش نہیں کی تھی۔الٹا اسے سمجھانے آئی تھیں۔
در گزر سے کام لینے کا کہنے آئی تھیں۔" لیکن آپ بے فکر رہیں۔میں اسے
کچھ نہیں کہوں گی۔نہ میں اس پوزیشن میں ہوں کہ اسے کچھ کہہ سکوں۔
مجھے سمجھ آرہی ہے آپ نے کیوں کہا تھا کہ یہاں ہر زندگی مشکل ہو گی۔" وہ
ایک ہاتھ سے سر دبا رہی تھی۔درد بڑھتا جا رہا تھا۔

اگر تم بدلہ لینے کی پوزیشن میں ہوتی تو کیا کرتی؟" وہ نرمی سے بول رہی تھیں۔ وہی نرمی جو ان کی طبعیت کا خاصہ تھی۔ پتا نہیں وہ واقعی اتنی اچھی تھیں یا بنتی تھیں۔ افسانے کو سمجھ نہیں آئی۔

آپ مجھے نہیں جانتیں۔ میں لڑنے جھگڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔" بہت برداشت ہے مجھ میں۔ بھلے سے یہ حالات میرے لئے نئے ہیں، لیکن میں کوئی بھی حالات سروائیو کر سکتی ہوں۔ میری برداشت اور ہمت سے آپ واقف نہیں ہیں۔ لیکن آپ جان جائیں گی۔" وہ نرم ہاتھوں سے بالوں کو جوڑے کی شکل دے رہی تھی۔

زینب نے محسوس کیا الفاظ کے برعکس اس کا لہجہ نرم تھا۔ وہ لڑکی بدتمیز یا روڈ نہیں تھی بس حالات کی ستم ظریفی کا شکار ہوئی تھی۔

تم نے بتایا نہیں کہ مہرداد سے شادی کن حالات میں ہوئی؟ وہ بھی بتا کر" نہیں گیا۔ لیکن تم مجھے اچھے گھر کی لگتی ہو۔ ایسا کیا ہوا کہ تمہیں یوں شادی کرنی پڑی۔ دیکھو تم مجھے غلط مت سمجھنا۔ جو بھی ہو بہر حال یہ ایک سوال ہے کہ آخر تمہاری اور مہرداد کی شادی کے پیچھے کیا وجہ ہے؟" وہ اس کی آنکھوں میں بغور دیکھتیں کچھ جانچ رہی تھیں جیسے۔

یہ سوال بہتر ہو گا آپ مہرداد سے کریں۔ وہ زیادہ اچھے سے وضاحت" کرے گا۔" وہ اب اٹھ کر کبرڈ میں رکھے اپنے اکلوتے بیگ کی طرف جا رہی تھی۔ اس بیگ میں اس کے ضروری ٹریولنگ ڈاکیومنٹ تھے۔ اور کپڑوں کے دو جوڑے۔ یہی ساز و سامان تھا اس کا اس انجان دیس میں۔

زینب خاموشی سے اسے بیگ میں ڈریس کپڑے نکالتے دیکھ رہی تھیں۔ بس اتنا سا سامان تھا اس کا۔ اتنے دن سے وہ کیسے گزارا کر رہی تھی۔ انہوں نے

بس ملازمہ کو ہدایات دی تھیں اس کا خیال رکھنے کی۔ خود سے اس کی ضروریات کا نہیں پوچھا تھا۔ جو بھی معاملات رہے ہوں وہ ان کی مہمان تو تھی نہ۔ انہیں خود پر افسوس ہوا۔

افسانے!" وہ بے ساختہ اسے پکار بیٹھیں۔"

جی." وہ مصروف سے انداز میں بولی۔ نظریں بیگ پر تھیں۔ کریڈٹ کارڈز" چیک کرتے وہ شاپنگ جانے کا سوچ رہی تھی۔ جب یہاں رہنا تھا تو پھر ضروریات زندگی کا بھی کچھ سامان کیا جائے۔

تم نے تبریز نہیں دیکھا نہ؟ ایسا کرو کل صبح ڈرائیور کے ساتھ شاپنگ مال" تک ہو آؤ، شہر بی دیکھ لو گی اور کچھ شاپنگ بھی کر لینا۔ میں پیسے بھجواتی ہوں ابھی۔" وہ اب طریقے سے اسے شاپنگ جانے کا کہہ رہی تھیں۔

بہت شکریہ، مجھے کچھ چیزیں لینی تو تھیں واقعی۔اور پیسوں کی کوئی" ضرورت نہیں۔میرے پاس،"کریڈٹ کارڈز لہرا کر دکھائے۔"پیسے "ہیں۔

ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔"زینب نے اصرار کرنا مناسب نہیں" سمجھا۔

میں کھانا بھجواتی ہوں۔کھالینا۔بھوک تو لگی ہو گی۔اور دونیہ کے حوالے" سے پریشان نہیں ہونا۔میں مہرداد کو کہوں گی وہ خود اسے سمجھالے گا۔کسی اور کی وہ نہ سنے شاید۔"وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا بس سر اثبات میں ہلایا۔وہ چلی گئیں تو افسانے بھی سر جھٹک کر فریش ہونے چل دی۔اب آخر کتنا سوگ منایا جاسکتا تھا ایک بات کا۔

رائد تم آج یہیں رکو گے نہ؟" کھانا کھانے کے بعد آرمینے، رائد اور آریز" لان میں واک کر رہے تھے جب آرمینے نے اس سے پوچھا۔

نہیں،۔ مجھے اپارٹمنٹ جانا ہے۔ کل صبح پھر آؤں گا۔ اور ڈونٹ وری" تمہارے جاگنے سے پہلے میں یہاں موجود ہوں گا۔" وہ اس کے متوقع شکوہ کرنے سے پہلے ہی وضاحت دے رہا تھا۔

لیکن ابھی تم جا کر کیا کرو گے۔ یہاں پر ہم کوئی مووی دیکھ لیں گے۔" وہ" ہونٹ گول کر کے کیوٹ سے انداز میں بول رہی تھی۔ رائد نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔

مووی پھر کبھی دیکھ لیں گے۔دراصل،آریز بھی میرے ساتھ جارہاہے۔"
ہم نے نیا بزنس پلان بنایاہے اسی پر کچھ آئیڈیاز ڈسکس کرنے ہیں۔"اس نے
کان کھجا کر آریز کو دیکھا۔

ہاں جی۔اور آرمینے یار تم اب سونے جاؤ بہت ہو گئی واک۔ چلو شاباش"
میڈیسن بھی لینی ہے۔پہلے ہی طبیعت خراب ہے۔"رائد کو دانت پیس کر
دیکھتے وہ آرمینے کی طرف متوجہ ہوا۔

اوکے لیکن رائد بھی چلے ساتھ۔مجھے میڈیسن یہی کھلائے گا۔اسے بھی تو پتا"
چلے کہ کتنی گندی میڈیسن کھانی ہوتی ہے میں نے۔"وہ منہ بسورتی رائد کو
دیکھ رہی تھی۔

ظاہر ہے یہ تو تمہارا گارڈین اینجل ہے نہ یہ تو ضرور ہی چلے گا۔"آریز کی" اس بات پر رائد مسکرایا۔

تو تم جیلس ہو رہے ہو۔ہاں؟"وہ شرارت سے اسے دیکھ کر بولا۔"

ہاں جی ہو رہا ہوں۔ساری لڑکیوں پر تم نے قبضہ جمار کھا ہے اور میں" معصوم جیلیس بھی نہ ہوں۔"سڑ کر بولتا وہ بہت کیوٹ لگا تھا۔ایک تو یہ تینوں بہن بھائی کیوٹ بہت تھے۔

ساری لڑکیاں کون بھلا؟"وہ اب جان بوجھ کر اسے چڑا رہا تھا۔افسانے" بھی مسکراتے ہوئے ان کی نونک جھونک سن رہی تھی۔اب وہ تینوں گھر کے اندر جا رہے تھے۔

میری دو بہنیں اور ایک تمہاری خود کی بہن۔" وہ اب بھی جل کر بول رہا تھا۔

چچ چچ، کتنے دکھ کی بات ہے۔" وہ صاف اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ جواباً آریز ہونہہ کر کے رہ گیا۔

تم جب تک مینے کو میڈیسن کھلاؤ میں آتا ہوں۔" وہ اپنے کمرے طرف مڑ گیا۔

رائد آر مینے کے ساتھ اس کے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب سارا بیگم آتی ہوئی دکھائی دیں۔

میں تم لوگوں کے پاس ہی آ رہی تھی۔ مینو کی دوائی کا ٹائم ہو گیا ہے۔" وہ"

ان کے پاس رکتے ہوئے بولیں۔

میں دیکھ لوں گا آپ آرام کریں آنی۔اور ہاں آریز میرے ساتھ جا رہا ہے" وہیں رکے گا آج۔" وہ نرم لہجے میں ان سے مخاطب تھا۔

اوکے بیٹا۔اور آریز کا بتانے کی کیا ضرورت مجھے پتا ہے وہ اپنے چہیتے کے " ساتھ ہی جائے گا۔" وہ مسکراتے ہوئی بولیں۔رائد نے گردن ایک سائڈ پر جھکا کر دل ہر ہاتھ رکھا اور مسکرایا۔

سارا بیگم گڈ نائٹ کر کے چلی گئیں۔

وہ دونوں چلتے ہوئے آرمینے کے کمرے میں آئے۔

اسے میڈیسن کھلا کر لحاف اس پر سہی سے پھیلاتے وہ ایک گھٹنا فولڈ کر کے اس کے سامنے بیٹھا۔ہاتھ بڑھا کر اس کے بال ٹھیک کیے۔

ٹھیک ہو؟" وہ اب نرمی سے پوچھ رہا تھا۔"

مینو نے اثبات میں گردن ہلائی۔

ڈر تو نہیں لگ رہا؟" وہ اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتا ہوا بولا۔"

نہیں." وہ مسکرائی۔پلکیں بھاری ہو رہی تھیں۔نیند آ رہی تھی۔"

چلو اب سو جاؤ۔آنکھیں بند کرو۔" وہ نرمی سے بولا۔وہ فوراً آنکھیں بند کر گئی۔تھوڑی ہی دیر میں اسے نیند آ گئی۔وہ اس کا ہاتھ نرمی سے تھامے بیٹھا

اسے دیکھتا رہا۔ یہ چہرہ اسے بہت عزیز تھا۔ اسے خود سے جڑے سب لوگ عزیز تھے۔ لیکن آرمینے اس کے لئے کیا تھی دنیا کو سمجھا پانا مشکل تھا۔ وہ اس کے ہاتھوں میں بڑی ہوئی تھی۔ اس کی زندگی کے ایک ایک پل سے وہ واقف تھا۔ کسی قیمتی متاع کی طرح وہ اسے رکھتا آیا تھا۔ وہ اس کے چہرے کو پتا نہیں کب تک دیکھتا رہتا جب آریز کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ وہ دروازے سے سر نکالے اسے بلا رہا تھا۔ وہ نرمی سے آرمینے کا ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھتے اٹھ گیا۔

باہر آکر آہستہ سے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ اب وہ دونوں باہر کی طرف جا رہے تھے۔

ہمیشہ کی طرح تم نے آئیڈیا سوچا اور زبردستی مجھے اس میں شامل کر لیا۔"" آریز گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا۔

تم آئیڈیا سنو تو سہی۔ مجھ سے پہلے تم اس پر ورک کرنے کے لئے بیتاب ہو" گے۔" وہ مسکراتا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

فنانس کون کرے گا۔؟" آریز نے اہم سوال اُٹھایا۔"

فنانس کرنے کی کیا بات ہے۔ میں ہوں تم ہو، دو چار اور انویسٹرز ڈھونڈ" لیں گے۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔ آریز کراہ کر رہ گیا۔ یہ آدمی اس کے پیسے پر نظر رکھے بیٹھا تھا۔ اسے پہلے ہی اندازہ تھا۔ اس قسم کے جوائنٹ وینچرز میں وہی دو انویسٹر ہوا کرتے تھے۔ اور کوئی شک نہیں کہ انہیں ہمشیہ فایدہ ہی ہوا تھا ان وینچرز میں۔ لیکن اتنے سارے کام ہوتے ہوئے کسی نئے کام میں ہاتھ ڈالنا یقیناً بہت وقت اور ڈیڈیکیشن لیتا تھا۔ خیر وہ دونوں عادی تھے نئے نئے آئیڈیاز پر کام کرنے کے۔

افسانے تیار ہو کر نیچے آئی تو لاؤنج میں زینب کے ساتھ دونیہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ اپنی جگہ تھم سی گئی۔ دونیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور صوفے سے اٹھی۔ افسانے مٹھیاں بھینچ گئی۔ سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس سے کچھ قدم کے فاصلے پر کانچ کا واز رکھا تھا۔ اگر دونیہ اس پر اٹیک کرتی تو وہ فوراً سے واز تک پہنچ کر اسے اٹھا سکتی تھی۔ دونیہ نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور کھل کر مسکرائی۔

فکر مت کرو آج تمہیں کچھ نہیں کہوں گی۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔"

افسانے نے اس کا سر سے پیر تک طائرانہ جائزہ لیا۔ سرخ پیروں تک آتے سلک کے لباس میں براؤن سٹالر گلے میں مفلر کی طرح لپیٹے وہ نکھری نکھری

لگ رہی تھی۔سیاہ سلکی بالوں کی پونی ٹیل بنا رکھی تھی۔جب وہ چلتی تھی بال ہوا میں لہراتے تھے۔

مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔"وہ دانت پر دانت جما کر بولی۔دونیہ مسکرائی۔"

تو پھر آؤ اچھے سے متعارف ہوتے ہیں ایک دوسرے سے۔"مسکراہٹ" جیسے اس کے چہرے سے چپکی ہوئی تھی۔

میں ضرور رکتی لیکن مجھے دیر ہو رہی ہے۔میں چلتی ہوں۔"افسانے" سنجیدگی سے بولتی سائڈ سے گزر کر زینب کی طرف گئی۔"میں چلتی ہوں۔ آپ نے ڈرائیور سے کہ دیانہ کہ مجھے کسی اچھے سے مال میں لے چلے۔ کپڑوں کے علاوہ مجھے فون بھی بنوانا ہے۔آن نہیں ہو رہا۔"وہ اب زینب سے مخاطب تھی۔

تم فکر مت کرو میں نے اسے سارا سمجھا دیا ہے۔وہ تمہیں لالے پارک" شاپنگ مال لے جائے گا۔"انہوں نے اسے تسلی(Laleh Park) دی۔

اوکے میں چلتی ہوں پھر۔اللہ حافظ۔" وہ باہر نکل گئی۔"

دونیہ نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔اس کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

یہ سمجھتی کیا ہے خود کو۔میں نے بھی اس کی اکڑ نہ توڑی تو میں بھی دونیہ" نہیں۔" وہ تنفر سے بولتے ہوئے صوفے پر بیٹھی۔زینب نے اکتا کر اسے دیکھا۔دونیہ کے مہرداد کے لئے جنون سے سب واقف تھے۔اور افسانے کا کیا حال ہونے والا تھا انہیں سوچ کر افسوس ہو رہا تھا۔

تم مہرداد کو آنے دو اس سے ہی بات کر لینا۔" وہ تحمل سے اسے سمجھا رہی تھیں۔

میری بات ہو گئی ہے داد سے وہ آ رہا ہے آج۔ اب جو بھی بات ہو گی اسی" سے ہو گی۔" وہ ابھی دروازے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے افسانے گئی تھی۔ اس کا مطلب تھا آج کوئی معرکہ ہونے والا تھا۔ زینب ہول کر رہ گئیں۔

لالے پارک مال اتنا بڑا نہیں تھا لیکن اچھا تھا۔ امریکہ کی طرح تو نہیں لیکن اتنا برا بھی نہیں تھا۔ افسانے کو ضرورت کی ساری چیزیں وہیں سے مل گئیں تھیں۔ لیکن موبائل ریپیئر نہیں ہوا تھا۔ شاپ والوں کے بقول آئی فون کا

جو ماڈل افسانے کے پاس تھا اس کو تبریز گرینڈ بازار میں ایک موبائل شاپ تھی وہاں سے ہی ٹھیک کروایا جا سکتا تھا۔

لیکن وہ اتنی تھکی ہوئی تھی کہ تبریز گرینڈ بازار کیا بلا تھی یہ پوچھنا بھی ضروری نہیں سمجھا اور گھر واپسی کی راہ لی۔

وہ دونوں ہاتھوں میں سامان کے تھیلے پکڑے لاونج داخل ہوئی تو سامنے ہی وہ نظر آیا تھا۔ کھٹکے پر اس نے نظریں اٹھائیں سامنے ہی وہ کھڑی تھی تھی ہاتھوں میں مختلف شاپنگ بیگز اٹھائے سنہری آنکھوں سے اسے دیکھتی ہوئی۔

افسانے لب بھینچے سامنے بیٹھے مہرداد کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔ اب وہ اٹھ کر اس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے آ رکا۔ پینٹ

کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اب وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ دراز قد تھا۔ افسانے کو اسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑتا تھا۔

کیسی ہو؟" پوچھتے ہوئے اس کی نظر اس کے ماتھے پر گئی تھی۔ جہاں پر دیوار" لگی تھی وہ جگہ سرخ اور سوجی ہوئی نظر آتی تھی۔ افسانے نے جواب دینے کے بجائے کمرے میں نظر گھمائی۔ وہاں پر زینب کے ساتھ دونیہ بھی موجود تھی۔ اور ملازمہ سکینہ بھی چائے کے برتن میز سے اٹھاتی نظر آئی تھی۔ اس نے واپس مہرداد کو دیکھا۔

بہت اچھی ہوں۔ اور تم سے ملنے کے بعد سے ڈھیٹ بھی بن گئی ہوں۔" تمہیں لگا ہو گا میں ابھی تک سوگ منا رہی ہوں گی۔ ہے نہ؟" وہ تندہی سے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتی بول رہی تھی۔

زبان سہی چل رہی ہے اس کا مطلب اچھا وقت گزرا تمہارا۔" وہ کونسا کم" ڈھیٹ تھا۔

ہاں جی کیونکہ تمہاری گرلفرینڈ نے سر پر اٹیک کیا تھا۔ زبان کاٹنے کا حکم" شاید تم نے اسے دیا نہیں ہو گا۔" وہ اسے کاٹ دار نظروں سے دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔ مہرداد نے دوبارہ اس کے ماتھے کی طرف دیکھا۔ اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی۔

وہ دونوں ایک ساتھ کھڑے تھے۔ سر اٹھا کر بولتی افسانے اور مسکرا کر چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہوا مہرداد۔ دونیہ کی گردن کی رگیں تن گئی تھیں۔ وہ تیزی سے ان کی طرف آئی۔ اور مہرداد کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا۔ افسانے سر جھٹکتی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

مہرداد نے لب بھینچ کر اپنے بازو پر رکھے دونیہ کے ہاتھ کو دیکھا اور جھٹکے سے اپنا بازو اس سے چھڑایا۔ دونیہ نے حیرت سے اس کی یہ حرکت دیکھی۔ اگلے ہی پل وہ حلق کے بل چلائی تھی۔ افسانے جو اپنے دھیان میں سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھی اس کی ایک دم چیخ نکلی تھی۔ اسے لگا دونیہ پھر اس پر اٹیک کرنے لگی ہے۔ اس نے گھبرا کر پلٹ کر دیکھا۔ دونیہ مہرداد کے سامنے کھڑی زور زور سے مقامی زبان میں کچھ بول رہی تھی اور دادا ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔ پتا نہیں یہ لوگ اس کو برداشت کیسے کرتے تھے۔ ہر دو بات کے بعد وہ لڑکی چلا اٹھتی تھی۔

افسانے کو داد کاری ایکشن دیکھنا تھا۔ وہ اس کے سامنے تو بہت گھمنڈی بنتا تھا اب دونیہ کے اس طرح چلانے پر کیا جواب دینے والا تھا۔ وہ چار سٹیپ چڑھ کر سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔ شاپنگ بیگز ساتھ رکھ لئے۔

من عاشق تو ہستم۔" دونیہ نے آگے بڑھ کر مہرداد کا بازو تھامنا چاہا۔"

من ہر گز از تو نخواستم کہ دوستم داشتہ باشی." وہ بیزاری سے بولا۔"

زینب نے افسانے کی سیڑھیوں پر بیٹھتے دیکھا۔اس لڑکی کو تو وہاں کی زبان نہیں آتی تھی پھر وہ کیوں بیٹھ کر وہاں لگا تماشہ دیکھ رہی تھی۔کیا اسے سمجھ آ رہی تھیں ان کی باتیں؟انہیں یاد تھا کہ زبان کا مسلہ نہیں ہوا تھا اس کو وہاں پر۔نہ ہی اس قسم کی کوئی شکایت کی تھی اس نے کہ اسے زبان سمجھنے میں مشکل ہوتی ہے یا کچھ ایسا۔وہ ملازمہ سے کیسے بات کر لیتی تھی انہوں نے جاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔وہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھے گئیں۔ لیکن پھر دونیہ کی آواز نے ان کی توجہ کھینچ لی۔وہ ناپسندیدہ نظروں سے اس کو چلاتا دیکھ رہی تھیں۔جواب مہرداد کو اپنی محبت کا بتا رہی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی تھی۔وہ اس کے ہوتے ہوئے وہ کیسے کسی اور سے شادی کر سکتا

تھا۔جواباً مہر دادا سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس کے سامنے جوابدہ نہیں تھا۔اس نے کبھی اسے خود سے محبت کرنے کے لئے نہیں کہا تھا۔

افسانے اب آنکھیں چھوٹی کیے غور سے ان دونوں کو بولتا ہوا سن رہی تھی۔ ان کے چہروں کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔اسے تھوڑی بہت فارسی زبان آتی تھی۔اس نے سکول دور میں شوق شوق میں یہ زبان سیکھنا شروع کی تھی۔ کچھ دن کلاسز بھی لی تھیں۔پھر مصروفیات زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا۔مقامی لوگ تیز تیز بولتے تھے تو وہ سہی سے نہیں سمجھ سکتی۔لیکن غور کرنے پر بات کا مفہوم ضرور پکڑ لیتی تھی۔

طلاقش بدہ۔"(اسے طلاق دو.)دونیہ حلق کے بل چلائی تھی۔"من اورا" خواھم کشت۔"(ورنہ میں اسے جان سے مار دوں گی۔)افسوں نے مہر داد کو دیکھا۔وہ اب کیا جواب دینے والا تھا۔مہر داد نے لب بھینچ کر دونیہ کو دیکھا۔

جرات نداری۔نے۔"(خبردار تم نے ایسا سوچا ہو۔بالکل نہیں۔)وہ سر"
نفی میں ہلاتا سرد نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔"دستا تو
میشکنم۔"(میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گا۔)وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا۔
سبز آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلی تھیں۔

افسوں نے حیرانی سے اسے دیکھا۔وہ اس کے ہاتھ توڑنے کی بات کر رہا تھا۔
یقیناً اسے اپنا آنر بہت عزیز تھا۔کیونکہ اب افسانے کا نام اس کے نام سے جڑا
تھا تبھی وہ دونیہ کو درشت لہجے میں وارن کر رہا تھا۔ورنہ افسانے اسے کب
سے اتنی عزیز ہونے لگی۔وہ ہونہہ کرتی سر جھٹک گئی۔جبکہ دونیہ سیاہ
آنکھوں میں ششدر سا تاثر لئے مہرداد کو دیکھ رہی تھی۔وہ کبھی اس سے
ایسے نہیں بولا تھا۔اس لہجے میں۔حیرت در حیرت تھی۔اس نے کچھ بولنے
کی کوشش کی۔

باشہ۔"ایک ہاتھ اٹھا کر وہ اسے چپ کروا گیا۔"

اور ادور کن۔"(اسے اٹھا کر باہر پھینکیں۔)اب وہ زینب کی طرف دیکھ کر" برف لہجے میں بولا اور مڑ کر افسانے کی طرف آیا۔اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔وہ سٹپٹا کر اٹھی۔پرس جو کہ گود میں تھا لڑھک کر دو سڑھیاں نیچے گیا تھا۔اب اس کا ایک بازو داد کی گرفت میں تھا تو دوسرے ہاتھ سے اس نے ریلنگ پکڑ کر خود کو اس کے ساتھ گھسٹنے سے روکا تھا۔مہر داد نے سلگ کر اس کی طرف گردن گھمائی۔ابرو اچکا کر اس کا مسلہ پوچھا۔افسانے نے آنکھوں سے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔وہ دو قدم نیچے اترا جھک کر اس کا پرس اور ساتھ ہی سیڑھیوں پر رکھے شاپنگ بیگز اٹھا کر اپنے ایک ہاتھ میں منتقل کئے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو دبوچتا اوپر کی طرف بڑھ گیا۔

دونیہ ابھی تک سن ہو کر سیڑھیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔افسانے اور مہرداد جا چکے تھے۔لیکن اس کی نظریں اسی منظر پر ٹھہری تھیں جب وہ اس لڑکی کا بازو پکڑے جا رہا تھا۔

دونیہ!"زینب نے اس نے کندھے پر ہاتھ رکھا۔وہ کسی مورت کی طرح" ساکت تھی۔زینب کو افسوس ہوا۔

چلا گیا وہ۔مت دیکھو ادھر۔"وہ ترحم سے اسے دیکھ رہی تھیں۔"

اس نے کہا۔۔۔میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھ سے محبت کرو۔میں نے تو بس" محبت کر لی۔اس سے پوچھنے کا تو کبھی سوچا ہی نہیں۔اس نے کہا وہ میرے

ہاتھ توڑ دے گا اگر میں نے اس کی بیوی کو کچھ کہا۔"اس نے اپنے ہاتھ اٹھا کر زینب کو دکھائے۔"انہی ہاتھوں کو تھام کر اس نے کہا تھا وہ میرے لئے ہمیشہ موجود ہے۔جب کوئی نہیں ہو گا وہ تب بھی میرے لئے آئے گا۔"وہ ایک ٹرانس سی کیفیت میں بول رہی تھی۔"میں کیا کروں زینب؟میری عمر بھر کی ریاضت ضائع ہو گئی۔"وہ سر پر ہاتھ رکھتی وہیں بیٹھتی چلی گئی۔"وہ مجھ پر کبھی اس طرح نہیں چلایا جیسے آج۔اس لڑکی نے مجھ سے مہرداد کو چھین لیا۔ میرے مہرداد کو اس نے مجھ سے چھین لیا۔"اس نے گہری سانس لی۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے چلے گئے۔

زینب کا دل درد سے بھر گیا۔وہ ان کے ہاتھوں کی پلی بڑھی بچی تھی۔اسے اس طرح ٹوٹا بکھرا ہوا دیکھنا تکلیف دہ تھا۔

دونیہ!اس طرح مت کرو میری بچی۔اٹھو یہاں سے۔اٹھو شاباش۔""

انہوں نے زبردستی اسے کھینچ کر کھڑا اور قریب رکھی چیئر پر بٹھایا۔

سکینہ ! پانی لے کر آؤ۔" انہوں نے سکینہ کو آواز دی۔ سکینہ جس کی" ساری توجہ لاؤنج سے آتی آوازوں پر تھی جلدی جلدی گلاس میں پانی ڈالتی گلاس ٹرے میں رکھے لے آئی تھی۔ زینب نے اسے پانی پلانا چاہا۔ اس نے ہاتھ سے گلاس پرے کر دیا۔

زینب آپ کہیں نہ اس کو۔ وہ چھوڑ دے اس لڑکی کو۔ اتنے دن پہلے بھی تو" چھوڑ کر گیا تھا نہ۔ اب ہمیشہ کے لئے چھوڑ دے اسے۔" وہ زینب کا ہاتھ پکڑے ان کی منت کرنے والے انداز میں بولی۔

ابھی تم ٹھیک نہیں ہو۔ میں ڈرائیور سے کہتی ہوں وہ تمہیں گھر چھوڑ" آئے۔ گھر جا کر آرام کرو۔ ہم بعد میں اس بارے میں بات کریں گے۔"

انہوں نے نرمی سے بولتے ہوئے اس کے آنسو صاف کیے۔ وہ کچھ دیر انہیں دیکھتی رہی۔ پھر آہستہ سے اٹھی۔ دونوں ہاتھوں سے گال صاف کیے، میز پر رکھا اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور باہر نکل گئی۔ زینب اس کے پیچھے گئیں۔ وہ زن سے گاڑی بھگا لے گئی تھی۔ زینب نے ڈرائیور کو اس کے پیچھے بھیجا۔ اور سختی سے ہدایت کی دونیہ جب تک گھر نہیں پہنچ جاتی وہ اس کا پیچھا کرے گا۔

دل ہی دل میں اس کی سلامتی کی دعا کرتے انہیں نے اوپر سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔ مہرداد ہمیشہ انہیں مشکل میں ڈالتا آیا تھا۔ ابھی تو رضا پہلوی بھی نہیں آئے تھے۔ پتا نہیں ان کا ری ایکشن کیا ہو گا۔ وہ پریشان سی تھیں۔

وہ تقریباً اسے گھسیٹتے ہوئے کمرے تک لایا تھا۔ وہ اپنا بازو اس کی اپنی

گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتی آئی تھی۔اس نے کمرے میں آکر ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا۔وہ لڑکھڑا کر سنبھلی تھی۔سلگ کر اس جنگلی شخص کو دیکھا۔اب وہ ہاتھوں میں پکڑے بیگ بیڈ پر اچھالتا جا کر دروازہ لاک کر رہا تھا۔پھر وہ افسانے کی طرف پلٹا۔

دونیہ کو عادت ہے۔وہ ہاتھوں سے بات کرتی ہے۔لیکن تم۔۔"دانت" پیستے اس کی طرف دیکھا۔"تمہیں سیلف ڈیفنس کرنا نہیں آتا کیا۔؟کوئی بھی آکر ہاتھ اٹھا لے تم پر۔۔ہاں؟"وہ اسے غصے میں تھا۔

ویٹ ویٹ۔۔کیا کہا تم نے؟اس سائیکو کو عادت ہے ہاتھ اٹھانے کی؟اور" تم بجائے اس کا علاج کروانے کے دوسروں کو سیلف ڈیفنس پر بھاشن دے رہے ہو."وہ جی جان سے جل کر رہ گئی اس کی منطق پر۔"اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس نے مجھے بتا کر حملہ نہیں کیا تھا۔اچانک اٹیک تھا

وہ۔اور اگر تمہیں پتا نہیں ہے تو میں بتا دوں۔ کہ مجھے کبھی بھی ایسے کسی سائیکو سے پالا نہیں پڑا جس سے مجھے سیلف ڈیفنس کی ضرورت پیش آئے۔ پہلے تم اور اب تمہاری گرلفرینڈ۔ کیا تم سب ایک جیسے ہو؟ اگر یہ بات ہے تو واقعی مجھے سیلف ڈیفنس سیکھنا پڑے گا۔" وہ تیز تیز بولتے ہوئے بازو گھما گھما کر اشارے بھی کر رہی تھی ساتھ۔ وہ لب بھینچے اس کا انداز ملاحظہ کر رہا تھا۔

اب چل گیا نہ پتا کہ ہم سب ایک جیسے ہیں۔ تو اپنے دماغ میں بٹھا لو" کہ۔۔۔" وہ بھنویں سکیڑ کر بولنا شروع ہوا۔ لیکن وہ اس کی بات کاٹ گئی۔

ہاں پتا چل گیا ہے۔ تم سب ایک جیسے ہو۔۔ جنگلی۔" وہ اسے گھور کر بیڈ کی" طرف بڑھی۔ اس کی ساری شاپنگ بکھری پڑی تھی۔

اے، باشہ۔۔ بہت بول لیا تم نے۔" اس نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے"

پکڑا اپنی طرف گھمایا۔وہ اس کے لئے تیار نہیں تھی۔وہ سیدھی اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ماتھا اس کے بازو سے لگا۔پہلے ہی درد ہو رہا اب مزید بڑھ گیا۔

میں اگر جنگلی ہوں تو تم اس جنگلی کی بیوی ہو۔تو اس لحاظ سے ویلکم ٹو دا" فیملی۔" وہ طنزیہ سا بولتا اسے آگ لگا گیا۔

تم۔۔"افسانے نے ہاتھ دونوں ہاتھ بڑھا کر اس کے بال کھینچے۔اور یہ اتنا" اچانک ہوا تھا کہ وہ اپنا بچاؤ نہیں کر پایا۔

افسانے ے ے چھوڑو۔کیا کر رہی ہو۔"اس نے دونوں ہاتھوں سے اسے" کلائیوں سے پکڑا۔لیکن مصیبت یہ تھی کہ وہ جتنا خود کو چھڑانے کی کوشش کرتا وہ اور زور سے اس کے بال کھینچتی۔اسی کھینچا تانی میں وہ مڑا تھا اور افسانے

اس کے ساتھ ہی مڑی ان کے پیر آپس میں الجھے تھے اور دونوں بیڈ پر گرے۔دونوں مٹھیوں میں اس کے بال جکڑے وہ اس پر گری تھی۔

افسانے کو دونوں کلائیوں سے پکڑے اس نے کروٹ بدلی۔ لیکن وہ تو جیسے آج اس کے بال جڑ سے اکھاڑنے کے درپے تھی۔اور کچھ سمجھ نہ آتے مہرداد نے اسے گدگدی کی۔وہ فوراً سے بال چھوڑ کر پیٹ پر ہاتھ رکھ گئی۔وہ جلدی سے اس پر سے اٹھتا بیڈ سے چار قدم کے فاصلے پر جا کھڑا ہوا تھا۔اتنی حیرت اسے زندگی میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔یہ ابھی کیا ہوا تھا۔وہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔کیا ابھی ابھی افسوں نے اس کے بال کھینچے تھے۔لائیک سیریسلی۔ حیرت سی حیرت تھی۔

افسانے اب گھٹنوں کے بل اٹھ کر بیڈ پر سیدھی ہو کر بیٹھی۔اور سنہری آنکھوں میں شعلے بھرے اسے دیکھا۔وہ بیڈ سے کچھ دور حیرت سے بڑی بڑی سبز آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

یہ ابھی ابھی کیا کیا تم نے۔؟" وہ بولا تو آواز بھی حیرت سے پھٹی پھٹی سی" تھی۔

کیوں تمہیں نہیں پتا کیا کیا ابھی میں نے۔؟ اتنی اچھی جنرل نالج ہے تمہاری" پھر بھی نہیں سمجھ آئی۔ چلو میں بتاتی ہوں۔ یہ میں نے اپنا دفاع کیا۔۔ سیلف ڈیفنس یو نو۔" وہ سنہری آنکھوں کو پھیلا کر سیلف ڈیفنس پر زور دے کر بولی۔

مہر داد نے دونوں ہاتھوں سے بال ٹھیک کیے۔ پورا سر دکھ رہا تھا۔ یقیناً کچھ بال جڑ سے اکھڑ گئے ہوں گے۔ افسانے کو دیکھا۔ وہ ابھی تک اسے گھور رہی تھی۔ تنفس تیز تھا۔ آخر بال کھینچنے میں توانائی صرف ہوئی تھی۔

تم۔۔مجھے تمہیں اس دن گریک تھیٹر کی سیڑھیوں سے دھکا دے دینا"
چاہیے تھا۔میں نے اس دن تمہیں بچایا اور تم یہ کر رہی ہو میرے ساتھ۔"
وہ دانت پیس کر اس کی طرف بڑھا۔وہ تیزی سے بیڈ سے اتر کر ٹیرس کی
طرف بھاگی۔

تم نے مجھے نہیں بچایا تھا وہ صرف ایک ریفلیکس ایکشن تھا۔میرے سر پر"
احسان مت رکھو۔" وہ ٹیرس کا دور کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب
دینا نہیں بھولی تھی۔وہ جست لگا کر اس رک پہنچا۔اور ڈور ناب پر رکھا اس کا
ہاتھ اپنے قبضے میں لیا۔دوسرے ہاتھ اس کے سر کے پیچھے گھما کر گردن سے
بالوں کو جکڑا۔ گرفت زرا سی سخت تھی۔

افسانے نے آنکھیں بند کر لی۔کوئی پتا نہیں اب وہ بدماغ انسان کیسے بدلہ لینے
والا تھا۔اگر بال کھینچے تو۔۔۔سوچ کر ہی آنکھوں میں آنسوں آئے۔پہلے ہی

دونیہ کی وجہ سے اس کے بال ٹوٹے تھے۔

ریفلیکس ایکشن تھا یا جو بھی میں نے تمہیں وہاں پر بچایا تھا۔ ورنہ تم ان نو" ہزار لوگوں کے پیروں میں لڑھکتی ہوئی جاتی." وہ اسے گلاس ڈور سے لگائے دانت کچکچا کر بولا۔

آٹھ ہزار پانچ سو۔" اس نے ڈبڈبائی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔"

کیا۔؟" وہ نا سمجھی سے بولا۔ نگاہ افسانے کی کانچ کی طرح چمکتی آنسو بھری" آنکھوں پر گئی تھی۔ بالوں پر گرفت ڈھیلی ہو گئی۔

وہاں آٹھ ہزار پانچ سو لوگ تھے۔ برکلے کے گریک تھیٹر میں آٹھ ہزار" پانچ سو لوگوں کی گنجائش ہے بس۔ تم نے نو ہزار غلط بتایا ہے۔" وہ بھرائی

آواز میں اس کی تصحیح ک رہی تھی۔

تو۔۔؟"مہرداد کا دھیان بھٹک رہا تھا۔ نظر بھٹک رہی تھی۔اس کی گردن" میں گلٹی سی ڈوب کر ابھری۔ہاتھ سر سے سرکتا ہوا کندھوں پر آیا تھا۔

تو تمہارا جنرل نالج اتنا بھی اچھا نہیں ہے۔"اس نے منہ بسور کر کہا۔خاندانی" کیوٹ پن عود کر آیا تھا۔

تو۔۔؟"ہاتھ کمر تک پہنچا۔"

افسانے نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا۔کیا تو تو لگا رکھی تھی اس نے۔پھر نظروں سے اس کے اور اپنے مابین فاصلہ ناپا جو کہ نہ ہونے کے برابر تھا۔وہ اپنا ہاتھ چھڑاتی ایک دم سے اس کے گھیرے سے نکلی۔مہرداد چونک کر

ہوش میں واپس آیا۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کیا۔ افسانے کی طرف دیکھا وہ اسے ایسے گھور کر دیکھ رہی تھی جیسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے جلا کر بھسم کر دینے کا ارادہ ہو۔ لیکن پھر بھی وہ کیوٹ ہی لگی تھی۔

اب گھور کیوں رہی ہو۔؟ میں نے کچھ کہا تمہیں؟" وہ اب کالر سے شرٹ" کر رہا تھا۔

کیوں نہیں کہا کچھ۔ یہی سوچ رہی ہوں۔" وہ ابھی بھی اسے گھور رہی" تھی۔

وہ جواب دیے بنا سر پر ہاتھ پھیرتا گلاس ڈور دھکیلتا ٹیرس پر نکل گیا۔

افسانے نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر بیڈ پر پڑے سامان کو۔ آگے بڑھ کر

سامان سمیٹا۔ مہرداد کے واپس آنے سے کہیں نہ کہیں اسے اطمینان ہوا تھا۔ کیونکہ اسی کے حوالے سے وہ یہاں پر تھی۔

گردن گھما کر ٹیرس پر نظر آتے داد کو دیکھا۔ کچھ زیادہ زور سے بال کھینچ دیے تھے۔ اتنے دن کی فرسٹریشن اس پر نکال دی تھی۔ اسے افسوس ہوا۔ لیکن خیر وہ ڈیزرو کرتا تھا۔ وہ سر جھٹکتی گنگناتے ہوئے کبرڈ میں سامان سیٹ کرنے لگی۔ اب جا کر موڈ فریش ہوا تھا۔

"نگاہ تو شکوہ ی آہ تو"

یہ گانا اسے پہلے پہل سمجھ نہیں آیا تھا۔ لیکن بعد میں غور سے سننے پر تھوڑا بہت اس کا مفہوم پکڑ لیا تھا اس نے۔ گنگناتے ہوئے اسے تھیٹر میں ہوا کنسرٹ یاد آیا تھا۔ جہاں پر مہرداد نے اسے گرنے سے بچایا تھا۔

مہرداد ٹیرس پر ٹہلتا جو ابھی ہوا اس بارے میں سوچ رہا تھا۔ وہ افسانے کو سخت جواب نہیں دے پایا تھا۔ اسے غصہ آیا تھا لیکن۔۔۔ اسے افسوں کی آنکھوں میں نہیں دیکھنا چاہیے تھا۔ وہ لب بھینچے ریلنگ پر کہنیاں ٹکا کر تھوڑا سا جھکا۔ نیچے نظر آتے لان کے سبزے پر نظر جمائے اسے برکلے میں گریک تھیٹر میں افسانے سے ہوا ٹاکرہ یاد آیا۔

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے زیر انتظام گریک تھیٹر برکلے (Greek Theatre Berkley) میں آج کنسرٹ تھا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں پر گیا تھا۔ کوئی مشہور بینڈ آج وہاں پر پرفارم کرنے والا تھا۔ وہاں پر نشستیں اوپر سے نیچے کی طرف سٹیئرز کی صورت میں جا رہی تھیں۔ سٹیج

سے کھڑے ہو کر دیکھیں تو گولائی کی صورت لوگ وہاں پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ سٹیج سے نزدیک کچھ قطاروں میں بیٹھنے کی جگہ تھی۔ جبکہ اوپر والے زینوں پر آڈینس کھڑے ہو کر سٹیج کی پرفارمنس انجوائے کرتی تھی۔

وہیں پر اپنی جگہ ڈھونڈتے ہوئے اسے اپنے سامنے سنہری بالوں والی لڑکی دکھائی دی تھی۔ جو اپنی کسی دوست کی بات پر ہنستے ہوئے زینے اتر رہی تھی۔ اسی وقت کچھ اور سٹوڈنٹس وہاں سے گزرے۔ وہ لڑکی ان سے ٹکراؤ سے بچنے کے لئے ایک سائڈ پر ہوئی۔ اس کی دوستیں آگے نکل گئیں۔ مہرداد اپنی روڈ ھونڈتا دو زینے نیچے اترا۔ اسی وقت اس سنہرے بالوں والی اس پاکستانی امریکن لڑکی کو کسی سٹوڈنٹ نے دھکا دیا تھا۔ اس کا توازن خراب ہوا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ گرتی اور زینوں سے پھسلتے ہوئے وہاں موجود لوگوں کے میں لڑھکتی، مہرداد نے زمین پر پاؤں جماتے زرا سا جھک کر اس

کی کمر میں اپنا بازو حمائل کرتے اسے اپنی طرف کھینچا۔

افسانے کو لگا کہ آج تو وہ گئی۔اس نے آنکھیں زور سے میچ لیں۔ لیکن یہ کیا وہ گرنے کے بجائے اوپر کھینچ لی گئی تھی۔اس نے آنکھیں کھولتے اپنی کمر کے گرد لپٹے سخت مردانہ بازو کو دیکھا۔اس نے جلدی جلدی اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی۔

سٹوپڈ۔۔کیا مجھے بھی ساتھ گراؤ گی۔"اسی وقت وہ جھنجھلائی ہوئی مانوس" سی کرخت آواز کانوں میں پڑی۔اس نے مزاحمت ترک کر دی۔مہر دادا سے اپنے ساتھ لگائے ایک پیر اوپری زینے پر اور ایک نچلے زینے پر رکھے توازن برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔اوپر شاید کچھ ہوا تھا جو سٹوڈنٹس کا ریلا سا ایک ساتھ آیا تھا۔

کچھ دیر بعد انہیں جگہ مل گئی تھی۔

مہرداد نے اس کے سنہری چمکدار بالوں سے ڈھکے سر کو دیکھا۔ بالوں سے آتی خوشبو اس نتھنوں سے ٹکرائی۔ اس نے گہرا سانس لیتے افسانے کو بازوؤں کے گھیرے سے آزاد کیا۔ وہ لڑکی ہر بار اس سے ٹکرا جاتی تھی۔ اور ابھی تھوڑی دیر پہلے جب وہ اس کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹا رہی تھی تو اس کی آواز سن کر ایک دم اس نے کوشش ترک کر دی تھی۔ مہرداد کو عجیب سا لگا۔ کیا وہ خود کو محفوظ سمجھی تھی اس کے ساتھ۔؟

افسانے اسے دیکھے بغیر اپنی دوستوں کی طرف بڑھ گئی۔ دوستوں کے پاس پہنچ کر اس نے گردن گھما کر اسے تلاشنا چاہا۔ کچھ فاصلے پر اونچائی پر وہ اسے اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا دکھائی دیا۔ سبز آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ افسانے کے دیکھتے ہی وہ نظر ہٹا گیا تھا۔ وہ اسے شکریہ بھی نہیں کہہ کر آئی

تھی۔ابھی تھوڑی دیر پہلے جب وہ پریشان ہوئی تھی کہ پتا نہیں کون تھا اس کے قریب۔تو اس نے گرنے کی پرواہ کیے بغیر اس کا بازو ہٹانا چاہا تھا۔لیکن مہرداد کی آواز سن کر ریلیکس کیوں ہو گئی تھی۔وہ حیران تھی۔جو بھی ہوا تھا اچانک ہوا تھا۔ایک ریفلیکس ایکشن کی طرح۔

جو بھی تھا بہت عجیب تھا۔اس نے سر جھٹک کر اپنا دھیان سٹیج پر لگایا جہاں مائیک پر آج پرفارم کرنے والے بینڈ میمبرز کا تعارف کروایا جا رہا تھا۔

دروازہ بجا تھا۔شاید سکینہ کھانے کا پوچھنے آئی تھی۔وہ دونوں چونک کر خیالوں سے باہر آئے۔مہرداد نے جا کر دروازہ کھولا۔اور سکینہ کی بات سن کر اس کے ساتھ ہی چلا گیا۔افسانے دونوں ہاتھوں سے منہ تھپتھاتی آئنے

کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ماضی رہ رہ کے یاد آتا تھا۔وہ ہر بار سر جھٹک کر خود کو مصروف کر لیتی تھی۔ لیکن کیا اس طرح سب ٹھیک ہو جانا تھا؟ وہ پر سوچ نظروں سے خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔وہ مصیبت آنے پر آنکھیں بند کر لینے والوں میں سے تھی۔ لیکن کیا یہ رویہ ٹھیک تھا؟ وہ اب خود کو بدلنے کا تہیہ کر رہی تھی۔اگر اپنی بقا چاہیے تھی تو دفاع کرنا سیکھنا تھا۔

سکینہ پیغام لے کر آئی تھی کہ رضا پہلوی آ گئے تھے اور مہر داد کو یاد کر رہے تھے۔داد نے سیٹی بجانے کی طرح ہونٹ گول کیے۔طلب کیا گیا تھا اس کا مطلب تھا اب سوال جواب ہوں گے۔ خیر وہ بھی تیار تھا۔سکینہ کو بھیج کر وہ خود بھی کمرے سے باہر آ گیا تھا۔مہر داد کے کمرے سے چھوٹی سی راہداری سیڑھیوں کی طرف جاتی تھی۔اس راہدری کی وال پر بڑا سا ڈیکوریشن مرر لگا ہوا تھا۔وہ اسی آئینے کے سامنے آیا اور اپنا جائزہ لیا۔بال ابھی بھی بکھرے

ہوئے تھے۔اور حلیہ کچھ بے ترتیب تھا۔ تھوڑی دیر پہلے ہونے والے معرکے کے آفٹر ایفیکٹس نظر آرہے تھے۔

جنگلی لڑکی۔"زیر لب افسانے کو القاب سے نوازتے اس نے بال ٹھیک" کیے اور شرٹ کو کھینچ کر اس کی شکنیں دور کیں۔ہاتھ سے چہرہ تھپتھپا کر لبوں کو مسکراہٹ کی صورت ڈھالا۔پھر آئینہ دیکھا۔"پرفیکٹ۔" بے نیازی سے سیڑھیاں اترتا اب وہ رضا پہلوی کے اسٹڈی روم کم کو یسچن روم کی طرف جارہا تھا۔اپنی اب تک کی چھبیس سالہ زندگی میں وہ بہت بار ایسے سوال جواب کے سیشن بھگتا چکا تھا۔

دروازہ ہلکا سا ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا۔رضا پہلوی اسٹڈی کی گلاس وال کے ساتھ کھڑے باہر دیکھ رہے تھے۔تھری پیس ڈریس سوٹ میں ملبوس وہ شاید ابھی آئے تھے۔اور آتے ہی مہرداد کی طلبی۔اس کا مطلب تھا کافی

گھمبیر صورتحال تھی۔

سلام! بابا۔"اس کے سلام کرنے پر وہ پلٹے۔رضا پہلوی دراز قد اور با" رعب شخصیت کے مالک شخص تھے۔عمر یہی کوئی پینسٹھ سے ستر سال کے درمیان ہو گی۔ جھریوں زدہ کرخت چہرہ۔اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ خود بھی آرام چیئر پر بیٹھے۔کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بالآخر انہوں نے خاموشی توڑی۔

تم نے مجھے فون کیا کہ تمہیں ایمرجنسی میں شادی کرنی پڑ رہی ہے۔اور میں" کوئی سوال نہ کروں۔تم خود آکر اپنے اس عمل کی وضاحت کرو گے۔تو اب بتاؤ۔وہ کیا ایمرجنسی تھی اور یہ شادی کتنا عرصہ چلنے والی ہے۔؟"انہوں نے اس کے چہرے پر نظریں گاڑے کہا۔

تھوڑا پرابلم ہو گیا تھا۔ میں نے ایڈونچر کے طور پر اس لڑکی کو ابو بکر کے " برکلے والے گھر پر بند کیا تھا۔ اسے ڈرا رہے تھے ہم۔ وہ صرف ایک پرینک تھا۔ لیکن پھر اس لڑکی کی فیملی انوالو ہو گئی تو سچویشن ایسی بن گئی کہ مجھے اس سے شادی کرنی پڑی۔" وہ اپنے ازلی پر اعتماد انداز میں ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

ایڈونچر؟" انہوں نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔ جواباً مہر داد نے " کندھے آچکا دیے۔ جس کا مطلب تھا وہ تفصیل نہیں بتائے گا۔

اس فیملی نے تمہاری فیملی کو بلانے کا نہیں کہا؟" وہ آنکھیں چھوٹی کیے اس کا " انداز جانچ رہے تھے آیا کہ وہ سچ بول رہا تھا کہانی گھڑ رہا تھا۔ لیکن وہ اس کے جھوٹ پکڑنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے تھے جب تک وہ خود نہ بتا دیتا۔

انہوں نے کہا تھا۔ لیکن میں نے کہہ دیا میری فیملی مجھے سپورٹ نہیں" کرے گی۔ وہ سب مجھ سے تنگ ہیں۔ انہیں لگتا ہے میں بہت خود سر اور بد تمیز ہوں جو کسی کی نہیں سنتا۔" اس نے پورے اطمینان سے بتایا۔ گویا ان کو یاد کروایا کہ مہرداد کیسا تھا۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتے رہے۔

میں نے کچھ اور بھی پوچھا تھا۔ یہ شادی کتنا عرصہ چلے گی۔ کب طلاق دو" گے اس لڑکی کو۔؟" وہ اب اصل مدعے پر آئے۔ انہیں اس کی شادی پر مسلہ نہیں تھا۔ وہ صرف اس بات کے لئے کنسرن تھے کہ کہیں وہ اس ایڈونچر کو لمبا نہ کھینچ لے۔

مہرداد نے کان کھجایا۔ کمرے میں ادھر ادھر نظریں گھمائیں۔ پھر واپس ان کی آنکھوں میں دیکھ دیکھا۔

آپ بھول جاتے ہیں، میں نام کے ساتھ رضا ضرور لگاتا ہوں لیکن میں" پہلوی خاندان سے نہیں ہوں۔ تو مجھ سے یہ سوال تو مت کریں کہ شادی کتنا عرصہ چلے گی یا کب طلاق ہو گی۔ میں ایسے کام نہیں کرتا۔" وہ سبز مسکراتی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ "اور نہ ہی میں عثمان بھائی ہوں کہ آپ کے کہنے پر اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ تو ایسی فرمائش مجھ سے تو مت کیجئے گا۔" اس نے مسکراتے لہجے میں کہا۔

تم جیسا خود سر انسان میں نے اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھا مہرداد۔" وہ" نفی میں سر ہلاتے کہہ رہے تھے۔ مہرداد کے لبوں کو بے ساختہ مسکراہٹ نے چھوا۔

یہ جملہ آپ نے بہت بار کہا ہے مجھ سے۔" وہ مسکرا رہا تھا۔ افسانے سہی" کہتی تھی وہ بہت ڈھیٹ تھا۔

کون ہے وہ لڑکی۔ کس خاندان سے ہے۔؟"انہوں سگار سلگایا۔"

اب پوچھنے کا کیا فائیدہ شادی وہی جو ہو گئی۔"وہ ابھی مسکرا رہا تھا۔"

تمہیں اندازہ ہے تم کس مشکل میں مجھے ڈال چکے ہو۔اذلان کا فون آیا تھا وہ" بہت غصے میں تھا۔دو نیہ نے ہنگامہ کیا ہے گھر پر۔تم ایسا کرو۔۔"وہ ابھی کہہ رہے تھے جب اس نے ان کی بات کاٹی۔اور یہ جرات بلاشبہ وہی کر سکتا تھا۔

ازلان ماموں کیا کہہ رہے کیا نہیں،مجھے اس سب سے کوئی لینا دینا نہیں" ہے۔اور آپ کی اگلی فرمائش کیا ہو گی یہ بھی پتا ہے مجھے۔یہی نہ کہ اس لڑکی کو جہاں سے لائے ہو وہیں چھوڑ آؤ۔وغیرہ وغیرہ۔"اس نے بیزاری سے کہا۔

"دیکھو مہرداد، تم مجھے بہت عزیز ہو میری لاڈلی بیٹی کی نشانی ہو۔ میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن تمہیں دونیہ سے شادی کرنا ہو گی۔ تم اس لڑکی کو امریکہ میں رکھو بے شک۔ لیکن یہاں پر تمہاری بیوی کی حیثیت سے صرف دونیہ رہ سکتی ہے۔" وہ اسے سمجھانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔

"میں دونیہ سے شادی نہیں کروں گا۔ یہ بات آپ جتنا جلدی ہو سمجھ لیں۔ اور میری بیوی یہیں رہے گی۔ یہ بھول آپ چھوڑ دیں کہ میں اسے کہیں اور رکھوں گا۔" وہ نفی میں سر ہلاتا کہہ رہا تھا۔

"وہی بیوی جسے یہاں پھینک کر تم خود چلے گئے تھے۔ اور اگر میں غلط نہیں ہوں تو تم آج بھی دونیہ کے فون کرنے پر آئے ہو۔" وہ تند نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

ہاں تو روڈ پر نہیں چھوڑ کر گیا تھا۔اپنے گھر چھوڑ کر گیا تھا۔اور مجھے کچھ " ضروری کام تھا اسی لئے گیا تھا۔رہی بات دونیہ کے فون کرنے پر آنے کی تو۔۔میں نے ادھر ہی آرہا تھا جب اس کا فون آیا۔" مسکراہٹ ایک پل کے لئے بھی اس کے چہرے سے غائب نہیں ہوئی تھی۔"اور کچھ پوچھنا ہے آپ نے؟" وہ گھڑی دیکھ رہا تھا۔

کچھ نہیں،امریکی کمپنی کے ساتھ ڈیلز تم فائنل کر رہے تھے اسی پر کچھ بات " کرنی ہے۔رات کے کھانے کے بعد ٹائم سے آجانا۔" انہوں میز سے کتاب اٹھاتے ہوئے کہا۔گویا اسے جانے اجازت دی۔

باشہ." سر ہلاتے اس نے دل پر ہاتھ رکھا اور اٹھ گیا۔"

وہ باہر پورچ میں آیا تو زینب لان میں اپنے پودوں کے ساتھ نظر آئیں۔ مہرداد کو دیکھا تو لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ وہ بھی مسکراتا ہوا ان کی طرف آیا۔

کیسی ہیں آپ؟ اور آپ کے پودوں کا کیا حال ہے۔؟" اس نے سرخ" Inverted گلاب کے پودے کا جائزہ لیا۔ اور جواب کا انتظار کیے بغیر کے پلانٹ کی طرف رخ کیا۔ ہاتھ بڑھا کر ٹیولپس کی نرمی tulips محسوس کی۔ "یہ آپ کا لاڈلا پلانٹ ہے نہ؟" اس نے زینب کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "آپ نے البرس اور زیگروس کا پھول اپنے گارڈن میں اگا ہی لیا آخر۔ مجھے لگا تھا یہ یہاں پر نمو نہیں پا سکے گا۔ جلد مرجھا جائے گا۔" اس نے موبائل نکال کر ٹیولپس کی پکچر کلک کی۔ زینب مسکرا کر اسے دیکھتی رہیں۔ وہ اس انداز کو پہچانتی تھیں۔ جب وہ کسی بات پر کنفیوز ہوتا تھا تو ایسے ہی ان

کے پاس آکر ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتا تھا۔

کیا ہوا ہے داد؟" انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ چونک کر" مڑا۔

کچھ نہیں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ وہ اسے ہاتھ سے پکڑے لان میں رکھی" چیئرز کی طرف بڑھیں۔

بیٹھو۔" کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔"

اب بتاؤ کیا ہوا ہے۔ کیوں پریشان ہو۔" انہوں نے نرمی سے استفسار کیا۔" وہ میز پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

پریشان نہیں ہوں۔سوچ رہا ہوں کہ افسانے کو یہاں لا کر صحیح کیا یا غلط۔""

دانتوں سے لب کاٹتے وہ کنفیوز نظر آتا تھا۔

محبت کرتے ہو اس سے؟" وہ نرمی سے پوچھ رہی تھیں۔اس نے چونک کر"

سر اٹھایا۔

محبت۔۔؟" وہ سوالیہ انداز میں بولا۔"

ہاں محبت۔" انہوں نے نرمی سے دہرایا۔وہ خاموشی سے میز کی سطح کو"

گھورتا رہا۔چہرے پر کئی رنگ آئے تھے۔جب انہیں لگا کہ اس سوال کا

جواب کبھی نہیں آئے گا تب اس کی آواز آئی۔

نہیں۔۔۔کیونکہ محبت مار دیتی ہے۔فنا کر دیتی ہے۔وہ گردن موڑ کر"

انورٹڈ ٹیولپ کو دیکھ رہا تھا۔" جیسے افسوں رضا۔۔۔ جیسے۔۔" گردن موڑ کر زینب کی آنکھوں میں دیکھا۔" جیسے معاویہ۔۔ مر گئے نہ محبت میں۔۔" وہ ہلکا سا ہنسا، تلخی سے۔" اور مجھے فنا ہونا پسند نہیں ہے۔ مجھے فنا کر دینا آتا ہے۔" بات مکمل کرتا وہ اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا پورچ کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی گاڑی مرکزی دروازہ پار کر گئی۔

زینب ابھی تک ساکت بیٹھی تھیں۔ ٹیولپ کے پودے کو دیکھتے ہوئے نظریں ایک ہی جگہ ساکن تھیں۔ آنکھوں میں نمی تھی۔ انہوں نے سر جھٹک کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔ دو آنسوں گال سے لڑھکتے ہوئے گردن میں جزب ہو گئے۔ آہ مہر داد کتنے ظالم ہو تم۔ مندمل ہو چکے زخموں کو پھر سے ہرا کر دیتے ہو۔ کتنا برا کرتے ہو۔ وہ ٹھنڈا سانس بھرتی اٹھ گئیں۔

مہرداد کے جانے کے بعد اس نے عصر کی نماز پڑھی۔ تھوڑی دیر سستانے کے لئے بیڈ پر لیٹی۔ لیکن بھوک لگ رہی تھی۔ تو وہ نیچے کچن میں چلی آئی۔

افسانے کچن میں آئی تو سکینہ سبزی بناتی ہوئی نظر آئی۔

زینب آنٹی۔؟" اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ گویا پوچھا ہو کہ وہ کہاں ہیں۔" جواباً سکینہ نے ہاتھ سے باہر کی طرف اشارہ کیا۔ مطلب وہ لان میں تھیں اپنے پودوں کے ساتھ۔ کچن کے ساتھ سے جو راہداری جاتی تھی اس کا دروازہ لان کی پچھلی طرف کھلتا تھا۔ اس نے وہیں کا رخ کیا۔

دروازہ کھول کر وہ باہر آئی تھوڑا سا چل کر دائیں ہاتھ مڑی تو سامنے ہی مہرداد اور زینب باتیں کرتے ہوئے نظر آئے۔

اب پھر کون اس کے منہ لگے۔" وہ واپس پلٹ گئی۔ لاؤنج میں آ کر لینڈ" لائن فون کی تلاش میں نظر دوڑائی۔ کہیں بھی فون نظر نہیں آیا تو کچن میں واپس جا کر سکینہ سے اشاروں میں ٹیلی فون کا پوچھا۔ وہ اس کے ساتھ باہر آئی۔ اور لاؤنج سے گزر کر ایک راہداری سے گزارتی گھر کی پچھلی سائیڈ پر بنے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ اور کان پر ہاتھ رکھ کر "ٹیلی فون" کہہ کر واپس چلی گئی۔

افسانے زرا سا جھجکی پھر دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہو گئی۔ اسے لگا خالی کمرہ ہو گا۔ اتنے دن سے اس گھر میں اسے کوئی اور فرد نظر نہیں آیا تھا۔ یہ کوئی لائبریری ٹائپ کمرہ تھا۔ ایک دیوار پوری گلاس ونڈو پر مشتمل تھی۔ کرٹن ہٹے ہوئے تھے تو باہر سے لان کا منظر نظر آ رہا تھا۔ لیکن یہ کونسا حصہ تھا لان کا۔ افسانے نے قریب جا کر غور سے دیکھا۔ ڈرائیو وے کے بائیں طرف والا

لان تھا یہ۔ابھی وہ مہر داد اور زینب کو جہاں پر دیکھ کر آئی تھی وہ لان کا دایاں حصہ تھا۔کافی خوبصورت گھر تھا۔ابھی تک افسانے نے پورا نہیں دیکھا تھا۔ وہ ستائشی نظروں سے دیکھتی واپس مڑی اور ایک دم چونکی۔میز کے پیچھے پڑی سربراہی کرسی جو اس کے آتے ہوئے خالی تھی ابھی اس پر ایک بارعب سی شخصیت بیٹھی ہوئی نظر آئی تھی۔رضا پہلوی آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور رہے تھے۔

وہ۔۔میں۔۔فون کرنے آئی تھی۔"افسانے کو سمجھ نہیں آئی کیا کہے۔"

بیٹھو۔"بھاری آواز میں حکم دیا گیا۔وہ جا کر کرسی پر بیٹھا گئی۔کچھ دیر تک وہ" اسے دیکھتے رہے۔

نام کیا ہے تمہارا؟"انہوں نے سوال کیا۔"

افسانے۔۔افسانے حیدر زمان۔"اس نے سر اٹھا کر اعتماد سے جواب دیا۔"

کیا سوچ کر مہرداد سے شادی کی تم نے۔؟"سوال غیر متوقع تھا۔"

مجھے سوچنے کا موقع نہیں دیا گیا۔"وہ لب بھینچ گئی۔"

تو تم بغیر سوچے سمجھے اس کی خاطر یہاں تک چلی آئی۔؟"پتا نہیں سوال کیا" تھا یا مذاق اڑایا تھا۔گھوم پھر کر ہر کوئی ایک ہی بات کرتا تھا۔جیسے وہ زبردستی ان کے مہرداد کی زندگی میں آئی ہو۔"تم کال کا کہہ رہی تھیں۔یہ رہا فون۔" اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی وہ فون کی طرف اشارہ کرتے ایک دم سے اٹھے اور باہر چلے گئے۔افسانے دیکھتی رہ گئی۔

اس گھر میں سب ہی عجیب ہیں۔" وہ زیر لب بڑبڑائی۔ دو منٹ سوچا پھر" سر جھٹک کر فون کی متوجہ ہو گئی۔ آرمینے کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی جا رہی تھی۔

آرمینے منہ دھو کر ٹاول سے چہرہ تھپتھاتی کمرے واش روم کا دروازہ کھول کر باہر آئی تو فون بج رہا تھا۔ اس نے نمبر دیکھا۔ ایران کا کوڈ آ رہا تھا۔ اس نے کال آن کر کے فون کان پر رکھا۔ امید واثق تھی کہ افسانے کی کال ہو گی۔

السلام علیکم۔!" افسانے کی آواز فون میں گونجی۔"

وعلیکم السلام، افسوں۔ کہاں ہیں آپ یار۔۔ ایران جا کر ہمیں بھول گئی ہیں" کیا۔" سلام کے جواب کے ساتھ ہی اس نے شکوہ کیا۔

میرا فون ٹوٹ گیا تھا مینے۔ تم کیسی ہو۔ طبیعت کیسی ہے اب۔؟" وہ محبت" بھرے انداز میں مخاطب تھی۔

میں ٹھیک ہوں۔ بالکل فٹ۔ پاکستان جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ دو" دن میں نکلنا ہے۔" آرمینے ٹاول کو سٹینڈ پر رکھتی آئینے کے سامنے آئی۔

کتنے دن کا سٹے ہو گا؟" اس نے میز پر رکھے گلوب کو گھماتے ہوئے پوچھا۔"

دس دن تو لگ جائیں گے۔ شادی اٹینڈ کرنا پھر مما کو رشتے داروں سے ملنا" ہو گا۔" بالوں میں الٹا سیدھا برش پھیرا۔

اس حساب سے تو زیادہ دن لگیں گے۔ خیر پاکستان کا ٹرپ انجوائے کرنا"

اچھے سے۔اوکے۔اور مما کو بتا دینا میں ٹھیک ہوں۔ابھی میں فون رکھتی ہوں۔اپنا فون بنوا کر تفصیل سے بات کروں گی۔" وہ گلوب کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

کوشش کروں گی۔اوکے تم اپنا خیال رکھنا۔اور جلدی سے فون بنوا لینا۔"

"اللہ حافظ۔

اللہ حافظ۔" فون کریڈل پر رکھتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔آخری نظر کمرے پر" گھمائی اور باہر نکل گئی۔

افسانے سے بات کر کے فون بیگ میں ڈالتی وہ کمرے سے باہر آئی۔ایک

ترنگ میں زینے اترتے لاونج میں داخل ہوئی۔

"چلیں مما۔میں تیار ہوں۔اور میں بتا رہی ہوں مال سے واپسی پر رائد کے اپارٹمنٹ چلیں گے۔" آنکھیں گھما کر بولتے وہ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔

"مجھے پتا ہے۔رائد نیویارک میں ہو اور تم اس بیچارے کا سر کھانے نہ جاؤ کیسے ہو سکتا ہے۔" انہوں نے فون پر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔

"سر نہیں کھاتی میں۔وہ کہتا ہے میں اس کا گڈ لک چارم ہوں۔" آرمینے نے آنکھیں گھمائیں۔" یہ آپ کس کو فون کر رہی ہیں۔؟

"افسوں کو کال کر رہی ہوں۔نمبر بند جا رہا ہے۔اللہ خیر کرے۔" انہوں

نے فکر مندی سے کہا۔

اس کا فون ٹوٹ گیا ہے۔ابھی کال آئی تھی وہ ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہوں۔"اس کے بتانے پر سارا بیگم نے سلگ کر اسے دیکھا۔

"اور یہ بات تم مجھے کب بتانے والی تھی۔؟"

اب آپ پہلے اس بات پر مجھے گھور لیں پہلے۔ چلیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" میں گاڑی میں انتظار کر رہی ہو آپ کا۔" وہ جلدی جلدی بولتے ہوئے باہر نکل گئی۔ سارا بیگم نفی میں سر ہلاتی اٹھ گئیں۔

عشق! یہ غم قشنگہ پر طرفداری

(عشق! تم ایک خوبصورت غم ہو کہ جسے بہت پسند کیا جاتا ہے)

حیف تو فقط کہ مردم آزاری

(افسوس کہ تم لوگوں صرف دکھ پہنچاتے ہو)

میای و میری چہ بیکاری

(تم آتے ہو اور چلے جاتے ہو کس قدر بے کار ہو)

!آھای عالیجناب عشق! فریشتہ ی عذاب عشق

(!آہا!عالی جناب عشق!اے عذاب کے فرشتے عشق)

وہ ادھر ادھر نظر گھماتا اندر داخل ہوا۔گھر میں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔اس نے سامنے سے آتی ملازمہ کو روک کر دونیہ کا پوچھا۔اس کے بتانے پر وہ دونیہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔انگلیاں موڑ دروازہ ہلکا سا بجایا اور جواب کا انتظار کیے بغیر دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا۔

پورا کمرہ بکھرا ہوا تھا۔ٹوٹے ہوئے گلدان اور ڈیکوریشن پیسز۔ڈریسنگ ٹیبل کا سارا سامان فرش پر پڑا تھا۔کشن رگزاپنی جگہ سے دربدر تھے۔وہ شیشے کے ٹکڑوں سے بچتا ہوا بیڈ تک پہنچا۔

دونیہ۔!"نرمی سے پکارا۔"

اس کی آواز سن کر وہ منہ سے لحاف ہٹاتی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ بکھرے بال، رو رو کر سوجی آنکھیں۔

تم۔ تم کیوں آئے ہو اب۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی آنے کی۔" اس نے اٹھ کر مہرداد کا گریبان تھامنا چاہا۔ لیکن وہ راستے میں ہی اس کے ہاتھ پکڑ گیا۔

اوں ہوں۔۔ سوچنا بھی مت۔ اپنے ہاتھوں کو کنٹرول میں رکھو۔ آرام سے" بات کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔؟" تنبیہی انداز میں کہا۔ لہجہ سرد تھا۔ وہ ہاتھ چھڑاتی دور ہٹی۔

بالکل۔ دا گریٹ مہرداد رضا خود جو مرضی کرے لیکن دوسروں کو کوئی حق" نہیں ہے کہ وہ اس سے جواب طلب کر سکیں۔ ہے نہ؟" وہ بلند آواز میں کہہ

رہی تھی۔ مہرداد نے ناگواری سے اس کا انداز دیکھا۔ "اب تم کیا کرنے آئے ہو یہاں۔ کیا میرے ہاتھ توڑنے آئے ہو؟" سیاہ آنکھوں میں غم ہلکورے لے رہا تھا۔

اگر تم نے آئندہ افسانے کو نقصان پہنچایا تو توڑ بھی دوں گا۔ ابھی میں تم سے " بات کرنے آیا ہوں۔" سنجیدہ انداز میں اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

تم اس لڑکی کے لئے مجھے ایسا بول رہے ہو۔ وہ ہے کون مہرداد؟ اتنی عزیز ہو " گئی ہے تمہیں کہ تم اس کی خاطر میرے ہاتھ توڑو گے۔؟" وہ صدمے میں تھی۔

وہ بیوی ہے میری۔ کیا کسی اور تعارف کی ضرورت ہے۔؟" اس نے " صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

تم اسے چھوڑ کر چلے گئے تھے نہ۔ اگر وہ تمہیں اتنی عزیز ہوتی تو تم ایسے اسے چھوڑ کر نہ جاتے۔" وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

دونیہ تمہیں پرابلم کس بات پر ہے۔ میرے شادی کرنے پر یا شادی کر کے تمہیں نہ بتانے پر۔؟ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جواباً دونیہ نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔" دونیہ تم میری بہت اچھی دوست ہو۔ اور اس حوالے سے تم مجھے عزیز ہو۔ مجھے تم سے امید تھی کہ تم میرے فیصلے کا احترام کرو گی۔ تمہارا یہ ری ایکشن مجھے اچھا نہیں لگا۔" اب وہ نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

تم جانتے تھے میں کیا سوچتی ہوں تمہارے بارے میں۔ تو کیا میں پھول" بچھاتی اس لڑکی کے پیروں میں؟" اس نے زکام زدہ سانس کھینچی۔

نہیں۔۔ لیکن تم میرے فیصلے کا احترام کر سکتی تھی۔اور تم جو بھی سوچتی" تھی میں نے کبھی تمہیں اس طرح کی کوئی بات نہیں کی۔ تم میرے لئے دوست تھی۔ایک بہت عزیز دوست۔" وہ نرمی سے بات کر رہا تھا۔

تم مجھے صرف اتنا بتاؤ، کیا تم اس لڑکی سے محبت کرتے ہو۔ یا پھر یہ صرف" ایک ایڈونچر ہے۔؟ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہ لب بھینچ گیا۔

بابا نے بتایا تمہیں؟ آف کورس انہوں نے سب سے پہلے تمہیں فون کیا ہو" گا۔" اس نے سر جھٹکا۔" شادی ایڈونچر کے لیے نہیں کی جاتی دونیہ۔اور میرے جیسا انسان تمہیں کیا لگتا ہے بغیر سوچے سمجھے اتنا بڑا قدم اٹھائے گا؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

تو کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟" سیاہ آنکھوں کے کٹورے پھر سے بھیگنے لگے۔

شادی نفرت میں کی جاتی ہے کیا۔؟" اس نے سوال کا جواب سوال سے دیا۔ دونیہ کی آنکھوں سے آنسوں ٹپکے۔

اتنا بڑا فیصلہ کچھ سوچ کر ہی کیا ہے۔ اور میں نے افسانے کو لائف پارٹنر کے طور پر چنا ہے تو اس کی وجہ نفرت یا ایڈونچر تو بالکل نہیں ہے۔ مجھے امید ہے تم بات سمجھو گی۔" دونوں ہاتھ باہم پھنسائے کہنیاں گھٹنوں پر رکھے وہ آگے کو ہو کر بیٹھا اسے سمجھانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

مجھے اکیلا چھوڑ دو پلیز۔" اس نے بھرائی آواز میں کہا۔ وہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتا اپنی جگہ سے اٹھا۔

آئم سوری اگر میں نے تمہارا دل دکھایا ہو۔میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔اور" اگر تم چاہتی ہو کہ ہم آیندہ زندگی میں دوست رہیں تو تم دوبارہ افسانے کو کوئی نقصان پہنچانے کا مت سوچنا۔میں نرمی نہیں برت سکوں گا۔" وہ بات مکمل کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ تکیے میں منہ دے کر روتی گئی۔اس کا دل بہت برے سے ٹوٹا تھا۔

آج ڈنر پر زینب اور افسانے کے علاؤہ مہر داد اور رضا پہلوی بھی موجود تھے۔ افسانے کھانا کھاتے ہوئے باری باری سب کو دیکھ رہی تھی۔وہاں موجود لوگ اتنے چپ تھے کہ افسانے کو عجیب لگ رہا تھا۔آج تو زینب بھی خاموش

تھیں۔ورنہ روز کھانے کے دوران وہ ہلکی پھلکی باتیں کر لیتی تھیں افسانے سے۔ڈنر کے بعد مہرداد اور رضا پہلوی دونوں ایک ساتھ اسٹڈی روم کی طرف چلے گئے تھے۔افسانے بھی زینب کو شب بخیر کہتی کمرے میں چلی گئی۔آج لان میں واک کا موڈ نہیں ہو رہا تھا۔کچھ دیر وہیں کمرے میں ٹہلتے ہوئے میوزک سنا۔پھر وہ سونے کے لئے لیٹ گئی۔وہ کچی پکی نیند میں تھی جب اسے اپنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

مہرداد جب کمرے میں آیا تو افسانے سو چکی تھی۔اس نے وقت دیکھا۔بارہ بجنے والے تھے۔وہ تقریباً دو گھنٹے رضا پہلوی کے ساتھ امریکی کمپنی کے ساتھ ہونے والی ڈیل ڈسکس کرتا رہا تھا۔

تبریز شہر ہیوی انڈسٹریز (ٹیکسٹائل، مشینی آلات بنانا، ریفائنریز، پیٹروکیمیکلز،

سمجھا جاتا ہے۔تو اسی لحاظ سے (hub) سیمنٹ پروڈکشن وغیرہ) کا گڑھ پہلوی ایمپائرز بنیادی طور پر ٹیکسٹائل اور پیٹرو کیمیکلز کی پروڈکشن وغیرہ کا کام کرتی تھی۔ تبریز سمیت ایران کے تمام بڑے شہروں اور اس کے علاوہ مڈل ایسٹ تک ان کا کاروبار پھیلا ہوا تھا۔

رضا پہلوی کے تین بیٹے تھے۔ جن میں سے بڑے بیٹے ازلان رضا کی فیملی تبریز میں ہی رہتی تھی۔ وہ خود اکثر اوقات بزنس ٹرپس پر ہوتے تھے۔ دوسرا بیٹا عبید رضا اپنی فیملی کے ساتھ تہران میں مقیم تھا۔اور تیسرا بیٹا ابو ہریرہ سعودی عرب میں اپنی فیملی کے ساتھ مقیم تھا۔

اور تینوں بیٹے پہلوی بزنس ایمپائر کا سٹیٹس مینٹین رکھنے کے لئے جانفشانی سے کام کرتے تھے۔ دوسرے شہروں اور ملک میں جا کر رہنے کی بڑی وجہ بھی بزنس کا پھیلاؤ تھا۔ازلان رضا تبریز میں ہوتے تھے لیکن رضا پہلوی کے

ساتھ نہیں رہتے تھے۔کیوں نہیں رہتے تھے اس کے پیچھے الگ ہی کہانی ہے۔

مہرداد کے آئیڈیا پر انہوں نے اب اپنا کاروبار امریکہ تک پھیلانے کا سوچا تھا۔اور اس کی ساری ذمہ داری بھی مہرداد پر تھی۔وہ خود دیکھ رہا تھا سارا نظام۔آج بھی رضا پہلوی کو اسی ٹاپک پر بریف کیا تھا اس نے۔بارہ کب بجے پتا ہی نہیں چلا۔وہاں سے فری ہو کر وہ کمرے میں آیا تھا۔

افسانے گردن تک لحاف تانے سو رہی تھی۔اس نے ایک نظر بیڈ پر سوتی افسانے کو دیکھا دوسری نظر صوفے پر دوڑائی جہاں پر تکیہ رکھا تھا۔گویا اشارہ تھا کہ وہ صوفے پر سوئے۔کینہ توز نظروں سے افسانے کو گھورتے اس نے تکیہ اٹھا کر بیڈ پر رکھا۔کبرڈ سے ایکسٹرا کمبل بھی اٹھا لایا۔بیڈ کافی بڑا تھا۔ایک سائڈ پر افسانے سو رہی تھی تو باقی بیڈ ویسے ہی خالی پڑا تھا۔اس نے آرام

سے کمبل سینے تک کھینچے افسانے کے مخالف سمت کروٹ بدل کر سونے کی کوشش کی۔

نیند نہیں آرہی تھی۔اس نے کروٹ بدلی۔اب افسانے اس کے سامنے تھی۔وہ تقریباً تکیے میں منہ دیے سو رہی تھی تو اس کا چہرہ اتنا واضح نہیں تھا جو تھا اس پر بال بکھرے ہوئے تھے۔وہ اسے دیکھتا رہا۔آنکھیں خود بخود بند ہونے لگیں۔

افسانے کو کچی پکی سی نیند آئی تھی۔اسے نیند میں ہی اپنے ساتھ کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔دائیں کروٹ پر سوئے بایاں ہاتھ گال کے نیچے رکھا ہوا تھا۔اسی ہاتھ کے بازو پر بھاری گرم سانسیں محسوس ہو رہی تھیں۔اس

نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں۔کمرے کی لائٹ آف تھی۔ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔اس کی مدھم روشنی سارے میں پھیلی ہوئی تھی۔

مہرداد اس کے بازو سے منہ جوڑے گہری نیند میں تھا۔وہ اسے تکیہ سمجھے مزید قریب ہوا۔اور ہاتھ بڑھا کر اسے نزدیک کرنا چاہا۔افسانے ایک دم سے اٹھ کر بیٹھتے اس سے دور ہوئی۔دل کی دھڑکن گویا کانوں میں بج اٹھی تھی۔فوراً بیڈ سے اتر کر روم کی لائٹ آن کی۔مہرداد کی نیند ٹوٹی تھی۔اس نے نیم خوابیدہ آنکھوں سے ارد گرد کا جائزہ لیا۔کمرے میں جلتی لائٹ جو آنکھوں کو چبھ رہی تھی اور بیڈ سے کچھ فاصلے پر دل پر ہاتھ رکھے اسے گھورتی ہوئی افسانے۔

کیا ہوا۔؟"اس نے بھاری ہوتی آواز میں پوچھا۔"

تمہارا تکیہ صوفے پر رکھا تھا نہ۔ تو تم بیڈ پر کیا کر رہے ہو۔؟" دل کی" دھڑکن ابھی تک معمول پر نہیں آئی تھی۔

اور میں تمہارے حکم کا غلام ہوں نہ جیسے۔ تم نے کہا اور میں نے مان لیا۔" ہونہہ۔" وہ چڑ کر کہتا تکیہ منہ پر رکھ گیا۔" زندگی عذاب ہو گئی ہے۔ سکون سے سونا بھی مشکل ہے۔" تکیے کے اندر سے واضح بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔" وہ غصے سے کھول کر اس کی طرف بڑھی۔" میری" پوری زندگی الٹ پلٹ کر رہ گئی ہے اور تمہیں اپنی پر سکون نیند کی پڑی ہے۔" اس نے جا کر اس کے منہ پر سے تکیہ کھینچا۔

اس الٹ پلٹ کو سیدھا کرنے کے لئے تمہیں اور کوئی وقت نہیں تھا ملا۔"" اس نے دانت پیسے پھر زرا نرمی سے کہا۔" دیکھو افسانے، تم یہ کھینچا تانی صبح

کے لئے رکھ دو۔ابھی مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ کروٹ بدل گیا۔ بازو آنکھوں پر رکھا۔روشنی تنگ کر رہی تھی۔

میں بھی سو ہی رہی تھی۔کیوں آئے تم بیڈ پر؟" وہ اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

تو تمہیں لڑائی کرنی ہے۔؟ باشہ!" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔" تمہیں لگتا ہے یہ ڈرامہ چل رہا ہے۔تم بیڈ پر سوؤ گی اور میں جا کر صوفے پر رلتا رہوں گا۔ ہاں۔؟" سبز آنکھوں میں نیند کی وجہ سے گلابی ڈورے تھے۔

ٹھیک ہے۔تو میں ہی صوفے پر چلی جاتی ہوں۔" وہ سلگ کر کہتی اپنا تکیہ اٹھا رہی تھی۔مہر داد نے اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچا۔اب ان دونوں کے چہرے آمنے سامنے تھے۔

یہاں پر ایسا کوئی فلمی سین نہیں ہونے والا۔چپ کر کے ادھر سو جاؤ۔ نہیں" آتا تمہاری سائیڈ پر۔اور خبردار اگر تم صوفے کی طرف گئی ہو۔واپس ادھر اٹھا کر پٹخوں گا۔آئی سمجھ۔تو یہ تھرڈ کلاس ڈرامے چھوڑو اور چپ کر کے سو جاؤ۔"ایک جھٹکے سے اس کلائی چھوڑتے وہ لحاف سر تک تانے کروٹ بدل گیا۔افسانے کچھ پل اسے گھورتی رہی پھر اسے جنگلی کے خطاب سے نوازتی تکیہ سیدھا کرتی سونے کی کوشش کرنے لگی۔اسے خود کو بھی صوفے اور بیڈ پر سونے والے ڈرامائی ٹرینڈز پسند نہیں تھے۔کہ جب شادی ہو ہی گئی ہے تو بیڈ بھی شئیر ہو سکتا تھا۔لیکن وہ نیند آنے تک مہرداد کو مختلف القابات سے نوازتی رہی تھی۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو نو بج رہے تھے۔ مہرداد کمرے میں نہیں تھا۔ وہ فریش ہو کر کپڑے تبدیل کر کے ناشتے کے لئے ڈائننگ روم پہنچی تو زینب نے بتایا مہرداد اور رضا پہلوی ناشتہ کر کے تھوڑی دیر پہلے روانہ ہو گئے تھے ان کی تہران کی فلائٹ تھی۔ اور زینب کو بھی کسی رشتے دار کے گھر جانا تھا۔ تو وہ سکینہ کو افسانے کے لئے ناشتہ بنانے کا کہہ کر تیار ہونے چلی گئیں۔ ناشتہ کرنے کے بعد افسانے نے زینب کے کمرے کا رخ کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان کے سامنے بیٹھی تھی۔

میں نے فون بنوانا ہے۔ گرینڈ بازار جانا ہو گا اس کے لئے۔ اگر آپ مجھے " وہاں ڈراپ کر دیں تو واپس میں خود آ جاؤں گی۔۔ کیب کر کے۔" وہ ان کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ زینب آئینے کی سامنے کھڑی سر پر حجاب ٹھیک کر رہی تھیں۔

ڈراپ کرنے کی کیا بات ہے۔ تم تیار ہو جاؤ ہم بازار اکٹھے چلیں گے اور" امینہ کے گھر سے بھی ہو آئیں گے۔" حجاب سیٹ کر کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

لیکن میں کسی کو جانتی تو ہوں نہیں۔ تو ایسے میں میرا جانا اچھا لگے گا کیا۔" وہ" ہچکچائی۔

ملو گی تو جان لو گی۔ امینہ میری کزن ہے۔ تمہیں اس سے مل کر اچھا لگے گا۔" اس کی بیٹیاں تمہاری ہم عمر ہیں۔ تم بور نہیں ہو گی وہاں۔" انہوں نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی ان کا ہاتھ پکڑتی صوفے سے اٹھی۔

اوکے میں تیار ہو کر آتی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔"

تم کہہ رہے ہو کہ ہم ایک ویران ریگستانی علاقے کو ایسا ڈیزائن کریں کہ ہالی" ووڈ اور بالی ووڈ جیسے بڑے ادارے اپنی فلمز کی شوٹنگز کے لئے وہاں آئیں. ہے نہ؟" سیرینہ نے پر سوچ نظروں سے رائد اور آریز کو دیکھا۔ان دونوں سے اس کی دوستی یونیورسٹی میں ہوئی تھی۔رائد اور آریز تو بچپن سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ان کے فیملی ٹرمز تھے آپس میں۔

وہ تینوں بہت برائٹ سٹوڈنٹس رہے تھے۔کیونکہ وہ بزنس مینجمنٹ کے سٹوڈنٹ تھے تو ایسا کوئی پراجیکٹ نہیں تھا جس پر ان تینوں نے کام کیا ہو اور اسے فرسٹ پوزیشن نہ ملی ہو۔سٹوڈنٹ لیول پر ہونے والے مختلف مقابلوں میں وہ ایک ٹیم کے طور پر حصہ لیتے رہے تھے۔اور ہمیشہ جیت ان کا مقدر ٹھہری تھی۔انہوں نے اپنی انٹرن شپس بھی بہت بڑی کمپنیز کے ساتھ کی

تھیں۔رائد اور آریز کا بزنس بیک گراؤنڈ تھا۔لیکن سیرینہ آرٹسٹ فیملی سے تھی۔اس کے خاندان میں زیادہ تر لوگ آرٹ سے وابستہ تھے۔اور انٹرنیشنل لیول تک ان کا نام اور کام پہچانا جاتا تھا۔سیرینہ اپنے پرسنل انٹرسٹ کی وجہ سے بزنس فیلڈ میں آئی تھی۔

یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد رائد نے سیرینہ کو اپنے ساتھ کام کرنے کی آفر کی تھی۔طلال انٹرپرائزز اور حیدر انڈسٹریز کا نام کسی تعارف کا محتاج تو نہیں تھا۔سیرینہ نے ان کے ساتھ کام کرنے کی ہامی بھر لی تھی۔اور پچھلے دو سال سے جس طرح اس تکون نے بزنس کی دنیا میں اپنی الگ پہچان بنائی تھی وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں تھا۔انہوں نے ورثے میں ملنے والے نام اور دولت کو ضائع نہیں کیا تھا۔

حیدر انڈسٹریز بنیادی طور پر ٹیکسٹائل کا کام کرتی تھیں اور طلال انٹرپرائزز

تیل کے کاروبار سے منسلک تھی۔ تیل کے علاوہ اور بھی بہت سارے بزنس تھے ان کے۔

لیکن رائد اور آریز نے خاندانی کاروبار سنبھالنے کے علاوہ ہوٹلز کی چین بنانے کا سوچا تھا۔ یہ وہ کام تھا جس کا آئیڈیا وہ اپنے بڑوں سے بھی اپروو کروا چکے تھے۔ یہ آسان نہیں تھا۔ ان کو بہت سخت مقابلے کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اور اس وقت وہ دبئی، نیویارک اور فرینکفرٹ میں انٹرنیشنل لیول کے تین ہوٹلز بنا چکے تھے۔ ظاہر ہے اس کام میں ان کو اپنی فیملیز کی طرف سے ہر طرح کی سپورٹ حاصل تھی۔

آج ان کی تکون ایک نئے آئیڈیا پر کام کرنے کے لئے اکٹھی ہوئی تھی۔ یہ آئیڈیا رائد کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔ وہ اس وقت نیویارک میں اپنے ہوٹل کے میٹنگ روم میں بیٹھے تھے۔

ہاں جی۔اور ہم تینوں مل کر اس کام کو ممکن بنائیں گے۔"رائد نے اعتماد" انداز میں کہا۔

یہ بہت بڑا ٹاسک ہے۔ تم شیور ہو۔۔ کہ ہم یہ کر رہے ہیں؟"سیرینہ نے" بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

ہنڈرڈ اینڈ ٹین پرسنٹ۔"وہ پر اعتماد مسکراہٹ سے اس کی آنکھوں میں" دیکھ رہا تھا۔

ہم نے سوچا ہے اس پر۔اور مجھے لگتا ہے کہ ہم یہ کر سکتے ہیں۔آئی نو بہت" بڑا پراجیکٹ ہو گا، وقت، محنت، پیسہ اور بہت سی ریکوائر منٹس درکار ہوں گی۔

But we can do this."

آریز نے چمکتی روشن آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا۔

بالکل، ہم کر سکتے ہیں۔" سیرینہ ٹانگ سے ٹانگ ہٹاتی چیئر سے کھڑی" ہوئی۔

اور ہم اس پر آج سے کام شروع کر رہے ہیں۔" وہ کمرے میں رکھے" ڈیجیٹل وائٹ بورڈ تک گئی اور مڑ کر ان دونوں کو دیکھا۔ تینوں ایک ساتھ مسکرائے تھے۔ وہ ریسرچ ورک شروع کرنے لگے تھے۔

مما، آریز بھائی کہاں ہیں۔ کب سے ان کو فون کر رہی ہوں۔ اٹھا ہی نہیں" رہے۔" آرمینے منہ بسور کر بولتے ہوئے سارا بیگم کی طرف آئی۔ انہوں نے کتاب سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

وہ کہہ کر گیا تھا کہ کچھ امپورٹنٹ کام ہے۔ مصروف ہو گا۔ تم تھوڑی دیر" صبر کر لو۔ کر لے گا کال۔" انہوں نے واپس کتاب پر نظریں جمائیں۔ آرمینے نے کچھ سوچا پھر رائد کا نمبر ڈائل کیا۔ اسے پورا یقین تھا وہ دونوں ساتھ ہوں گے۔ گھنٹی جا رہی تھی۔

مرحبا!" رائد کی خوبصورت بھاری آواز فون کے سپیکر سے گونجی۔"

"مرحبا۔!" منہ بسور کر کہا گیا۔ "آریز تمہارے ساتھ ہے؟"

رائد نے سامنے دیکھا۔آریز اور سیرینہ دونوں اسے دیکھ رہے تھے۔اتنی امپورٹنٹ میٹنگ کے دوران وہ آخر کس کی کال سن رہا تھا۔

ہاں جی وہ میرے ساتھ ہے۔"آرمینے سے بات کرتے اس نے آریز کو" فون چیک کرنے کا اشارہ کیا اور خود فون کان سے لگائے گلاس ونڈو کے سامنے جا کھڑا ہوا۔آریز نے کوٹ سے فون نکالا جو کہ سائلنٹ پر تھا۔آرمینے کی تین مسڈ کالز تھیں۔

کیسی ہو ارمن؟"اتنا نرم لہجہ۔سیرینہ نے گردن گھما کر دیکھا۔وہ پچھلے" تین گھنٹوں سے نئے پراجیکٹ پر میٹنگ کر رہے تھے۔کھانا بھی وہیں پر منگوا لیا تھا۔اور اب ایک دم وہ اتنا فری ہو کر کال سننے جا کھڑا ہوا تھا۔اس نے آریز کو دیکھا۔

اٹس آر مینے۔"اس نے مسکرا کر کندھے اچکائے۔وہ سر جھٹک کر لیپ"
ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی۔وہاں سے پڑھ کر کاغذ پر کچھ لفظ گھسیٹے۔آریز بھی
جھک کر لیپ ٹاپ پر دیکھتے کچھ نمبرز پوائنٹ آؤٹ کر رہا تھا۔جبکہ رائد اب
آر مینے کے شکوے سن رہا تھا جو اسے پاکستان جانے کے حوالے سے تھے۔

مما بھی نہ۔۔افسانے اور آریز کو کبھی فورس نہیں کیا ساتھ جانے پر۔بس"
مجھے ہی کہتی ہیں۔"وہ مصنوعی ناراضی سے کہہ رہی تھی۔

سارا آنی بے شک کچھ دن رہ لیں گی پاکستان۔تم ایسا کرنا شادی اٹینڈ کر کے"
دبئی مما کے پاس چلی جانا۔"اس نے نرمی سے کہا۔

یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ابھی مما کو کہتی ہوں۔مجھے ویسے بھی درخشے کی اتنی"

بہت ساری یاد آرہی ہے۔بس یہ پروگرام ڈن ہو گیا۔" وہ ایک دم ایکسائٹڈ ہوئی۔

"فلائٹ کب کی ہے۔؟"

"پرسوں رات کی۔"

میں پھر کل چکر لگاؤں گا انشاءاللہ۔" وہ واپس اپنی کرسی تک آیا۔"

کل کیوں؟ آج بھی آنا۔آریز کے ساتھ ہی آجانا شام کو۔" وہ فرمائشی انداز" کہہ رہی تھی۔

اوکے۔پھر شام کو ملتے ہیں۔سارا آنی سے کہنا کچھ اچھا سا پاکستانی فوڈ بنوائیں"

شام کو۔" وہ مسکرا کر کہتا اب الوداعی کلمات ادا کر رہا تھا۔ پھر فون آف کر کے میز پر رکھا۔

تم نے کہا تھا اپنے فون سائلنٹ کر دیں۔ تو یہ رول تم پر بھی لاگو ہوتا تھا کہ " نہیں؟" سیرینہ نے اسے یاد دلایا۔

سائلنٹ ہی تھا۔ لیکن یہ تو ارمن کی کال تھی۔" کیا انداز تھا اس کا۔ سیرینہ " دیکھ کر رہ گئی۔

اب تو مجھے ملنا ہے آرمینے سے۔ تین سال پہلے دیکھا تھا اسے لیکن بات " نہیں ہوئی تھی۔ بہت کیوٹ بچی تھی۔ اور بائی داوے اتنا عرصہ ہو گیا ہے ہماری دوستی کو لیکن میں نے ابھی تک تم لوگوں کا گھر نہیں دیکھا۔ افسوس !" اس نے آنکھوں میں شرارت لئے نفی میں گردن ہلائی۔

ہم نے کتنی بار دعوت دی تمہیں ہی ٹائم نہیں ملا۔"آریز نے اسے یاد" کروایا۔

تم پھر سے دعوت دو اس بار انکار نہیں کروں گی۔"اس نے شرارت سے" آنکھیں پٹپٹائیں۔

اھم اھم۔۔کام کرلیں؟"رائد گلا کھنکھارتا آگے کو ہوا۔وہ دونوں بھی سر" جھٹک کر لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

صبح جب وہ اٹھا تھا افسانے ابھی لحاف کے اندر چھپی سو رہی تھی۔سنہرے

ریشمی بال لحاف سے باہر تکیے پر پھیلے ہوئے تھے۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر یاد آیا اسے تو آج رضا پہلوی کے ساتھ تہران جانا تھا۔جلدی سے اٹھا اور فریش ہو کر تیار ہوتا باہر چلا گیا۔

تہران پہنچ کر وہ سب سے پہلے کمپنی کے آفس گئے تھے۔وہاں پر میٹنگ بھگتا کر فیکٹری کا وزٹ کرتے شام ہو گئی تھی۔رضا پہلوی عبید رضا کے ساتھ گھر چلے گئے تھے۔وہ ہوٹل آ گیا تھا۔وہ جب بھی تہران آتا تھا ہمیشہ ہوٹل میں رکتا تھا۔عبید رضا بھلے اس کے ماموں تھے لیکن وہ کبھی ان کے ہاں نہیں ٹھہرتا تھا۔

رات کو جب وہ سونے کے لئے لیٹا تو بے ساختہ پچھلی گزری رات یاد آئی۔ افسانے کا تکیہ کھینچنا،مہرداد کی باتوں پر چڑ کر شکلیں بنانا،اس کی سڑی ہوئی باتیں۔۔۔مہرداد کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔اس نے تکیہ

بانہوں میں دبوچے کروٹ بدلی۔اس نے فون اٹھا کر ایک تصویر اوپن کی۔ سبز کوٹ میں ملبوس سنہری آنکھوں سے مہرداد کی طرف دیکھتی ہوئی افسانے اور بیک گراؤنڈ میں نظر آتا سمندر۔ تصویر کو زوم کرتے پوری جزئیات کے ساتھ اسے دو مہینے پہلے کا وہ دن یاد آیا جب وہ دوستوں کے ساتھ پیجن پوائنٹ لائٹ ہاؤس (Pigeon Point Light-house California) گیا تھا۔

ZNZ Zubi Novels Zone

وہ حلیمہ کے کہنے پر آتو گیا تھا لیکن اب سمندر سے آتی سرد ہوا کپکپانے پر مجبور کر رہی تھی۔ بلیک ہائی نیک جرسی اور بلیک ہی جینز میں ملبوس دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے اس نے لائٹ ہاؤس کے ٹیرس پر جانے سے منع کر دیا تھا۔ حلیمہ اور باقی دوستوں کے جانے کے بعد وہ گھوم کر لائٹ ہاؤس کے

دائیں طرف زرا نیچے پڑے پتھروں کی طرف بڑھا۔ارادہ تھا کہ وہیں کسی پتھر پر بیٹھ کر آتی جاتی لہروں کی تصویریں لے گا۔سفید رنگ کی باڑ پھلانگتے وہ نیچے کی طرف جا رہا تھا۔باڑ کے دوسری طرف جانا یقیناً رولز کی خلاف ورزی تھی اور یہ خطرناک بھی تھا کیونکہ وہاں پتھروں پر پھسلن تھی۔سفید جوگرز سے پتھروں پر زرا سا دباؤ ڈال کر ان کی مظبوطی کا کنفرم کر کے قدم اٹھاتے وہ احتیاط سے ڈھلوان سے نیچے اتر رہا تھا۔گلے میں کیمرہ جھول رہا تھا۔

ایک بڑے سے پتھر کو کراس کر کے وہ جیسے ہی آگے بڑھا اسے سبز کوٹ کی جھلک نظر آئی تھی۔احتیاط سے ایک بڑے پتھر پر بیٹھے وہ کیمرہ آنکھ سے لگائے سمندر کی فوٹوز کیپچر کر رہی تھی۔سر پر سرخ اونی ٹوپی تھی جس سے سنہرے بال نکل کر ہوا کے سنگ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ایک پل کے لئے وہ تھم سا گیا۔"افسانے" بے آواز اس کا نام اس کے ہونٹوں سے ادا ہوا تھا۔

وہ آہستہ سے چلتا ہوا اس کے ساتھ پڑے پتھر پر جا کر بیٹھا۔

تصویر کیپچر کر کے وہ کیمرے سے سر اٹھاتی سیدھی ہوئی۔اپنے علاوہ کسی اور کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔وہ مغرور ایرانی کیمرہ آنکھ پر رکھے سمندر کی فوٹوز لینے میں مصروف تھا۔ہلکی سی براؤن چمک سیاہ دیتے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔اس نے مگن انداز میں تصویریں کھینچتے ایک دم کیمرے کا رخ افسانے کی طرف کیا اور اس کی تصویر لی۔پھر کیمرہ آنکھوں سے ہٹایا اور اسے دیکھا جو ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہی تھی۔"تو اسے غصہ بھی آتا ہے۔" وہ بے ساختہ مسکرایا۔

مس افسانے حیدر، سلام!" گردن کو زرا سا جھکا کر اس پر سلامتی بھیجی۔"

وعلیکم السلام! آپ نے میری تصویر کیوں لی؟" سلام کا جواب دے کر"

ڈائریکٹ پوچھا گیا۔

مجھے کیا پتا تھا آپ بیٹھی ہوئی ہیں ادھر۔ میں تو سمندر کی تصاویر بنا رہا تھا۔""

اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

جو بھی ہے آپ میری تصویر ڈیلیٹ کریں۔" سنہری آنکھیں سکیڑ کر اسے" حکم دیا گیا۔

اب بن ہی گئی ہے تو ڈیلیٹ کیوں کروں۔" وہ ہمیشہ کا حکم عدول۔"

آپ کو پتا ہے میں آپ کے خلاف کمپلین کر سکتی ہوں اس بات پر۔" ڈراوا" دیا گیا۔

مجھے پتا ہے۔اور یہ بھی پتا ہے کہ آپ ایسا بالکل بھی نہیں کریں گی۔" بے خوفی سے کہا گیا۔

اور اس اعتماد کی وجہ ؟" حیران سا سوال۔"

میں نے آپ کو گریک تھیٹر کے زینوں سے گرنے سے بچایا تھا۔میرا وہ" احسان آپ کو یاد رکھنا چاہیے۔اگر آپ نے کمپلین کی تو آپ احسان فراموش کہلائی جائیں گی۔" جتا کر کہا گیا۔

اس بات کا یہاں پر کیا لنک بنتا ہے آخر۔اور وہاں سے گر کر میں کونسا مر" جاتی۔ تھوڑی سی چوٹ آتی بس۔" اس بات پر مہر داد نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا کیا کانفیڈنس تھا۔ تھوڑی سی چوٹ اور بس۔

واٹ ایور۔۔میں تصویر ڈیلیٹ کر دوں گا۔ڈونٹ وری۔" وہ لاپرواہی سے "
کہہ کر سمندر کی طرف متوجہ ہوا۔ایک لہر اسی طرف آ رہی تھی۔اس نے
الرٹ ہو کر کیمرہ سیدھا کیا۔ویڈیو کا آپشن کلک کیا اور اس مومنٹ کو کیپچر
کیا۔اس نے پھر کیمرہ افسانے کی طرف گھمایا۔وہ اپنا کیمرا اوپر اٹھائے اس کا
لینز صاف کر رہی تھی۔سارا پانی تھا۔اس کے چہرے پر بھی کچھ چھینٹے آئے
تھے۔اسی وقت بادلوں کی اوٹ سے سورج نے اپنی جھلک دکھائی۔سنہری
آنکھوں پر سورج کی روشنی پڑی تھی۔یک بارگی افسانے کا چہرہ روشن ہوا۔
جیسے سونے کے ذرات چمکے ہوں۔بال، آنکھیں، گالوں پر موجود پانی کے
قطرے۔۔سب سنہری سی روشنی سے جگمگا اٹھے تھے۔وہ کیمرہ زوم کر کے
ویڈیو بنا رہا تھا تو اس کا ایک ایک نقش واضح تھا۔چند لمحوں کی بات تھی۔
سورج پھر سے بادلوں کی چادر تان گیا اور وہ سبز آنکھوں والا ایران کا
آنکھوں میں آ کر دھڑکا تھا۔ مہرداد۔۔گنگ سا بیٹھا تھا۔دل

وقلبم در چشمان تو غرق شد

!اور میرا دل تمہاری آنکھوں میں ڈوب گیا

افسانے کیمرہ صاف کر کے مہرداد کی طرف پلٹی۔ لیکن وہ تو وہاں تھا ہی نہیں۔ وہ تیز قدموں سے اوپر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جیسے اس کو جانے کی بہت جلدی ہو۔ عجیب۔ وہ سر جھٹک کر سمندر کی طرف متوجہ ہو گئی۔ بہت اچھا لگ رہا وہاں بیٹھنا۔ ٹھنڈ تو بہت تھی لیکن اس خوبصورت منظر کے لئے کچھ بھی۔

وہ وہاں سے ایسے بھاگا تھا جیسے کوئی بلا اس کے پیچھے لگی ہو۔ اسے لگا تھا اگر وہ کچھ دیر اور اسی طرح اس لڑکی کو دیکھتا رہا تو وہیں اس سنہری روشنی میں قید ہو جائے گا۔ اور اسے قید ہونے سے خوف آتا تھا۔

وہ تصویر دیکھ رہا تھا جب فون کی سکرین پر حیدر زمان کا نمبر جگمگایا۔ وہ چونک کر خیالوں سے باہر آیا۔ اس نے لب بھینچے کال آن کی۔

سلام۔!" وہ اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔"

وسلام۔! کیسے ہو مہرداد؟" حیدر زمان کی آواز فون کے سپیکر سے اس کی" سماعتوں میں منتقل ہوئی۔

میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں۔؟" وہ رسمی طور پر ان کا حال پوچھ رہا تھا۔" اسے انتظار یہ جاننے کا تھا کہ اُنہوں نے اسے کال کیوں کی تھی۔

اللہ کا شکر ہے۔ تم نے امریکہ کب آنا ہے؟" وہ سیدھا مدعے پر آئے تھے۔"

"ابھی تو نہیں، ایک مہینے تک چکر لگے گا۔ آپ بتائیں، سب خیریت؟"

ہاں جی سب خیریت ہے۔ نیکسٹ منتھ آرمینے کی برتھڈے ہے۔ میں" چاہتا ہوں تم افسانے کے ساتھ شرکت کرو۔" وہ نرمی سے کہہ رہے تھے۔

وعدہ نہیں کرتا کوشش کروں گا۔" وہ انہیں منع کرنا چاہتا تھا لیکن نہیں کر" پایا۔ چند لمحوں بعد وہ الوداعی کلمات ادا کرتے کال بند کر گئے تھے۔

کچھ دیر وہ اسی طرح بیٹھا پر سوچ نظروں سے سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھتا رہا۔ پھر سر جھٹک کر ریموٹ اٹھا کر کمرے کی لائٹس آف کیں اور

سونے کے لئے لیٹ گیا۔

مرحبا۔!"آریزاور رائد ایک ساتھ ڈائننگ روم میں داخل ہوئے۔حیدر" زمان،سارا بیگم اور آرمینے نے ایک ساتھ گردن گھما کر دیکھا۔

رائد!"آرمینے جلدی سے اٹھ کر اس کے گلے لگی۔"اتنی دیر کر دی۔مجھے" لگا تم نہیں آؤ گے۔"اب وہ اس سے الگ ہو کر شکوہ کر رہی تھی۔

تم نے بلایا تھا۔آنا تو تھا۔"رائد نے مسکرا کر اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔"

میں بھی ہوں مجھ سے بھی مل لو۔"آریز نے مصنوعی سا شکوہ کیا۔اور خود"

ہی آگے بڑھ کر آرمینے کو گلے لگایا۔

رائد مسکراتے ہوئے حیدر صاحب کی طرف بڑھ گیا۔انہوں نے اٹھ کر اسے گلے لگایا۔پھر اس نے سارا بیگم کے سامنے سر جھکایا۔انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے خوش رہو کہا۔اس نے ہمیشہ کی طرح آرمینے کے ساتھ والی کرسی سنبھالی۔

کھانے کے دوران ہلکی پھلکی گپ شپ ہوتی رہی۔

رائد تم گھر کب جاؤ گے۔فاطمہ نے کچھ سامان منگوایا تھا۔"سارا بیگم نے" رائد کو مخاطب کیا۔

میں کل جا رہا ہوں دبئی۔آپ ایسا کریں آج ہی مجھے سامان دے دیجئے گا۔"

میں لیتا ہوا جاؤں گا۔"اس نے نرمی سے کہا۔

تم کل دبئ جاؤ گے اور ہم پرسوں پاکستان جائیں گے۔"آرمینے نے سر" ہلاتے ہوئے بات برائے بات کی۔

کھانے کے بعد انہوں مل کر تھوڑی سی واک کی تھی۔ پھر آریز تھکاوٹ کا شور مچاتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ سارا بیگم اور حیدر زمان کے جانے کے بعد رائد اور مینے بھی اند آ گئے تھے۔

اب سین کچھ یوں تھا کہ رائد لیپ ٹاپ پر آرمینے کی اسائنمنٹ بنا رہا تھا اور وہ مسلسل بولتے ہوئے ٹی وی پر لگی ہوئی کوئی اینیمیٹڈ مووی دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی ایک آدھ نظر فلم پر گھما کر تبصرہ کرتا اور واپس لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ گاہے گاہے آرمینے کو بھی دیکھ لیتا۔ وہ اس کے ساتھ ہی صوفے پر

بیٹھی تھی۔وہ کمبل میں لپٹی کیوٹ سا بھالو لگ رہی تھی۔جب تک اس نے اسائنمنٹ کمپلیٹ کی آرمینے وہیں صوفے پر سو چکی تھی۔رائد نے اٹھ کر سر کے پیچھے دونوں ہاتھ رکھ کر جسم کو دائیں بائیں گھما کر ریلکس کیا۔ٹی وی بند کیا۔جھک کر آرمینے کے پیر سیدھے کر کے اسے سہی طرح سے لٹایا۔کمبل اس پر ٹھیک کیا اور ٹی وی لاؤنج سے منسلک اپنے لئے مختص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔اس نے اپنے کمرے کا دروازہ دانستہ کھلا چھوڑ دیا۔فون پر الارم سیٹ کرتے وہ سونے کے لئے لیٹ گیا۔

سارا بیگم سونے سے پہلے آرمینے کو دیکھنے آئی تھیں۔وہ وہیں ٹی وی لاؤنج میں سو رہی تھی۔اُنہوں نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا۔پیار سے اس کے بال چہرے ہٹائے۔دعا پڑھ کر اس پر پھونکی۔رائد کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا

تھا۔وہ ہلکا سا مسکرائیں۔وہ آرمینے کی طرف سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا تھا۔وہ چھوٹے بچے کی طرح اس کا خیال رکھتا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

جیسے مشہور اور (Emirate Hills Dubai) ایمرٹ ہلز دبئی مہنگے علاقے میں ایک پیلے رنگ کی سرجو فیراری (Ferrari Sergio) تیز رفتاری سے سڑک کو روندتے ہوئی جارہی تھی۔شفاف سڑکوں پر سے ہوتے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ گاڑی ایک سفید رنگ کے پیلیس کے باہر رکی۔ہارن دیا گیا اور خود کار گیٹ کھلتے چلے گئے۔گاڑی طویل ڈرائیو وے پر دوڑتی ہوئی اس محل کے داخلی دروازے کے باہر سفید سیڑھیوں کے سامنے رکی۔ایک باوردی ملازم مستعدی سے گاڑی کہ طرف بڑھا۔ سیاہ گھور عربی آنکھوں والا رائد بن طلال اور سورج کی تمام تر روشنی آنکھوں

میں سمیٹے بھوری سنہری آنکھوں والا آریز حیدر۔ رائد نے گاڑی کی چابی ملازم کے ہاتھ پر رکھی اور مظبوط قدموں سے سفید ماربل کے زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ آریز کا فون بج رہا تھا۔ وہ رائد کو اشارہ کرتے وہیں رک کر فون سننے لگا۔ رائد زینے چڑھتا داخلی دروازے کے اندر گم ہو گیا۔

ہیلو پاکستان والو۔ کیا حال ہیں۔؟" آریز مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔"

بھائی مجھے آپ کی یاد آرہی ہے۔" دوسری طرف سے آرمینے کی بسورتی" ہوئی آواز سنائی دی۔ اسے آج دوسرا دن تھا پاکستان گئے ہوئے اور یہ کوئی دسویں کال تھی۔ بات وہی تھی کہ یاد آرہی ہے۔

تو واپس آجاؤ، ٹکٹ کروا دیتا ہوں۔" وہ شرارت سے ہونٹ کا کنارہ دانتوں" تلے دبایا۔ جانتا تھا کہ اب کیا جواب آئے گا۔

نہیں اب آگئی ہوں تو شادی اٹینڈ کر لیتی ہوں۔ ورنہ اتنے پیارے پیارے "
پاکستانی ڈریسز بنوائے ہیں وہ سب ویسٹ ہو جائیں گے۔"اس نے جلدی سے
کہا مبادا وہ واقعی ٹکٹ نہ کروا دے۔ آریز کھل کر ہنسا۔

مما کیسی ہیں۔؟" وہ اب زینوں کی طرف جا رہا تھا۔"

اچھی ہیں۔ آپ کہاں ہیں؟"اب وہ مطلب کی بات پر آئی تھی۔"

خود دیکھ لو۔"آریز نے کال کاٹ کر ویڈیو کال ملائی۔"

آئے۔۔ آپ طلال پیلس میں ہیں۔ بتایا بھی نہیں۔ رائد کہاں ہے۔ فاطمہ "
آنی کہاں ہیں۔ ان سے بات کرائیں۔ اور درخشے سے بھی۔"وہ تیز تیز بولتے

آریز کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

تم یہ بتاؤ۔۔کیا تمہارے پاس فون نہیں ہے یا اس میں رائد، درخشے اور" فاطمہ آنی کے نمبرز نہیں ہیں۔؟" وہ اسے چڑاتا جانی پہچانی راہداریوں سے ہوتا فیملی کامن کی طرف جا رہا تھا۔اسے پتا تھا گھر کے افراد وہیں ہوں گے۔

ہیں لیکن آپ کے فون پر سب کو دیکھنے کا الگ ہی مزا آتا ہے۔" اپنی لاجک" دیتی وہ متلاشی نظروں سے آریز کے پیچھے کسی جانے پہچانے چہرے کو تلاش کر رہی تھی۔ فیملی کامن کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا سامنے ہی رائد فاطمہ کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا ان سے باتیں کر رہا تھا۔

السلام علیکم !" وہ مسکراتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔رائد کو ایک سائیڈ پر ہٹاتے" فاطمہ مسکراتے ہوئے کھڑی ہوئیں۔آریز نے ان کے گرد دایاں بازو پھیلایا

اوران کے سر سے سر ٹکرایا۔یہ اس کا مخصوص انداز تھاان سے ملنے کا۔

فاطمہ آنی میں بھی ہوں۔السلام علیکم۔"آرمینے کی آواز فون سے گونجی۔"

رائد نے اٹھ کر فون آریز کے ہاتھ سے لیااور واپس صوفے پر بیٹھا۔اب وہ آرمینے سے باتیں کرنے میں مشغول ہو چکا تھا۔آریز فاطمہ کا حال چال پوچھ کر سامنے رکھے صوفے پر جا بیٹھا۔سرسری نظروں سے اطراف کا جائزہ لیا۔ فاطمہ صوفے پر بیٹھیں تو رائد نے واپس ان کی گود میں سر رکھا۔

تمہیں پتا ہے کل مایوں ہے۔سب یلو تھیم پر ڈریسز پہنیں گے۔کہہ رہے" تھے کہ شادی سے اتنے دن پہلے مایوں کا رسم کر رہے پرانی روایات کی یاد تازہ کریں گے۔اٹس امیزنگ نا۔"آرمینے کی چہکتی ہوئی آواز اور مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے غور سے اس کی باتیں سنتا رائد۔فاطمہ نے اس کے چہرے کی چمک بہت قریب سے دیکھی۔رائد اور آرمینے کی باتیں نارمل سی ہوتی

تھیں۔روزمرہ کے قصے۔کوئی خاص ٹاپک نہیں ہوتا تھا۔لیکن ان کے درمیان جو بانڈنگ تھی۔جو احساس کا رشتہ تھا وہ ان باتوں کو خاص بناتا تھا۔

شروع شروع میں سب حیران ہوتے تھے کہ رائد جیسا بزنس دماغ کا دوسرے معنوں میں خشک مزاج کا بندہ اتنی دلچسپی سے جو سنتا تھا تو آخر کیا بولتی تھی آرمینے۔پھر آہستہ آہستہ ان کی حیرت رفع ہوتی گئی۔وہ بس آرمینے کو سنتا تھا وہ جو بھی بولتی تھی وہ ایک ایک لفظ پوری توجہ سے سنتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے اسے اپنا خیال رکھنے کا کہتے ہوئے فون بند کیا اور موبائل وہیں سے آریز کی طرف پھینکا۔وہ فون کیچ کرتا فاطمہ کی بات سننے لگا جو اس سے پوچھ رہی تھیں کہ وہ وہیں رہے گا یا ہوٹل جانے کا ارادہ تھا۔

فاطمہ آنی میں ضرور رکتا لیکن کچھ ضروری کام ہے جس کی وجہ سے ہوٹل"

میں رکنا بہتر رہے گا میرے لئے۔" وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

اوکے۔ پھر تم آج رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ گے۔ پھر ہی کہیں اور جاؤ" گے۔ اور اس بات پر میں کوئی دوسری بات نہ سنوں۔ میں تمہاری پسند کی ڈشز بنوانے لگی ہوں ابھی۔" پیار بھری دھونس سے کہتے وہ کمرے سے باہر چلی گئیں۔ رائد نے مسکرا کر آریز کو دیکھا۔ جو گردن گھما کر کامن کے تین دروازوں کو باری باری دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا۔ کسی کے آنے کا انتظار ہے تمہیں۔؟" وہ شرارتی مسکراہٹ سے" اس سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں تو۔ میں بس دیکھ رہا تھا کہ یہ دروازوں کا ڈیزائن چینج لگ رہا ہے۔" بنا" گڑبڑائے اس نے سرسری لہجے میں کہا۔

ہاں شاید کلر تبدیل کروایا ہے ممانے۔"رائد نے اٹھتے ہوئے کہا۔"میں" فریش ہونے جارہا ہوں۔تم بھی منہ پر دو چار چھینٹے مار لو۔ویسے تو ضرورت نہیں تم ہمیشہ چمک ہی رہے ہوتے ہو۔پھر ہم ریس کورس چلتے ہیں۔بابا اور درخشے وہیں ہیں۔ہم چائے ادھر ہی پی لیں گے ان کے ساتھ۔"اپنی بات مکمل کر کے وہ سیٹی پر کوئی دھن بجاتا وہاں موجود تین دروازوں میں سے ایک کے پیچھے گم ہو گیا۔

تو محترمہ ریس کورس گئی ہیں۔۔ہمم۔۔تو آج گھوڑوں کی شامت آئی ہوئی" ہے۔"آریز نے ہونٹ سکیڑ کر خود کلامی کی۔پھر مسکراتے ہوئے اسی دروازے کی طرف بڑھا جہاں رائد گم ہوا تھا۔اس کا کمرہ رائد کے کمرے کے ساتھ جو تھا۔

حیدر زمان اور طلال بن زید زمانہ طالب علمی سے دوست تھے۔دونوں گھروں کا آپس میں جو پر خلوص اور اپنے پن والا رشتہ تھا وہ اس بات سے واضح تھا کہ حیدر مینشن میں طلال فیملی کے لئے کمرے مختص تھے۔اور طلال پیلس میں زمان فیملی کے لئے سپیشل طور پر کمرے ڈیزائن کیے گئے تھے۔دونوں فیملیز الگ نہیں لگتی تھیں۔ایسا لگتا تھا کہ وہ سب ایک ہی خاندان کے افراد ہیں۔

گرے ڈریس پینٹ اور سفید شرٹ میں ملبوس سن گلاسز آنکھوں پر ٹکائے وہ مظبوط قدموں سے چلتا ہوا ریس کی کورس کی بلڈنگ میں داخل ہوا۔شرٹ کے اوپری دو بٹن میں کھلے تھے اور کف موڑ رکھے تھے۔کلائی میں بلیک ڈائل والی گھڑی۔یہ آریز حیدر تھا۔رائڈ گاڑی میں بیٹھ کر فون سن رہا تھا۔

سیرینہ کی کال تھی اور اس کے انداز سے لگتا تھا بات لمبی ہونے والی تھی۔

آریز گراؤنڈ کی طرف جاتے زینے اتر رہا تھا جب اس کی نگاہ ہارس ٹریک پر دوڑتے ہوئے سفید براق گھوڑے پر پڑی۔ اور اس کی نظر پلٹنے سے انکاری ہو گئی۔ گھڑ سوار کا سفید گھیر دار لباس اور سیاہ لہریے دار بال ہوا کے سنگ لہرا رہے تھے۔ کمر کے گرد سیاہ رنگ کی موٹی سی بیلٹ لپٹی ہوئی تھی۔ بلیک لانگ بوٹس۔ زمین کے سینے پر گھوڑا ایسے دوڑ رہا تھا جیسے اس کی مالکن کا سارا غرور اس میں تحلیل ہو گیا ہو۔

آریز ایک ٹرانس میں چلتا جا رہا تھا نظریں اس مغرور عربی حسینہ پر جمی تھیں۔ وہ ٹریک کے بالکل پاس پہنچ گیا تھا۔ گلاسز اتار کر گریبان پر اٹکائیں۔

وہ سورج کے رخ پر گھوڑا دوڑا رہی تھی۔ سورج کی ساری تپش اس کی عربی

آنکھوں میں نظر آتی تھی۔

گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز اب نزدیک سے آ رہی تھی۔اس کا چہرہ واضح ہوا۔سفید روئی سے ملائم گال اس وقت سرخ تھے۔ماتھے پر پسینہ تھا۔آریز حیدر کا دل آنکھوں میں دھڑک اٹھا تھا۔وہ اس نظارے پر جان دے سکتا تھا۔سفید گھوڑے پر سوار اس عربی شہزادی پر آریز حیدر کی سنہری آنکھیں نثار تھیں۔اس کا گھوڑا آریز کے قریب سے گزرا۔وہ اس پر ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر سیدھ میں دیکھتی سبک رو ہوا کی طرح گزر گئی۔آریز نے گردن موڑی۔اب اسے پشت پر لہراتے اس کے کھلے بال نظر آ رہے تھے۔

گردش چشم سیاہ تو خوشم می آید

تمہاری سیاہ آنکھوں کی گردش پر میں فدا ہوں

اس نے پلکیں جھپک کر خود کو یاد دلانا چاہا کہ وہ کہاں تھا۔ آنکھوں میں نمی سی تھی۔ ایسا اس کے ساتھ ہمیشہ ہوتا تھا۔ درخشندے بنت طلال کو دیکھنے کے بعد اس کی آنکھیں اظہار تشکر کے طور پر نم ضرور ہوتی تھیں۔ وہ جیسے خود پر نازاں ہوتی تھیں کہ انہوں اس عربی شہزادی کو دیکھ لیا تھا۔

آریز!" پر جوش آواز میں اس کا نام پکارا گیا۔ وہ چونک کر مڑا۔ طلال بن" زید مسکراتے ہوئے اس کی طرف آرہے تھے۔ وہ بھی پلکیں جھپک کر خود کو کمپوز کرتا ان کے گلے لگا۔

ینگ مین! کیسے ہو؟" طلال اس کے مظبوط کندھوں پر ہاتھ رکھے اپنے" مخصوص دبنگ انداز میں اس کا حال پوچھ رہے تھے۔

اللہ کا شکر ہے۔آپ کیسے ہیں۔؟ وہ نرمی سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔اب"
وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے سائیڈ پر پڑی چیئرز کی طرف جا رہے تھے۔
آریز جس رخ پر بیٹھا تھا۔اسے دور ٹریک پر اپنا راؤنڈ پورا کرتے ہوئے
گھوڑے پر سوار درخشے دکھائی دے رہی تھی۔

میری حیدر سے ملاقات ہوئی تھی پچھلے دنوں۔افسانے کے معاملے پر بھی"
بات ہوئی۔"افسانے کے ذکر پر آریز چونک کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔اس
کی آج صبح ہی بات ہوئی تھی افسانے سے۔وہ اپنے انداز سے بیزار تو لگی تھی۔
لیکن وہ ٹھیک تھی۔اس بات کی تسلی تھی۔

حیدر نے اچھا نہیں کیا۔لیکن وہ ایسا ہی ہے۔عارفین سے اس کا جو لگاؤ تھا"
میں اس سے واقف ہوں۔کوئی حیرت نہیں کہ اس نے عارفین کے بیٹے کو
میرے بیٹے پر ترجیح دی۔"وہ نارمل انداز میں کہہ رہے تھے۔جیسے ان کو

افسوس ہوا ہو لیکن وہ اسے قبول کر چکے ہوں۔

عارفین انکل کے بارے میں بابا سے اور آپ سے جتنا سنا ہے۔اسے دیکھ کر" یہی لگتا ہے کہ وہ یقیناً بہت اچھے انسان تھے۔اور اگر مہر دادا اپنے باپ کی طرح ہوا تو وہ یقیناً بہت اچھا لائف پارٹنر ثابت ہو گا افسانے کے لئے۔اور یہ شاید ایسے ہی ہونا تھا ورنہ رائد پر کسی کو فوقیت دی جا سکتی ہے کیا؟ وہ اتنا اچھا ہے۔آپ پلیز دل میں کوئی ملال نہیں رکھیے گا۔" وہ اپنے مخصوص نرم انداز میں اپنا خیال پیش کر رہا تھا۔طلال بہت پیار سے اسے دیکھ رہے تھے۔وہ نرم خو تھا، عزت کرنے والا، سمجھدار۔۔انہیں آریز کو دیکھ کر ہمیشہ خوشی ہوتی تھی۔حیدر اور سارا نے اپنے بچوں کی یقیناً بہت اچھی تربیت کی تھی۔بات کرتے ہوئے آریز کی نظر طلال کے کندھوں سے پیچھے نظر آتی درخشے پر پڑی۔اس کا راؤنڈ پورا ہو گیا تھا۔گھوڑا ملازم کے حوالے کرتی وہ ادھر ہی آ رہی تھی۔

مرحبا!"بلند آواز میں سلام کر کے اس نے ہاتھوں پر پہنے گلوز اتار کر ٹریش" کین میں پھینکے اور میز کی طرف آئی۔آریز احتراماً اپنی نشست سے کھڑا ہوا۔ سر کو خم دے کر اس کے سلام کے جواب دیا۔وہ رسمی سا مسکرائی اور اس کا حال پوچھا پھر طلال کے ساتھ رکھی چیئر پر ٹانگ پہ ٹانگ جما کر بیٹھی۔آریز بھی مسکراتا ہوا اپنی چیئر پر واپس بیٹھا۔

تھوڑی دیر بعد رائد بھی آگیا تھا۔ملازم چائے اور دیگر لوازمات سرو کرنے لگے۔اچھے ماحول میں چائے پی گئی۔اس دوران آریز کی پوری کوشش تھی کہ وہ درخشے کو نہ دیکھے۔اسے دیکھ کر اس کی جو حالت ہوتی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی پر بھی اس کا راز محبت عیاں ہوتا۔اور وہ اس کوشش میں کامیاب ٹھہرا تھا۔

وہ فریش ہو کر سر پر ٹاول لپیٹے کمرے میں آئی تو فون بج رہا تھا۔اس نے فون اٹھا کر دیکھا مہرداد کا نمبر سکرین پر جگمگا رہا تھا۔

شیطان۔" وہ بڑبڑائی۔ابھی وہ اسی کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔دو" دن ہو گئے تھے اسے تہران گئے ہوئے۔پتا نہیں شاہی سواری کب واپس آنی تھی۔کال آن کر کے وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

ہیلو!"انداز میں وہی بیزاری تھی جو داد سے بات کرتے ہوئے ہمیشہ ہوتی" تھی۔

سلام۔۔کیسی ہو۔مجھے یاد کر رہی تھی نہ؟"مہرداد کی چہکتی ہوئی آواز سنائی"

دی۔

الحمدللہ بہت اچھی ہوں۔اور تمہیں یاد بالکل بھی نہیں کر رہی تھی۔خوش" فہمیاں مت پالو۔"جل کر کہتے اس نے بال ٹاول کی قید سے آزاد کیے۔گیلے بال کندھوں پر بکھر گئے۔

خوش فہمی نہیں ہے۔مجھے پتا ہے تم مجھے ہی سوچ رہی تھی۔اور کوئی آپشن" بھی تو نہیں ہے۔تم جہاں ہو وہاں تمہیں میرے علاوہ کسی کا خیال نہیں آ سکتا۔"کیا اعتماد تھا۔

ظاہر ہے تمہیں کوسنے کے لئے تمہیں یاد تو کرنا پڑتا ہے۔"وہ کونسا ادھار" رکھنے والوں میں سے تھی۔

میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا جو تم مجھے کوسنے دو۔ تمہیں زرا بھی خیال نہیں" ہے تمہارا ہینڈسم سا شوہر ہوں۔ گھر سے دور پردیس میں ہوں۔ کیا ہوا گر تمہاری بددعائیں لگ جائیں۔ میں معصوم تو گیا نہ۔ میں اس وقت شدید رنج میں ہوں۔ تم کیسی بیوی ہو۔" الفاظ کے برعکس لہجہ مذاق اڑاتا ہوا تھا۔

بگاڑا؟ تم نے کچھ ٹھیک رہنے کب دیا ہے۔؟ اور تمہیں لگ ہی نہ جائیں" میری بددعائیں۔ خیر۔۔ کال کیوں کی ہے۔؟" وہ اس کی اوور ایکٹنگ سے اندر تک جل گئی تھی۔

تمہاری آواز سننے کے لئے جو کہ بالکل بھی خوبصورت نہیں ہے۔"" مسکراتے لہجے میں کہا گیا۔

تم۔۔ انسان تو ہو ہی نہیں۔" یہ آیا افسانے کو غصہ۔ دوسری طرف وہ"

محفوظ ہوا تھا۔

ہاں جانتا ہوں۔ فرشتہ ہوں نہ خوبصورت سا۔" ڈھٹائی اس پر ختم تھی۔"

افسانے فون ہی کاٹ گئی۔ موبائل بیڈ پر پھینکا اور ہیئر برش اٹھا کر بال سلجھانے لگی۔ یہ آدمی اسے سکون سے نہیں رہنے دیتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لاؤنج میں داخل ہو رہی تھی۔ ہلکے سبز رنگ کی ٹراؤزر پینٹ اور ہم رنگ گھٹنوں تک آتی شرٹ، گلے میں گلابی رنگ کا سٹالر جس کے دونوں سرے سامنے آتے تھے۔

زینب کے ساتھ ایک اور خاتون بھی بیٹھی تھیں۔ اس گھر میں اپنے پہلے دن اس نے انہیں دیکھا تھا۔

السلام علیکم۔!" وہ ان خاتون کو غور سے دیکھتے ہوئے آگے آئی۔ دونیہ کی مماثلت نظر آئی تھی ان میں۔

وعلیکم السلام، آؤ افسانے بیٹھو۔ یہ صوفیہ ہیں۔ مہرداد کی ممانی دونیہ کی والدہ۔" زینب نے تعارف کی رسم نبھائی۔ افسانے نے رسمی سا مسکراتے سر کو تھوڑا سا خم دیا۔ وہ جواباً اسے تند نظروں سے گھورتی رہیں۔ زینب نے ماحول میں پھیلا تناؤ ہلکی پھلکی باتوں سے دور کرنے کی کوشش کی۔ تھوڑی دیر بعد ملازمہ کو چائے کا کہنے کے لئے وہاں سے چلی گئیں۔ اب کمرے میں صوفیہ بیگم اور افسانے رہ گئے تھے۔

شکل تو اچھی خاصی ہے تمہاری۔ تمہیں کوئی اور رشتہ بھی مل سکتا تھا۔" مہرداد سے کیوں شادی کی؟" وہ افسانے کے چہرے کو فوکس میں لے کر کہہ رہی تھیں۔

جی۔۔؟میں سمجھی نہیں، کیا کہنا چاہ رہی ہیں آپ؟"افسانے حیران ہوئی۔" اسے امید نہیں تھی کہ اس قسم کا جملہ آئے گا ان کی طرف سے۔

اس میں سمجھ نہ آنے والی کیا بات ہے۔میں نے پوچھا ہے مہر داد سے شادی" کیوں کی؟اگر تو دولت کے لئے کی ہے تو مجھے تمہارے لئے افسوس ہے۔وہ اتنا امیر نہیں ہے جتنا تمہیں لگا ہے۔وراثت میں بہت تھوڑا حصہ ہے اس کا۔ یوں سمجھو وہ تنخواہ دار ملازم کے طور پر کام کرتا ہے۔"وہ افسوس کرنے والے انداز میں کہہ رہی تھیں۔"اور مجھے پتا ہے وہ تمہیں یہاں پر لا کر جیسا سلوک کر رہا ہے۔دیکھو تم برا مت ماننا لیکن تم جیسی پیسے کے لئے شادی کرنے والی گولڈ ڈگر عورتوں کی یہی اوقات ہوتی ہے۔اور یہاں پر تو تمہیں پیسہ بھی نہیں ملنے والا۔چچ چچ۔"وہ آنکھوں میں حقارت لئے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔آپ۔۔"

مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔اور میں تمہارا انجام بتاؤں؟ جس مقصد کے تحت تم نے یہ شادی کی ہے جب وہ مقصد پورا نہیں ہو گا تو تم کچھ دن بعد تم خود ہی یہاں سے چلی جاؤ گی۔میری باتیں کیونکہ سچی ہیں تو تمہیں کڑوی لگ رہی ہوں گی۔ لیکن بچے تم نہیں جانتی تم کہاں آگئی ہو۔مہر داد نارمل نہیں ہے۔وہ ایک سائیکو انسان ہے۔" وہ ترحم سے کہہ رہی تھیں جب افسانے نے ان کی بات کاٹی۔

اور اسی سائیکو انسان سے شادی کرنے لئے آپ کی بیٹی مری جا رہی ہے،" ہے نہ۔؟" وہ کیا سمجھ رہی تھیں وہ یہاں پر ان کی کڑوی کسیلی سننے کے لئے بیٹھی تھی۔اسے ان کی ساری گیم سمجھ آ رہی تھی۔

"میری بیٹی کا نام مت لو۔"

کیوں نہ لوں۔اس سائیکو اور تنخواہ دار ملازم کے شادی کرنے پر آپ کی" سمجھدار اور رئیس بیٹی نے جو ماتم کیا ہے۔اس پر روشنی ڈالنا پسند کریں گی آپ؟" وہ کبھی بھی اتنی بدلحاظ نہیں رہی تھی۔ لیکن اس قسم کی باتیں بھی تو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھیں۔

تم۔۔دو ٹکے کی لڑکی۔۔ تمہاری اتنی ہمت۔" وہ اپنی جگہ سے کھڑے" ہوتے ہوئے اس کی طرف بڑھیں۔افسانے ان کا ارادہ سمجھتی جلدی سے اٹھ کر صوفے کی سائڈ سے باہر کی طرف بھاگی۔اب سمجھ آیا تھا دونیہ کس پر گئی تھی۔

وہ اس کے پیچھے آئی تھیں۔ گردن موڑ کر صوفیہ بیگم کو دیکھتے وہ سامنے کی طرف مڑی اور۔۔

آؤچ!" سر جیسے کسی پتھر سے ٹکرایا تھا۔اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔"
"مہرداد!" وہ اس کا نام لیتے فوراً اس کی اوٹ میں ہوئی۔پشت سے اس کی شرٹ مٹھی جکڑلی۔

داد۔۔اس لڑکی کو دیکھو مجھ سے بدتمیزی کر رہی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ یہ" اس گھر کو تباہ کر دے گی۔یہ لڑکی تمہیں دھوکہ دے رہی ہے مہرداد۔اس نے پیسے کے لئے تم سے شادی کی ہے ابھی میرے سامنے اعتراف کیا اس نے۔"صوفیہ بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا مہرداد کے پیچھے چھپی اس چھٹانک بھر کی لڑکی کا حشر بگاڑ دیں۔

جھوٹ بول رہی ہیں یہ۔میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔"شرٹ پر گرفت" مظبوط کرتے اس نے بازو کے پیچھے سے سر نکال کر اس مکار عورت کو دیکھا۔کتنے آرام سے کہانی گھڑلی تھی اس عورت نے۔صوفیہ بیگم نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن مہر داد نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔اپنے پیچھے چھپی ہوئی افسانے کو گھما کر ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے کیا۔ وہ اس کے سامنے آئی اور پیٹ سے اس کی شرٹ مٹھی میں جکڑی۔ابھی پتا نہیں کیا ہونے والا تھا۔وہ کس کا یقین کرنے والا تھا افسانے کا یا صوفیہ بیگم کا۔

مہر داد نے گردن جھکا کر اپنی شرٹ کو جکڑے اس کے ہاتھوں کو دیکھا پھر افسانے کی آنکھوں میں جھانکا۔وہ نم خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔لیکن اس کی گرفت شرٹ پر مظبوط ہوتی جا رہی تھی۔مہر داد نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کھینچا۔اسے بازؤں کے گھیرے میں لیتے نرمی سے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

تم کمرے میں جاؤ۔ میں آتا ہوں۔"نرمی سے کہتے گال تھپتھپایا۔افسانے" نے ایک نظر اس کی آنکھوں میں دیکھا پھر صوفیہ بیگم کو دیکھا جو حیران نظروں سے ان دونوں کو ایک دوسرے کے اتنے نزدیک دیکھ رہی تھیں۔ افسانے اثبات میں سر ہلاتے زینوں کی طرف بڑھ گئی۔

وہ کمرے میں آئی۔ لیکن عجیب سی بے چینی تھی۔ کیا سوچ کر وہ مہرداد کے پاس پناہ لینے گئی تھی۔ لیکن وہ ایک ریفلیکس ایکشن تھا۔اس انجان عورت سے ڈر کر اسے جو پہلا جانا پہچانا چہرہ نظر آیا اس نے اسی کے پاس پناہ لینی تھی نہ۔۔اور ویسے بھی جب دونیہ نے اسے مارا تھا تو مہرداد نے اسے سیلف ڈیفنس کا کہا تھا۔اس کا مطلب تو یہی ہوا نہ کہ اپنے ارد گرد موجود لوگوں کی طبیعت

سے واقف تھا۔ لیکن اب آگے کیا ہونے والا تھا۔ اگر اس نے افسانے کا یقین نہ کیا تو؟ ابھی آکر اس پر چلایا تو؟ وہ دانتوں سے لب کاٹتے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ اسی وقت دروازہ کھلا اور مہر داد اندر داخل ہوا۔ وہ سیدھا اسی کی طرف آیا تھا۔ افسانے ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

کیا کہا انہوں نے تم سے؟" وہ سنجیدہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔"

اُنہوں نے کہا تم سائیکو ہو اور غریب ہو اور میں نے تم سے دولت کے لئے" شادی کی ہے۔" وہ جلدی جلدی بتاتی گئی۔

اور؟" وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

"پتا نہیں بہت کچھ بولا۔ ابھی یاد نہیں آرہا۔"

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر کبرڈ سے کپڑے نکالتے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

افسانے نے سکون کا سانس لیا۔ پھر جا کر صوفے پر بیٹھتے خود کو ریلیکس کیا۔ لیکن پتا نہیں یہ سکون کتنی دیر کے لئے تھا۔ آج جو کچھ ہوا تھا وہ اسے سوچنے پر مجبور کر گیا تھا۔ کیا وہ اس طرح کی زندگی گزارنے والی تھی۔ اس نے طے کیا کہ وہ آج مہرداد سے بات ضرور کرے گی۔ وہ بات جسے کرنے کے لئے وہ مہرداد کا انتظار کرتی رہی تھی کہ وہ کب واپس آئے۔

وہ تہران سے واپس آکر گھر کی طرف جا رہا تھا جب افسانے کو کال کی تھی۔ اسے تھوڑا سا ٹیز کیا وہ فون ہی بند کر گئی۔ تھوڑی دیر بعد گھر پہنچا تو لاؤنج سے

صوفیہ بیگم کی کرخت آواز سنائی دی۔ مہرداد کے ماتھے پر بل آئے۔ وہ اندر داخل ہوا تو افسانے بھاگتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی اور صوفیہ بیگم اس کے پیچھے تھیں۔ مہرداد کو دیکھ کر وہ جس طرح اس کے پیچھے چھپی اسے صورتحال کا اندازہ ہو گیا۔

صوفیہ بیگم نے یقیناً کوئی غصہ دلانے بات والی ہو گی اور جب افسانے نے جواب دیا ہو گا تو وہ طیش میں اسے مارنے کے لئے لپکی ہوں گی۔ وہ انہیں اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن اسے فکر اس بات کی تھی کہ پتا نہیں کیا کیا باتیں انہوں نے افسانے کو کی ہوں گی۔ کیا بتایا ہو گا۔؟ اگر انہوں نے اس کا ماضی افسانے کے سامنے رکھا ہو تو؟ افسانے تو پہلے ہی مہرداد سے خار کھاتی تھی اب تو اور ناپسند کرے گی۔ لیکن جب اس نے افسانے کو اپنے سامنے کیا تو جس طرح افسوں نے اس کی شرٹ جکڑ کر نم خوفزدہ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا اس کی ساری فکر جاتی رہی تھی۔ وہ اگر صفیہ بیگم کی باتوں میں آئی ہوتی تو اس

طرح مہرداد کے قریب تو کبھی نہ آتی۔ لیکن وہ خوفزدہ تھی۔اس کا ڈر کم کرنے کے لئے اس نے بے ساختہ اسے اپنے ساتھ لگایا تو احساس ہوا کہ اس تسلی کی ضرورت تو اسے خود کو بھی تھی۔افسانے کو کمرے میں جانے کا کہہ کر وہ صوفیہ بیگم کی طرف متوجہ ہوا۔

کیا ہوا ہے یہاں پر؟ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے اس نے سنجیدگی سے" پوچھا۔

تمہاری بیوی مجھ سے بدتمیزی کر رہی تھی۔یہ کس قسم کی لڑکی سے شادی" کرلی ہے تم نے۔زرا جو ادب لحاظ ہو اسے کسی کا۔" وہ دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

میری بیوی کو یقیناً آپ نے کوئی ایسی بات کی ہو گی جو اسے بدتمیزی کرنا"

پڑی۔" وہ پورے اعتماد سے کہہ رہا تھا۔" اور میں جس سے بھی شادی کروں
"آپ کو جواب دہ نہیں ہوں۔

مہرداد! تم اس لڑکی کی وجہ سے مجھے باتیں سنا رہے ہو۔؟ وہ جیسے حیران "
ہوئی تھیں۔" بچے تم نہیں جانتے عورتوں کے مکر۔ یہ لڑکی مجھے ٹھیک نہیں
" لگتی۔ یہ تمہیں کوئی نقصان پہنچائے گی۔

میں عورتوں کے مکر جانتا ہوں اسی لئے آپ کی باتوں پر مجھے ایک پرسنٹ "
اعتبار نہیں ہے۔" اس کے لہجے میں بیزاری تھی۔

تم ابھی تک ماضی کو نہیں بھولے نہ۔ تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔ اسی لئے "
تم دونیہ سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔ دونیہ تم سے محبت کرتی ہے۔ میری بیٹی
کے مقابل تم نے اس لڑکی کو فوقیت دی۔ مجھے پتا ہے تمہیں مجھ پر غصہ

ہے۔۔لیکن میری نیت کبھی بھی بری نہیں تھی تم جانتے ہو۔میں نے کبھی جان بوجھ کر تمہارے ساتھ غلط نہیں کیا۔"وہ آنکھوں میں آنسو بھرے اسے دیکھ رہی تھیں۔

میں بھول چکا ہوں ماضی کو۔اور کون کس قابل ہے یہ آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ صرف اتنا کریں کہ میرے معمالات سے دور رہیں۔کیونکہ اگر میں نے دور کیا تو آپ کو اچھا نہیں لگے گا۔"وہ واضح انداز میں انہیں تنبیہہ کر رہا تھا۔

تم ابھی نئے نئے خمار میں ہو اس لئے تمہیں ابھی کچھ نظر نہیں آئے گا" جب۔۔۔"وہ مزید کچھ کہتیں اس سے پہلے اس نے ان کی بات کاٹی۔

مائنڈ یور لینگویج پلیز۔اور آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔آپ"

نے افسانے کو کیا کہا؟"اس نے دانت پر دانت جمائے ضبط سے کہا۔

اسی سے جا کر پوچھو جسے اپنے ساتھ لپٹائے کھڑے تھے۔کچھ نہیں کہا" صرف شادی کی مبارک دی تھی۔وہ خود ہی کہہ رہی تھی کہ وہ تمہیں تباہ کر دے گی۔اس گھر کو تباہ کر دے گی۔ تمہیں انسانوں کی پہچان نہیں ہے مہرداد۔" وہ افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

ہاؤ نائس!" وہ سرد سا مسکرایا۔"اگر وہ مجھے تباہ کرنا چاہتی ہے تو میں خوشی " خوشی تباہ ہو جاؤں گا۔آپ اپنا کنسرن اپنے پاس رکھیں۔" وہ سرد انداز میں کہہ رہا تھا۔

تم پچھتاؤ گے۔" کہتے ہوئے اس کے سائڈ سے ہوتے باہر کی جانب رخ" کیا۔

فکر مت کریں آپ کے پاس نہیں آؤں گا رونے کے لئے۔"اس نے پیچھے" سے ہانک لگائی۔ پھر زینب کی دیکھا جو کب سے خاموشی سے سارا تماشہ دیکھ رہی تھیں۔

صوفیہ خاموش نہیں بیٹھے گی مہرداد۔"ان کی آنکھوں سے پریشانی صاف" جھلک رہی تھی۔

وہ جو بھی طوفان لانا چاہیں موسٹ ویلکم۔اس بار ان کو منہ کی کھانی پڑے" گی۔ کیونکہ اس بار میں نے کوئی لحاظ نہیں رکھنا۔آپ پریشان مت ہوں۔ کھانا لگوائیں۔میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی پھر زینوں کی طرف بڑھ گیا۔زینب پریشان تھیں۔صوفیہ بیگم کی شر پسند طبیعت سے وہ واقف تھیں۔اور مہرداد کی آنکھوں میں جلتے شعلے بھی

وہ دیکھ رہی تھیں۔یقیناً کچھ ہونے والا تھا۔وہ اللہ سے خیر کی دعا کرتیں کچن کی طرف چلی گئیں۔

وہ کمرے میں آیا تو افسانے دائیں بائیں ٹہل رہی تھی۔مہرداد کو دیکھ کر وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔وہ اس کا ڈر سمجھ رہا تھا۔بھلے وہ بہت بہادر تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ اس قسم کی صورتحال سے پہلی بار گزر رہی تھی۔تو اس کا خوفزدہ ہونا بنتا تھا۔صوفیہ بیگم کی بابت اس سے سوال پوچھ کر وہ فریش ہونے چلا گیا۔واپس آیا تو افسانے اونچے سٹول پر میوزک پلیئر کے ساتھ بیٹھی تھی۔بار بار بٹن پریس کرتی لیکن سونگ پلے نہیں ہو رہا تھا۔

کیا ہوا؟"تولیہ سٹینڈ پر پھینکتے ڈریسنگ ٹیبل سے ہئیر ڈرائیر اٹھایا۔"

پتا نہیں۔ کوئی بٹن اٹک گیا ہے۔ یہ پلے نہیں ہو رہا۔ کیا پرانے زمانے کا" میوزک سسٹم رکھا ہوا ہے۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے مختلف بٹن چھیڑ رہی تھی۔

تم نے صوفیہ خاتون کا غصہ اس بیچارے پر اتار دیا ہو گا۔" ہونٹ کا کونا" دانتوں تلے دبائے اسے چڑانے کے لئے کہا گیا۔ اور وہ چڑ بھی گئی

صوفیہ خاتون کا غصہ انہی پر اتار دیا تھا۔ تم زیادہ شوخے مت بنو۔ ادھار نہیں" رکھتی میں کسی کا۔" گردن موڑ کر اس شوخے کو جی بھر کر گھورا گیا۔

باشہ۔۔ کھانا لگ گیا ہو گا۔ میں نیچے جا رہا ہوں۔ تمہارا دل کرے تو تم بھی آ" جانا۔" لاپرواہی سے کہتا بالوں کو برش سے سیٹ کرتا وہ باہر نکل گیا۔ بھوک

توافسانے کو بھی لگ رہی تھی۔اس متروک میوزک سسٹم کو اس کے حال پر چھوڑتی وہ بھی اٹھ گئی۔

مما! یار کہاں ہیں آپ؟" آرمینے جھمکے ہاتھ میں پکڑے سارا بیگم کو" ڈھونڈتے ہوئے ان کے کمرے میں آئی۔

ادھر ہوں۔کیا ہو گیا ہے۔کیوں شور مچا رہی ہو۔" وہ ڈریسنگ روم سے باہر" آئیں۔

مما یہ جھمکے نہیں پہنے جا رہے مجھ سے۔آپ پہنا دیں۔" وہ جھمکے ان کے" ہاتھ پر رکھتی ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے پر ٹک گئی۔سارا بیگم نے جھمکے اس

کے کانوں میں ڈالے۔

"کپڑے تو چینج کیے نہیں تم نے ابھی تک۔"

بس کپڑے چینج کرنے ہیں باقی تو سارا تیار ہوں میں۔"اس نے چہک کر" کہا۔انہوں نے اس کا طائرانہ جائزہ لیا۔ بھورے ٹراؤزر شرٹ پر کھلے بال۔ آنکھوں پر مسکارا تھا اور لپ اسٹک بھی لگا رکھی تھی۔میک اپ بس اتنا ہی ہوتا تھا اس کا۔

اوکے جلدی سے تیار ہو جاؤ۔لیٹ ہو جائیں گے ورنہ۔رکھو اسے۔جاؤ" جلدی۔"اس کے ہاتھ کنگن لے کر انہوں بازو سے پکڑ کر اسے باہر دھکیلا۔ وہ جوان کی جیولری دیکھ رہی تھی منہ بناتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کمرے میں آکر کپڑے چینج کیے۔ ہلکے پیلو کلر کا پیروں کو چھوتا گھیر دار فراک۔اس پر الگ سے سبز رنگ کی جیکٹ۔ بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیا۔ پھر فون اٹھا کر رائد کو کال ملائی۔دور نگز جانے پر کال اٹھالی گئی۔

مرحبا! کیسی ہوار من؟"رائد کی نرم سے آواز سنائی دی۔"

مرحبا! میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسے ہو۔پتا ہے آج مایوں ہے۔میں نے" پاکستانی ٹریڈیشنل فراک پہنی ہے۔تم ویڈیو کال پر آؤ۔"وہ جلدی جلدی کہتی کال کاٹ گئی۔ پھر ویڈیو کال ملائی۔رائد کا چہرہ فون کی سکرین پر جگمگایا۔وہ شاید اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔

تم ابھی تک آفس میں ہو؟"آرمینے نے حیرت سے پوچھا۔"

". لگتا تو ہے۔"اس نے مسکرا کر کہا۔"اچھا تم ڈریس تو دکھاؤ۔کیسا ہے"

ایک منٹ۔"آرمینے نے بیک کیمرہ آن کیا اور ڈریسنگ مرر کے سامنے" "گئی۔"اب دیکھو۔

یو آر لکنگ۔۔واؤ۔"پورے دل سے تعریف کی۔"

ابھی دیکھنا۔اس کا اتنا بڑا گھیر ہے۔"فون کو سٹینڈ پر سیٹ کر کے وہ پیچھے" ہٹی۔اب پاؤں تک سارا ڈریس نظر آ رہا تھا۔چٹکی سے فراک پکڑ کر گول گول گھومی۔فراک واقعی بہت پیارا تھا۔رائد بہت محبت سے اس کا جگمگاتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

بہت پیارا لگ رہا ہے۔"آنکھوں میں آرمینے کا عکس لئے اس نے نرمی سے"

"کہا۔"اس کے ساتھ ڈوپٹہ یا شال بھی تو ہو گی۔وہ بھی پہنو نہ۔

اوہ ہاں۔رکو زرا۔"وہ بھاگ کر ڈریسنگ روم سے ڈوپٹہ لے آئی۔ایک"
"کندھے پر ڈوپٹہ پھیلایا۔اور پھر فون کے کیمرہ میں دیکھا۔"اب سہی ہے؟

پرفیکٹ"وہ جزب سے بولا۔اب آرمینے فون ہاتھ میں پکڑے سارا بیگم"
کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔ساتھ ساتھ رائد کو بتایا جا رہا تھا مہندی کے
لئے اس نے لہنگا لیا ہے۔کلر کیا ہے۔اس پر ورک کونسا ہے۔اور مزید یہ کہ
وہ ہیئر سٹائل کونسا بنائے یہ مشورہ رائد کو دینا تھا۔وہ مسکراتے ہوئے اسے سن
رہا تھا۔وہ ہونٹ گول کر کے کیوٹ انداز میں بولتی تھی۔اور ہر بات کے
ساتھ کانوں میں موجود جھمکے ہلتے تھے اور ان کا عکس آرمینے کے چہرے پر
پڑتا تھا۔وہ مگن انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔یہ اس کا من پسند نظارہ تھا۔

کیا ہوا ہے۔یہ اتنا شور کیوں ہے؟" دونیہ موبائل پر بٹن پریس کرتے ہوئے اندر آئی۔وہ ابھی بیوٹی سیلون سے واپس آئی تھی۔تازہ تازہ ہوئے بیوٹی ٹریٹمنٹ سے چہرہ چمک رہا تھا۔گھر میں داخل ہوتے ہی اندازہ ہوا کہ آج نوکروں کی شامت آئی ہوئی ہے۔آج صوفیہ بیگم زینب خاتون سے ملنے کا کہہ رہی تھیٹ۔اور وہاں پر ان کی ملاقات یقیناً مہرداد سے ہوئی ہو گی تبھی غصے کا گراف بڑھا ہوا تھا۔

صوفیہ میڈم غصے میں ہیں۔جب سے باہر سے آئی ہیں سب کو ڈانٹ رہی ہیں۔" ملازمہ نے آہستہ آواز میں بتایا۔تو اس کا اندازہ درست ثابت ہوا۔وہ ٹی وی لاؤنج میں پہنچی تو صوفیہ خاتون مالی کو جھاڑ پلا رہی تھیں۔دونیہ نے اسے اشارے سے باہر جانے کا کہا۔وہ جان بچنے پر شکر مناتا باہر کو بھاگا۔

کیا ہوا ہے ممی۔ کیوں مہرداد کا غصہ ملازموں پر نکال رہی ہیں؟" وہ بیزاری" سے کہتی صوفے پر بیٹھی۔ بیگ اور فون ٹیبل رکھا۔ جوتے اتار کر دور پھینکے۔

وہ چھٹانک بھر کی لڑکی مجھے باتیں سنا رہی تھی۔ میں اس کا منہ نوچ لیتی اگر" مہرداد نہ آتا بیچ میں۔" غصہ کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

پوری بات بتائیں ممی۔" دونیہ کشن سر کے نیچے رکھتی صوفے پر نیم دراز" ہوئی۔ صوفیہ نے سارا واقعہ بتایا۔

ہمم تو یہ بات ہے۔" ساری بات سن کر اس نے ہنکارا بھرا۔" آپ کا بھی" لیول ہے ممی۔ جب آپ کو پتا ہے کہ مہرداد کی رائے آپ کے بارے میں نیگیٹو ہے، اور وہ غلط بھی نہیں ہے جو کچھ آپ اس کے ساتھ کرتی آئی ہیں

بچپن سے تو اس کو تو آپ کی شکل نہیں دیکھنی چاہیے پھر بھی وہ آپ کو برداشت کرتا ہے نا۔۔۔تو ضرور اس کی سامنے اچھے ہونے کا ڈرامہ کرنا ہوتا ہے آپ نے۔" اس نے بے لاگ تبصرہ کیا۔ صوفیہ نے سلگ کر بیٹی کو دیکھا۔

تمہیں تو اپنی ماں کے خلاف بولنے کا موقع چاہیے۔اور وہ ایک لڑکا نہیں" قابو کیا گیا تم سے۔" وہ ماتھے پر بل ڈالے اسے گھور رہی تھیں۔

میں وہی بولتی ہوں کو سچ ہوتا ہے۔اب آپ وہ اپنے خلاف باتیں لگیں تو کیا" کر سکتے ہیں۔اور قابو کرنے کی خوب کہی۔یہ آپ کے اعمال ہیں جو میرے آگے آئے ہیں۔میری محبت کو آپ کی نفرت کھا گئی۔اس لئے مجھے طعنے دینے سے پرہیز کریں۔" وہ پیر پٹختی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔ پیچھے صوفیہ بیگم خود سے بڑبڑا رہی تھیں۔

یہ اولاد ہے میری۔مجھے باتیں سنا کر چلی گئی۔اور وہ مہرداد،اسے تو دیکھ لوں" گی۔خود کو بہت کچھ سمجھنے لگ گیا ہے۔اس کے پیروں کے نیچے کی زمین کو دلدل نہ بنا دیا تو میں بھی صوفیہ نہیں۔" وہ دانت پیستے ہوئے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ان کا شیطانی دماغ ایک منصوبہ ترتیب دے رہا تھا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد مہرداد کہیں چلا گیا تھا۔افسانے اور زینب نے مل کر لان میں کچھ نئے پودوں کا اضافہ کیا تھا۔اور پودوں کی کانٹ چھانٹ کی تھی۔افسانے اور زینب کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔رات تک کا مہرداد بھی واپس آ گیا تھا۔ڈنر انہوں نے اکٹھے کیا۔اس کے بعد مہرداد کمرے میں

چلا گیا اور افسانے زینب کے ساتھ چھت پر واک کرنے۔

افسانے واک کے بعد کمرے میں آئی تو مہر داد بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"اس نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔"

صبح کر لینا جو بھی بات ہے۔ابھی میں مصروف ہوں۔"وہ مصروف سے" انداز میں کہہ رہا تھا۔

"صبح تم نہیں ہو گے۔اس لئے ابھی میری بات سنو۔"

صبح میں کیوں نہیں ہوں گا؟"سر اٹھا کر افسانے کو گھورا۔کہہ تو ایسے رہی"

تھی جیسے وہ دنیا میں ہی نہیں ہو گا۔

ایسے ہی تو ہوتا ہے۔ میرے جاگنے سے پہلے تم غائب ہوتے ہو۔ اور۔۔۔"
ایک منٹ۔۔" اسے جیسے اچانک سے یاد آیا کچھ۔ "تم مجھ پر رعب کس خوشی میں جماتے ہو۔ تم نے اتنا کچھ کیا میرے ساتھ۔ میں پھر بھی نارمل بات کرتی ہوں نہ؟ تو تم یہ نخرے کس خوشی میں دکھاتے ہو؟" اب وہ آنکھیں سکیڑے اسے گھور رہی تھی۔

کیا کیا ہے میں نے تمہارے ساتھ؟" اس نے بھی آنکھیں سکیڑیں۔"

تم نے مجھے خوامخواہ اغوا کیا۔ مجھے ہراس کیا، ڈرایا، دھمکایا۔ پھر میرے بابا کو" پتا نہیں کیا ایسا کہا کہ اُنہوں نے میرا تم سے نکاح ہی پڑھوا دیا۔ پھر تم مجھے اس قید خانے میں لے آئے جہاں ہر دوسرا انسان آدھا پاگل ہے۔ مجھ پر ہاتھ تک

اٹھایا گیا اس جہنم میں۔اور اب تم مجھ سے پوچھ رہے ہو کہ تم نے کیا کیا ہے۔ تم نے میری اچھی بھلی زندگی تباہ کر دی مہر داد رضا۔" وہ دانت پر دانت جمائے خود پر ضبط کر رہی تھی۔وہ نہیں چاہتی تھی کی اس کی آواز بلند ہو۔

چارج شیٹ تو کافی لمبی ہے۔ خیر اس پر پھر کبھی بات کریں گے ابھی مجھے کام " کرنے دو اور چپ کر کے سو جاؤ۔" اس نے واپس لیپ ٹاپ پر نظریں جمائیں۔

تم۔۔۔" وہ گھٹنوں کے بل بیڈ پر اٹھی۔ مہر داد نے فوراً سر پر ہاتھ رکھ کر " اپنے بال محفوظ کیے لیکن افسانے کا ٹارگٹ کچھ اور تھا۔اس نے لیپ ٹاپ اس کی گود سے اٹھا کر دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کیے۔ارادہ تھا کہ پوری طاقت سے لیپ ٹاپ فرش پر دے مارے۔

افسانے !نو۔۔! "مہرداد نے تیزی سے اٹھ کر اس کے دونوں ہاتھ کلائیوں" سے جکڑے۔

چھوڑو مجھے۔"اس نے کلائیاں آزاد کروانے کی کوشش کی۔"

تم پہلے لیپ ٹاپ چھوڑو۔" وہ گھٹنوں کے بل اسے کے سامنے بیٹھے دونوں" اس کے دونوں ہاتھ سر سے اوپر قید کیے ہوئے تھا۔افسانے نے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی کی۔لیپ ساتھ نیچے بیڈ پر لحاف کے اوپر گرا۔وہ افسانے کو گھورتا لیپ ٹاپ اٹھا کر صوفے کی طرف بڑھ گیا۔

تم ایک انتہائی خود غرض انسان ہو۔" وہ اس کی بات ہی نہیں سنتا تھا۔اسے" رونا آنے لگا۔وہ جب سے تبریز آئی تھی مہرداد سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔پہلے دن وہ اسے وہاں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔پھر آیا تھا تو ایک رات رکا تھا

اور اگلی صبح پھر غائب ہو گیا تھا۔ آج آیا تھا تو افسانے سے ڈھنگ سے بات ہی نہیں کر رہا تھا۔ خیر پہلے وہ کوسنا ڈھنگ سے اس کی کوئی بات سنتا تھا۔

شکریہ۔" سر خم کر کے تعریف وصول کی ہو جیسے۔"

اور تم ڈھیٹ، جنگلی، اور انتہائی بد تمیز انسان ہو۔" مزید القاب سے نوازا" گیا۔

تم منہ نہیں دھوتی کیا۔۔ کتنی گالیاں دیتی ہو۔" وہ جھر جھری لے کر رہ" گیا۔ یہ بھی شکر تھا کہ انسان کہا تھا۔

اور تم بہت ظالم ہو۔" افسانے کی آواز بھرا گئی۔" میری کوئی بات نہیں" سنتے، صرف اپنا حکم چلاتے ہو۔" آنسو بس ٹپکنے ہی والے تھے۔

سن تو رہا ہوں سناؤ۔" وہ واپس سے لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔"
افسانے کا ایک دن دل بھر آیا۔ وہ جھٹکے سے کمبل کھینچتی سر تک تان کر
کروٹ بدل گئی۔ داد نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اتنی دیر سے طاری کی ہوئی
بے نیازی کا خول ٹوٹا۔ چہرے پر نا قابل فہم سا تاثر آیا تھا۔ کچھ دیر وہیں بیٹھا
لب چباتا کچھ سوچتا رہا۔ پھر گہری سانس لے کر اٹھا اور لیپ ٹاپ بند کیا اور
بیڈ کی طرف آیا۔

افسانے!" اسے آواز دی لیکن اس کی طرف سے کوئی رسپانس نہیں آیا۔"

کیا بات کرنی تھی تم نے۔ بولو میں سن رہا ہوں۔" دوسری طرف وہی"
خاموشی۔" افسانے!" آواز تھوڑی سی بلند کرتے ہاتھ بڑھا کر لحاف اس کے
منہ سے ہٹایا۔ وہ فوراً آنکھوں پر بازو رکھتی چہرہ چھپا گئی۔" افسانے ادھر

دیکھو۔" وہ بے حسی و حرکت پڑی رہی۔ "کب سے بلا رہا ہوں جواب تو دو۔" بازو سے پکڑ کر کھینچ کر سیدھا کیا۔ افسانے کا چہرہ اب اسے کے سامنے تھا۔ آنسوں سے تر۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ اسے تکلیف ہوئی۔

افسوں "ہاتھ بڑھا کر اس کے آنسوں صاف کرنے چاہے۔ وہ اس کا ہاتھ " جھٹکتی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ریڈ پورے بازوں والی ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس چہرہ بھی سرخ ہو رہا تھا۔ آستین سے گال صاف کیے۔

اب کیا ہے۔ کیوں تنگ کر رہے ہو؟" بھاری خفا آواز میں پوچھا گیا۔"

کیا بات کرنی تھی تم نے؟" وہ اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ وہ اگر اسے " خود غرض کہتی تھی تو ٹھیک کہتی تھی۔ اس نے افسانے کے معاملے میں واقعی بہت خود غرضی کا مظاہرہ کیا تھا۔ وہ اس تکلیف کی حقدار نہیں تھی جو وہ جھیل

رہی تھی۔

مجھے سونا ہے۔ نیند آرہی ہے۔"اس نے لحاف کھینچا۔"اور تم دور رہو مجھ" سے۔زیادہ اچھا بننے کا ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"وہ لحاف پھیلا کر اوڑھتے کروٹ بدل گئی۔

وہ لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔جو کچھ وہ اس کے ساتھ کر چکا تھا یقیناً بہت برا تھا۔وہ اگر اس سے نفرت کرتی تھی تو حق بجانب تھی۔

We could not beat down the pride

Couldn't beat down

We couldn't fall in love yet

We couldn't know the past

Couldn't erase it

We couldn't come to love yet

Give permission to love

Let it know your face

Let my tears melt

Let it fall down

ہم غرور کو مات نہ دے سکے۔

ہم اسے نہیں ہرا سکے

ہم ابھی تک محبت میں مبتلا نہیں ہو سکے۔

ہم ماضی کو نہیں جان سکے۔

اسے مٹا نہیں سکے۔۔۔

ہم ابھی تک محبت نہیں کر سکے۔

محبت کو اجازت دو۔

اسے اپنے چہرے سے آگاہی دو۔

میرے آنسو پگھلنے دو

انہیں گرنے دو

صبح افسانے کی آنکھ کھلی تو کمرے میں نیم اندھیرا سا تھا۔رات وہ بے آواز روتے ہوئے ہی سو گئی تھی۔اس نے گردن دائیں طرف گھمائی۔امید تھی

کہ مہرداد کمرے میں نہیں ہو گا۔ لیکن وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بازو سینے پر باندھے گردن موڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ چونکی لیکن چہرہ سیدھا رکھے اٹھ کر بیٹھی۔ ہاتھ سے بال کان کے پیچھے اڑسے۔ سنہری آنکھیں اٹھا کر مہرداد کو دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

گڈ مارننگ!" سر کو خم دیا۔"

مارننگ!" اس نے زکام زدہ سی آواز میں جواب دیا۔ بیڈ سے اتر کر چپل" پیروں میں اڑسی اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ مارننگ کا جواب دیا تھا اس کا مطلب اب موڈ نارمل تھا۔ رات والا غصہ اتر چکا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ ٹاول سے چہرہ تھپتھاتی باہر آئی۔ سامنے سے بال گیلے تھے۔

ادھر آؤ۔ بیٹھو" دادنے اسے اشارے سے بلایا۔ پیر سمیٹ کر سیدھا ہوا۔ وہ" گہری سانس لیتی اس کی طرف بڑھی۔اس کے سامنے جاکر بیٹھی۔

کیا بات ہے؟" رکھائی سے پوچھا۔" جلدی بتاؤ۔ مجھے جانا ہے زینب انتظار" کر رہی ہوں گی۔ ہم روز ناشتہ اکٹھے کرتے ہیں۔" روکھا لہجہ۔ جیسے وہ زبردستی وہاں بیٹھی تھی۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ دھلا دھلایا صاف بے داغ چمکتا چہرہ۔ پلکوں پر اٹکے پانی کے قطرے۔ وہ اس کے بالکل سامنے بیٹھی تھی۔ ماتھے پر پڑے بل اور آنکھوں سے چھلکتی ناراضی۔ مہرداد کو وہ دن یاد آیا جب کیرل والا واقعہ ہوا تھا اور اس نے پہلی بار افسانے کو نزدیک سے دھلے ہوئے گیلے چہرے کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس دن بھی اس کی پلکوں پر پانی کے شفاف قطرے اٹکے ہوئے تھے۔ لیکن تب اس کے چہرے پر ناراضی نہیں تھی۔

فرانس کانکولس کیرل، جو کہ یونیورسٹی میں کیرل کے نام سے جانا جاتا تھا۔ وہ بزنس مینجمنٹ کے لاسٹ سیمسٹر کا سٹوڈنٹ تھا۔ وہ سکالرشپ پر کیلیفورنیا یونیورسٹی میں پڑھ رہا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ بہت ذہین تھا۔ اس کا ایک وسیع حلقہ احباب تھا۔ لیکن جو چیز الارمنگ تھی وہ تھی اس کی شہرت۔ تھا۔ اور خصوصاً مسلمانوں سے خار کھاتا تھا۔ (racist) وہ نسل پرست اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ کرمنل ایکٹویٹیز میں بھی ملوث تھا۔ لیکن آج تک اس پر کوئی سنجیدہ قسم کا الزام ثابت نہیں ہوا تھا۔ شاید وہ کوراپ اچھا کرتا تھا اس لئے یا پھر اس کے 'دوست' بہت اچھے (cover up) تھے اور اس پر مہربان تھے۔ جو بھی تھا اس کی ریپوٹیشن اچھی نہیں تھی۔

مہرداد کا اس سے ایک بار لائبریری میں ٹکراؤ ہوا تھا۔ وہ کتابیں ایشو کروانے گیا تھا جب اسے کیرل نے بتایا کہ لائبریرین ابھی موجود نہیں ہے۔ وہیں پر مہرداد کا اس سے تعارف ہوا۔ مہرداد اپنی ماسٹر ڈگری اسی یونیورسٹی سے مکمل کر چکا تھا اور اب وہ یونیورسٹی کی طرف سے آفر کردہ بزنس کے حوالے سے چھ ماہ پر مشتمل شارٹ کورس کر رہا تھا۔ تو اس لحاظ سے کیرل اس سے جونیئر تھا۔

ان کی بات ہوئی تو پتا لگا کہ کیرل حلیمہ کو جانتا تھا۔ اور ان کی ایک دو بار بات ہو چکی تھی۔ خیر وہ مختصر سی ملاقات تھی۔ چند دن بعد مہرداد نے افسانے کو کیرل کے ساتھ بات کرتے دیکھا۔ وہ دونوں ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیوں پر کھڑے تھے۔ اسے برا لگا لیکن وہ خود کو کوئی توجیہہ پیش نہیں کر سکا کہ اسے کیوں برا لگا تھا۔

اور یہ اس دن کی بات تھی جب برکلے کا آسمان گہرے کالے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ مہرداد پارکنگ کی طرف جا رہا تھا۔ اسے ایران کا گہرا نیلا آسمان یاد آیا۔ وہ ایرانی تھا تو اسے ایران کے علاوہ کسی اور جگہ کا آسمان خوبصورت نہیں لگ سکتا تھا۔ ایران کا شفاف نیلا آسمان جس کی مثالیں سیاح اپنی کتابوں میں پیش کیا کرتے تھے۔

کیونکہ ابھی رش آورز شروع نہیں ہوئے تھے تو پارکنگ لاٹ قدرے سنسان تھی۔ وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا جب اسے فضا میں کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔ اس کے سینسز بہت شارپ تھے۔ اگر اسے کچھ عجیب محسوس ہوا تھا تو چیک کرنے میں کیا قباحت تھی۔ وہ وہ بنا چاپ قدموں سے چلتا ہوا زرا فاصلے پر نظر آتے پلرز کی طرف گیا۔ وہ جیسے ہی پلر کی اوٹ سے باہر نکلا اس کی نظر کچھ لڑکوں اور لڑکیوں کے گروپ پر پڑی۔ وہ سب ایک جتھے کی صورت کھڑے جیسے کوئی لائیو شو دیکھ رہے تھے۔ مہرداد نے ان کی نظروں

کے تعاقب میں سبز آنکھیں گھمائیں۔اسے ایک لڑکے کی پشت نظر آئی جو کسی لڑکی کو دیوار سے لگائے اس پر جھکا ہوا تھا۔وہ نظر انداز کر دیتا اگر اسے سنہری بالوں کی جھلک نظر نہ آتی۔وہ بے ساختہ اس کی طرف بڑھا تھا۔کسی ریفلیکس ایکشن کی طرح۔وہ جیسے ہی اس طرف بڑھا ان لڑکے لڑکیوں کے گروپ میں بے چینی پھیلی۔وہ بے چین ہوئے۔شاید کسی نے آواز دے کر اسے روکنے کی کوشش بھی کی تھی۔لیکن وہ اس لڑکے کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اور آگے جو منظر اسے دیکھنے کو ملا خون اس کی کنپٹی میں ٹھوکریں مارنے لگا۔ گردن کی رگیں تن گئیں۔

وہ وہی لڑکا تھا جو اسے لائبریری میں ملا تھا۔کیرل۔اس نے لڑکی کے گلے پر چاقو رکھا ہوا تھا۔اور ایک ہاتھ سے اس لڑکی کا منہ دبوچ رکھا تھا۔وہ سنہری آنکھوں والی لڑکی جسے مہرداد افسانے حیدر کے نام سے جانتا تھا۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔ چھوڑو اس لڑکی کو۔" وہ بولا تو آواز میں غراہٹ سی" تھی۔ کیرل نے سر گھما کر مہرداد کر دیکھا لیکن چاقو افسانے کی گردن سے نہیں اٹھایا۔

"Hey Raza! How you doin man. Stay outa this. It has nothing to do with you."

ہے رضا۔۔۔ کیسے ہو۔ اس سب سے دور رہو تمہارا کوئی لینا دینا نہیں ہے) (اس سے۔

کیرل نے لاپرواہی سے کہہ کر سر واپس افسانے کی طرف گھمایا۔

مہرداد!" افسانے نے بمشکل اس کا نام پکارا۔ بولنے کی وجہ سے چاقو پر دباؤ"

پڑا جس کے نتیجے میں چاقو کے نیچے گردن سے خون رستا نظر آیا تھا۔ سرخ خون۔ وہ خوفزدہ تھی لیکن اب مہرداد کو سامنے دیکھتے آنکھوں میں اٹکے آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے باہر آ گئے۔ وہ جانتی تھی وہ بھلے کتنا بدمزاج ہو اس کی مدد ضرور کرے گا۔ وہ بھی مسلمان تھا اور اس وقت اس کی طرح ان نسل پرست گوروں کے گروپ میں وہ بھی فارنر تھا۔ مہرداد نے افسانے کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا اور اسے جبڑے سے دبوچے کیرل کے ہاتھ کو

تمہیں انسانوں والی زبان سمجھ نہیں آتی نہ کیرل۔" اس نے ایک دم آگے بڑھ کر بازو کیرل کی گردن کے گرد سختی سے لپیٹا اور دوسرے ہاتھ سے کیرل کی کلائی پکڑی کر اتنے زور سے مروڑی کہ چاقو اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر افسانے کے پیروں کے پاس گرا۔ یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ کیرل کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا۔

افسانے۔۔سٹالر کی مدد سے چاقو اٹھاؤ۔دستے سے مت پکڑنا۔" کیرل کی" گردن کے گرفت سخت کیے اس کا بازو پشت پر مروڑتے اس نے افسانے کو ہدایت دی۔وہ جلدی سے جھکی اور کانپتے ہاتھوں سے سٹالر کے ایک کونے سے چاقو اٹھایا۔

"I asked you to leave that girl but you didn't listen to me. Now get ready to pay off."

(میں نے تمہیں کہا تھا کہ لڑکی کو جانے دو لیکن تم نے میری بات نہیں سنی۔ اب بھگتو۔) چبا چبا کر کہتے گردن کو مزید کسا اور بازو کو ایک بل اور دیا۔کیرل کی ہلکی سی چیخ نکلی۔جسمانی لحاظ سے وہ فرانسیسی مہرداد کے مقابلے میں بہت کمزور تھا۔وہ دکھنے میں اچھا تھا اور کچھ اپنے آپ کو سیٹ کر کے رکھتا

تھا۔ لیکن کثرت مے نوشی کی وجہ سے اس کا جسم اندر سے کھوکھلا ہو چکا تھا۔ اگر وہ مکمل فٹ ہوتا تو بھی مہرداد کی گرفت سے آزاد ہونا ممکن نہیں تھا۔

مہرداد کا سارا لڑکپن تبریز شہر سے باہر پہاڑوں کے درمیان اور میدانوں میں لڑائی کے مقابلوں میں حصہ لیتے گزرا تھا۔ وہ باقاعدگی سے ورک آؤٹ کرتا تھا اس کا جسم مشقت کا عادی تھا۔ اور آج تو ایرانی غصہ بھی عود کر آیا تھا۔

اے تم، سرخ بالوں والی لڑکی۔۔ کیمرہ ادھر پھینکو۔ ورنہ میں اس کی چھوٹی" سی گردن توڑ کر پھینک دوں گا۔" اس گروپ میں موجود ایک بلونڈ لڑکی کو حکم دیتے اس نے کیرل کی گردن کے گرد بازو کا شکنجہ مزید مظبوط کیا۔

کیرل کے چہرے کی رگیں پھول چکی تھیں اور سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔ اس لڑکی نے کیمرہ بند کر کے نیچے رکھا۔ اب وہ لوگ اسے کیرل کو چھوڑنے کا کہہ رہے تھے۔ وہ تعداد میں زیادہ تھے لیکن ان کا سرغنہ داد کی گرفت میں تھا۔ اس لئے وہ مہرداد کی بات ماننے پر مجبور تھے۔

افسانے۔۔میری جیکٹ کی دائیں جیب سے موبائل نکالواور جانسن کانام" سرچ کرکے اسے کال ملاؤ۔"افسوں نے جلدی جلدی اس کی ہدایت پر عمل کیا۔

پاسورڈ؟"مہرداد نے پاسورڈ بتایا۔افسانے نے مطلوبہ نمبر ملاکر فون مہرداد" کے کان پر رکھا۔

جانسن یارایک پرابلم ہوگیاہے۔تم سیکیورٹی کی ٹیم لے کرادھر بزنس" ڈیپارٹمنٹ کے مشرقی حصے والے پارکنگ ایریامیں پہنچو۔جلدی۔"فون پر بات کرتے اس نے سر کے اشارے سے ان لڑکے لڑکیوں کودوررہنے کی وارننگ دی اور کیرل کے بازو کوبل دیا۔اگروہ تھوڑاساد باؤاور ڈالتاتویقیناً ہڈی ٹوٹ جاتی۔کیرل کے حلق سے عجیب سی غوں غاں کی آواز نکلی۔سرخ

بالوں والی لڑکی نے ان کی طرف آنے کی کوشش کی۔ مفاہمت کی ایک کوشش۔ دادنے نو کہتے سر ہلایا۔ انداز بے حد سرد تھا۔ وہ لڑکی اپنی جگہ پر ہی رک گئی۔ کیرل کی آنکھوں میں دیکھا اور سر ہلا کر اسے تسلی دی۔ انہیں اس سبز آنکھوں والے فارنر کے انداز پتا چل گیا تھا کہ وہ بھی کوئی کم پہنچ والا لڑکا نہیں تھا۔ اور جانسن کا نام لیتے ہوئے مہرداد کی آواز اتنی بلند ضرور تھی کہ ان سب نے بخوبی سنا تھا۔ ولیم جانسن کا نام ان کے لئے نیا نہیں تھا۔ وہ یونیورسٹی کا سیکورٹی ہیڈ تھا۔ وہ لوگ یقیناً برے پھنسے تھے۔

سیکیورٹی ٹیم کے یہاں آنے سے پہلے جلدی جلدی بتاؤ کہ کیا معاملہ " ہے؟" چوکس انداز میں نظریں سامنے رکھے وہ افسانے سے مخاطب ہوا۔

میں اپنی گاڑی کی طرف جا رہی تھی۔ جب اچانک سے ان لوگوں نے مجھے " گھیر لیا اور سائیڈ پر چلنے کا کہا۔ ان کے پاس چاقو تھے۔ میں مزاحمت نہیں کر

سکی۔اور پھر۔۔"افسانے کی آواز بھرائی لیکن گہری سانس لے کر خود کو روننے سے روکا۔"پھر یہ لوگ مجھے یہاں لے آئے۔میری قومیت اور مذہب پر باتیں کیں۔یہ کہہ رہے تھے آج جو کچھ ہوا ہے اس کے زمہ دار میرے ہم مذہب لوگ ہیں۔اور جب میں نے پوچھنے کی کوشش کی کیا ہوا ہے آج تو اس لڑکے نے۔"کیرل کی طرف اشارہ کیا۔"اس نے مجھے زور سے دیوار سے لگایا اور چاقو میری گردن پر رکھ دیا۔اور اسی وقت تم آ گئے۔" اس نے جلدی جلدی بات پوری کی۔مہر داد نے سر ہلایا۔اسے سمجھ آ گیا تھا کہ گستاخانہ خاکوں پر فرانس میں مسلمانوں نے جو ری ایکشن دیا تھا اسی کی بات کر رہے تھے کیرل اور اس کے ساتھی۔لیکن اسے سمجھ یہ نہیں آئی کہ ان لوگوں نے افسانے کو ہی یونیورسٹی میں اور مسلمان سٹوڈنٹس بھی تھے کیوں ٹارگٹ کیا۔اسی وقت ویلیم جانسن سیکیورٹی آفیسرز کے ساتھ اس طرف آتا دکھائی دیا۔

مہرداد نے کیرل کو اپنی گرفت سے آزاد کیا اور اسے سیکورٹی کے افراد کی طرف دھکیلا۔اب مہرداد اور جانسن آپس میں کچھ بات کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوگ ڈین کے آفس کی طرف چل پڑے۔ کیرل اور سرخ بالوں والی لڑکی ان کے ساتھ تھے باقی لڑکے لڑکیوں کو جونیئر سیکیورٹی آفیسر اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ ڈین کے آفس میں بیٹھے تھے۔کیمرے کی فوٹیج چل رہی تھی۔ جس میں کیرل افسانے کی گردن پر چھری رکھتا نظر آرہا تھا۔ویڈیو دیکھنے کے بعد ڈین نے سنگین نظروں سے کیرل اور اس کی بلونڈ دوست کو دیکھا۔

ہم صرف ایک پرینک کر رہے تھے۔اسی لئے تو کیمرہ ریکارڈر آن تھا۔ہم " بس ڈراپ سین کرنے والے تھے جب یہ سبز آنکھوں والا لڑکا درمیان میں

آ گیا۔ آپ ہمارا انسٹا گرام اکاؤنٹ دیکھ لیں۔ وہاں پر اس قسم کی بہت ساری ویڈیوز ہیں۔ یہ بھی ایک بہت ہی فنی وائرل ویڈیو بنتی اگر یہ لڑکا اپنی ٹانگ نہ اڑاتا۔ آپ بے شک پارکنگ ایریا کی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھ لیں" سرخ بالوں والی پورے اعتماد سے کہہ رہی تھی۔ اور یہی تو ان لوگوں کا کوراپ ہوتا تھا۔ انسٹا گرام اکاؤنٹ۔ پرینک کے نام پر کچھ بھی کرتے پھرو۔ انسٹا ریلز بنانے کی آڑ لے کر کہیں بھی گھس جاؤ۔

سی سی ٹی وی فوٹیجز دیکھی گئیں۔ ان کے انسٹا گرام اکاؤنٹ دیکھے گئے۔ واقعی اس قسم کی ویڈیوز وہاں پر موجود تھی۔ آخر میں وہ سیٹل منٹ کرنے پر آ گئے تھے۔ سوری بھی کر لی۔ کیرل اور اس کی بلونڈ دوست کو آفس سے باہر بھیج کر ڈین مہرداد اور افسانے کی طرف متوجہ ہوا۔ اور وہی ٹیپیکل بات کی کہ یونیورسٹی کی ریپوٹیشن کا سوال ہے اور سٹوڈنٹس کے کریئر کا بھی۔

مس حیدر اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں یونیورسٹی سے نکال سکتے ہیں۔اس قسم "
کا رویہ یقیناً بہت غلط ہے۔ لیکن اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم اس معاملے کو
سیٹل کر سکتے ہیں۔کچھ وقت کے لئے ان سٹوڈنٹس کو وارننگ دے کر
سسپینڈ کر دیتے ہیں۔اور یہ آپ کو معافی نامہ بھی لکھ کر دیں گے۔"ڈین
نے پروفیشنل انداز میں ان کے سامنے ساری صورتحال رکھی۔

اوکے۔میں سیٹلمنٹ کرنے کے لئے تیار ہوں۔آپ ان سے معافی نامہ "
لکھوا دیں اور میک شیور کریں کہ یہ آیندہ مجھے تنگ نہ کریں۔"مہرداد کے
کچھ کہنے سے پہلے افسوں نے سنجیدگی سے اپنی شرائط ان کے سامنے رکھیں۔
مہرداد لب بھینچ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ڈین کے آفس سے باہر آتے دکھائی دیے۔مہرداد کا چہرہ
تنا ہوا تھا۔افسانے بھی خاموش سی تھی۔راستے میں کیرل نظر آیا تو اسے

اگنور کرتی وہ آگے بڑھتی گئی۔

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے پارکنگ تک پہنچے۔ ہلکی ہلکی بارش شروع ہو گئی تھی۔ افسانے نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا اسی وقت مہرداد نے ہاتھ مار کر دروازہ واپس مارا۔

یہ کیا کیا تم نے۔ کیوں معاف کیا ان لوگوں کو؟ وہ لوگ یونیورسٹی سے " نکالے جا سکتے تھے۔ لیکن تمہیں تو مدر ٹریسا بننا تھا۔" ماتھے پر تیوری لئے وہ اسے گھور رہا تھا۔ بارش کی ہلکی ہلکی پھوار اس کے بالوں پر پڑ رہی تھی۔

مدر ٹریسا نہیں بنی۔ اپنی آسانی دیکھی۔ سزا دے کر کیا مل جاتا؟ وہ لوگ مجھے " سٹاک کرتے، یونیورسٹی سے باہر ہراس کرتے، اتنا ذلیل کرتے کی مجھے کیلیفورنیا چھوڑنا پڑ جاتا۔ تو اس سب سے بہتر نہیں ہے کہ سیٹلمنٹ کر لی

جائے۔ویسے بھی ان ک کریئر تباہ کر کے کتنی نفلوں کا ثواب مل جاتا مجھے۔ بہر حال تمہارا بہت شکریہ کہ تم نے میری ہیلپ کی۔آئی ریئلی نیڈڈ دیٹ۔"

یہاں قریب میں ریسٹورانٹ ہے ایک۔میں وہیں جا رہا ہوں۔تم اپنی" گاڑی میں میرے پیچھے آؤ۔" وہ سنجیدہ انداز میں کہتا اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا۔

اور میں ایسا کیوں کروں گی؟"اس نے بھنویں سکیڑ کر اس کی پشت کو" دیکھا۔

کیونکہ میں وہ ہوں جس نے ابھی کچھ دیر پہلے تمہاری جان بچائی ہے۔"اس" نے مڑے بغیر بلند آواز میں کہا۔

وہ مجھے نہیں مارتے۔وہ صرف مجھے ڈرا رہے تھے۔"افسانے نے بھی آواز" بلند کی۔

واٹ ایور۔۔آفٹر می۔" وہ ہوا میں ہاتھ لہرا کر کہتا اپنی گاڑی میں بیٹھتا وہاں" سے چلا گیا۔افسانے بھی سر جھٹک کر گاڑی میں بیٹھی۔وہ کسی پر آسانی سے ٹرسٹ نہیں کرتی تھی۔لیکن اس سبز آنکھوں والے ایرانی سے اسے کوئی نیگیٹو وائب نہیں آئی تھی۔کچھ عجیب سا کنیکشن تھا جیسے اس سے۔وہ اجنبی نہیں لگتا تھا۔اس کے آس پاس کبھی بھی اسے ان کمفرٹیبل محسوس نہیں ہوا تھا۔

پندرہ منٹ بعد وہ اس خوبصورت سے ریستوران میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔افسانے آتے ہوئے ریستوران کے باہر لگے آرائشی فاؤنٹین سے منہ پر

پانی کے چھینٹے مار کر آئی تھی۔اب وہ دھلے دھلائے فریش چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

افسانے نے بھنویں اچکا کر مہرداد کو دیکھا۔جواباً اس نے بھی بھنویں اچکائی۔

کیا بات ہے؟ پچھلے پانچ منٹ سے تم خاموش بیٹھے ہو۔" وہ سنہری آنکھیں" چھوٹی کیے اسے دیکھ رہی تھی۔

میں نے کچھ دن پہلے تمہیں ڈیپارٹمنٹ کے زینوں پر دیکھا تھا اس لڑکے" کے ساتھ۔اب تم مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے۔کیا اس لڑکے نے پہلے بھی تنگ کیا تمہیں؟"اس نے سنجیدگی پوچھا۔نظریں افسانے کی پلکوں پر اٹکے پانی کے شفاف قطروں پر تھیں۔

اور یہ سب میں تمہیں کیوں بتاؤں؟" وہ بھی سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیونکہ تم میرے ایک بار کہنے پر اس وقت میرے ساتھ اس ریستوران" میں بیٹھی ہو۔اور تمہیں پتا تھا کہ میں نے تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے۔اگر تمہیں کچھ نہیں بتانا ہوتا تو تم میرے ساتھ آتی ہی نہ۔اس لئے اب شروع سے بتاؤ کہ کیا کنیکشن ہے اس گروپ کا تم سے۔" وہ میز پر کہنیاں ٹکاتا آگے کو ہو کر بیٹھا۔اب وہ زیادہ تسلی سے افسانے کا چہرہ دیکھ سکتا تھا۔

میرا ان سے کوئی کنکشن نہیں ہے۔اس دن جب تم نے دیکھا تھا سیڑھیوں" پر۔وہ میری اس لڑکے سے پہلی ملاقات ہی تھی۔وہ کچھ عجیب سی باتیں کر رہا تھا۔کہ اسے سارا پتا ہے میں نے جو باتیں کی ہیں اور جو مزید جو میرے پلان ہیں۔کچھ اس قسم کی باتیں۔اس نے مجھے وارننگ بھی دی کہ میں بچ کر

رہوں۔ جبکہ مجھے نہیں پتا کہ وہ کس بارے میں کہہ رہا تھا کونسی باتیں اور کیسے پلان۔اور آج جو ہوا وہ تمہیں پتا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بتاتی گئی۔

ہممم وارننگ۔۔۔ باشہ "مہر داد نے سر ہلایا۔ "تم ابھی اپنے اپارٹمنٹ جا" رہی ہو یا کہیں اور کا پلان ہے؟" ویٹر کافی لے آیا تھا۔

اپارٹمنٹ جاؤں گی۔" اس نے کافی کا کپ اٹھایا۔"

تمہاری اپنی کسی دوست سے لڑائی ہوئی ہے کیا اس ایک مہینے میں؟" کافی" کپ میں چمچ گھماتے وہ ابھی بھی اسے دیکھ رہا تھا۔ شاید اس لڑکی کی پلکیں بہت گھنی تھیں اسی لئے ابھی تک پانی اٹکا ہوا تھا۔

نہیں تو۔ لڑائی جھگڑا۔۔ ناہ اٹس ناٹ مائی تھنگ۔ میں کسی سے نہیں"

لڑتی۔"وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

گڈ۔!"وہ اب اپنی کافی کی طرف متوجہ ہوا۔"

افسانے بھی اپنا فون چیک کرتے ہوئے کافی پی رہی تھی۔کافی کا بل افسانے نے ادا کیا تھا۔یہ اس کا شکریہ ادا کرنے کا ایک انداز تھا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں ریستوران سے باہر آتے دکھائی دیے۔افسانے مسکرا کر اللہ حافظ کہتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔وہ وہی کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

افسانے اپنی گاڑی اس کے سامنے لائی۔شیشہ نیچے کیا۔

اگین تھینک یو مسٹر داد۔اور تم سے مل کر اچھا لگا۔ایران والے اتنے بھی" برے نہیں ہوتے۔"وہ تھوڑی سی بلند آواز میں کہہ رہی تھی۔

لیکن امریکن کیلکیو لیشن میں اچھے ہوتے ہیں۔ تھینک یو فار دا کافی۔"اس" نے کہتے ہوئے اپنا فون افسانے کی طرف بڑھایا۔اس نے ایک نظر فون کو دیکھا پھر مہرداد کو۔اثبات میں سر ہلاتے فون لے کر اپنے نمبر پر مس کال دی۔

میرا خیال ہے تم ایک جنٹلمین ہو۔ہے نہ؟"لب دانتوں تلے دبائے اس" نے مسکراہٹ روک کر کہا۔

ڈونٹ وری۔ضروری بات کے علاوہ کبھی یہ نمبر تمہارے فون کی سکرین" پر شو نہیں ہوگا۔"وہ سینے پر ہاتھ رکھ ہلکا سا جھکا۔وہ مسکراتے ہوئے گاڑی بھگا لے گئی۔

چند دن بعد مہر داد کا اندازہ ٹھیک ثابت ہوا تھا۔ کیرل افسانے کا پیچھا کر رہا تھا۔ وہ سدھرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ جب اس کی گاڑی افسانے کے اپارٹمنٹ کے آس پاس دکھائی دی تو مہر داد جو اتنے دن سے اس پر نظر رکھے ہوئے تھا وہ اپنے دوستوں کی مدد سے اس کو گھیر کر اپنے بچپن کے دوست ابو بکر کے برکلے شہر کے باہر والے فارم ہاؤس پر لے آیا تھا۔ اور اچھی طرح سے اس کی طبیعت سیٹ کی تھی۔ وہ یقیناً کچھ مہینوں کے لئے ہاسپٹل بیڈ سے اٹھنے والا نہیں تھا۔ اور اسے واپس اپنی نارمل روٹین میں آنے کے لئے تو ایک سال چاہیے تھا۔ اور یہ ایک سال وہ یقیناً اپنے گھر، فرانس میں گزارنے والا تھا۔

کیا ہوا ہے۔ بیٹھے بیٹھے کو ما میں چلے گئے ہو کیا۔؟ تم نے کوئی بات کرنی تھی"

شاید." افسانے نے اس کا بازو ہلایا۔ وہ چونک کر ماضی سے حال میں واپس آیا۔

کچھ نہیں۔ بس تم سے پوچھنا تھا کہ تم رات کیا بات کرنے والی تھی۔""

خلاف معمول وہ نرمی سے بول رہا تھا۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔

مجھے جاب کرنی ہے۔ میں ایسے گھر پر بیٹھ کر تمہاری آنیاں جانیاں نہیں دیکھ سکتی۔ کچھ کمپنیز سرچ کی ہیں گوگل سے۔ ان میں اپلائی کروں گی۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

مجھے لگا تھا کہ تم نے یہی بات کرنی ہو گی۔ کوئی ضرورت نہیں ہے لوکل کمپنیز میں پھرنے کی۔ تم میرا آفس جوائن کر سکتی ہو۔" وہ اسے اپنے ساتھ کام کرنے کی آفر کر رہا تھا۔

تمہارا آفس؟"اس نے ایک ابرو اوپر اٹھایا۔"تمہارا کوئی آفس ہے کیا۔اور" اگر ہے تو مجھے وہاں کیسے ایڈجسٹ کرو گے۔کیونکہ بقول صوفیہ خاتون تم خود بھی ایک تنخوادار ملازم ہو۔"شکی انداز میں پوچھا گیا۔

صوفیہ خاتون"اس نے دانت پیسے۔"اس عورت کی باتوں پر مت جاؤ۔وہ" تو آدھی سنکی ہے۔اور یہ تم کمپنی چل کر خود دیکھ لینا کہ میں کس حیثیت سے "وہاں کام کرتا ہوں۔

اور تمہارے وہ بابا۔وہ کچھ نہیں کہیں گے.. مطلب انہیں تو کوئی اعتراض" نہیں ہو گا نہ؟"اس نے کنفرم کرنا چاہا۔

یہ سوچنا تمہارا سر درد نہیں ہے۔میں ان سے بات کر لوں گا۔تم نے کب"

سے جوائن کرنا ہے؟" وہ بیڈ سے اٹھ کر گلاس وال تک گیا اور کرٹن سمیٹے۔ ایک دم روشنی کا ریلا سا کمرے میں داخل ہوا۔

سوموار سے۔ کیونکہ پہلے مجھے آفس کے مطابق کچھ کپڑے خریدنے ہیں۔" تو کچھ دن تو لگیں گے اس میں۔" وہ بھی بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔

سہی۔ تم شاپنگ چلی جانا ڈرائیور کے ساتھ۔" اس نے بیڈ سائیڈ ٹیبل کی" ڈرار سے والٹ اٹھا کر اس میں نے ایک کریڈٹ کارڈ نکالا۔" ایسا کرنا زینب ماں کو ساتھ لے جانا۔ وہ تمہاری ہیلپ کر دیں گی یہاں کے رسم و رواج کے مطابق شاپنگ کرنے میں۔" کارڈ ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا۔

میرے پاس اپنے پیسے ہیں۔ تم اٹھالو اپنا کارڈ۔" انگلی سے کارڈ کھسکایا۔"

مہرداد نے ایک نظر اسے دیکھا۔ پھر سر ہلاتے کارڈ اٹھا کر واپس والٹ میں رکھا۔

جیسے تمہاری مرضی۔" وہ کمرے کا دروازہ کھولتا باہر چلا گیا۔"

بدتمیز انسان۔ کیسے خوش ہو کر کارڈ واپس رکھ لیا۔ تھوڑا انسسٹ کر لیتا تو کیا" چلا جاتا۔ ہونہہ۔" بالوں میں الٹا سیدھا برش مارتے وہ بڑبڑا رہی تھی۔

رائد میٹنگ سے فری ہو کر اپنے آفس میں آیا۔ کوٹ اتار کر سٹینڈ پر لٹکایا۔ کف کھول کر بازو کہنیوں تک فولڈ کیے اور چیئر گھسیٹ کر بیٹھا۔ فون اٹھا کر نمبر ڈائل کیا اور ریلیکس انداز میں چیئر سے ٹیک لگائے دوسری طرف سے

فون اٹھائے جانے کا انتظار کرنے لگا۔

"مرحبا!"کال اٹینڈ کرلی گئی تھی۔"کیسی ہو؟"

میں تو ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسے ہو۔دو گھنٹے پہلے میسج کیا تھا۔تم اب کال کر" رہے ہو۔"دوسری طرف سے شکوہ کیا گیا۔رائد نے اپنے دائیں ابرو پر انگوٹھا پھیرا۔

"میٹنگ میں تھا نہ۔ابھی پہلی فرصت میں تمہیں کال کر رہا ہوں۔"

باشہ۔۔اچھا ایک کام تھا تم سے۔اور مجھے پورا یقین ہے کہ تم کر دو گے۔""" سرسری انداز میں کہا گیا۔

"باشہ۔۔۔ہمم انٹرسٹنگ۔۔لگتا ہے ایران کا اثر ہو گیا ہے تم پر یا پھر کسی سبز آنکھوں والے ہینڈسم سے ایرانی کا۔"اس نے مسکراہٹ دبا کر اسے چھیڑا۔

"رائد، تم اس وقت اپنی عزت کروانا چاہتے ہو کیا مجھ سے۔ نہیں نہ؟ تو ٹاپک پر آؤ۔"افسانے واقعی چڑ گئی تھی۔

"حسنا یا عزیزی (اوکے مائی ڈیئر) بتاؤ کیا کام ہے؟" وہ ہلکا سا ہنسا پھر فوراً سنجیدہ ہوا۔

"میری دوست ہے لیزے۔اسے تم اپنے آفس میں ایڈجسٹ کرو کسی اچھی پوسٹ پر۔وہ بہت ذہین ہے میری طرح اور اکیڈیمک ریکارڈ بھی اچھا ہے۔ کیلیفورنیا یونیورسٹی میں بھی ہم۔۔۔"وہ ابھی مزید بتا رہی تھی جب رائد نے اس کی بات کاٹی۔

مجھے پتا ہے تمہاری بیسٹ فرینڈ چارلیز عرف لیزے کا۔اور مجھے اس سے "
ہوئی ملاقات بھی یاد ہے۔جب مجھے دیکھ کر اس کا بیگ گر گیا تھا۔"
مسکراہٹ دبائے اس نے شرارت سے کہا۔

ہاں جی وہی۔اسے نیو یارک کی بہت اچھی اچھی کمپنیز سے آفر ہیں "
مگر۔۔۔اسے تم پر کرش ہے۔آف کورس اس کے بیگ گرنے سے تمہیں پتا
چل گیا ہو گا۔تو اس لئے اسے کنفیوز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔انٹرویو کی
فارمیلٹی پوری کرنا چاہو تو کر لینا۔لیکن تم اسے اپنے مین آفس میں ایک
بہت اچھی پوسٹ پر ایڈجسٹ کرو گے۔۔یا عزیزی۔" مسکراہٹ افسانے کی
آواز سے چھلکی تھی۔

استغفر اللہ میں اسے کیوں کنفیوز کرنے لگا۔میں اس قسم کا آدمی نہیں ہوں "

یونو۔اب اگر وہ میری شکل دیکھ کر کنفیوز ہو جائے تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ تمہاری دوست ہے تو اس کی قابلیت پر کوئی شک نہیں پھر بھی انٹرویو تو ہو گا۔ اسی سے پتا چلے گا کہ کونسی پوسٹ دینی ہے اسے۔ تم بے فکر رہو میں سیرینہ سے کہہ دوں گا وہ سنبھال لے گی۔" شرارت سے کہتے اس نے آخر میں تسلی آمیز لہجہ اپنایا۔ "اور تم سناؤ، ایران کیسا ہے اور وہاں کے لوگ؟" اب وہ اس کا حال چال پوچھ رہا تھا۔

آرمینے پونی ٹیل جھلاتی اپنے کمرے سے باہر آئی۔ سکائی بلیو پنسل جینز پر سفید کھلی شرٹ اور ساتھ بغیر بازو والی بلیو کلر کی سٹائلش سی جیکٹ، پیروں میں سفید رنگ کے سنیکرز۔ لمبی سٹریپ والے چھوٹے سے بیگ کو کراس کر کے پہنا ہوا تھا۔

کہاں جارہی ہو ارمینے؟" سارا بیگم اپنے کمرے کی طرف جارہی تھیں جب" آرمینے پر ان کی نظر پڑی۔

ثانیہ کا میسج آیا ہے وہ بلا رہی ہے۔ کل وہ بتا رہی تھی کہ اس نے اپنا ڈریس" اٹھانا ہے بوتیک سے تو میں نے کہا تھا کہ مجھے بھی ساتھ لے جائے۔ میں آپ کو بتانے ہی آرہی تھی۔" وہ لوگ پاکستان سارا بیگم کے فرسٹ کزن کی بیٹی ماریہ کی شادی میں شرکت کرنے آئے تھے۔ ثانیہ ماریہ کی بہن تھی۔ آرمینے کی ہی ہم عمر تھی۔ اور یہاں پر آرمینے کی سب سے زیادہ ثانیہ سے ہی بنتی تھی۔

اور یقیناً تم نے بھی شاپنگ کرنی ہو گی۔ اور اس کے لئے کارڈ چاہیے ہو گا۔" ہے نہ؟" انہوں نے ماتھے پر مصنوعی بل ڈال کر اسے دیکھا۔

اب پتا تو آپ کو سارا ہوتا ہے سارا خاتون۔ایک عدد کریڈٹ کارڈ کا سوال" ہے۔"آرمینے آنکھیں پٹپٹا کر کہہ رہی تھی۔

شرم تو نہیں آتی ماں کے نام کا مذاق بناتے. اور کارڈ خالی نہیں کر کے آنا۔" یاد ہے نہ۔نو فضول خرچی۔تم آلریڈی اتنے ڈریسز لے چکی ہو۔"انہوں نے اپنے کمرے کا دروازا کھولا۔آرمینے ان کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی۔

آپ مجھے میرا الگ کریڈٹ کارڈ بنوانے دیں نہ۔ڈیڈ کو بھی منع کر دیا آپ" نے ورنہ میرے سب دوستوں کے اپنے کارڈز ہیں۔اور مجھے ایک ایک ڈالر کے لئے آپ کی منتیں کرنی پڑتی ہیں۔اتنی بیچاری بیچاری فیلنگ آتی ہے۔ اب اگر میرا خود کا کارڈ ہو گا تو مجھے بھی پتا ہو گا کہ کتنی لمٹ تک پیسے خرچ

کرنے ہیں۔اور میں احساس کمتری میں بھی مبتلا نہیں ہوں گی۔" وہ آواز میں رقت طاری کرتے ہوئے تیز تیز بول رہی تھی۔سارا بیگم نے اس کی کمر پر ایک دھموکہ جڑا۔

یہ اوور ایکٹنگ کہاں سے سیکھی ہے۔بہت بیکار ہے۔" انہوں نے کارڈ اس " کے ہاتھ پر رکھا۔

شکریہ سارا خاتون۔اور اتنی اچھی ایکٹنگ کو اوور کہہ کر میری ایکٹنگ سکلز کا" مذاق مت اڑائیں۔" کارڈ کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر بیگ میں رکھا۔" اب میں جا رہی ہوں۔جی جی فون فل چارج ہے، سائلنٹ پر بالکل نہیں ہے اور لوکیشن بھی آن ہے۔" ان کے کچھ کہنے سے پہلے اس نے خود ہی متوقع سوالوں کے جوابات دیے۔جلدی سے ان کے گلے لگی چٹا دونوں گالوں پر پیار کرتے خدا حافظ بولا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گھر کے مین گیٹ سے نکلتی ہوئی دکھائی دی۔ سڑک کراس کر کے سامنے والے بنگلے کی طرف بڑھی۔اس گھر کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ شادی والا گھر ہے۔

دراصل حیدر صاحب کو سسرال میں رکنا پسند نہیں تھا تو انہوں اپنے سسرال کے سامنے والا بنگلہ خرید لیا تھا۔وہ لوگ جب بھی پاکستان آتے تو اپنے گھر میں ہی رکتے تھے۔زیادہ تر سارا بیگم اور حیدر صاحب ہی آتے تھے۔حیدر زمان کی کمپنی کی ایک برانچ پاکستان میں بھی کام کرتی تھی تو اس حوالے سے سال میں ایک آدھ بار ان کا پاکستان چکر لگتا تھا۔

بنگلے کا گیٹ پار کرتے ہی بہت سے ملازم گھر کہ سجاوٹ کرتے ہوئے نظر آئے۔وہ دائیں بائیں سر گھما کر ارد گرد کا جائزہ لیتی گھر کے اندر چلی گئی۔

لاؤنج میں گھر کا کوئی فرد نظر نہیں آیا۔کچھ خواتین بیٹھی تھیں لیکن وہ ان کو نہیں جانتی تھی تو گول چکر دار سیڑھیاں چڑھتے ثانیہ کے کمرے کا رخ کیا۔ ثانیہ اپنے کمرے میں نہیں تھی۔وہ اسے ڈھونڈتی ہوئی راہداری کے کونے میں نظر آتے ایک کمرے کی طرف بڑھی۔دروازہ دھکیلا تو لگا جیسے کسی ونڈر لینڈ میں آگئی ہو۔کمرے میں سفید اور فیروزی رنگ کے علاوہ اور کوئی رنگ نظر نہیں آرہا تھا۔وہ کافی بڑا کمرہ تھا جیسے کسی کی پرسنل لائیبریری ہو۔ دیواروں کے ساتھ بک شیلف لگے ہوئے تھے۔

اے لڑکی کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو؟"ابھی وہ وہاں کا جائزہ لے" رہی تھی جب ایک بھاری کرخت آواز کے کانوں میں پڑی۔اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔اس نے چونک کر پلٹ کر دیکھا۔

اے لڑکی کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ چونک کر پلٹی۔ مقابل کی" شکل دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا۔ وہ تو ڈر ہی گئی تھی کہ پتا نہیں کون آ گیا ہے۔ وہ اسے جانتی تھی۔ مرتضی۔ ثانیہ لوگوں کا بڑا بھائی۔ اس گھر میں اس کی بہت سی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ اور بچپن میں ایک دو بار آرمینے نے اسے دیکھ رکھا تھا۔ لیکن اس کی شکل دیکھ کر لگتا تھا اس نے آرمینے کو نہیں پہچانا۔ تھری پیس ڈریس میں ملبوس پٹھانوں کی طرح سرخ و سپید رنگت، آنکھیں سکیڑے وہ اسے گھور رہا تھا۔

میں آرمینے۔۔ آرمینے حیدر۔" اسے سمجھ نہیں آئی کہ کیسے تعارف" کروائے اپنا۔

یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس کا نام سن کر بھی وہ اسی انداز میں اپنا سوال دہرا رہا" تھا۔

"میں ثانیہ کو ڈھونڈ رہی تھی۔"

نظر آ رہی ہے وہ یہاں پر؟" کڑے تیوروں سے پوچھا گیا۔"

نہیں۔" اس نے بے ساختہ گردن نفی میں ہلائی۔اس شخص کا انداز بہت" روڈ تھا۔

Zubi Novels Zone

تو جب وہ یہاں نہیں آئی تو تم یہاں کیا کر رہی ہو۔؟ آؤٹ۔" اس نے ایک" دم اتنی درشتی سے کہا۔آرمینے اچھل کر رہ گئی۔" جاؤ یہاں سے۔دوبارہ اس "کمرے میں قدم مت رکھنا۔

آرمینے اثبات میں سر ہلاتے تیزی سے وہاں سے باہر نکلی۔وہ جلدی جلدی

زینے اتر رہی تھی۔آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

آرمینے،سوری یار میں فون کال سننے لان میں رک گئی تھی۔تم مجھے ڈھونڈ" رہی۔۔"ثانیہ بات پوری نہیں کر پائی۔آرمینے ہاتھ کی پشت سے آنسوں صاف کرتے وہاں سے دوڑتے ہوئے نکلی تھی۔

ثانیہ نے گردن موڑ کر دروازے کو دیکھا جہاں سے آرمینے روتے ہوئے گئی تھی۔اسی وقت مرتضیٰ کی آواز آئی تھی۔وہ چلا کر ملازم کو بلا رہا تھا۔

آہ مرتضیٰ بھائی۔۔"ثانیہ کو ساری بات سمجھ آگئی۔آرمینے یقیناً اسے" ڈھونڈتے ہوئے مرتضیٰ کی لائبریری میں چلی گئی تھی۔اور مرتضیٰ نے اسے کچھ سخت بول دیا ہوگا۔وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر گئی۔

مرتضیٰ بھائی آپ نے کیا کہا ہے آرمینے کو؟" وہ متفکر انداز میں پوچھ رہی تھی۔

تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ تم اپنی دوستیاں اپنے کمرے تک محدود کیوں نہیں رکھ سکتی۔ وہ لڑکی کیا کر رہی تھی ادھر؟" وہ ابھی بھی غصے میں تھا۔

بھائی۔۔ وہ میری کوئی ایکس وائی زی دوست نہیں ہے۔ وہ سارا آنٹی کی بیٹی ہے۔ آپ کو اس سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ وہ بیچاری پہلے ہی بیمار رہتی ہے۔ اور آپ نے اتنے برے سے ڈانٹ دیا۔ وہ روتے ہوئے گئی ہے یہاں سے۔ اب اگر اس کی طبیعت بگڑ گئی تو؟" ثانیہ فکر مند تھی۔

اگر وہ بیمار ہے تو اسے چاہیے اپنے گھر رہے۔ ہم نے بیماروں کا ٹھیکا نہیں لیا" ہوا۔ اور اسے اچھے سے سمجھا دینا کہ جب تک ادھر ہے آرام سے رہے

دوسروں کے کمروں میں بنا اجازت نہ گھس جایا کرے۔اور اب تم بھی جاؤ۔ ملازم سے کہہ کر کافی بھیج دینا۔" بدلحاظی سے کہتے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

آرمینے بھاگتے ہوئے گھر سے باہر آئی تھی۔ گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔وہ کیوں بھاگ آئی تھی۔ کیا وہ اتنی کمزور تھی کہ زرا سا سفر لہجہ نہ برداشت کر سکی۔ثانیہ نے اسے آواز بھی دی تھی شاید۔وہ ثانیہ کی بات سنے بغیر آگئی تھی۔اسے افسوس ہوا۔اس کی جگہ افسانے ہوتی تو سامنے والے کو دو چار سنا کر آتی۔ گال صاف کرتے اس نے واپس قدم بڑھائے۔ارادہ تھا کہ ثانیہ کو منع کر دے گی کہ وہ آج اس کے ساتھ نہیں جا سکتی۔وہ اندر آئی تو ثانیہ کو اوپر جاتے ہوئے دیکھا۔وہ اس کے پیچھے آگئی۔ لیکن مرتضیٰ اور ثانیہ کی باتیں سن کر اسے جو تکلیف ہوئی تھی۔۔آنکھوں میں واپس سے آنسو آ

گئے۔ کتنی ہتک سے بات کر رہا تھا وہ شخص۔ثانیہ کی آواز میں اس کی بیماری کے حوالے سے ترحم اسے مزید رونا آیا تھا۔وہ دوڑتے قدموں سے وہاں سے واپس آئی اور اپنے کمرے میں آکر بند ہو گئی۔

اتنی ہتک۔۔وہ بے آواز رو رہی تھی۔اسی وقت فون بجا۔ مخصوص رنگ ٹون۔اس نے جلدی سے فون اٹھایا۔

آریز بھائی!"آنسوؤں کے درمیان اس کا نام پکارا۔"

مینے۔۔کیا ہوا ہے۔تم رو رہی ہو۔۔ہیلو۔۔آر مینے۔جواب تو دو یار۔۔مما" کہاں ہیں؟کیا ہوا ہے؟"وہ بے چینی سے اسے آوازیں دے رہا تھا۔لیکن وہ روتی جا رہی تھی۔آریز نے سارا کو فون ملایا۔

مما آرمینے کو دیکھیں جا کر کیا ہوا ہے۔وہ روتی جا رہی ہے بس۔"بغیر سلام" دعا اس نے پہلی بات یہی کی۔

"وہ تو شاپنگ گئی تھی۔کیا ہوا ہے۔تمہیں کس نے کہا۔"

میں نے خود اسے کال کی ہے وہ ٹھیک نہیں ہے آپ اس کا پتا کریں۔جلدی" کریں مام اس کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" وہ پریشانی آواز میں کہہ رہا تھا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اڑ کر آرمینے کے پاس پہنچ جائے۔سارا نے آرمینے کی لوکیشن چیک کی وہ گھر پر ہی تھی۔

وہ جلدی سے پیروں میں چپل اڑستی آرمینے کے کمرے کی طرف گئیں۔وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھی تھی۔

آر مینے کیا ہوا ہے بیٹا؟ کیوں رو رہی ہو۔" انہوں نے اس کا آنسوں سے تر" چہرہ اوپر کیا۔ وہ ان کے گرد بازو کا گھیرا بناتے ان کے ساتھ لگ گئی۔ ان کا دل مٹھی میں آیا تھا۔ ادھر آریز فون میں مسلسل بول رہا تھا۔

آریز بیٹا تم کال بند کرو میں تمہیں تھوڑی دیر میں بتاتی ہوں سب۔ آر مینے" ٹھیک ہے تم پریشان مت ہونا۔" اسے تسلی دے کر انہوں نے کال بند کر کے فون بیڈ پر پھینکا۔

آر مینے بیٹا، طبیعت خراب ہو جائے گی۔ رونا بند کرو پلیز، مجھے بتاؤ کیا ہوا" ہے۔" انہوں نے اس کا سر اوپر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ان کے پہلو میں سر دیے روتی گئی۔

مینے کچھ بتاؤ تو سہی۔ کسی نے کچھ کہا ہے کیا.. مینو میری جان۔۔ ادھر"

دیکھو۔"انہوں نے پیار سے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اونچا کیا۔رو رو کر سرخ ہوتی آنکھیں۔ان کا دل کٹ کر رہ گیا۔

کچھ نہیں ہوا۔مجھے گھر کی یاد آرہی ہے۔ہم واپس کب جائیں گے؟"سوں" سوں کرتے ہوئے بھاری آواز میں پوچھا۔

بہت جلد جائیں گے۔پہلے مجھے بتاؤ کیوں رو رہی تھیں۔کسی نے کچھ کہا" ہے؟"وہ متفکر تھیں۔

کسی نے کچھ نہیں کہا۔ادھر شادی والے گھر میں پتا نہیں کون کہہ رہا تھا کہ " آرمینے بیمار ہے۔بیچاری۔اور بھی بہت کچھ۔تو مجھے رونا آگیا۔مجھے نہیں اچھا لگتا جب کوئی مجھے ترس کھانے والی نظروں سے دیکھے۔"وہ اصل بات چھپا گئی تھی۔لیکن جتنا بتایا تھا وہ بھی سچ ہی تھا۔

آرمینے، میرا بچہ ادھر دیکھو۔" ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ زرا اوپر اٹھایا۔"
"تم پرفیکٹ ہو۔اور یہ چھوٹی موٹی بیماریاں تو سبھی کو ہوتی ہیں۔تم دل پر مت لو۔ایسے رونا کوئی اچھی بات تو نہیں۔" پیار سے اس کے بال سمیٹے۔

میں پرفیکٹ کہاں سے ہوں؟ مجھے دورے آتے ہیں۔مجھے پوری زندگی" میڈیسن کھانی پڑے گی۔عام لڑکیوں کے مقابلے میں میری ول پاور بہت کم ہے۔میں پڑھائی میں بھی ایوریج سٹوڈنٹ ہوں۔لیکن۔۔۔"گال رگڑ کر آنسوؤں کے نشان مٹائے۔"لیکن میں فٹ تو بہت ہوں۔میرے جیسی فٹنس ہے کسی کی بھلا۔اور شکل سے میں افسانے جتنی پیاری نہیں ہوں لیکن کیوٹ بہت ہوں۔رائد کہتا ہے ارمن جتنا پیارا کوئی بھی نہیں ہے۔"سوں سوں کر کے بتایا گیا۔"لوگوں کا کیا ہے وہ تو باتیں کرتے ہیں۔آپ ہی تو کہتی ہیں کہ جس کے پاس جو ہوتا ہے وہ وہی دیتا ہے دنیا کو۔اگر لوگوں کے پاس

دل دکھانے والی زبانیں ہیں تو میرے پاس اپنا مثبت رویہ ہے۔اور پھر لوگوں کی رائے سے کیا فرق پڑتا ہے۔میرے پاس جو لوگ ہیں وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔باقی سب تو چھان بورا ہیں۔ہونہہ۔اس لئے دفع کریں۔میرے جیسی کیوٹ نیس اگر ہے کسی کے پاس تو سامنے آئے۔" گردن اکڑا کر کہا گیا۔

بالکل۔اور تم نے یہ تو ایڈ ہی نہیں کیا کہ تم بہت میسی بھی ہو۔میرا بگڑی" ہوئی روٹین والا بچہ۔" سارا نے اسے چھیڑتے ہوئے دل میں شکر ادا کیا کہ وہ جلدی نارمل ہو گئی تھی۔اور یہی بات سب سے اچھی تھی اس کی۔وہ کبھی بھی کسی بات کو دل سے لگا کر نہیں بیٹھتی تھی۔

ہونہہ آپ کو تو میری قدر ہی نہیں۔" وہ منہ بسورتی بیڈ سے اٹھ گئی۔" میں" فریش ہو لوں جب تک میرے لئے کچھ کھانے کو بنوا دیں۔بھوک لگ رہی

"ہے۔اور شاپنگ ہم کل چلے جائیں گے۔

اوکے۔کھانے کے بعد تم ریسٹ کرو۔آج رات کو پھر کوئی فنکشن ہے" ادھر بھی جانا ہو گا۔چلو گی نہ؟"انہوں نے کنفرم کیا۔

میں چلوں گی اور ضرور چلوں گی۔رات کو کیا پہننا ہے ابھی تو یہ بھی ڈیسائیڈ" نہیں کیا۔آپ جلدی سے کھانا بنوائیں۔میں آتی ہوں۔پھر ڈسکس کرتے ہیں رات کے حوالے سے۔"ان کے گالوں پر چٹاچٹ بوسے دیتی وہ واشروم کی طرف بڑھ گئی۔سارا بیگم نے مسکرا کر اسے دیکھا۔اس کے جاتے ہی ان کی مسکراہٹ سمٹی۔وہ بہت بہادر تھی۔اپنی بیماری کے بارے میں سن کر تو کبھی بھی ایسے ری ایکٹ نہیں کرتی تھی۔وہ بہت ہنس مکھ تھی۔کبھی بھی زیادہ دیر تک غمگین نہیں رہتی تھی۔لیکن وہ اپنی رشتے دار خواتین کو بھی جانتی تھیں۔شاید کسی نے ہمدردی دکھانے کے چکر میں اسے ہرٹ کر دیا

تھا۔وہ سر جھٹک کر فون اٹھاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئیں۔ابھی آریز کو فون کر کے اسے مطمئن کرنا تھا۔ورنہ کوئی بعید نہیں تھا کہ وہ اگلی فلائیٹ سے وہاں پہنچا ہوتا یا پھر آرمینے کو واپس بلا لیتا۔

دبئی کے اپنے ہیڈ آفس میں وہ پریشان سا دائیں بائیں ٹہل رہا تھا۔اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر دو منٹ مزید سارا بیگم کی کال نہ آئی تو وہ خود پاکستان جا کر آرمینے کو لے آئے گا۔اگر ابھی آرمینے کی جگہ افسانے ہوتی تو آریز کو اتنی ٹینشن نہ ہوتی۔اسے پتا تھا افسانے کوئی بھی سچویشن ہو اسے سنبھالنے کا حوصلہ رکھتی ہے۔لیکن یہ آرمینے تھی۔مینے کے لئے وہ سب بہت پوزیسو تھے۔ہوتا ہے نہ کہ گھر میں جو بچہ باقیوں کے مقابلے میں کمزور ہو یا بیمار ہو تو اس پر ماں باپ زیادہ توجہ دیتے ہیں۔آرمینے کیونکہ بہن بھائیوں میں سب

سے چھوٹی تھی تو اسی لئے سارا اور حیدر کے علاوہ آریز اور افسانے بھی اسے کسی چھوٹے بچے کی طرح ہینڈل کرتے تھے۔

فون بجا تو اس نے جلدی سے آن کر کے کان سے لگایا۔ دوسری طرف سارا بیگم اسے تسلی دے رہی تھیں کہ مینے ٹھیک تھی۔ پوری تسلی کرنے کے بعد اس کی جان میں جان آئی تھی۔ اسی وقت آفس کا دروازہ کھلا اور درخشندے بنت طلال اندر داخل ہوئی۔

آریز نے اس کی طرف دیکھا اور فون کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سمجھ کر سر ہلاتے ہوئے کرسی کی طرف بڑھ گئی اور وہاں براجمان اس کے کال سے فری ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ سارا بیگم سے بات کر کے وہ فون ٹیبل پر رکھتا اس عربی شہزادی کی طرف متوجہ ہوا۔

مرحبا!"درخشندے نے رسمی مسکراہٹ سے اس پر سلام بھیجا۔"

مرحبا!"آریز نے نظریں میز پر ٹکائیں۔"

کیسے ہو آریز؟ تم ابھی سارا آنی سے بات کر رہے تھے۔ خیریت تھی۔"
"آرمینے ٹھیک ہے؟

میں ٹھیک ہوں۔ہاں جی خیریت ہے۔اور آرمینے بھی ٹھیک ہے۔"
الحمدللہ۔" باری باری اس کے سارے سوالوں کے جواب دیے۔اس کی پوری کوشش تھی کہ اس کے چہرے کو نہ دیکھے۔

اوکے۔رائد کہاں ہے؟اپنے آفس میں نہیں ہے۔میں دیکھ کر آرہی"
ہوں۔اور فون بھی نہیں اٹھا رہا۔"وہ اصل بات کی طرف آئی جو پوچھنے کے

لئے وہ یہاں آئی تھی۔ایک تو یہ لڑکا اتنا عجیب تھا۔پورے کمرے کو دیکھ رہا تھا سوائے درخشے کے۔

وہ سیرینہ کے ساتھ گیا ہے۔ایک کلائنٹ سے میٹنگ ہے۔اسی لئے فون" آف کر رکھا ہو گا۔"اس نے تسلی بخش جواب دیا۔

تم کال کرو اسے۔"اس بات پر آریز نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ سیدھا اس" کے چہرے کو فوکس میں لئے ہوئے تھی۔پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رائد کو کال ملائی۔دل ہی دل میں دعا مانگی کہ رائد کال نہ اٹھائے۔لیکن دوسری طرف سے کال پک کر لی گئی تھی۔درخشے نے ہاتھ بڑھایا۔آریز نے چپ چاپ فون اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔فون کے دوسری طرف رائد کی آواز رہی تھی۔درخشندے نفی میں سر ہلاتے وہاں سے اٹھ گئی۔سر کو خم دے کر آریز کو الوداع کہا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

اب تم کچھ بولو گے یا اپنی سانسیں سنانے کے لئے کال ملائی ہے۔" وہ" جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔

تم نے درخشے کی کال کیوں نہیں اٹھائی؟" آریز نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

ڈیم۔۔۔ کیا اس نے تمہیں کہا ہے مجھے کال کرنے کا؟ یا اللہ۔" وہ سر پر ہاتھ" پھیر کر رہ گیا۔" اس نے کہہ دیا تھا تو کیا ضروری تھا کہ تم فوراً حکم کی تعمیل کرتے۔" اس نے دانت پیسے۔

تم مجھے یہ بتاؤ تم اسے کیوں اگنور کر رہے ہو؟" آریز نے آگے کو جھک کر" بیٹھتے ہوئے لیپ ٹاپ کی سکرین آن کی۔

اگنور نہیں کر رہا۔ یار تمہیں پتا ہے اس کا۔ عجیب و غریب سی فرمائشیں"
ہوتی ہیں اس کی۔ میرا آج کا پورا دن اتنا بزی ہے۔ میں اس کی ہائی ٹی کی
دعوت پر نہیں جا سکتا۔ ایویں اس کی شوخی دوستیں آئی ہوئی ہوں گی۔ اور پھر
درخشے کی ضد ہو گی کہ ان سے خوش اخلاقی سے بات کروں۔۔" آریز کو بے
ساختہ ہنسی آئی تھی۔ تو یہ بات تھی۔

کتنے افسوس کی بات ہے تم اس کی دوستوں کو شوخی بول رہے ہو۔" اس"
نے مسکراہٹ دبائی۔

تو اور کیا کہوں۔ وہ میری بہن ہے لیکن جتنی یہ مین ہے مجھے پتا ہے۔"
انسانوں سے زیادہ جانوروں کی پرواہ ہوتی ہے اسے۔ ابھی دیکھنا وہ تمہیں
بلائے گی اور تم انکار نہیں کر پاؤ گے۔ دو منٹ رک جاؤ۔" وہ اب پورے
وثوق سے کہہ رہا تھا۔

تو کیا ہو جاتا ہے یار۔ وہ ایک اچھا کام کر رہی ہے۔ یونیسکو جیسے بڑے نامور" ادارے کے ساتھ اینیمل رائٹس پر کام کر رہی ہے وہ اور۔۔۔" ابھی وہ مزید بولتا لیکن رائد نے اس کی بات کاٹی۔

ہاں جی۔ اور وہ ساری کریزی امیر عرب عورتوں کو جمع کر لیتی ہے جن کو" فیشن کرنے، اینٹیک جیولری اکٹھی کرنے اور گھوڑے بھگانے کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا۔ وہ ایک ایڈونچر کی خاطر اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اور میڈیا اینڈ پریس کو اٹریکٹ کرنے کے لئے ہمارے جیسے معصوم لوگوں کو بھی بلا لیتی ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ یہاں پر آخر کونسا ظلم ہوتا ہے کتوں بلیوں اور گھوڑوں پر۔ آلریڈی اتنے قوانین بنے ہوئے ہیں۔ لیکن خیر اس کا شوق ہے تو وہ پورا کرے اسے۔ میں بہت بزی ہوں۔ اتنا ٹائم نہیں ہے۔" وہ جلدی جلدی کہہ رہا تھا۔ پیچھے سے کسی سٹاف میمبر کی آواز آئی تھی۔ اسے بلا رہے تھے۔

تو تم اور کیا چاہتے ہو وہ چاند پر چلی جائیں۔ تم بھی نہ رائد۔" آریز نے ہنستے ہوئے سر ہلایا۔" چلو تم کال بند کرو کیونکہ تم تو بزی ہو نہ؟" اسے چھیڑا۔

جارہا ہوں۔اور تم یہ مت سمجھنا کہ میں درخشے کے کام کو ویلیو نہیں دے" رہا۔ میں اس کے کام کو ریسپیکٹ کرتا ہوں۔انٹر نیشنل آرگنائزیشن کے ساتھ کام کر کے اس کا ایکسپوژر بڑھ رہا ہے۔آئی ریئلی اپریشیٹ۔اور اگر آج ٹائم ہوتا تو میں چلا بھی جاتا۔لیکن مجبوری ہے یار۔" وہ جیسے اپنے عمل کی وضاحت دے رہا تھا آریز کو ہنسی آئی۔

میں جانتا ہوں۔مجھے وضاحت مت دو۔اور تم جاؤ کب سے آوازیں پڑ رہی" "تمہیں۔

"اوکے اوکے جارہاہوں یاعزیزی۔خداحافظ۔"

آریز نے فون بند کر کے میز پر رکھااور لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا۔اسے پتا تھا کہ رائد ایسے ہی ہانک رہا تھا۔ بھلا درخشندے اسے کیوں بلانے لگی۔وہ لوگ بچپن سے ایک ساتھ پلے بڑھے تھے لیکن درخشندے بہت ریزرو رہتی تھی۔افسانے اور آرمینے سے اس کی بہت بنتی تھی لیکن آریز کے ساتھ کبھی بھی زیادہ فرینک نیس نہیں رہی تھی۔وہ بھلا اسے کیوں بلانے لگی۔ لیکن دور اندر کہیں دل میں خواہش جاگی تھی کہ کاش وہ اسے بلالے۔اسی وقت دروازہ کھلا اور درخشندے نے اندر جھانکا۔آریز کو دیکھ کر مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ اور آریز کا حال بے حال ہوا تھا۔

آریز، تم آج شام کو فری ہو گے کیا؟"آنکھیں پٹ پٹا کر پوچھا گیا۔اس نے" کسی روبوٹ کی طرح آٹومیٹک انداز میں اثبات میں سر ہلایا۔درخشے کے لئے

وہ ہمیشہ فری ہی تھا۔

"میں تمہیں جگہ ٹیکسٹ کر دوں گی۔چار بجے پہنچ جانا۔اوکے؟"

میں پہنچ جاؤں گا۔"انکار کا سوال ہی نہیں تھا۔"

تھینکس۔سی یو۔"مسکرا کر کہتے وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی۔آریز نے" دل پر ہاتھ رکھا۔اتنے زور سے دھڑک رہا تھا۔رائد نے ٹھیک کہا تھا۔وہ اپنی بہن کو جانتا تھا۔

مہرداد نہیں آیا ابھی تک؟اتنا لیٹ تو وہ نہیں ہوتا۔"زینب نے وال کلک پر"

ٹائم دیکھا۔ڈنر کو تھوڑا ہی وقت تھا۔افسانے نے کندھے اچکائے۔اب اسے کیا پتا وہ کہاں تھا۔

تم نے فون کیا اسے؟"انہوں نے افسانے سے پوچھا۔"

نہیں۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

تو اسے فون کرو نہ بیٹا۔پتا کرو کہ کہاں رہ گیا ہے۔"انہوں نے نرم لہجے" کہا۔

اوکے میں کرتی ہوں فون۔"فون اٹھا کر اس نے سائیڈ پر جا کر نمبر ملایا۔دو" رنگز جانے کے بعد کال اٹھالی گئی۔

سلام!"مہرداد کی بھاری آواز فون کے سپیکر سے گونجی۔"

سلام۔۔کہاں ہو تم؟زینب آنٹی پریشان ہو رہی ہیں۔" گردن گھما کر" زینب کو دیکھا۔وہ منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔افسانے نے ان کو سمائل پاس کی۔

ایک پرانے دوست کے ساتھ ہوں۔زینب ماں سے کہہ دو میں دیر سے" آؤں گا۔وہ کھانا کھالیں۔"اس نے سنجیدگی سے جواب دیا اور فون کاٹ دیا۔ افسانے نے فون کو کان سے ہٹا کر دیکھا۔ایک تو اس کا پتا نہیں چلتا تھا کہ کس ٹائم موڈ خراب ہو۔

وہ کسی دوست کے ساتھ ہے۔کہہ رہا تھا انتظار مت کریں۔وہ کھانا کھا کر" آئے گا۔"زینب کو مطلع کرتے ہوئے وہ کچن کی طرف مڑ گئی تاکہ ملازمہ کو

کہہ کر کھانا لگوائے۔

کھانے کے بعد وہ چائے پی رہی تھیں جب افسانے نے ان سے وہ سوال پوچھا جو کب سے اس کے ذہن میں تھا۔

مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔آپ پلیز برا مت منایئے گا۔"اس نے تمہید" باندھی۔"آپ کا مہرداد سے کیا رشتہ ہے۔میرا مطلب ہے۔۔وہ اور آپ۔۔۔کیا آپ اس کی سگی ماں ہیں؟"اس نے جھجکتے ہوئے سوال مکمل کیا۔

نہیں وہ میرا بیٹا نہیں ہے۔میرے والد اور رضا پہلوی فرسٹ کزنز تھے۔" میں پانچ سال کی تھی جب میرے والدین کا ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا۔حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ رضا پہلوی اور ان کے والد مجھے اپنے گھر

لے آئے۔مجھے یہاں پر بالکل اپنے گھر جیسا ماحول ملا۔اٹھارہ سال کا ہونے کے بعد میری شادی ہو گئی۔اور پھر شادی کے سات سال بعد میرے شوہر کا انتقال ہو گیا۔تو میں اپنے چھ سالہ بیٹے معاویہ کے ساتھ واپس پہلوی ہاؤس آ گئی۔تب سے ادھر ہوں۔مہرداد میری بہت عزت کرتا ہے۔اور اپنی ماں کی طرح ہی احترام کرتا ہے میرا۔مجھے بھی وہ بہت عزیز ہے۔میرے لئے وہ میرے بیٹے کی جگہ ہے۔"مہرداد کا ذکر کرتے ہوئے ان کے لہجے میں محبت تھی۔

اور آپ کا بیٹا معاویہ۔۔وہ کہاں ہوتا ہے؟کیا وہ آپ کے ساتھ نہیں" رہتا؟"افسانے کے سوال پر زینب کے چہرے پر کرب کی ایک لہر آئی تھی۔ وہ خاموش ہو گئیں۔پھر جب بولیں تو آواز مدھم تھی۔

معاویہ اس دنیا میں نہیں ہے۔اس کا انتقال ہو گیا ہے۔"اس بات پر"

افسانے کو سمجھ نہیں آیا کہ کیا کہے ان سے۔وہ ان کے حالات زندگی سن کر ملال میں مبتلا ہو گئی تھی۔اپنے اتنے پیارے رشتے کھونے کے بعد بھی وہ کتنے حوصلے سے زندگی گزار رہی تھیں۔

آئم سو سوری آنٹی۔میرا مقصد آپ کے زخم کریدنے کا نہیں تھا۔میں" معذرت چاہتی ہوں اگر آپ کا دل میری وجہ سے غمگیں ہوا ہو۔" وہ بہت نرمی سے ان سے معذرت کر رہی تھی۔

کوئی بات نہیں بیٹا۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کا گال چھوا۔" تم دل پر" مت لو۔یہ سب تو زندگی کا حصہ ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔افسانے زبردستی مسکرائی۔وہ حقیقتاً بہت دکھی ہو گئی تھی ان کی کہانی سن کر۔زینب اسے شب بخیر کہہ اپنے کمرے میں چلی گئیں تو وہ بھی اپنے کمرے میں آ گئی۔ منہ ہاتھ دھو کر بال برش کیے اور سونے کے لئے لیٹ گئی۔نیند میں جانے

سے پہلے تک وہ زینب کے بارے میں ہی سوچتی رہی۔وہ کتنی باہمت تھیں۔ انہیں دیکھ کر گمان نہیں ہوتا تھا کہ وہ اتنے سب سے گزر چکی ہوں۔اور سب سے بڑھ کر اولاد کا صدمہ۔۔۔آہ!

صبح اسے نیند میں ایک عجیب سا احساس ہوا۔ گردن پر کچھ چبھ رہا تھا۔اس نے سر ادھر ادھر گھمایا۔چبھن ہنوز ہو رہی تھی۔ نیند میں ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی گردن چیک کی۔اس کا ہاتھ کسی کے چہرے سے ٹکرایا تھا۔ہلکی بڑھی شیو جو اسے گردن پر لگ رہی تھی۔اور گرم سانسیں۔۔۔افسانے کی آنکھیں پٹ سے کھلی تھیں۔اس نے سر جھکا کر دیکھا۔مہر داد مزے سے اس کی گردن میں منہ دیے بے خبر سو رہا تھا۔ایک ہاتھ افسانے کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔افسانے کا سانس تھم گیا۔اس نے داد کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی

لیکن اس نے گرفت اور مظبوط کی۔ تھوڑا سا مزید اس کی طرف سرکا۔

افسانے نے سانس تک روک لیا۔

کچھ پل وہ بے حس و حرکت پڑی اس کا گھنے بالوں سے ڈھکا سر دیکھتی رہی۔

آہستہ سے اس کا بازو ہٹانا چاہا۔اس کی کوشش تھی کہ مہرداد کو جگائے بغیر خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروالے۔ کیونکہ وہ جاگ جاتا تو یہ سچویشن افسانے کے لئے بہت شرمندہ کر دینے والی تھی۔ وہ اس کے سامنے خود کو ایمبیرس نہیں ہونے دے سکتی تھی۔ بنا دیکھے بھی اسے پتا تھا کہ اس کا چہرہ اس وقت سرخ ہو رہا ہو گا۔ لیکن تبھی مہرداد کسمسا کر سر دائیں بائیں ہلا کر مزید اس کے نزدیک ہوا۔ ناک اس کی گردن پر رگڑی۔۔۔اور ادھر افسانے کی بس ہو گئی۔اس نے دونوں ہاتھوں کے ناخن پوری قوت سے اپنی کمر کے گرد لپیٹے ...اس کے بازو میں گاڑے اور بلند آواز میں اس نام پکارا۔ "مہرداااد!"

عشق! چشم بسنہ دلو بہت دادم

بابای خودم بہ دامت افتادم

دیگہ جی میخواری از جون بہ آدم

عشق! تو این قھر و آشتیای یہ ریزی

عشق! میں نے آنکھیں بند کر کے دل تمہیں تھما دیا)

میں خود اپنے قدموں پر چل کر تمہارے قدموں میں آ گیا

اس کے علاوہ تم ایک آدمی کی جان سے کیا چاہتے ہو؟

(عشق! تم ہی امن کی وجہ اور تم ہی قہر ڈھاتے ہو

گھر واپس آتے اسے دیر ہو گئی تھی۔ابو بکر اس کے آفس آیا تھا اس کے ساتھ سکول کے کچھ پرانے دوست بھی تھے تو وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔ رات کا کھانا انہوں نے اکٹھے ہی کھایا تھا۔وہ لوگ دیر تک سڑک کنارے ایک ریستوران میں بیٹھے پرانی یادیں تازہ کرتے رہے تھے۔

جب وہ اپنی کمرے میں آیا تو افسانے لحاف سینے تک اوڑھے دائیں کروٹ پر لیٹے بے خبر سو رہی تھی۔ایک نظر اسے دیکھ کر وہ فریش ہونے چلا گیا۔

منہ تولیے سے خشک کرتے وہ واپس آیا۔اس کے پچھلے کچھ دن سفر میں ہی گزرے تھے۔اور کام کا لوڈ بھی زیادہ تھا۔اس لئے آج تھکن زیادہ ہو رہی تھی۔اسے ایک اچھی نیند کی ضرورت تھی۔فون اٹھا کر بیڈ پر نیم دراز ہوتے اس نے ضروری ای میلز چیک کیں۔کچھ ای میلز کو فوراً جواب دیا اور کچھ اپنے سیکرٹری کو فارورڈ کر دیں۔امریکن کمپنی سے ہونے والی ڈیل کے حوالے سے کچھ ضروری ڈاکیومنٹس چیک کرتا رہا۔آنکھیں نیند سے بند ہونے لگیں۔فون بند کر کے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھتا وہ وہیں لمبا ہو کر سو گیا۔ پائنتی سے لحاف اٹھا کر اوڑھنے کی اجازت نیند نے نہیں دی۔رات کو نیند میں ہی ٹھنڈ محسوس ہوئی تو ہاتھ بڑھا کر سائڈ پر پڑے لحاف کا کونا کھینچا اور خود کو ٹھنڈ سے محفوظ کرنے کی کوشش کی۔تبریز کا موسم ویسے بھی معتدل رہتا ہے گرمیوں میں بھی درجہ حرارت زیادہ گرم نہیں ہوتا۔سردیوں میں تو برف پڑتی ہے۔تو رات کے اس پہر اسے ٹھنڈ لگنا کوئی ایسی حیرانی کی بات نہیں تھی۔لحاف نرم گرم تھا اس کے اعصاب کو ایک دم سکون ملا تھا۔وہ

پرسکون ہو کر سو گیا۔

صبح وہ گہری نیند میں تھا جب افسانے کی چیخ سنائی دی ساتھ ہی بازو پر درد ہوا۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔آنکھیں سہی سے نہیں کھل رہی تھیں۔

کیا ہوا؟ تم ٹھیک ہو۔ چلا کیوں رہی ہو؟"پوری کوشش کر کے آنکھیں" کھولی۔سب سے پہلے افسانے کو دیکھا۔وہ ٹھیک تھی۔ پھر چلا کیوں رہی تھی۔اس نے گردن گھما کر کمرے میں نظر دوڑائی۔سب ٹھیک ہی لگ رہا تھا۔ پھر مسلہ کہاں پر تھا۔ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ۔۔

تم۔۔جنگلی انسان۔۔تم سے کہا تھا مجھ سے دور رہنا۔"دونوں ہاتھ اس کے" سر کی طرف بڑھائے وہ اس پر جھپٹی۔بال ہاتھ آ گئے تھے۔اس نے پورا

زور لگا کر کھینچے۔

افسانے ے ے ے! چھوڑو یار "اچانک پڑنے والی افتاد پر وہ بوکھلا گیا۔" دونوں کلائیوں سے اسے پکڑ کر قابو کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ بیلنس نہیں کر پایا اور دھڑام بیڈ پر گرا۔ افسانے بھی اپنے پورے وزن سمیت اس پر گری۔ بال ہنوز گرفت میں تھے۔

افسانے۔! مت کرو۔ بال چھوڑو۔" بھینچی ہوئی آواز میں اس نے بمشکل" کہا۔ "ایک تو نیند سے اٹھا تھا پھر اس کے بالوں کی دشمن نے حملہ کر دیا تھا۔

تم مجھے یہ بتاؤ جب میں نے تمہیں کہا تھا آاااا۔۔" وہ ابھی بول رہی تھی" جب مہر داد نے اس کی دونوں کلائیوں پر دباؤ بڑھاتے ایک جھٹکے سے کروٹ بدلی۔

تم۔۔ تمہیں تمیز کسی نے نہیں سکھائی کیا۔ یہ کیا طریقہ ہے۔ چھوٹتے ہی" بال کھینچتی ہو۔" تنے ہوئے نقوش کے ساتھ اس پر جھکا وہ غصے میں تھا۔

تم مجھے کیوں چمٹے ہوئے تھے۔ کیا یہ تمیز ہوتی ہے ہاں؟" اس نے بھی" ماتھے پر بل ڈالے۔ بال ابھی بھی مٹھیوں میں جکڑ رکھے تھے۔

میں تمہیں چمٹا ہوا تھا؟ دماغ سہی ہے تمہارا۔" کلائیوں کو جھٹکا دے کر اپنے" بال چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن گرفت مضبوط تھی۔ دانت پیس کر افسانے کو دیکھا۔ وہ سنہری آنکھوں سے اسے گھورے جا رہی تھی۔

میرا دماغ سہی ہے۔ لیکن تم ایک نہایت بد تمیز آدمی ہو۔ تمہیں صوفے پر" سونا پسند نہیں تو مت سو صوفے پر۔ ایک اور بیڈ لے آؤ۔ لیکن مجھ سے دور

رہنا۔ کتنی بار بتاؤں۔" وہ کڑے تیوروں سے کہہ رہی تھی۔

اچھا میں بد تمیز ہوں تو اپنے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟ کتنی دیر سے" کہہ رہا ہوں کہ چھوڑو لیکن تم۔۔اتنی دیر سے گلے کا ہار بنی مجھے چمٹی پڑی ہو۔ شرم نہیں آتی تمہیں۔" اس نے بھی تاک کر وار کیا۔افسانے نے فوراً اس کے بال چھوڑے۔وہ سیدھا ہو بیٹھا۔دونوں ہاتھوں سے سر تھاما۔ صبح ہی صبح چڑیل گلے پڑ گئی تھی۔اب سر درد کر رہا تھا۔

میں شرم کروں۔اور تم جو مرضی کرو۔ایسا تو نہیں ہونے والا۔" غصے میں" کچھ الٹا کہہ دیا تھا، مہر داد کے چہرے کے تاثرات سے پتا چل رہا تھا۔

ایسا کیا کر دیا میں نے؟" اس نے سنجیدہ انداز میں افسانے کو دیکھا۔"

تم۔۔تم وہاں۔۔۔" سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔"تم اپنی سائڈ پر کیوں نہیں" سوتے آخر۔میرے کمبل میں کیوں گھسے تم۔" کہتے ہوئے اس نے پوری کوشش کی کہ چہرہ نارمل رہے۔

مہر داد نے ایک نظر کمبل کو دیکھا۔وہ واقعی افسانے کا تھا۔اس کا اپنا کمبل تو تہہ ہوا رکھا تھا۔تو کیا وہ واقعی افسانے کے لحاف میں گھس گیا تھا۔اگر ایسا تھا تو وہ جسے نرم سا تکیہ سمجھ رہا تھا وہ۔۔۔ایک دم اس کا چہرہ سرخ ہوا۔وہ فوراً بیڈ سے نیچے اترا۔منہ پر ہاتھ پھیر کر چہرے کی سرخی کم کرنے کی کوشش کی۔وہ اتنا بے خبر ہو کر کیسے سو سکتا تھا۔افسانے کیا سمجھ رہی ہو گی کہ وہ جان بوجھ کر۔۔۔اسے سوچ کر خفت ہوئی۔

دیکھو میں نیند میں تھا۔اب مجھے کیا پتا تھا کہ کس کا کمبل ہے۔لیکن اس کا یہ" مطلب نہیں کہ تم سیدھا سیدھا میرے بالوں پر ہی اٹیک کر دو۔تم مجھے آرام

سے بھی جگا سکتی تھی۔"اس نے تھوک نگلتے بات سنبھالنے کی کوشش کی۔

کوشش کی تھی لیکن تم شاید نشہ کر کے سوئے تھے، نیند ہی نہیں ٹوٹی"
تمہاری۔تو اسی لئے میں نے تمہیں ناخن مارے۔"دانت پیس کر کہتے آخر
میں اس کی ٹون زرا سلو ہوئی۔

ناخن مارنے والی بات پر مہرداد کی سبز آنکھیں پوری کھل گئیں۔بازو اٹھا کر
آنکھوں کے سامنے کیا۔درد تو کب سے محسوس ہو رہا تھا۔جہاں جہاں
افسانے کے ناخن کھبے تھے وہاں سے جلد چھلی ہوئی تھی۔جیسے کسی بلی نے
اپنے تیز دھار ناخنوں سے کھرونچیں ماری ہوں۔

یہ تم نے پنجے مارے ہیں مجھے؟"وہ حیرانی سے اپنا بازو دیکھ رہا تھا۔ہاں"
ٹھیک ہے وہ نیند میں عادتاً اس کی سائیڈ پر گیا تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا

کہ وہ اسے ناخنوں سے نوچ ہی لے۔

تو کیا کرتی۔ تمہیں تھپکی دیتی۔"اس نے جل کر کہا۔ حیران تو ایسے ہو رہا تھا" جیسے پتا نہیں اس کا منہ نوچ لیا ہو۔ بازو ہی تھا کیا فرق پڑتا تھا۔ مہر داد نے اسے گھورنا چاہا لیکن زیادہ دیر اس کی سنہری آنکھوں میں نہیں دیکھا گیا۔ لاجک کی بات کریں تو اسے اس وقت غصہ آنا چاہیے تھا۔ اس لڑکی نے اس کی نیند خراب کی تھی، ناخن مارے تھے اور بال بھی کھینچے تھے۔ لیکن وہ چاہ کر بھی اسے کچھ سخت نہیں کہہ پا رہا تھا۔ لیکن کچھ تو کہنا تھا۔

مجھے بچپن سے عادت ہے میں سوتے ہوئے پورے بیڈ پر گھومتا ہوں۔ تم" عادت بنالو کیونکہ میں تو ادھر ہی سوؤں گا۔ تھپکی بھی برا آئیڈیا نہیں ہے ویسے۔ یو کین ٹرائی اٹ۔" وہ واپس اپنے ڈھیٹ روپ میں آیا۔ ہاں ٹھیک ہے اسے خفت ہو رہی تھی لیکن وہ شو تو نہیں کروا سکتا تھا۔

"تم بھلے سے پورے بیڈ پر گھومو لیکن میرے قریب مت آیا کرو۔ نیند میں بھی اور ہوش میں بھی۔" چبا چبا کر کہتے وہ بیڈ سے نیچے اتری۔

"مجھے ایسا کوئی شوق ہے بھی نہیں۔ اور تم جو یہ کہہ رہی ہو۔ میرے قریب مت آیا کرو" منہ بگاڑ کر اس کی نقل اتاری۔ "کچھ پتا بھی ہے کہ بائیں کندھے والے فرشتے تمہارے اعمال نامے میں لکھ رہے ہوں گے کہ یہ عورت اپنے شوہر کی نافرمان ہے۔ اور شوہر کی نافرمان عورتوں کو قیامت والے دن چمٹے مارے جائیں گے۔ اور تم دیکھنا ان باتوں پر دو گرم چمٹے تو پکے ہیں تمہارے۔" سر ہلا ہلا کر اسے ڈرانے والے انداز میں کہا گیا۔

"ہاں اور میری مرضی کے بغیر مجھ سے زبردستی شادی کرنے پر تمہیں کتنے چمٹے پڑیں گے ان کا بھی حساب لگاؤ نہ۔" واشروم کی طرف جاتے ہوئے اس

نے جوابی وار کیا۔

اسے چھوڑو۔اب تو نکاح ہو گیا ہے نہ۔تو شوہر کو دور رہنے کا بولنے سے " پہلے سوچ لو کہیں تمہیں ہی گناہ نہ مل رہا ہو۔" وہ واپس بیڈ کی طرف بڑھا۔ ارادہ تھا کہ دوبارہ سو جائے گا۔

جو بھی ہے۔تم مجھ سے دور رہا کرو۔" وہ سختی سے کہہ کر واشروم میں بند ہو " گئی۔دروازہ ٹھاہ کی آواز سے بند کیا۔

میرا ہارٹ فیل کروائے گی یہ خاتون۔" بڑبڑا کر کہتے اپنا لحاف سیدھا کرتے " کمر تک تانا اور پیٹ کے بل سوتے ہوئے سر تکیے میں گھسیڑا۔نیند تو نہیں آنی تھی لیکن کچھ دیر وہ ایسے ہی رہنا چاہتا تھا۔لیکن سکون نہیں آیا۔وہ سیدھا ہو کر لیٹا۔سر موڑ کر افسانے کے تکیے اور لحاف کو دیکھا وہ زیادہ نرم تھے۔جیسے

ریشم کے بنے ہوں۔کتنے سکون کی نیند آئی تھی۔استغفر اللہ۔۔وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھا۔یہ وہ کیا سوچے جا رہا تھا۔افسانے کو پتا چلتا تو جو اس کے گھنے بال تھے ان میں سے ایک نہیں بچنا تھا۔اپنے خیالوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے وہ کمرے سے ہی باہر نکل گیا۔چھت پر جا کر واک کرنے کا ارادہ تھا۔ شاید اس طرح دماغ فریش ہو۔

دوسری طرف افسانے واشروم کے بند دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ ہتھیلی کمر پر رکھی۔ابھی تک اسے اپنی کمر کے گرد مہرداد کے بازو کا نرم حصار محسوس ہو رہا تھا۔اس کی گرم سانسیں،اس نے گردن پر ہاتھ رکھا۔۔ ابھی تک جل رہی تھی۔آنکھوں سے بے ساختہ آنسوں پھسلتے چلے گئے۔وہ سمجھتا تھا کہ افسانے اس سے نفرت کرتی تھی۔اسے ناپسند کرتی تھی۔جو کہ بالکل سچ تھا۔لیکن کیا یہ صرف نفرت تھی کہ کوئی اور جزبہ بھی تھا؟وہ جزبہ جس میں اپنا خون بھی معاف کر دیا جاتا ہے۔

عشق! بہ جون خودت دردبی درمونی

! عشق! تمہاری جان کی قسم تم ایک درد بے دوا ہو۔۔

سارا فون پر نمبر ملاتے ہوئے اپنے کمرے سے باہر آئیں۔آرمینے ثانیہ کے ساتھ باہر گئی ہوئی تھی۔

السلام علیکم! کیسے ہیں آپ حیدر؟"رابطہ قائم ہونے پر انہوں نے سلامتی" بھیجی۔

وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں بیگم صاحبہ۔" وہ جب خوشگوار موڈ میں" ہوتے تھے تو ان کو بیگم صاحبہ اور آپ کر کے بلاتے تھے۔" آپ کیسی ہیں "اور ہماری مینو کیسی ہے؟

ہم دونوں ٹھیک ہیں۔ حیدر میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے اگر آپ" فری ہیں تو۔" اُنہوں نے تمہید باندھی۔

تمہیں پتا ہے سارا تمہارے لئے میں ہر وقت فری ہی ہوتا ہوں۔ تم کہو کیا" کہنا ہے۔" وہ سنجیدہ ہوئے۔ سارا بیگم کے انداز سے لگ رہا تھا کہ بات واقعی اہم تھی۔

بھابی نے مجھ سے آرمینے کی بات کی ہے اپنے مرتضیٰ کے لئے۔" وہ سیدھا" مدعے پر آئیں۔

آرمینے کے لئے؟ وہ تو ابھی بہت چھوٹی ہے۔اور مرتضیٰ۔۔میں جانتا ہوں" اسے۔دو ایک بات ملاقات بھی ہوئی ہے اس سے۔وہ اچھا لڑکا ہے۔لیکن ہم ابھی آرمینے کے لئے ایسا کوئی فیصلہ نہیں کرنے والے۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

ظاہر ہے ہم ابھی آرمینے کے لئے ایسا نہیں سوچ نہیں رہے۔لیکن یہ ایک" اچھا آپشن ہے۔مرتضیٰ کو ہم جانتے ہیں وہ ہر لحاظ سے اچھا ہے۔اور بھابی بہت دل سے کہہ رہی تھیں۔ابھی نہیں لیکن دو ایک سال تک ہم سوچ سکتے ہیں اس بارے میں۔" سارا نے اپنا موقف سامنے رکھا۔

مرتضیٰ آج کل امریکہ میں ہوتا ہے نہ، پاکستان ایمبیسی میں؟" حیدر" صاحب نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں جی۔ آپ کو پتا ہے وہ بہت اچھی پوزیشن پر وہاں کام کر رہا ہے۔'

ہممم۔۔ تم لوگ شادی سے واپس آجاؤ۔ آرمینے کی برتھڈے بھی آنے والی ہے۔ مرتضیٰ کو گھر بلائیں گے۔ پھر مزید دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔"

"انہوں نے بات سمیٹی۔

یہ ٹھیک رہے گا۔" سارا بیگم کو خیال پسند آیا تھا۔"

اور آپ بتائیں کب ختم ہو رہے ہیں فنکشنز۔ آپ کے بغیر تو گھر بھی سونا" سونا لگ رہا ہے اور آپ کے اس غریب شوہر کا بھی کوئی حال نہیں۔" وہ شرارت سے کہہ رہے تھے۔

جی جی۔ کہہ تو آپ ایسے رہے ہیں جیسے سارا وقت آپ مجھے ہی تو دیتے"
ہیں۔آپ کو اپنی پہلی محبوبہ یعنی کہ آپ کا بزنس،اس سے فرصت کب ملتی
ہے۔"سارا نے ان کی بات ہوا میں اڑائی۔دوسری طرف وہ قہقہہ لگا کر
ہنسے۔کچھ دیر ان سے بات کرنے کے بعد سارا بیگم نے فون بند کیا۔ملازمہ
سے چائے کا کہتے وہ آرمینے کے بارے میں ہی سوچ رہیں تھیں۔آرمینے کے
حوالے سے انہیں کوئی کامپلیکس تو نہیں تھا لیکن وہ جانتی تھیں کہ ان کی اتنی
پیاری سی آرمینے لوگوں کے سٹینڈرڈز پر پورا نہیں اترتی۔آج تک جتنے بھی
لوگوں نے رشتے کا کہا تھا وہ سب افسانے کا ہی نام لیتے تھے۔کیونکہ آرمینے
کیوٹ تھی اور دیکھا جائے تو وہ بہت خوبصورت تھی۔براؤن شیڈ دیتی سیاہ
آنکھیں،پاکستانی فیچرز اور فئیر گلابی رنگت،وہ سارا بیگم کی طرح لگتی تھی۔
لیکن افسانے کے سامنے اس کی شخصیت لوگوں کو نظر نہیں آتی تھی۔کچھ
اس کی طبیعت میں بچکانہ پن بہت تھا اور کچھ اس کی بیماری کی وجہ سے بھی
کر دیا جاتا تھا۔جہاں تک بات مرتضیٰ کی (overlook) اسے اوورلک

تھی اس کی اور آرمینے کی عمر میں کافی فرق تھا۔ لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کو بنیاد بنا کر اسے ریجیکٹ کیا جاتا۔ یہی کوئی اٹھائیس انیتس سال عمر ہو گی اس کی۔ لیکن وہ کافی خوش شکل اور ویل سیٹلڈ تھا۔ اور سب سے بڑھ کر ان کے اپنے خاندان سے تھا۔ بہت عزت احترام کرنے والا۔ ان کو کافی پسند تھا۔ وہ سنجیدگی سے اس رشتے کو آرمینے کے لئے کنسیڈر کر رہی تھیں۔

آریز اپنے ہوٹل روم میں تھا جب اسے رائد کی کال آئی۔ وہ اسے ریس کورس بلا رہا تھا۔ آریز فارمل کپڑوں میں تھا۔ جا کر کپڑے چینج کیے۔ بلیک جینز پر ہم رنگ ٹی شرٹ چڑھائی۔ پیروں میں سرخ سں منیکرز پہنے۔ پانی کے دو چھینٹے منہ پر مارے، بالوں میں الٹا سیدھا برش مارا اور ریس کورس جانے کے لئے نکل گیا۔

جب وہ وہاں پہنچا تو اسے دور سے ہی در خشندے اور رائد گھڑ سواری کا مقابلہ کرتے ہوئے نظر آئے۔ آریز نے ملازم کو اشارہ کیا۔ ملازم اس کا اشارہ سمجھتے تھے۔ فوراً ہی اس کے لئے ایک بھورے رنگ کا گھوڑا لے آئے۔ گھوڑے کی پیٹھ تھپتھپا کر وہ اس پر سوار ہوا۔ گھوڑے کو ایڑھ لگاتے اس نے گھوڑے کو ریسنگ ٹریک پر اتارا۔

اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر رائد اور در خشندے نے اپنے گھوڑوں کو آہستہ کیا۔ وہ جلد ہی ان سے جا ملا۔ اس کا گھوڑا رائد کے گھوڑے کے برابر آیا۔ ان دونوں نے کراس کر کے پنجہ ملایا۔ جبکہ در خشندے نے سر کو خم دیتے مسکراتے ہوئے اس کو خوش آمدید کہا۔ جسے پر آریز نے مسکراتے ہوئے ایک ہاتھ سینے پر رکھتے ہلکی سی گردن جھکائی۔

ہو جائے مقابلہ؟"رائد نے چیلنج دینے والی نظروں سے آریز کو دیکھا۔"

ضرور"اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔"

اب رائد درمیان میں تھا۔آریز اور درخشندے اس کے دائیں بائیں اپنے اپنے گھوڑوں پر موجود تھے۔

آن مائی کاؤنٹ."رائد کے کہنے پر ان دونوں نے سر ہلایا۔رائد کا کاؤنٹ ختم" ہوتے ہی ان تینوں نے اپنے گھوڑوں کو ایڑھ لگائی اور مقابلہ شروع ہو گیا۔

انہوں نے دو چکر لگائے تھے اور جیت ہمیشہ کی طرح درخشندے کی ہوئی" تھی۔رائد اور آریز نے سر خم کرتے اپنے گھوڑے اس کے سامنے جھکائے۔ یہ فاتح گھڑ سوار کو تعظیم پیش کرنے کا ایک انداز تھا۔رائد اپنے گھوڑے کو

اصطبل کی طرف لے گیا۔ درخشندے نے آریز کو ٹریک کا ایک چکر لگانے کی دعوت دی تھی تو وہ دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار آہستہ رفتار میں ٹریک پر ہی تھے۔

کل میں شکریہ ادا نہیں کر پائی۔ تم میری دعوت پر ہائی ٹی میں شامل ہوئے" اور سب مہمانوں کے ساتھ بہت اچھے سے پیش آئے۔ پریس کو بھی اچھے سے سنبھالا۔ تو اس سب کے لئے بہت شکریہ آریز۔" ان دونوں کے گھوڑے سائڈ بائی سائڈ چل رہے تھے۔ آج درخشندے نے سادہ سرخ پیروں تک آتا لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ کمر کے گرد سبز رنگ کی بیلٹ لپیٹے سر پر سبز سکارف عربی انداز میں لپیٹا ہوا تھا۔ سکارف کے دونوں سرے سامنے کو گرتے تھے۔ اور سیاہ لہریے دار بال کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔ سفید گھوڑے پر سرخ لباس میں گردن اکڑائے وہ واقعی کوئی شہزادی لگ رہی تھی۔ اس کے ساتھ بھورے گھوڑے پر سیاہ لباس میں ملبوس آریز حیدر کی

سنہری آنکھیں اس شہزادی کو نظر بھر کر دیکھنے پر بضد تھیں لیکن وہ سیدھ میں دیکھتا ان پر پہرے بٹھائے ہوئے تھا۔

شکریہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کوئی اتنا بڑا کام بھی نہیں تھا۔ اور آپ کو" دوبارہ کبھی ضرورت پڑے تو آپ بلا جھجک مجھے کہہ سکتی ہیں۔" اپنی آنکھوں پر ترس کھاتے اس نے گردن موڑ کر گھور عربی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھ ہی لیا۔ لیکن پھر فوراً نظریں ہٹائیں۔ آنکھوں نے احتجاج کیا کہ تھوڑا اور لیکن وہ اوں ہو نہہ کر کے ان کی فرمائش رد کر گیا۔

تم اچھے انسان ہو آریز۔ جیسا کہ بابا کہتے ہیں۔ اے کمپلیٹ جنٹلمین۔" وہ" تعریفی انداز میں کہہ رہی تھی۔

یہ تو طلال انکل کا حسن نظر ہے۔" اس نے سر کو خم دیا۔"

لیکن تم اس تعریف کے حقدار ہو۔ تمہیں پتا ہے۔مجھے لگتا ہے کہ رائد اور "
بابا کو میرے کام کی سمجھ نہیں آتی۔وہ اسے اتنا سیریس نہیں لیتے۔اگر سمجھ
آتی بھی ہے تو وہ اس کو اتنا ویلیو نہیں کرتے۔" وہ سنجیدہ لہجے میں کہہ رہی
تھی۔

ایسا نہیں ہے۔ان کے پاس وقت نہیں ہوتا شاید اس لئے وہ آپ کے ساتھ "
شامل نہیں ہو سکتے۔ لیکن وہ آپ کو بہت اپریشیٹ کرتے ہیں۔
سیریسلی۔"اس نے پر یقین انداز میں کہا۔

تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں۔ خیر۔۔آرمینے کی برتھڈے ہے نہ نیسکٹ "
"منتھ۔تو وہ کیا ابھی پاکستان سے واپس نہیں آئی؟

نہیں، کچھ دن تک واپس آجائیں گی وہ دونوں۔ آپ آئیں گی نہ برتھڈے پر؟" وہ اب واپسی کے سفر پر تھے۔

یہ کیسا سوال ہوا؟ مینے کی برتھڈے ہے۔ ظاہر ہے میں آؤں گی۔" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ آرمینے کا نام لیتے ہوئے اس کے لہجے میں محبت تھی۔

ڈمب کوئسچن۔" آریز نفی میں سر ہلاتے ہوئے ہلکا سا ہنسا۔'

یس اٹ واز۔" درخشندے نے ہاں میں ہاں ملائی۔ وہ کھل کر ہنسا۔ وہ' اصطبل تک پہنچے اور گھوڑے ملازمین کے حوالے کیے اور خود چیئرز تک آئے۔ رائد فون پر مصروف تھا۔ ملازمین نے ابھی چائے کے لوازمات میز پر نہیں لگائے تھے۔ رائد ان دونوں کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ انہیں دیکھ کر مسکرا کر فون بند کر کے میز پر رکھا اور ملازم کو ٹیبل سیٹ کرنے کا اشارہ کیا۔

ہلکی پھلکی باتوں کے دوران چائے پی گئی۔

رات کو جب آریز اپنے ہوٹل روم واپس آیا تو اس کا موڈ بہت خوشگوار تھا۔ چینج کر کے سونے کے لئے لیٹا تو آخری جو خیال تھا وہ درخشے کا تھا۔ نیند میں جانے تک سیاہ گھور آنکھیں اس کے خیال کے پردے پر لہراتی رہیں۔ سفید گھوڑا، سرخ لباس دور تک پھیلا سبزہ زار، عکس بن بن کر مٹتے رہے۔ وہ واقعی کوئی دیوانہ تھا۔ یہ دیوانہ منزل عشق ہر پہنچنے والا تھا یا راہ کی دھول بننے والا تھا یہ طے ہونا باقی تھا۔

! حریف نو نمیسنہ این قلب بی صاحاب عشق

! منو دیوونہ میخواری، ٹبجوری خوشی عشق

(میرا تنہا دل بھلا کیسے تمہارے خلاف ہوا اے عشق !)

(مجھے دیوانہ بنانا چاہتے ہو، اسی میں تمہاری خوشی ہے اے عشق !)

وہ ابھی ابھی شاپنگ سے واپس آئی تھی۔ شاپنگ بیگز صوفے کے ساتھ رکھی میز پر رکھے اور فریش ہونے چلی گئی۔ وہ واپس آئی تو دونیہ کو بیگز الٹ پلٹ کرتے دیکھا۔ افسانے لب بھینچ کر رہ گئی۔ اسی وقت دونیہ نے پلٹ کر افسانے کو دیکھا اور مسکرائی۔

"سلام!" سر کو خم دے کر مسکراتے ہوئے سلام کیا۔ "کیسی ہو افسانے؟"

ٹھیک ہوں۔ تم کیسی ہو دونیہ؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

میں بہت اچھی ہوں۔ تمہارے سامنے ہوں۔ دیکھ لو۔" بات کرتے ہوئے" وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔ تکیے بیڈ کراؤن کے ساتھ لگا کر رکھے اور آرام دہ انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ افسانے نے ایک نظر اس کی یہ حرکت ملاحظہ کی پھر سر کو خم دے کر بیگز اٹھا کر کبرڈ میں رکھنے لگی۔

مہر داد نے ایسا کیا دیکھا تم میں۔" وہ آنکھیں سکیڑے جیسے افسانے کو" نظروں ہی نظروں میں سکین کر رہی تھی۔" شکل اچھی ہے لیکن صرف "شکل دیکھ کر تو داد نے اتنا بڑا قدم نہیں اُٹھایا ہو گا۔ آخر کیا ہے تم میں ایسا۔

وہی جو اسے تم میں نظر نہیں آیا۔" افسانے مسکراتے ہوئے دونیہ کی" طرف مڑی۔ اس کا انداز اسے برا لگا تھا۔ وہ اسے خود کو ایسے ڈی گریڈ نہیں کرنے دے سکتی تھی۔

تیز زبان ہو تم۔مجھے اچھی لگی تمہاری یہ بات۔"اس نے مسکرا کر توصیفی" انداز میں کہا۔

کیا میں شکریہ بولوں؟"افسانے نے ابرو اچکائے۔"

نہیں۔تم بس یہ بتاؤ کہ یہاں سے کب تک جانے کا ارادہ ہے تمہارا؟"اب" وہ اٹھ کر بیٹھتے زرا سا جھک کر بیڈ کے نیچے بنا ڈرار کھول رہی تھی۔ڈرار میں سے کمبل نکال کر بیڈ پر رکھا۔ڈرار بند کیا اور سیدھی ہوئی۔

تمہیں کیوں لگتا ہے میں یہاں سے چلی جاؤں گی؟"افسانے دونوں بازو" سینے پر باندھتے کبرڈ سے ٹیک لگا کر کھڑی اس کی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔دونیہ اب جوتے اتار کر کمبل میں گھستے کہنی کے بل نیم دراز ہوئی۔

کیونکہ تم مہرداد کو پسند نہیں کرتی۔وہ تمہیں مجبور کر کے یہاں لایا ہے۔"
جلد یا بدیر تم اسے چھوڑ دو گی۔تو بہتر نہیں ہے ابھی چھوڑ دو۔اور لوٹ جاؤ
اپنی زندگی میں واپس۔یہ جگہ تمہارے لئے نہیں ہے۔یہاں کے لوگ
تمہارے لئے نہیں ہیں۔" بات کرتے ہوئے وہ تکیے کو بانہوں میں بھینچے
سونے کی تیاریوں میں تھی۔افسانے کو عجیب لگا۔اچھی زبردستی تھی۔وہ
اتنے مزے سے اس کے کمرے میں اس کے بیڈ پر آکر سو گئی تھی۔

اس بات کا فیصلہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔تم اپنے کام سے کام رکھو۔اور میں نے تو"
سنا تھا کہ تم بہت رئیس ہو۔کیا تمہارے گھر میں سونے کے لئے بستر نہیں
ہیں؟" وہ مہرداد کے لحاف میں گھسی ہوئی تھی افسانے کا ہوتا تو اب تک اس
نے کھینچ لیا ہوتا تھا۔

تم اس وقت صرف ایک فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہو اور وہ ہے جہاں "
سے جانے کا فیصلہ۔ اور ہاں میری بات ہوئی تھی داد سے وہ آج دیر سے آئے
گا۔ اس لئے میں اس کا یہیں پر انتظار کروں گی۔ تو ابھی تم مجھے ڈسٹرب مت
کرنا۔ مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ کمبل سر تک تانے کروٹ بدل گئی تھی۔
افسانے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر کمرے سے باہر آگئی۔ لیکن
اسے حیرت ہو رہی تھی اس لڑکی پر۔ کتنی عجیب حرکت تھی۔ مطلب وہ
ایسے کیسے کسی کے بھی کمرے میں سو سکتی تھی۔

وہ لاؤنج میں آئی تو زینب کے ساتھ مہرداد بھی نظر آیا۔ صبح کے بعد وہ اسے
اب دیکھ رہی تھی۔ افسانے کے فریش ہو کر آنے تک وہ کمرے سے غائب
تھا۔ اور ابھی وہ شاید آفس سے واپس آیا تھا۔ کوٹ بازو پر لٹکائے، ٹائی کی
ناٹ ڈھیلی کیے وہ وہیں لاونج میں کھڑا زینب سے بات کر رہا تھا۔ افسانے کو
دیکھ کر وہ اس کے پاس سے گزرتا زینے پھلانگتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ

گیا۔دونیہ تو کہہ رہی تھی وہ دیر سے آئے گا۔افسانے نے پر سوچ نظروں سے اسے اوپر جاتے ہوئے دیکھا۔

آؤافسانے۔مہرداد بتا تھا کہ اسے سر درد کر رہا تھا تو وہ آج جلدی اٹھ آیا۔" چائے کا کہہ کر گیا ہے۔تم سکینہ سے کہہ کر چائے بنوالو۔"زینب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی ٹھیک ہے۔دونیہ اور مہرداد کمرے میں ہی چائے پئیں گے یا ہمارے" ساتھ؟"اس سیڑھیوں کو دیکھا جہاں مہرداد غائب ہوا تھا۔وہ یقیناً کمرے میں گیا تھا اور وہاں دونیہ۔۔۔اس نے دانتوں سے لب کاٹے۔

دونیہ کا کیا ذکر؟کیا اس نے بھی آنا ہے۔تمہیں کس نے۔۔کیا مہرداد نے" بتایا؟"ان کے سوال نے ثابت کیا کہ وہ دونیہ کی وہاں موجودگی سے بے خبر

تھیں۔

نہیں تو۔وہ تو دونیہ اوپر کمرے میں سو رہی ہے نہ تو اسی لئے میں نے پوچھا۔"

"شاید وہ بھی ہمیں جوائن کرے چائے پر۔

دونیہ اوپر کس کمرے میں سو رہی ہے؟ تمہارے اور داد کے کمرے میں؟""

انہوں حیرت سے پوچھا۔

جی۔اور اس نے کہا ہے کہ کوئی بھی اسے ڈسٹرب نہ کرے۔ خیر میں سکینہ "

کو کہہ دوں چائے کا۔" وہ اپنی بات کہہ کر کچن کی طرف مڑ گئی۔ پیچھے زینب

کو ہول اٹھ رہے تھے۔دونیہ خود سر تھی لیکن اس سے یہ امید نہیں تھی

انہیں کہ وہ ایسا کچھ کرے گی۔ کیا سوچے گی افسانے دونیہ اور مہر داد کے

بارے میں۔وہ پریشان تھیں۔

افسانے کچن میں آتو گئی تھی۔ لیکن دھیان سارا اوپر کمرے میں موجود مہرداد اور دونیہ میں اٹکا ہوا تھا۔ وہ لڑکی کتنے مزے سے وہاں سو گئی تھی۔ کیا وہ پہلے بھی اس کمرے میں آتی رہتی تھی؟ بے ساختہ سی سوچ اس کے ذہن میں ابھری۔ لیکن اس نے سر جھٹکا۔ ظاہر ہے وہ دونوں کزن تھے بچپن سے ساتھ تھے تو اتنی فرینک نیس تو ہوتی ہے۔ سکینہ چائے بنا رہی تھی تو وہ ٹرالی سیٹ کرنے لگی۔ دس منٹ ہو گئے تھے ابھی تک مہرداد کمرے سے باہر نہیں آیا تھا۔ افسانے کی بس ہو گئی۔ وہ ٹرالی چھوڑ کر اٹھتی زینوں کی طرف بڑھی۔

وہ کمرے میں آیا تو سیدھا وارڈروب کی طرف گیا۔ کوٹ اور ٹائی اتار کر سٹینڈ پر پھینکی۔ بیلٹ کھینچ کر نکالتے اپنے کپڑے اٹھائے اور فریش ہونے کے لئے

باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔دس منٹ شاور لے کر وہ فریش ہو کر واپس کمرے میں آیا تو اسے یہی تھا کہ افسانے تو نیچے زینب کے ساتھ تھی اور وہ اتنی جلدی اوپر نہیں آنے والی تھی۔تولیے سے بالوں کو رگڑتے وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا تھا جب اس کی نظر بیڈ پر گٹھڑی کی صورت لحاف میں لپٹے وجود پر پڑی۔وہ حیران ہوا۔افسانے ابھی تو نیچے تھی اب آکر سو بھی گئی۔ کہیں طبیعت خراب نہ ہو۔وہ ابھی سوچ رہا تھا آیا کہ جا کر اس کا حال پوچھے یا رہنے دے۔کہیں صبح کی طرح پھر نہ اس کے بال کھینچ لے۔اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور افسانے اندر داخل ہوئی۔

افسانے نے اندر آتے ہی مہرداد کا طائرانہ جائزہ لیا۔وہ بلیک ٹراؤزر پر بغیر شرٹ کے گلے میں تولیہ ڈالے شیشے کے سامنے کھڑا تھا۔پھر اس نے بیڈ کی طرف دیکھا دونیہ ابھی تک سو رہی تھی۔افسانے نے گہری سانس بھری۔ مطلب وہ نہا رہا تھا اتنی دیر۔اور اس کی ابھی دونیہ سے بات نہیں ہوئی تھی۔

کتنی نالائق ہو تم اپنا لحاف تک تہہ نہیں کر سکتی۔"اس نے ٹاول گلے سے" نکال کر سٹینڈ پر پھینکا۔

غور سے دیکھو یہ میرا نہیں تمہارا لحاف ہے۔" وہ رخ موڑ کر ٹی وی سٹینڈ کی" ڈرار کر کھول کر چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگی۔اب کمرے میں رکنے کا کوئی بہانہ تو چاہئے تھا۔

مہر داد نے باڈی سپرے کی شیشی اٹھا کر خود پر چھڑکتے کرتے ایک نظر افسانے کو دیکھا۔پھر بیڈ کی طرف۔اسے محسوس ہوا کہ لحاف خالی نہیں تھا۔ زرا سا غور کیا تو لحاف سے باہر آتے سیاہ بالوں کی جھلک دکھائی تھی۔وہ لب بھینچ گیا۔دو نیہ۔پھر کچھ سوچ کر وہ افسانے کی طرف بڑھا۔

اچھا تو وہ میرا لحاف ہے اسی لئے تم نے سمیٹنے کی زحمت نہیں کی۔ لیکن مجھے " ایک بات بتاؤ میں تو اسے تہہ کر کے ڈرار میں رکھ کر گیا تھا۔ تم نے اسے باہر کیوں نکالا۔" وہ اس کے پیچھے جا کر رکا۔

میں نے نہیں نکالا تمہارا لحاف۔ اتنا ہی مسلہ ہے تو جا کر واپس سے تہہ کر " کے رکھ دو۔" وہ اب دراز میں رکھی سی ڈیز کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی۔ آج کل کے دور میں کون سی ڈیز رکھتا ہے۔ یہ مہرداد بھی نہ متروک زمانہ چیزیں جمع کرنے کا شوقین تھا شاید۔

نہیں اب کیا تہہ کرنا میں سونے ہی جا رہا ہوں۔ صبح تم نے سونے نہیں دیا" اور ابھی بہت شدید نیند آ رہی ہے۔" اس نے آواز میں تھکن پیدا کی۔ ایک جمائی بھی لے لی۔ افسانے فوراً پیچھے مڑی۔ کہیں وہ جا کے لحاف میں گھس ہی نہ جائے۔ وہ اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔

تم تو چائے کا کہہ کر آئے تھے۔اب پھر تم سو جاؤ گے تو چائے کوں پیئے" گا۔"اسے روکنے کا اور کوئی طریقہ سمجھ نہیں آیا۔

چائے بعد میں پی لوں گا۔اچھا تم کیا ڈھونڈ رہی تھی۔میں ہیلپ کر" دوں؟"وہ دو قدم آگے آیا۔

نہیں کچھ نہیں۔بس ایسے ہی۔میں خود ڈھونڈ لوں گی۔"وہ بات کرتے" ہوئے اٹکی۔پلٹ کی پھر سے سی ڈیز الٹ پلٹ کیں۔وہ ایک قدم مزید اس کے قریب آیا۔اب ان کے درمیان میں فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔

تم کونسی سی ڈی ڈھونڈ رہی تھی۔ویسے یہاں پر کچھ بھی ایسا نہیں ہے جو" تمہارے انٹرسٹ کے مطابق ہو۔"افسانے کے کندھے کے پیچھے سے اس

نے سی ڈیز پر نظر گھمائی۔ وہ اس کے بہت قریب تھا اتنا کہ اس کے وجود سے اٹھتی باڈی سپرے کی خوشبو اور شیمپو کی مہک افسانے کو واضح طور پر محسوس ہوئی تھی۔

مہر داد نے ایک نظر اس کے ہاتھوں کو دیکھا۔ چیزیں الٹ پلٹ کرتے اس کے ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔ اس نے تھوڑا سا جھک کر اس کے ہاتھ سے سی ڈی لے کر ڈرار میں پھینکی۔ وہ اس کے کندھے کے پیچھے کان کے ساتھ جھکا کھڑا تھا۔

تم نے اس عورت کو ہمارے کمرے میں کیوں گھسنے دیا؟" اس کی آواز" سرگوشی کی صورت افسانے کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ وہ اتنا آہستہ بولا تھا کہ افسانے بمشکل ہی سن پائی۔ "اسے تو میں دیکھ لوں گا۔ لیکن تمہاری ٹیوننگ کرتا ہوں ابھی۔ ساری زبان صرف میرے سامنے چلتی ہے تمہاری۔" وہ

اس کے کان میں بہت آہستہ آواز میں کہہ رہا تھا۔

مہرداد تم آ گئے۔میں اتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہی تھی پھر مجھے نیند آ" گئی۔"اور جیسا کہ داد کا اندازہ تھا فوراً ہی دونیہ کی آواز آئی۔افسانے نے مڑنا چاہا لیکن مہرداد نے اس کے ہاتھ کو گرفت میں لیتے اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

داد، تم سے بات کر رہی ہوں۔"اب کے اس نے زرا بلند انداز میں اس کا" نام لیا۔وہ اس کے سامنے اس لڑکی کو اپنے حصار میں لئے ہوئے تھا۔دونیہ کا چہرہ رقابت کے احساس سے سرخ ہونے لگا۔

تمہیں نظر نہیں آ رہا میں اپنی بیوی کے ساتھ ہوں۔اٹھو اور اس کمرے" سے دفع ہو جاؤ۔"اس نے بغیر اس کی طرف مڑے اسے وہاں سے جانے کا

عندیہ دیا۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ تم اپنا رومینس بعد میں کمٹینیو کر لینا۔" وہ" دانت پر دانت جما کر کہتے اپنے غصہ ضبط کر رہی تھی۔

باشہ! بہت ہو گیا۔ اٹھو، نکلو ادھر سے شاباش۔" افسانے کا ہاتھ اپنی" گرفت سے آزاد کرتے وہ دونیہ کی طرف مڑا۔

میں نہیں جاؤں گی۔ پہلے میری بات سنو۔" وہ اس کے کمبل میں لپٹی بیڈ پر" بیٹھی ڈھٹائی سے کہہ رہی تھی۔

تمہیں انسانوں والی زبان سمجھ نہیں آتی نہ۔" وہ دانت پیستے ہوئے اس کی" طرف بڑھا۔" اٹھو یہاں سے۔" بازو سے پکڑ کر کھینچ کر دونیہ کو بیڈ سے

اٹھایا۔ایک ہاتھ سے دونیہ کو کھینچتے دوسرے ہاتھ سے کمبل اٹھایا۔"افسانے "دروازہ کھولو۔

افسانے نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔

دونیہ اس کا نام لیتے اپنا بازو اس سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ ان سنی کرتا اسے تقریباً گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لایا۔کمبل اس کے قدموں میں پھینکا۔

تم آئیندہ مجھے اس کمرے کے آس پاس بھی نظر نہ آؤ ورنہ تمہارے ساتھ جو" ہو گا سوچ ہے تمہاری۔اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"اس کے منہ پر دروازہ بند کیا اور افسانے کی طرف آیا۔

تم مجھے یہ بتاؤ۔ تم نے اسے اس کمرے میں آنے کیوں دیا۔" اس کے سر پر کھڑا اب وہ اس سے باز پرس کر رہا تھا۔

مجھ سے پوچھ کر تھوڑی نہ آئی تھی وہ۔ اور میں کیا اسے بازو سے پکڑ کر باہر نکال دیتی۔" اس نے اپنا دفاع کیا۔

تم بھلے سے اسے بالوں سے پکڑ کر باہر نکال دیتی۔ لیکن نہیں تم تو صرف میرے بال کھینچنے میں ماہر ہو۔" اس نے جل کے کہا۔

بڑا اچھا مشورہ دے رہے ہو۔ اور تمہارے بال تو کھینچ سکتی ہوں۔ تم تو مجھے کچھ نہیں کہتے لیکن اگر اس کے بال کھینچتی تو اس نے مجھے بھی پھر دیواروں میں ٹکریں دینی تھیں۔" منہ بسور کر کہا گیا۔

اور اگر میں بھی وہی کروں۔ تمہیں بالوں سے پکڑ کر دیوار میں ماروں تو؟""

اس نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی طرف دیکھا۔اب وہ کیا جواب دینے والی تھی۔

تم ایسا نہیں کرو گے مجھے پتا ہے۔" گردن سیدھی کر کے کہا گیا۔ کیا اعتماد" تھا۔ مہرداد دیکھ کر رہ گیا۔

"اور میں ایسا کیوں نہیں کروں گا؟"

افسانے نے ایک نظر اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ ہاتھ مہرداد کی نرم گرم گرفت میں تھے۔ پھر ایک نظر ٹی وی سٹینڈ کو دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

بس مجھے پتا ہے۔ تم ایسا کچھ نہیں کرو گے جس سے مجھے نقصان پہنچے۔" وہ" اتنے یقین سے کہہ رہی تھی۔ مہرداد کی گردن میں گلٹی سی ڈوب کر ابھری۔ وہ رخ موڑ گیا۔ وارڈروب سے شرٹ نکال کر پہنی۔

میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ میری چائے یہیں لے آؤ۔" وہ جا کر بیڈ پر" نیم دراز ہوا۔ آنکھوں پر بازو رکھا۔

Zubi Novels Zone

واؤ۔ تم نے ابھی دھکے دے کر دونیہ کو کمرے سے باہر نکالا ہے۔ اب مجھے" اس کے پیچھے بھیج رہے ہو تاکہ میں جاؤں اور وہ مجھ پر حملہ کر دے۔ واؤ۔" اس نے تعریفی انداز میں ابرو اچکائے۔

"وہ کچھ نہیں کہے گی تمہیں۔ میری گارنٹی ہے۔ اب جاؤ تم۔"

اور اگر کچھ کہا تو؟"اس نے کنفرم کرنا چاہا۔"

تو تم اس کے سر میں گلدان مار دینا۔اب جاؤ۔"اس نے تکیہ اٹھا کر منہ پر" رکھا۔

"اس کو کیوں تمہارے سر میں ماروں گی۔"

"!افسانے ے ے"

اوکے اوکے، جا رہی ہوں۔"دونوں ہاتھ اٹھا کہتے وہ کمرے سے باہر نکل" آئی۔نہ وہاں پر دونیہ تھی اور نہ ہی اس کے قدموں میں پھینکا گیا کمبل۔وہ سر جھٹکتے زینے اترنے لگی۔

وہ لاؤنج میں آئی تو زینب اور دونیہ ایک ساتھ بیٹھی تھیں۔دونیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔وہ بھی جواباً مسکراتے ہوئے سامنے والے صوفے پر براجمان ہوئی۔

"ابھی چائے بننے میں دیر ہے۔کیا تم میرے ساتھ تھوڑی دیر لان میں واک کرنا پسند کرو گی؟" دونیہ نے دوستانہ انداز میں اس سے پوچھا۔افسانے نے ایک پل کو سوچا پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ گئی۔"ضرور، کیوں نہیں۔" چائے کو دیر کیوں تھی اسے سمجھ آ گیا تھا۔اس گھر کے ملازم دونیہ کے اشاروں پر چلتے تھے۔

وہ دونوں باہر لان میں نکل آئیں۔ موسم خوشگوار تھا۔ لیکن افسانے سوچ رہی تھی کہ کہیں دونیہ اسے وہاں پر لگے آرائشی فاؤنٹین کی ماربل پر نہ دے مارے۔ اگر ایسا ہوا تو بچاؤ کی سٹریٹیجی کیا ہونی چاہیے۔

تم سوچ رہی ہو گی کہ کہیں میں تم پر حملہ تو نہیں کرنے والی۔ ہے نہ؟"" دونیہ نے مسکرا کر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

نہیں تو میں بس دیکھ رہی تھی زینب آنٹی کے لگائے نیلوفر آبی کتنے پیارے" لگ رہے ہیں۔" افسانے بھی گردن موڑ کر اسے دیکھتے مسکرائی۔

ہمم لیکن مجھے زینب خاتون کے لگائے گلاب بہت پسند ہیں۔" اس نے" گلاب کے پودوں کی طرف اشارہ کیا۔

واقعی یہ بہت پیارے ہیں۔"اس کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے وہ انتظار" کر رہی تھی کہ جو بات کرنے کے لیے وہ اسے باہر لائی تھی جلدی سے اس ٹاپک پر آئے۔

میں نے داد سے پوچھا کہ اس نے تم سے شادی کیوں کی۔ کیا اسے تم سے" محبت ہے۔" دونیہ سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔"اس نے کہا کہ، شادی نفرت میں کی جاتی ہے کیا۔"اس بات پر افسانے چلتے ہوئے رک گئی۔ دونیہ نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور مسکرائی۔"اس بات سے مجھے یہ تو پتا چل گیا کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے۔ وہ مانے گا نہیں یہ اور بات ہے۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ اس نے ابھی تک تم سے اظہار محبت نہیں کیا ہو گا۔ کیسے کرے گا۔ جب اسے خود کو پتا نہیں ہے کہ اسے تم سے محبت ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔

اور یہ سب جانتے ہوئے بھی تم نے آج۔۔۔"افسانے کچھ کہتی کہ دونیہ نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹی۔

آج میں نے جو بھی کیا تم اسے رہنے دو بس اتنا جان لو کہ آج مجھے پتا چل گیا" ہے کہ داد کی زندگی میں میری کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن وہ میرا دوست ہے اور رہے گا۔اور یہ بات وہ خود بھی جانتا ہے۔اور تم افسانے۔۔ تم ہماری دوستی کے بیچ نہیں آؤ گی۔ورنہ تم مجھے جانتی نہیں ہو۔" سیاہ آنکھیں سکیڑ کر اسے تنبیہہ کی۔

جیسے مجھے کوئی پرواہ ہے۔ تم اپنے دوست کو اپنے پاس رکھو بے شک۔"" افسوں نے بیزاری سے کہا۔

تمہیں کیوں پرواہ ہو گی۔ تمہیں معلوم جو ہے کہ وہ تمہارے علاوہ اور کہیں"

نہیں جائے گا۔" دونیہ کی اس بات پر افسانے کو حیرانی ہوئی۔ وہ لڑکی کیسے اتنے دعوے سے کہہ رہی تھی۔ وہ ان دونوں کے رشتے کے بارے میں جانتی ہی کیا تھی۔

میں تم لوگوں کے رشتے کے بارے میں کچھ نہیں جانتی لیکن۔۔ میں داد کو" جانتی ہوں اسی لئے اتنے دعوے سے کہہ رہی ہوں۔" وہ جیسے اس کی سوچ پڑھ رہی تھی۔ افسانے کو حیرت ہوئی لیکن اس نے کوشش کر کے چہرہ بے تاثر رکھا۔

تو اب جب تم جانتی ہو تو پیچھے کیوں نہیں ہٹ جاتی؟" اس نے سیدھا سوال" کیا۔

میں بس یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اس نے تم میں ایسا کیا دیکھا کہ وہ اتنا دیوانہ ہوا"

پھر رہا ہے تمہارے پیچھے۔ خوبصورتی کی بات کروں تو کتنے خوبصورت چہروں کو اس نے دوسری بار دیکھا تک نہیں ان کی حوصلہ افزائی تو دور کی بات ہے۔ اب تم مجھے ایسے مت دیکھو۔ تم بھی جانتی ہو تمہارا شوہر کتنا اٹریکٹو ہے۔ تو ایسے میں اس کی متاثرین لڑکیوں کی فہرست لمبی ہے۔ مجھے ہمیشہ لگتا تھا کہ بات جب لائف پارٹنر چننے کی آئے گی تو وہ میرا انتخاب کرے گا۔ ہم کزن ہیں دوست ہیں ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھتے ہیں۔ اور کیا چاہیے۔ تو جب میں نے تمہیں اس کی بیوی کے روپ میں دیکھا تو مجھے شاک لگا تھا۔ مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا۔ لیکن اب سب ٹھیک ہے میں اس کی شادی تسلیم کر چکی ہوں۔" وہ کہہ رہی تھی اور افسانے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ لڑکی سچ بول رہی تھی۔

تم خود بتاؤ۔ کیا مجھ میں کوئی کمی ہے۔ پاگلوں کی طرح چاہتی ہوں اسے۔ پھر" بھی اس نے میرا انتخاب نہیں کیا۔ کیوں؟ اس نے تمہارا انتخاب کیا۔

کیوں؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ "صرف محبت میں تو وہ اتنا بڑا فیصلہ نہیں کر سکتا۔

دونیہ۔ دیکھو۔ میں تمہیں سمجھ سکتی ہوں۔ لیکن اس بات کا جواب مہرداد" بہتر دے سکتا ہے۔ پر تم اتنا جان لو کہ وہ میرے بارے میں ایک غلط فہمی کا شکار ہوا تھا۔ اور اس نے بدلہ لینے کے لئے مجھ سے شادی کی۔" وہ نرمی سے کہہ رہی تھی جب دونیہ کھلکھلا کر ہنسی۔

معاف کرنا مجھے ہنسی آگئی۔ لیکن تم نے بات بھی تو ایسی کی ہے۔ غلط فہمی اور" بدلہ۔ کیا کہہ رہی ہو تم۔ یا تو تم مجھے بیوقوف بنا رہی ہو یا پھر تمہیں خود بھی نہیں پتا۔" وہ ہنسنے کی وجہ سے آنکھ کے کنارے پر آیا پانی صاف کر رہی تھی۔

""خیر کوئی بات نہیں۔ چلو ہم اندر چلتے ہیں۔ چائے بن گئی ہو گی۔

افسانے چپ چاپ اس کے ساتھ اندر آ گئی۔ دونیہ کی باتوں پر وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔ کیا کچھ ایسا تھا جو اسے بھی پتا نہیں تھا؟

سکینہ مہرداد کے لئے چائے الگ ٹرے میں رکھ کر لے آئی۔ افسانے نے ٹرے پر نظر گھمائی۔ زینب آنٹی نے کہا تھا کہ مہرداد کو سر میں درد ہو رہا تھا۔ اس نے سکینہ کو کہہ کر سر درد کی ٹیبلٹ منگوائی اور اسے بھی ٹرے میں پانی کے گلاس کے ساتھ رکھا۔

میں خود لے جاتی ہوں چائے۔ آپ لوگ انجوائے کریں۔" کہتے ہوئے" اس نے اپنا کپ بھی ٹرے میں رکھا۔ زینب کو سمجھ آ گئی کہ وہ دونیہ کو اوائڈ کر رہی تھی۔ ورنہ وہ چائے ہمیشہ ان کے ساتھ پیتی تھی بھلے سے مہرداد گھر پر بھی ہوتا تب بھی۔ آج اگر وہ گئی تھی تو وجہ دونیہ تھی۔

دونیہ اسے تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ سیڑھیوں کے دہانے سے غائب نہیں ہو گئی۔

دونیہ!"زینب سے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔"کیا دیکھ رہی ہو۔وہ چلی گئی" "ہے۔

ہوں۔۔کیا کہہ رہی ہیں آپ؟"اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔گویا اس" نے ان کی بات سنی ہی تھی۔

دونیہ بچے،میں کہہ رہی تھی کہ وہ چلی گئی ہے۔اس طرف دیکھنا بند کرو۔""" انہوں نے نرمی سے کہا۔وہ سر اثبات میں ہلاتے چائے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کچھ دیر بعد وہ اپنی گاڑی میں سوار گھر سے باہر نکلتی دکھائی دی۔اس نے گاڑی کی رفتار کم کی اور ونڈو کی طرف گردن موڑ کر اوپر مہرداد کے کمرے کی کھڑکی کو دیکھا۔ایک آنسو اس کی آنکھ سے لڑھک کر گال پر گرا۔اسے سمجھ آ گئی تھی کہ مہرداد نے اس لڑکی کا انتخاب کیوں کیا تھا۔

آہ مہرداد رضا آہ۔۔تم اس دن سچ کہہ رہے تھے۔اور بالآخر تمہاری تلاش" ختم ہوئی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے گاڑی بھگا لے گئی۔آنکھوں سے مسلسل آنسو گر رہے تھے۔اسے سمجھ آ گئی تھی اگر افسانے نہ ہوتی تب بھی اس کی زندگی میں دونیہ کی جگہ نہیں تھی۔

مما! مما!" آرمینے اپنے کمرے سے سارا کو آوازیں دے رہی تھی۔"

کیا ہو گیا ہے۔ کیوں اتنا شور مچا رہی ہو۔" سارا اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

مما میرے بال جھمکوں میں پھنس گئے ہیں۔ مجھ سے نکل ہی رہے۔ اور" آریز بھائی کو دیکھیں ہنستے جا رہے ہیں۔" وہ روہانسی آواز میں کہتے ڈریسنگ ٹیبل پر سٹینڈ میں لگے فون کی طرف اشارہ کیا۔ سارا نے دیکھا تو ویڈیو کال چل رہی تھی اور آریز کا مسکراتا ہوا چہرہ فون کی سکرین پر روشن تھا۔

آریز تنگ مت کرو بہن کو۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے تنبیہ کی اور" آرمینے کو سٹول پر بٹھا کر اس کے بال جھمکوں سے آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگیں۔

مما میں تنگ نہیں کر رہا تھا۔ یہ خود پچھلے پندرہ منٹ سے مجھے اپنا یہ بادبان" جیسا لباس لہرا لہرا کر دکھا رہی ہے اور ساتھ میں ضد کر رہی ہے کہ اس بادبان کی تعریف کروں۔" اس نے اپنے دکھڑے تھے۔ سارا بیگم کو ہنسی آئی جسے وہ خوبصورتی سے چھپا گئیں۔ وہ آرمینے کے گھیر دار سٹائلش سے فراک کو بادبان کہہ رہا تھا۔ آج ولیمہ تھا تو اسی حساب سے آرمینے کو انہوں نے سفید رنگ کی انگرکھا فراک پہننے کو کہا تھا جس پر گولڈن کلر کا نفیس سا سٹون ورک تھا۔ آرمینے اسے پہننے پر بہت مشکل سے مانی تھی۔ اور اب آریزا سے چڑا رہا تھا۔

درخشے بھی ایسے بادبان پہنتی ہے۔ اسے اچھے لگتے ہیں نہ۔ تو مجھے بھی اچھا" لگ رہا ہے۔ آپ مجھے چڑانے کی ناکام کوششیں کر رہے ہیں۔" آخر میں منہ بنا کر ہونہہ کیا گیا۔

اس کا پلین کپڑا ہوتا ہے۔اور وہ ویسٹرن سٹائل ڈریسز ہوتے ہیں۔ایسے " جھلملاتے ہوئے بادبان نہیں۔" وہ تنگ کرنے سے باز نہیں آرہا تھا۔

آپ۔۔آپ کو نہ فیشن کی سینس ہی نہیں ہے۔آپ اپنا کام کریں جا کر۔""" اس نے ہاتھ بڑھا کر کال کاٹ دی۔" بادبان۔۔ہونہہ "منہ ٹیڑھا کر کے نقل اتاری۔سارا بیگم نے پنز کی مدد سے اس کے بال سیٹ کئے۔

اب ٹھیک ہے۔اب یہ سیٹ ہو گئے ہیں۔میں جا کر اپنی تیاری کر لوں۔" کپڑے چینج کرنے جا رہی تھی جب تم نے آواز دی۔اور اب انہیں چھیڑنا مت۔"اسے ہدایت دیتی وہ کمرے سے باہر نکل گئیں۔آرمینے نے شیشے میں اپنا جائزہ لیا۔آنکھوں پر میک اپ وہ ثانیہ سے کروا آئی تھی۔اب بس لپ اسٹک لگانی تھی۔ڈیپ ریڈ کلر کی لپ اسٹک اٹھا کر نفاست سے لبوں پر لگائی۔

پرفیکٹ۔"اٹھ کر گھوم پھر کر اپنا جائزہ لیا۔"

فون اٹھا کر رائد کو ویڈیو کال ملائی۔

مرحبا!"رائد کی بھاری خوبصورت آواز فون کے سپیکر میں گونجی۔ساتھ" ہی اس کا مسکراتا ہوا چہرہ سکرین پر روشن ہوا۔

مرحبا!رائد۔۔۔میرا ڈریس دیکھو اور سچ سچ بتانا کیسا لگ رہا ہے؟"بغیر کسی" اور بات کے وہ سیدھا سیدھا اپنے ڈریس پر آئی تھی۔فون کو سٹینڈ پر رکھا اور گھوم پھر کر اپنا ڈریس دکھایا۔وہ مسکراتے ہوئے پوری دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہا تھا اور اسے دیکھ رہا تھا۔

ڈریس دکھا کر وہ سٹول پر آ کر بیٹھی۔اب اس کا چہرہ کیمرے میں واضح تھا۔

تم مصروف تو نہیں تھے؟"خیال آیا تو پوچھ لیا۔"

نہیں۔میں تو فری ہی تھا۔"ہاتھ اٹھا کر سیکرٹری کو بولنے سے منع کیا۔وہ" ابھی کوئی فائل لے کر آئی تھی۔وہ مسکرا کر وہیں رک گئی۔وہ آرمینے کی آواز پہچانتی تھی۔اسے پتا تھا کہ اب رائد تب ہی بات سنے گا جب آرمینے کی کال بند ہو گی۔سیکرٹری نے وہاں بیٹھی سیرینہ کو سمائل پاس کی لیکن پھر فوراً منہ سیدھا کیا کیونکہ سیرینہ سنجیدہ نظروں سے رائد کو دیکھ رہی تھی۔وہ لوگ ابھی ایک اہم ڈسکشن کر رہے تھے جب درمیان میں ارمن کی کال آئی تھی۔

تمہیں پتا ہے آریز اس ڈریس کو بادبان کہہ رہا تھا۔"ہونٹ گول کر کے" بولتے اس نے آریز کی شکایت لگائی۔ایسے کرتے وہ بہت کیوٹ لگتی تھی یا پتا

نہیں رائد کو لگتی تھی۔

آریز کا کیا ہے اسے کونسا فیشن سینس ہے۔اور تم نے یہ اتنی ڈارک کر کے " لپ اسٹک کیوں لگائی ہے۔"اس نے بھنویں سکیڑ کر غور سے اس کے ہونٹوں کو دیکھا۔اسے لپ اسٹک پسند نہیں آئی تھی۔

اچھی نہیں لگ رہی کیا؟"اس نے غور سے سامنے آئینے میں دیکھا۔"

اوں ہوں۔ریموو کرو اسے۔"نچلا لب دانتوں تلے دبائے وہ غور سے اسے " دیکھ رہا تھا۔آرمینے نے ٹشو اٹھا کر رگڑ کر لپ اسٹک اتاری۔لپ اسٹک تو اتر گئی تھی۔لیکن سرخ رنگ اس کے ہونٹوں پر چھوڑ گئی۔

اب کونسی لپ اسٹک لگاؤں۔گلابی لگالوں؟"وہ اب اس سے پوچھ رہی"

تھی۔

رائد نے سامنے بیٹھی سیرینہ کو دیکھا وہ سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی" تھی۔اس نے سر پر ہاتھ پھیرتے ارمن کو دیکھا۔وہ اس کے جواب کی منتظر تھی۔

نہیں ایسے ہی ٹھیک ہے۔لپ بام لگالو بس۔"نرمی سے کہا۔آرمینے نے" لپ بام لگا کر دونوں ہونٹ آپس میں مس کیے پھر رائد کو دیکھا۔ابرو اچکا کر پوچھا کہ اب بتاؤ۔

پرفیکٹ۔!"وہ نثار ہوتی نظروں سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔" سیرینہ نے غور سے اس کی مسکراہٹ دیکھی۔اس کی سمائل خوبصورت تھی لیکن وہ زیادہ تر رسمی انداز میں مسکراتا تھا۔یا پھر اپنی فیملی سے بات کرتے اس

کے چہرے پر اصل مسکراہٹ آتی تھی۔ لیکن یہ جو بے ساختہ سی جگمگاتی ہوئی مسکراہٹ اس کے چہرے پر اور آنکھوں میں نظر آتی تھی سیرینہ اچھے سے پہچانتی تھی یہ تب آتی جب وہ ارمن سے بات کر رہا ہوتا۔

تھوڑی دیر آرمینے سے بات کر کے اس نے کال بند کی اور سیکریٹری سے بات کرنے لگا۔اس نے جانے کے بعد وہ سیرینہ کی طرف متوجہ ہوا۔

تو کہاں تھے ہم۔۔"لیپ ٹاپ اپنی طرف گھماتے اس پر کھلی ونڈو پر نظر" دوڑائی۔"ہم ایریا دیکھ رہے تھے۔تو میں کہہ رہا تھا کہ اگر ہم دبئی کے اس علاقے کو چوز کریں جو زیادہ کمرشل نہیں ہے تو۔۔"لیپ ٹاپ پر کھلی ونڈو نظر دوڑاتے اس نے سلسلہ کلام وہیں سے جوڑا جہاں سے ٹوٹا تھا۔سیرینہ بھی سر جھٹک کر سامنے دیوار پر چلتی ان سلائیڈز کی طرف متوجہ ہو گئی جو رائد کے لیپ ٹاپ سے کنیکٹڈ تھیں۔

ایک گھنٹے بعد جب سیرینہ رائد کے آفس سے باہر آئی تو اپنے ڈیسک پر بیٹھی سیکرٹری اسے دیکھ کر مسکرائی اور اپنے سامنے کھلے ڈیسک ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔ سیرینہ چلتے ہوئے اس تک آئی۔

کیسی ہو رقیہ۔ کام کیسا چل رہا ہے؟" رسمی سا مسکرا کر پوچھا۔"

میں ٹھیک ہوں سیرینہ میم۔ اور کام بہت اچھا چل رہا ہے الحمدللہ۔" رقیہ" گندمی رنگت پر آنکھوں پر نفیس فریم والا نظر کا چشمہ لگائے ذہین آنکھوں والی سادہ سی لڑکی تھی۔

مجھے لگتا ہے اندر میں تم سے روڈ ہو گئی تھی۔ دراصل ہم بہت اہم ڈسکشن کر رہے تھے جب کال کی وجہ سے اسے ادھورا چھوڑنا پڑا۔" اس نے معزرت خواہانہ انداز میں کہا۔

نہیں کوئی بات نہیں۔ میں نے تو محسوس بھی نہیں کیا۔ رائد سر ایسے ہی ہیں۔ جب آرمینے میم کی کال آتی ہے تو سر کتنی بھی امپورٹنٹ میٹنگ میں ہوں آرمینے میم کی کال لازمی سنتے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی۔

ہاں میں جانتی ہوں آرمینے کو۔ وہ آریز کی بہن ہے۔ اور رائد اسے بالکل اپنی چھوٹی بہنوں کی طرح ٹریٹ کرتا ہے۔ لاڈلی بہن یو نو۔ خیر تم سے بات کر کے خوشی ہوئی رقیہ۔ تمہارا دن اچھا گزرے!" رسمی کلمات ادا کرتی وہ وہاں سے چلی گئی۔ رقیہ اس کی باتوں کو سوچ رہی تھی۔ اسے آرمینے لاڈلی ضرور لگی تھی لیکن وہ اسے رائد کی بہن کبھی نہیں لگی تھی۔ خیر اسے کیا وہ ڈر جھٹکتے

اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔

آرمینے اس وقت میرج ہال میں موجود تھی۔ وہ کھانا لینے بوفے ٹیبل کی طرف آ رہی تھی جب کسی نے اس کا نام پکارا۔

آرمینے!" آواز کی سمت کا تعین کرتے وہ پلٹی اور سامنے دیکھا۔ تھری پیس" وائٹ ڈریس، جس کی شرٹ بلیک کلر میں تھی، میں ملبوس مرتضیٰ اپنی گریس فل شخصیت کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

آرمینے اس وقت میرج ہال میں موجود تھی۔ وہ کھانا لینے بوفے ٹیبل کی طرف آرہی تھی جب کسی نے اس کا نام پکارا۔

آرمینے!" آواز کی سمت کا تعین کرتے وہ پلٹی اور سامنے دیکھا۔ تھری پیس" وائٹ ڈریس، جس کی شرٹ بلیک کلر میں تھی، میں ملبوس مرتضیٰ اپنی گریس فل شخصیت کے ساتھ وہاں موجود تھا۔

جی؟" اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔"

کیسی ہو؟" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ دوستانہ انداز میں اسے دیکھ رہا" تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟" اس نے بھی حال پوچھنے کی فارمیلٹی"

نبھائی۔

ٹھیک۔" سر ہلا کر کہتے وہ اسے پر سوچ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔"

آپ کو کوئی کام ہے مجھ سے؟" وہ سادگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔"

میں۔۔۔ایکچولی۔۔" وہ تذبذب کا شکار تھا کہ کہے یا نہ کہے۔" میں اس دن" بہت روڈ ہو گیا تھا تم سے۔آئم سوری فار دیٹ۔میں کسی اور بات پر پریشان تھا اور۔۔خیر میں اپنے رویے کو جسٹیفائی نہیں کر سکتا۔آئم سوری۔" وہ معذرت خواہانہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اٹس اوکے مرتضیٰ بھائی۔میں تو بھول بھی گئی۔" سادگی سے مسکرا کر کہتے" اس نے ہاتھ میں پکڑے فون کو دیکھا۔درخشندے کی کال آ رہی تھی۔

"ایکسکیوز می۔ میں فون سن لوں۔" وہ معذرت کرتے فون کان سے لگاتی وہاں سے ہٹ گئی۔ مرتضیٰ نے ایک نظر اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا پھر سر جھٹکتے ہوئے خود بھی مہمانوں کی طرف بڑھ گیا۔

مرحبا!" درخشندے کی فریش سی آواز فون کے سپیکر سے گونجی۔"

مرحبا درخشے! کیسی ہیں آپ؟" وہ قدرے کم رش والی جگہ پر کرسی" گھسیٹتے بیٹھ گئی۔

میں تو ٹھیک ہو۔ تم یہ بتاؤ کہ پاکستان سے واپس آنے کا ارادہ نہیں ہے کیا" تمہارا۔ شادی کب ختم ہونی ہے؟" وہ مصروف انداز میں کہہ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ شاید کوئی کام بھی کر رہی تھی۔

ہماری دو دن بعد فلائٹ ہے۔ ہم آ رہے ہیں واپس۔ شادی سمجھیں آج ختم ہو جائے گی۔" اس نے ٹیبل پر انگلیاں بجاتے جواب دیا۔

"واپسی پر ادھر آنے کا کوئی پروگرام ہے یا پھر نیو یارک ڈائریکٹ فلائیٹ؟"

ہے تو سہی۔ مجھے آپ لوگوں کی اتنی یاد آ رہی ہے۔ برتھڈے تک کون انتظار کرے۔ اس لیے پہلے دبئی آئیں گے آپ سے ملنے پھر ہی نیو یارک۔" اس نے پروگرام ڈن کیا۔

اوکے مینو۔ ملتے ہیں پھر دو دن بعد۔ اپنا خیال رکھنا۔" وہ کال کاٹ گئی۔" درخشے کی فون کال ایسی ہی ہوتی تھی۔ مختصر اور ٹو دا پوائنٹ۔ آرمینے بھی کرسی چھوڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تم مجھے یہ بتاؤ۔ میں کیا تمہیں چھوٹی بچی لگتی ہوں جس کا تمہیں ڈر ہے کہ وہ" نئی جگہ پر زیادہ لوگوں میں جا کر کھو جائے گی۔" وہ بیزاری سے کہتے اسے گھور رہی تھی۔ وہ آج مہرداد کے ساتھ آفس آئی تھی اور وہ گھر سے لے کر آفس تک پورا راستہ اسے مختلف ہدایات دیتا آیا تھا۔ اس وقت وہ لفٹ میں موجود تھے جو اس فلور کی طرف رواں تھی جہاں پر رضا پہلوی اور مہرداد کے علاوہ کمپنی کے سینئیر عہدے داروں کے آفس تھے۔

مجھے پتا ہے تم چھوٹی بچی نہیں ہو لیکن یہاں کا ماحول مختلف ہے۔ تم نہیں" جانتی یہاں کے لوگوں کو اور ان کی پالیٹکس کو۔ تمہیں تو دو دن نہ ٹکنے دیں۔ لیکن تمہارے ساتھ نیکی کرنی ہی نہیں چاہیئے، تمہیں راس ہی نہیں آتی۔" اپنی اتنی سنجیدہ باتوں پر افسانے کا رسپانس دیکھتے وہ جل ہی تو گیا۔

کیا مطلب ہے، دو دن نہ ٹکنے دیں۔ میں تمہاری بیوی ہوں کوئی عام"
ایمپلائی تو نہیں ہوں۔ اور تم اس آفس کے باس۔۔۔ ایک منٹ۔۔۔ تم بھلا
کس سیٹ پر کام کرتے ہو یہاں؟ ڈونٹ ٹیل می کہ تم واقعی تنخواہ دار ملازم ہو
ادھر۔" سنہری آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔" اور اگر ایسا ہے تو کتنی تنخواہ
ہے تمہاری۔ گزارہ ہو جاتا ہے نہ؟ اور یہ جو تم ایک ملک سے دوسرے سفر
کرتے رہتے ہو اس کا خرچہ کمپنی برداشت کرتی ہے کیا؟" ایک ہی سانس
میں سوالات کیے۔

میں یہاں پر کمپنی آنر کی حیثیت سے ہی کام کرتا ہوں۔ تم اپنے قیاس کے"
گھوڑے دوڑانا بند کرو۔" سلگ کر اسے دیکھا۔

تو پھر مجھے ہدایت نامہ دینے کا کیا مقصد ہے۔ میں جانتی ہوں کہ مجھے کیا کرنا"

ہے۔میں نیویارک سے ہوں اس لئے تم مجھے آفس پالیٹکس یاانسانی نفسیات مت سمجھاؤ۔"سٹالر سر پر درست کرتے ہوئے مزے سے کہا گیا۔

اوکے مس نیویارک،میں صرف یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ یہاں پر کسی کو نہیں بتایا" میں نے کہ تم میری بیوی ہو۔تم پھر اسی حساب سے چیزوں کو دیکھ لینا۔"وہ اب لفٹ سے باہر آرہے تھے۔

کیوں نہیں بتایا؟"آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔قدم رک گئے۔مہر داد نے" دائیں بائیں سر گھماتے ہوئے اطراف کا جائزہ لیا۔پھر سر پر ہاتھ پھیرتے گردن ترچھی کر کے افسانے کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

تم سے رضا پہلوی نے کہا نا یہ۔انہوں نے میرے یہاں کام کرنے کی یہ" شرط رکھی۔ہے نہ؟آف کورس۔۔وہ مجھے اپنی بہو کے طور پر کیوں متعارف

کرائیں گے۔" وہ پورے وثوق سے کہہ رہی تھی۔

تمہیں یہاں جاب کرنی تھی نہ۔ تو ہو گیا تمہارا مطالبہ پورا۔ اور یہاں تمہیں" مکمل پروفیشنل ورک انوائرمنٹ ملے گا باقی شرطیں شرائط تمہارا کنسرن نہیں ہے۔ اب چلو۔" سنجیدگی سے کہتے اسے چلنے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گیا۔ افسانے کچھ پل وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹکتے اس کے پیچھے قدم بڑھائے۔

آنٹی آپ مجھے بہت اچھی لگی ہیں۔ مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ میری آپ سے پہلے ملاقات کیوں نہیں ہوئی۔" سیرینہ مسکراتے ہوئے فاطمہ سے مخاطب تھی۔ وہ آج رائد کی طرف سے لنچ کی دعوت پر اس کے گھر آئی ہوئی

تھی۔ کھانا لگنے کو ابھی وقت تھا۔ تو وہ لوگ ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ رائد اور آریز بھی موجود تھے۔

میں خود بھی یہی سوچ رہی تھی۔ لیکن اس کا جواب تو یہ دونوں نکمے دے سکتے ہیں کہ کیوں اتنی اچھی لڑکی سے ملاقات سے محروم رکھا ہمیں۔" فاطمہ نے رائد اور آریز کو دیکھا۔

مما آپ مل پہلی بار رہی ہیں لیکن آپ سے غائبانہ تو سارا تعارف کروایا ہوا ہے ان مادام کا۔" رائد نے آنکھیں گھما کر سیرینہ کو دیکھا اور نفی میں سر ہلایا، یہ شکوہ تو پتا نہیں کب تک سننے کو ملنے والا تھا۔ وہ جواباً شرارت سے مسکرا دی۔

ہاں جی اور پھر اب تو مل لیا نہ تو کیا پرانی باتیں چھیڑنی۔" آریز نے بھی رائد"

کی بات کو آگے بڑھایا۔ سر گھما کر اطراف کا جائزہ لیا۔ ڈرائنگ روم کے دروازے کی طرف دیکھا۔ کیا پتا اس عربی شہزادی کی جھلک نظر آجائے۔ لیکن نظریں مایوس لوٹ آئیں۔ وہ سامنے ہوتی تھی تو نظر نہیں اٹھتی تھی اور اس کی غیر موجودگی میں نگاہیں اسی کو ڈھونڈتی تھیں۔

مما درخشے کہاں ہے؟ نظر نہیں آرہی۔" رائد نے آریز کے دل کی بات کو" سوال کی صورت ڈھالا۔ آریز نے مشکور نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ ایئرپورٹ گئی ہے۔ ابھی آتی ہوگی۔" فاطمہ نے نرمی سے جواب دیا۔"

ائیرپورٹ کیوں، خیریت؟ ایسا کون آرہا ہے جسے ریسیو کرنے خود" درخشندے بنت طلال گئی ہوئی ہیں۔" توصیفی انداز میں ابرو اچکا کر پوچھا۔

تم خود دیکھ لینا وہ لوگ بس آنے ہی والے ہوں گے۔اچھا تم لوگ باتیں" کرو میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔"نرمی سے کہتے ہوئے فاطمہ ڈرائینگ روم سے باہر نکل گئیں۔

تمہیں اتنی بار انوائیٹ کیا تھا لیکن تمہارے خود کے پاس وقت نہیں تھا ہوتا" اور آج تمہیں اظہار افسوس کرنا یاد آرہا تھا۔"رائد نے نفی میں سر ہلایا۔

اور کیسے معصوم بن کر بیٹھی تھی جب فاطمہ آنی ہمیں نکما کہہ رہی تھیں۔"" آریز نے بھی نفی میں سر ہلایا۔

تم دونوں ڈرامے بند کرو۔ہاں ٹھیک ہے میں مصروف ہوتی تھی لیکن تم" لوگوں نے بھی تو کبھی اصرار نہیں کیا نہ۔ہونہہ۔"وہ کونسا کم تھی۔سارا الزام ان دونوں پر ڈالا۔

اصرار کیسے کیا جاتا ہے۔ کیا تمہیں۔۔۔ایک منٹ۔۔ ہم بھی تو تمہارے" گھر کبھی نہیں آئے۔ تمہاری فیملی سے آتے جاتے ملاقاتیں ہوئیں ہیں، کبھی وہ تمہارے آفس آئے تو کبھی تم آرٹ گیلری میں گھومتے ہوئے پائی گئی۔ تو ہماری بھی سرسری ہیلو ہائے ہو جاتی تمہارے گھر والوں سے۔ تو ایسے ہی بس ہوائی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ تم نے کبھی پراپر انداز میں گھر آنے کی دعوت دی کیا ہمیں۔؟" آریز نے بھنویں سکیڑیں۔

کیا ہے تم نے باتوں کو۔(manipulate) یااللہ، آریز کیسے مینوپلیٹ" اور وہ جو ڈیڈ سے تم دونوں کو ملوایا تھا چائے کی دعوت پر۔ یاد ہے تین گھنٹے تک چلی گئی تھی وہ چائے۔" سیرینہ نے بھی بھنویں سکیڑ کر آریز کو دیکھا۔

وہ چائے کیسے بھول سکتے ہیں۔ اور اس کا مقصد بھی اگر یاد ہو تمہیں تو وہ"

انہوں نے ان ڈائریکٹلی ہمارا انٹرویو لیا تھا کہ ان کی بیٹی کن لوگوں کے ساتھ کام کرنے والی ہے۔اور پھر کیسے وہ ہمارے فین ہو گئے تھے۔اور تمہاری عقل سے زیادہ تو وہ ہم پر اعتبار کرتے ہیں۔"آریز نے مسکراتے ہوئے شرٹ کا کالر کھڑا کیا۔رائد مسکراتے ہوئے ان دونوں کی نونک جھونک دیکھ رہا تھا۔

اس میں تو کوئی شک نہیں۔میں کہیں بھی آؤں جاؤں ان کو بس یہ بتا دوں" کہ رائد یا آریز ساتھ ہیں وہ پھر دوسرا اعتراض نہیں کرتے۔"سیرینہ نے اس کی تائید کی۔آریز اسے کوئی جواب دیتا اس سے پہلے۔۔

مرحبا!"درخشندے سلام کرتے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔"

مرحبا!"آریز بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھا۔درخشندے نے سر کو خم دیا اور"

رسمی سا مسکرائی۔اب وہ سیرینہ اور رائد سے مل رہی تھی۔

ممانے بتایا کہ آپ لوگ ادھر ہیں تو میں نے سوچا میں بھی ادھر ہی آ" جاؤں۔سیرینہ سے ملنے کا اشتیاق بھی بہت تھا۔آپ سے مل کر اچھا لگا۔" ان کو وضاحت دیتے وہ سیرینہ سے مخاطب ہوئی۔

مجھے بھی آپ سے مل کر اچھا لگا در۔۔خ۔۔شندے۔"سیرینہ نے اٹک" اٹک کر اس کا نام مکمل کیا۔"بہت یونیک نام ہے آپ کا۔تھوڑا مشکل بھی۔"اس نے مسکرا کر کہا۔

آپ نے تو پھر بھی سہی سے نام لیا ہے۔ورنہ مجھے عادت ہے لوگ میرا نام" اکثر بگاڑ دیتے ہیں۔"وہ دوستانہ انداز میں مسکرائی۔

درخشے کس کو لینے گئی تھی ایئرپورٹ؟" رائد سے بس اتنی ہی دیر صبر ہوا" تھا۔

میں دراصل۔۔" ابھی وہ کہہ رہی جب آرمینے ڈرائنگ روم کے " دروازے پر دکھائی دی۔" آپ خود ہی دیکھ لیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے آرمینے کی طرف اشارہ کیا اور قدم صوفے کی طرف بڑھائے۔ رائد بے ساختہ مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھا۔

مجھے پتا تھا۔" نچلا لب دانتوں تلے دبائے وہ جگمگاتی آنکھوں سے آرمینے کو" دیکھ رہا تھا۔ سیرینہ نے بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ آرمینے کو دیکھتے ہوئے اس کے چہرے کا ایک ایک نقش روشن ہوا اٹھا تھا۔

رے!" وہ جلدی سے آگے بڑھ کر اس کے گلے لگی۔"

ارمن!"رائد نے بہت نرمی سے اسے خود سے لگایا۔کچھ پل۔پھر"
مسکراتے ہوئے اسے خود سے الگ کیا۔ایک ہاتھ اس کے گال پر رکھا اور اس
کا چہرہ اوپر کیا۔

کیسی ہو؟"نرمی سے پوچھتے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے بائیں ابرو پر پھیرا۔"

بہت اچھی ہوں۔میں نے تمہیں بہت مس کیا۔"سر اٹھائے اسے دیکھتے"
ہوئے وہ سادگی سے مسکرا رہی تھی۔

میں نے بھی۔"پیار سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔"

اھم اھم،میں بھی ہوں ادھر۔"آریز نے گلا کھنکار کر اپنی موجودگی کا"

احساس دلایا۔

آریز بھائی!"آرمینے مسکراتے ہوئے آریز کے گلے لگی۔"

بھائی کی جان۔"آریز نے اسے بازو کے حلقے میں لیا،لب اس کے بالوں پر" رکھے۔پھر اس کا چہرہ سامنے کیا،دونوں گال نرمی سے کھینچتے ماتھے پر پیار کیا۔ سیرینہ،درخشے اور رائد مسکراتے ہوئے ان بہن بھائی کے پیار کے مظاہرے کو دیکھے گئے۔

ابھی اتنا پیار آرہا ہے۔فون پر کیسے مجھے چڑا رہے تھے۔میرے ڈریس کو" بادبان بولا آپ نے۔"ہونٹوں کو گول کر کے منہ بسورتے ہوئے شکوہ کیا گیا۔

وہ تو بس ایسے ہی تنگ کر رہا تھا اپنی مینو کو۔ ورنہ تمہارا ڈریس واللہ بہت شاندار تھا۔" آریز نے مسکراتے ہوئے انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے اس کا نچلا ہونٹ ہلکے سے دبایا، جیسے چھوٹے بچوں کو کرتے ہیں جب ان کی حرکتوں پر پیار آئے۔ رائد نظریں پھیر گیا۔ گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

تم دونوں بہن بھائی شکوے شکایات نمٹاؤ میں سارا آنی سے مل کر آتا ہوں۔" اس نے ڈرائنگ روم سے باہر کا رخ کیا۔ اسے پتا تھا کہ سارا اور فاطمہ کہاں ملیں گی۔ وہ بڑا سا گول کمرہ جسے انہوں نے فیملی کامن کا نام دیا ہوا تھا۔

آر مینے ان سے ملو۔ یہ سیرینہ ہیں۔ تم جانتی تو ہو گی انہیں۔" آریز نے تعارف کی رسم نبھائی۔

السلام علیکم!" آرمینے نے سلام کرنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔"

وعلیکم السلام آرمینے۔" سیرینہ آگے بڑھ کر اس کے گلے لگی۔ پھر اس الگ" ہوتے ہوئے اس نے کندھوں پر ہاتھ ٹکائے۔" بہت سنا ہے تمہارے بارے میں اور ایک بار ملاقات بھی ہوئی تھی۔ تب تم چھوٹی سی تھیں۔ اینڈ آئی مسٹ سے تم پہلے سے زیادہ کیوٹ اور خوبصورت ہو گئی ہو، دا ینگ لیڈی آرمینے۔" اس نے دل کھول کر تعریف کی۔ آرمینے کے چہرے پر سرخی جھلکی۔ وہ واضح طور پر شرمائی تھی۔

تھینک یو۔ آپ بھی بہت پیاری ہیں۔ میں نے بھی آپ کے بارے میں" بہت سنا ہے اور آپ کو اکثر تصویروں میں دیکھا بھی ہے آریز بھائی اور رائد کے ساتھ۔" آرمینے کو سمجھ نہیں آئی اور کیا کہے۔ وہ خوبصورت سی لڑکی اتنی اپنایت سے اس سے ملی تھی۔

آئی ہوپ کہ تمہارے بھائیوں نے کچھ اچھا ہی بتایا ہو گا میرے بارے میں۔" سیرینہ نے آریز کو دیکھتے شرارت سے کہا۔ وہ نفی میں سر ہلاتے مسکرا دیا۔

جی جی آریز بھائی بہت تعریف کرتے ہیں آپ کی۔" آرمینے کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کہے اس کی بات کے جواب میں۔" میں آتی ہوں ابھی۔" مسکراتے ہوئے کہتے وہ تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئی۔

اھم اھم، وہ چلی گئی۔ آپ دونوں بیٹھ جائیں۔" درخشندے کی آواز پر آریز" اور سیرینہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔

اتنے دن بعد ملے نہ تو تھوڑا سا۔۔"آریز کان کھجاتے ہوئے صوفے پر" بیٹھا۔

آئی نو۔"آریز کو کہتے وہ سیرینہ کی طرف متوجہ ہوئی۔"مجھے آپ سے ملنے" کا بہت دل تھا۔آپ کا ایک انٹرویو پڑھا تھا میں نے۔مجھے آپ کا اندازِ فکر پسند آیا۔"اس نے دل سے تعریف کی۔اب سیرینہ جواب میں اسے کچھ کہہ رہی تھی۔آریز نے پورا دھیان لگانا چاہا لیکن دل ہمک ہمک کر اس عربی شہزادی کو دیکھنا چاہ رہا تھا لیکن وہ کمرے کی ہر چیز کو دیکھ رہا تھا سوائے درخشے کے۔ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا اس کی موجودگی میں وہ سارا وقت یہی کوشش کرتا رہتا کہ اس کے چہرے پر نظر نہ پڑے ورنہ پھر اس کی نگاہیں کہیں اور دیکھنے سے انکاری ہو جاتی تھیں۔بیچارہ عاشق۔

وہ ڈنر کے بعد اس وقت فیملی کامن میں تھے۔ کیرم بورڈ کھلا ہوا تھا اور آریز، رائد اور آرمینے کھیل رہے تھے۔ درخشندے صوفے پر پیر سمیٹ کر بیٹھی ان کی گیم دیکھ رہی تھی اور ان کی گیم پر ساتھ ساتھ تبصرہ بھی کر رہی تھی۔ فاطمہ اور سارا باہر لان میں واک کرنے گئی تھیں۔ اور یہ تو وہ چاروں جانتے تھے کہ واک کا تو بہانہ ہے اصل میں ان دونوں دوستوں کو آپس میں باتیں کرنا ہوتی تھیں۔ دوپہر کو لنچ کے بعد ان سب نے تو کہا تھا کہ سیرینہ ڈنر تک رک جائے لیکن وہ معزرت کرتے پھر کبھی آنے کا کہہ کر چلی گئی تھی۔ اسے آریز ڈراپ کر آیا تھا۔

رائد تم چیٹنگ کرتے ہو۔ تم جان بوجھ کر ایسی سیٹنگ بناتے ہو کہ مینے" پوائنٹس سکور کر لے۔ آیندہ تمہاری باری مینے سے پہلے نہیں رکھنی۔" آریز نے ہمیشہ والا رونا رویا۔

کھیلنا تمہیں خود کو نہیں آتا یا عزیزی اور الزام مجھ پر۔ تم اپنا گیم بہتر کرو۔"
شکوے کرنا مردوں کا شیوہ نہیں ہوتا۔" رائد نے زبان دانتوں کے کونے
میں دبائے اسے چڑایا۔

ہاں جی آریز بھائی آپ کو کھیلنا ہی نہیں آتا۔ افسانے کہتی تھی کہ آریز"
آرمینے سے ہارنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ باقی آپ خود حساب لگا لیں۔"
آرمینے نے بھی ناک چڑھا کر اسے روسٹ کرنا اپنا فرض سمجھا۔

گڈ شاٹ مائی ہارٹ!" رائد ہاتھ سیدھا کر کے آرمینے کے سامنے کیا اس"
نے زور سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر مارا اور پھر دونوں دل کھول کر ہنسے۔
زندگی سے بھرپور ہنسی۔

اچھا یہ بات ہے اب دیکھنا زرا تم۔"آریز نے آستین چڑھائے۔"

افسانے تو شادی کے بعد غائب ہی ہو گئی ہے۔میری کب سے بات نہیں" ہوئی اس سے۔"درخشندے نے کہتے ہوئے اپنا فون اٹھا کر افسانے کو ویڈیو کال ملائی۔

تم اسے کال کر لو نہ۔"رائد نے گردن گھما کر درخشندے کو دیکھا۔"تم تو" پہلے ہی اسے کال ملا چکی ہو۔مائی سمارٹ سسٹر"مسکراتے ہوئے سر واپس کیرم بورڈ کی طرف گھمایا۔

کال پک کر لی گئی تھی۔افسانے کا سنہری روشن چہرہ فون کی سکرین پر جگمگایا۔

مرحبا ایران والو!"درخشندے نے سر کو خم دیتے سلام کیا۔"

مرحبا!"افسانے کی آواز فون کے سپیکر سے گونجی۔وہ تینوں کھیل چھوڑ کر" درخشندے کو دیکھنے لگے۔وہ جگر جگر کرتی آنکھوں سے افسانے سے حال احوال پوچھ رہی تھی۔یااللہ،آریز نے فوراً سر واپس کیرم بورڈ کی طرف گھمایا۔

میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسی ہو مغرور حسینہ؟"افسانے نے شرارتی میں" اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

کچھ بھی ہو جائے تم یہ نہیں بھول سکتی نہ۔"درخشندے بے ساختہ ہنسی۔"

کبھی نہیں،نہ یہ اور نہ تمہاری جیجی حدید واک."پلکیں جھپکتے اس نے نفی" میں سر ہلایا۔آرمینے کھلکھلا کر ہنسی۔اس بات کی بیک سٹوری وہ جانتی تھی۔

افسانے ے ے "درخشندے نے آنکھیں بڑی کر کے اسے گھورتے "
ہوئے تنبیہہ کی اور فون جلدی سے کیرم بورڈ کے گرد بیٹھے آریز لوگوں کی
طرف گھمایا۔ یہ اس بات کی کوشش تھی کہ افسانے کو مزید بولنے سے روکا
جائے۔ ان کا آپس کا ہنسی مذاق تھا۔ اب آریز اور رائد کے سامنے خوامخواہ کی
ایمبیرسمنٹ ہو جاتی۔

افسانے ے ے آریز کو دیکھیں یہ مجھے اور رائد کو چیٹر بلا رہے تھے۔ """
آرمینے نے موقع ملتے ہی آریز کی شکایت لگائی۔ فون بھی اپنے ہاتھ میں پکڑ
لیا۔

یہ ہے چیٹر اور یہ اس کا میسنا پارٹنر مجال ہے کبھی خود جیتا ہو یا مجھے جیتنے دیا"
ہو۔ ہمیشہ اسی چھوٹی چڑیل کے ساتھ مل کر چیٹنگ کرتا ہے۔" آریز نے

فون آرمینے کے ہاتھ سے کھینچا۔

اب یہ تم زیادہ بول رہے ہو۔افسانے دیکھو اسے یہ مجھے میسنا کہتا ہے۔اگر" اس کی خوبصورت آنکھیں تم سے نہ ملتی ہوتیں تو بخدا میں نے اسے چھوڑنا نہیں تھا۔" رائد نے فون آریز کے ہاتھ سے جھپٹا۔

اب وہ سب باری باری افسانے سے بات کر رہے تھے۔فون ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ تک گھوم رہا تھا۔ان کی آوازیں کمرے سے باہر تک جا رہی تھیں۔ہنسی، قہقہے،ایک دوسرے کو چڑاتے تنگ کرتے۔کامن جیسے جگمگا اٹھا تھا۔کاش کہ وہ سب ہمیشہ ایک ساتھ رہیں۔اس کمرے کے در و دیوار نے بے ساختہ دعا کی تھی۔

وہ رات کے کھانے کے بعد واک کر کے ابھی کمرے میں آئی تھی جب اس کا فون بجا۔ درخشے کی کال تھی اس نے مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کی۔

مہر داد کمرے میں آیا تو افسانے کو جگمگاتے چہرے کے ساتھ صوفے پر بیٹھے دیکھا۔ وہ فون چہرے کے سامنے کیے اپنے گھر والوں سے بات کر رہی تھی شاید۔ ان سب کی زوردار شور مچاتی آوازیں افسانے کے فون سے نکل کر پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔ وہ سر جھٹک کر نائیٹ ڈریس اٹھا کر چینج کرنے چلا گیا۔ فریش ہو کر واپس آیا تو افسانے ابھی تک فون پر بات کر رہی تھی۔ وہ اپنا فون اٹھا کر ٹیرس پر آ گیا۔ لیکن دھیان کے سارے دھاگے کمرے سے آتی افسانے کی چہکتی ہوئی آواز سے جڑے ہوئے تھے۔ اتنے دنوں میں پہلی بار وہ اس کی ایسی کھنکتی ہوئی آواز سن رہا تھا۔ کچھ دیر بعد کال بند ہو گئی تھی شاید۔ کیونکہ فون سے گونجتا شور بند ہو گیا تھا۔

وہ واپس کمرے میں آیا۔افسانے گنگناتے ہوئے میوزک سسٹم کے پاس کھڑی تھی۔ مختلف بٹن پریس کرتے اس نے سونگ پلے کیا۔

رفت،دل من رفت

مگہ از دست نگاھت میشہ در رفت

ھست یہ نفر ھست

وہ اب وارڈروب کھولے کل صبح آفس جانے کے لئے کپڑے سیلیکٹ کر رہی تھی۔آج کا دن تو اچھا گزرا تھا۔اسے آفس پسند آیا تھا۔وہ ساتھ ساتھ گنگنا رہی تھی۔

رفت دل من رفت

مہر داد اسے دیکھتا رہا۔ وہ خوش تھی۔ اور یہ خوشی یقیناً تھوڑی دیر پہلے ہوئی کال کی بدولت تھی۔ اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا جب اس نے ایسے ہی اسے گنگناتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس دن بھی وہ بہت خوش تھی۔ اور مہر داد کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا تھا۔ لیکن اس دن کا اختتام خوشگوار نہیں ہوا تھا۔ وہ وہی دن تھا جب ان دونوں کی زندگیاں تبدیل ہو گئی تھیں۔ اس دن کے بعد کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔ اور یہ اسی کی بدولت تھا جو وہ آج یہاں پر تھے۔

مہر داد اسے دیکھتا رہا۔ وہ خوش تھی۔ اور یہ خوشی یقیناً تھوڑی دیر پہلے ہوئی کال کی بدولت تھی۔ اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا جب اس نے ایسے ہی اسے

گنگناتے ہوئے دیکھا تھا۔اس دن بھی وہ بہت خوش تھی۔اور مہرداد کتنی ہی دیر اسے دیکھتا رہا تھا۔ لیکن اس دن کا اختتام خوشگوار نہیں ہوا تھا۔وہ وہی دن تھا جب ان دونوں کی زندگیاں تبدیل ہو گئی تھیں۔اس دن کے بعد کچھ بھی پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔اور یہ اسی کی بدولت تھا جو وہ آج یہاں پر تھے۔اس کا تخیل ماضی میں سفر کر رہا تھا۔

وہ کیفے کے اوپن ایئر ایریا میں بیٹھا اپنے دوستوں کا انتظار کر رہا تھا۔ صبح کا وقت تھا، کیفے پر اتنا رش نہیں تھا۔وقت گزاری کے لئے فون میں مصروف گاہے بگاہے سر اٹھا کر ارد گرد کا جائزہ لے لیتا۔دوست ابھی نہیں آئے تھے۔اس نے اکتا کر فون میز پر رکھا۔دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھے اور پیروں کی قینچی بنائی۔اب وہ آرام دہ پوزیشن میں تھا۔سر گھما کر ارد گرد کا

جائزہ لیا۔ تبھی اسے سنہرے چمکتے بالوں والی ایک لڑکی پر افسانے کا گمان گزرا۔ وہ سامنے پھولوں کے آرائشی اسٹینڈ کے پاس کھڑی تھی۔ اس اسٹینڈ پر خوبصورت سیٹنگ میں رنگ برنگے گملے رکھے تھے، گملوں میں موجود پھول آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے ساتھ جمالیاتی ذوق کی تسکین کا باعث بن رہے تھے۔ وہ لڑکی شاید ان پھولوں کی تصویریں بنا رہی تھی۔ گمان کو یقین میں بدلنے کے لئے وہ کرسی چھوڑ کر اٹھا، میز سے فون اٹھایا اور اس کے دوسری طرف جا کھڑا ہوا۔ فون کا کیمرہ آن کیا اور سامنے فلاور اسٹینڈ موجود پھولوں کی تصویر لی ساتھ ہی اس نے آنکھوں کے کونے سے اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ افسانے ہی تھی۔ کانوں میں ایئر فونز لگائے وہ گنگناتے ہوئے فوٹو لینے میں مگن تھی۔ وہ اس کی گنگناہٹ سن سکتا تھا۔

"Loving you forever

can't be wrong,

Even though you're not here

I won't move on..."

نیلی جینز پر کھلتے گلابی کلر کے سویٹر میں ملبوس وہ ان پھولوں کا ہی حصہ معلوم ہو رہی تھی۔ وہ فوٹو لینا بھول کر یک ٹک اسے دیکھے گیا۔ پتا نہیں وہ کونسی کشش تھی جو اسے اس لڑکی کی طرف کھینچتی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا یا شاید۔۔ جانتا تھا۔ اس لڑکی کی وجہ سے اس نے بہت سے ایسے کام کیے تھے جو عام حالات میں وہ کبھی بھی نہ کرتا۔ اس نے کیرل سے جھگڑا مول لیا تھا، وہ صرف اس لڑکی کی خاطر کیرل کا پیچھا کرتا رہا تھا۔ اس نے اس لڑکی کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے اس فرانسیسی کو کیلیفورنیا چھوڑنے پر مجبور کر

دیا تھا۔اور اب وہ کتنی دیر سے اسے دیکھ رہا تھا۔بلا وجہ،ارد گرد سے بے نیاز ہو کر۔وہ سردیوں کی سنہری دھوپ کا عکس اس کی آنکھوں میں دیکھ سکتا تھا۔ صبح کے سورج جیسی نرم گرم سی تمازت لئے سنہری آنکھیں،اسے اپنا وہ سوچ یاد آئی جو کچھ دن پہلے اس کے ذہن میں آئی تھی۔لیکن اس خیال کو حقیقت کا روپ نہیں دیا جا سکتا تھا۔ناممکن۔۔اس نے سر جھٹک کر دھیان پھولوں پر لگایا۔اس لڑکی کو زیادہ دیر تک تکنا اس کے لئے مہلک تھا۔لیکن اس سب کے باوجود وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس لڑکی کے لئے وہ خود کو بھی خطرے میں ڈال سکتا تھا تو پھر اپنی وجہ سے کیسے اسے مشکل میں ڈالتا۔

"Every time I close my eyes, it's like a dark paradise

No one compares to you

I'm scared that you won't be waiting on the other side..."

افسانے نے گنگناتے ہوئے فون گھما کر دائیں ہاتھ رکھے گملوں کی فوٹو لینا چاہی اور تبھی اس کی نظر سامنے موجود مہرداد پر پڑی۔ان دونوں کے درمیان وہ خوبصورت سا اسٹینڈ حائل تھا۔اسٹینڈ پر رکھے رنگ برنگے پینٹ سے مزین گملوں کے بیچ گیپ تھا تو وہ مہرداد کا چہرہ واضح طور پر دیکھ سکتی تھی۔وہ اپنے فون پر ان پھولوں کی تصاویر لینے میں مگن تھا۔وہ اسے دیکھے گئی۔فلاور اسٹینڈ پر لپٹی بیل کے سبز پتے اس کے سر کو چھو رہے تھے۔ماتھے پر بکھرے بال، کمان صورت تنی بھنویں سبز آنکھوں پر پہرے دار تھیں۔کیا ایران میں سب ایسے ہوتے ہیں، خوبصورت۔اسی لمحے مہرداد کی سبز آنکھیں افسانے کی جانب اٹھیں۔ابرو اچکا کر جیسے اس سے پوچھا کہ کیوں گھور رہی

ہو۔افسانے نے ہڑبڑا کر فون نیچے کیا۔وہ کیسے ڈھٹائی سے اسے تاڑ رہی تھی کیا سوچتا ہو گا وہ۔کانوں میں گانے کے بول ابھی تک بج رہے تھے۔

And there's no remedy for memory, your face is like a melody

It won't leave my head---

اس نے کھینچ کر ائیر فون نکالے، میوزک بند ہو گیا۔مہر داد نے دلچسپی سے اس کے سرخ پڑتے گال دیکھے۔اسے ہنسی آئی لیکن لب دانتوں تلے دبائے اس نے منہ کے زاویے سیدھے ہی رکھے۔

سلام!" گردن کو ہلکا سا خم دے کر اس پر سلامتی بھیجی۔"

وعلیکم السلام!"اس نے خفت سے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔"

تم یہاں۔۔؟"اس نے سوال ادھورا چھوڑا۔"

میں اپنی دوستوں کا انتظار کر رہی تھی۔ویسکوئزرا کس جانے کا پروگرام" ہے۔اور تم؟"اس نے سوالیہ نظروں سے مہرداد کو دیکھا۔

میں بھی اپنے دوستوں کا انتظار کر رہا تھا۔ہم نے بھی ویسکوئز ہی جانا ہے۔" ہائیکنگ کا پلان ہے۔کافی دیر سے دوستوں کا انتظار کر رہا ہوں،ابھی تک تو نہیں آئے وہ۔"اس نے فون پر ٹائم دیکھا۔

وہ سر اثبات میں ہلاتے رسمی سا مسکرائی۔

تم اپنی دوست کے ساتھ اکیلی جا رہی ہو؟ ابھی سات بج رہے ہیں اور چھ" گھنٹے کا سفر ہے تقریباً اور وہاں پر اگر ہائیکنگ کریں تو ڈیڑھ دو گھنٹے تو کہیں نہیں گئے۔ پھر تصویریں وغیرہ لینا، کھانا پینا اس سب کا حساب لگائیں تو واپس آتے آدھی رات ہو جائے گی۔ تو کیا تم لوگ وہیں سٹے کرو گے یا واپس آ جاؤ گے؟" ماتھے پر بل ڈالے سارا حساب کتاب کر کے اب وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

نہیں اکیلے نہیں، ہم پانچ فرینڈز جا رہی ہیں۔ اور واپسی آج ہی ہو گی۔ وہاں" رکنے کا کوئی پروگرام نہیں۔" اس کے سوالوں کے جواب دیتے وہ بغور اس کے ماتھے پر پڑے بل دیکھ رہی تھی۔ ایک تو اس کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ آرام سے بات کرتے کرتے کب بدمزاج بن جائے کچھ پتا نہیں چلتا تھا۔

ہم بھی وہیں جا رہے ہیں۔ تو اکٹھے چلتے ہیں۔ حلیمہ اور کچھ اور دوست بھی" ہیں ساتھ۔ یوسے۔" وہ منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ افسانے کچھ دیر سوچتی رہی۔ پھر اثبات میں سر ہلایا۔

اوکے۔" اب اگر وہ ایک ہی جگہ جا رہے تھے تو ساتھ جانے میں کوئی" مضائقہ نہیں تھا۔ ویسے بھی جانا تو اپنی اپنی گاڑیوں میں تھا۔ ایسے میں دوسراھٹ بھی ہو جاتی اور مہرداد کے ساتھ ہونے کی تسلی بھی رہتی۔ کچھ بھی ہو کیرل والے واقعے کے بعد سے وہ اس پر بھروسہ کرتی تھی۔

آن مائی رنگ۔" اس کی بات پر افسانے نے سر ہلایا۔"

میری دوستیں آ گئیں۔ میں چلتی ہوں۔ تمہارا دن اچھا گزرے!" لیزے" کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس نے جلدی جلدی الوداعی کلمات ادا کیے۔

تھینک یو۔انجوائے داٹرپ۔"سر کو خم دیتے اس نے بھی رسمی الفاظ" دہرائے۔

کہاں رہ گئی تھی تم لوگ۔کب سے انتظار کر رہی ہوں۔"اس نے ڈپٹنے" والے انداز میں لیزے سے بازپرس کی۔ساتھ ہی قریب ایک کرسی پر رکھا بیگ پیک اٹھا کر کندھے پر پہنا اور کرسی کی پشت سے اپنا کوٹ اٹھا کر بازو پر ڈالا۔

کچھ نہیں بس راستے میں تھوڑی سی دیر ہو گئی۔لیکن نظر آرہا ہے کہ انتظار" اتنا بھی برا نہیں گزرا تمہارا۔"لیزے نے شرارت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔ اشارہ مہرداد کی طرف تھا۔وہ آتے ہوئے افسانے کو مہرداد سے بات کرتے دیکھ چکی تھی۔

شٹ اپ، وہ اور اس کے دوست بھی ویسکوئز ہی جا رہے ہیں تو وہ کہہ رہا تھا" کہ ساتھ چلتے ہیں۔ اور میں نے اوکے کر دیا ہے۔ اب تم اس پر کوئی اعتراض نہیں کرو گی۔ تمہیں نہ سہی لیکن مجھے ایسے اتنی دور اکیلے جانے میں ڈر لگتا ہے۔" جلدی جلدی بولتے وہ باہر کی طرف بڑھی۔

اب تم نے اوکے کر دیا تو مجھے کیا اعتراض اچھا ہے مزا آئے گا۔" لیزے نے" آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

آنکھیں گھمانا بند کرو اور چلو اب۔ باقی سب کہاں ہیں؟ یقیناً ان کو گاڑی" میں ہی بٹھا کر آئی ہو گی تم۔" وہ اسے بازو سے پکڑ کر کھینچتی باہر کی طرف بڑھی۔

تواوران کو سر پر بٹھاؤں۔میرا زرا ارادہ نہیں تھا ان میک اپ اور سرجری کی"
دکانوں کو ساتھ لے کر جانے کا۔لیکن تمہاری مروت۔لازمی دعوت دینی
تھیں انہیں۔اور انہیں بھی دیکھو تیار ہی بیٹھیں تھیں چلنے کو۔"جل کر کہتے
افسانے سے اپنا بازو چھڑایا۔

تو تمہیں کس نے کہا تھا گلا پھاڑ پھاڑ کر اعلان کرو کہ ہم روڈ ٹرپ اور ہائیکنگ"
کے لئے جا رہے ہیں۔اب وہ ہماری کلاس فیلوز ہیں۔انہوں نے سن لیا اور
پوچھ بھی لیا تو کیا کہتی میں۔اب ظاہر ہے ان کو دعوت دینا اخلاقی فرض بنتا تھا
ہمارا۔اور تم تو ایسے جل بھن رہی ہو جیسے تم انہیں کندھے پر اٹھا کر لے کر
جاؤ گی۔"وہ گاڑی تک پہنچنے والی تھیں۔

کندھوں پر نہ سہی گاڑی پر تو لے کر جاؤں گی نہ۔اور تم دیکھنا اب یہ اخلاقی"
فرض گلے پڑے گا۔تم اپنی یہ مروت داری والی عادت کو سدھار لو جتنا

جلدی ہو سکے ہو نہہ۔ تمہیں پتا ہے وہ لوگ صرف وہاں پر انسٹا گرام کے لئے فوٹوز لینے جا رہی۔ کمر ٹیڑھی کر کے الٹے سیدھے پوز بنا کر فوٹو شوٹ کریں گی پورا۔" لیزے نے گاڑی میں موجود لڑکیوں کو دیکھتے آواز آہستہ کی۔

تو تم کونسا ان کی پرسنل فوٹو گرافر ہو۔ وہ جو بھی کریں ہمیں کیا۔ فوٹو شوٹ تو" ہم نے بھی کرنا ہو گا نہ۔ اب تم منہ سیدھا کرو۔ وہ ادھر ہی دیکھ رہی ہیں۔" افسانے نے ہونٹ پھیلا کر زبردستی مسکراتے ہوئے لیزے کو پشت پر چٹکی کاٹی۔ وہ اچھل کر رہ گئی پھر افسانے کو گھورتے ہوئے گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھی۔

افسانے اپنی دوست سے باتیں کرتی ہوئی کیفے سے باہر نکلتی دکھائی دے رہی تھی۔وہ وہیں کھڑا اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا جب۔۔

وہ چلی گئی۔" حلیمہ کی آواز پر وہ چونکا۔"

تم کب آئی؟"اسے واقعی اس کے آنے کا پتا نہیں چلا تھا۔"

جب تم اس لڑکی کو دیکھنے میں مصروف تھے۔"اس کے لہجے میں طنز کی" آمیزش محسوس کرتے وہ لب بھینچ گیا۔

سب آ گئے؟"اس نے میز پر رکھا بیگ پیک اٹھا کر پشت پر پھینکا۔"

""چلیں؟

چلو۔" وہ مسکرائی اور باہر کی طرف قدم بڑھائے۔"

گاڑی میں بیٹھ کر اپنے دوستوں کو افسانے لوگوں کا بتانے کے بعد اس نے افسانے کے فون پر رنگ دی۔ان گاڑیاں آگے پیچھے وہاں سے نکلی تھیں۔

وہ جب ویسکوئزراکس نیچرل ایریا پارک (Vasquez Rocks Natural Area park) پہنچے تو بھورے رنگ کی نوکدار چٹانیں دور سے ہی نظر آرہی تھیں۔وہاں پر ہائیکنگ کرنے کے بعد مہرداد ڈھلوان سے اتر کر ہموار زمین پر رک کر اپنا ہائیکنگ کا سامان اکٹھا کر کے پیک کر رہا تھا۔جب اس کی نظر افسانے پر پڑی۔وہ سامنے والی ڈھلوان پر خطرناک انداز میں دوڑتی ہوئی آرہی تھی۔مہرداد کی نظریں اس کے قدموں سے لپٹی

تھیں، ایک الٹا قدم اور وہ اور اس سلوپ سے لڑھکتی ہوئی نیچے آتی۔ وہ اپنا سامان وہیں پر پھینک کر افسانے کی طرف بڑھا۔ افسانے نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ مہرداد کو اس کی لاپرواہی پر غصہ آیا تھا۔ اس کا دل کیا دور کھ کر لگا ہی دے اس لڑکی کو۔ وہ اسے سخت سست سنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ لیکن تبھی۔۔۔

افسانے اپنا کیمرہ مخصوص اینگل پر سیٹ کیے ڈھلتے سورج کی فوٹوز لینے میں مگن تھی۔ سورج کر روشنی وہاں کی زمین پر منعکس ہوتی خوش نما منظر دکھا رہی تھی۔ وہاں کی بھوری سرخ مٹی سورج کی سنہری روشنی سے مل کر عجیب طرح سے چمک رہی تھی۔ لیزے اس کے فوٹو گرافی کے شوق کو کوستے کب کی نیچے جا چکی تھی۔ وہ بہت مگن انداز میں کیمرے پر جھکی ہوئی تھی جب کسی نے اس کا نام پکارا۔

افسنے !"اس نے چونک کر کیمرے سے سر اٹھایا۔ وہاں پر ایک انجان لڑکا" کھڑا تھا۔ کندھوں تک لمبے بال، وہ کوئی مقامی لگتا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں وہ شاید نشے میں تھا۔ افسانے نے جلدی سے کیمرہ سیدھا کرتے گلے میں لٹکایا اور اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ اس کا اس اجنبی سے بات کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

ہے، تم افسنے ہو نہ۔۔ میں نے تمہاری دوست کو تمہیں ایسے بلاتے ہوئے" سنا۔" وہ اس کی طرف بڑھا۔ افسانے نے تیزی سے وہاں سے جانا چاہا جب وہ اس کے بالکل سامنے آ گیا۔

بھاگ کیوں رہی ہو۔ میری بات تو سنو۔" وہ دونوں بازو پھیلا کر اس کا" راستہ روکتے کہہ رہا تھا۔" میں نے بس تھوڑی سی بات کرنی ہے تم سے۔ کیا

تمہیں پتا ہے کیلیفورنیا میں سالانہ کتنے قتل ہوتے ہیں؟ اچھا چھوڑو کیا تمہیں یہ پتا ہے کہ پچھلے سال کیلیفورنیا میں کتنے قتل، کتنے ریپ اور کتنے اغواہ ہوئے؟" وہ بہت آرام سے اس سے پوچھ رہا تھا۔ افسانے نے خوفزدہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ یہ کیسے سوال تھے۔ کیا وہ کوئی پرینک کر رہا تھا یا واقعی کوئی سائیکو تھا۔ بہر حال اسے اس ہپی صورت لڑکے سے ڈر لگ رہا تھا۔

میں تمہارے سوالوں کے جواب دینے میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ راستے سے ہٹو۔ مجھے جانے دو۔" اس نے پوری کوشش کی کہ اس کا ڈر اس کی آواز سے ظاہر نہ ہو۔ شام کا وقت دور تک پھیلی چٹانیں۔ اور سامنے وہ ہپی سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا ہوا۔ اسے اپنے دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دی۔

ڈارلنگ ڈرو مت۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ تم بس میرے ساتھ چلو۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو تھاما۔ اور یہیں پر افسانے کی بس ہو گئی۔ اس نے

گھما کر ہائیکنگ سٹک اس کے گٹھنے پر ماری وہ بے ساختہ کراہ کر زمین کی طرف جھکا اور اسی وقت افسانے نے پوری طاقت لگا کر ایک زوردار لات اس کی کندھے پر رسید کی۔ وہ پیچھے کی طرف گرا۔ افسانے فوراً وہاں سے بھاگی۔ کیا پتا اس ہپی کے ساتھی آس پاس کی راکس میں چھپے ہوں۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ مساموں سے پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔ وہ اللہ کا نام لیتی بھاگتے ہوئے وہ ڈھلوانی چٹان اتر رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا وہ ہپی اس کے پیچھے آ رہا ہے۔ وہ بنا پیچھے دیکھے سلوپ پر بھاگ رہی تھی جب اسے مہرداد دکھائی دیا۔ وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا اور اب اس کی طرف آ رہا تھا۔

وہ بھاگتے ہوئے اس کے سینے سے لگی اور دونوں بازو اس کے گرد باندھ لئے۔

وہ اوپر۔۔۔ اوپر ایک کلر ہے۔۔ وہ میرے پیچھے آ رہا ہے۔" بے ربط"

سانسوں کے ساتھ اس نے بات مکمل کی۔

مہرداد کو اس کی بات پر اسس کرنے میں وقت لگا۔ وہ اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔ وہ اس کے تیز ہوتے تنفس کو محسوس کر سکتا تھا۔ اس کی سانسیں پھونکوں کی صورت اس کی گردن سے ٹکرا رہی تھیں۔ وہ حق دق کھڑا اس صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ڈوبتے سورج کی نارنجی شعائیں ان دونوں سے ٹکرا رہی تھیں۔

اف۔۔ سا۔۔ نے!" اس کے لبوں سے اس کا نام ٹکروں کی صورت ادا" ہوا۔ افسانے نے اس کی گردن کے گرد بندھے بازوؤں پر گرفت مزید مظبوط کی۔ یہ صورتحال مہرداد کے لئے مشکل ثابت ہو رہی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیا۔

افسانے، کیا ہوا ہے؟ کوئی نہیں ہے تمہارے پیچھے۔ ڈرو مت۔ مجھے بتاؤ، کیا" کسی نے تنگ کیا ہے تمہیں؟" پلکیں جھپک کر سچویشن کو سمجھتے اس نے نرمی سے اس کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھتے اس کا سر اوپر کیا۔ ایک ہاتھ اس کے کندھوں کے گرد حمائل کر کے اسے تحفظ کا احساس دلایا۔

وہ اوپر ایک لڑکا کہہ رہا تھا کہ میرے ساتھ چلو، میں تمہیں بتاؤں کیلیفورنیا" میں کتنے قتل ہوتے ہیں۔" اس نے سر اوپر کر کے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ سورج کی روشنی اس کی آنکھوں میں پڑ رہی تھی۔ وہ بہت قریب سے اس کی رنگ بدلتی جھلملاتی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔ مہرداد کی سبز آنکھیں سنہری ہوتی جا رہی تھیں۔

کون تھا وہ، تم آؤ میرے ساتھ۔" اسے زرا سا خود سے الگ کرتے مہرداد" نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ کی مظبوط گرفت میں لیا۔

میں ادھر نہیں جاؤں گی۔مجھے اپنی دوستوں کے پاس جانا ہے۔" جہاں" سے وہ آئی تھی مہرداد کو اسی طرف جاتے دیکھ کر اس نے قدم وہیں روک لئے۔مہرداد کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے اسے بھی جانے سے روکا۔

کچھ نہیں ہوتا، میں ہوں نہ، تم چلو۔" وہ مڑ کر اسے تسلی دے رہا تھا جب" حلیمہ اسے ڈھونڈتی ہوئی وہاں پر آئی۔

داد تم کہاں ہو یار، کب سے تمہیں بلا رہے ہیں۔" حلیمہ ان کے قریب آ" کر رکی۔

میں آتا ہوں تم افسانے کو لے کر جاؤ۔" مہرداد نے افسانے کا ہاتھ چھوڑتے" ہوئے اسے حلیمہ کے ساتھ بھیجنا چاہا۔

تم نہیں چلو گے ساتھ؟"افسانے پوری آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی" تھی۔مہر دادا سے دیکھے گیا۔وہ اس لڑکی کے سامنے بے بس ہو جاتا تھا۔ہونا نہیں چاہتا تھا لیکن ہو جاتا تھا۔

میں بھی آرہا ہوں۔چلو۔"اس نے اپنا سامان اٹھایا اور ان کے ساتھ واپسی" کی طرف قدم بڑھائے۔

تمہیں پتا ہے داد، مقامی کالج کے سٹوڈنٹس کا ایک گروپ پرینک کرتا پھر" رہا ہے ادھر۔خطرناک حلیے بنائے عجیب عجیب سے سوال کر رہے ہیں۔جیسے کیلیفورنیا کا کرائم ریٹ کیا ہے یہاں پر چوری اور قتل وغیرہ کی واردات کتنی ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔مجھے بھی ایک لڑکا ٹکرا گیا۔میں نے پھر اسے کہا کہ میرا گینگ تو اب چھ ڈاکے اور پانچ مرڈر کر چکا ہے، باقی کرائم ریٹ کتنا ہے یہ

نہیں پتا مجھے۔ یہ سن کر وہ خود ڈر گیا۔" حلیمہ ہنستے ہوئے مہرداد کو بتا رہی تھی۔ افسانے نے چونک کر حلیمہ کو دیکھا۔ کچھ اسی قسم کے سوال اس ہپی نے بھی پوچھے تھے اس سے، تو کیا وہ واقعی پرینک تھا۔ لیکن اس لڑکے کی ایکٹنگ، وہ واقعی ڈر گئی تھی۔

مجھے ملتا تو آئندہ پرینک کرنے کے قابل نہیں رہتا۔" مہرداد نے سنجیدگی سے کہا۔ اسے سمجھ آ گئی تھی کہ افسانے کیا بات کر رہی تھی۔

مجھے پتا ہے۔" حلیمہ کو بے ساختہ ہنسی آئی وہ اس کی بات سے محفوظ ہوئی تھی۔ وہ لوگ اپنے دوستوں کے گروپ تک پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے طے کیا کہ مہرداد اور افسانے کا گروپ کھانا اکٹھے ہی کھائیں گے۔ جگہ طے کر کے وہ اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار وہاں سے ہوٹل جانے کے لئے نکل پڑے۔

وہ ہوٹل کے ڈائننگ ایریا میں بیٹھے کھانا لگنے کا انتظار کر رہے تھے۔افسانے کا فون گاڑی میں رہ گیا تھا۔اگر گھر سے کسی کا فون آیا اور وہ اٹینڈ نہ کر سکی تو وہ پریشان ہوں گے، یہی سوچ کر ان سب سے معذرت کرتی فون لینے چلی گئی۔افسانے کو گئے پانچ منٹ ہو چکے تھے جب ایشلے نے سر پر ہاتھ مارا، وہ بھی اپنا فون گاڑی میں ہی بھول آئی تھی۔اس نے اپنے بوائے فرینڈ رافیل سے کہا کہ وہ جا کر اس کا فون لے آئے۔رافیل نے صاف کہہ دیا کہ وہ بہت تھک چکا ہے تو ابھی فون کو بھول کر کھانے پر دھیان دیا جائے۔ایشلے کی معصوم شکل پر ترس کھاتے مہر داد نے کہا کہ وہ لے آتا ہے فون۔ہوٹل سے باہر پارکنگ ایریا کی طرف آتے وہ افسانے کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔وہ ایشلے کا فون لینے بھی اسی لئے آیا تھا کہ افسانے کو کافی دیر ہو گئی تھی وہ واپس نہیں آئی تھی۔وہ اسے ہی دیکھنے آیا تھا فون کا تو بہانہ تھا۔

مہرداد لوگوں کی گاڑی کے ساتھ ہی افسانے کی گاڑی پارک تھی۔اسے افسانے کے بالوں کی جھلک دکھائی تھی۔ لیکن وہ وہاں اکیلی نہیں تھی حلیمہ بھی اس کے ساتھ تھی۔افسانے کی مہرداد کی طرف پشت تھی۔وہ مہرداد کو آتے ہوئے نہیں دیکھ سکی۔وہ ان کی طرف بڑھا لیکن افسانے کی آواز سن کر اس قدم تھم گئے۔

تم بھی کیا بات کر رہی ہو۔ایک زرا سی شکل ہی اچھی ہے اس کی باقی ہے کیا" اس کے پاس؟" وہ بہت تنفر سے بات کر رہی تھی، لیکن کس کے بارے میں۔مہرداد نے بھنویں سکیڑیں۔

مجھے کیا پتا وہ کہاں سے آیا ہے، کیا بیک گراؤنڈ ہے اس کا،اور سب سے بڑھ " کر، کیا کردار ہے اس کا۔ٹوبی آنسٹ مجھے تو وہ کوئی جنگلی لگتا ہے جسے کا کام

لڑکیوں کے جزبات سے کھیلنا ہے۔اس پوری دنیا کے آوارہ انسان کے ساتھ تم میرا نام جوڑ رہی ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہیے۔وہ تمہارا دوست ہو گا لیکن میرا نام اتنا گیا گزرا نہیں ہے کہ اس کے ساتھ جوڑا جائے،اور اس نے اپنی اوقات دیکھی ہے۔اگر وہ کچھ ایسا ویسا سوچتا ہے میرے بارے میں، تو اس کا منہ توڑ دوں گی میں۔ گھٹیا انسان۔مجھے کیا پوری دنیا میں وہی ملے گا شادی "کرنے کے لئے۔تم رکھو اپنا تھرڈ کلاس کریکٹر لیس ایم ڈے اپنے پاس۔

مہرداد کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ایم ڈے تو حلیمہ مہرداد کو بلاتی تھی۔تو کیا وہ دونوں اس کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔افسانے یہ سب اسے کہہ رہی تھی۔اتنا ہتک آمیز انداز۔اس کے کان غصے سے سرخ ہوئے، کنپٹی کی رگ ابھر آئی۔سبز آنکھوں میں تپش تھی جو افسانے کو جھلسانے والی تھی۔

افسانے گاڑی سے اپنا فون لینے آئی تھی جب اس نے حلیمہ کو دیکھا۔ وہ اپنی گاڑی لاک کر کے پلٹ رہی تھی، افسانے کو دیکھ کر مسکرائی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو افسانے؟" مسکراتے ہوئے پوچھا۔"

میں اپنا فون گاڑی میں بھول گئی تھی وہی لینے آئی ہوں۔ کھانا لگنے والا ہے" تم ادھر کیوں گھوم رہی ہو؟" افسانے ہلکے پھلکے انداز میں پوچھتے اپنی گاڑی کے فرنٹ دور تک پہنچی۔

میں اپنا بیگ رکھنے آئی تھی۔ سوچا کیا بیگ کو سنبھالتی رہوں ہر جگہ۔ اور یہ" بھی لینا تھا۔" اس نے ہاتھ میں موجود پیپر ہوا میں لہرائے۔

اوہ ہاں، آرٹ فیئر کے لئے تم سکرپٹ لکھ رہی تھی، یہ وہی ہے نہ؟"""
افسانے ان پیپرز کو پہچانتی تھی۔

کچھ دن پہلے افسانے اپنی ایک دوست کے کہنے پر اس کے ساتھ آرٹ ڈیپارٹمنٹ گئی تھی۔ وہاں اس کی ملاقات حلیمہ سے ملاقات ہوئی۔ تب حلیمہ اور اس کے آرٹ ڈیپارٹمنٹ کے دوست اسی سکرپٹ پر کام کر رہے تھے۔ افسانے نے نوٹس کیا تھا کہ حلیمہ کا ایک وسیع حلقہ احباب تھا۔ وہ ہر بار نئے دوستوں کے ساتھ نظر آتی تھی۔ لیکن مہرداد کے لئے اس کی سپیشل اٹینشن بھی کوئی مخفی بات نہیں تھی۔ وہ جوہر دلعزیز تھی جس کے نخرے سب اٹھاتے تھے وہ صرف مہرداد کا ایٹیٹیوڈ برداشت کرتی تھی۔

خیر جو بھی تھا ایکٹنگ اور آرٹ سے دلچسپی تو افسانے کو بھی تھی۔ اور وہ سکول

کالج لیول تک ان سے ریلیٹڈ ایکٹو ٹیز میں حصہ بھی لیتی رہی تھی۔تو اس نے کافی دلچسپی سے حلیمہ کی بات سنی تھی جب اس نے بتایا تھا کہ اس نے ایسٹرن اور ویسٹرن کلچر کو ملا کر ایک سکرپٹ لکھا ہے۔اور وہ بہت پر جوش تھی اس سکرپٹ کو لے کر۔وہ لوگ اس وقت بھی کچھ لائنز کی پریکٹس کر رہے تھے جب وہ وہاں پہنچی۔وہ لائنز افسانے نے بھی پڑھی تھیں۔ان لائنز میں ایک لڑکی پلے کے ہیرو کا پروپوزل ریجیکٹ کر رہی ہوتی ہے جس کے بارے میں معلوم ہونے پر ہیرو دل برداشتہ ہوتا ہو کر ایک گانا لکھتا ہے جس میں وہ اپنی سنگدل محبوبہ کا بتاتا ہے کہ کیسے اس نے بے رحمی سے اس کا دل توڑا۔

افسانے کو وہ کہانی پسند آئی تھی۔اس میں مشرقی جزبات کو مغربی طرز میں ڈھالا گیا تھا۔اس نے حلیمہ کو کہا تھا کہ وہ کہانی لوگوں کو پسند آئے گی، کیونکہ اس میں آڈینس کے دلی جذبات انوالو ہوں گے۔اس نے اس پلے کی لیڈنگ پرفارمر کو ایکٹنگ کے لحاظ سے تھوڑا سا گائیڈ بھی کیا تھا تو حلیمہ نے افسانے کو کہا کہ وہ خود ڈیمو کے طور پر ان ڈائلاگز پر ایکٹنگ کر کے دیکھائے۔اس وقت

افسانے کو جلدی تھی تو وہ رسمی طور کر دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے چلی گئی تھی۔

اس دن کے بعد دوبار اس کی حلیمہ سے ملاقات ہوئی اور اس نے دونوں بار افسانے کو اس کا وعدہ یاد دلایا تھا۔اس نے تو اسے اس پلے میں کام کرنے کی آفر بھی کی تھی لیکن افسانے مسکرا کر ٹال گئی۔آج پھر وہی سکرپٹ حلیمہ کے ہاتھ میں دیکھ کر اسے یاد آیا کہ اس نے تو وہ ڈائلا گز ڈیمو کے طور پر پرفارم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

ہاں جی یہ وہی سکرپٹ ہے جس پر تم نے مجھ سے کوئی وعدہ کیا تھا۔" حلیمہ " نے مسکراتے ہوئے شرارتی انداز میں اسے یاد دلایا۔

سوسوری حلیمہ، میرے ذہن سے نکل گیا۔مجھے اس وقت وعدہ نہیں کرنا"

چاہیے تھا۔"افسانے سچ میں شرمندہ ہو گئی۔

کوئی بات نہیں۔میں ابھی یہ اسی لئے لینے آئی تھی تاکہ تم سے ان لائینز پر" ڈیمو لے سکوں۔کیونکہ جب سے تم نے کہا نہ کہ ان لائینز کو بولنے کے لئے جو ٹون ہونی چاہیے وہ اس پرفارمر سے نہیں بن رہی تو میں تب سے ہی مختلف لڑکیوں کو اس پلے کے لئے کنسیڈر کر چکی ہوں۔لیکن میں کسی سے مطمئن نہیں ہو پا رہی۔اگر تم صرف ایک بار مجھے یہ پرفارم کر کے بتا دو تو مجھے آئیڈیا ہو جائے گا کہ کس قسم کی پچ آف وائس اور انداز چاہیے اس کریکٹر کے لئے۔تو تم ایسا کیوں نہیں کرتی کہ تم ابھی پرفارم کر کے دکھا دو۔اب ہم اندر جائیں گے تو کھانا لگ چکا ہو گا اور اس کے بعد سب واپسی کا شور مچا دیں گے۔ میرا کام پھر رہ جائے گا۔تم ابھی دے دو نہ ڈیمو،پلیز پلیز پلیز۔"جلدی جلدی بولتے اس نے آخر میں منت کرنے والا انداز اپنایا دونوں ہاتھ آپس ہلاتے میں ملا کر آنکھیں میچیں۔افسانے نے کچھ پل سوچا پھر اثبات میں سر

وہ سکرپٹ تھام لیا۔اس کی میموری بہت شارپ تھی،وہ ایک بار پہلے وہ سکرپٹ پڑھ چکی تھی تو ابھی دوبارہ اسے صرف نظر گھمانی پڑی تھی ڈائلا گز پر،اس نے پلکیں جھپک کر خود کو کریکٹر میں آنے کے لئے ریڈی کیا۔پھر جب اس نے وہ لائینز بولیں تو اسے خود بھی پتا تھا کہ اس کا انداز بہت سنگدل تھا۔لائنز ختم ہوئی تو اس نے حلیمہ کو دیکھا وہ بالکل شاکڈ انداز میں اس کی ایکٹنگ دیکھ رہی تھی۔

تم بہت بے رحم ہو افسانے۔"وہ جیسے پوری طرح اس کی ایکٹنگ سے متاثر" ہو چکی تھی۔

رحم دکھا کر میں خود پر ظلم نہیں کر سکتی۔"اس نے سنجیدگی سے کہا۔پھر" کھلکھلا کر ہنس پڑی۔جو بھی تھا اسے بہت مزا آیا تھا ان لائینز کو دہرا کر۔

بے شک۔" حلیمہ دل کھول کر ہنسی۔" ویسے اب مجھے آئیڈیا ہو گیا ہے کہ " کیسے ایکٹ کروانا ہے۔ تھینک یو دوست۔" افسانے سر کو خم دیتے مسکرائی اور گاڑی کا دروازہ کھول کر جھک کر ڈیش بورڈ سے اپنا فون اٹھایا پھر سیدھی ہوئی، مسکرا کر حلیمہ کو چلنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ دونوں باتیں کرتی ہوئی اندر ہوٹل کی جانب بڑھ گئیں۔ حلیمہ ابھی تک اس کی تعریف کر رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اس سن رہی تھی۔

وہ ساکت کھڑا ہوا اس کا تنفر میں ڈوبا لہجہ سن رہا تھا۔ اور جب حلیمہ نے اسے کہا کہ وہ کتنی بے رحم تھی تو اس پر اس کی ہنسی۔۔، وہ پلٹ گیا۔ وہ سیدھا ہوٹل کے ریسٹ روم ایریا کی طرف آیا۔ بیسن پر جھک کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارتے سر اٹھا کر شیشے میں اپنا عکس دیکھا۔ سرخ پڑتا چہرہ، اس نے ٹشو کھینچ کر

منہ تھپتھپایااور ریسٹ روم کادروازہ کھولتا باہر نکل آیا۔ڈائننگ ایریامیں پہنچا توافسانے کوہنستے ہوئے اپنی دوست سے بات کرتے دیکھا۔اس لڑکی کے چہرے پرازلی نرمی چھائی تھی جیسے وہ اس کے منہ سے کبھی کوئی تلخ لفظ نہ نکلا ہو۔وہ لب بھینچے کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔

کھانے کے بعد وہ لوگ واپسی کے لئے نکل آئے تھے۔آگے پیچھے گاڑیاں دوڑاتے وہ برکلے واپس پہنچے۔حلیمہ اسے اپارٹمنٹ ڈراپ کرکے گئی تھی۔ وہ اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو کافی دیر لاؤنج میں پڑے صوفے پر لیٹا رہا۔فریش ہونے کی اور چینج کرنے کی زحمت نہیں کی۔وہ کافی دیر چھت پر نظریں جمائے کچھ سوچتا رہا۔پھر اٹھا گاڑی کی چابی اٹھائی اور اپارٹمنٹ سے باہر نکل گیا۔

وہ دونوں واپس پہنچیں تو تھکن سے بے حال تھیں۔لیزے نے مہربانی کرتے ہوئے کافی بنائی۔انہوں نے ساتھ بیٹھ کر کافی پی پھر لیزے شب بخیر کہتے ہوئے سونے چلی گئی۔افسانے وہیں صوفے پر پیر سمیٹ کر بیٹھی تھی، ارادہ تھا کہ اٹھ کے کمرے میں جائے لیکن وہ آج کے دن کو سوچ رہی تھی۔ مہرداد کو سوچ رہی تھی، واپسی کے راستے پر وہ اسے کچھ غصے میں لگا تھا۔ لیکن اس کا موڈ تو ہر وقت ہی خراب رہتا تھا۔پر وہ اتنا برا بھی نہیں تھا۔اس کا اپنے ساتھ جانے کی آفر کرنا اور پھر پورا دن وہاں پر اس کے آس پاس رہنا۔۔۔ افسانے کو ڈھلتی شام میں اپنا اس سے لپٹنا یاد آیا۔گال تپ اٹھے، دل کی ایک دھڑکن مس ہوئی۔ساتھ ہی خفت بھی محسوس ہوئی وہ کیا سوچتا ہو گا وہ اتنی ڈرپوک ہے۔لیکن پھر مہرداد نے کتنے آرام سے اس کے خوف کو سمجھتے ہوئے اسے ریلیکس کیا تھا۔

وہ کشن کو بازوں میں دبوچے مہرداد کے بارے میں سوچتے ہوئے نیم غنودگی میں تھی جب اس کا فون بجا۔اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ہاتھ مار کر فون ڈھونڈا جو اس کے گھٹنے کے نیچے سے برآمد ہوا۔مہرداد کی کال۔آنکھیں جھپک کر دوبارہ دیکھا مہرداد کا نمبر ہی تھا۔اس نے سر جھٹکتے کال آن کر کے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو!"

میں تمہارے اپارٹمنٹ کے باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔بات کرنی ہے۔" باہر آؤ۔" دوٹوک انداز۔افسانے حیران ہوئی۔اس نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا۔رات کے اس پہر اسے کیا بات کرنی تھی۔

کوئی ضروری بات ہے تو تم ادھر فون پر ہی کہہ دو۔میں سن رہی ہوں۔""

اس نے لب کاٹتے لیزے کے کمرے کو دروازے کو دیکھا۔کچھ چبھ تھا وہ اس کی ایک فون کال پر ایسے باہر نہیں جاسکتی تھی۔

باشہ،تو تم نے نہیں آرہی،ٹھیک ہے پھر میں خود اوپر آجاتا ہوں۔"گاڑی کا" دروازہ کھلنے کی آواز آئی شاید وہ واقعی اوپر آرہا تھا۔وہ آتا بیل بجاتا،لیزے کی نیند بھی ڈسٹرب ہوتی اور وہ جو باتیں سناتی وہ الگ۔

تم رکو وہیں۔میں آرہی ہوں۔"اس نے تیزی سے کہا مبادا وہ آہی نہ' جائے۔جلدی سے صوفے سے اٹھی،سویٹر کھینچ کر سیدھا کیا۔دوسرے صوفے سے کوٹ اٹھا کر پہنا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

وہ نیچے آئی تو وہ گاڑی کے دروازے سے ٹیک لگائے اس کا منتظر تھا۔اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود بھی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر

بیٹھا۔وہ گھوم کر پیسنجر ڈور تک آئی اور گاڑی میں بیٹھی۔

کیا بات کرنی تھی تم نے؟" دونوں ہاتھ آپس میں رگڑ کر ہتھیلیوں کو" گرمائش دی۔ لیکن اگلے ہی پل وہ زور سے چونکی جب مہرداد نے کوئی بات کرنے کے بجائے گاڑی سٹارٹ کر کے فل سپیڈ پر روڈ پر بھگائی۔

مہرداد، کیا ہوا ہے، کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟" وہ حواس باختہ ہو کر اس" سے پوچھ رہی تھی۔وہ لب بھینچے چپ کر کے گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔

مہرداد رضا، تم میری آواز سن رہے ہو؟ کہاں لے جا رہے ہو مجھے۔گاڑی" روکو۔مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔تم میری آواز سن رہے ہو؟" وہ اب چلا رہی تھی۔لیکن اس پر تو جیسے کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔

مہرداد گاڑی روکو، تم ایسے نہیں کر سکتے، میری مرضی کے بغیر تم مجھے کہیں" نہیں لے جا سکتے۔ مہرداد!" جب اس پر کوئی اثر ہوتے نہ دیکھا تو افسانے نے سٹئیرنگ وہیل ہر جھپٹتے خوف گاڑی روکنے کی کوشش کی۔ اس کی اس حرکت سے گاڑی کا بیلنس خراب ہوا، گاڑی تھوڑا سا ڈگمگائی۔ مہرداد نے ایک ہاتھ سے اسے پیچھے دھکیلتے دوسرے ہاتھ سے گاڑی کنٹرول کی۔ پھر گاڑی کو بریک لگائے۔ افسانے نے فوراً دروازہ کھول کر نیچے اترنے کی کوشش کی۔ لیکن مہرداد نے جلدی سے اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لئے۔ ڈیش بورڈ کھول کر اپنا مفلر باہر نکالا اور افسانے کے دونوں ہاتھ کمر سے پیچھے لے جا کر کس کے پشت پر باندھ دیے۔ اور گاڑی دوبارہ سٹارٹ کی۔ اس دوران افسانے پوری مزاحمت کرتی رہی تھی۔ مہرداد پتا نہیں کن راستوں سے گاڑی بھگاتا اسے شہر سے باہر کسی سنسان علاقے میں لے آیا تھا۔ وہ پورا راستہ چیختی آئی تھی۔ ٹانگیں مارنے کی کوشش کی تو مہرداد نے اس کے پاؤں بھی باندھ دیے۔ اس سنسان علاقے میں بنے فارم ہاؤس پر گاڑی

روکتے وہ باہر آیااور افسانے کی سائیڈ کادروازہ کھولا۔ جھک کراسے کندھے پر اٹھایااور فارم ہاؤس کادروازہ کھول کراندر داخل ہوا۔ مختلف راہدریوں سے گزرتے وہ اسے ایک کمرے میں لایا۔اسے پٹخ کر بیڈ پر پھینکا۔وہ منہ کے بل بیڈ پر گری۔مہرداد نے جھک کراس کے ہاتھ پاؤں قید سے آزاد کیے۔وہ تیزی سے پلٹی اور مہرداد پر جھپٹی۔وہ اس کے حملے کے لئے تیار تھا۔دونوں ہاتھوں سے اس کی کلائیاں تھامتے اس کا وار روکا۔

تم جنگلی انسان کیوں لے کر آئے ہو مجھے یہاں؟"حلق کے بل چلاتے وہ" خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

جنگلی،ایگزیکٹلی،یہی کہا تھا نہ تم نے،تو آج میں تمہیں یہی بتانے کے لئے" یہاں لایا ہوں کہ جنگلی اصل میں ہوتا کون ہے۔"چبا چبا کر کہتے اس کی کلائیوں کو جھٹکتے واپس بیڈ پر پھینکا۔

تم پاگل ہو گئے ہو، کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں نے کب تمہیں ایسا کہا۔" بیڈ" سے اٹھ کر وہ پھر سے اس کے مقابل کھڑی ہوئی۔

میں نہیں لیکن تم ضرور پاگل ہو گئی تھی جب تم مجھے جنگلی، کریکٹر لیس،" اور لڑکیوں کے جزبات سے کھیلنے والا جیسے القابات سے نواز رہی تھی۔اب بھگتو اس کریکٹر لیس انسان کو جو جنگل سے اٹھ کر آیا ہے۔" سنگین لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کی طرف بڑھا۔وہ اس کے تیور دیکھتے چند قدم پیچھے ہٹی۔

دیکھو تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔میں نے تمہیں ایسا کچھ نہیں کہا۔اور یہ" سب۔۔" بولتے ہوئے اسے فلیش بیک کی صورت وہ سکرپٹ یاد آیا جو حلیمہ نے اسے پڑھنے کے لیے دیا تھا۔مہر داد جو الزام اس پر لگا رہا تھا وہ سب تو اس سکرپٹ میں لکھا تھا۔

اوہاں اب تم کہو گی کہ تم نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ میرے ماتھے پر لکھا ہے نہ" کہ میں بے وقوف ہوں۔" درشتی سے کہتے وہ دو قدم مزید اس کی طرف بڑھا۔

تم میری بات تو سنو، ایسا کچھ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔" وہ ابھی بول" رہی تھی جب مہر داد نے اسے بازو سے دبوچ کر اپنے سامنے کیا۔

میں جو سمجھ رہا ہوں بالکل ٹھیک سمجھ رہا ہوں۔ تم اب اپنے لئے دعائیں" مانگنا شروع کر دو۔ تمہاری زندگی کو موت سے بدتر نہ بنا دیا تو کہنا۔" ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑتے وہ دروازہ لاک کرتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

افسانے وہیں دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی۔ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

مہرداد کا جو اچھے انسان والا امیج تھا وہ ٹوٹ چکا تھا۔ وہ روڈ تھا، بدمزاج تھا لیکن اسے کبھی اس سے خوف نہیں آیا تھا۔ وہ اس کے گرد خود کو محفوظ سمجھتی تھی۔ لیکن آج اسے مہرداد سے خوف آرہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا، سرخ ہو رہے تھے، کلائیوں پر بھی نشان تھے، جیسے رگوں میں خون جم گیا ہو۔ بازو میں الگ درد ہو رہا تھا۔ مہرداد کی گرفت بہت سخت تھی، بے رحم۔ وہ پتا نہیں کیا کرنے والا تھا اس کے ساتھ۔ افسانے کا فون بھی گاڑی میں کہیں گر گیا تھا۔ وہ سر گھٹنوں میں دیے بے آواز روتی گئی۔

وہ کمرے سے باہر آیا تو جینز کی جیب میں موجود فون بج رہا تھا۔ اس نے فون کی سکرین سامنے کی، ابو بکر کی کال تھی۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ اوپر والے کمروں میں بجلی کا مسلہ ہے تو وہ کسی الیکٹریشن کو بلا لے یا اگر کوئی معمولی

فالٹ ہے تو وہ خود دیکھ لے۔ابو بکر سے بات کر کے وہ گھر سے باہر نکل آیا۔ بے مقصد ٹہلتے وہ آگے کا لائحہ عمل سوچ رہا تھا۔غصے میں اس لڑکی کو لے تو آیا تھا لیکن اب وہ سوچ میں تھا،دل اور دماغ میں عجیب جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ایک گھنٹے بعد وہ اندر آیا۔افسانے کے جس کمرے میں رکھا تھا اس کمرے کا دروازا کھولا۔وہ سامنے ہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سر گھٹنوں میں دیے بیٹھی تھی۔کھٹکے کی آواز پر سر اُٹھایا۔آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔مہر داد نے مڑ کر دروازہ لاک کیا اور آہستہ قدموں سے اس کی طرف بڑھا۔افسانے نے خوفزدہ نظروں سے اسے کمرہ لاک کرتے دیکھا۔وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی۔مہر داد اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔

دور رہو مجھ سے ورنہ۔۔۔"انگلی اٹھا کر اسے وارن کرنے کی کوشش کی۔"

ورنہ؟"دھیمی آواز میں کہتے اس نے اپنی جیکٹ اتار کر افسانے کے منہ پر"

پھینکی۔ جیکٹ اس سے ٹکرا کر زمین بوس ہوئی۔ "کیا کرو گی تم ہاں؟ مجھ جیسے کریکٹر لیس جنگلی کو خود سے دور کیسے کرو گی۔؟" وہ استہزایہ لہجے میں کہتا اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ اس کے بڑھتے قدموں کے ساتھ افسانے کی سانسیں سینے میں تنگ پڑی تھیں لیکن وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

میں یہ ونڈو توڑ سکتی تھی۔ چیئر اٹھا میں اس ونڈو پر مارتی تو شیشہ ٹوٹ جاتا۔۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے ونڈو کی طرف اشارہ کیا۔

پھر تم اس ونڈو کو پھلانگ کر بھاگ جاتی ہے نہ۔" اس نے قہقہہ لگایا۔"

نہیں، میں اس ٹوٹے ہوئے شیشے کے ٹکڑے اٹھا کر تمہارے دل میں" گھونپ دیتی۔" اس نے کوشش کر کے آواز کو کپکپانے سے روکا۔

اووو تم تو بہت خطرناک ہو دیکھو میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔مجھے تم سے " ڈر لگ رہا ہے۔"اس نے واضح طور پر ایکٹنگ کرتے اس کا مذاق اڑایا۔

یا پھر میں خود کو مار دیتی۔ لیکن تمہیں تمہارے عزائم میں کامیاب نہیں " ہونے دیتی۔پتا ہے میں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟" وہ اس کے مزاق اڑانے کے باوجود اپنی بات مکمل کر رہی تھی۔

کیونکہ تم نے سوچا کہ تم مجھے ایموشنل کر کے کہو گی کہ ۔۔۔مہرداد تم اچھے " انسان ہو۔اپنے اندر کی روشنی کو پہچانو۔میں جانتی ہوں تم میرے ساتھ کچھ غلط نہیں کرو گے۔تم برے انسان نہیں ہو۔" وہ اس کی نقل اتار رہا تھا۔

افسانے ایک پل کو گنگ رہ گئی۔وہ واقعی یہی سوچ رہی تھی کہ وہ اسے احساس دلانے کی کوشش کرے گی۔پتا نہیں کیوں اسے یقین تھا کہ وہ اس کی بات سنے گا۔لیکن ابھی قہقہہ لگا کر اس کا مزاق اڑاتے وہ اسے کوئی سائیکو

لگا تھا۔ وہ اب تک اسے غلط سمجھتی رہی تھی۔ وہ واقعی سنگدل تھا۔

تم۔۔۔ تم مجھ سے دور رہنا مہرداد۔" اس کے بڑھتے قدموں کے ساتھ وہ" پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار کے ساتھ جا لگی۔

اب تم یہ نازک سی پرنسس والے ڈائلا گز بولنا بند کرو۔ تم مجھے کریکٹر" لیس سمجھتی ہو گی لیکن میرا اتنا کریکٹر ہے کہ میں تمہیں منہ لگانے سے بہتر زہر کھالوں۔" وہ حقارت سے کہتے پلٹ گیا۔

بیڈ پر جا کر بیٹھتے اس نے اپنے فون پر ٹائم دیکھا۔ وہ جیسے کسی کے انتظار میں تھا۔

تم مجھے نہیں جانتی۔ تھوڑی دیر اور رک جاؤ۔ پھر تمہیں پتا چل جائے گا"

سارا۔" وہ بیڈ پر نیم دراز ہوا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ کیا کوئی سائیکو تھا۔ آخر وہ چاہتا کیا تھا، کیوں لے کر آیا تھا اسے۔ وہ واپس دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھی۔

پتا نہیں کتنا وقت گزرا تھا۔ کھڑکی سے باہر صبح کا اجالا پھیل چکا تھا۔ اتنے گھنٹوں اتنی سردی میں ایک ہی اینگل میں بیٹھے بیٹھے افسانے کی کمر اکڑ چکی تھی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹانگیں سن تھیں وہ کراہ کر رہ گئی۔ اسی وقت مہر داد اٹھا اور تیزی سے اس کی طرف آیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی اس نے اس کا کوٹ اتارا، بال بکھیرے اس کے جوتے اتار کر دور پھینکے۔ ہاتھ سے اس کا چہرہ تھپتھپا کر سیدھا کیا۔ وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھتی رہی۔

اب ٹھیک ہے۔" پیچھے ہٹ کر اسے کا سر تا پیر جائزہ لیا۔ پھر فون پر کوئی"

نمبر ڈائل کرتے باہر نکل گیا۔وہ وہیں پر بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔پتا نہیں اب کیا ہونے والا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مہرداد کمرے میں داخل ہوا۔لاک کھلا ہی چھوڑ دیا۔افسانے کے قریب آکر بیٹھا۔

تم سوچ رہی ہو گی اب کیا ہونے والا ہے، تھوڑی دیر رک جاؤ پتا چل جائے" گا۔"اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے وہ سرد لہجے میں کہہ رہا تھا۔

""ویسے تم نے اتنا شور نہیں مچایا جتنا مجھے امید تھی۔کیوں؟

کیونکہ مجھے پتا ہے تم مجھے کسی قسم کا جسمانی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔لیکن" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ جو ساری ذہنی ازیت تم نے مجھے دی ہے میں اسے بھول جاؤں گی۔کبھی بھی نہیں۔تم نے مجھے اغواہ کیا ٹارچر کیا۔تم

حساب دو گے مہر داد۔" وہ بے تاثر چہرے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

دیکھیں گے۔" وہ مسکرایا۔اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور جو شخص اندر" داخل ہوا اسے دیکھ کر افسانے کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔"ڈیڈ!" بہتے آنسوں سے اس نے اپنے باپ کو پکارا۔

اے واہ حیدر زمان صاحب آئے ہیں۔" وہ چہکتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا۔" حیدر صاحب نے آگے بڑھ کر ایک زوردار مکا اس کے منہ پر جڑا۔وہ مکا کھا کر بھی ڈھٹائی سے مسکراتا رہا۔انہوں دوبارہ ہاتھ بلند کیا جسے مہر داد نے ہوا میں ہی روکا۔

اوں ہوں مار دھاڑ نہی۔ہمیں بات کرنے کی ضرورت ہے۔"اس" مسکراتے ہوئے انہیں کمرے سے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

اس کے بعد افسانے کو نہیں پتا تھا کہ ان کی آپس میں کیا بات ہوئی۔ حیدر صاحب اسے اپنے ساتھ نیویارک لے آئے تھے اور سب کو کہہ دیا تھا کہ وہ افسانے کی شادی کر رہے ہیں۔ افسانے نے روتے ہوئے ان سے وجہ پوچھنی چاہی لیکن انہوں نے اسے کچھ نہیں بتایا۔ اس طرح وہ دو دن بعد مہرداد کی بیوی کی حیثیت سے ایران میں اس کے گھر موجود تھی۔

کیوں گھور رہے ہو اتنی دیر سے۔" افسانے نے اس کا بازو ہلا کر اسے ہوش" میں واپس لانا چاہا۔ وہ کتنی دیر سے اسے آوازیں دے رہی تھی لیکن اس کا دھیان پتا نہیں کہاں تھا۔

ہاں۔۔" وہ چونک کر ماضی سے حال میں واپس آیا۔ "کچھ نہیں۔" وہ بیڈ کی طرف بڑھا۔ "میں سو رہا ہوں۔ لائٹ بند کر دو۔" لحاف سر تک تانے وہ کروٹ بدل گیا۔ افسانے کچھ دیر وہیں کھڑے اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر لائٹس آف کیں اور خود بھی سونے کے لئے لیٹ گئی۔ مہر داد کا کیا تھا۔ اس سائیکو کی تو حرکتیں اس کی سمجھ سے باہر تھیں۔

رائد! بیٹا ایک ضروری بات کرنی ہے، ناشتے کے بعد تم رک جانا پانچ" منٹ۔" وہ تینوں اس وقت ناشتے کی میز پر موجود تھے جب فاطمہ نے رائد کو مخاطب کیا۔ طلال صاحب گھر پر کم ہی ٹکتے تھے، وہ زیادہ تر بزنس ٹورز پر ہوتے تھے۔ آرمینے اور سارا بیگم کو گئے بھی دو دن ہو چکے تھے۔ آریز بھی ان کے ساتھ ہی چلا گیا تھا۔ وہ زیادہ تر امریکہ سے ہی کام دیکھتا تھا۔

اگر بات ضروری ہے تو آپ ابھی بتا دیں۔ میں سن رہا ہوں۔" بات کرتے ہوئے اس نے جوس کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔

سارا بتا رہی تھی آرمینے کا پروپوزل آیا ہے..."فاطمہ کے منہ سے نکلے الفاظ تھے یا کیا۔ رائد بے ساختہ کھانستے ہوئے آگے کو جھکا۔ جوس وہیں کہیں گلے میں اٹک گیا تھا۔ گلاس کو میز پر رکھتے اس نے ٹشو کھینچے۔ آنکھوں سے پانی آ گیا تھا، اس کا تو جیسے سانس ہی بند ہو گیا تھا۔ آنکھوں سے آیا پانی صاف کرتے اس نے فاطمہ کو دیکھا۔ وہ بات درمیان میں چھوڑ کر پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ درخشندے نے جلدی سے اٹھ کر گلاس میں پانی ڈال کر رائد کے سامنے رکھا۔

تم ٹھیک ہو؟"اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر وہ تھوڑا سا جھکی کھڑی" فکرمندی سے اس سے پوچھ رہی تھی۔ رائد نے سر ہلا کر اسے تسلی دی۔ وہ

واپس اپنی چیئر پر جا کر بیٹھی۔

آپ بات کر رہی تھیں۔"اس نے فاطمہ کو بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔"

ہاں میں کہہ رہی تھی کہ سارا تو مطمئن ہے اس پروپوزل سے۔وہ کہہ رہی تھی کہ لڑکا اچھا ہے۔اس کے خاندان سے ہے۔لیکن میں اپنے طور پر تسلی کرنا چاہ رہی تھی۔تم مجھے اس لڑکے کی ساری انفارمیشن نکلوا کر دو۔"انہوں نے بات مکمل کرتے اسے دیکھا۔

یہ کچھ جلدی نہیں ہے۔میرا مطلب ہے ابھی تو آرمینے 18 سال کی بھی نہیں ہوئی۔"درخشندے نے اعتراض اٹھایا۔

سارا کونسا ابھی شادی کرنے کا کہہ رہی تھی۔اس نے کہا ہے کہ ایک دو"

سال تک شادی کریں گے۔ابھی صرف رسم کریں گے۔"درخشندے کو بتاتے ہوئے انہوں نے رائد کو دیکھا۔"میں تمہیں لڑکے کی ڈیٹیل وٹس ایپ کردوں گی۔تم پتا کروالینا۔"

اوکے۔مجھے دیر ہورہی ہے میں چلتا ہوں۔"وہ ناشتہ ادھورا چھوڑ کر اٹھا، کرسی کی پشت سے کوٹ کھینچا اور باہر نکل گیا۔

اسے کیا ہوا؟"فاطمہ نے حیرانی سے اسے باہر جاتے دیکھا۔"

ظاہر ہے وہ آرمینے سے اتنا اٹیچ ہے۔اور آپ کسی تھرڈ پرسن کی طرح اسے بتارہی ہیں۔برا لگ گیا ہوگا اسے۔"کندھے اچکا کر کہتے وہ ناشتے کی طرف متوجہ ہوئی۔

جانتی ہوں آریز سے زیادہ تو رائد پوزیسو ہے آرمینے کے لئے۔ لیکن اب"
"آرمینے کی کبھی نہ کبھی شادی تو ہونی تھی۔

ویسے مما، اگر ہم رائد کی شادی آرمینے سے کر دیں تو۔۔"تو س پر جیم لگاتے"
اس نے بات ادھوری چھوڑی۔

رائد اور آرمینے؟ نہیں۔ان دونوں کی اٹیچمنٹ بہت مختلف ہے۔رائد تو"
بالکل چھوٹے بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا ہے آرمینے کو۔اور مینے بھی اسے
آریز کی طرح سمجھتی ہے۔وہ دونوں ایز آلائف پارٹنر مناسب نہیں رہیں
گے۔اور پھر چھ سال کا ایج گیپ بھی تو ہے ان میں۔ان دونوں کا جوڑ سہی
نہیں ہو گا۔یہ نہ ہو کہ ان کا جو پیار اسار یلیشن ہے ایک دوسرے سے، اس کی
خوبصورتی بھی ختم ہو جائے۔"فاطمہ کی بات پر درخشے نے سر ہلایا۔

بات تو سہی ہے۔ خیر جیسے آپ کو مناسب لگے۔" وہ ٹشو سے ہونٹ تھپتھپا" کر کرسی چھوڑ کر اٹھی۔ "میں چلتی ہوں۔ شام کو ملتے ہیں پھر۔" جھک کر فاطمہ کے گلے لگ کر سر پر بوسہ دیا۔

ایک تو تم سب ہمیشہ جلدی میں ہوتے ہو۔" انہوں نے اپنا ہمیشہ والا شکوہ" دہرایا۔ درخشندے مسکراتے ہوئے میز سے اپنی چیزیں سمیٹ کر باہر نکل گئی۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھا کچھ پیپرز پر سائن کر رہا تھا۔ اسکی سیکرٹری رقیہ ساتھ ساتھ اسے آج کے دن کا شیڈول بتا رہی تھی۔

میں دوپہر کو ہونے والے سیمینار میں شرکت کرلوں گا۔ لیکن شام کے جو" پلانز ہیں وہ تم کینسل کردو۔ مجھے ضروری کام کرنا ہے، میں شام کو نہیں ہوں گا۔" سنجیدگی کہتے اس نے فائل رقیہ کی طرف بڑھائی۔

اوکے سر۔ میں ری شیڈول کردوں گی۔ آپ کا دن اچھا گزرے۔" رقیہ" مسکرا کر کہتے آفس سے باہر چلی گئی۔

رائد نے سامنے کھلا لیپ ٹاپ ٹھک کر کے بند کیا۔ آنکھیں موند کر سر کرسی کی پشت سے ٹکایا۔ دماغ میں مختلف سوچیں آجا رہی تھیں۔ وہ مزید بے سکون ہوا۔ پٹ سے آنکھیں کھولتے وہ کرسی پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔ ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا۔ سارا بیگم کا نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا۔

مرحبا سارا آنی!" رابطہ مل گیا تھا۔"

مرحبا! کیسے ہو رائد بیٹا؟" سارا کی نرم آواز فون سے ہوتے اس کی سماعتوں" میں اتری۔

میں۔۔۔ ٹھیک ہوں۔ آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔" لب کاٹتے اس نے سوال" کرنے کی اجازت مانگی۔

جی جی پوچھو۔" انہوں نے اجازت دی۔"

ارمن کا پروپوزل آیا ہے اور آپ اسے کنسیڈر بھی کر رہی ہیں۔ آپ نے" مجھے کیوں نہیں بتایا؟" اس کی آواز میں واضح طور پر شکوہ تھا۔

بیٹا میں بات کرنے والی تھی۔ فاطمہ کو بتایا ہے۔ اور ویسے بھی ابھی ہم نے"

کچھ فائنل نہیں کیا۔آرمینے کے برتھڈے پرانوائیٹ کیا ہے مرتضیٰ کو۔ تمہاری بھی ملاقات ہو جائے گی اس سے۔اور ظاہر ہے آرمینے کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ تمہارے مشورے کے بغیر تو کریں گے نہیں۔"انہوں نے نرمی سے اسے ساری بات بتائی۔

ارمن کو پتا ہے؟اسے بتایا آپ نے؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

نہیں،ابھی اسے کچھ نہیں بتایا۔لیکن اس کی مرضی تو لازمی معلوم کریں" گے جب رشتہ کرنے لگیں گے تو۔"ان کی بات پر وہ کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔جو بات وہ کرنا چاہتا تھا اس کے لئے اسے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

ہیلو،رائد بیٹا؟کیا ہوا،سب ٹھیک ہے؟"سارا اس کی خاموشی سے پریشان"

ہو گئیں۔

جی سب ٹھیک ہے۔میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔اپنا خیال رکھیے" گا۔"کال بند کر کے اس نے فون میز پر پھینکا۔وہ جانتا تھا سارا اس کے رویے پر فکر مند ہوں گی لیکن ابھی اس کا دماغ اتنا الجھا ہوا تھا کہ اسے خود کو بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔گہری سانس خارج کرتے وہ اٹھ کر گلاس وال کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

وال سے باہر شہر کی بھاگتی دوڑتی زندگی نظر آ رہی تھی۔لیکن اس کا ذہن انتشار کا شکار تھا۔سوچیں کسی ایک نقطے پر مرکز نہیں ہو پا رہی تھیں۔بالآخر ایک فیصلے پر پہنچتے وہ واپس اپنی میز تک آیا، کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے اس نے لیپ ٹاپ اپنی طرف کھسکایا۔اب کیونکہ وہ ایک فیصلہ کر چکا تھا تو اس کا ذہن کچھ پر سکون ہو گیا تھا۔

سارا پریشانی سے فون کی سکرین دیکھ رہی تھیں۔ابھی ابھی رائد کی کال بند ہوئی تھی۔انہیں اس کا رویہ کچھ عجیب لگا تھا۔وہ شاید الجھا ہوا تھا کسی بات پر یا پھر آرمینے کے رشتے کا سن کر اسے اچھا نہیں لگا تھا۔وہ اس کے جزبات سمجھ سکتی تھیں کیونکہ ایک دن پہلے جب انہوں نے آریز کو مرتضیٰ کے پروپوزل کا بتایا تھا تو اس کا ری ایکشن بھی کچھ ایسا ہی آیا تھا۔بقول اس کے آرمینے ابھی بہت چھوٹی ہے اور اس کی شادی کی بات کرنا مضحکہ خیز تھا۔

اور اب رائد کا ایسے کال کرنا اور آرمینے کے رشتے کا پوچھنا۔۔۔وہ گہری سانس بھر کر رہ گئیں۔ایسے پوزیسو بھائیوں کے ہوتے پتا نہیں مرتضیٰ کا کیا ہو گا۔اللہ رحم کرے۔

افسانے آفس سے واپس گھر کی طرف جا رہی تھی جب مہرداد کی کال آئی۔ وہ اسے بتا رہا تھا کہ وہ کچھ دن کے لئے شہر سے باہر جا رہا ہے، تو اس دوران اگر آفس میں کوئی مسلہ ہوتا ہے تو وہ فوراً اسے بتائے گی۔ گاڑی پوری رفتار سے سڑک پر دوڑ رہی تھی اور افسانے ونڈو سے باہر بھاگتے ہوئے مناظر دیکھتے مہرداد کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

عجیب مزاج تھا اس شخص کا۔ دھوپ چھاؤں جیسا۔ جس طرح اس نے اسے کڈنیپ کیا تھا، اور پھر جن حالات میں ان کی شادی ہوئی تھی، اس کے بعد سے وہ اسے بہت برا لگتا تھا۔ لیکن وہ اس کے ساتھ رہنے پر مجبور تھی۔ ابھی تک وہ فیصلہ نہیں کر پائی تھی کہ وہ اس زبردستی کے ہوئے رشتے کو قائم

رکھے یا چھوڑ دے۔اور پھر یہ رشتہ بھی تو ایک مذاق کی طرح تھا۔ بھلا ایسے ہوتی ہیں شادیاں؟ نہ کوئی رسمیں ہوئی تھیں، نہ کوئی فنکشن، ان کا تو ولیمہ بھی نہیں ہوا تھا۔اس نے ٹھنڈا سانس بھرا، ایسے بدلے کی شادیاں پھر ایسی ہی ہوتی ہیں۔اور بدلے کی بھی خوب کہی، وہ اپنا جرم تک نہیں جانتی تھی۔ جن باتوں کو مہر داد نے بنیاد بنایا تھا وہ تو حلیمہ کا سکرپٹ تھا۔ کیا وہ ان باتوں کو سن کر اتنا غصے میں آ گیا تھا؟ اسے دونیہ کی باتیں یاد آئیں۔اس نے کہا تھا کہ ہے، مہر داد افسانے سے محبت کرتا ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی ماننے والی بات افسانے نے سر جھٹکا۔ لیکن پھر دونیہ کا ہنستا ہوا چہرہ ذہن کے پردے پر لہرایا۔ وہ کتنے زور سے ہنسی تھی جب افسانے نے کہا تھا ایک غلط فہمی کی بنیاد پر بدلے کے لئے مہر داد نے اس سے شادی کی۔ بھلا کیا مطلب تھا اس ہنسی کا۔ کیا کچھ اور بھی تھا جو افسانے کو معلوم نہیں تھا۔ کیا اس شادی کے پیچھے کوئی اور محرک بھی ہو سکتا تھا؟ وہ لب کاٹتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ذہن الجھتا جا رہا تھا۔

فاطمہ اور طلال اپنے کمرے کی بالکونی میں موجود تھے۔وہ دونوں کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کئی دن بعد آج طلال صاحب گھر لوٹے تھے۔ ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے وہ خوشگوار موڈ میں تھے۔فاطمہ ان سے شکوہ کر رہی تھیں کہ وہ اب گھر کو زیادہ وقت نہیں دیتے، طلال مسکراتے ہوئے ان کی بات سن رہے تھے جب دروازے پر دستک ہوئی۔

میں دیکھتی ہوں۔" فاطمہ انہیں وہی رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے" میں چلی گئیں۔کافی کا خالی مگ میز پر رکھا اور کمرے کا دروازا کھولا۔

رائد!" وہ بھرپور انداز میں مسکرائیں۔"

مجھے آپ سے اور ڈیڈ سے ایک امپورٹنٹ بات کرنی ہے۔ میں آجاؤں؟""

وہ سنجیدہ تھا۔

آجاؤ۔" انہوں نے اسے اندر کا راستہ دیا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا۔ طلال" بھی بالکونی سے کمرے میں آگئے تھے۔ فاطمہ نے رائد کو صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

اب بتاؤ کیا بات کرنی ہے؟" فاطمہ نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ تناؤ کا" شکار تھا۔ طلال بھی منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

میں۔۔۔ میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔" دونوں ہاتھ باہم ملائے وہ صوفے پر" آگے کو ہو کر بیٹھا۔

ماشاءاللہ، فائنلی۔ میں کتنے عرصے سے انتظار میں تھی کہ میرا بیٹا کب آئے" گا اپنی شادی کی بات کرنے۔ لڑکی کون ہے۔۔ سیرینہ؟" فاطمہ کی خوشی ان کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ جب کہ طلال بغور اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔

نہیں، سیرینہ سے نہیں۔ مجھے۔۔" رک کر ان دونوں کو دیکھا۔ پلکیں" جھپک کر خود کو اگلے فقرے ادائیگی کے لئے تیار کیا۔" مجھے آرمینے سے شادی کرنی ہے۔" اس نے کہہ ہی دیا۔ وہ دونوں ناسمجھی سے اسے دیکھتے رہے۔ کیا وہ آرمینے سے شادی کا کہہ رہا تھا؟

تم نے کیا کہا؟ تم کس سے شادی کرنا چاہتے ہو؟ تم نے آرمینے کا نام لیا" نہ؟" فاطمہ نے طلال کو دیکھا وہ خاموش کھڑے تھے۔ پھر رائد کو دیکھتے اس

سے کنفرم کیا۔انہیں لگا انہیں سننے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔

جی۔آرمینے کا نام لیا میں نے۔"اثبات میں سر ہلاتے وہ سنجیدہ تھا۔"آپ" دونوں مجھے ایسے مت دیکھیں۔میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ابھی شادی کر دیں۔ کچھ دن بعد ارمن کا برتھڈے ہے،آپ اس کے بعد ہمارا نکاح کر دیجئے گا۔ سارا آنی اور حیدر انکل سے بات کر لیں آپ۔" باری باری ان دونوں کی طرف دیکھتے اس نے اپنی بات سامنے رکھی۔

وہ سب تو ٹھیک ہے۔لیکن مجھے یہ بتاؤ۔آرمینے سے شادی کا کب سوچا تم" نے؟" طلال نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا۔انہیں لگ رہا تھا کہ کوئی اچانک فیصلہ نہیں ہے۔وہ رائد کو جانتے تھے وہ خوامخواہ کوئی بات نہیں کرتا تھا۔وہ سارے حساب کتاب کر کے ان کے پاس آیا تھا انہیں یقین تھا۔

یہ میں آپ کو نہیں بتاؤں گا۔آپ بس اتنا جان لیں کہ میں سیریس ہوں۔"
آپ ابھی حیدر انکل کو کال کریں اور ان سے کہیں کہ آرمینے کے لئے آئے
پروپوزل کو ریجیکٹ کر دیں۔ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔"اس کا لہجہ مضبوط
تھا۔

ایک منٹ، مجھے سمجھنے تو دو۔تم آرمینے سے شادی کیسے کر سکتے ہو۔"فاطمہ"
حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں۔"میرا مطلب ہے، ہمیں لگا تم اسے چھوٹی
"بہن کی طرح عزیز رکھتے ہو۔

میری صرف ایک بہن ہے اور اس کا نام درخشندے ہے۔"وہ بے تاثر"
چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

سب کو یہی لگتا ہے کہ تم اسے بہن سمجھتے ہو۔سارا اور حیدر بھی یہی سمجھتے"

ہیں۔" پتا نہیں فاطمہ اسے بتا رہی تھیں یا سمجھا رہی تھیں۔

"تو آپ سب کے ایسا سمجھنے سے وہ میری بہن نہیں بن جائے گی۔ میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ ان سے میرے لئے ارمن کا ہاتھ مانگیں اور آپ اسے میری بہن بنا رہی ہیں۔ دیکھیں، آپ جلد بات کریں ان سے۔ یہ نہ ہو وہ ارمن کا رشتہ طے کر دیں اور پھر وہ ایشو آ جائے کہ زبان دی ہے وغیرہ وغیرہ۔" اس نے لب کاٹتے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ اس کی بات ہی نہیں سمجھ رہے تھے۔ کیا ہو کہ وہ ادھر ان کو سمجھاتا رہے اور ادھر آرمینے کا رشتہ طے ہو جائے۔

"تو بیٹا جی آپ نے بھی تو کبھی ایسا کوئی ہنٹ نہیں دیا جس سے لگے کہ تم آرمینے سے شادی کرو گے۔ بالکل بچوں کی طرح تو تم اسے ٹریٹ کرتے ہو۔" اب کے طلال نے اسے جواب دیا۔

بچوں کی طرح کیا مطلب ہے۔اب محبت کرتا ہوں اس سے تو محبت سے ہی" ٹریٹ کروں گا نہ۔آپ جانتے ہیں وہ کتنی پیاری لگتی ہے مجھے،اور سارا آنی کہتی ہیں وہ اس کی کسی اور سے شادی کر رہی ہیں،اور اس لڑکے کی ساری چھان پھٹک بھی میں کر کے دوں۔جان سے نہ مار دوں اس لڑکے کو۔"اس نے دانت پیسے۔"نہیں مطلب آپ لوگ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں کہ ارمن کی میرے علاوہ کسی سے شادی ہو گی۔مجھے اس سے محبت ہے اور یہ کوئی بہن بھائیوں والی محبت نہیں ہے۔آپ جلد سے جلد میرا رشتہ لے کر جائیں ان کے پاس۔آرمینے کی شادی صرف مجھ سے ہو گی۔"اس کے لہجے کی مظبوطی اس کے ارادوں کی پختگی کا ثبوت تھی۔

تم نے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا۔کب سے محبت کرتے ہو اس سے؟اور" میں نے تو افسانے کو سوچا تھا تمہارے لئے،یہ تو اس کا نصیب اس ایرانی کے

ساتھ جڑا تھا۔ کیا ہو جاتا اگر حیدر اس لڑکے کو تم پر فوقیت نہ دیتا۔" فاطمہ کو نئے سرے سے دکھ ہوا۔

افسانے؟ مما یار وہ تو میری بہنوں کی طرح ہے، آپ بھی نہ کچھ بھی سوچتی ہیں۔ شکر ہے آپ نے اس سوچ کو عملی جامہ نہیں پہنا دیا۔" اس نے نفی میں سر ہلاتے انہیں ملامت کی۔

اوہ رئیلی؟ ابھی وہ کون تھا بھلا جو کہہ رہا تھا اس کی صرف ایک بہن ہے جس کا نام درخشندے ہے۔" فاطمہ نے چمک کر اسے دیکھا۔ ان کے انداز پر طلال کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

مما اب آپ میرے الفاظ پکڑیں گی کیا۔ آپ ابھی فون کریں سارا آنی کو اور انہیں کہیں کہ ارمن کی شادی صرف رائد سے ہو گی۔" اس کی جلد بازی

پر فاطمہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"میں کر لوں گی اس سے بھی بات پہلے مجھے خود کو تو یقین کرنے دو۔ تم جو ہر وقت ارمن ارمن کرتے تھے اور ہم اسے بھائی والا پیار سمجھتے تھے وہ دراصل کچھ اور ہی تھا۔" فاطمہ کے "بھائی والا پیار" کہنے پر رائد نے بے ساختہ استغفر اللہ کہا تھا۔

"کچھ اور سے کیا مراد ہے آپ کی؟ آپ ایسے بول کر سچویشن کو آکورڈ مت کریں۔" وہ جز بز ہوا۔ گھور کر فاطمہ کو دیکھا۔ اس کے اس انداز پر طلال کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"آپ بھی کچھ کہیں، کب سے چپ کر کے مسکرائے جا رہے ہیں اپنے لاڈلے کی باتوں پر۔" فاطمہ نے طلال کو گھورا۔

مجھے ہنسی اس لئے آرہی ہے کہ مجھے لگتا ہے میں جانتا ہوں یہ کب سے "
آرمینے کے عشق میں مبتلا ہے۔ہاں بھئی برخوردار "فاطمہ سے بات کرتے
انہوں نے رائد کو دیکھا۔"وہ جو تم نے کسی زمانے میں ایک سوال پوچھا تھا کیا
وہ اس لئے تھا؟"ان کی اس بات پر رائد کے کان لال ہوئے۔وہ سمجھ گیا تھا وہ
کس سوال کی بات کر رہے ہیں۔فاطمہ نے حیرت سے اپنے خوبصورت بیٹے
کو دیکھا۔کیا وہ شرمایا تھا؟اللہ،وہ اس کے گلابی پڑتے گال دیکھ سکتی تھیں۔

کونسا سوال۔۔اپنی طرف سے باتیں نہ بنائیں۔اور پہلی فرصت میں آپ "
لوگ میرا رشتہ مانگیں ارمن کے لئے۔"وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
دروازے کی طرف گیا اور پلٹ کر انہیں دیکھا۔"میں بتا رہا ہوں آرمینے کی
شادی صرف مجھ سے ہوگی۔سارا آنی اور حیدر انکل کو بھی بتا دیجیے گا۔"وہ
دروازہ کھولتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

یااللہ،"فاطمہ نے دو انگلیوں سے اپنی کنپٹی پر دباؤ ڈالا۔"طلال اب کیا ہو" گا۔کیا حیدر مانے گا؟میں سچ بتاؤں،مجھے نہیں لگتا کہ حیدر مانے گا۔" فکر مندی سے شوہر کو دیکھا۔

حیدر کا ماننا مشکل ہے۔میں اسے جانتا ہوں۔اور جن باتوں کو وجہ بنائے گا" ان کا بھی مجھے علم ہے۔لیکن،ہم اپنے بیٹے کی بات ٹال نہیں سکتے۔ہم اس کا رشتہ مانگیں گے۔اور اس بار حیدر کو میری ماننی پڑے گی۔"وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔"تم پریشان مت ہو۔اللہ خیر کرے گا۔"فاطمہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر انہیں تسلی دی۔فاطمہ نے گردن موڑ کر دروازے کو دیکھا جہاں سے ابھی ابھی رائد گیا تھا۔اگر حیدر نہ مانا تو اپنے بیٹے کی نیچر سے وہ واقف تھیں اور اس کی آرمینے کے لئے جنونیت سے بھی۔پتا نہیں وقت کے پاس ان کے لئے کیا محفوظ تھا۔

آرمینے، کہاں ہو۔ کب سے بلا رہی ہوں۔ آ بھی جاؤ۔" سارا بیگم کی" جھنجھلاہٹ بھری آواز پورے گھر کچن سے آ رہی تھی۔ آرمینے ٹی وی ریموٹ میز پر پٹخ کر اٹھی اور بڑبڑاتے ہوئے کچن کی راہ لی۔

ہر دو منٹ بعد تو آپ آواز دیتی ہیں مجھے۔ سکون سے بیٹھ کر ٹی وی بھی نہیں" دیکھ سکتے اب۔" منہ پھلائے وہ کچن کاؤنٹر پر چڑھ کر بیٹھی۔

ماں کی بات سے زیادہ وہ ٹی وی اہم ہے نہ تمہارے لئے۔ کتنی بار کہا ہے" ادھر مت بیٹھا کرو۔" اس کے کندھے پر دھپ رسید کرتے کھینچ کر اسے کاؤنٹر سے نیچے اتارا۔

اب میں نے گنا تھوڑی ہے۔ کہا ہو گا پانچ چھ سو مرتبہ۔ ویسے بھی آپ کو" میری ہر بات پر اعتراض ہوتا ہے۔" لاپرواہی سے کہتے وہ فریج کی طرف بڑھی۔

ابھی میں روکتی ٹوکتی ہوں تو یہ حال ہے۔ اگر تمہیں اپنی مرضی کرنے دی" جائے پھر تو پورا گھر الٹ دینا ہے تم نے۔" وہ اپنے شوق کے ہاتھوں مجبور خود ہی رات کا کھانا بنا رہی تھیں، آرمینے کو بلانے کا مقصد تھا کہ اس سے نونک جھونک کرتے وقت اچھا گزر جاتا تھا۔ جان بوجھ کر وہ اسے ٹوکتی تھیں۔ اس کا تپا ہوا چہرہ دیکھ کر پھر پیار بھی بہت آتا تھا۔

کتنا غلط سوچتی ہیں آپ میرے بارے میں۔ سارا خاتون آپ دیکھیے گا میں" اپنا گھر کیسے سنبھالتی ہوں۔" فریج سے سیب نکال کر جینز سے رگڑ کر صاف

کیااور بڑاسا بائٹ لیا۔"میں نے رائد کو کہا تھا کہ اس بر تھڈے پر مجھے نیو یارک میں پینٹ ہاؤس گفٹ کرے۔وہاں پر میں ملازمین پر حکم چلاؤں گی کہ ٹھیک سے کام کرو ورنہ فائر کر دوں گی۔"مزے سے اپنی پلاننگ بتائی۔

وہ بچہ اگر تمہارے نخرے اٹھا ہی لیتا ہے تو تم ایسی اوٹ پٹانگ باتیں کر کے " یہ ثابت مت کیا کرو کہ تم پاگل ہو۔"انہوں نے اس کی بات مذاق میں اڑائی۔انہیں یقین تھا کہ رائد نے بھی اس کی فرمائش کو سنجیدگی سے نہیں لیا ہو گا۔

آپ کو میری باتیں پاگل پن لگتی ہیں رائد کو نہیں۔ہونہہ۔"سیب پر دانت" گاڑ کر غصہ اتارا گیا۔

اچھا ایسی بات ہے۔پھر بتاؤ کیا جواب دیا اس نے؟"انہوں نے اسے"

چھیڑنے کے لئے پوچھا۔

اس نے کچھ نہیں کہا لیکن مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا تھا۔ آپ دیکھئے" گا اس بر تھڈے میرا اپنا پینٹ ہاؤس ہو گا۔ پھر جب میں آپ سے ناراض ہوں گی تو وہیں چلے جایا کروں گی۔" اس کے کانفیڈنس سے کہنے پر سارا کو ہنسی آئی۔

دیکھیں گے۔" انہوں نے چڑانے والے انداز میں کہا۔"

دیکھ لیجئے گا۔" اس نے بھی چڑانے والے انداز میں کہا۔" میں جا رہی ہوں" ٹی وی دیکھنے۔ آپ اپنا کچن دیکھیں۔" سارا کے کچھ کہنے سے پہلے وہ کچن سے باہر تھی۔ اسی وقت سارا کے فون کی گھنٹی بجی۔ فاطمہ کی کال تھی۔ انہوں نے آرمینے کو کچھ کہنے کا ارادہ ملتوی کرتے کال آن کی۔

فاطمہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی تھیں جب انہوں نے سارا کو فون کیا۔رابطہ ملنے پر رسمی طور پر حال احوال پوچھنے کے بعد وہ مدعے پر آئیں۔

"سارا، تم نے جو رشتہ بتایا تھا آرمینے کے لئے اسے فائنل تو نہیں کیا نہ؟"

ایسے کیسے فائنل کر دوں فاطمہ۔ابھی تو سب سے مشورہ کرنا ہے۔آرمینے" کی برتھڈے پر تمہیں اس لڑکے سے ملواؤں گی تم بتانا کیسا رہے گا وہ ہماری مینو کے لئے۔"انہوں نے کٹی ہوئی سبزیاں فرائنگ پین میں منتقل کیں۔ فرائی ہونے کی مخصوص آواز کچن میں پھیل گئی۔

سارا میں نے ایک بات کرنی ہے، لیکن سمجھ نہیں آرہا کہ کیسے کہوں۔""

فاطمہ تذبذب کا شکار لگ رہی تھیں۔

فاطمہ تمہیں مجھ سے بات کرنے سے پہلے بھی سوچنا پڑتا ہے کیا؟ تم کہو جو" کہنا ہے۔" سارا نے اپنائیت سے کہا۔

سارا، میں اور طلال آرمینے کا رشتہ مانگنے آنا چاہتے ہیں، رائد کے لئے۔"" انہوں نے بالآخر کہہ ہی دیا۔

آرمینے کا رشتہ رائد کے لئے؟" سارا کو لگا انہیں سننے میں غلطی ہوئی ہے۔"

ہاں جی۔" انہوں کنفرم نے کیا۔" تم سوچ لو، حیدر سے بات کر لو۔ پھر" مجھے بتانا۔ اوکے۔" فاطمہ ان کی حالت سمجھتی تھیں۔ انہیں یقیناً یہ سن کر شاک لگا ہو گا۔ انہیں سوچنے کا وقت دے کر وہ کال بند کر گئیں۔

فاطمہ کی کال کے بعد سے سارا بیگم غیر حاضر دماغ سی تھیں۔ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

سارا کیا ہوا ہے؟ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نہ؟" حیدر کب سے نوٹ کر رہے تھے کہ آج ان کی بیگم خاموش سی تھیں۔

جی میں ٹھیک ہوں۔ حیدر مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔" سارا نے سنجیدگی سے ان کو دیکھا۔

اس میں سوچنے والی کیا بات ہے۔بتاؤ جو بتانا ہے۔" انہوں نے نرمی سے سارا کا ہاتھ تھاما۔

آج فاطمہ کی کال آئی تھی۔انہوں نے کہا کہ وہ طلال بھائی آرمینے کا رشتہ " مانگنے آنا چاہتے ہیں۔۔رائد کے لئے۔" بات مکمل کر کے انہوں نے اپنے شوہر کے تاثرات دیکھے۔وہ ایک دم لب بھینچتے سنجیدہ ہو گئے تھے۔

تم انہیں منع کر دینا، وہ ایسے آنا چاہیں تو موسٹ ویلکم۔ لیکن آرمینے کے " رشتے کی کوئی بات نہیں ہو گی۔" اپنی بات کہہ کر وہ انہوں نے اپنی سائڈ والا لیمپ آف کیا اور کروٹ بدل کر سونے کے لئے لیٹ گئے۔یہ اس بات کا اشارہ تھا وہ اب اس ٹاپک پر مزید بات نہیں کریں گے۔سارا بیگم سوچوں میں گم پریشان سی بیٹھی تھیں۔

حیدر نے آرمینے اور رائد کے رشتے کے لئے منع کر دیا۔" فاطمہ کی مایوسی "

بھری آواز پر طلال بن زید نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ ابھی گھر آئے تھے فاطمہ کو مایوس دیکھ کر پوچھا کہ کیا ہوا ہے تو ان کا جواب سن کر وہ خود بھی ٹھہر سے گئے۔

سارا نے بتایا؟" لب بھینچ کر فاطمہ کو دیکھا۔"

جی۔ اس کا فون آیا۔" فاطمہ نے پلکیں جھپک کر آنسو روکے۔"

فاطمہ،" طلال نے نرمی سے ان کا نام پکارتے انہیں اپنے بازوؤں کے" گھیرے میں لیا۔

حیدر ایسا کیوں کر رہا ہے۔ پہلے بھی اس نے میرے رائد پر اس عارفین کے" بیٹے کو ترجیح دی اور اب پھر منع کر دیا۔" طلال کے سینے سے لگتے ان کی

آنکھوں سے آنسو چھلکے۔

میں خود بات کرتا ہوں اس سے۔ تم پریشان مت ہو۔ وہ کس لیے منع کر رہا" ہے میں جانتا ہوں۔ میں ٹھیک کرتا ہوں اس کا دماغ۔ تم رائد کو کچھ مت بتانا۔" انہیں کندھوں سے پکڑا اپنے سامنے کرتے ان کے آنسو پونچھے۔ اسی وقت رائد لاؤنج میں داخل ہوا۔ غور سے فاطمہ کے روئے روئے چہرے کو دیکھا۔

مما کیا ہوا ہے؟" وہ فکر مندی سے فاطمہ کی طرف آیا۔ فاطمہ نفی میں سر" ہلاتے رخ پھیر گئیں۔

ڈیڈ؟" وہ طلال کی طرف مڑا۔"

کچھ نہیں ہوا۔بس ایسے ہی۔"طلال نے مسکرا کر بات ٹالنا چاہی۔"

حیدر انکل نے رشتے سے منع کر دیا نہ؟"وہ پورے یقین سے انہیں دیکھ رہا" تھا۔

تم پریشان مت ہو۔میں آج جا رہا ہوں نیو یارک۔خود بات کروں گا حیدر" سے۔"طلال کو معلوم تھا اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔"اس نے کھڑے کھڑے فیصلہ کیا۔"

تم کیا کرو گے جا کر۔میں نے کہا نہ میں دیکھ لوں گا۔"طلال نے اسے روکنا" چاہا۔

میرا جانا ہی تو ضروری ہے۔ میرا حق بنتا ہے ان سے انکار کی وجہ پوچھوں۔"
وہ کسی ایکس وائی زیڈ کو کیسے مجھ پر ترجیح دے سکتے ہیں۔ میں ٹکٹ کروا رہا
ہوں۔ ہم ساتھ جا رہے ہیں۔" سنجیدگی سے کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہ
لاؤنج سے باہر نکل گیا۔

اب کیا ہو گا؟" فاطمہ نے پریشانی سے طلال کو دیکھا۔"

کچھ نہیں ہو گا۔ تم پریشان مت ہو۔" وہ مسکرا کر انہیں تسلی دے رہے"
تھے۔ کیوں منع کیا تم نے حیدر، جواب تو تمہیں دینا ہو گا۔ دل ہی دل میں
حیدر زمان سے مخاطب ہوتے وہ فاطمہ کو لے کر صوفے کی طرف بڑھ گئے۔

افسانے آفس میں داخل ہوئی تو اسے ماحول میں تناؤ محسوس ہوا۔ ریسیپشن ڈیسک پر بیٹھی لڑکی نے بھی آج اس کے سلام کا جواب بنا مسکرائے روکھے انداز دیا تھا، ورنہ وہ روز مسکرا کر اسے خوش آمدید کہتی تھی۔ آفس کے باقی ورکرز بھی کھنچے کھنچے سے تھے۔ بظاہر سب ٹھیک تھا لیکن افسانے کی چھٹی حس اسے خبردار کر رہی تھی کہ کچھ تو ہوا تھا۔ وہ سر جھٹک کر اپنے آفس میں آئی۔ پورا دن وہاں پر کام کرتے اور سب لوگوں سے انٹریکشن کرتے اسے محسوس ہوتا رہا کہ ان سب کا رویہ عجیب تھا۔

شام کو جب وہ لفٹ میں سوار ہوئی تو عائشہ بھی اس کے ساتھ ہی لفٹ میں داخل ہوئی۔ عائشہ پبلک ریلیشن آفس میں ہوتی تھی۔ افسانے کی اس کے بارے میں مثبت رائے تھی۔ وہ اچھی لڑکی تھی اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

سلام مس افسانے!" عائشہ نے مسکرا کر افسانے پر سلامتی بھیجی۔"

وعلیکم السلام،" سلام کا جواب دیتے افسانے کے چہرے پر بھی مسکراہٹ" آئی۔ پورے دن میں اب جا کر کسی نے اس سے نارمل بات کی تھی۔

شکر ہے کسی نے تو مسکرا کر سلام کیا۔ ورنہ صبح سے سب مجھے ایسے گھور" رہے ہیں جیسے میں نے پتا نہیں کیا کر دیا ہو۔" افسانے نے دوستانہ انداز میں عائشہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ جس پر عائشہ بے ساختہ ہنسی۔

اب تو روز ہی آپ کو ایسے گھورا جائے گا۔ عادت بنا لیں۔" عائشہ نے" شرارتی انداز میں جواب دیا۔

ایسا کیوں بھلا؟ کیا کچھ ہوا ہے آفس میں؟" عائشہ کی بات افسانے کے کان" کھڑے ہوئے۔ مہرداد کی باتیں یاد آئیں، آفس پالیٹکس وغیرہ۔

ہاں جی ہوا تو ہے۔ خیر آپ لوگوں کی باتوں پر کان مت دھریں۔ انہیں تو" گوسپ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی ٹاپک چاہیے ہوتا ہے۔ کچھ دن میں خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔" اس نے لاپرواہی سے کہتے اسے تسلی دی۔ لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ بات اتنی بھی معمولی نہیں ہے۔

کس قسم کی گوسپ، مجھے پوری بات بتاؤ عائشہ۔" افسانے سنجیدہ ہوئی۔" لفٹ رک گئی۔ وہ دونوں ایک ساتھ باہر آئیں۔ عائشہ نے ادھر ادھر دیکھا۔ پھر تھوڑا سا افسانے کے نزدیک ہوئی۔

دراصل آفس میں یہ بات پھیلی ہوئی ہے کہ آپ کا مہرداد سر کے ساتھ" افیئر ہے۔ اور۔۔۔ اور آپ ان کی گرل فرینڈ ہیں۔ ایک ساتھ رہتے ہیں آپ دونوں۔" اس نے رازداری سے بتایا۔ افسانے کو تو سر پر لگی تلوؤں پر

بجھی۔تو یہ بات تھی۔

لیکن اس سب سے ان لوگوں کا کیا واسطہ ہے۔"اس نے لب بھینچے۔"

مس افسانے آپ بھی کمال کرتی ہیں۔یہ تبریز ہے، یہاں پر اس قسم کے " ریلیشن شپ اچھے نہیں سمجھے جاتے۔آپ کا مسلمان ہونا اس بات کو زیادہ قابل نفرت بنا رہا ہے۔"عائشہ نے اسے معاملے کی گھمبیرتا کا احساس دلایا۔

ایسا کچھ نہیں ہے جیسے یہ سب سمجھ رہے ہیں۔"اس نے صفائی دینے کی " کوشش کی۔

یہ تو آپ کہہ رہی ہیں لوگ تو پھر لوگ ہیں، پر کا کوا بنانے میں دیر نہیں " کرتے۔اور وہ تو یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ کو ساری مراعات بھی اسی لئے

ملی ہوئی ہیں۔اصل میں مہرداد سر نے پہلے ہی دن آپ کے بارے میں سختی سے ہدایات کی تھیں کہ آپ سے عزت اور احترام سے پیش آیا جائے۔تو سب کے دلوں میں یہ بات شروع سے کھٹک رہی تھی۔آج ان کے مفروضوں پر کسی نے مہر لگادی۔پتا نہیں کس نے یہ افواہ اڑائی۔اللہ بچائے ایسے لوگوں سے۔" بات مکمل کر کے آخر میں اس نے کان کی لو چھو کر توبہ کی۔افسانے کی گاڑی آگئی تھی۔اس نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائے عائشہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے خدا حافظ کیا اور گاڑی میں بیٹھی۔

اگر آفس والے یہ سب سوچ رہے تھے تو یہ کافی سنگین صورتحال تھی۔ بات سیدھا افسانے کے کردار پر آرہی تھی۔اسے سب کے چہرے یاد آئے، تو وہ جسے تناؤ سمجھ رہی تھی وہ حقارت تھی کہ وہ ایک مسلمان لڑکی ہو کر ایک غیر مرد کے ساتھ ریلیشن میں تھی۔لیکن اس طرح کی باتیں آفس میں کس نے پھیلائی ہوں گی؟ کیا دونیہ نے؟ دونیہ کے ساتھ ہوئی آخری ملاقات یاد

آئی تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ ایسا نہیں کرے گی۔ افسانے کو یقین تھا۔ دو نیہ منہ پر بات کرنے والوں میں سے تھی۔ تو کیا رضا پہلوی؟ لیکن وہ اتنے مصروف انسان تھے، اتنی بڑی بزنس ایمپائر سنبھال رہے تھے، وہ بھلا کیوں ایسا کریں گے۔ انہیں اگر افسانے سے کوئی مسلئہ ہے تو وہ ڈائریکٹ اسے کہہ سکتے تھے۔ وہ ایک بار ان سے مل چکی تھی۔ وہ اسے ڈیسنٹ اور بارعب پرسنیلٹی کے مالک لگے تھے۔ تو پھر کون ہو سکتا ہے۔ اور کون تھا یہاں جو افسانے کو ناپسند کرتا تھا۔ صوفیہ بیگم، ایک جھپاکے سے اسے وہ دن یاد آیا جب اس نے افسانے کو زہریلی باتیں کی تھیں اور پھر مہرداد کے آنے پر سارا الزام افسانے پر ڈال دیا تھا۔ لیکن کیا اس کی رسائی یہاں اس آفس تک بھی تھی؟ یقیناً ہو گی۔ وہ پر یقین تھی۔ اگر اس عورت نے یہ جھوٹی افواہ پھیلائی تھی تو اسے تو وہ دیکھ لے گی۔ مگر ابھی اسے مہرداد پر غصہ آ رہا تھا۔ آئے زرا وہ واپس اس کی تو اچھی طرح خبر لے گی، دل ہی دل میں تہیہ کیا۔

حیدر زمان کے اسٹڈی روم میں اس وقت خاموشی تھی۔دیوار کے ساتھ لگے صوفوں پر حیدر اور طلال آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ان سے کچھ فاصلے پر ایک صوفے پہ رائد بھی موجود تھا۔کافی دیر سے چھائی اس خاموشی کو طلال کی آواز نے توڑا۔

حیدر آخر وجہ کیا ہے اس رشتے سے انکار کی۔ہم صرف دوست تو نہیں" ہیں۔ہم فیملی ہیں۔تم مجھے اصل وجہ بتاؤ انکار کی۔کیا رائد تمہیں پسند نہیں۔یا پھر تمہیں لگتا ہے آرمینے ہمارے گھر میں خوش نہیں رہے گی۔تمہارے جو بھی خدشات ہیں تم بتاؤ مجھے۔"طلال سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔رائد خاموش بیٹھا اپنے پیروں کو دیکھ رہا تھا۔اسے بھی حیدر صاحب کا جواب جاننا تھا۔

رائد مجھے بہت پسند ہے۔ تم جانتے ہو آریز اور رائد دونوں میں کبھی کوئی" فرق نہیں رکھا میں نے۔اور تمہارے گھر سے زیادہ محفوظ جگہ کونسی ہو گی آرمینے کے لئے۔ میرے انکار کی وجہ کچھ اور ہے۔" حیدر نے بے بسی سے طلال کو دیکھا۔

میں وہی وجہ تو جاننا چاہتا ہوں۔" طلال لب بھینچ پر صوفے پر پیچھے ہو کر" بیٹھے۔

طلال یار تم خود سوچو آرمینے اور رائد کی شادی کیسے ہو سکتی ہے۔ آرمینے" ابھی بہت چھوٹی ہے اور وہ رائد کو اپنے لائف پارٹنر کے طور پر قبول نہیں کرے گی۔اور رائد بھی ابھی شادی کرلے گا لیکن کچھ عرصے بعد اسے احساس ہو گا کہ غلطی کر دی۔ بے شک رائد کو آرمینے سے محبت ہے لیکن

شادی ایک مختلف چیز ہے۔اس کی زمہ داریاں مختلف ہوتی ہیں۔لائف پارٹنر کے لئے ایک جیسی سوچ بھلے ضروری نہ ہو لیکن میچورٹی ضروری ہوتی ہے۔جو کہ رائد اور آرمینے کے تعلق میں نہیں ہے۔یہ لاڈ پیار اسی رشتے کی حد تک ہے۔اگر ان کے رشتے کی نوعیت تبدیل ہو گئی تو ان دونوں کے لئے مشکل ہو گا۔اس لئے مجھے نہیں لگتا کہ یہ کوئی اچھا فیصلہ ثابت ہو گا۔ بعد میں پچھتانے سے بہتر ہے ابھی درست فیصلہ کر لیا جائے۔" حیدر زمان نے اپنا نظریہ سامنے رکھا۔طلال نے ایک نظر رائد کو دیکھا وہ سر جھکائے نگاہیں میز کی سطح پر مرکوز کیے بیٹھا تھا۔

حیدر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم غلط سوچ رہے ہو۔رائد نے خود اعتراف کیا" ہے وہ آرمینے سے محبت کرتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔تم۔۔۔" طلال ابھی بول رہے تھے جب حیدر نے ان کی بات کاٹی۔

رائد کو آج ایسا لگ رہا ہے، کل نہیں لگے گا۔ وہ اپنی اور آرمینے کی محبت کو"
جس تناظر سے آج دیکھ رہا ہے کل نہیں دیکھے گا۔ آرمینے میں بہت زیادہ بچپنا
ہے۔ اسے تو شادی جیسے سیریس رشتے کے بارے پتا بھی نہیں ہے۔ اور اگر
میں غیر جانبدار ہو کر تجزیہ کروں تو۔۔ رائد اتنا پرفیکٹ ہے کہ اسے لائف
پارٹنر بھی ایسی ملنی چاہیے جو ہر بات میں پرفیکٹ ہو، جو اس کے ساتھ قدم
سے قدم ملا کر چل سکے۔ رائد آخر آرمینے کے لاڈ کب تک اٹھائے گا۔ مینو
کے بچکانہ بیہویر سے وہ جلد ہی اکتا جائے گا۔ اسے اپنے ذہنی لیول کی شریک
حیات کی طلب ہو گی، اور پھر آرمینے کی بیماری۔۔" حیدر کی اس بات پر رائد
نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا، آنکھوں میں شکوہ تھا۔ اسے نظر انداز کرتے
حیدر نے اپنی بات جاری رکھی۔ "آرمینے ذہنی طور پر اتنی مظبوط نہیں ہے
کہ نئے رشتے اور اس کے تقاضوں کو سمجھ سکے۔ وہ ہمیشہ رائد میں اپنے
دیکھے گی جو بچپن سے اس کے ساتھ رہا ہے، وہ ماضی حال میں بٹ دوست کو
جائے گی۔ اور ویسے بھی میں نے مرتضیٰ کا پروپوزل کنسیڈر ضرور کیا ہے

لیکن میں ابھی شادی نہیں کروں گا آرمینے کی۔دو تین سال بعد دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ابھی کے لئے تو میں اسے کسی قسم کے ذہنی دباؤ میں نہیں ڈالوں گا۔"حیدر نے اپنا نقطہ نظر تفصیل سے بیان کیا۔

طلال نے رائد کو دیکھا،وہ دونوں ہاتھ بام بلائے،لب بھینچے سامنے رکھی میز کی سطح پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

تمہاری ساری باتیں ٹھیک ہیں حیدر۔میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔باپ" ہونے کی حیثیت سے تمہارے خدشات بالکل جائز ہیں۔میں چاہتا ہوں کہ ان تمام خدشات کا جواب رائد خود دے۔"انہوں نے رائد کو بولنے پر اکسایا۔حیدر نے بھی رائد کی طرف دیکھا۔

آپ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔آپ نے لاجیکل طریقے سے ساری سچویشن"

کا تجزیہ کیا ہے۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے بالآخر اس نے خاموشی توڑی۔

"اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دنیا کی کوئی بھی لاجک مجھے اس وقت سمجھ نہیں آئے گی۔ میرے پاس آپ کے خدشات کے جواب نہیں ہیں۔ اگر آپ کو مجھ پر، میری بات پر بھروسہ ہے تو آپ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دیں۔ اگر آپ انکار کرتے ہیں تو بھی مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے۔ آپ کو لگتا ہے ہم ایک دوسرے کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں انتظار کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جب آپ کو یہ رشتہ مناسب لگے آپ مجھے بتا دیجیئے گا۔ لیکن ایک بات میں آپ کو بتا دوں آرمینے کی شادی کسی اور سے تو میں کبھی بھی نہیں ہونے دوں گا۔" ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے اس کا لہجہ مظبوط تھا۔

رائد!" طلال نے اسے تنبیہہ کی۔"

مجھے پتا ہے رائد میرا نام ہے ڈیڈ۔" وہ صوفے سے اٹھا۔ "اور رائد ہی وہ نام" ہے جس کے ساتھ آرمینے کا نام جڑے گا۔ یہ بات آپ دونوں دوست سمجھ لیں۔" اپنی بات کہہ کر وہ اسٹڈی روم کا دروازہ پار کرتے باہر نکل گیا۔

حیدر، میں تم سے معذرت خواہ ہوں رائد کے اس رویے پر تم پلیز اس کا لہجہ " نظر انداز کر دینا۔ وہ اس وقت جذباتی ہو رہا ہے۔" طلال نے معزرت خواہانہ انداز میں حیدر کو دیکھا۔

اس میں معذرت والی کوئی بات نہیں ہے۔ میں جانتا ہو رائد کو۔ اس کے " پاس کوئی جواب نہیں تھا اس لئے وہ چلا گیا ہے یہاں سے۔ جب اس کے پاس ایک منطقی جواب ہو گا تو وہ آئے گا میرے پاس، مجھے قائل کرنے۔ اور میں اسی چیز کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور تم بھول رہے ہو وہ اپنا سارا بچپن میرے پاس رہا ہے، میری نظروں کے سامنے، میں اس کے مزاج کو بہت اچھے طریقے

سے جانتا ہوں۔ وہ آئے گا، وہ سارے جواب لے کر آئے گا۔ یا تو وہ میرے خدشات دور کرے گا یا پھر اپنی خواہش سے پیچھے ہٹ جائے گا۔" حیدر کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ ان کے ہاتھوں کا پلا بچہ تھا، وہ اسے جانتے تھے۔

ظاہر ہے میں کیسے بھول سکتا ہوں، تم اسے مجھ سے بہتر جانتے ہو اس میں" کوئی شک نہیں۔ اب دیکھتے ہیں یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔" طلال نے گہرا سانس لیتے سر جھٹکا۔

سارا لان میں ٹہلتے ہوئے پریشان سی تھیں۔ انہیں پتا تھا اندر کیا بات ہو رہی ہو گی۔ حیدر اپنے تمام خدشات کا اظہار صبح ہی ان سے کر چکے تھے۔ آرمینے کالج گئی ہوئی تھی اور آریز اپنے آفس۔ انہوں نے ابھی تک آریز اور افسانے

سے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھیں کہ افسانے کو کال کر کے اس کی رائے لیں اس معاملے پر۔ اسی وقت انہیں رائد انہیں داخلی دروازے سے باہر نکلتا دکھائی دیا۔ وہ بھی انہیں دیکھ چکا تھا اور اب انہی کی طرف آ رہا تھا۔

"آنی، کیا آپ کو بھی لگتا ہے میں اور ارمن مناسب نہیں ہیں ایک دوسرے کے لئے؟" بنا کوئی اور بات کیے اس نے صاف صاف پوچھا۔

"حیدر کی بات میں لاجک ہے، وہ۔۔۔"

"حیدر انکل کی بات میں سن چکا ہوں آپ اپنا بتائیں۔ کیا آپ کو لگتا ہے میں آپ کی بیٹی کے لئے اچھا شوہر ثابت نہیں ہوں گا؟" اس نے ان کی بات کاٹی۔

رائد تم سے بڑھ کون پیارا ہو گا مجھے۔ لیکن شادی ایک مختلف چیز ہے، تم اور "
"آرمینے۔۔

اوکے میں سمجھ گیا۔ مرحبا۔" وہ پلٹ گیا۔ سارا اسے دیکھتی رہیں۔ تیز تیز "
قدموں سے پورچ کی طرف جاتے وہ غصے میں تھا۔ وہ اس کے انداز پہچانتی
تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔

وہ اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا، اسی وقت اس کا فون بجا، فاطمہ کی کال تھی۔

مرحبا!" گاڑی کی چابی کچن کاؤنٹر پر پھینکتے وہ فریج تک آیا، پانی کی بوتل "

نکال کر منہ سے لگائی۔

رائد تم ٹھیک ہو بیٹا؟ سارا نے بتایا تم بہت ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے" وہاں سے نکلے ہو۔ رائد۔۔۔بیٹا۔۔۔یہ معاملات اتنی جلدی طے نہیں کیے جاتے۔ حیدر اور سارا کی بات بھی ٹھیک ہے۔ میں نے بھی دوبارہ سوچا ہے۔ اور مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ تم اور آرمینے ایک ساتھ نہیں چل سکو گے۔ شادی کچھ مہینوں یا کچھ سالوں کی بات نہیں ہوتی۔ یہ زندگی بھر کا تعلق ہوتا ہے۔ ابھی تمہیں لگ رہا ہے کہ تمہیں آرمینے سے محبت ہے، تم اس کا نام کسی اور کے ساتھ جڑتا ہوا نہیں دیکھ سکتے۔ جبکہ بات صرف یہ ہے کہ تم پوزیسو ہو رہے ہو اور کچھ نہیں۔ تمہاری جو اٹیچمنٹ ہے مینو سے اس کی وجہ سے تم قبول نہیں کر پا رہے کہ وہ چھوٹی سی بچی جسے تم نے اپنے ہاتھوں پر کھلایا ہے، اتنی بڑی ہو گئی ہے کہ اس کی شادی ہو گی۔ اس لئے تم نے اپنی اور اس کی شادی کی بات کر دی تاکہ یہ معاملہ دب جائے۔ تمہیں تو خوش ہونا

چاہیے کہ ایک اچھا لڑکے سے مینو کی شادی۔۔۔"فاطمہ ابھی بول رہی رہی تھیں جب رائد نے ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل کھینچ کر سامنے دیوار پر ماری۔

"مما، ارمن کے ساتھ آپ نے کسی لڑکے کا نام جوڑا تو میں اس لڑکے کو جان سے مار دوں گا۔"فون بند کر کے کاؤنٹر پر پھینکا۔وہ فاطمہ سے کسی طرح کی بدتمیزی نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی فون بند کر دیا تھا۔

وہ کھولتے ہوئے دماغ کے ساتھ اپنے کمرے میں آیا۔شرٹ اتار کر دور پھینکی۔ ٹیرس کا دروازہ کھول کر بالکونی میں آیا۔ بالکونی میں ٹہلتے ہوئے اس نے اپنے دماغ کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا جب اس نے پہلی بار ارمن کو دیکھا تھا۔

وہ چھ سال کا تھا جب اس نے پہلی بار گلابی کمبل میں لپٹی اس چھوٹی سی بچی کو دیکھا۔ وہ بچی اس کی مما کی گود میں تھی۔ اس کی مما کہہ رہی تھیں کہ وہ سارا آنی کی ڈول ہے۔ اس نے کہہ دیا کہ ڈول تو ٹوائے ہوتا ہے۔ پھر مما کو اس ہیومن بے بی کو ڈول نہیں کہنا چاہیے۔ سب اس بات پر ہنسے تھے۔

وہ گلابی سی بچی آریز اور افسانے کی بے بی سسٹر تھی۔ وہ ابھی اسے دیکھ رہا تھا جب مما نے اس بچی کو سارا آنی کو واپس کر دیا۔ وہ تھوڑی دیر اور اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن مما نے کہا کہ بے بی کو بھوک لگ رہی ہے اور وہ اپنی مما کے پاس جانا چاہ رہی ہے۔

دوسری بار اس نے اس بے بی کو دو مہینے بعد دیکھا تھا۔ جب وہ گرمیوں کی چھٹیوں پر نیویارک آریز لوگوں کے گھر آیا تھا۔ اسے پتا چلا کہ اس بے بی کا

نام آرمینے رکھ دیا گیا تھا۔ آریز اور باقی سب اس کو مینے یا مینو کہتے تھے۔ لیکن اسے تو کچھ مختلف کرنا تھا نہ، تو اس نے اسے ارمن بلانا شروع کر دیا۔ چھٹیاں ختم ہونے کے بعد فاطمہ اور طلال نے اس کا ایڈمیشن آریز اور افسانے والے سکول میں ہی کروا دیا تھا۔ رائد کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ یہاں پر سب کے ساتھ بہت اٹیچ تھا۔

آرمینے بہت چھوٹی تھی۔ رائد کے لئے اسے دیکھنا ایک دلچسپ تجربہ تھا۔ وہ صرف سکول اور کھیلنے کے وقت باہر جاتا اس کے علاوہ اس کا سارا وقت ارمن کے ساتھ گزرتا تھا۔ وہ کیونکہ گروتھ کے عمل میں تھی تو روز کے حساب سے اس کی حرکتیں چینج ہوتی تھیں۔ اس نے جب پہلی بار بغیر کسی سہارے کے بیٹھنا سیکھا تو سارا کے علاوہ جو سب سے زیادہ ایکسائٹڈ تھا وہ رائد تھا۔ جب اس نے کرالنگ کرنا سیکھا اور جب اس نے اپنا پہلا قدم اٹھایا، پہلی بار چلنا سیکھا۔ وہ دن تو رائد کے لئے جیسے عید کا دن تھا۔ وہ اتنا پر جوش تھا کہ

سکول میں بھی اپنے دوستوں کو بتاتا رہا تھا کہ ارمن نے آج پہلی بار بغیر کسی سہارے کے چلنا سیکھا ہے۔

ہوتا ہے نہ کہ چھوٹے بچے جن کو آپ اپنے سامنے بڑا ہوتا ہوا دیکھیں اپنے ہاتھوں سے ان کے لاڈ اٹھائے ہوں وہ بہت پیارے لگنے لگتے ہیں۔ان سے جو اٹیچمنٹ ہوتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہوتی۔رائد کا بھی یہی تھا کہ اسے آرمینے کے علاوہ کوئی دوسرا بچہ اچھا نہیں لگتا تھا۔اگر مہمان آتے اور ان کے ساتھ آرمینے کی عمر کے بچے ہوتے تو وہ ان کا مقابلہ آرمینے سے کرتا تھا۔جیسے ماں کو اپنا بچہ سب سے پیارا ہوتا ہے ویسے ہی رائد کے لئے اس کی ارمن سب سے پیاری تھی۔وہ بہت خوشی سے سب کو بتاتا تھا کہ آج ارمن نے یہ کیا ایسے بولنے کی کوشش کی،اس نے کھلونا گاڑی کو پکڑا،وہ کیسے نیند میں مسکراتی ہے،جب اسے بھوک لگتی ہے تو وہ کیسے کیوٹ سا منہ بنا کر رونے کی تیاری کرنے لگتی ہے۔غرض کہ اس کی ایک ایک حرکت پر وہ نظر رکھتا تھا

اور سیلیبریٹ کرتا تھا۔ارمن بھی سارا کے بعد جس کو سب سے زیادہ وہ رائد تھا۔ پہچانتی تھی

وہ سارا آنی کی طرح اس کا خیال رکھنے کی کوشش کرتا۔وہ اسے اتنی پیاری لگتی تھی کہ اسے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیسے اظہار کرے۔وہ جب ہونٹ گول کر کے کیوٹ سے منہ بناتی اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ اسے خود میں چھپا لے۔ وہ سارا آنی کی طرح ہی اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ چومتا۔اس کے گال ناک ہونٹ ماتھے پر پیار کرتا۔اگر کوئی کہتا کہ وہ اتنی بھی پیاری نہیں ہے جتنی رائد کو لگتی ہے تو وہ اس سے لڑ پڑتا۔

آریز اور افسانے کو بھی وہ بہت پیاری لگتی تھی لیکن رائد کی جو جزباتی وابستگی تھی اس سے اس میں اسے ارمن دنیا کا سب سے پرفیکٹ بچہ لگتی تھی۔

اور جب وہ بیمار ہو گئی تھی تو اس نے انٹرنیٹ پر ہر جگہ اس کی بیماری کو سرچ کیا تھا۔ وہ دن جتنے سارا اور حیدر کے لئے مشکل تھے اسی طرح رائد پر بھی وہ وہ دن بھاری گزرے تھے۔ جب اس کا کامیاب آپریشن ہوا تھا تو اس نے مسجد میں حیدر اور آریز کے ساتھ نماز ادا کرتے اللہ تعالیٰ کا بہت سارا تھینک یو کیا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا کہ وہ اللہ پاک کے اس گفٹ کا بہت زیادہ خیال رکھے گا۔

ایک بار وہ سکول سے واپس آیا تو فاطمہ اور طلال آئے ہوئے تھے، ان سے مل کر اس نے روز کی طرح ارمن کے گال کھینچتے ہوئے اسے پیار کیا۔ بعد میں فاطمہ نے اسے اپنے پاس بٹھا کر سمجھایا کہ اسے آرمینے کو چہرے پر پیار کر لیا کرے بس۔ پیار (hug) نہیں دینا، کس نہیں کرنا۔ وہ اسے ہگ مت دیا کرے۔ تب وہ دس سال کا تھا۔ وہ بہت حیران ہوا تھا کہ اس پر یہ پابندی کیوں لگائی جا رہی ہے۔ وہ تو اسے اتنی کیوٹ لگتی تھی وہ اس کی

آنکھیں ناک ماتھا ہونٹ گال چومے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ سارا آنی بھی تو پیار کرتی تھیں ارمن کو پھر یہ پابندی صرف اس پر کیوں؟ اس نے صاف صاف پوچھ لیا مما سے کہ وہ کیا اسے غلط سمجھ رہی تھیں جو اسے روکا تھا۔ وہ اس پر کس قسم کا شک کر رہی تھیں آخر؟ وہ دس سال کا تھا اور امریکہ جیسے ملک میں بڑا پلا بڑھا تھا اسے ساری سمجھ آتی تھی۔ اسی لئے اسے کچھ بھی پوچھتے ہوئے جھجک نہیں ہوئی تھی۔ جواب میں فاطمہ نے اسے ایک دھپ رسید کی تھی اور بڑی مشکل سے ڈھکے چھپے انداز میں اسے سمجھایا تھا کہ اب وہ بڑا ہو رہا تھا اور چھوٹے بے بیز کو فیس پر پیار کیا جاتا ہے اور آرمینے کیونکہ اب بڑی ہو رہی تھی تو رائد کو اسے ایسے پیار نہیں کرنا چاہیے۔ وہ دل مسوس کر رہ گیا پر بات اسے سمجھ آ گئی تھی۔

لیکن مسلہ یہ تھا کہ وہ تو اسے اتنی پیاری لگتی تھی، چھوٹے چھوٹے سے ہونٹ گول کر کے جب وہ بولتی تھی تو اتنی کیوٹ لگتی تھی کہ بس۔۔ اور اب وہ

اسے پیار بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ بھی شکر تھا کہ انہوں نے اس کے گلے لگنے پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ بہر حال سب اس کی آرمینے سے اٹیچمنٹ سے واقف تھے۔ اور سارا تو اسے آرمینے کی دوسری ماں کہتی تھیں۔ جس طرح وہ بچپن سے آرمینے کا خیال رکھتا آیا تھا۔ وہ واقعی اس کی ماں لگتا تھا ان سب کو۔ اس بات پر اسے ابھی تک چڑایا جاتا تھا۔

آنے والوں سالوں میں اسے کئی بار دل کیا کہ وہ ارمن کے گال کھینچتے ہوئے اسے ڈھیر سارا پیار کرے۔ اسے خاص طور پر اس کے ہونٹ بہت پسند تھے۔ جب وہ انہی گولائی میں کر کے آنکھیں مٹکا مٹکا کر بولتی تھی تو اسے بے انتہا پیاری لگتی تھی۔

کرنے (kiss) اس نے طلال سے ایک بار پوچھا تھا کہ بے بی گرل کو کس کے لئے کیا کرنا ہوتا ہے۔ وہ چائے پی رہے تھے اور انہیں ایک دم چائے گلے

میں اٹکی تھی۔یہ ان کا شریف سا بیٹا کس قسم کے سوال کر رہا تھا۔امریکہ کے ماحول کا اثر تھا شاید۔بہر حال انہیں اسے جواب تو دینا تھا۔تو انہوں نے اسے کہہ دیا کہ بے بی گرل کو کس نہیں کیا جا سکتا۔اس کے لئے بے بی گرل سے شادی کرنی پڑتی ہے۔میرج ہی وہ کنڈیشن ہوتی ہے جو ضروری ہوتی ہے۔ اور اتنا تو اسے پتا تھا کہ شادی بڑے ہونے کے بعد ہوتی ہے۔اس نے جا کر گوگل پر چیک کیا تھا آیا کہ ڈیڈ نے اسے سہی بتایا تھا کہ اسے ٹالنے کے لئے ایویں کہہ دیا تھا۔گوگل نے اس کے ڈیڈ کی بات کی تصدیق کر دی تھی۔اس نے تب ہی سوچ لیا تھا کہ وہ آرمینے سے ہی شادی کرے گا۔

اس دوران اس کا اسکول، کالج اور پھر یونیورسٹی ختم ہو چکے تھے۔پڑھائی مکمل کر کے وہ عملی زندگی میں قدم رکھ چکا تھا۔اس کے بہت سارے نئے دوست بنے تھے جن میں لڑکیاں بھی تھیں۔وہ آدھی دنیا گھوم چکا تھا۔لیکن اب بھی وہ آرمینے کی ایک کال پر حاضر ہوتا تھا۔آرمینے سے پیار اسے کبھی کچھ لگا

ہی نہیں۔اس نے اسے کبھی اس لحاظ سے دیکھا ہی نہیں کہ وہ لڑکی تھی یا فیملی فرینڈ۔وہ اسے اپنی لگتی تھی۔اس کی ارمن۔جسے اس نے اپنے ہاتھوں میں کھلایا تھا۔جس کو اس نے اپنے سامنے بڑا ہوتے دیکھا تھا۔جس کی چھوٹی سے چھوٹی کامیابی کو سیلیبریٹ کیا تھا ہمیشہ۔جس پر صرف اس کا حق تھا۔

وہ اب بھی اسے کیوٹ لگتی تھی۔اس کے ہونٹوں کو گول کر کے کیوٹ انداز میں بولنے پر، وہ اب بھی نثار ہوتا تھا۔بچپن کی طرح اب بھی وہ بے ساختہ اسے پیار کرنا چاہتا تھا۔اتنے سالوں کی خواہش اب حسرت بن چکی تھی۔

اور وہ بے ضرر بچکانہ جزبہ اب رگوں میں خون کی گردش تیز کرتے، دل کی دھڑکن کو معمول سے ہٹ کر دوڑنے پر مجبور کرتے عشق میں بدل چکا تھا۔ رائد بن طلال آرمینے حیدر پر مر مٹا تھا۔ایسے کہ کوئی اس پر یقین کرنے کو تیار ہی نہیں تھا۔اب جب اسے لگا اس کا انتظار ختم ہونے والا ہے اور وہ اپنی

خواہش کا اظہار کر سکتا تھا۔ وہ اپنے مام ڈیڈ کو سارا آنی اور حیدر صاحب کے پاس بھیجنے کا سوچ کر آرمینے کو ہمیشہ کے لئے اپنا بنانا چاہتا تھا تو۔۔۔اس کے بات کرنے سے پہلے ہی آرمینے کے لئے آنے والے پروپوزل کا احوال سنا دیا گیا اسے۔ جسے سن کر اس کا خون رگوں میں لاوا بن کر دوڑنے لگا تھا۔ اس کا دل کیا وہ شخص اس کے سامنے ہو اور وہ اسے جان سے مار دے۔ آرمینے کی شادی۔۔ رائد کی ارمن کی شادی۔۔ شادی۔۔ مطلب وہ لوگ آرمینے کو کسی کو بھی سونپ دیتے۔ وہ انجان شخص اس کی آرمینے کا مالک بن بیٹھتا اور۔۔۔ آگے اس سے سوچا نہیں گیا۔ اسے لگا اسے کسی نے تیز جلتی آگ اس کے میں پھینک دیا ہو۔ وہ تو آریز سے بھی جیلس ہوتا تھا حالانکہ وہ آرمینے کا بھائی تھا۔ تو یہ تو پھر۔۔۔ لیکن اسے حیرت تب ہوئی جب اس کی بات کو پوزیسو نیس کہا گیا۔ وہ لوگ اسے سمجھ نہیں رہے تھے۔ انہیں لگتا تھا کہ وہ پوزیسو ہو رہا ہے بس۔ شادی کرنا اور پوری زندگی اسے نبھانا یہ اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ اس کی بات کو بچپن کی اٹیچمنٹ سے جوڑ رہے تھے۔ وہ بھلا اتنا

میچور بزنس مین خود سے چھ سال چھوٹی لڑکی جسے اس نے ہاتھوں میں پالا ہو اس کے عشق میں گرفتار کیسے ہو سکتا تھا بھلا؟ انہیں لگتا تھا وہ دونوں اچھے لائف پارٹنرز ثابت نہیں ہوں گے۔ یہ ایک بچگانہ تعلق ہو گا۔ آرمینے اسے شوہر تسلیم نہیں کر سکے گی۔ لائک سیریسلی۔ وہ سب کے ری ایکشن پر حیران تھا۔

وہ واپس کمرے میں آیا۔ حیدر صاحب کی باتیں ذہن میں گونج رہی تھیں۔ وہ ان کا انداز سمجھتا تھا، انہوں نے اپنا آرگیومنٹ سامنے رکھا تھا اب وہ یقیناً رائد کی طرف سے کاؤنٹر آرگیومنٹ کے انتظار میں ہوں گے۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ ایسا کیا کہے جو ان سب کو اس کی بات سمجھ آجائے، کس طرح سے بیان کرے کہ اس کے جزبات کی سچائی ان لوگوں پر واضح ہو۔

بھم میزنی ھی مکہ مریضی

بااین ھمہ بازجہ عزیزی

عشق! بوسہ ای وسط پیشونی

یہ زخمی کہ ناہمیشہ می موئ

بہ جون خودت دردبی درمونی

ترجمہ؛

تم محبت کرنے والوں کو آپس میں لڑادیتے ہو

اس کے باوجود تم کتنے پسند کیے جاتے ہو

عشق! تم ایک زخم کی طرح ہمیشہ باقی رہتے ہو

تم پیشانی کے وسط میں چسپاں بوسہ ہو

تمہاری جان کی قسم تم ایک درد بے دوا ہو

آفس سے آنے کے بعد سے افسانے وقفے وقفے سے مہرداد کا نمبر ملاتی رہی تھی لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا۔ کھانے کی میز پر بھی غیر حاضر دماغی سے زینب کی باتوں پر ہوں ہاں کرتی رہی۔ سونے کے لئے لیٹی تو نیند نہیں آ رہی

تھی۔اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا جب کوئی ایک بات پریشان کر رہی ہوتی تو جب تک وہ معاملہ حل نہیں ہو جاتا تھا اسے رہ رہ کے خیال آتے رہتے اور بے چینی رہتی تھی۔

رات کے ایک بج گئے تھے اسے کروٹ پر کروٹ بدلتے، ہلکا ہلکا بخار بھی ہو رہا تھا شاید۔پورا جسم ٹوٹ رہا تھا۔وہ سستی سے پڑی رہی، کچن میں جا کر دوائی لینے یا چائے بنانے کی ہمت نہیں تھی۔اسی حال میں پتا نہیں کب آنکھ لگی۔وہ گہری نیند میں تھی جب اسے لگا کسی نے دروازہ بجایا ہو۔وہ ان سنی کر کے پڑی رہی۔اٹھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔تکیے کے ساتھ سائلنٹ پر پڑے فون کی سکرین جل بجھ رہی تھی۔اس کا ارادہ اگنور کرنے کا تھا پھر خیال آیا گھر سے نہ کسی کی کال ہو۔ہاتھ بڑھا کر فون آنکھوں کے سامنے کیا۔ ادھ کھلی آنکھوں سے فون کی سکرین دیکھی۔مہرداد کا نمبر جگمگا رہا تھا۔کال بند ہو گئی۔اس نے دیکھا بہت ساری مسڈ کالز تھیں۔اس نے اٹھ کر بیٹھتے

مہرداد کو کال بیک کی۔ پہلی رنگ پر کال پک کر لی گئی۔

ہیلو! "ابھی اس نے ہیلو کیا تھا جب مہرداد کی تیز آواز کانوں میں پڑی۔"

تم کیا نشہ کر کے سو رہی تھیں۔ کب سے کالز کر رہا ہوں۔ ابھی میں سیڑھی" لا کر ٹیرس پر چڑھنے والا تھا۔ شکر ہے ہوش آ گیا تمہیں۔ دروازہ کھولو کمرے کا۔" اسے جھڑکتے ہوئے وہ شاید لان سے واپس کمرے کی طرف آ رہا تھا۔

اس میں غصہ کرنے والی کیا بات ہے۔ کھول رہی ہوں دروازہ۔ افسانے" نے بمشکل ہمت مجتمع کرتے اٹھ کر دروازے کا لاک کھولا۔ سامنے ہی مہرداد راہداری سے چلتا ہوا آ رہا تھا۔

کتنی دیر سے دروازہ بجا رہا ہوں۔ اتنی کالز کیں۔ تمہیں ہوش ہو تو پتا ہو۔""

وہ کمرے میں داخل ہوا۔افسانے واپس بیڈ پر جا کر بیٹھی۔وہ دروازہ کھولنے تک ہی سانس پھول گئی تھی۔ایسے لگ رہا تھا پتا نہیں کتنے میل کی مسافت طے کر لی ہو۔

"تم نے شام کو کالز کی تھیں۔خیریت؟"فون،والٹ اور چابیاں وغیرہ میز پر رکھتے وہ سیدھا ہوا۔"اب کچھ بول بھی لو۔یا پھر آواز چلی گئی ہے۔اب یہ مت کہنا کہ میں نے کالز نہیں اٹھائی تو تم ناراض ہو اور بات نہیں کرو گی۔"

وارڈروب کھول کر اپنے کپڑے ڈھونڈتے ہوئے وہ افسانے سے مخاطب تھا۔جب کوئی جواب نہیں آیا اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔وہ لحاف سینے سے لگائے کروٹ کے بل سمٹ کر لیٹی ہوئی تھی۔

"کیا زیادہ ناراض ہو؟"اس نے کان کھجاتے ہوئے تکیے پر پھیلے اس کے سنہری بالوں کو دیکھا۔خلاف توقع اسے جوابی جلی کٹی سنانے کے بجائے وہ

خاموش تھی۔ لگتا ہے واقعی ناراض ہو گئی ہے۔"میرا فون سائلنٹ تھا۔ کوٹ کی جیب میں۔اور میں کچھ کلائنٹس کے ساتھ بزی تھا۔میٹنگ تھی، پھر ڈنر،جب تمہاری کالز دیکھیں اسی وقت تمہیں فون کیا۔تم نے نہیں اٹھایا۔کافی ساری کالز کی لیکن تم نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔میں۔۔میں پریشان ہو گیا تھا جب تم فون نہیں اٹھا رہی تھی۔تمہارا فون ٹرائی کرتے اتنی ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا سہند سے آیا ہوں ابھی۔اب بتاؤ کیا ایمرجنسی تھی۔ کیوں کی تھیں اتنی کالز؟"اس کی اتنی لمبی وضاحت پر بھی جب کوئی جواب نہیں آیا تو اس نے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے۔

افسانے!"ہاتھ بڑھا کر اسے کندھے سے پکڑ کر نرمی سے اپنی طرف متوجہ کیا۔"افسانے۔۔ادھر دیکھو۔"لحاف اس کے ہاتھوں سے چھڑاتے ہوئے اسے سیدھا کیا۔اس کا بخار سرخ پڑتا چہرہ اس کے سامنے ہوا۔اس کے وجود سے اٹھتی بخار کی تپش مہرداد کو اپنی ہتھیلی پر محسوس ہوئی۔

افسانے۔۔! تمہیں تو بخار ہے یار،"اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے دونوں" کندھوں سے تھام کر اٹھانے کی کوشش کی۔افسانے نے بے جان ہوتے جسم سے اس کے سہارے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن اتنے میں ہی وہ ہانپ گئی۔وہ وہیں پر اپنا سر مہرداد کے سینے سے ٹکا کر آنکھیں موند گئی۔

مما!"سوکھے لبوں کو جنبش دیتے اس نے اپنی ماں کو پکارا۔"

افسوں، یار کب سے بخار ہے؟ یااللہ!"ہاتھ کی پشت اس کے ماتھے اور" گردن پر رکھتے اس نے بخار کی شدت چیک کی۔"کچھ کھایا تھا تم نے؟ تم ادھر بیٹھو میں کچھ کھانے کو لے کر آتا ہوں اور میڈیسن بھی۔"ایک بازو افسانے کے گرد حمائل کیے اسے خود سے لگائے دوسرا ہاتھ بڑھا کر تکیہ اٹھا کر اس کے پیچھے ٹیک بنائی۔افسانے کو تکیوں کے سہارے بٹھا کر وہ جلدی

سے کمرے سے باہر نکلا۔ کچن میں آکر دودھ کا گلاس نیم گرم کر کے میڈیسن باکس سے بخار کی دوائی نکالی۔ اسے خیال آیا کہ زینب کو جگائے پھر نفی میں سر ہلاتے اس خیال کو مسترد کیا۔ وہ بھی پریشان ہو جاتیں۔

کمرے میں واپس آیا تو افسانے تکیے پر سر ٹکائے نیم دراز تھی۔

افسوں، اٹھو شاباش تھوڑا سا دودھ پیو، پھر میڈیسن لو۔ اٹھو شاباش۔"" مہرداد کی آواز پر افسانے نے سرخ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا، وہ اس کے ساتھ لگ کر بیٹھا ایک ہاتھ سے افسانے کا گال سہلاتے پریشان سا بیٹھا تھا۔

مما! میری مما کو بلاؤ۔" افسانے کی آنکھوں سے گرم سیال بہتا اس کے جلتے" ہوئے گال بھگو گیا۔ کتنی بھی تکلیف ہو اللہ کے بعد سب پہلے ماں ہی یاد آتی ہے۔ افسانے کو بھی سارا کی یاد آئی تھی۔

میں بلاتا ہوں تم اٹھو، ہمت کرو شاباش، دوائی کھالو۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر افسانے کے سرہانے کی طرف بیٹھا اور افسانے کو کندھوں سے تھام کر تھوڑا سا اوپر اٹھاتے اپنے ساتھ لگایا۔ ایک ہاتھ سے دودھ کا گلاس اس کے منہ سے لگایا۔ افسانے نے تھوڑا سا پی کر منہ ہٹا لیا۔ مہر داد نے گلاس واپس اس کے منہ کے ساتھ لگایا۔ ایسے کرتے کرتے اس نے آدھا گلاس پلا ہی لیا۔ اور میڈیسن بھی کھلا دی۔

میرا فون، فون دو، مما کو کال کرو۔ میری مما۔" بے ربط انداز میں کہتے اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔

میں کرتا ہوں کال۔ تم ابھی آرام کرو۔" اس کے بال کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے اسے مزید خود میں سمیٹا۔

"ابھی کیوں نہیں۔ تم کال کرو میری مما کو۔" ایک ہاتھ سے اس کی شرٹ مٹھی میں دبوچتے افسانے نے اس کے سینے میں منہ چھپایا۔

"ابھی کرتا ہوں۔" نرمی سے اس کے بالوں پر لب رکھتے وہ اسے تکیوں کے سہارے لٹا کر اٹھا اور کمرے سے باہر آیا۔ کچن میں آکر باؤل میں ٹھنڈا پانی اور برف کے کیوبز ڈالے میڈیکل باکس سے ماتھے پر رکھنے والی پٹیاں اٹھائی اور کمرے میں واپس آیا۔ پہلے تو افسانے نے پٹیاں نہیں رکھنے دیں کہ ٹھنڈ لگ رہی ہے پھر مان گئی۔ آدھے گھنٹے تک اسے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے کے بعد وہ اس کے لئے چائے بنا کر انڈے بوائل کر آیا۔ ایک انڈہ اور آدھا کپ چائے زبردستی پلا کر اسے بیڈ پر سہی کر کے لٹاتے لحاف اس پر ٹھیک کیا۔

"میری ٹانگیں، درد ہو رہا ہے۔" جلتی آنکھوں کو بند کرتے اس نے بھرائی

آواز میں کہا۔ مہر داد نے آلتی پالتی مار کر بیڈ پر بیٹھتے لحاف ہٹا کر افسانے کے دونوں پاؤں اپنی گود میں رکھے۔ نرم ہاتھوں سے اس کے پیر اور ٹانگیں دباتے اس نے افسانے کے چہرے کو دیکھا۔ بخار کی حدت سے سرخ ہوتے پڑتے گال، نیم وا گلابی ہونٹ، گردن سے لپٹے سنہری بھورے بال، اس کے چہرے کو دیکھتے وہ کافی دیر اس کے پاؤں اور ٹانگیں دباتا رہا۔ پھر افسانے پیر سمیٹ کر دائیں طرف کروٹ بدل گئی تو وہ بھی پائنتی سے اٹھ کر سرہانے کی طرف آیا۔ اس کا ماتھا گال اور گردن کو چھو کر بخار چیک کیا۔ ٹمپریچر نارمل ہو رہا تھا۔ شکر۔ ایک اطمینان بھری سانس اس کے ہونٹوں سے خارج ہوئی۔ بخار اتر رہا تھا تو افسانے کو پسینہ آ رہا تھا۔ پسینے سے بال ماتھے اور گردن پر چپکے ہوئے تھے۔ مہر داد نے نرمی سی اس کے بال ہٹائے اور وہیں پر افسانے کی چہرہ کیے بائیں کروٹ لیٹ گیا۔ بائیں بازو کو فولڈ کر کے اس پر سر طرف رکھے وہ افسانے کے چہرے کو فوکس میں لئے ہوئے تھا۔ وہ کافی دیر اسے تکتا رہا۔

افسانے کی آنکھوں کی پتلیوں میں جنبش ہوئی پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔اس کے سامنے ہی مہرداد کا چہرہ تھا، وہ اپنے بائیں بازو پر سر رکھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔افسانے کو اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ تکان سے مسکرایا اور دایاں ہاتھ بڑھا اس کے گال پر رکھا،

اب کیسی طبیعت ہے؟ تم پریشان مت ہونا، معمولی سا بخار ہے صبح تک اتر" جائے گا۔ پھر بھی اگر کہیں درد ہو رہا ہے تو مجھے بتاؤ، ہاسپٹل چلتے ہیں۔"نرمی سے کہتے اس کا گال سہلایا۔وہ کچھ پل اسے دیکھتی رہی، وہ پریشان لگ رہا تھا۔ افسانے اگر تکلیف میں تھی تو درد میں مبتلا وہ بھی لگ رہا تھا۔

تم نے میری کال نہی اٹھائی۔"آواز میں شکوہ تھا۔"تم کیوں کرتے ہو" ایسے، تم مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہو۔تم مجھے یہاں کیوں لائے۔یہاں کے

لوگ مجھے پسند نہیں کرتے، مجھے اپنا آپ اجنبی لگتا ہے۔ میں صرف تمہیں جانتی ہوں۔ تم بھی چھوڑ کر چلے جاتے ہو۔ کیوں کرتے ہو ایسا؟" آنسوں پلکوں کے کنارے پر آ گئے تھے۔ شکوے بہت تھے لیکن۔۔۔

تمہیں کچھ سناؤں؟" اس نے بہت نرمی سے اس کی آنکھ کے کنارے پر آیا" جھلملاتا ہوا پانی انگلی کی پشت سے صاف کیا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

رفت، دل من رفت"

مگہ از دست نگاھت میشہ در رفت

ھست یہ نفر ھست

کہ میترسہ تورو آخر بدہ از دست

"رفتی تو قلبم

ترجمہ؛

میں تم پر اپنا دل ہار بیٹھا)

میں تمہاری نگاہوں سے دور نہیں رہ سکتا

کوئی ہے، کوئی ہے جو

تمہیں کھونے سے ڈرتا ہے۔

(تم میرے دل میں گھر کر گئے ہو۔

وہ پلکیں جھپکے بغیر اسے دیکھتی رہی۔اس کا لہجہ بہت خوبصورت تھا،دل پر اثر کرنے والا۔وہ اتنا پیارا تھا پھر اس دن کیوں ظالم بن گیا تھا۔اور اگر بن گیا تھا تو افسانے کو اس سے نفرت کیوں نہیں ہو پائی تھی۔کیوں دل اس کی طرف کھینچا چلا جاتا تھا۔کیوں وہ اپنا اپنا سا لگتا تھا۔کیوں اس کی موجودگی افسانے کے لئے ضروری ہو گئی تھی۔ان سوالوں کے جواب وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

کچھ بخار نے طاقت نچوڑ لی تھی تو کچھ مہرداد کا نرم محبت بھرا لہجہ،افسانے کا دل بھر آیا وہ تھوڑا سا اس کی طرف کھسکی۔ہتھیلی سے اس کا چہرہ اس کے بازو سے ہٹایا اور اپنا سر مہرداد کے بازو پر رکھا۔ایک ہاتھ سے اس کی شرٹ سینے

سے مٹھی میں دبوچی۔ وہ اس وقت سکون سے سونا چاہتی تھی، اب پتا نہیں مہرداد کاری ایکشن کیسا ہوتا۔ افسانے کو بخار بہت کم ہوتا تھا، لیکن جب بھی ہوتا تھا وہ سارا بیگم سے لپٹ کر سوتی تھی۔ وہ تو نہیں تھیں اور جو سامنے تھا وہ مہربان سا نامہربان تھا۔

مہرداد کچھ سیکنڈ بے حس و حرکت پڑا رہا پھر نرمی سے افسانے کو اپنی طرف کھینچتے اسے خود میں بھینچ لیا۔ وہ پرسکون ہو کر اس کے سینے سے لگتے آنکھیں موند گئی۔ چند لمحوں بعد افسانے کی بھاری ہوتی سانسیں مہرداد کی گردن سے ٹکرائیں، وہ سو گئی تھی۔ مہرداد نے گردن جھکا کر اسے دیکھا۔ اس نے سوچا اب وہ افسانے کا سر پر تکیے پر رکھ کر اسے سہی کر کے لٹا دے، لیکن اسے خود سے دور کرنے کو دل نہیں مانا تو وہ اس کے گرد حمائل بازو کی گرفت مظبوط کرتے ٹھوڑی اس کے بالوں پر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔ جلد ہی اسے بھی نیند آ گئی۔ کاش وہ افسانے کو بتا پاتا کہ وہ اس کے لئے کیا تھی۔ لیکن اسے سب

بتانے کے لئے ہمت چاہیے تھی، پتا نہیں اس کاری ایکشن کیا ہوتا، وہ اسے خود غرض سمجھتی، جو کہ بالکل ٹھیک تھا، وہ تھا خود غرض۔۔۔

رفت دل من رفت!

مما!" سارا بیگم کے کمرے کا دروازہ ہلکا سا بجاتے ہوئے آرمینے نے انہیں" آواز دی۔

آجاؤ مینو۔" تکان بھری آواز میں انہوں نے اسے کمرے میں آنے کی" اجازت دی۔ وہ دروازہ تھوڑا سا کھول کر کمرے میں داخل ہوئی۔

ڈیڈ کہاں ہیں؟"اس نے کمرے میں نظریں گھما کر دیکھا،حیدر صاحب" نظر نہیں آئے۔

حیدر اور آریز کسی آفیشل ڈنر پر انوائٹڈ تھے وہیں گئے ہیں۔"انہوں نے اٹھ" کر بیٹھتے لحاف ٹانگوں پر پھیلایا۔ہاتھ بڑھا کر آرمینے کو پاس بلایا۔وہ ان کے کھلے بازو میں سما کر ان کے لحاف میں ان کے ساتھ گھس کر بیٹھی۔

مما آج رائد اور طلال انکل آئے تھے نہ۔رائد کیا مجھ سے ملے بغیر چلا گیا۔" اب آیا تو بات نہیں کروں گے اس سے۔"منہ بسور کر شکایتی لہجے میں کہا گیا۔

کیا ضروری ہے کہ وہ جب بھی آئے تم سے ملے۔اس اتنے کام ہوتے ہیں" وہ مصروف ہوتا ہے۔"وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی

تھیں۔

وہ جتنا بھی مصروف ہو میرے لئے وقت نکال لیتا ہے۔وہ کہتا ہے رائد" ارمن کے لئے ہمیشہ فری ہوتا ہے۔"ان کے کندھے سے سر ٹکائے وہ اوپر چھت پر بنے ڈیزائن کو دیکھ رہی تھی۔"اور بہت بار میں نے اسے میٹنگز کے دوران ویڈیوز کال ہوئی ہیں۔وہ میٹنگ چھوڑ کر الگ جا کر میری کال سنتا ہے۔"اس کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔

لیکن جب اس کی شادی ہو جائے گی تو وہ مصروف ہو جائے گا۔اور تمہیں" اتنا وقت نہیں دے پائے گا۔کیا پتا اس کی بیوی کو اس کا تم سے بات کرنا پسند نہ آئے۔"ان کے یہ بات کرنے کا مقصد آرمینے کا ری ایکشن جاننا تھا۔

رائد کی شادی؟"وہ سیدھی ہو کر بیٹھی سارا بیگم کو دیکھا،وہ سنجیدہ تھیں۔"

ہاں جی رائد کی شادی بھی تو ہو گی۔ مجھے لگتا ہے وہ اب جلد شادی کر لے گا۔"
اس کے سرکل میں اتنی پیاری پیاری اور قابل لڑکیاں ہیں۔ وہ یقیناً انہی میں
سے کسی کا انتخاب کرے گا۔ کیا پتا وہ کسی کو پسند بھی کرتا ہو۔" انہوں نے
آرمینے کا چہرہ دیکھا، وہ گم سم سی ہو گئی تھی۔

وہ کسی کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کی شادی کیسے ہو سکتی ہے کسی سے۔ وہ۔۔"
وہ۔۔" آرمینے کو سمجھ نہیں آئی کیا کہے۔ رائد کی زندگی میں کسی لڑکی کے
ہونے کا سوچ کر ہی دل ڈوب رہا تھا۔

کیا مطلب کیسے ہو سکتی ہے۔ ویسے ہی جیسے تمہاری شادی ہو گی۔ تمہارے"
ڈیڈ اور میں نے سوچا ہے کہ تمہاری منگنی کر دیتے ہیں۔ پھر دو تین سال بعد
تمہاری شادی کر دیں گے۔" وہ بغور اس کے تاثرات دیکھ رہی تھیں۔

میری منگنی اور شادی؟ مما کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ مجھے نہیں کرنی کسی سے" شادی۔ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔" وہ بیڈ سے نیچے اتری۔ چہرے پر الجھن تھی اور دبا دبا غصہ۔

کیا مطلب کسی سے نہیں کرنی۔ ہم نے ایک لڑکا دیکھا ہے۔ بہت اچھا" ہے، ہم اس سے تمہاری منگنی کرنے کا سوچ رہے ہیں۔" انہوں نے جان بوجھ کر کہا تاکہ مینے کا ری ایکشن دیکھ سکیں۔

مما، ایسے نہیں ہوتا۔ مجھے نہیں کرنی کسی سے منگنی۔ آپ۔۔۔" وہ بے بسی" سے کہتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ کر بھاگتے ہوئے کمرے سے نکلی۔

آر مینے، مینو،" سارا نے اسے آوازیں دیں۔ وہ سنی ان سنی کر کے بھاگتے"

ہوئے پورچ میں آئی۔ڈرائیور سے گاڑی نکالنے کا کہا۔ڈرائیور کو رائد کے اپارٹمنٹ چلنے کا کہا۔اسے پتا تھا رائد اگر نیویارک میں ہے تو اس وقت اپنے اپارٹمنٹ پر ہو گا۔گاڑی سبک روی سے سڑک پر رواں تھی۔

صبح جب افسانے کی آنکھ کھلی تو دن نکل آیا تھا۔اس کے سامنے والی دیوار پر کرٹنز میں سے چھن کر آتی سوج کی کرنوں کا عکس پھیلا ہوا تھا۔وہ اس وقت بائیں کروٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔اس نے کسملندی سے کروٹ بدلنی چاہی جب اس کی نظر اپنی کمر کے گرد لپٹے مہرداد کے بازو پر پڑی۔وہ پیچھے سے بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹے اس کے بالوں میں منہ چھپائے گہری نیند میں تھا۔ایک جھپاکے سے افسانے کو گزری رات کے مناظر یاد آئے۔اسے بخار تھا اور مہرداد نے اسے دوائی کھلائی تھی،وہ اس کے سر پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتا

رہا تھا۔ وہ سب یاد آتے وہ کچھ دیر بے حس و حرکت اپنی جگہ پر پڑی رہی۔ پھر آہستہ سے مہرداد کے بازو کے گھیرے میں کروٹ بدلی۔ اب داد کا چہرہ اس کے سامنے تھا، وہ شاید پہلی بار اس کے مغرور نقوش کو اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل کیا وہ ہاتھ بڑھا کر اس کی پلکوں کو چھوئے۔ گھنی خم دار پلکیں جو ہر وقت سبز آنکھوں پر پہرہ دار ہوتی تھیں۔ وہ گہرا سانس لیتے اس کا حصار توڑتی بیڈ سے نیچے اتری۔ اس نے وارڈروب سے اپنے کپڑے نکالتے جان بوجھ کر وارڈروب کا ڈور ٹھاہ کی آواز سے بند کیا۔

وہ فریش ہو کر آئی تو مہرداد جاگ گیا تھا۔ وہ بیڈ پر بیٹھا واش روم کے دروازے کو دیکھتا شاید افسانے کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

مہرداد نے غور سے افسانے کا جائزہ لیا۔ وہ شاور لے کر آئی تھی، اس وقت بلیک ٹراؤزر پر ریڈ ٹی شرٹ پہنے فریش لگ رہی تھی۔ اس کا بخار اتر چکا تھا،

اور وہ اپنے جلالی روپ میں واپس آچکی تھی تبھی اس کی نیند برداشت نہیں ہوئی تھی۔

تم نے جان بوجھ کر وارڈروب کا دروازہ زور سے مارا تھا ہے نہ، شوہر اتنے" دن بعد گھر آیا ہے اور بیوی کو اتنی تمیز نہیں ہے کہ اسے سکون سے سونے دے۔ سات چمٹے پکے تمہارے۔ دیکھنا تم، فرشتوں نے لکھ لیا ہو گا۔" اس کے ساتھ چمٹوں پر افسانے نے سلگ کر اسے دیکھا۔

اتنے دن بعد بھی کیا ضرورت تھی آنے کی۔ جہاں تھے وہیں رہ جاتے۔"" اس نے سر پر لپٹا تولیہ کھول کھینچ کر مہرداد کے منہ پر مارا جسے مہرداد نے بروقت کیچ کیا۔

تم اپنے ہاتھوں کو کنٹرول میں رکھا کرو۔ جو چیز ملتی ہے اٹھا کر پھینک دیتی"

ہو۔میں یہ رویہ برداشت نہیں کروں گا۔"انگلی اٹھا کر اسے وارننگ دی۔

اواچھا، تم نے مجھے میرے فلیٹ سے اٹھا کر اغواہ کر لیا تھا اور میں تمہیں" ٹاول بھی اٹھا کر نہیں مار سکتی ہاں۔"دانت پیس کر کہتے وہ اس کی طرف بڑھی۔

اغواہ نہیں تھا بس غصے میں تمہیں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ تمہیں بھی بولتے" ہوئے اپنی زبان پر کنٹرول رکھنا چاہیے تھا نہ۔"وہ حفظ ماتقدم کے طور پر بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا، افسانے سے کچھ بعید نہیں تھا اس کے بال ہی کھینچ لے۔

اور میرے ہاتھ پاؤں بھی غصے میں باندھے ہوں گے۔میرے باپ کو بھی" غصے میں ہی انفارم کیا ہو گا۔تم۔۔"افسانے نے اسے بیڈ سے اتر کر ٹیرس کی طرف جاتے دیکھ کر اپنے قدم روکے۔

میں کچھ بھی نہیں۔ تم نے بھی تو مجھے کریکٹر لیس بولا تھا وہ بھی اس حلیمہ کے سامنے۔" مہرداد نے چمک کر کہا۔

میں نے تمہیں نہیں بولا تھا۔ اس نے مجھے سکرپٹ دیا تھا، میں وہی سکرپٹ اسے ایکٹ کر کے دکھا رہی تھی۔ مجھے کیا خواب آنا تھا کہ ایم ڈے تم ہو۔ اور مجھے پکا یقین ہے تمہاری اس لگتی سگتی نے مجھے ٹریپ کیا تھا۔ تمہاری اس محبوبہ سے برداشت نہیں ہوا ہو گا تمہارا مجھ سے بات کرنا۔" بات کے اختتام پر لب بھینچ کر اسے گھورا۔

یہ تو مجھے بعد میں پتا چل گیا تھا، میں نے پوچھا تھا حلیمہ سے اس نے بتا دیا" تھا۔ اور وہ کوئی محبوبہ نہیں ہے میری۔" اسے حلیمہ سے ہوئی ملاقات یاد آئی۔ افسانے کو جب حیدر زمان اپنے ساتھ لے گئے تھے تو وہ وہاں سے

سیدھا حلیمہ کے پاس آیا تھا۔اسے شک تھا کہ اسی کا ہاتھ تھا اس سب میں۔ اور جب مہرداد نے اسے گلے سے پکڑ کر دیوار سے لگایا تھا تو وہ سارا کچھ بتاتی گئی تھی۔وہ سر جھٹک کر افسانے کی طرف متوجہ ہوا۔وہ پوری آنکھیں کھولے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

تو جب تمہیں پتا تھا تو تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟ کیوں لائے مجھے یہاں؟" وہ حیرت سے گنگ تھی۔مہرداد اس کے سوال پر سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔اس کے سوال کا جواب تو تھا اس کے پاس لیکن پھر مہرداد کو اپنی زندگی کے بہت سے ایسے پہلو بھی افسانے پر عیاں کرنے پڑتے جو وہ نہیں چاہتا تھا کہ اسے پتا چلیں۔اس نے پہلو بچاتے قدم واش روم کی طرف بڑھائے۔

کہاں جا رہے ہو۔مجھے جواب دے کر جاؤ۔"اس نے بازو سے پکڑ کر اسے روکا۔"

کیوں دوں جواب۔ تم کون ہو میری؟" سوال سے بچنے کے لئے اسے جو" سمجھ آئی کہہ دیا۔ لیکن افسانے کے تاثرات دیکھ کر لگا کہ کچھ غلط کہہ دیا۔ اس نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

میں کون ہوں تمہاری؟" افسانے کے تو سر پر لگی تلوؤں پر بجھی۔ "میں وہ" جس کے پاؤں دباتے رہے ہو تم رات کو۔" اس نے بھی تاک کر وار کیا۔

اس۔۔ تغ۔۔ فر۔۔ اللہ۔" اس نے رک رک کر کھینچ کر استغفر اللہ بولا۔" "تم بیمار تھی، تو مجھے ترس آ گیا۔ خبردار تم نے کسی کے سامنے کہا ہو کہ میں نے تمہارے پاؤں دبائے۔" سلگ کر کہتے اس نے کندھوں سے تھام کر افسانے کو پیچھے کیا۔ اور واش روم کی طرف بڑھا۔

مہرداد! مجھے بات کرنی ہے تم سے۔رکو۔"اس نے پشت سے اسے شرٹ" سے پکڑ کر کھینچا۔

میں کونسا دنیا سے جارہا ہوں۔آتا ہوں۔پھر کر لینا بات۔ صبح صبح کوئی جن آ" گیا ہے کیا تمہارے اندر۔ چھوڑو مجھے۔"اپنی شرٹ اس کی گرفت سے چھڑاتے وہ بھاگ کر واش روم کے دروازے کے پیچھے گم ہو گیا، ٹھاہ کی آواز سے دروازہ مارا۔

بد تمیز انسان۔"افسانے بڑبڑاتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔" آج اسے یقین آگیا تھا۔دو نیہ واقعی مہرداد کو زیادہ بہتر طریقے سے جانتی تھی۔اس نے سہی کہا تھا۔مہرداد کے اس عمل کے پیچھے کوئی اور وجہ تھی۔ اور وہ کیا وجہ تھی یہ اب افسانے کو جاننا ہی تھا۔

تم ڈنر سے جلدی کیوں چلے آئے؟" رائد کافی کے دو مگ ہاتھ میں پکڑے" لونگ روم میں بیٹھے آریز تک آیا۔ ایک مگ آریز کو پکڑایا اور اپنا مگ لے کر اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا۔ پیر لمبے کر کے میز پر رکھے۔

تم سے بات کرنی تھی اسی لئے جلدی چلا آیا۔" کافی مگ کے کنارے پر انگلی" پھیرتے وہ مگ میں موجود مائع پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

کیا بات، بتاؤ۔" رائد نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔"

تم نے۔۔۔ تم۔" ہونٹ کاٹتے وہ مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔"

میں آرمینے سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تمہیں حیدر انکل نے بتایا ہو گا۔""
رائد نے اس کی مشکل آسان کی۔

ڈنر پر جاتے ہوئے راستے میں بتایا انہوں نے۔"آریز نے سر رائد کی طرف"
گھمایا۔"آرمینے سے شادی کا خیال کیسے آیا تمہارے دماغ میں؟"اس نے
ہموار لہجے میں سوال کیا۔وہ واقعی جاننا چاہتا تھا۔اسے اس رشتے پر اعتراض
نہیں تھا، بلکہ رائد اسے آرمینے کے لئے بہترین انتخاب لگا تھا۔

کیسے آیا کیا مطلب؟ مجھے وہ اچھی لگتی ہے اور میں اس سے شادی کرنا چاہتا"
ہوں۔کافی پیو۔" بات کرتے اس نے اسے کافی پینے کا اشارہ کیا۔آریز جو غور
سے اسے سن رہا تھا فوراً مگ منہ سے لگایا۔اکثر ایسا ہوتا ہے نہ جب ہم غور سے
کسی بات سن رہے ہیں ہوتے ہیں اور وہ اچانک کوئی ہدایت دے تو ہم اس کی
بات پر ریفلیکس ایکشن کی طرح فوراً عمل کرتے ہیں۔

اور میں ارمن سے محبت کرتا ہوں وہی محبت جو تم درخشے سے کرتے ہو۔""

رائد نے آرام سے اعتراف کیا۔ گرم کافی آریز کا منہ جلا گئی تھی۔ وہ تو چھوٹا سا سپ لینے لگا تھا لیکن کافی زیادہ مقدار میں گلے میں چلی گئی تھی۔ منہ تو جلا سو جلا حلق میں بھی پھنس گئی، آریز کو بے ساختہ کھانسی آئی۔ رائد نے دبی دبی مسکراہٹ سے اس کے ہاتھ سے مگ لے کر سامنے میز پر رکھا اور آریز کی پیٹھ تھپتھپائی۔ اسے پتا تھا یہی ہو گا۔

آریز کا سانس بحال ہوا تو اس نے رائد کو دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں کی شرارتی مسکراہٹ، آریز نظریں ہٹا گیا۔ سامنے ٹی وی پر پرانا فٹبال میچ لگا ہوا تھا۔

تمہاری اس بات کا کیا مطلب تھا۔" ٹی وی پر نظریں جمائے اس نے سوال"

کیا۔

کس بات کا؟"رائد نے نا سمجھی سے آریز کو دیکھا۔"

جو تم نے ابھی کہا۔ تمہیں کیوں لگا کہ مجھے۔۔۔ محبت ہے؟"آریز نے" سلگ کر اس بھول پن کے مظاہرے کو دیکھا۔ کتنا بڑا ڈرامہ تھا وہ۔

تم میرے دوست ہو اور تمہیں جس سے محبت ہے میں اس کا بھائی ہوں۔" ظاہر ہے مجھے پتا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے تمہارے لئے۔ تمہیں تمہاری محبت ملنا بہت مشکل ہے۔"اس نے دائیں بائیں سر ہلا کر باقاعدہ افسوس کا اظہار کیا۔"درخشے تو سائیکو ہے۔ میں اپنی بہن کو اچھی طرح جانتا ہوں، تم اسے پرپوز کر کے دیکھو، جو جواب ملے گا تم تو اگلے کئی سال صدمے سے باہر نہیں آؤ گے۔ اس لئے میری مانو کوئی اور اچھی سی لڑکی پسند کر لو۔"آریز کی

پریشان شکل دیکھتے اس نے مزے سے کافی کا مگ منہ سے لگایا۔

میں نے تم سے رائے نہیں مانگی۔ تم اپنی بات کرو۔ "آریز کی تو جان ہی" جل گئی۔ یہ دوست تھا اس کا، کیسے مزے سے بد شگونی کر رہا تھا۔

میری کیا بات۔ مجھے ارمن سے محبت ہے۔ ابھی نکاح کر دیں کچھ عرصے " بعد شادی۔ سمپل۔ "اس نے ریموٹ سے چینل چینج کرتے بے فکر انداز میں کہا۔

سمپل۔ واؤ۔ تم کتنے ریلیکس انداز میں بات کر رہے ہو۔ جیسے یہ اتنا آسان " ہے۔ آرمینے نہیں مانے گی۔ "آریز کو اس اتنا لاپرواہ انداز ایک آنکھ نہیں بھایا۔

"تم نے پوچھا اس سے؟ نہیں نہ۔ تو تم کیسے کہہ سکتے ہو وہ نہیں مانے گی۔"

وہ میری بہن ہے میں جانتا ہوں۔" آریز نے پورے اعتماد سے کہا۔"

اوہ" رائد نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ گول کیے۔ "میری بہن" ہے میں جانتا ہوں۔" اس کی نقل اتاری۔ "تم کچھ نہیں جانتے۔ نہ اپنی بہن کو نہ میری بہن کو۔ تم بزنس مین بہت اچھے ہو۔ لوگوں کے چہرے پڑھ سکتے ہو، ان کی نفسیات بھی اچھے سے سمجھتے ہو۔ لیکن محبت کے معاملے میں تم سلو ہو۔ تم درخشے سے محبت کرتے ہو لیکن آج تک اس کا اظہار نہیں کیا۔ تم تو اسے نظر بھر کر دیکھتے تک نہیں ہو۔ تم اولڈ سکول ہو۔ تمہیں دو سو سال پہلے پیدا ہونا چاہیے تھا۔ تم اس زمانے میں فٹ نہیں ہوتے۔ تم وہ ہو جو سالوں خاموش محبت میں گرفتار رہتے ہیں، جن کے لئے محبت اور محبوب بہت مقدس شے ہوتے ہیں، جو اپنی محبت کو سب سے اونچی مسند پر بٹھا کر سالوں

اس کی پوجا کر سکتے ہیں، لیکن نظر اٹھا کر محبوب کو دیکھنا انہیں گستاخی لگتا ہے۔ یا پھر شاید اس لئے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے کیونکہ انہیں پتا ہوتا ہے کہ ایک بار نگاہ اٹھ گئی تو وہ ہوش و خرد سے بیگانہ نگاہ واپس نہیں آ سکے گی۔ وہ وہیں محبوب کے چہرے پر نثار ہو جائے گی۔ زمانے گزر جائیں گے محبوب کو تکتے ہوئے۔ ایسی دیوانوں والی محبت ہے تمہاری۔" بات مکمل کر کے اس نے مگ میں موجود کافی ایک ہی سانس میں خالی کی اور زرا سا جھک کر مگ میز پر رکھا۔

میز کے شیشے سے مگ کے ٹکرانے کی آواز آئی، آریز چونک کر ایک ٹرانس کی سی کیفیت سے باہر آیا۔ اس نے پلکیں جھپکیں۔ آنکھیں نم تھیں، ایک آنسو پلکوں کے کنارے پر اٹکا تھا۔

درخشم!" سانس کے ساتھ درخشے کا نام اس کی ہونٹوں سے آزاد ہوا۔ رائد"

نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ آریز کی نم آنکھیں دیکھ کر وہ ہنسا اور مکا بنا کر ہلکے سے آریز کے کندھے پر مارا۔ "پاگل ہو تم!" رائد کو اپنے سنہری بھوری آنکھوں والے دوست پر بے ساختہ پیار آیا۔

نام اچھا رکھا ہے تم نے اس کا۔ در خش۔۔ام۔۔در خشم، میری در خشے۔" واؤ، آئی لائک اٹ۔" ٹھہر ٹھہر کر نام لیتے اس نے سر دھنا۔ آریز نے ایک دھپ اس کے کاندھے پر رسید کی۔

بکو مت، میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔" وہ صاف مکر گیا۔ پلکیں جھپک کر خود کو" نارمل کیا۔

واہ یا عزیزی واہ، ابھی ابھی تم نے کہا، در خشم۔" اس کے انداز کی نقل" اتارتے جزب سے نام لیا۔

شٹ اپ رائد۔ تم۔۔۔"اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا ڈور بیل بجی۔"

میں دیکھتا ہوں۔"رائد اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔"در خشم۔۔۔ واہ۔۔ کیا نام رکھا ہے۔" وہ جاتے ہوئے بھی اسے چڑانا نہیں بھولا۔ آریز نے کشن اٹھا کر منہ پر رکھا اور ہاتھ سے رائد کو جانے کا اشارہ کیا۔ گویا اسے اپنے سر سے ٹل جانے کا کہا ہو۔

رائد مسکراتے ہوئے دروازے تک آیا۔ دیوار پر لگی چھوٹی سی سکرین پر باہر موجود شخصیت کو دیکھا۔"ارمن!"اسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔

رائد!"دروازہ کھلتے ہی آرمینے کو رائد کا چہرہ نظر آیا۔ وہ آگے بڑھ کر اس"

کے گلے لگی۔رائد نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار قائم کیا۔ایک سکون سا رگ و پے میں اترا۔"ارمن!"محبت سے اس کا نام لیا۔

تمہیں پتا ہے مما نے کیا کہا آج؟"منہ بسور کر کہتے اس نے سر اٹھا کر رائد کو" دیکھا۔

کیا کہا؟"ایک بازو اس کی کمر کے گرد حائل کیے دوسرے ہاتھ سے اس" کے بال ماتھے سے ٹھیک کیے۔

مما کہتی ہیں رائد کی شادی ہو جائے گی تو اس کی بیوی اسے تم سے بات بھی" نہیں کرنے دے گی۔رائد تم شادی کر رہے ہو؟"سارا بیگم کے الفاظ دہراتے اس نے آنکھوں میں سوال لئے اسے دیکھا۔

سہی بتایا انہوں نے۔ شادی تو میں کر رہا ہوں۔ لیکن یہ بات ٹھیک نہیں "
ہے کہ میری بیوی مجھے تم سے بات نہیں کرنے دے گی۔" رائد نے
مسکراتے ہوئے اسے خود سے الگ کیا اور اس کا ہاتھ پکڑا، وہ اسے لونگ روم
تک لایا۔ آرمینے کو آریز کے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ سنگل صوفے کی
طرف بڑھا۔ پیر لمبے کر کے میز پر رکھتے اس نے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے
باندھتے صوفے سے ٹیک لگائی۔ اب وہ تسلی سے آرمینے کو دیکھ سکتا تھا۔

آریز بھائی آپ بھی ادھر ہیں۔" وہ آریز کے ساتھ جڑ کر بیٹھی۔ "کون ہے "
وہ لڑکی؟" رائد کو دیکھا۔

سارا آنی نے یہ نہیں بتایا تمہیں؟" وہ جگمگاتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

نہیں، وہ کہتی ہیں میری منگنی کرنے کا سوچ رہی ہیں۔ کوئی لڑکا بھی دیکھ لیا"
ہے۔" وہ روہانسی ہوئی۔ "کیا ہو گیا ہے مام ڈیڈ کو۔ بیٹھے بٹھائے ان کو میری
منگنی کا خیال کیسے آ گیا۔" آریز کو دیکھا۔ "بھائی آپ کو بھی تو بتایا ہو گا؟" اس
نے سوالیہ نظروں سے آریز کو دیکھا۔

مجھے بھی آج ہی بتایا ہے۔" آریز نے رائد کو دیکھا۔ وہ ہاتھ سر کے پیچھے سے "
ہٹا کر کہنی صوفے کی ہتھی پر جمائے اسی ہاتھ کی مٹھی بنا کر ہونٹوں پر ٹکائے
وہ آریز کو گھور رہا تھا۔ آریز نے کندھے اچکائے۔ اب یہ آدمی اسے کیوں کھا
جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اب اس کا قصور تھوڑی تھا، یہ تو سارا اور
حیدر کی مرضی تھی۔

تو کیا تم کر لو گی منگنی؟" رائد نے آرمینے سے پوچھا۔"

میں کیوں کروں گی۔مجھے کوئی منگنی نہیں کرنی۔ایسے تھوڑی ہوتا ہے۔""

اس نے منہ بسورا۔

اگر وہ لڑکا بہت اچھا ہو، پھر بھی نہیں؟ میں ملا ہوا ہوں لڑکے سے، اچھا ہے" ڈیسنٹ، سوبر سا۔" آریز نے معصوم بن کر کہتے آنکھوں کے کونے سے رائد کو دیکھا۔وہ لب بھینچے اسے گھور رہا تھا۔

تو میں کیا کروں۔وہ جیسا بھی ہے۔آپ میری بات سمجھنے کے بجائے مجھے" اس لڑکے کی اچھائیاں گنوا رہے ہیں۔مجھے نہیں جاننا اس بارے میں۔" وہ ناراض ہو کر اس کے پاس سے اٹھتے ہوئے رائد کی طرف بڑھی۔رائد نے کھسک کر اس کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی۔

رائد تم خود مام ڈیڈ کو منع کرو نہ ورنہ وہ میری منگنی کر دیں گے۔تم کہو کہ"

کوئی ضرورت نہیں ہے آرمینے کی منگنی شادی کرنے کی، وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔"اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھتے اس نے فرمائش کی۔

اھم اھم!"آریز نے گلا کھنکھار کر صاف کیا اور رائد کو دیکھا۔"مینو اس" بات کے لئے رائد کو تنگ کرنے کی کیا ضرورت ہے، میں بات کروں گا مام ڈیڈ سے، بتاؤں گا کہ آرمینے ابھی بہت چھوٹی ہے، اس کی نکاح منگنی کا خیال "دماغ سے نکال دیں۔

رائد نے شعلہ انگیز نظروں سے اسے دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا آریز آٹھ کھڑا ہوا۔

میں گھر جا رہا ہوں۔تم بھی ساتھ چلو۔"آرمینے کو چلنے کا اشارہ کیا۔"

میں نہیں جاؤں گی گھر، میں ناراض ہوں مما سے۔رائد بتاؤ انہیں۔""

آنکھیں گھما کر کہتے وہ دونوں پاؤں صوفے پر رکھ کر آلتی پالتی مار کر بیٹھی۔

اس طرح کہ اس کا ایک گھٹنا رائد پر تھا۔صوفہ سنگل تھا، کھلا تھا لیکن دو لوگوں کے بیٹھنے سے جگہ تنگ پڑ رہی تھی۔رائد نے فوراً ایک بازو اس کندھے کے پیچھے لے جا کر اسے خود سے لگایا۔اور آریز کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا۔اور ایسا تو اکثر ہوتا تھا۔وہ ایسے ہی آرمینے کی ہاں میں ہاں ملاتا تھا۔

آریز نے سلگ کر ان کا لاڈ پیار دیکھا۔آگے بڑھ کر آرمینے کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا۔وہ دونوں پیر زمین پر اتارتے صوفے سے کھڑی ہوئی۔

آپ وعدہ کریں آپ مما سے بات کریں گے، انہیں منع کریں گے۔پھر ہی" میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔"اس نے اپنی شرط رکھی۔

اوکے میں کروں گا بات۔فی الحال تم رائد کی سنو اس نے کچھ پوچھنا ہے تم"

سے۔ بات کر لو تو آ جانا، میں نیچے گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔" آرمینے کو کہتے رائد کو دیکھا۔" ملتے ہیں پھر۔" سر کو خم دے کر اس نے الوداع کیا۔ رائد نے بھی جواباً سر کو خم دیا۔

آریز بھائی بھی نہ جلدی مچا دیتے ہیں۔" وہ رائد کی طرف مڑی، وہ بھی" صوفے سے کھڑا ہو گیا تھا۔" تم نے کیا پوچھنا ہے؟" وہ سادگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ارمن،" رائد نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما۔" اگر تمہاری منگنی مجھ سے ہو" جائے تو تب بھی تمہیں اعتراض ہو گا؟ دوسرا ہاتھ بھی تھاما۔ آرمینے نے اس کے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔ پھر نظریں اٹھا کر اس کی سیاہ روشن آنکھوں میں جھانکا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے؟"

بالکل ہو سکتا ہے۔"اس کے ہاتھ نرمی سے سہلائے۔"تمہیں کوئی"
"اعتراض ہے تو بتاؤ؟

آرمینے نے نفی میں سر ہلایا۔اپنے ہاتھ رائد کے ہاتھوں سے چھڑائے اور ایک قدم پیچھے ہوئی۔

منگنی ہو گی تو شادی بھی ہو گی۔تو کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟"رائد نے" دونوں ہاتھ ٹراؤزر کی جیبوں میں ڈالتے مسکرا کر پوچھا۔آرمینے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔آنکھیں چھوٹی کر کے قریب سے اس کا چہرہ دیکھا،پھر دو قدم مزید پیچھے ہٹ کر گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

تم سچ میں مجھ سے شادی کا پوچھ رہے ہو؟"اس نے آنکھیں سکیڑیں۔"

میں سچ میں تم سے شادی کا پوچھ رہا ہوں، آرمینے حیدر کیا تم رائد بن طلال" سے شادی کرو گی؟" جیبوں سے ہاتھ نکالتے اس نے قدم زمین پر ٹھیک طرح سے جمائے، وہ آرمینے کا انداز پہچانتا تھا، وہ جب اس کا سوال دہرا کر اسے ایسے دیکھتی تھی، اسے پتا تھا ابھی اس کا کیاری ایکشن آنے والا ہے۔

میں آرمینے حیدر رائد بن طلال سے شادی کروں گی۔"آرمینے نے تھوڑا" سا جھک کر اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے پھر سیدھی ہوئی اور دونوں ہاتھوں سے زور سے تالی بجاتے وہ دو قدم کا فاصلہ دوڑ کر طے کرتے دونوں پاؤں ہوا میں اٹھائے زور سے رائد کے گلے لگی۔دونوں بازو اس کی گردن میں حمائل کیے۔

رائد نے مسکراتے ہوئے اسے کمر سے تھاما اور گھوم کر ایک چکر لگایا اور اسے زمین پر اتارا۔ آرمینے نے دونوں پیر زمین پر ٹکاتے رائد کے گرد حمائل بازو ہٹائے اور پیچھے ہٹی۔ وہ اس وقت خوش تھی، بہت زیادہ۔

میں سارا آنی اور حیدر انکل سے بات کر لوں گا۔ ابھی تم جاؤ۔ آریز انتظار کر رہا ہو گا۔" رائد نے نرمی سے اس کا گال تھپتھایا۔ وہ ایک بار پھر اس کے گلے لگی اور اللہ حافظ بول کر بھاگتے قدموں سے آریز کے پیچھے گئی۔

رائد نے فون اٹھا کر ایک میسج ٹائپ کیا اور آریز کے نمبر پر بھیج دیا۔ وہ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا، انداز میں سرشاری تھی، کشن اٹھا کر منہ پر رکھتے وہ وہیں لیٹ گیا۔ کچھ لمحوں بعد وہ کشن سائڈ پر کرتے اٹھا اور جا کر اپنا لیپ اٹھا آیا۔ اب اس کا ذہن فوکس تھا، وہ کام کر سکتا تھا کیونکہ وہ سوچ چکا تھا کہ آگے کیا کرنا ہے۔

آریز گاڑی میں بیٹھا تھا، آرمینے کے ساتھ آئے ڈرائیور کو وہ واپس گھر بھیج چکا تھا، جب رائد کا نام فون سکرین پر چمکا۔

"Its a yes."

آریز میسج پڑھتے مسکرایا۔ میسج پر ہارٹ ری ایکٹ کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں آرمینے گاڑی میں آکر بیٹھی۔

بھائی! آپ کو پتا تھا نہ کہ رائد نے کیا پوچھنا ہے؟" آرمینے کی چہکتی آواز" آریز کے کانوں میں پڑی۔

یپ۔تو کیا جواب دیا تم نے؟"موڑ کاٹتے اس نے آرمینے کو دیکھا۔"

پوزیٹو۔"آنکھیں میچ کر اس نے بچوں کی طرح دائیں بائیں سر ہلایا۔اب وہ" پرجوش آواز میں بولتی جا رہی تھی اور آریز مسکراتے ہوئے اس کی باتیں سن رہا تھا۔گاڑی متوازن رفتار سے ہموار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

افسانے سکینہ سے ناشتے کا کہنے کے لئے کچن میں آئی تو زینب وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔افسانے نے سلام کیا تو انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔سکینہ کو ناشتے کا کہتے وہ کرسی گھسیٹ کر وہیں زینب کے ساتھ بیٹھ گئی۔

مہرداد آیا تھا رات کو۔ چوکیدار نے بتایا۔" مسکرا کر کہتے انہوں نے بغور" افسانے کا چہرہ دیکھا۔ وہ فریش تھی لیکن بخار کے آفٹر ایفیکٹس نظر آرہے " تھے۔" تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟

ہاں جی، وہ ابھی اٹھا ہے، فریش ہو کر آتا ہو گا۔ میں جب رات کو آپ کے " پاس سے اٹھ کر گئی تھی تو تھوڑا سا بخار ہو گیا تھا۔ لیکن جب مہرداد آیا تو اس نے دودھ کے ساتھ دوا دے دی تھی تو ابھی بہتر ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے انہیں مطمئن کیا۔ زینب نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا۔

مہرداد کو کہتیں مجھے جگا دیتا۔ خود سے تو اسے خیال نہیں آتا۔ اسے تو خود کو" بخار ہو تو بھی کسی کو نہیں بتاتا۔ اپنی روٹین میں ہی بزی رہتا ہے۔ کہتا ہے بخار کا کیا ہے آتا ہے تو چلا بھی جاتا ہے۔ اسے اتنی اہمیت نہیں دیتے۔ پتا نہیں تمہارا اسی سے خیال رکھا بھی ہو گا یا نہیں۔" زینب کی بات پر افسانے کو

مہرداد کا چہرہ یاد آیا جب وہ اس کے ماتھے پر پٹیاں رکھتے ہوئے بار بار اس کے گال اور گردن پر ہاتھ رکھ کر ٹمپریچر چیک کرتا، پریشان ہوتا۔ اور ابھی زینب تو کچھ اور بتا رہی تھیں اس کے بارے میں۔

وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟" اسے زینب کی بات کا پس منظر جاننا تھا۔"

بن ماں باپ کا بچہ ہے، کچھ بچپن بھی سخت حالات میں گزرا ہے۔ وہ سخت" جان بن گیا ہے۔ کتنی بھی تکلیف میں ہو تو کسی کو نہیں بتاتا۔" وہ مدھم آواز میں بتا رہی تھیں۔ اس سے پہلے کی افسانے مزید کچھ پوچھتی مہرداد کی آمد ہوئی۔

سلام زینب ماں! سکینہ میرا ناشتہ مت بنانا مجھے جلدی ہے، میں آفس جا کر" کچھ کھا لوں گا۔" جلدی جلدی بولتے وہ فون پر کچھ ٹائپ کرتے کچن سے باہر

نکل گیا۔افسانے نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔وہ پھر اس کی بات سنے بغیر جا رہا تھا۔

یہ کہاں جارہا ہے؟"وہ جلدی سے اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگی۔زینب نے" مسکرا کر اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

مہرداد!میری بات سنو۔"وہ داخلی دروازے پر پہنچ گیا تھا،افسانے کی آواز" پر مڑ کر اسے دیکھا۔

افسانے میں واپس آکر بات کرتا ہوں۔تم آج آرام کرو،آفس مت آنا۔""" اپنی بات کہہ کر وہ مڑ گیا۔

تم میری بات سنو پہلے۔"افسانے نے اسے کوٹ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔"

کیا کرتی ہو یار،"اپنا کوٹ اس سے چھڑاتے اس نے آس پاس نظر گھمائی۔" شکر ہے کوئی ملازمہ نہیں تھی وہاں۔

کیا کرتی ہوں؟ تم رات کو اتنی دیر سے آئے اور اب صبح صبح غائب ہو رہے" ہو۔ پھر کال کر کے کہہ دو گے کہ میں شہر سے باہر جا رہا ہوں۔ اس لئے پہلے میری بات سنو۔"اس نے دونوں ہاتھوں سے مہرداد کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے ایک نظر افسانے کے ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھا۔ پھر افسانے کو۔

اوکے۔ تم چلو میں آتا ہوں۔"اس نے فون پر کسی کا نمبر ملایا۔ افسانے وہاں" سے جانے کے بجائے اس کے انتظار میں وہیں کھڑی رہی۔ وہ ترکش ملی فارسی میں تیز تیز بولتے کسی کو ہدایات دے رہا تھا شاید۔ یہ بات تو افسانے کو پتا تھی کہ وہ لوگ گھر پر صرف فارسی بولتے تھے، لیکن گھر سے باہر کے

لوگوں کے ساتھ جس زبان میں بات کرتے تھے وہ فارسی اور ترکش کا مکس ہوتی تھی۔ کیونکہ تبریز آذربائجان کے ساتھ واقع تھا تو وہاں ہر بولی جانے والی زبان پر بھی اس کا اثر تھا۔

کال بند کر کے وہ اسے چلنے کا اشارہ کرتے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس کے پیچھے کمرے تک آئی۔

کیا کہنا ہے؟" کمرے میں آ کر وہ اس کی طرف مڑا۔"

آفس میں بہت غلط باتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ یا تو تم جا کر سب کلیئر کرو یا پھر" میں آفس نہیں جاؤں گی۔ کسی اور کمپنی میں اپلائی کرتی ہوں۔" ماتھے پر بل ڈالے اپنی بات سامنے رکھی۔

صوفیہ خاتون گئی تھی آفس، مجھے اطلاع مل گئی تھی۔اسی عورت کا کام ہو" گا۔تم بتاؤ کس قسم کی باتیں پھیلا کر آئی ہے وہ؟" وہ جی بھر کر بیزار ہوا۔ صوفیہ خاتون پر غصہ عود کر آیا۔

مجھے شک تھا اسی کا کام ہو گا۔یہی باتیں کہ۔۔۔، تم اور میں بغیر شادی کے " ریلیشن شپ میں ہیں۔ساتھ رہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔" اس نے بیزاری سے بتایا۔

حالانکہ ہم شادی کے بعد بھی ریلیشن شپ میں نہیں ہیں۔تم بے فکر ہو جاؤ" میں کر دوں گا کلئیر۔اور کوئی بات ہے تو بتاؤ۔" منتظر نظروں سے اسے دیکھتے فون پر ٹائم دیکھا۔

اور ایسا کچھ ہو گا بھی نہیں۔تم تو ایسے رویہ دکھا رہے ہو جیسے تم ملک کے "

وزیراعظم ہو بہت کام ہیں تمہیں۔" وہ ہونہہ کہہ کر مڑ گئی۔ارادہ تھا جا کر ناشتہ کرے، جب مہر داد نے بازو سے پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا۔

کیوں نہیں ہو گا ایسا کچھ ؟ وہ آنکھیں چھوٹی کیے تند انداز میں اسے دیکھ رہا" تھا۔

تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیوں ہو گا۔ ہم کونسا پوری زندگی ساتھ رہنے والے ہیں۔" تم نے پتا نہیں کس مقصد سے شادی کی ہے۔جب تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے، میں تمہیں ناپسند کرتی ہوں۔ تو ہمارے ساتھ رہنے کا کیا تک بنتا ہے ؟" وہ اپنا بازو چھڑاتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہی تھی۔

ہم اس بارے میں تفصیل سے بات کریں گے۔ابھی مجھے جانا ہے۔اور ہاں" میرے دوست کی شادی ہے۔میں دوپہر کو نکلوں گا۔کل رات تک آؤں

گا۔یا پھر پرسوں۔اب لیٹ ہو گیا ہوں تو سامان ابھی پیک کر لیتا ہوں۔" وہ وارڈروب کی طرف بڑھا۔

کیا مطلب تم پھر جا رہے ہو؟" وہ حیرت سے کہتے اس کے پیچھے گئی۔"

میں نے ابھی شاید یہی بتایا ہے۔" وہ کپڑے ادھر ادھر کرتا مزے سے" بولا۔

بند کرواسے۔" افسانے نے ٹھاہ کر کے وارڈروب کا دروازہ مارا۔" تمہیں" کوئی شرم لحاظ ہے، جب سے مجھے یہاں لے کر آئے ہو تمہیں میں نے گھر پر ٹکتے نہیں دیکھا۔" اس کے پھر سے جانے کا سن کر اسے غصہ ہی تو آ گیا تھا۔

یہ کیا حرکت ہے۔" اس کے دروازہ مارنے پر اسے گھورا۔" تم یہاں ہو اسی"

لئے آتا ہوں، ورنہ نہیں آتا میں ادھر۔ دیکھو۔۔ میرا بہت اچھا دوست ہے جانا ضروری ہے۔" اس نے خلافِ معمول وضاحت دی۔

پھر مجھے بھی ساتھ لے جاؤ۔ شادی ہے نہ۔ تو بس ٹھیک ہے۔ مجھے ویسے بھی ایرانی شادی دیکھنے کا بہت شوق ہے۔" افسانے کی بات پر مہرداد نے اسے گھورا۔

"تم۔۔"

ہاں میں، میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اسے چھوڑنے کی بات کر رہی تھی اور اب ایسے حق جتا رہی تھی۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔

اوکے میرا اور اپنا سامان پیک کر لو دو دن کا۔ میں دوپہر میں آتا ہوں تو چلتے" ہیں۔ سکینہ کو کہہ دوں گا وہ ناشتہ تمہیں کمرے میں دے جائے گی۔ تم باہر مت جانا۔ ریسٹ کرو ابھی۔" وہ کمرے کا دروازا کھولتا باہر نکل گیا۔ افسانے بھی گنگناتے ہوئے پیکنگ کرنے لگی۔

آرمینے اور آریز گھر آئے تو سارا ان کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ آریز تو انہیں شب بخیر کہتا سونے چلا گیا۔ آرمینے خفگی بھری نظر ان پر ڈالتی اپنے کمرے کی طرف مڑ گئی۔ سارا اس کے پیچھے پیچھے اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

بات سنو تم، کیا ضرورت تھی اس وقت رائد کے اپارٹمنٹ جانے" کی؟" اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف گھماتے ہوئے وہ کڑے تیوروں سے اس سے پوچھ رہی تھیں۔

مجھے بات کرنی تھی اس سے اس لئے گئی تھی۔اس نے بتایا ہے کہ وہ مجھ "
سے شادی کرے گا۔آپ نے ایسے ہی مجھے ڈرا دیا تھا۔" منہ بسور کر کہتے اس
نے بازو چھڑایا۔

رائد نے تم سے کہا کہ وہ تم سے شادی کرے گا" انہوں نے بے یقینی سے "
اسے دیکھا۔" کیا کہا اس نے پوری بات بتاؤ۔" وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے پریشان
ہوئیں۔

آپ اتنی سنجیدہ شکل مت بنائیں۔اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں اس سے "
شادی کروں گی۔میں نے کہہ دیا کروں گی۔" مزے سے بتاتے وہ اپنا نائٹ
ڈریس لے کر ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ چینج کر کے آئی
تو سارا ابھی بھی وہیں بیٹھی تھیں۔

اس نے شادی کا پوچھا تم نے ہاں کر دی؟ تم پاگل ہو آر مینے، ایسے کیسے ہاں" کر آئی ہو اسے۔ تمہیں پتا بھی ہے شادی کیا ہوتی ہے۔" انہوں نے سلگ کر اس کا لاپرواہ انداز دیکھا۔

مجھے اچھی طرح سے پتا ہے شادی کیا ہوتی ہے۔ آپ نے تو جان ہی نکال" دی تھی میری یہ بتا کر کہ رائد کسی اور لڑکی سے شادی کر رہا ہے۔" بیڈ پر بیٹھتے اس نے خود کو لحاف میں لپیٹا۔

تمہاری جان کیوں نکل گئی تھی۔ ایک منٹ۔ تم زرا مجھے یہ بتاؤ کہ رائد اور" تمہاری پہلے کبھی اس بارے میں کوئی بات ہوئی ہے؟" انہوں نے مشکوک انداز میں اسے دیکھا۔

مما یار، ہماری کبھی اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ لیکن یہ تو صاف" سامنے کی بات ہے کہ میری شادی رائد سے ہونی ہے۔ آپ کو پتا نہیں کیوں شوق ہو رہا تھا میرے رائد کو کسی اور کا دلہا بنانے کا۔" ایک ہاتھ سے جمائی روکتے وہ بھاری آواز میں بولی۔ نیند سے آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ سارا بیگم نے رکھ کر اس کے کندھے پر ایک دھپ رسید کی۔

اب اس میں مارنے والی کیا بات تھی۔" کندھا سہلاتے اس نے گھور کر" انہیں دیکھا۔

تم مجھے یہ بتاؤ وہ تمہارا رائد کب سے ہوا۔ شروع سے بتاؤ ساری بات۔"" لحاف کا کونا کھینچ کر وہ بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئیں۔

کیا بتاؤں۔ آپ سوال کریں میں جواب دیتی ہوں۔" وہ اب نیند سے دائیں"

بائیں جھول رہی تھی۔

تمہیں پتا ہے نہ۔۔ کہ۔۔ میاں بیوی کا بہت کلوز رشتہ ہوتا ہے۔ تو کیا تم اور " رائد، میرا مطلب ہے۔۔ کیا وہ تمہیں پسند ہے۔ تم اور وہ ایز آ کپل۔۔" سارا بیگم نے اپنا ماتھا پکڑا، یہ دن بھی آنا تھا۔ اب وہ کیسے اپنا سوال پوچھیں اس سے۔

ظاہر ہے وہ مجھے پسند ہے۔ وہ اتنا پیارا ہے۔ آپ نے اس کی آنکھیں دیکھی " ہیں۔ ایسے بڑی بڑی خوبصورت۔ اور وہ جب مسکراتا ہے اتنا پیارا لگتا ہے۔ اس کی ہائٹ، فٹنس، یا اللہ کتنا ہینڈسم ہے وہ۔ آپ کو پتا ہے کتنی لڑکیاں مرتی ہیں اس پر۔ آج تک کسی لڑکی کو اپنے قریب نہیں آنے دیا اس نے۔ وہ میرا ہے ہمیشہ سے۔ اور جہاں تک بات ہے میاں بیوی کے رشتے کی تو یہ بھی سارا پتا ہے مجھے، آپ پریشان نہ ہوں۔ رائد اور میں بہت اچھا کپل ثابت ہوں گے

انشاءاللہ۔" سارا بیگم تو اس کی فر فر چلتی زبان دیکھ رہی تھیں۔ آنکھیں حیرت سے کھل گئی تھیں۔ یہ آرمینے تھی، یااللہ۔ حیرت سی حیرت تھی۔ وہ جسے چھوٹی بچی سمجھتی تھیں وہ کیسے مزے سے انہیں بتا رہی تھی کہ اسے سارا پتا ہے۔

اب ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں، ایسا بھی کچھ نہیں کہہ دیا میں نے۔" اس نے" بھنویں سکیڑ کر سارا کا حیران پریشان چہرہ دیکھا۔

بالکل تم نے تو ایسا کچھ بھی نہیں کہا۔ بس یہ باتیں اپنے باپ کو بھی بتا دینا،" کیونکہ حیدر کا کہنا ہے کہ آرمینے ابھی بہت چھوٹی ہے، وہ اس رشتے کی نزاکت کو نہیں سمجھتی۔ اسی لئے انہوں نے طلال کو اس رشتے سے منع کر دیا ہے۔" آرمینے کی باتوں سے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اتنی بھی لاابالی اور بیوقوف نہیں ہے جتنا وہ اسے سمجھتی تھیں، تو انہوں نے بھی صاف بات کرنا

مناسب سمجھا۔

"مما یار، یہ کیا بات ہوئی، یااللہ! آپ اور ڈیڈ نہ، آپ بالکل بھی سمجھدار نہیں ہیں۔ رائد کے رشتے کا منع کر دیا انہوں نے۔ رائد کا۔" اس نے ماتھے پر ہاتھ مار کر اپنے ماں باپ کی عقل پر افسوس کیا۔

"جی جی، ساری سمجھداری تو تم پر ختم ہے۔ جا کر بتاتی ہوں تمہارے باپ کو تمہاری سمجھداری کا۔ حیدر نے خوامخواہ اس بچے بیچارے کو پریشان کر دیا۔" وہ کمرے کے دروازے تک پہنچیں۔

"جی جی سارا کچھ بتایئے گا سارا خاتون۔" شرارت سے کہتے وہ کمبل میں گم ہو گئی۔ سارا مسکراتے ہوئے کمرے باہر نکل گئیں۔ بہت بڑا بوجھ سر سے ہٹ گیا تھا۔ انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ان کی آرمینے کا اتنا اچھا نصیب ہو گا۔

وہ آرمینے کی معاملے میں ہمیشہ ڈرتی آئی تھیں۔رائد انہیں بہت پسند تھا،

انہوں نے افسانے کے حوالے سے اسے سوچا تھا،آرمینے کے حوالے سے

اگر کوئی سوچ آئی بھی تھی تو انہوں نے جھٹک دی تھی،انہیں لگتا تھا رائد کا

اپنی شریک حیات کے لئے سٹینڈرڈ بہت اونچا ہو گا۔آرمینے ان کی بیٹی تھی

انہیں بہت پیاری تھی، لیکن معاشرے میں رائج سٹینڈرڈز کے مطابق وہ

اپنی ہم عمر لڑکیوں کے مقابلے میں ایوریج تھی، بات دل دکھانے والی تھی،

لیکن سچ تھی۔اب دیکھیں حیدر کا کیا ری ایکشن آتا تھا اس بات پر۔

رائد۔۔آرمینے حیدر کا پہلا خواب،وہ اپنے بچپن سے اسے دیکھتی آئی تھی،وہ

ہمیشہ اس کا بہت خیال رکھتا تھا۔ہمیشہ اس کے لئے موجود ہوتا تھا۔اس کے

ہوتے کوئی اور دوست بنانے کی آرمینے کو کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں

ہوئی۔ وہ اس کا دوست تھا، اس کا محافظ تھا۔ آرمینے کو یاد تھا، جب ایک بار (Bully-سکول میں کچھ لڑکے لڑکیوں کا ایک گروپ اس تنگ کرتا تھا، امریکہ کے سکولز میں عام چیز ہے۔ بڑی کلاسز کے بگڑے ہوئے ing سٹوڈنٹس جونیئرز کو اور اپنے فیلوز کو جس حد تک ذلیل کرتے ہیں وہ بعض اوقات اس لیول تک چلا جاتا ہے کہ سٹوڈنٹس خودکشی کرنے تک آجاتے ہیں۔ امریکن سائیکالوجیکل ایسوسیشن کے مطابق 40 سے 80 فیصد بچے کا شکار بنتے .Bullying اپنے سکول دور میں غنڈہ گردی کہہ لیں یا ہیں۔ اس میں ہر قسم کا ٹارچر شامل ہے، زبانی بدکلامی سے لے کر جسمانی رپورٹ بھی نقصان تک، اکثر اوقات تو بچے ڈر کی وجہ سے ان واقعات کو نہیں کرتے نہ ہی گھر والوں کو بتاتے ہیں۔ جو بچے جسمانی طور پر کمزور ہوتے ہیں وہ بہت زیادہ اس غنڈہ گردی کا نشانہ بنتے ہیں۔ اس ٹاپک پر بہت سے امریکن مصنفین نے تصانیف بھی لکھی ہیں۔

امریکہ ایک چمکتا دمکتا خواب ہے اکثر لوگوں کے لئے لیکن ہر ملک کی طرح اس ملک کے بھی کچھ ڈارک سیکریٹس ہیں۔ کچھ ایسی کمیاں ہیں جو امریکن خود (بھی نہیں چاہتے کہ باہر کی دنیا کو پتا چلیں۔

آرمینے کو سینئیر سٹوڈنٹس کا ایک گروپ تنگ کرتا تھا، کلاس میں اور سکول میں اسے تنگ کرنا، اس گروپ کی لڑکیوں کا ریسٹ روم تک پہنچ جانا اسے ڈرانا دھمکانا، پھر انہوں نے اسے گھر تک سٹاک کرنا شروع کر دیا۔

امریکہ جیسے معاشرے میں جہاں پر کاملیت کا بھوت لوگوں پر اس حد تک سوار ہے کہ اپنی ظاہری شکل وصورت تک سرجریز اور دوسرے بہت سے طریقوں کے ذریعے تبدیل کر لی جاتی ہے صرف اس لئے کہ معاشرے میں رائج خوبصورتی کے پیمانوں پر پورا اترا جا سکے، وہاں پر اگر آرمینے ایک پاکستانی اور یجن ہونے کی وجہ سے اور اپنی بیماری کی وجہ سے اگران بلیز کا شکار بن

رہی تھی تو کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔

وہ مینٹلی طور پر بہت زیادہ ٹارچر ہو رہی تھی، جب تک آریز اور افسانے اس سکول میں رہے تھے وہ محفوظ رہی تھی، اب اپنے بہن بھائی کے جانے کے بعد وہ اس گروپ کے نشانے پر آ گئی تھی۔ وہ ان سے اتنی خوفزدہ تھی کہ اس نے گھر پر بھی کسی کو نہیں بتایا۔ وہ دو بار ہاسپٹل رہ کر آ چکی تھی۔ لیکن ان بلیز کے خوف نے اس کی زبان بند کر رکھی تھی۔ اسے لگا تھا کہ کوئی اس کا یقین نہیں کرے گا۔

انہی دنوں رائد امریکہ آیا۔ وہ اب دبئی واپس شفٹ ہو چکا تھا، لیکن پھر بھی مہینے دو مہینے میں اس کا نیویارک چکر ضرور لگتا تھا۔

اس نے پہلے ہی دن آرمینے سے پوچھ لیا کہ کیا پریشانی ہے۔ پہلے تو اس نے

نہیں بتایا۔ لیکن رائد کے اصرار پر بتادیا کہ ایک مہینے سے اسے سکول میں کچھ بگڑے ہوئے سٹوڈنٹس ہراس کر رہے ہیں۔ رائد نے اسے دو دن سکول جانے سے منع کر دیا۔ پتا نہیں اس نے کیا کیا لیکن جب وہ واپس سکول گئی تو اسے کسی نے تنگ نہیں کیا۔ اس گروپ کے کچھ سٹوڈنٹس تو وہ سکول ہی چھوڑ گئے باقی جو رہ گئے وہ آرمینے کے سامنے آنے سے گریز کرتے تھے تنگ کرنا تو دور کی بات۔

یہ تو ایک واقعہ تھا، رائد ہر قدم پر آرمینے کے ساتھ رہا تھا، وہ آرمینے کو سمجھتا تھا، جو باتیں دوسروں کو بچگانہ لگتی تھیں وہی باتیں رائد بہت شوق سے سنتا تھا۔ وہ آرمینے کا سروائیول تھا۔ آرمینے کے لئے ایسی زندگی کا تصور بھی محال تھا جس میں رائد نہ ہو۔

وہ جانتی تھی وہ اس سے محبت کرتا ہے، وہ جیسے اسے دیکھتا تھا آرمینے کو اپنے

ہونے پر ناز ہوتا تھا۔

اسے یاد تھا جب پچھلے سال وہ آریز کے ساتھ ایک پارٹی پر گئی تھی، وہاں رائد اور آریز کے کامن فرینڈز بھی تھے۔اس پارٹی میں موجود لڑکیوں کو دیکھ کر آرمینے کو عجیب سا احساس ہوا، وہ سب اتنی پیاری تھیں، پر اعتماد اور چمکتے چہرے، ہنسی قہقہے، بزنس کی باتیں، آرمینے کو اپنا آپ مس فٹ لگ رہا تھا، اسے پچھتاوا ہوا کہ وہ کیوں ضد کر کے آریز کے ساتھ آگئی تھی۔وہ کوئی کم اعتماد لڑکی نہیں تھی پھر بھی وہاں پر سب ایک دوسرے کو جانتے تھے، لیکن مسلہ یہ نہیں تھا، مسلہ یہ تھا کہ وہاں موجود لڑکیاں جس طرح رائد کے ارد گرد گھوم رہی تھیں اور اس سے فری ہو کر باتیں کر رہی تھیں، ٹھیک ہے وہ اس کی دوست تھیں، یونیورسٹی فیلوز کچھ ورک فرینڈز، لیکن وہ سب آرمینے کو برا لگا۔اس نے آج تک رائد کو کسی لڑکی کے ساتھ نہیں دیکھا تھا۔ یہ تو پھر اتنی ساری لڑکیاں تھیں۔اور ان سب کی مرکز کا نگاہ۔۔اس نے جا

کر کہہ دیا آریز کو کہ اسے واپس گھر جانا ہے۔ وہ وہاں سے چلی آئی تھی۔ اس کے آنے کے تھوڑی ہی دیر بعد رائد بھی اس کے پیچھے آیا تھا۔

تم وہاں سے کیوں چلی آئی؟" وہ اس کے سامنے بیٹھا اس سے پوچھ رہا تھا۔"

میں کیا کرتی وہاں پر، تم لوگوں کے دوست تھے وہاں، مجھے تو جانا بھی نہیں" چاہیے تھا۔" آرمینے نے سر جھکا کر جواب دیا۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ وہ تکیہ گود میں رکھے اس پر کہنیاں ٹکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

آئم سوری۔" وہ بولا تو آواز بہت مدھم تھی۔"

کس لئے؟" اس نے ابھی بھی نظریں نہیں اٹھائیں۔"

میں وہاں پر بزی ہو گیا تھا، تمہیں اکیلا چھوڑ دیا۔ تمہیں برا لگا نہ؟" وہ اس کے جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔

نہیں تو۔ مجھے کیوں برا لگے گا۔" آرمینے کی آواز بھاری ہوئی، آنسو آنکھوں سے چھلکنے کو بیتاب ہوئے۔

آئم سوری!" ہاتھ بڑھا کر اس کا جھکا سر اٹھایا۔ ایک آنسو ٹوٹ کر آرمینے کی آنکھ سے گرا۔ وہ تکیہ سائڈ پر کرتی رائد کی طرف کھسک کر اس کے گلے لگی۔

اب بتاؤ رونا کیوں آرہا ہے؟" ایک ہاتھ اس کے گرد حمائل کیے دوسرا ہاتھ اس کے سر کی پشت پر رکھے وہ بہت نرمی سے سوال کر رہا تھا۔

وہ اتنی ساری لڑکیاں تھیں، اتنی خوبصورت بھی، ان کے آگے تم نے مجھے"

تو دیکھا ہی نہیں۔" وہ اس کے سینے میں منہ چھپائے شکوہ کر رہی تھی۔

تم سے کیا مقابلہ ان کا۔ ابھی میں یہاں تمہارے پاس بیٹھا ہوں نہ، ان" سب کو چھوڑ کر۔" اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکائے وہ نرم آواز میں کہہ رہا تھا۔

"میں تھوڑی دیر کے لئے بزی ہو گیا تھا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرا تم سے دھیان ہٹ گیا تھا، آج ایک بات تم ذہن نشین کر لو۔ رائد بن طلال کے لئے آرمینے حیدر سے زیادہ ضروری کوئی بھی نہیں ہے۔ کوئی بھی نہیں۔" اسے خود سے الگ کرتے دو انگلیاں ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔

"میری زندگی میں تمہارے علاوہ اور کوئی بھی لڑکی نہیں آئے گی۔ تم اپنا مقابلہ کبھی کسی سے مت کرنا، تم جو ہو میرے لئے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ دوستی، ورکنگ ریلیشن، اور۔۔۔ محبت میں فرق ہوتا ہے۔" وہ اسے جو باور کروا رہا تھا وہ آرمینے کو سمجھ آ گیا تھا۔

تم میرے ہو نہ؟ ارمن کا رائد "اس نے کنفرم کرنا چاہا۔"

ارمن کا رائد، "اس نے مسکراتے ہوئے اس کے سر سے سر ٹکرایا۔ آرمینے ہنس دی۔

وہ شام آرمینے کو یاد رہی تھی۔ اسے رائد کی زندگی میں اپنی اہمیت سمجھ آگئی تھی۔ اس نے پھر کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ اسے پھر کبھی کسی لڑکی سے جیلسی نہیں ہوئی۔

اور آج رائد نے اس سے شادی کے لئے پوچھا تو اسے کوئی حیرت نہیں ہوئی، اسے پتا تھا یہ سوال وہ صرف اسی سے کرے گا۔ اس نے ہاں کرتے ہوئے ایک لمحہ بھی نہیں لگایا۔ وہ ابھی بھی اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔ رائد کے بارے میں سوچتے وہ نیند کی مہربان آغوش میں سما گئی۔

"یہ آخر کس قسم کی لوکیشن ہے شادی کے ایونٹ کے لئے، لوگ بھی نہ یونیک نظر آنے کے لئے کیا کیا کرتے ہیں۔" افسانے سخت بیزار ہوئی تھی ان پہاڑوں کے درمیان شادی اٹینڈ کرنے پر۔

میں موجود (Shabestar) وہ دونوں اس وقت ایران کے شہر شبستر تھے۔ وہ کل ہی یہاں پہنچے تھے۔ مہرداد نے ہوٹل میں کمرہ بک کروایا تھا۔ افسانے تو آتے ہی کھانا کھا کر بستر میں دبک کر سو گئی تھی، یہاں پر تبریز کے مقابلے اس کو ٹھنڈ زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔ اس وقت وہ شادی اٹینڈ کرنے جا رہے تھے۔ مہرداد کے دوست نے اپنی منگیتر کی فرمائش پر پہاڑوں کے درمیان شادی کا ایونٹ آرگنائز کروایا تھا۔

تمہیں تو ہر بات پر اعتراض ہوتا ہے۔ کیا ہے اس لوکیشن کو، ٹھیک تو"
ہے۔" مہرداد گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ساتھ ساتھ فون پر میسج بھی ٹائپ کر
رہا تھا۔

مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ اچھا میں ایک بات سوچ رہی تھی، دلہا دلہن روایتی"
ایرانی رقص کیسے کریں گے۔ یہاں تو اتنی ٹھنڈ ہے، اور انہوں نے پہاڑوں
کے درمیان شادی رکھ لی ہے۔" ہاتھوں کو آپس میں رگڑ کر اس نے منہ کے
نزدیک لے جا کر پھونک ماری۔

وہ جیسے بھی رقص کریں تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ اور مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ"
رہی تمہیں اعتراض کس بات پر ہے، لاجک کیا ہے اس اعتراض کا۔" فون
ڈیش بورڈ پر پھینک کر اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔

کسی بات پر نہیں۔ تمہیں کونسا میری باتیں سمجھ آتی ہیں۔" وہ رخ موڑ کر" گاڑی کے ساتھ دوڑتے پہاڑوں کو دیکھنے لگی۔

بنا سر پیر کے بات تم خود کرتی ہو اور نہ سمجھنے کا الزام مجھ پر۔" اس نے جان" بوجھ کر اسے چھیڑا۔ سیاہ رنگ کے پیروں تک آتے سٹائلش سے گاؤن میں وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

تمہاری عقل ہی تھوڑی ہے، ورنہ میں نے تو سمپل سی ایک بات کی تھی،" سردیوں میں کون پہاڑوں میں آتا ہے وہ بھی شادی کرنے کے لئے۔" ناک سکوڑ کر کہا گیا۔

اب یا تو وہ لوگ تم سے مشورہ لیتے، انہیں کیا پتا تھا کہ شہزادی افسانے بھی"

ان کی شادی کی تقریب کو رونق بخشیں گی۔"اس نے صاف مذاق اڑایا۔

ان کی کیا بات کر رہے ہو،ارادہ تو تمہارا بھی نہیں تھا مجھے لے کر آنے کا۔""
آنکھیں چھوٹی کر کے مہرداد کو گھورا۔

اگر میرا ارادہ نہ ہوتا تو تم کچھ بھی کہتی میں تمہیں نہیں لے کر آتا۔میں تو"
انتظار کر رہا تھا کہ کب تم کہو گی مجھے ساتھ لے کر جاؤ۔"لب کا کونا دانتوں
تلے دبائے وہ جگمگاتی آنکھوں سے سامنے دیکھتا ڈرائیو کر رہا تھا۔

انتظار؟جس وقت تم نے مجھے بتایا میں نے اسے وقت تو کہہ دیا کہ میں بھی"
ساتھ چلوں گی۔پھر یہ انتظار تم نے کب کر لیا؟"وہ جانچتی نظروں سے اسے
دیکھ رہی تھی۔کچھ تو تھا مہرداد کے انداز میں۔وہ اسے خوش لگ رہا تھا۔ایک
سرشاری سی تھی جو اس کے انداز سے چھلک رہی تھی۔

"میں نے کب کہا میں اس شادی پر آنے کی بات کر رہا ہوں۔"

پھر کیا بات کر رہے ہو؟" افسانے کے سوال پر مہر داد نے گردن موڑ کر" اسے دیکھا۔ وہ بڑی بڑی سنہری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

سامنے کی بات ہے لیکن تمہیں سمجھ نہیں آئے گی۔ اس لئے اپنے چھوٹے" سے دماغ پر زیادہ زور مت دو۔۔۔ مائی ڈیئر وائف۔" مسکرا کر کہتے اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔ افسانے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر فون پر مصروف ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگ شادی کے وینیو پر پہنچے تو وہاں کی آرائش دیکھ کر افسانے کو خوشگوار سی حیرت ہوئی، وہ اتنے اچھے ڈیکور کی توقع نہیں کر رہی

تھی۔ گاڑی سے اپنا کوٹ نکال کر پہنتے وہ مہرداد کے ہمقدم سفید لہراتے پردوں سے سجی انٹرنس کی طرف بڑھی۔

سارا اپنے کمرے میں آئیں تو حیدر صاحب اپنا کوٹ اتار کر ہینگ کر رہے تھے، وہ ابھی آئے تھے۔

آ گئے آپ۔" سارا مسکراتے ہوئے ان کے پاس آئیں۔"

کیا بات ہے بیگم صاحبہ بہت خوش نظر آ رہی ہیں؟" وہ کف لنکس کھولتے" ہوئے بیڈ پر بیٹھے۔

میں ابھی آرمینے سے بات کر کے آرہی ہوں۔اسے رائد پسند ہے۔اسے" اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔" وہ حیدر کے ساتھ آکر بیٹھیں۔

اسے کیا اعتراض ہوتا۔وہ اتنی میچور نہیں ہے،ابھی بہت بچکانہ پن ہے اس" میں۔" وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔" مجھے مرتضیٰ کا پروپوزل ٹھیک لگ رہا ہے۔لیکن ان لوگوں کو جلدی ہو گی شادی کی۔اور ہم ابھی چار سال تک تو آرمینے کی شادی نہیں کریں گے۔ایک دو اور بھی اچھے پروپوزل ہیں میری نظر میں۔رائد۔۔۔" روانی سے بات کرتے وہ رائد کے نام پر آکر رکے۔

"رائد بہت اچھا ہے۔لیکن۔۔۔" وہ لب کاٹتے بات ادھوری چھوڑ کر اٹھ گئے۔کپڑے لے کر ڈریسنگ روم میں غائب ہو گئے۔سارا بند دروازے کو دیکھتی رہیں۔پتا نہیں کیا چیز انہیں پریشان کر رہی تھی۔اچھا ہوتا اگر رائد خود ان سے بات کرتا۔سارا فکر مند سی بیٹھی تھیں۔

سارا بیگم گھر کے پچھلی سائڈ والے لان میں تھیں جب ملازمہ نے کسی مہمان کے آنے کی اطلاع دی۔ وہ ملازموں کو کام سمجھا کر اندر کی طرف بڑھ گئیں۔ وہ ڈرائنگ روم میں آئیں تو مرتضیٰ کو دیکھ کر خوشگوار سی حیرت ہوئی۔ وہ انہیں دیکھ کر احتراماً صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا سلام کیا۔

"وعلیکم السلام، مرتضیٰ بیٹا، کیسے ہو؟" اسے بیٹھنے کا اشارہ کر کے سارا نے بھی نشست سنبھالی۔

"الحمدللہ میں ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں؟" وہ ہلکی سے مسکراہٹ چہرے پر سجائے انہیں دیکھ رہا تھا۔

اللہ کا شکر ہے۔" انہوں نے نرمی سے جواب دیا۔"

مجھے کچھ دن پہلے آنا تھا لیکن مصروفیت زیادہ تھی۔امی نے کچھ چیزیں بھیجی" ہیں،" میز کی طرف اشارہ کیا جہاں پر لکڑی کا بنا ایک خوبصورت سا باکس رکھا تھا۔سارا نے سر اثبات میں ہلایا گویا انہیں پہلے سے اطلاع تھی کہ مرتضیٰ سامان کے ساتھ آئے گا۔

اپنی امی کو شکریہ کہنا میری طرف سے، ویسے میں خود بھی کال کر لوں" گی۔" ابھی وہ بات کر رہی تھیں جب آرمینے انہیں آوازیں دیتی ہوئی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔

مما، کدھر ہیں آپ، کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔" وہ اپنی دھن میں بولتے" ہوئے اندر آئی تھی جب مرتضیٰ کو دیکھ کر ٹھٹھک کر رکی پھر سر جھٹکتے

صوفوں تک آئی۔ مرتضیٰ اسے دیکھ کر کھڑا ہوا سلام کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ آرمینے کی طرف بڑھایا، آرمینے نے اس کے بڑھے ہاتھ کو نظرانداز کرتے سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیا۔ مرتضیٰ مسکراتے ہوئے بغیر برامنائے واپس صوفے پر بیٹھا۔ اور دلچسپی سے آرمینے کا جائزہ لیا۔ وہ گلابی رنگ کے ٹخنوں سے اوپر ٹراؤزر اور آدھی آستینوں کی ٹی شرٹ میں ملبوس، بالوں کا اونچا جوڑا کیے لاپرواہ سے حلیے میں تھی۔

مما آپ نے میرا فان کلر والا بیگ دیکھا ہے کہیں، مجھے مل نہیں رہا۔" سارا" سے بیگ کا پوچھتے وہ جلد از جلد وہاں سے جانا چاہتی تھی۔

میرے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ہے۔" سارا کے بتانے پر وہ تیز تیز" قدموں سے ان کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ مرتضیٰ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا، جب امی نے اس سے آرمینے سے شادی کا پوچھا تھا تو اس کا پہلا

اعتراض یہی تھا کہ آرمینے کم عمر ہے اس میں وہ میچورٹی نہیں ہے جو ایک لائف پارٹنر کے طور پر اس کی شریک حیات میں ہونی چاہیے۔ لیکن پھر ان کے اصرار پر وہ مان گیا تھا۔اور آج آرمینے کو دیکھ کر اسے لگا تھا کہ وہ اتنی بھی چھوٹی نہیں ہے۔ وہ اسے اپنے مزاج میں ڈھال سکتا ہے۔ وہ سر جھٹک کر سارا کی طرف متوجہ ہو گیا اسے کل ہونے والی آرمینے کی سالگرہ پر آنے کی دعوت دے رہی تھیں۔ وہ مسکراتے ہوئے ان سے باتیں کرنے لگا۔

سفید اور سنہرے رنگ کے امتزاج سے جھلملاتے شادی ہال میں موجود لوگوں کا جائزہ لیتے وہ خوش لگتی تھی۔ وہ اپنے ڈریس کے ساتھ میچنگ سٹالر لے کر آئی تھی جو کہ اس وقت اس کے سر پر لپٹا ہوا تھا۔ وہاں پر خواتین کی الٹرا ماڈ ڈریسنگ اور کھلے بال دیکھ کر اس نے مہرداد کو جتاتی ہوئی نظروں سے

دیکھا تھا۔ کیسے پہلے ہی دن اس نے اسے سر ڈھک کر رکھنے کا کہا تھا کہ یہ ایران ہے یہاں پر خواتین سر ڈھک کر رکھتی ہیں۔

مجھے ایسے مت دیکھو۔ شادیوں پر چلتا ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔"

افسانے نے آنکھیں گھمائیں اس کی بات پر۔ ڈھٹائی تو ختم تھی اس آدمی پر۔ ہال میں اتنی ٹھنڈ نہیں تھی۔ مہرداد افسانے کا کوٹ لے کر گاڑی میں رکھ آیا تھا۔ افسانے نے کہا بھی تھا کہ وہ مینیج کر لے گی لیکن اس کا کہنا کہ کیا اب وہ کوٹ اٹھا اٹھا کر پھرے گی وہاں پر، اس سے بہتر ہے وہ اسے سنبھال کر رکھ آئے۔

ایک بات پر افسانے کو حیرت ہوئی تھی، کیا مہرداد کا اتنا وسیع حلقہ احباب تھا؟ وہ اتنا مسکرا مسکرا کر سب سے مل رہا تھا۔ وہاں موجود سب لوگوں کو وہ جانتا تھا اور وہ سب مرد و خواتین مہرداد کے حوالے سے افسانے کو بھی خصوصی

پروٹوکول دے رہے تھے۔

تیز ایرانی میوزک کے ساتھ دلہا دلہن کی انٹری ہوئی۔دلہا دلہن کے پیچھے دو قطاریں تھیں۔دلہن کے پیچھے اس کی سہیلیاں ایک لائن میں چل رہی تھیں اور دلہے کے پیچھے اس کے دوست ایک قطار میں آرہے تھے۔وہ سب ایک ساتھ میوزک پر رقص کر رہے تھے۔ان کی پرفارمنس کے اختتام پر پورا ہال تالیوں کے شور سے گونج اٹھا تھا۔نکاح کے بعد زیادہ پر مہمان چلے گئے تھے، دلہا دلہن کی فیملیز، کلوز فرینڈز اور رشتے دار باقی بچے تھے،ان کے لئے باہر اوپن ایریا میں محفل موسیقی کا انتظام تھا۔

جب افسانے مہرداد کی معیت میں باہر آئی تو سرد ہوا کا ایک جھونکا اسے کپکپانے پر مجبور پر گیا۔ہال کے گرم ماحول سے نکل کر باہر کچھ زیادہ ہی سردی محسوس ہو رہی تھی۔

تم چلو میں تمہارا کوٹ لے کر آتا ہوں تم پہن لینا۔ ٹھنڈ بہت ہے۔" اسے بھیج کر وہ مہرداد اس گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے مہمانوں کے ساتھ پانچ منٹ کی واک کے بعد جب وہ مقررہ جگہ پر پہنچی تو وہاں کا انتظام دیکھ کر اس کے لبوں سے بے ساختہ واؤ نکلا تھا۔ سامنے گراؤنڈ سے ایک فٹ اونچی سٹیج بنی ہوئی تھی اور سٹیج کے تین طرف گولائی میں مہمانوں کے بیٹھنے کے لیے قالین پر خوبصورت رگز بچھا کر بیٹھنے کا انتظام تھا۔ درمیان درمیان میں الیکٹرک گول شیپ ہیٹر رکھے تھے۔ مطلب وہاں پر بھی سردی سے بچاؤ کی تدابیر کی گئی تھیں۔ مہرداد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں اپنی جیکٹ تھی۔

تم اپنی جیکٹ لے آئے بس، اور میں؟" افسانے نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

تمہارے لئے ہی لایا ہوں۔ کوٹ نہیں ملا مجھے۔ تم یہ پہن لو۔" وہ بلیک لیدر جیکٹ اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھا۔

نہیں ملا کیا مطلب، تم نے ہی تو رکھا تھا۔" اس نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

نہیں ملا مطلب نہیں ملا، اب تم چپ کر کے یہ پہن لو ورنہ ٹھنڈ برداشت کرو، خود ہی بیمار ہو گی مجھے کیا۔" جیکٹ اس پر پھینک کر وہ آگے بڑھ گیا۔ افسانے بڑبڑاتے ہوئے جیکٹ پہنتے اس کے پیچھے آئی۔ مہرداد نے سٹیج کے سامنے دلہا دلہن کے ساتھ جا کر جگہ سنبھالی۔ دلہن نے اس سے کچھ پوچھا تو اس نے ہاتھ سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔ دلہن نے گردن موڑ کر افسانے کو دیکھا اور مسکرائی۔ افسانے بھی رسمی طور پر مسکراتے ہوئے مہرداد کے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔

سنگر کے گانے کے ساتھ آڈینس میں سے کوئی نہ کوئی کپل اٹھ کر سٹیج کے سامنے بنی خالی جگہ پر جا کر رقص کرتا اور واپس آ جاتا۔ وہ سب بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہنستے مسکراتے۔ انہوں نے شاید پہلے سے پریکٹس کر رکھی تھی۔ افسانے میوزک کے ساتھ ان سب کی ڈانس پرفارمنس انجوائے کر رہی تھی۔

کچھ لڑکے اب سولو پرفارمنس دے رہے تھے۔ انہوں نے دلہے کو بھی ساتھ گھسیٹ لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آ کر مہرداد کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ افسانے کو لگا مہرداد مروت میں چلا تو گیا ہے لیکن وہ کہاں رقص میں ان کا ساتھ دے گا۔ اسے حیرت تب ہوئی جب اس نے مہرداد کو میوزک کے ساتھ ڈانس کے ہلکے ہلکے سٹیپ لیتے ہوئے دیکھا۔

تو کہ او مدی ہوا ای

شب میں رنگ سحر شد

او مدی با تپش عشق

ھمہ جا زمزمہ سر شد

:ترجمہ)

جب تم آئے

میری رات کی ہوا فجر کا رنگ بن گئی

تم تب دھڑکتی ہوئی محبت کا احساس لے کر آئے

(جب ہر طرف وسوسے تھے

وہ گانے کے بول ساتھ ساتھ دہراتا دونوں بازو کھول پیروں کو آگے پیچھے حرکت دیتا مہارت سے روایتی ایرانی رقص کر رہا تھا۔ سفید شرٹ جس کے سامنے کے تین بٹن کھلے ہوئے تھے پر بلیک پینٹ میں ملبوس وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا، وہاں موجود سب لڑکوں میں وہ مختلف لگ رہا تھا، افسانے نے گردن گھما کر وہاں موجود لوگوں کو جائزہ لیا وہ سب تقریباً مہرداد کو ہی دیکھ رہے تھے۔ اس نے گردن واپس مہرداد کی طرف گھمائی۔ باقی لڑکے اب دائرے کی صورت پیچھے ہٹ گئے تھے اور تالیاں بجا رہے تھے، جبکہ مہرداد اور دلہا عامر اب ایک دوسرے کے مقابل بازو پھیلائے میوزک کے ردھم

پر قدموں کا بہترین استعمال کرتے سٹیپ لے رہے تھے۔افسانے محو سی ہو کر مہرداد کو دیکھے گئی۔وہ خوبصورت تھا لیکن ابھی کچھ زیادہ ہی لگ رہا تھا۔یا پھر افسانے کو لگ رہا تھا۔

اسی وقت مہرداد نے افسانے کی طرف دیکھا، نگاہیں ٹکرائیں، وہ اسی کی جیکٹ میں لپٹی بہت محویت سے اسے دیکھ رہی تھی، مہرداد کے لبوں کو دلفریب سی مسکراہٹ نے چھوا۔اس کی نگاہوں نے پلٹنے سے انکار کر دیا۔

Zubi Novels Zone

تو کہ او مدی بہارہ

گونہ ھم رنگ د گرشد

گل تازہ جون گرفتہ

روی شاخہ تازہ تر شد

اومدی وقتی کہ دلگیر بودم

:ترجمہ)

تم بہار میں آئے تھے۔

میرے گالوں کا رنگ بدل گیا۔

پھولوں میں تازگی ہے۔

میں بھی شاخ محبت پر تازہ دم ہو گیا

(تم اس وقت آئے جب میں اداس تھا

اس کی نگاہوں کے فوکس کو دیکھتے ہوئے وہاں موجود لوگوں نے سیٹیوں اور تالیوں کے زریعے زور مچادیا۔افسانے نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا۔ان سب کی نگاہوں کا مرکز افسانے اور مہر داد تھے۔اس کے گال سرخ پڑے وہ کتنی مگن ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔

تم ویسی ہی ہو جیسے مہر داد نے کہا تھا۔" دلہن فارینہ کی آواز پر افسانے نے " گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

کیا کہا تھا مہر داد نے؟"اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔"

تم واقعی مہرداد سے بہت محبت کرتی ہو۔" فارینہ کی بات پر افسانے نے" ٹھٹک کر اسے دیکھا۔ پھر سامنے مہرداد کو وہ اب سٹیج سے ہٹ کر ایک سائڈ پر عامر کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔

یہ مہرداد نے آپ کو میرے بارے میں کہا؟" اس نے دوبارہ پوچھا، کتنا بڑا" جھوٹا تھا وہ۔

نہیں تمہارے بارے میں نہیں کہا۔ جب ہم اس سے شادی کے بارے" پوچھتے تھے تو وہ کہتا تھا کہ وہ کبھی شادی نہیں کرے گا کیونکہ اسے جو لڑکی چاہیے تھی وہ اس روئے زمین پر موجود نہیں۔ ہمیں لگتا تھا وہ خوبصورتی کے حوالے سے بات کرتا ہے، لیکن ایک دن اس نے بتایا کہ اس کی شریک حیات وہ لڑکی ہو گی جو اس سے اتنی محبت کرے گی کہ اس کے علاوہ باقی

ساری دنیا کو چھوڑ دے گی۔ جس کی پہلی ترجیح مہر داد رضا ہو گا۔ جو اس کی خامیوں کمیوں کو جانتے ہوئے بھی صرف اسی پر فدا ہو گی۔ جس کا دل مہر داد رضا کے لئے ہمیشہ موم رہے گا، ایسی لڑکی جو پوری دنیا سے مہر داد رضا کے لئے لڑ جائے گی۔ اور جس دن اسے ایسی لڑکی ملی وہ بغیر کسی تامل کے فوراً اس سے شادی کر لے گا۔ اگر نہ ملی تو پوری زندگی تنہا رہ لے گا لیکن کبھی شادی کرنے کا نہیں سوچے گا۔ اور ابھی جب تم اسے دیکھ رہی تھی تو مجھے یقین ہو مہربان رہی ہے۔" افسانے سانس روکے فارینہ کی گیا کہ مہر داد پر قسمت باتیں سن رہی تھی۔ یہ ساری باتیں اس میں نہیں تھیں پھر۔۔۔

افسانے نے مہر داد کو دیکھا وہ اب مسکراتے ہوئے اس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ اس کے پہلو میں آ کر بیٹھا۔ وہ اسے دیکھے گئی۔

کیا زیادہ پیار الگ رہا ہوں؟" شرارت سے کہتے وہ مسکرایا۔ وہ بنا جواب"

دیے اسے دیکھتی رہی۔ مہرداد کھسک کر اس کے نزدیک ہوا۔ گود میں رکھے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی نرم گرفت میں لیا۔

اب ایسے دیکھو گی تو میرا دل بہک جائے گا زن زیبای من۔" وہ اس کے کان کے پاس جھکا۔ سر ہلکے سے افسانے کے سر سے ٹکرایا۔ افسانے نے پلکیں جھپک کر نگاہیں جھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا پھر مہرداد کو۔ اس کی آنکھوں میں دیے جل رہے تھے۔ "تم اتنی پیاری ہو نہیں جتنی میری جیکٹ میں لگ رہی ہو۔" وہ مسکرایا اور ایک ہاتھ سے اس کی جیکٹ کالر سے ٹھیک کی۔

واپس چلیں؟ مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔" افسانے کی آواز مدھم تھی۔ مہرداد نے ایک نظر ارد گرد دیکھا، ویٹر سب کو چائے سرو کر رہے تھے۔

چائے کے بعد چلیں؟"مہرداد کے سوال پر افسانے پھیکا سا مسکرائی اور سر" اثبات میں ہلایا۔مہرداد کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

فارے!"اس نے فارینہ کو مخاطب کیا۔"ہم چلتے ہیں، ٹھنڈ زیادہ ہے۔تم" لوگ انجوائے کرو۔پھر ملتے ہیں۔"افسانے کا ہاتھ پکڑ کر اٹھتے ہوئے اس نے فارینہ سے کہا۔اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔عامر سے مل کر اسے خداحافظ کہتے وہاں پر موجود لوگوں کے دور سے ہی ہاتھ ہلا کر الوداع کیا۔

آریز گھر آیا تو سارا بیگم کو لان میں واک کرتے ہوئے دیکھا۔وہ مسکراتے ہوئے ان کی طرف آیا۔

مما!"ایک بازوان کے گرد حمائل کرتے وہ ان کے ساتھ ہی واک کرنے لگا۔

ابھی مما نظر آگئی تو پیار آرہا ہے نہیں تو اتنے مصروف رہتے ہو کہ ماں سے بات کرنا بھی یاد نہیں رہتا تمہیں۔"سارا کی آواز میں شکوہ تھا۔

سوری یار مما، لیکن آج ہم دونوں ماں بیٹا بہت ساری باتیں کریں گے۔" آج کی شام آپ کے نام۔میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر پاکستانی ڈرامے بھی دیکھوں گا اور بتائیں۔"اس نے شاہانہ انداز میں کہا، گویا آج وہ ان کا ہر حکم بجا لائے گا۔

پاکستانی ڈرامے چھوڑو اپنے گھر میں جو ڈرامہ چل رہا ہے اس پر بات کر لیتے" ہیں۔حیدر رائد کے رشتے پر نہیں مان رہے۔پتا نہیں کیا تحفظات لاحق ہیں

ان کو۔مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔"انہوں نے بیزاری سے کہا۔

مما آپ کیوں ٹینشن لیتی ہیں۔رائد خود منالے گا ڈیڈ کو۔سب ٹھیک ہو" جائے گا۔"اس نے انہیں تسلی دی۔

اور تم، تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں نہ اس رشتے پر؟"انہوں نے اس کی" رائے جاننا چاہی۔

مجھے کیا اعتراض ہو گا۔آرمینے کے لئے رائد سے بہتر آپشن کوئی بھی نہیں ہو" سکتا۔"آریز کا موقف واضح تھا۔

"پھر حیدر کو کیا مسلہ ہے آخر؟"

مما میں کہہ رہا ہوں نہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ رائد کو اگر آرمینے سے "
شادی کرنی ہے تو ڈیڈ کو اسے خود ہی منانا پڑے گا۔ اور وہ کر لے گا۔ مجھے یقین
ہے۔" اس نے مستحکم لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے سارا اس کی بات کا کوئی
جواب دیتیں آرمینے انہیں آوازیں دیتی ہوئی وہیں چلی آئی۔ آریز نے اسے
دیکھ کر مسکراتے ہوئے بائیاں بازو پھیلایا۔

بھائی شکر ہے آپ آ گئے، مجھے آپ سے مما کی شکایت کرنی تھی۔" وہ آریز"
کے کھلے بازو میں سما گئی۔

"کونسی شکایت؟"

مما کہتی ہیں میں بہت بیوقوف ہونے کے ساتھ ساتھ نکمی اور پھوہڑ بھی"
ہوں۔ اپنے ساتھ رائد کو بھی تنگ کر دوں گی۔ اس لئے وہ میری شادی رائد

سے نہیں کریں گی۔" منہ بسور کر کہا گیا۔ یہ بات دو گھنٹے پہلے سارا نے اسے کی تھی، جب انہوں نے آرمینے کو چائے بنانے کا کہا تھا اور اس نے منع کر کے کہہ دیا کہ ملازمہ کو کہہ دیں۔

ہاں تو ٹھیک کہا نہ، زرا سا کام تم سے ہوتا نہیں اور کرنی شادی ہے۔" سارا" نے چمک کر کہا۔

دیکھا دیکھا، بھائی یہ ایسے ہی کہتی رہتی ہیں۔ میں کونسا ابھی شادی کر رہی" ہوں۔ میرا کالج ختم ہو گا تبھی شادی ہو گی۔ یہ ابھی سے مجھے طعنے مار رہی "ہیں۔

یہ بھی پتا ہے تمہیں کہ کالج ختم ہونے کے بعد تمہاری شادی ہو گی۔" ماشاءاللہ۔" سارا نے رکھ کر ایک دھموکہ اس کے کندھے پر جڑا۔

اب اس میں مارنے والی کیا بات تھی۔آپ نے ہی کہا تھا ایک بار کہ آرمینے" کی شادی اس کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد کریں گے۔میں نے اسی حساب سے بات کی ہے اور آپ نے اتنے زور سے مارا، کندھا ہی اتر گیا میرا۔شکر ہے آپ کی یہ عادت صرف افسانے میں ٹرانسفر ہوئی مجھ میں نہیں آئی۔ افسانے تو اچھی طرح مہرداد بھائی کی خبر لیتی ہو۔وہ بھی کہتے ہوں گے کس پر گئی ہے۔"اس بات پر سارا نے ایک اور رکھ کر لگائی اسے۔"آریز بھائی، دیکھیں انہیں۔"اس نے بھائی کو آواز دی۔آریز جو دلچسپی سے ان دونوں کی نونک جھونک دیکھ رہا، دونوں ہاتھ اوپر کرتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔اس کے کوٹ کی جیب میں موجود فون بھی بج رہا تھا۔یقیناً اب وہ کال سنتا اور سارا کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھنے کا پروگرام کینسل۔

اچھا تم نے میری بات کے حساب سے بات کی ہے۔تو پھر جب تم نے کہا"

کہ تمہیں سارا پتا ہے شادی کا کہ کیا ہوتی تو وہ بھی میرے الفاظ پکڑے ہوں گے۔اور بات سنو تم، کیا پتا حیدر مان جائیں تمہاری رائد سے شادی کے لئے تو تم اب اس سے چپکنا بند کر دو۔ چھوٹی بچی نہیں ہو اب۔"ان کی بات پر آرمینے نے پوری آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔

میں کب چپکتی ہوں اس سے؟"اسے تو صدمہ ہی لگ گیا تھا۔"

اس سے پہلے کہ سارا اسے کچھ کہتیں رائد کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی۔وہ" گاڑی پورچ میں لے جانے کے بجائے وہیں رک گیا۔گاڑی کی چابی ملازم کی طرف اچھالتے وہ ان کی طرف آگیا۔ملازم گاڑی کو پورچ کی طرف لے گیا۔ کار پورچ گھر کے داخلی دروازے سے بائیں ہاتھ ایک سائڈ پر بنا ہوا تھا۔

رائد!"آرمینے بھاگ کر اس کے گلے لگی۔"مما کہتی ہیں میں تم سے چپکنا"

بند کر دوں۔ بھلا میں کب چپکی تم سے؟" منہ بسور کر سارا کی شکایت کی۔

کبھی بھی نہیں، "اسے خود سے الگ کرتے اسے ایک بازو کے گھیرے میں" لئے وہ سارا تک آیا۔

کیسے ہو رائد بیٹا؟" سارا نے آرمینے کو آنکھیں دکھاتے رائد سے حال پوچھا۔"

"میں ٹھیک ہوں الحمدللہ آپ۔۔۔"

باقی باتیں بعد میں کرنا پہلے ان کو بتاؤ میں کبھی نہیں چپکی تم سے۔ "آرمینے" نے اس کی بات کاٹی۔

جی سارا آنی آپ نے کب دیکھا ارمن کو مجھ سے چپکتے؟ کیوں کہا آپ نے"

اسے ایسا؟"اس نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔سارا نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔رائد کے بازو کے گھیرے میں کھڑی آرمینے،اسے خود سے لگائے سنجیدہ سا رائد۔انہیں ایک دم احساس ہوا کہ ان کی بات رائد کو اور آرمینے کو کیوں عجیب لگی تھی،وہ تو ہمیشہ سے ایسے ہی ملتے تھے،آرمینے کے لئے رائد کے گلے لگنا اور رائد کا اس کے لاڈ اٹھانا نارمل روٹین کی بات تھی۔انہیں افسوس ہوا،انہیں ایسی بات نہیں کرنے چاہئے تھی۔لیکن اب بات سنبھالنی تو تھی۔

کبھی نہیں،میں نے ویسے ہی بات کی تھی،تم لوگ اندر چلو،باہر ٹھنڈ ہو رہی ہے۔"انہوں نے قدم اندر کی طرف بڑھائے۔

میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔"آرمینے شاکی انداز میں کہتی تیز تیز قدموں سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔سارا نے رائد کو دیکھا،وک گھاس پر

نظریں جمائے سست قدموں سے چلتا ہوا آ رہا تھا۔

رائد، بیٹا میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" انہوں نے صفائی دینا چاہی۔"

آپ کوئی وضاحت مت دیں، میں سمجھ گیا آپ کی بات، لیکن، ایک بات کا" میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا اور ارمن کا آپس میں جو رشتہ ہے جو بانڈنگ ہے، وہ ان سب چیزوں سے پرے ہے۔ میں نے اگر آرمینے سے شادی کی بات کی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ لوگ ہر چیز کو اسی تناظر میں دیکھنا شروع کر دیں۔ آپ۔۔۔" لب کاٹتے وہ چپ ہو گیا، نفی میں سر ہلایا، "حیدر انکل اسٹڈی میں ہوں گے نہ؟ میں ان سے ملنے آیا ہوں۔ آپ اندر آ جائیں ٹھنڈ زیادہ ہو رہی ہے۔ یہ وقت واک کرنے کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔" وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ سارا کچھ دیر وہیں کھڑی رہیں، پھر گہری سانس لیتے انہوں نے آرمینے کے کمرے کا رخ کیا۔

سارا آرمینے کے کمرے میں آئی تو وہ منہ پھلائے بیڈ پر بیٹھی تھی۔ سارا کو دیکھ کر کمبل سر تک تانتے کروٹ بدل کر منہ تکیے میں گھسایا۔ یہ ناراضی کا اظہار تھا۔

مینے! ادھر دیکھو،" وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھیں۔ ہاتھ بڑھا کر کمبل اس" کے چہرے سے ہٹانا چاہا۔ "مینو، میری پیاری بیٹی، اٹھ کر بیٹھو مجھے بات کرنی ہے۔" انہوں نے نرم آواز میں کہتے کمبل ہٹایا۔ اس بار آرمینے نے احتجاج نہیں کیا۔ اٹھ کر بیٹھتے اس نے بال کانوں کے پیچھے اڑسے۔

کیا بات کرنی ہے؟" خفا خفا انداز میں انہیں دیکھا۔ "آپ نے کہا میں رائد"

سے چپکتی ہوں، کب کیا میں نے ایسا؟" شکوہ کیا۔ سارا اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

میں صرف یہ کہہ رہی تھی کہ۔۔۔ چھوڑو تم اسے۔" انہوں نے جھنجھلا کر" کہا، اب ایک بات منہ سے نکل ہی گئی تھی تو اس کی کیا توجیہہ پیش کرتیں۔

ایسے کیسے چھوڑ دوں۔ میں نے آج تک کبھی ایسی کوئی حرکت نہیں، اور" آپ نے مجھے چپکو کہہ دیا۔ مجھے پتا ہے چپکو لڑکیوں کا، وہ کون ہوتی ہیں۔ آپ مجھے ان سے ملا رہی ہیں۔" وہ روہانسی ہوئی۔

آرمینے میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ اچھا تم یہ بتاؤ اگر حیدر تمہاری اور رائد کی" شادی کے لئے نہ مانے تو تمہیں کیسا لگے گا؟" وہ اس کے جزبات کی گہرائی ماپ رہی تھیں۔

کیوں نہیں مانیں گے؟"اس نے نظریں اٹھائیں۔"

بالفرض اگر وہ نہ مانے؟"انہوں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔"

تو کوئی بات نہیں،ابھی نہیں مانیں گے۔کچھ عرصے بعد مان جائیں گے۔" ابھی تو میرا کالج کا ایک سال رہتا ہے۔آپ کی اور ڈیڈ کہ جب بھی مرضی ہو گی تب کر دیجیے گا شادی۔کوئی جلدی نہیں ہے۔" بگڑے زاویوں سے اس نے اپنا موقف بتایا۔

"اگر ابھی کر دیں شادی تو؟تمہاری برتھڈے کے بعد؟"

آپ آج پھر وہی بات کرنے والی ہیں نہ کہ شادی ایک زمہ داری ہے،" میاں بیوی کا بہت کلوز رشتہ ہوتا ہے،کم آن مما،مجھے پتا ہے کہ شادی کے

بعد مجھے وہیں رہنا ہو گا جہاں رائد ہو گا۔ ہم انڈیپینڈنٹ ہو جائیں گے، لائف تھوڑا سا چینج ہو جائے گی۔ اور تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ اور ڈیڈ بھی تو ہیں، فاطمہ آنی اور طلال انکل بھی تو ہیں، آپ کی بھی تو شادیاں ہوئی ہیں، میاں بیوی ہیں آپ، جیسے آپ نے اپنی زندگی گزاری ہم بھی ویسے ہی گزاریں گے۔ اس میں کیا بڑی بات ہے۔" آرمینے کی بات سن کر سارا کو احساس ہوا کہ اس کی سوچ کا دائرہ کار اتنا وسیع نہیں تھا، وہ اپنے ماں باپ کی آئیڈیل شادی شدہ لائف کو دیکھ کر اپنی بات کر رہی تھی۔ انہیں اب شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ رائد کے علاوہ اور کوئی بھی آرمینے کے لئے اچھا لائف پارٹنر ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے ویسے نہیں سمجھ سکتا تھا جیسے رائد، کسی بھی دوسرے انسان کے ساتھ وہ پوری زندگی اس کے قدم سے قدم ملانے کی کوشش میں، بدلتی دنیا کے معیار پر پورا اترنے کی کوشش میں وہ خود کو مٹا دیتی تب بھی ان سٹینڈرڈز پر پورا نہیں اتر سکتی تھی۔ اس کی طبیعت میں جو سادگی تھی وہ ہمیشہ رہنی تھی۔ ایسے میں رائد کے علاوہ کوئی بھی اس کے لئے

بہتر نہیں تھا۔

کھانے کے لئے نیچے آجانا،اور میری بات کو سر پر سوار مت کرنا۔اوکے۔""

انہوں نے نرمی سے اس کا گال تھپکا۔اور جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

اوکے۔رائد بھی ہو گا آج تو۔ کہیں وہ چلا تو نہیں گیا؟"اس نے سر اٹھا کر" انہیں دیکھا۔

وہ حیدر کے ساتھ ہے۔میں اسے کہوں گی کھانا کھا کر جائے۔تم مت جانا" ان کے پاس،وہ کوئی ضروری بات کر رہے ہیں۔"آرمینے کو اٹھتے دیکھ کر انہوں نے اسے روکا۔

چلیں ٹھیک ہے میں جب تک اپنی اسائنمنٹ پر کام کر لیتی ہوں۔تھوڑی سی"

رہتی ہے۔اور کل برتھڈے بھی تو ہے۔افسانے بھی نہیں ہے اور فاطمہ آنی اور درخشے ابھی تک نہیں آئیں۔"اسے یاد آیا۔

افسانے نہیں آپائے گی،وہ مہرداد کے ساتھ اس کے دوست کی شادی پر گئی" ہوئی ہے۔سور فاطمہ سے میری ہوئی ہے بات،وہ کل صبح کی فلائٹ سے پہنچیں گے۔تم اسائمنٹ پر مکمل کرو۔"وہ اسے ہدایت کرتیں کمرے سے باہر نکل گئیں۔آرمینے بھی سر جھٹک کر اسائمنٹ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

واپسی کا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔جب وہ ہوٹل پہنچے تو ٹھنڈ بڑھ گئی تھی۔وہ کمرے میں آئے تو افسانے نائٹ ڈریس اٹھا کر واشروم چلی گئی۔واپس آئی تو دھلے دھلائے منہ کے ساتھ آرام دہ ٹراؤزر ٹی شرٹ میں ملبوس تھی۔

جیکٹ بازو پر ڈال رکھی تھی۔ مہر داد روم میں لگی پینٹنگ کے ساتھ کھڑا غور سے اس پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا۔

کیا لکھا ہوا ہے یہ؟" اس کے نزدیک رکتے افسانے نے پینٹنگ پر نظر" دوڑائی۔ صوفی ازم پر بنا ہوا آرٹ تھا کوئی۔

شعر ہے۔ سناؤں؟" گردن موڑ کر اسے دیکھا"

سناؤ۔" افسانے نے اس کی سبز آنکھوں میں جھانکا۔"

سر گزشتہ چرا گرد جہان می پوی

کواز تو برون نیست کرامی جوی

دھیمے لہجے میں اس نے شعر پڑھا۔اور افسانے کو دیکھنے لگا۔

کیا مطلب ہے اس کا؟"اسے یہی سوال متوقع تھا اس سے۔"

تم کیوں پریشان ہو، دنیا ڈھونڈ رہے ہو"

جو تمہیں چاہئے وہ تو تمہارے اندر ہے، پھر تم اور کس کو تلاش رہے ہو"
دھیمی، خوبصورت آواز میں بولتے ہوئے آخر پر اس کی گردن میں گلٹی سی ڈوب کر ابھری تھی۔

افسانے جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔بے ساختہ اس کی نظر بھٹک کر داد کی گردن پر گئی تھی۔

خوبصورت!"وہ بے ساختہ بولی۔"

کون۔۔شعریامیں۔"وہ یقیناًاس کے یوں خود کو دیکھنے پر محفوظ ہوا تھا۔"
افسانے نے ایک دم ہڑ بڑا کر نظر ہٹائی۔

ظاہر ہے شعر کی بات کر رہی ہوں۔اتنے تم عمر برکان ال گالا۔"وہ جیسے"
اپنی چوری پکڑے جانے پر برامان گئی تھی۔

وہ بے ساختہ ہنسا تھا۔افسانے کی نظر پھر بھٹکی۔یااللہ کیا سارے ایران کا حسن
اسی ایک انسان کے پاس ہے۔وہ سوچ کر رہ گئی۔

مجھے عمر برکان سے مت ملاؤ۔میری خوبصورتی کی توہین ہے یہ۔اور یہ تم کیا"

مجھے نظر لگاؤ گی۔ کیا واقعی میری گردن اتنی پیاری ہے" منہ بنا کر بولتے ہوئے وہ آخر میں شریر ہوا تھا۔

اور وہ جو پوری محویت سے اس کو دیکھنے میں مگن تھی ایک بار پھر سٹپٹائی تھی۔

میں تو بس دیکھ رہی تھی ہمیشہ کی طرح آج بھی تم زہر ہی لگ رہے ہو. """ زہر کیا اتنا پیارا ہوتا ہے۔ دل نے پہلو میں کروٹ لی۔ آج تو دل بھی اسی مغرور شخص کا ساتھ دے رہا تھا۔

تو تم اس زہر کو اتنے ذوق و شوق سے کیوں دیکھ رہی ہوں۔ اپنی یہ امریکن" پاکستانی آنکھیں ہٹاؤ تم میری گردن کو ہڈی کو نظر لگانے والی ہو۔" وہ اب آئینے کے سامنے جا کر اپنی گردن کا معائنہ کر رہا تھا۔

لگ ہی نہ جائے تمہیں نظر۔" وہ جل کر بولی۔ "میں دیکھ رہی تھی کہ "
تمہیں ٹھنڈ نہیں لگتی جو تم شرٹ کے بٹن کھول کر پھر رہے ہو کب سے؟"
اس نے بات بنائی۔

مجھے ٹھنڈ نہیں لگتی۔ تم اپنا خیال کرو۔ اور میری جیکٹ واپس کرو۔ قبضہ "
کرنے کا ارادہ ہے کیا۔" جیکٹ اس کے بازو سے اٹھاتے وہ مڑ گیا۔

بد تمیز انسان، تمہیں واپس کرنے ہی آئی تھی۔ اتنے زور سے کھینچی"
کیوں؟" وہ اس کے پیچھے گئی۔ "فارینہ کچھ کہہ رہی تھی۔ تمہارے خیالات
"بتا رہی تھی لائف پارٹنر کے حوالے سے۔

فارے کی باتوں پر مت جانا وہ تو کچھ بھی بولتی ہے۔" جیکٹ بیڈ پر پھینکتے وہ"
اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم میں گھس گیا۔ افسانے کو پتا تھا وہ اس بارے

میں بات نہیں کرے گا۔وہ اب اس کے انداز پہچاننے لگی تھی۔وہ نفی میں سر ہلاتے لحاف میں دبک گئی، کمرے میں ہیٹنگ سسٹم لگا ہوا تھا پھر بھی اسے سردی لگ رہی تھی۔

رائد پانچ منٹ سے حیدر صاحب کے سامنے خاموش بیٹھا تھا۔وہ اپنی بات کرنے کے لئے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔بالآخر اس نے گلا کھنکار کر بات کا آغاز کیا۔

رائد پانچ منٹ سے حیدر صاحب کے سامنے خاموش بیٹھا تھا۔وہ اپنی بات کرنے کے لئے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا تھا۔بالآخر اس نے گلا کھنکار کر بات کا

آغاز کیا۔

اس دن آپ نے کہا کہ، میرے اور آرمینے کے تعلق میں میچورٹی نہیں" ہے، اور یہ بھی کہا کہ میں آج جزبات میں آکر شادی کرلوں گا پھر کل کو مجھے احساس ہوگا کہ غلطی کردی، آپ نے کچھ اور خدشات کا بھی اظہار کیا تھا۔"

اس نے وقفہ دیا۔ "آج میں آپ سے کہنے آیا ہوں کہ۔۔آپ کے تمام خدشات وسوسوں پر بیس کرتے ہیں، آپ کا دل راضی ہے لیکن دماغ اگر مگر میں اٹکا ہوا ہے۔ میں نے بہت سوچا، کہ آپ کو کیا کہوں، کیسے یقین دلاؤں، پھر مجھے لگا کہ میں غلط پیٹرن پر سوچ رہا ہوں۔ مجھے آپ کو یقین نہیں دلانا، میں دلا ہی نہیں سکتا۔ مجھے صرف آپ کی بات سننی ہے۔ اور آج میں" نظریں اٹھا کر حیدر کی آنکھوں میں جھانکا۔ "میں آپ کو سننے آیا ہوں۔"

اس نے خاموش ہونے پر حیدر کچھ دیر اسے دیکھتے رہے، وہ اب آرام دہ ہو کر صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔

میں نے اپنی بات اسی دن کلئیر کر دی تھی۔"انہوں سنجیدگی سے کہا۔"

نہیں وہ مکمل بات نہیں تھی۔تب آپ کو میرے ارادے کی مظبوطی چیک" کرنی تھی۔اور آج میں آپ کے سامنے ہوں اور آپ کو یقین آگیا ہے کہ میں اپنے ارادے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا تو اب آپ وہ بتائیں جو آپ نے اس صورتحال میں سوچا ہوا ہے۔اپنی شرائط بتائیں۔آپ میری محبت کو پرکھنا چاہتے ہیں میں حاضر ہوں،جو آپ کہیں میں کرنے کو تیار ہوں۔"ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ اٹھے سر کے ساتھ مستحکم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

حیدر زمان بے تاثر چہرے کے ساتھ اسے دیکھتے رہے۔

اگر میں تم سے کہوں کہ کچھ عرصہ آرمینے کی زندگی سے دور چلے جاؤ تو کیا" تم چلے جاؤ گے؟ان کی بات پر رائد صوفے کی ٹیک چھوڑتا آگے کو ہو کر بیٹھا۔

ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔"تم اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھو گے۔اپنی زندگی میں مگن ہو جاؤ گے۔کسی کے سامنے آرمینے کا نام تک نہیں لو گے،آرمینے تمہارے پاس آئے تو تم اسے خود سے دور کر دو گے،وہ تم سے بات کرنا چاہے تم بات کرنے سے انکار کر دو،بتاؤ۔۔۔کرو گے ایسا؟"رائد سانس روکے ان کے الفاظ سن رہا تھا۔صرف حیدر زمان کی بھاری آواز تھی جو اسٹڈی روم میں پھیلی خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔

کتنا عرصہ؟"اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔"

ایک سال،دو سال،تین سال۔۔۔یا پھر جب تک میں نہ کہوں۔"ان کی" بے رحم آواز پر رائد کا دل ڈوب کر ابھرا۔

مجھے منظور ہے۔"بولا تو آواز میں ہلکا سا ارتعاش تھا۔"لیکن میری بھی ایک"

شرط ہے۔" دونوں ہاتھ باہم ملائے وہ آگے کو ہو کر بیٹھا۔ "میرا اور آرمینے کا نکاح کر دیں۔" ان کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

نکاح کرنے کے لئے ہی تو تمہارا امتحان لینا ہے۔ تم میری بات پوری کرو" میں آرمینے کی شادی تم سے کر دوں گا۔" وہ اپنی بات پر قائم تھے۔

دیکھیں، میں آپ کی ساری باتیں سمجھ رہا ہوں، میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں" آپ میرا اور آرمینے کا نکاح کر دیں۔ پھر آپ جو مرضی شرط رکھیں میں پوری کروں گا۔ میں شادی کا نہیں کہہ رہا، بخدا میں اسے دیکھوں گا بھی نہیں، بس آپ نکاح کر دیں ہمارا۔" وہ مضطرب نظر آتا تھا۔

تم نکاح پر اتنا زور کیوں دے رہے ہو؟ کیا سوچ تھی جو تمہارے دماغ میں" آئی اور تم نے یہ پروپوزل بھیجا؟ جب کہ تم جانتے تھے کہ میں اتنی جلدی

آرمینے کی شادی نہیں کروں گا۔"انہوں نے اس کے فیصلے کا محرک جاننا چاہا۔

لب کاٹتے وہ کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ نظریں میز کے کنارے پر ٹکی تھیں۔

ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں اس کے رسم ورواج کی پیروی کرنی پڑتی" ہے۔آپ جانتے ہیں کہ ارمن اور میرا تعلق بہت پاکیزہ ہے، میں جانتا ہوں میرے دل میں کوئی کھوٹ نہیں ہے، لیکن لوگوں کو تو ہمارے جزبات کا نہیں پتا نہ، انہیں ہمارا تعلق سمجھ نہیں آتا، دلوں کے حال سے صرف اللہ پاک واقف ہے۔

اور میں نے سوچا کہ۔۔۔آج آپ کچھ نہیں کہتے، کل کو آپ ہی ہوں گے جنہیں میرے اس کے گلے لگنے پر بھی اعتراض ہو گا۔میری نیت میں کوئی

کھوٹ نہیں ہے یہ جانتے ہوئے بھی آپ مذہب اور معاشرے کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے مجھے ارمن سے دور رہنے کا بولیں گے۔اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی بھی میرے اور آرمینے کے تعلق پر سوال اٹھائے۔یا پھر اس روک ٹوک کی وجہ سے کوئی فضول سوچ آرمینے کے دماغ میں آئے ہمارے رشتے کے حوالے سے، جس طرح ایک ترتیب سے ہمارا رشتہ چلا آرہا ہے ویسا ہی رہے، میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی آکورڈنیس آئے ہمارے درمیان۔نو وے۔" سر دائیں بائیں ہلاتے اس نے پہلو بدلا۔

اگر بعد میں آرمینے کو ہی اس فیصلے پر اعتراض ہوا تو؟" وہ ہر امکان پر سوچ" رہے تھے۔

نہیں ہو گا۔وہ بہت سادہ ہے،اسے یہی پتا ہے کہ رائڈ اس کا ہے،وہ اپنا حق " سمجھتی ہے مجھ پر،آپ اگر اس سے میرے مقابل دنیا کے کسی بھی آدمی کا

پوچھیں وہ مجھے چنے گی،اس لئے نہیں کہ دنیا میں مجھ سے اچھا کوئی ہے نہیں، بلکہ اس لئے کہ اسے پوری دنیا میں مجھ سے اچھا کوئی لگے گا ہی نہیں۔آپ کو لگتا ہے کہ وہ میچور نہیں ہے۔آپ نے کبھی اس سے پوچھا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو کیسے دیکھتی ہے،اس کے فیوچر پلانز کیا ہیں؟ نہیں نا؟ میں جانتا ہوں ہم ایک دوسرے کے لئے بہترین لائف پارٹنرز ثابت ہوں گے۔آپ بس نکاح کر دیں ہمارا تاکہ مستقبل میں ہمیں کسی قسم کی باتیں نہ سننے کو ملیں۔ آئی پرامس میں کوئی لمٹ کراس نہیں کروں گا۔بلکہ۔۔،ابھی آپ نے کہا نہ کہ میں اس سے دور ہو جاؤں کچھ عرصہ،۔۔تو بس ٹھیک ہے پہلے آپ ہمارا نکاح کریں۔پھر مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔آپ بھلے سے نکاح کا اعلان نہ کریں، لیکن پلیز، نکاح کر دیں۔"آخر میں اس کا لہجہ ملتجی ہوا،اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ دے۔حیدر چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

اگر نہ کروں تو؟" انہوں نے اپنی بات کا رد عمل اس کے چہرے پر تلاشا۔" کیا وہ اگریسشن دکھائے گا، غصہ ہو گا، یا پھر انہیں قائل کرنے کے لئے مزید دلائل دے گا۔

آپ۔۔۔" اس نے بولنا چاہا لیکن حلق میں کچھ اٹک گیا تھا، شاید وہ آنسو" تھے۔ وہ صوفے سے اٹھا اور گلاس ونڈو تک گیا۔ گہری سانس بھرتے خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی۔

میری محبت آپ کو نظر نہیں آتی، آپ کسی کو مجھ پر ترجیح کیسے دے سکتے" ہیں آخر۔" وہ ایک جھٹکے سے ان کر طرف مڑا۔ بے ساختہ ایک آنسو پلکوں سے ٹوٹ کر گرا جسے اس نے بے دردی سے صاف کیا۔ وہ اتنا جذباتی کبھی نہیں رہا تھا لیکن ابھی پتا نہیں کیا ہوا تھا، بات شاید دل کی تھی اس لئے۔۔۔

آپ اچھا نہیں کر رہے، اب تو رو بھی لیا میں نے، "آنکھیں رگڑ کر صاف" کیں۔ "میرا دل توڑ کر کیا ملے گا آپ کو؟ میں مجنوں بن جاؤں، دنیا تیاگ کر جنگلوں میں نکل جاؤں، تب یقین آئے گا آپ کو میری محبت پر، "اس کی آواز جزبات سے بلند ہوئی۔ "آپ مستقبل کا سوچ کر پریشان ہیں آپ کو میرا حال نظر نہیں آرہا؟ آپ کو لگتا ہے میں آپ کو اجازت دوں گا کہ آپ آرمینے کو کسی اور کو سونپ دیں؟ میری زندگی میں تو ایسا نہیں ہو گا کم از کم۔ میں بھی دیکھتا ہوں کیسے آپ اس کی شادی کسی اور سے کرتے ہیں۔ "اس کے لہجے میں بغاوت تھی۔ حیدر زمان پر سکون انداز میں اسے بھڑکتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

آخر میں آپ کو آرمینے کے قابل کیوں نہیں لگتا؟ کیوں آپ مجھے اس کے" لئے کنسیڈر نہیں کر رہے؟ "اس کا لہجہ شکایتی ہوا۔ "مان تو رہا ہوں آپ کی شرط، نہیں ملوں گا ارمن سے، پھر کیا ایشو ہے۔ اتنا بھی برا نہیں ہوں، آپ

کو کیا لگتا ہے میں بیچ راہ میں چھوڑ دینے والوں میں سے ہوں؟اور۔۔۔" وہ ابھی بول رہا تھا جب حیدر صاحب اس کی بات کاٹی۔

پرسوں تمہارا اور آرمینے کا نکاح ہے۔اس کے بعد سے شرائط لاگو ہوں گی" تم پر۔" حیدر زمان چیئر سے کھڑے ہوئے،ایک نظر رائد کے حیران پریشان چہرے کو دیکھا اور مسکراہٹ دباتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

رائد کچھ دیر وہیں کھڑا انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا، کیا انہوں نے کہا پرسوں؟ کل کیوں نہیں۔اس نے بے ساختہ سوچا اور پھر فوراً ہی خود کو ملامت کی،مان گئے تھے بڑی بات تھی۔پرسوں۔فائنلی،لب آپ ہی آپ مسکرائے۔وہ سیٹی بجانے کی طرح ہونٹوں کو گول کرتا ٹیبل پر رکھے گلوب کو زور سے گھما کر اسٹڈی روم سے باہر نکل گیا۔

مہرداد کپڑے تبدیل کر کے بلیک ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس کمرے میں آیا تو افسانے سونے کے لئے لیٹ چکی تھی۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے افسانے کے لحاف میں گم وجود کو دیکھا، لب شرارتی انداز میں مسکرائے، دبے قدموں سے افسانے کے مخالف سمت بیڈ کی طرف بڑھا اور جمپ لگانے والے انداز میں دھم سے بیڈ پر گرا، افسانے جو نیم غنودگی میں تھی ہلکی سی چیخ مارتی اٹھ کر بیٹھی۔ دل پر ہاتھ رکھے ادھر ادھر دیکھا۔ کچھ بھی تو غیر معمولی نہیں تھا۔ پھر کیا ہوا تھا؟ اس نے گردن موڑ کر مہرداد کو دیکھا۔ وہ کہنی کے بل بائیں کروٹ لیٹا لب بھینچ کر مسکراہٹ روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

تم جنگلی انسان!" افسانے کو سمجھ آگئی تھی کہ یہ اسی کی حرکت تھی، وہ" دانت پیس کر اس کی طرف بڑھی۔

کیا ہو گیا ہے کوئی اپنے جیسا خواب دیکھ لیا ہے کیا؟ ہٹو پیچھے۔" وہ مصنوعی غصے سے کہہ رہا تھا جبکہ ہونٹوں کے گوشوں میں شرارتی مسکراہٹ دبی ہوئی تھی۔

تمہیں پتا تھا نا کہ میں سو رہی ہوں، پھر بھی تم، ادھر آؤ نہ زرا تم،" وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح مہرداد کے بال اس کے ہاتھ آجائیں، لیکن وہ بھی پوری کوشش کر کے اس کے بازو کلائیوں سے جکڑے اسے اپنے بالوں کی پہنچ سے دور رکھے ہوئے تھا۔

دیکھو یہ کوئی طریقہ نہیں ہے تم بالوں پر کیوں اٹیک کرتی ہو۔ میں بیڈ پر" کود اتھا نا، تو تم بھی جتنا مرضی کود و،" وہ مسلسل اسے خود سے دور رکھ رہا تھا، مسکراہٹ بھی اب واضح طور کر چہرے پر بکھری ہوئی تھی۔

تم ہنس رہے ہو؟"اس نے بے یقینی سے اس کی مسکراہٹ دیکھی۔"

نہیں تو۔دیکھو میرا تو منہ بھی سیدھا ہے۔"اس نے فوراً سنجیدہ شکل بنائی۔" لیکن آنکھوں کی جگمگاہٹ واضح تھی۔

تم۔۔"افسانے نے اس کے بال پکڑنے کی کوشش ترک کر کے اس کے" پیٹ میں گدگدی کی۔وہ بے بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

افسانے مت کرو،افسانے یار،"وہ مسلسل ہنستے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ" پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ موقع نہیں دے رہی تھی۔

نہیں تم کھل کر ہنسو نہ،"افسانے نے دانت پیسے۔مہر داد نے آخر اس کے"

دونوں ہاتھ قابو کر ہی لئے۔

باشہ۔۔آئم سوری،" مسکراتے ہوئے کہا۔اسے کلائیوں سے جکڑے،بیڈ" سے لگائے وہ اس پر جھکا ہوا تھا۔

تم ابھی بھی ہنس رہے ہو۔تم کوئی سوری نہیں ہو۔"آنکھیں چھوٹی کر اسے" دیکھتے اپنی کلائیاں اس کی گرفت سے آزاد کروانی چاہیں۔

اچھا نہیں ہنستا۔تم پوچھو تو سہی کیوں جگایا تمہیں۔"جگر جگر کرتی آنکھوں" سے اس کے چہرے کو دیکھتے بازوؤں پر گرفت ہلکی کی۔

کیوں؟"اس کی سبز آنکھوں میں دیکھتے اس نے منہ بنا کر سوال کیا۔"

مجھے نیند نہیں آرہی، مجھ سے باتیں کرو تھوڑی دیر۔"معصوم شکل بنا کر" درخواست کی۔

اپنی نیند کا کوئی اور علاج کرو، مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے تمہاری باتیں" سننے میں۔اب ہٹو۔"ہونٹ سکیڑ کر کہتے اسے آنکھوں سے اپنے اوپر سے ہٹنے کا اشارہ کیا۔

کیا ہو جائے گا اگر تھوڑی دیر جاگ لو میری خاطر۔میں بھی تو تمہاری خاطر" شادی چھوڑ کر آیا ہوں۔کتنا اچھا پروگرام تھا، تمہیں پتا ہے وہاں ابھی "تک۔۔

ناچ گانا ہو رہا ہو گا۔پتا ہے مجھے۔"اس کی بات کاٹتے وہ بیزاری سے بولی۔"

"اچھا ٹھیک ہے باتیں کرتے ہیں۔تم ہٹو تو سہی پہلے۔"کچھ سوچ کر وہ مان

گئی۔

یہ ہوئی نہ بات۔ تم کتنی اچھی ہو میری ہر بات مانتی ہو۔"اس کے دونوں" گال کھینچ کر وہ اٹھ گیا۔ہاتھ مار کر اپنے بال ٹھیک کئے۔لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ تکیہ اٹھا کر گود میں رکھا۔

افسانے نے حیرت سے دونوں ہاتھ اپنے رخساروں پر رکھے۔یہ مہرداد کو کیا ہو گیا تھا۔شادی دوست کی تھی اور خوشی اسے چڑھی ہوئی تھی۔

کہو کیا بات کرنی ہے۔"اس نے اٹھ کر بیٹھتے لحاف کھینچ کر ٹانگوں پر" پھیلایا، تکیہ گود میں رکھا اور اس کی طرف دیکھا۔

تم آج مجھے بہت پیاری لگ رہی ہو۔"کان کھجاتے اس نے آنکھیں دو بار"

جھپک کر اسے دیکھا۔

کیا مطلب ہے تمہارا اس بات سے؟" آنکھیں چھوٹی کر کے بغور اسے دیکھتے وہ تھوڑا سا پیچھے ہوئی۔

مطلب۔۔۔ تم خوبصورت تو ہو، لیکن آج کچھ زیادہ لگ رہی ہو۔ کیوٹ والا خوبصورت۔" گود میں رکھا تکیہ دونوں بازوؤں میں بھینچتے اس نے لب دانتوں تلے دبایا۔

تم نے نشہ تو نہیں کیا نہ؟ کیا آج شادی کی تقریب میں سافٹ ڈرنکس کے علاوہ بھی کچھ سرو ہوا تھا؟ دیکھو اگر یہ بات ہے تو۔۔" وہ دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے رک رک کر بول رہی تھی۔

میں نے تمہاری تعریف کیا کر دی تم نے مجھے نشئی کا خطاب دے دیا۔""
مہر داد نے جل کر اسے دیکھا۔"لیکن کوئی بات نہیں آج میرا موڈ بہت اچھا
"ہے۔اس لئے کوئی لڑائی نہیں۔

فارینہ نے تمہارے لائف پارٹنر کے حوالے سے خیالات کے بارے میں"
بتایا مجھے۔اور جو جو خوبیاں اس نے بتائیں مجھ میں تو ان میں نے ایک بھی
نہیں ہے۔تو تم بتاؤ مجھ سے شادی کا کیا مقصد ہے پھر؟"اگر وہ باتیں کرنے
کا کہہ رہا تھا تو کیوں نہ وہ بھی اپنے ذہن میں اٹھتے سوال اس سے پوچھ لے۔

وہ لوگ تنگ کرتے تھے سوال پوچھ پوچھ کر تو میں نے ایسے ہی کہانی بنا کر"
سنا دی انہیں۔ان باتوں میں کوئی سچائی نہیں تھی۔"اس نے لاپرواہی سے
کندھے اچکائے۔

تم سے جب بھی کچھ پوچھو کہہ دیتے ہو کہ یہ تو میں نے ایسے ہی بول دیا۔"
آخر اتنے جھوٹ کیوں بولتے ہو تم۔؟" نفی میں سر ہلاتے اس پر افسوس کیا۔

جھوٹ نہیں بولتا۔ تھوڑا بہت سچ چھپا لیتا ہوں بس۔"اس نے صفائی دی۔"

"واہ کیا بات کی ہے،اور اس میں فرق کیا ہے؟"

بہت فرق ہے، تمہیں سمجھ نہیں آئے گا۔"ہاتھ بڑھا کر اس کی ناک کو"
چھونا چاہا پھر افسانے کی گھورنے پر ہاتھ واپس کرتے منہ بنایا۔

اوکے۔اور مجھ سے شادی کیوں کی؟"وہ اصل بات کی طرف آئی۔"

تم سے شادی۔۔۔اس لئے کی کیونکہ تم۔۔"اس نے وقفہ دیا۔"تم نے"

میرے بارے میں غلط سلط باتیں کی تھیں اور مجھے غصہ آ گیا تھا۔" تمام دوران افسانے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، وہ شرط لگا سکتی تھی وہ بات بدل گیا تھا۔ کچھ اور کہتے کہتے رکا تھا وہ۔

جھوٹ۔۔" اس نے سر دائیں بائیں ہلایا۔" تم نے اس دن خود ایڈمٹ کیا" تھا کہ تم جانتے تھے کہ حلیمہ نے وہ ساری باتیں پلانٹ کی تھیں مجھ پر۔ اب تم پھر سے وہی راگ الاپ رہے ہو۔" تکیہ اٹھا کر اس کے سر پر مارا۔

تم ہاتھوں سے باتیں کیوں کرتی ہو آخر۔ جیسے بھی شادی ہوئی ہو آخر شوہر" ہوں تمہارا، تھوڑی تو عزت کیا کرو۔" اس نے شرم دلانی چاہی۔

میرا بس چلے وہ ٹیبل لیمپ اٹھا کر ماروں تمہارے سر میں۔ اب سو جاؤ۔ ہو" گئیں باتیں۔" تکیہ سر تلے رکھتے سیدھے ہو کر لیٹتے، ایک بازو آنکھوں پر

رکھتے ہوئی بیزاری سے کہا۔ مہرداد کچھ دیر خاموشی سے بیٹھا رہا۔ ایک نظر اپنے کمبل کو دیکھا پھر افسانے کے کمبل کو۔

افسانے، سنو تو، "وہ تھوڑا سا قریب کھسکا۔"

بولو، "نیند بھری آواز لحاف کے اندر سے برآمد ہوئی۔"

وہ میں کیا کہہ رہا تھا، آج ٹھنڈ کچھ زیادہ نہیں ہے۔" سر کھجاتے آواز میں" مسکینیت طاری کی۔

تو میں کیا کروں۔" افسانے نے دونوں ہاتھوں سے لحاف مظبوطی سے پکڑ" کر سر تک تانتے کروٹ بدلی۔

دیکھو تمہیں بخار تھا اور تمہیں ٹھنڈ لگ رہی تھی تو۔۔ تم آئی تھی نہ میرے"

"پاس تو۔۔

"!مہرداااد۔۔"

کیا ہو گیا ہے۔ سو رہا ہوں۔ چلا کیوں رہی ہو۔" وہ جو اپنی دھن میں بول رہا" تھا افسانے کے چلانے پر اچھل کر رہ گیا۔ افسانے نے کوئی جواب دیے بغیر لحاف مزید اپنے گرد لپیٹتے سر تکیے میں چھپایا۔ مہرداد بھی بڑبڑاتے ہوئے لحاف پھیلا کر اوڑھتے لیٹ گیا۔ کیا ہو جاتا تھوڑی سی جگہ دے دیتی اپنے کمبل میں۔

گڈ نائٹ ہی بول دو۔" سر گھما کر افسانے کی طرف موڑا۔"

گڈ نائٹ۔" منہ پر مارنے والے انداز میں گڈ نائٹ آیا۔ مہر داد نے اپنا تکیہ " آہستہ سے افسانے کے تکیے کے نزدیک کیا اور مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ آج کا دن اچھا گزرا تھا۔ بہت عرصے بعد وہ پورے دل سے خوش تھا۔

رائد اسٹڈی سے باہر آیا تو آریز سامنے ہی فون پر مگن چلا آ رہا تھا۔ رائد کو دیکھا تو فون جیب میں رکھا۔

مرحبا یا عزیزی، تم کب آئے؟" ہاتھ کا پنجا بنا کر ملاتے وہ ایک دوسرے " کے گلے لگے۔

یا عزیزی، تھوڑی دیر پہلے آیا تھا سپریم کورٹ کے سامنے اپنا کیس پیش کرنے۔" مسکراتے ہوئے بتایا۔

پھر کیا بنا۔ کیس جیت گئے یا ابھی بھی پینڈنگ ہے،" وہ شرارت سے مسکرایا۔

جیت لیا۔" ٹک کی آواز نکالتے اس نے آنکھ ماری۔"

تبھی، چال میں بھی ترنگ محسوس ہو رہی۔" آریز ہنسا۔"

میرا تو ہو گیا۔ تم اپنا بتاؤ، کیا سوچا ہے؟" رائد کے پوچھنے پر آریز نے ٹھوڑی کھجائی۔

میں سوچ رہا ہوں مام ڈیڈ سے کہوں وہ طلال انکل سے بات کریں۔ لیکن" سمجھ نہیں آرہا کیسے کہوں۔" اس نے بے چارگی سے کندھے اچکائے۔

تم سوچتے ہی رہنا۔ ویسے تم جتنا بھی دیر کرو کوئی ٹینشن نہیں۔ درخشے کونسا" کسی سے شادی کرنے والی ہے یا کبھی کرے گی۔ تم بے فکر رہو، جتنا مرضی وقت لگاؤ، دو سال یا دس سال، وہ ادھر ہی ہے۔ بلکہ وہ تو تم سے بھی شادی نہیں کرے گی۔ لیکن کوئی نہ ہم سب مل کر منالیں گے اسے۔" شرارت سے کہتے وہ آخر میں ہنسا۔

تم کتنے بد تمیز ہو، ایسے میرے منہ پر بول دیتے۔ کیوں نہیں کرے گی وہ" شادی، زرا بتاؤ تو؟" آریز نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

یہ تمہیں پتا چل جائے گا جب تم رشتے کی بات کرو گے۔ لیکن میں تمہیں"

جانتا ہوں اور تمہاری درخشے کے لئے محبت کو بھی، محبت تو پتھر کو بھی موم کر سکتی ہے درخشے تو پھر۔۔۔"اس نے دو پل کو سوچا۔"پتھر نہیں ہے تو پتھر سے کم بھی نہیں۔ لیکن تمہاری محبت بے لوث ہے، مجھے تم پر یقین ہے، تم اسے اپنے لئے موم کر لو گے۔"اس کا کندھا تھپک کر وہ آگے بڑھ گیا۔

کچھ بھی بولتا ہے۔"کچھ دیر اس کی باتوں پر غور کرنے کے بعد اس نے سر" جھٹک کر اس کے پیچھے قدم بڑھائے۔

سے واپسی پر وہ راستے میں ایک فلنگ (Shabestar) وہ دونوں شبستر سٹیشن پر پیٹرول فل کروانے کے لئے رکے تو وہاں پر مہر داد کو اپنا ایک جاننے والا نظر آیا۔افسانے کو اندر ہی بیٹھنے کا کہہ کر وہ اس آدمی کو دور سے ہاتھ ہلاتے گاڑی سے باہر نکلا۔افسانے فون پر بزی ہو گئی گا ہے گا ہے نظر اٹھا کر

مہرداد کو دیکھ لیتی جو اس آدمی سے بات میں مگن تھا۔

شازل یار ابھی مجھے جانا ہے، تم تبریز آنا پھر بناتے ہیں کوئی پروگرام ملنے کا۔" مہرداد نے گاڑی میں بیٹھی افسانے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

انشاءاللہ، آئی نو ابھی تم فیملی کے ساتھ ہو، انجوائے کرو، ہم پھر کبھی مل لیں گے، میں تمہارے آفس آؤں گا، کلیم لوگوں کو بھی بلالیں گے، کالج کے بعد سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔" شازل نے مسکرا کر کہتے اس سے ہاتھ ملایا۔

اس کی بات پر ایک لمحے کو مہرداد ٹھٹکا، پھر مسکراتے ہوئے اس سے جواباً ہاتھ ملایا۔ رسمی کلمات ادا کر کے اس سے اجازت لی اور گاڑی کی طرف آیا۔ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

فیملی کے ساتھ، "سیٹ بیلٹ لگاتے ایک پل کو ہاتھ سست ہوئے پھر زیر"

لب شازل کی کہی بات دہرائی،ایک عجیب سی طمانیت اس کے رگ وپے میں سرایت کرتی گئی۔"فیملی!"وہ کھل کر مسکرایا۔

خیریت اتنا کیوں مسکرا رہے ہو،دوست نے کسی قارون کے خزانے کا پتا تو" نہیں بتا دیا۔"افسانے نے اس کی بے وقت کی مسکراہٹ پر چوٹ کی۔

نہیں اس نے کہا کہ فیملی کے ساتھ اچھا وقت گزارو،اب اسے کیا پتا فیملی ہر" وقت مرچیں چبائے بیٹھی ہوتی ہے۔"ادھار رکھنا تو اسے آتا ہی نہیں تھا،فوراً جوابی وار کیا۔افسانے ہونہہ کر کے فون پر مصروف ہو گئی۔

وہ گھر پہنچے تو پورچ میں تین نئی گاڑیاں کھڑی تھیں۔افسانے طائرانہ نظروں سے ان گاڑیوں کا جائزہ لیتی کار کا فرنٹ ڈور کھول کر باہر نکلی۔

گھر پر کوئی آیا ہے کیا، یہ کس کی گاڑیاں ہیں؟"اس نے مہرداد کو دیکھا جو" لب بھینچ کر ان گاڑیوں کو دیکھ رہا تھا۔

میری بات سنو،" وہ اس کی طرف آیا۔" مجھے اس وقت بہت ضروری کام" سے جانا ہے اگر مجھے پتا ہوتا یہ لوگ آئے ہوئے ہیں تو میں تمہیں ایسے چھوڑ کر کبھی نہ جاتا۔" اس نے افسانے کے ہاتھ تھامے۔" تم یہاں سے سیدھا اپنے کمرے میں جاؤ گی۔ شام تک میں آجاؤں گا۔ فکر کی کوئی بات نہیں ہے، ایسے سمجھو کہ صوفیہ خاتون کی طرح تیز زبان ہیں یہ لوگ، تم نے بس کسی سے کوئی بات نہیں کرنی۔ کسی چیز کی ضرورت ہو ملازمہ کو بلا لینا۔ لیکن تم اندر موجود لوگوں سے مخاطب مت ہونا۔ ان کے کسی فالتو سوال کا کوئی جواب مت دینا۔ اوکے؟" سنجیدگی سے کہتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر یقین دہانی چاہی۔

تم پہلے تو ہاتھ چھوڑو میرے، کل سے کچھ زیادہ ہی چپکو ہو رہے ہو تم۔"

دوسرا مجھے کیا ضرورت ہے کسی سے بھی کوئی بات کرنے کی، وہ بھی وہ لوگ جنہیں میں جانتی بھی نہیں۔اس لئے تم مجھے کوئی انسٹرکشنز مت دو۔جا کر اپنا کام کرو۔"اپنے ہاتھ اس سے چھڑاتے اس نے اندر کی جانب قدم بڑھائے۔

اسے مہرداد کے تیور آج کل بدلے بدلے سے لگ رہے تھے، وہ پورا راستہ اسے نرم نگاہوں سے دیکھتے مسکراتا رہا تھا۔افسانے کی جب بھی نظر پڑی مہرداد کو اپنی طرف دیکھتے پایا۔زرا سا سیدھے منہ بات کیا کر لی وہ تو کمبل ہی ہو گیا تھا۔افسانے اس کی نگاہوں سے نہ چاہتے ہوئے بھی پزل ہو جاتی تھی۔

چپکو، سیریسلی؟ کہاں سے لاتی ہو تم ایسا ذخیرہ الفاظ۔"سر دائیں بائیں" ہلاتے اس پر افسوس کیا۔"جو کہا ہے اس پر عمل کر لینا بڑی مہربانی ہو گی۔"

وہ واپس گاڑی میں بیٹھا اور زن سے گاڑی نکال لے گیا۔

آریز بیٹا کہاں جا رہے ہو؟" آریز کی پوری کوشش تھی کہ ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے ساتھ بیٹھی سارا کی نظروں سے بچ کر جا سکے لیکن سارا نے اسے دیکھ لیا تھا اور وہ اس کی طرف چلی آئیں۔

جی مما ایک بہت ضروری کام ہے، میں شام تک پکا آ جاؤں گا۔" یقین دلانے والے انداز میں کہتے اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے۔

مجھے پتا ہے تم کیوں بھاگ رہے ہو، چلو شاباش مہمانوں سے ملو۔ کیا کہیں گی وہ، تم سامنے سے گزر کر جا رہے ہو سلام کئے بغیر۔ چلو آؤ میرے ساتھ۔" اسے گھوری سے نوازتی وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئیں۔ مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق اس نے ان کی پیروی کی۔ ڈرائنگ روم میں سارا کی

کچھ دوست خواتین بیٹھی تھیں۔ لیکن مسلہ اسے ان خواتین سے نہیں تھا، مسلہ ان آنٹیوں کی بیٹیاں تھیں جو بہت پر شوق نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں، اب یقیناً مروت نبھانے کے لئے اسے ان سے باتیں بھی کرنی پڑتیں۔ سوچ کر ہی کوفت ہوئی۔ وہ اندر داخل ہوا تو وہاں موجود تینوں خواتین کی نظریں اس پر جم گئی تھیں۔ اس نے باآواز بلند سب کو سلام کیا۔ بیٹھنے کی زحمت کئے بغیر ان سے حال چال پوچھتے وہ جلد از جلد وہاں سے جانا چاہ رہا تھا۔

اوکے مما میں چلتا ہوں۔ بہت ضروری پہنچنا ہے۔" معذرت خواہانہ" نظروں سے ان خواتین کو دیکھتے اس نے سارا سے اجازت چاہی۔

بیٹا آج کے دن تو مت جاؤ آفس، ایسا بھی کیا ضروری کام ہے۔ آرمینے کو" کچھ چیزیں لینی ہیں وہ مال جا رہی ہے تم ایسا کرو اس کے ساتھ چلے جاؤ۔" سارا

کی بات پر اس نے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"ڈرائیور کہاں گیا ہے؟ وہ لے جاتا۔ میں ضرور جاتا اگر بہت ضروری کام نہ ہوتا۔" اس نے گردن موڑ کر ڈرائنگ روم کی گلاس وال سے نظر آتے لان پر نظر دوڑائی، پھر سارا کو دیکھا، لیکن نظر میں کچھ اٹک گیا تھا، اس نے واپس گردن موڑ کر دیکھا۔ ایک ہاتھ لانگ کوٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے بال کانوں کے پیچھے اڑستے، مسکراتے ہوئے آرمینے کی بات سنتی وہ کوئی اور نہیں درخشے تھی۔

"چلو ٹھیک ہے تم جاؤ، آرمینے اور درخشے ڈرائیور کے ساتھ چلی جائیں گی۔" سارا کی بات پر اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"نہیں، اس نے بے ساختہ کہا۔ "میں لے جاتا ہوں۔ اتنا کوئی اہم کام نہیں"

ہے۔میں فون پر سٹاف کو سمجھا دوں گا۔" جلدی جلدی بولتے اس نے نامحسوس طریقے سے اپنے بال ٹھیک کیے، شرٹ کی نادیدہ شکنیں دور کیں۔

نہیں اگر تم مصروف ہو تو رہنے دو۔" سارا نے مسکراہٹ دبائی۔"

نہیں مصروفیات کا کیا ہے یہ تو کبھی ختم نہیں ہوتیں۔ابھی لے کر جانا" ہے؟" اس نے کنکھیوں سے لان کی طرف دیکھا۔

ہاں جی۔ابھی لے کر جانا ہے۔ٹھیک پھر تم جاؤ۔" ان کی بات پر اس نے" مسکرا کر سر کو خم دیا۔وہاں سے سیدھا لان کی طرف رخ کیا۔

افسانے لاؤنج سے آتی آوازوں کو نظر انداز کرتے سیدھا اپنے کمرے کی طرف جانا چاہتی تھی، لیکن ایسا ممکن نہیں تھا کہ وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر ایسا کر پاتی۔ وہ سر فون پر جھکائے تیز تیز قدموں سے سیڑھیوں تک پہنچی۔ ابھی پہلے زینے پر قدم رکھا تھا جب۔۔۔

افسانے! "صوفیہ خاتون کی آواز پر اس کے قدم رکے۔ "کہاں جا رہی ہو" "ہم سے ملے بغیر۔ دیکھو تو اور مہمان بھی آئے ہیں، ان سے تو ملو۔

افسانے زبردستی مسکراتے ہوئے ان کی طرف پلٹی۔ جس طرح صوفیہ نے اس کے خلاف بے بنیاد باتیں آفس میں پھیلائی تھیں اس کا دل ان کی شکل دیکھنے کا بھی نہیں کر رہا تھا لیکن۔۔۔

سلام، کیسی ہیں آپ؟" مروت نبھاتے سلام کیا۔"

میں تمہارے سامنے ہوں، بہت خوش، ان سے ملو یہ مہرداد کے ماموں عبید رضا اور ان کی فیملی ہے۔" اس تعارف پر افسانے نے غور سے وہاں موجود افراد کو دیکھا۔ وہ سات لوگ تھے، عبید رضا ان کی بیگم اور پانچ بچے، جن میں دو لڑکیاں اور تین لڑکے تھے۔ عبید رضا میں اپنے والد رضا پہلوی کی شباہت تھی۔ وہی کرخت چہرہ، لیکن رضا پہلوی کے چہرے پر پھر بھی نرمی نظر آ جاتی تھی لیکن عبید رضا جس طرح چبھتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے افسانے کو سمجھ آ گئی کہ کیوں مہرداد نے ان لوگوں سے ملنے سے منع کیا تھا۔

تو تم ہو وہ لڑکی جس سے مہرداد نے شادی کی ہے۔ ہوں۔ عبید رضا کی بیوی" نے نخوت سے ناک سکیڑ کر ہنکارا ابھرا۔ زینب نے ٹھنڈی سانس بھری، وہ جانتیں تھیں کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ وہ لوگ افسانے کو کٹہرے میں کھڑا

کرنے والے تھے، لیکن زینب

جی۔"اب وہ جی کے علاوہ اور کیا جواب دیتی اس بات کا۔"

کہاں سے ہو؟ باپ کیا کرتا ہے تمہارا؟" یہ کرخت آواز عبید رضا کی تھی۔"

ایکسکیوز می؟"افسانے کو ان کے سوال اور انداز پر حیرت ہوئی۔"

بہری ہو کیا سمجھ نہیں آیا کہ بابا نے پوچھا ہے کہ کس خاندان سے ہو تم۔""
یہ بات کرنے والا شاید عبید رضا کا بیٹا تھا۔ وہ مہر داد کا ہم عمر نظر آتا تھا۔

کوئی خاندان ہو گا تو بتائے گی نہ، ٹیپیکل گولڈ ڈگر۔ بال سنہرے ڈائی کر کے"
امیر لڑکوں کو پھانسنا آتا ہے بس۔" یہ زہر صوفیہ خاتون کے منہ سے نکلا تھا۔

پہلے آپ لوگ اپنا بات کرنے کا انداز ٹھیک کریں، میں آپ کی ملازمہ نہیں" ہوں۔"افسانے کے لئے یہ لہجے برداشت کرنا مشکل تھا۔"میں اپنے کسی بھی عمل کے لئے۔۔آپ میں سے کسی کے سامنے۔۔۔جواب دہ نہیں ہوں۔"ان سب کو سنجیدہ نظروں سے دیکھتے ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتے وہ پلٹی اور تیز تیز زینے پھلانگتے اپنے کمرے میں غائب ہو گئی۔

عبید رضا کینہ توز نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے، آج مہرداد کی بیوی کا انداز دیکھ کر انہیں کچھ سال پہلے والا مہرداد اور وہ دن پوری جزئیات سے یاد آیا تھا جب انہوں نے مہرداد کی آنکھوں میں بغاوت دیکھی تھی۔ جب وہ بھی اسی طرح تن کر ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔اس کے کہے گئے الفاظ آج بھی کانوں میں گونجتے تھے۔

میں اپنے کسی عمل کے لئے آپ کی سامنے جواب دہ نہیں ہوں، یہ سمجھ لیں"
آپ اور اپنے کام سے کام رکھیں۔ ورنہ اگر میں نے سمجھایا تو وہ آپ کو بہت
مہنگا پڑے گا مسٹر عبید رضا پہلوی، آپ کی سات نسلیں بھی یاد رکھیں گی کہ
"کوئی مہرداد عارفین تھا۔

وہ کسی صورت اس لڑکی کو وہاں ٹکنے نہیں دے سکتے تھے۔

شمسہ، اس لڑکی کو اس کی اوقات یاد دلانا تمہارا کام ہے۔ میں بابا کے پاس جا"
رہا ہوں، تم اس لڑکی کا وہ حال کرنا کہ دوبارہ یہ اس لہجے دینے میں جواب دینا
تو دور کی بات ہمارے سامنے کھڑے ہونے کی بھی جرات نہ کرے۔ مہرداد
آج گھر نہیں آئے گا، میں بابا سے کہہ کر اسے دوسرے شہر کام سے بھجوا
دوں گا۔ زینب خاتون کو کبریٰ کے گھر بھجوا دیں، وہ انہیں یاد کر رہی تھیں۔"
کوٹ کو جھٹک کر اس کی نادیدہ شکنیں دور کرتے، بے حد سرد انداز میں اپنی

بیوی کو ہدایت دیتے وہاں سے باہر نکل گئے۔زینب نے دہل کر انہیں دیکھا،

اب کیا ہونے والا تھا؟

افسانے اپنے کمرے میں آئی تو عجیب سی بے چینی تھی۔ تھوڑی دیر کمرے میں ٹہلتی رہی۔ فون اٹھایا کہ گھر کال کرے، لیکن کسی سے بھی بات کرنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔اکتا کر فون میز پر پٹخا اور کمبل تان کر سو گئی۔ تھوڑی دیر کروٹیں بدلنے کے بعد نیند آ ہی گئی۔دوبارہ جب اس کی آنکھ کھلی تو شام ہو رہی تھی یا رات اسے اندازہ کرنا مشکل ہوا۔منہ دھو کر فریش ہو کر آئی تو خیال آیا کہ آج تو آرمینے کی برتھڈے تھی۔اس نے وقت دیکھا۔رات کے آٹھ بج رہے تھے۔قریباً سات گھنٹے کا فرق تو تھا ایران اور نیویارک کے ٹائم میں۔اس کا مطلب ادھر ابھی برتھڈے پارٹی شروع نہیں ہوئی ہو گی۔اس

نے فون اٹھا کر آریز کا نمبر ملایا۔

آریز آرمینے اور درخشے کو مال سے لے کر واپس آیا تو اسی وقت رائد کی کال آ گئی، وہ انہیں گھر ڈراپ کر کے وہیں سے رائد کو ملنے چلا گیا۔ گھنٹے بعد جب وہ واپس آیا تو سب لونگ روم میں بیٹھے تھے اور رات کو ہونے والے برتھڈے فنکشن کے حوالے سے ہی بات ہو رہی تھی۔ آریز بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ طلال اور حیدر آرمینے سے اس کے برتھڈے گفٹس کے حوالے سے کوئی بحث کرتے ہوئے اسے تنگ کر رہے تھے کہ اب وہ اٹھارہ سال کی ہو گئی ہے تو اسے گفٹس نہیں لینے چاہیں۔ اس بات پر آرمینے سارا اور فاطمہ کے سامنے شکوہ کر رہی تھی کہ ڈیڈ اور طلال انکل اپنے پیسے بچانے کے چکروں میں ہیں ورنہ مینو بیچاری کو چھوٹا سا گفٹ دے کر وہ غریب تو نہیں ہو جائیں

گے۔آریز نے ان کی باتیں سنتے ادھر اُدھر نظریں دوڑا کر درخشے کو تلاشا۔ لونگ روم سے باہر راہداری کا منظر دکھاتی ونڈو میں اسے درخشے کی جھلک کر رہی تھی شاید۔اسی وقت وہ پلٹی اور اس کا چہرہ نظر آئی۔وہ فون پر بات سامنے آیا۔

آریز کی نگاہ اس پر پڑی اور وہ نظر نہیں ہٹا سکا۔۔۔ہمیشہ کی طرح۔اور وہ اس کے وجود سے بے خبر تھی۔۔۔ہمیشہ کی طرح۔آریز کو ایسے اسے نہیں دیکھنا چاہیے تھا،اسے دیکھ لینے کے بعد وہ کہیں اور دیکھنے کے قابل نہیں رہا تھا،وہ اس کے سامنے تھی تو اس کے لئے کہیں اور توجہ دے پانا ناممکن تھا۔وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ہر شے سے بے خبر ہو کر۔۔۔دیوانہ وار۔

وہ کسی بات پر ہنسی تھی اور نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا تھا۔آریز کی نگاہیں بھٹکی تھیں۔

اب وہ بات کرتے ہوئے عادتاً آنکھ کے کنارے پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے ہونٹ سکیڑ کر فون کے دوسری طرف بات سن رہی تھی۔آریز کی نظریں اس کی آنکھوں پر گئیں۔سیاہ آنکھوں میں براؤن جھلک نظر آتی تھی۔روشن چمکدار آنکھیں۔

اب وہ گردن پیچھے پھینک کر کسی بات پر ہنسی رہی تھی۔اس کی نگاہ بھٹک کر اس کی شفاف گردن پر گئی تھی۔وہ بول رہی تھی اور اس کے ہونٹوں کی حرکت کے ساتھ آریز کی نظریں بندھی ہوئی تھیں۔ارد گرد سے بے خبر وہ اس کا نقش نقش کھوجتا بے خود ہو رہا تھا۔ایسا بہت کم ہوتا تھا، وہ ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ درخشے کو نظر بھر کر مت دیکھے،اور اس طرح سر محفل یہ پہلی بار ہوا تھا اس کے ساتھ۔وہ غیر ارادی طور پر ارد گرد سے خبر ہوا تھا۔

وہ اس کے لئے خواب تھی۔ وہ خواب جو وہ بہت شوق سے ہر روز دیکھتا تھا۔ وہ چاند تھی۔۔ جو پہنچ سے بہت دور ہوتا ہے۔

درخشم!" بے آواز اس کا نام اس کے ہونٹوں سے ادا ہوا۔ آرمینے نے اٹھ" کر اس کا کندھا ہلایا۔ وہ جیسے چونک کر گہری نیند سے باہر آیا تھا۔ پلکیں جھپک کر آنکھوں کی نمی دور کرنا چاہی۔ حیدر، سارا، فاطمہ اور طلال۔۔ سب اسے دیکھ رہے تھے۔ آریز کو بہت آکورڈ محسوس ہوا، وہ سب کیا سوچ رہے ہوں گے۔

وہ میں،۔۔ وہ واز۔۔ دیکھ رہا تھا، وہ جو ادھر رکھا ہے۔" اس نے اٹک اٹک" کر کہتے ونڈو کے ساتھ رکھے گلدان کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن وہ سب خاموشی سے دیکھتے رہے۔ آریز کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے۔ اسی وقت اس کا فون بجا۔ افسانے کا نمبر تھا۔ اس نے شکر کا کلمہ پڑھتے کال آن

کی۔ سہی وقت پر کال آئی تھی۔اس نے فون کا سپیکر آن کر دیا۔ تھوڑی دیر ان سب کی افسانے سے بات کروانے کے بعد وہ معذرت کرتا وہاں سے چلا گیا۔

مینو بیٹا تم جاؤ درخشے کو دیکھو کہاں ہے۔"حیدر صاحب نے آرمینے کو باہر" بھیجا۔اس کے باہر جانے کے بعد وہ طلال اور فاطمہ کی جانب متوجہ ہوئے۔

طلال یار ایک بات کرنی ہے تم سے۔۔ سمجھ نہیں آرہا کیسے کہوں۔یوں" سمجھ لو تم سے تمہاری ایک بہت قیمتی شے مانگنا چاہتا ہوں۔"انہوں نے تمہید باندھی۔

مجھ سے بات کرنے کے لئے تمہیں کب سے سوچنے سمجھنے کی ضرورت پڑ" گئی۔ کہو جو کہنا ہے۔"طلال صاحب نے مسکراتے ہوئے ان کا حوصلہ

بڑھایا۔حیدر صاحب بھی مسکراتے ہوئے اپنا مدعا بیان کرنے لگے جبکہ طلال بن زید غور سے ان کی بات سن رہے تھے۔

اپنے گھر والوں سے بات کر کے،ان سب کی آواز سن کر افسانے کی طبیعت بوجھل سی ہو گئی۔وہ سب ساتھ تھے،خوش تھے، کبھی وہ بھی اس رونق کا حصہ ہوتی تھی۔وہ گہری سانس بھرتے اٹھی، بھوک لگ رہی تھی، ملازمہ تو آئی نہیں تھی وہ خود ہی جا کر کھانا لے آئے۔مہرداد بھی ابھی تک نہیں آیا تھا۔

وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی تو گھر میں خاموشی تھی۔وہ کچن میں آئی تو مہمان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کافی بنا رہی تھی۔کافی بینز کی خوشبو کچن میں پھیلی

ہوئی تھی۔افسانے اسے نظر انداز کرتے فریج تک آئی۔

ایٹیٹیوڈ تو بہت ہے تم میں، لیکن کوئی بات نہیں بہت جلد تمہارا یہ غرور" ٹوٹے گا۔کسی کے گھر پر غاصب بن کر قبضہ کرنے والے کب تک خیر منائیں گے۔"کڑوے لہجے میں افسانے کو سنایا گیا۔وہ سنی ان سنی کرتے مائیکرو ویو کی طرف آئی، کھانا گرم کیا اور وہیں کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے تسلی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔

اوقات تمہاری کسی ملازمہ جتنی بھی نہیں ہے اور نخرہ آسمان سے باتیں کرتا" ہے۔صاف پتا چل رہا ہے کہ کس لوئر کلاس فیملی سے تعلق ہے تمہارا۔ماں باپ نے تمیز ہی نہیں سکھائی کوئی،ایک منٹ، تم امریکہ سے ہو نا؟ میں نے سنا ہے وہاں پر تو پتا ہی نہیں ہوتا کہ کس کا باپ کون ہے۔پھر تو تمہیں بھی پتا نہیں ہو گا اپنے باپ کا۔"اس بار حملہ ذاتی نوعیت کا تھا۔افسانے نے لب

بھینچ لئے۔دل تو کیا سامنے رکھی پلیٹ اٹھا کر اس لڑکی کے سر میں مارے پھر غصہ ضبط کرتے وہ اٹھی،ایک گلاس میں پانی ڈال کر پیا۔فروٹ باسکٹ سے ایک سیب اٹھایا۔

بولتی رہو۔"سیب کا ایک بڑا سا بائٹ لیتے تسلی سے اسے آگ لگا کر وہ کچن" سے باہر نکل گئی۔ تیز تیز قدموں سے سیدھا کمرے میں آکر سانس لیا،ڈر تھا کہ کہیں دونیہ کی طرح اس پر اٹیک ہی نہ کر دے وہ لڑکی۔ لیکن بچت ہو گئی۔

وہ اس لڑکی کے سامنے لاپرواہ بن کر آتو گئی تھی لیکن اب دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ہر چیز پر غصہ آرہا تھا۔وہ کیوں تھی یہاں؟وہ کیوں ان سب کی باتیں سن رہی تھی؟اسے مہرداد سے زیادہ غصہ خود پر آرہا تھا،وہ کیوں اس شخص کے سامنے بے بس ہو جاتی تھی۔وہ جب سے یہاں آئی تھی اس نے ایک بار بھی مہرداد کو چھوڑنے کے بارے میں نہیں سوچا تھا،کیوں؟اس کا

دماغ جھنجھنا رہا تھا۔

ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے دوسرے ہاتھ سے کوٹ کندھے پر لٹکائے وہ خوشگوار موڈ میں کمرے میں داخل ہوا۔ گھر پر خاموشی تھی اور ملازمہ سے پوچھا تھا اس نے کوئی ہنگامہ نہیں ہوا تھا۔ تبھی وہ پر سکون تھا۔

اب سمجھ آ گئی نہ تمہیں۔۔ چلو پھر کل ملتے ہیں۔ فون رکھو. "اس نے کال" بند کر کے فون میز پر رکھا اور کوٹ ہینگ کرنے الماری کی طرف بڑھ گیا۔ ساتھ ہی سیٹی پر کوئی دھن بھی بجا رہا تھا۔ افسانے ٹیرس سے کمرے میں آئی، اسے گنگناتے اور کمرے میں پھرتے دیکھ کر ماتھے پر بل پڑے تھے۔

کہاں تھی تم پتا بھی ہے گھر آتے ہی مجھے تمہیں دیکھنا ہوتا ہے۔" الفاظ کے برعکس لہجہ صاف چڑاتا ہوا تھا۔

اور تم بھی جانتے ہو مجھے تمہاری شکل دیکھنا پسند نہیں ہے۔ پھر بھی ہر وقت ڈھیٹ بن کر سامنے آجاتے ہو۔" وہ بیزاری سے بولی تھی۔ وہ اس وقت جس سٹیٹ آف مائنڈ میں تھی اس کی ساری خوش مزاجی ختم ہو گئی تھی۔

اب شریف انسان کام کاج سے تھکا ہارا گھر ہی آئے گا لیکن یہ بات تمہاری چھوٹی سی عقل میں کہاں آسکتی ہے۔" کپڑے لے کر ڈریسنگ روم کی طرف جاتے ہوئے وہ اسے چڑانا نہیں بھولا تھا۔

ہونہہ، شریف آدمی۔۔ جھوٹ بولتے ہوئے اس کی زبان بھی نہیں جلتی۔" وہ کلس کر بڑبڑائی۔ ساتھ ہی ہاتھ مار کر ٹیبل لیمپ آن کیا۔

کیوں بے جان چیزوں پر غصہ نکال رہی ہو۔میں ہوں نہ مجھے بتاؤ جو بھی" پرابلم ہے۔ابھی حل نکالتے ہیں۔" چینج کر کے اب وہ آئینے کے سامنے کھڑا بال بناتے ہوئے صلح جو انداز میں بولا۔

اس نے آنکھیں سکیڑ کر اس کا انداز ملاحظہ کیا۔اس کے بدلے بدلے انداز و اطوار تو وہ نوٹس کر رہی تھی۔

"جیسے تمہیں پتا ہی نہیں۔۔تم ہو میری پرابلم۔"

غلط میں پرابلم تھا اب تو میں بدل گیا ہوں کافی حد تک۔تم زرا غور سے دیکھو" تو سہی۔" وہ چلتے ہوئے عین اس کے سامنے آرکا۔" کھانا کھایا تم نے؟ان لوگوں نے کوئی بات تو نہیں کی؟سوری میں لیٹ ہو گیا۔"اب وہ پر شوق

نگاہوں سے اس کا تپا ہوا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"ظاہر ہے دشمنوں سے مقابلے کے لئے مجھے انرجی چاہیے اور میں خود کو کسی بھی فضول سی وجہ سے بھوکا نہیں رکھ سکتی۔ انہوں نے مجھے کچھ کہا بھی ہے تو میں کونسا چپ کر کے سننے والوں میں سے ہوں۔" وہ اس کی مستقل نظروں سے زچ ہو رہی تھی۔

"میں یہ فرض کرتا ہوں کہ دشمن تم نے مجھے نہیں کہا۔ ہے نہ؟" وہ دو قدم مزید اس کی طرف بڑھا۔ ارادہ بس اسے تھوڑا سا تنگ کرنے کا تھا۔

"تصیح کر لو۔ میں نے دشمن تمہیں ہی بولا ہے۔" افسانے نے اس کے اور اپنے مابین فاصلے کو نظروں سے ناپا اور دو قدم پیچھے کھسکی۔

شوہر کو دشمن کہہ رہی ہو، فرشتے کچھ اچھا نہیں لکھ رہے ہوں گے تمہارے" بارے میں۔" اسے پیچھے کھسکتے دیکھ کر وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

دیکھو تم اپنے کام سے کام رکھو۔" خلاف عادت کوئی جوابی حملہ کئے بغیر اس" نے سائیڈ سے نکلنا چاہا لیکن وہ اس کی کلائی تھام چکا تھا۔

اپنے کام سے کام ہی رکھ رہا ہوں۔اب تم سے بات کرنے، تمہیں دیکھنے" کے علاوہ اور کیا ضروری ہو سکتا ہے۔" وہ نرم آواز میں بولتا اسے کنفیوژ کر رہا تھا۔وہ عادی نہیں تھی اس لہجے کی۔جب تک وہ دشمن تھا ٹھیک تھا اس کی یہ مہربانیاں افسانے کے لئے بہت مشکل ثابت ہو رہی تھیں۔

ہاتھ چھوڑو میرا، اور یہ اپنی تھرڈ کلاس فلرٹنگ سکلز مجھ پر مت آزماؤ۔"" اس کے ماتھے پر پسینہ آ رہا تھا۔یہ شرم نہیں تھی۔اس کا دل اس وقت بہت

عجیب ہو رہا تھا۔ وہ آخر یہاں کیوں تھی۔۔ وہ اپنوں سے دور اس انجان جگہ پر اتنا وقت ضائع کر چکی تھی، کیوں؟

میری آنکھوں میں ڈوب کر دیکھو یہ فلرٹنگ نہیں ہے مائی ڈیئر وائف."

اس نے دو قدم بڑھا کر فاصلہ مزید کم کیا۔ جگر جگر کرتی خوبصورت آنکھیں افسانے پر جمی ہوئی تھیں۔

وہ سن پڑتی جا رہی تھی۔ دل و دماغ میں شور بڑھتا جا رہا تھا۔ داد کی گرفت میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے غصے کی ایک لہر اٹھی تھی اس کے اندر۔

نفرت ہے مجھے تمہاری آنکھوں سے۔ ان میں ڈوبنے کا مطلب ہے کیچڑ" میں گر جانا۔" وہ ایک دم اتنی نفرت سے بولی تھی کہ وہ ساکت رہ گیا تھا۔

افسانے!"اس نے بے آواز اس کا نام لیا تھا۔ لیکن وہ متوجہ کہاں تھی۔ وہ تو" اپنے دل اور دماغ میں چھڑی جنگ سے نبرد آزما تھی۔

میرے قریب مت آیا کرو، دور رکا کرو مجھ سے۔ بلکہ تم چلے کیوں نہیں" جاتے میری زندگی سے۔ میری جان چھوڑ دو پلیز۔ مجھے نہیں رہنا یہاں۔ مجھے جانا ہے، میں کیوں تمہارے لئے اپنی زندگی تباہ کر رہی ہوں۔ آج میری بہن کا برتھڈے ہے میں وہاں ہونے کے بجائے تمہارے ساتھ سٹوپڈ سی شادیاں اٹینڈ کرتی پھر رہی ہوں۔ مجھے خود سے بھی نفرت ہو رہی ہے۔ دیکھو تم نے کیا کر دیا میرے ساتھ۔ دیکھو مہرداد۔ میں خود سے بھی نفرت کرنے لگی ہوں۔ کیا مل گیا تمہیں یہ سب کر کے۔" وہ بنا سوچے سمجھے جو دل میں آئے بولتے اتنی دیر کی فرسٹریشن نکال رہی تھی۔"تم کیا چاہتے ہو میں یہاں پر گھٹ گھٹ کر مر جاؤں؟ تم چاہتے کیا ہو مجھ سے؟ دفع کیوں نہیں ہو جاتے میری زندگی سے۔ جہنم بنا دی ہے میری زندگی۔ چلے کیوں نہیں جاتے تم۔ یا

پھر تم چاہتے ہو کہ میں مر جاؤں۔ہاں چاہتے کیا ہو تم آخر؟"زور زور سے چیخ کر کہتے وہ روتے ہوئے بھاگ کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

مہرداد ساکن نظروں سے ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔وہ آہستہ سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

ZNZ Zubi Novels Zone

فاطمہ آنی رائد نہیں آیا ابھی تک، کیک کاٹنے کا وقت تو ہونے والا ہے۔""

فاطمہ اور سارا اس وقت آرمینے کے کمرے میں تھیں جب آرمینے نے ان سے سوال کیا۔

وہ آنے والا ہو گا، تم نے ابھی تک کپڑے تبدیل نہیں کئے۔ جاؤ شاباش" چینج کر کے آؤ۔" فاطمہ نے نرمی سے یاد دلایا۔ آرمینے کپڑے لے کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

تم نے افسانے کو بتایا کہ کل نکاح ہے رائد اور آرمینے کا؟" فاطمہ نے سارا" کی طرف دیکھا۔

ہاں جی بات ہوئی ہے اس سے۔ وہ کہہ رہی تھی شاید وہ نہ آپائے۔" سارا کا" لہجہ مدھم ہوا۔ انہیں افسانے سے ہوئی بات یاد آئی جب انہوں نے اسے نکاح کا بتایا تھا۔

آرمینے سے پوچھا آپ نے؟" افسانے کے لہجے میں بہنوں والی فکر تھی۔

ہاں جی پوچھا تھا۔اور اس کی زبان کی طراری ماشاءاللہ سے تم سب سے اوپر" جاتی ہے۔"سارا بیگم کے جل کر کہنے افسانے ہنس دی۔

مجھے بتائیں کیا کہا اس نے؟"اس نے مسکراہٹ دبائی۔انہوں ساری باتیں" دہرادیں۔افسانے کو بے ساختہ ہنسی آئی۔

یہ سب آرمینے نے کہا؟اسے رائڈ ہینڈسم لگتا ہے اور میاں بیوی کا" رشتہ۔۔۔"افسانے سے بات مکمل ہی نہیں ہوئی،وہ بے ساختہ ہنستی گئی۔

ایسا بھی کوئی لطیفہ نہیں سنایا جو تم ہنستی ہی جارہی ہو۔"سارا خفا ہوئیں۔"

مما یار وہ بہت بڑا ڈرامہ ہے۔آپ کو نہیں پتا اس کا۔میں بتاتی ہوں۔میں" جب آرہی تھی تو پتا ہے اس نے مجھ سے کیا کہا تھا۔اس نے کہا کہ،اب تو

شادی ہو گئی ہے، جیسے بھی حالات میں ہوئی ہو، تم کوئی فیمینسٹ موومنٹ والا ڈرامہ مت کرنا، مہرداد بھائی بہت ہینڈسم ہیں، ان کی سبز آنکھیں ہیں، اگر کرتوت شکل سے میچ کر گئے تو تم انہیں معاف کر دینا۔ یہ مت سوچنا کہ لوگ کیا کہیں گے، لائف پارٹنر اچھا ہو تو لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ لوگ نہیں آئیں گے تمہارے پاس تب جب تم اکیلے اپنے سروائیول کی جنگ لڑ رہی ہو گی۔ اس لئے اپنی عقل سے فیصلہ کرنا دوسروں کی رائے پر نہیں۔" افسانے کو آرمینے کی ساری باتیں ہو بہو یاد تھیں۔

یہ تم سے آرمینے نے کہا؟" سارا کو یقین نہیں آیا۔"

ہاں جی اور بھی بہت کچھ کہا تھا، وہ آپ کو بتایا تو آپ ہم دونوں کو اور نہیں تو" دو دو جھانپڑ تو لگا دیں گی۔" اس نے شرارتی انداز میں کہا۔

جیسے تم لوگوں پر اس کا اثر ہو جائے گا نہ۔"انہوں نے مصنوعی خفگی سے" کہا۔

بالکل بھی نہیں،"اس نے شرارت سے کہا۔"

تم آؤ گی؟افسانے آجانا بیٹا، ہم سب تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔"سارا نے" یاسیت سے کہا۔

میرا آنا تو مشکل ہے۔اچھا مما میں بعد میں بات کرتی ہوں ابھی مجھے جانا" ہے۔اپنا خیال رکھیے گا۔"وہ جلدی جلدی اللہ حافظ کرتی فون بند کر گئی تھی۔

فاطمہ کچھ کہہ رہی تھیں،سارا چونک کر لمحہ موجود میں واپس آئیں۔

افسانے کی کمی تو ہم سب کو محسوس ہوتی ہے۔اسے کہو ایک بار مل جائے۔"
جب سے شادی ہوئی ہے وہ آئی ہی نہیں۔بلکہ میں خود اس سے بات کروں
گی۔ایران اتنا دور بھی نہیں ہے کہ آیا نہ جا سکے۔ایک فلائٹ ہی تو پکڑنی
ہے۔"فاطمہ کی بات پر سارا نے پھیکا سا مسکراتے سر ہلایا۔

ایران دور نہیں ہے، لیکن افسانے۔۔۔وہ شاید خفا ہے ہم سے۔اس نے"
ایک بار بھی واپس آنے کا نہیں کہا۔"سارا کی آنکھیں نم ہوئیں۔"پڑھائی
کے سلسلے میں وہ پہلے بھی گھر سے دور جاتی تھی لیکن اب بات مختلف ہے، وہ
اس شادی سے خوش نہیں تھی۔پتا نہیں وہ کیسی ہو گی۔"ایک آنسو ان کی
آنکھ سے ٹپکا۔

سارا تم پریشان مت ہو، وہ ٹھیک ہو گی۔بہت بہادر ہے وہ، ہر قسم کے"
حالات کا مقابلہ کر سکتی ہے۔"فاطمہ نے ان کے ہاتھ پر رکھا، گویا تسلی دی۔

میں جانتی ہوں وہ بہت بہادر ہے، لیکن بچے جتنے بھی بڑے ہو جائیں ماں" کے لئے تو وہ چھوٹے ہی رہتے ہیں۔ مجھے رات رات بھر اس کا خیال آتا رہتا ہے۔ وہ ایک بار آ کر مل جائے، میں اسے دیکھ لوں کہ وہ مہرداد کے ساتھ خوش ہے تو مجھے بھی تسلی ہو جائے گی۔ ایسے تو میرا دل بہت بے چین رہتا ہے۔" انہوں نے ٹشو اٹھا کر آنکھیں صاف کیں۔

مہرداد، کیسا ہے وہ لڑکا؟ میری تو کبھی ملاقات نہیں ہوئی اس سے۔ کیا" افسانے نے کچھ کہا تھا ایسا کہ اسے مہرداد نہیں پسند؟ یا وہ برا لڑکا ہے؟ ایسا کچھ؟ اسے اعتراض کس بات پر تھا ایسے اچانک شادی پر یا اس لڑکے سے شادی پر؟ فاطمہ کے سوال پر سارا ایک پل کو ٹھہر سی گئیں۔

اسے۔۔۔ اعتراض تھا اس شادی پر۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اجنبی لوگوں میں"

جا کر کیسے رہے گی، اس نے یہ نہیں کہا کہ مہرداد برا ہے، وہ۔۔۔"سارا چونکی ہوئی لگ رہی تھیں۔"وہ شادی کی مخالفت کرتی رہی، اس نے مہرداد کو برا کبھی نہیں کہا۔"فاطمہ کی طرف دیکھتے وہ افسانے کی باتیں یاد کر رہی تھیں۔ فاطمہ نے کندھے اچکائے۔اس سے پہلے کہ مزید اس ٹاپک پر بات کرتیں آرمینے چینج کر کے آگئی تھی۔

مما، آنی، کیسی لگ رہی ہوں؟"بلیک سلک ٹراؤزر پر سفید فرنٹ فلٹ" گاؤن جس کی کمر پر بیلٹ تھی، میں ملبوس وہ اچھی لگ رہی تھی۔اس کی ہائٹ اور فٹنس کے لحاظ سے ڈریس اس پر بہت اٹھ رہا تھا۔

ماشاءاللہ، بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"فاطمہ نے محبت سے اسے دیکھا۔" وہ انہیں بہت پیاری تھی اور اب تو رائد کے حوالے سے اور بھی عزیز ہو گئی "تھی۔"ساتھ کے شوز تو پہنو۔

ان میں سے کون سے پہنوں؟"اس نے جوتوں کے جوڑے اٹھا کر ہوا میں" لہراتے فاطمہ سے رائے مانگی۔ایک ہاتھ میں سٹریپس والے لانگ بوٹس تھے،دوسرے ہاتھ میں بلاک ہیل والے کوٹ شوز۔

باہر تو نہیں جانا،گھر پر ہی ہے فنکشن تو کوٹ شوز اچھے لگیں گے۔"فاطمہ" نے رائے دی۔

اوکے ڈن۔"آرمینے نے جھک کر جوتے پہنے۔"

بال تو بنائے نہیں،ادھر آؤ۔"سارا کے کہنے پر آرمینے جیولری باکس سے" ہیئر پن ڈھونڈ رہی تھی جب سارا نے اس کے سلکی بالوں میں دو برش مارنے کے بعد سامنے سے بالوں کو دو بل دے کر سائڈ پر پن لگا دی باقی بال کھلے

رہنے دیے۔

آرمینے نے آئینے میں خود کو دیکھا۔ سر گھما کر بالوں میں لگی ہیئر پن کو" دیکھا۔ چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز سے جگمگاتی ہیئر پن بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

مما!" وہ خوشی سے چہکتے ہوئے ان کے گلے لگی۔" یہ میرا برتھڈے" پریزنٹ ہے نہ۔ آئی لو یو سو مچ مما۔" اس کی خوشی کی روانتہا نہیں تھی۔ سارا نے پہلی بار کوئی جیولری گفٹ کی تھی اسے۔

چلو بس بس، اب نیچے چلو گیسٹ آ گئے ہیں سارے اور برتھڈے گرل خود" غائب ہے۔" انہوں نے فوراً سے ڈپٹا۔

دیکھ لیں آنی، ان خاتون نے لو یو ٹو بھی نہیں بولا۔ بہت ہی کوئی خشک مزاج" خاتون ہیں۔" اس کے شرارتی انداز میں کہنے پر سارا نے اس کے کندھے پر ایک دھپ رسید کی۔" جا رہی ہوں۔ آج کے دن تو تشدد مت کریں۔" منہ بنا کر کہتے اس نے باہر کی جانب رخ کیا۔ سارا اور فاطمہ نے مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے قدم بڑھائے۔

برتھڈے پر زیادہ لوگوں کو انوایٹ نہیں کیا گیا تھا۔ بہت قریبی لوگ ہی آئے تھے۔ گھر کی پچھلی سائڈ والے لان میں انتظام کیا گیا تھا۔ اپنی سوبر پرسنالٹی کے ساتھ مرتضیٰ بھی وہاں موجود تھا۔ وہ اس وقت حیدر زمان کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھا۔ باتیں وہی، انٹرنیشنل پالیٹکس، پاکستان کی خارجہ پالیسی، سارا کو سیاست کی باتیں بیزار کرتی تھیں تو وہ ان کو باتیں کرتا

ہوا چھوڑ کر فاطمہ کے پاس آ گئیں جو کہ مسز فاروق سے باتوں میں مصروف تھیں۔

افسانے لان میں آئی تو اپنی دوستوں کے گروپ کو ہاتھ ہلاتے ان کی طرف رخ کیا، جب اس کا پاؤں ہلکا سا سلپ ہوا۔ وہ تھوڑا سا لڑکھڑائی۔ گردن جھکا کر دیکھا تو پاؤں جوتے میں مڑ گیا تھا ایسے کی سٹریپ اس کی ایڑی میں لپٹا تھا اور جوتا ایک سائڈ ہو گیا تھا، اس نے شاید سٹریپ ٹھیک سے بند نہیں کی، سٹریپ لوز ہونے کی وجہ پاؤں جوتے میں سلپ ہو گیا تھا۔

مرتضیٰ دور سب اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے اس کا پیر سلپ ہونا اور پھر خفت سے ارد گرد دیکھنا صاف نوٹس کیا تھا۔ کیا تھی یہ لڑکی ایک جوتا تک نہیں سنبھال سکتی تھی۔ ابھی یقیناً کوئی ملازمہ آ کر اس کا جوتا ٹھیک کرے گی۔ مرتضیٰ کو کوفت ہوئی، پتا نہیں وہ کیسے آرمینے کو بچی سے ایک میچور لڑکی کی

صورت میں نے ڈھالے گا۔اسی وقت بلیک شرٹ میں ملبوس کوئی لڑکا آرمینے کے سائیڈ سے نکل کر سامنے آیا، مرتضیٰ کا دھیان آرمینے پر تھا وہ جب تک اس لڑکے کی شکل دیکھتا وہ آرمینے کی جانب رخ کر گیا تھا، اب اس کی پشت مرتضیٰ کی طرف تھی۔دراز قامت، چوڑے کندھے، فریش ہیئر کٹ لئے گھنے سیاہ بال، آرمینے اس کے پیچھے چھپ سی گئی تھی۔ تبھی مرتضیٰ نے اس لڑکے کو پنجوں کے بل آرمینے کے سامنے زمین پر بیٹھتے دیکھا۔

آرمینے نے پہلوؤں سے اپنا لباس پکڑ کر تھوڑا سا اونچا کیا۔اس لڑکے نے جوتے کا سٹریپ کھول کر ٹھیک کر کے جوتا واپس پہنایا، پھر ٹائٹ کر کے سٹریپ باندھ دی۔اب وہ سر اٹھا کر آرمینے کو کچھ کہہ رہا تھا۔وہ پہلوؤں سے لباس اٹھائے گردن جھکا کر اس کی بات سنتے ہوئے مسکرا رہی تھی، اور وہ اس کے پیروں میں بیٹھا گردن اٹھائے اسے دیکھ رہا تھا۔

کون تھا وہ، کیا آریز؟ لیکن وہ تو مہمانوں کے ساتھ لان میں ہی موجود تھا۔

اسی وقت وہ لڑکا اٹھا اور تبھی آرمینے بازو اس کی گردن کے گرد لپیٹتے اس کے گلے لگی۔اس لڑکے نے اپنے بازو اس کی کمر پر باندھے اور اسے اپنے حصار میں لئے وہ تھوڑا سا گھوما۔اب اس کا دایاں رخ سامنے تھا۔اس نے آرمینے کو خود سے الگ کیا اور اس کا ہاتھ تھامتے مڑا۔

رائد بن طلال!"آہ، مرتضیٰ اسے جانتا تھا۔وہ مغرور عربی بزنس مین، وہ" اسے جانتا تھا۔ٹی وی، نیوز پیپر، میگزینز، وہ ایک ینگ بزنس مین تھا جس کا کاروبار کی دنیا میں ایک مظبوط خاندانی بیک گراؤنڈ بھی تھا، اسے کون نہیں جانتا تھا۔ایک بار امریکی سفارت خانے کے ایک ایونٹ میں اس کی ملاقات بھی ہوئی تھی اس سے۔ملاقات بھی کیا، جب مرتضیٰ اسے ملا تھا تو بہت بااثر لوگوں کے گروپ کے ساتھ کھڑا تھا اور مرتضیٰ کے سلام کرنے پر سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیتے وہ اپنے ساتھ موجود امریکی اعلی عہدے دار کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا تھا۔مرتضیٰ کو وہ بہت مغرور لگا تھا۔جب

ذہانت، اچھی شکل اور جدی پشتی دولت پاس ہو تو غرور آ ہی جاتا ہے۔ یہ مرتضیٰ کی رائے تھی اس کے بارے میں۔ اور آج اسی رائد بن طلال کو اس نے آرمینے حیدر کے جوتے کا اسٹریپ باندھتے دیکھا تھا۔ حیرت در حیرت تھی۔ وہ ایک پبلک پرسنالٹی تھا۔ اور پبلک پرسنالٹیز کا سارا ریکارڈ پاپارازیوں نے اکٹھا کر رکھا ہوتا ہے۔ لوافیئرز، یا لڑکیوں کے ساتھ دوستیوں میں اس کا ٹریک ریکارڈ صاف تھا۔ کوئی قابلِ گرفت بات اس کے ریکارڈ پر نہیں تھی۔ مرتضیٰ نے غور سے آرمینے کو دوبارہ دیکھا۔ وہ رائد بن طلال کے لئے خاص تھی یہ تو پتا چل رہا تھا، لیکن سوال یہ تھا کہ کس حوالے سے؟ کیا لگتی تھی وہ اس کی؟

رائد اور آرمینے اکٹھے چلتے ہوئے آئے تو فاطمہ نے بے ساختہ ماشاءاللہ پڑھا۔

تالیوں کی گونج میں آرمینے نے کیک کاٹا۔آہستہ آہستہ مہمان جانا شروع ہوئے تو مرتضیٰ حیدر اور سارا کی طرف بڑھا،ان سے مل کر جانے کی اجازت چاہی۔ابھی وہ ان سے باتیں کر رہا تھا جب آرمینے وہیں چلی آئی۔

ڈیڈ، آریز بھائی کو دیکھیں، وہ کہہ رہے ہیں کوئی برتھڈے گفٹ نہیں ملے" گا، گفٹ چاہئے تو ان کو کافی بنا کر پلاؤں، اب کیا میں اپنی برتھڈے پر خود کافی بناؤ" منہ بسورتے وہ بھائی کی شکایت لے کر آئی تھی۔مرتضیٰ دلچسپی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔وہ کافی کیوٹ تھی،اور اس طرح منہ بسور کر بولتے اور کیوٹ لگ رہی تھی۔

ہاں تو بنا دو نہ، تم نے کونسا مہندی لگائی ہوئی ہے جو کافی بنانے سے خراب ہو" جائے گی۔"سارا نے جان بوجھ کر اسے تنگ کیا۔

مما آپ کو تو آریز بھائی کے سامنے کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ کتنی ظالم ماں ہیں"
آپ۔ڈیڈ دیکھیں انہیں۔"اب حیدر مصنوعی طور پر سارا سے خفا ہوتے
آرمینے کی سائڈ لے رہے تھے، مرتضیٰ دلچسپی سے ان کی نونک جھونک دیکھ
رہا تھا جب۔۔۔

ارمن، تمہیں درخشے بلا رہی ہے، اس کی بات سنو جا کر۔ سارا آنی، حیدر"
انکل، مام ڈیڈ کب سے آپ کی راہ دیکھ رہے ہیں، تھوڑا سا ان سے بھی پوچھ
لیں کہ کیا کہنا چاہتے ہیں وہ۔"شرارتی انداز میں باری باری ان تک متعلقہ
لوگوں کا پیغام پہچایا۔ان کے جانے کے بعد وہ مرتضی کی طرف مڑا۔
مسکراہٹ غائب تھی۔

برتھڈے ختم ہو گئی ہے۔اس سے پہلے کہ میں تمہارا منہ توڑوں تم یہاں"
سے چلتے پھرتے نظر آؤ، جاؤ شاباش۔"سرد لہجے میں کہتے اس نے آنکھوں

کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کا کہا۔

"مسٹر رائد آپ۔۔۔"

تم سارا آنی کے رشتے دار ہو۔اگر تم چاہتے ہو کہ تم زندہ رہو اور رشتے دار" رہو، تو آیندہ ارمن کی طرف دیکھنے سے احتراز برتنا۔ورنہ مجھے تمہاری آنکھیں نکلوا کر تمہیں پاکستان پھنکوانے میں کوئی اعتراض نہیں۔اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" وہ اپنی بات کہہ کر مڑ گیا۔مرتضیٰ ہکا بکا انداز میں کھڑا اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔رائد بن طلال کی دھمکی اسے واضح طور پر سمجھ آئی تھی اور وہ کوئی بچہ نہیں تھا جو اس عربی کی آنکھوں سے نکلتے شعلے نہ دیکھ سکتا۔ پھر وہ وہاں پر زیادہ دیر نہیں ٹھہرا، وہ جلدی سے وہاں سے نکل آیا تھا۔

برتھڈے پارٹی ختم ہوئی تو لاؤنج میں بیٹھ کر آرمینے سب کے لائے گفٹس گفٹ کھول رہی تھی۔ طلال، حیدر، سارا، فاطمہ، رائد اور درخشے بھی لاؤنج میں ہی موجود تھے، آریز غائب تھا۔ وہ طلال اور فاطمہ سے شرم محسوس کر رہا تھا، کیا سوچتے ہوں گے وہ، کہ وہ کس طرح ان کی بیٹی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا، اتنی بھی کیا دیوانگی طاری ہونا کہ ارد گرد کا ہوش ہی بھول جائے۔ اسے رہ رہ کر شرمندگی ہو رہی تھی۔ بہتر تھا وہ ابھی ان کے سامنے نہ ہی جاتا۔

Zubi Novels Zone

رائد تمہارا گفٹ کہاں ہے؟"

میرا گفٹ کل دیکھ لینا۔" نرمی سے کہتے وہ مسکرایا۔"

کل پتا نہیں کب آئے۔ اور ویسے بھی برتھڈے آج ہے۔ ابھی دے دو نہ"

گفٹ۔"اس نے ایک ہاتھ گال پر ٹکاتے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھا۔

سٹاپ ڈوئنگ دس، گفٹ کل ہی ملے گا۔"رائد نے ہاتھ بڑھا کر اس کی" دونوں آنکھیں بند کیں۔آرمینے نے فاطمہ کو اس کی شکایت لگائی۔اب فاطمہ رائد کو ڈانٹتے ہوئے اسے آرمینے کو تنگ نہ کرنے کا کہہ رہی تھیں۔ لاونج میں آوزیں گونج رہی تھیں۔رشتے،اپنائیت، محبتیں،درودیوار تک سے خوشیاں جھلک رہی تھیں۔فیملی،زندہ رہنے کے لئے بنیادی اکائی۔جن کے ساتھ انسان دنیا کا ہر غم بھول جاتا ہے،اسے پتا ہوتا ہے کہ اور کوئی ہو نہ ہو اس کی فیملی اس کا ساتھ دے گی۔وہ لوگ خوش قسمت تھے جو اپنوں کے ساتھ نرم گرم محبتوں کے سائے میں تھے۔

مہرداد کے جانے کے بعد افسانے کو افسوس ہوا تھا، اس نے غصے میں بہت کچھ کہہ دیا تھا۔ اس نے اسے اپنی زندگی سے چلے جانے کا کہا تھا۔ کیا ہوا گر وہ سچ مچ چلا گیا ہو، اب کبھی واپس نہ آئے۔ افسانے کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں پکڑ کر بھینچ دیا ہو۔

وہ تکیے پر سر رکھے بائیں کروٹ لیٹی ہوئی تھی، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس نے مہرداد کو کہا تھا کہ وہ اس کے قریب نہ آیا کرے، دور رہے اس سے۔ کیونکہ وہ جانتی تھی، وہ اس کے قریب آیا تو وہ مزاحمت نہیں کر سکے گی، وہ اس کے لمس پر پگھل جائے گی، وہ اسے نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ اس رات کو بھول چکی تھی جب وہ اسے اس کے فلیٹ سے زبردستی لایا تھا، اس سے زبردستی شادی کی تھی، وہ خود سے ناراض تھی کہ وہ کیسے اس کی باتیں بھول کر اس کی محبت میں گرفتار ہو سکتی ہے، جبکہ اس نے ابھی تک افسانے سے معافی بھی نہیں مانگی تھی۔

اس نے اپنے لہجے کی تلخی، باتوں کی کڑواہٹ اس لیے مہرداد پر انڈیل دی تھی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ اسے کمزور سمجھے۔ وہ خود کو بے مول نہیں کرنا چاہتی تھی۔ پتا نہیں مہرداد کے دل میں کیا تھا۔ وہ کیسے اس سے محبت کر سکتی تھی۔ وہ اس کے ساتھ کبھی سختی سے پیش نہیں آیا تھا، نامحسوس انداز میں اس کا خیال بھی رکھتا تھا، لیکن اس کی زندگی میں افسانے حیدر کی کیا جگہ تھی؟ یہ اس نے کبھی نہیں بتایا تھا۔ تو وہ کیسے اس پر ظاہر ہونے دیتی کہ وہ ہر روز اس کی محبت میں مبتلا ہوتی جا رہی ہے۔۔ وہ بے آواز روتی گئی۔ بے بسی سی بے بسی تھی۔

پیش عشق ای زیبا زیبا

خیلی کوچیکہ دنیا دنیا

بایاد توام ہر جاہر جا

سلطان قلبی

توھستی توھستی

دروازہ ہای دلم را شکستی

:ترجمہ

ایک خوبصورت محبت سے پہلے، خوبصورت محبت

اس چھوٹی سی دنیا کے ہر کونے میں

تمہاری یاد میرے ساتھ ہے ہر جگہ، ہر جگہ

دل کے بادشاہ تم ہو، تم ہو

تم نے میرے دل کا دروازہ توڑ دیا۔۔۔

!! رفتی تو قلبم۔۔

پچھلے دو دن سے وہ اپنے فلیٹ پر تھا۔ فون آف کر رکھا تھا۔ وہ وہاں پر بہت کم آتا تھا۔ اس فلیٹ کا پتا اس کے گھر والوں میں سے کسی کو نہیں تھا۔ وہ جگہ اسے اس لئے پسند تھی کیونکہ وہاں پر کوئی اسے نہیں جانتا تھا۔ نہ ہی اس نے کسی سے رابطے بڑھانے کی کوشش کی تھی کبھی۔

پچھلے دو دن سے وہ فلیٹ سے باہر نہیں نکلا تھا۔ آتے ہوئے اپنے ساتھ جو

کھانے پینے کا سامان لایا تھا بہت کم استعمال ہوا تھا باقی ابھی تک ویسے ہی پڑا تھا۔

اس وقت وہ صوفے پر لیٹا ٹی وی پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ کوئی فنی سا شو لگا ہوا تھا۔ ان ایکٹرز کے مسکراتے چہرے، تماشائیوں کے تالیاں پیٹتے ہاتھ۔۔ وہ بے توجہی سے دیکھ رہا تھا۔ سب لوگ اتنے خوش کیوں تھے۔ کیا ان کی زندگی میں کوئی غم نہیں تھے۔ کائنات ان پر مہربان رہی ہو گی۔ یا پھر وہ بھی ماسک لگا کر گھومتے تھے؟ ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ کسی ایک نقطے پر ذہن فوکس نہیں ہو پا رہا تھا۔

اسے اپنا بچپن یاد آیا۔۔ نئے کھلونوں پر اپنا خوش ہونا یاد آیا۔ ان کھلونوں کے ٹوٹنے پر اپنا رونا یاد آیا۔ اسے کھلونے کبھی کبھار ملتے تھے۔ اور وہ بھی اکثر اس سے چھین لئے جاتے۔ اسے اپنا کھلونا توڑنے پر شکایت کرنا یاد آیا۔ اور

جواب میں چہرے پر پڑنے والے تھپڑ بھی۔ گال پر پڑنے والے تھپڑ روح تک زخمی کر گئے تھے۔

اس کا کزن اس کے کھلونے توڑ دیتا۔ اس کا مذاق اڑاتا، اسے یتیم کہہ کر پکارتا۔ اس کو یہ یقین دلاتا کہ۔۔ کیونکہ وہ یتیم ہے تو اس کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ وہ پوری زندگی سسک کر گزارے گا۔ ایک ایک چیز کے لئے ترسے گا۔ کزن اس سے بڑا تھا۔ وہ نہ اس کا ہاتھ روک سکتا تھا نہ اسے چپ کروا سکتا تھا۔ وہ پٹتا بھی رہتا اور روتا بھی رہتا۔ مار سے زیادہ ان باتوں سے تکلیف ہوتی تھی اسے۔ وہ چھوٹا سا بچہ اپنی عمر سے بڑھ کر برداشت کرنا سیکھ گیا تھا۔ اسے ہر قدم پر احساس دلایا جاتا کہ وہ گندہ خون تھا ان کے خاندان کے قابل نہیں تھا۔ وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھرے اس عورت کو دیکھتا رہ جاتا جو اس پر صرف اس لئے چلا رہی ہوتی تھی کہ وہ اس کے بچوں کے ساتھ کیوں بیٹھا۔ وہ شمسہ خاتون اس کے منہ پر تھپڑ مارتی کہ اس کی اتنی جرات کیسے ہوئی۔ وہ

آتے تھے اسے اپنے بتا نہیں پاتا تھا کہ وہ نہیں جاتا تھا ان کے پاس۔ وہ خود ساتھ کھلانے کا لالچ دے کر اسے مارتے اور شکایت بھی اسی کی جا کر لگاتے تھے۔

اسے وہ عالیشان محل یاد آیا جہاں گھٹنے پیٹ سے جوڑ کر بھوک برداشت کرتے اس کی کئی راتیں گزری تھیں۔ اسے صوفیہ خاتون کی مکاریاں یاد آئیں، جب وہ سزا کا نام لگا کر اس کا کھانا بند کر دیتی تھی۔

اسے وہ زیادہ پرانی بات نہیں لگتی تھی جب اس نے جائیداد میں سے اپنی ماں کا حصہ مانگا تھا تاکہ وہ بزنس کر سکے، اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے، اس بات پر اسے گندہ خون ہونے کے طعنے مارے گئے تھے۔ اس کی ماں نے پسند کی شادی کی تھی، سب کی مخالفت کے باوجود عارفین ہاشم کی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔ اس کی ماں، افسوں رضا، بہت خوبصورت تھی، سبز آنکھیں، مغرور

ناک، ترشے ہوئے ہونٹ، مہرداد کے نقوش میں اپنی ماں کی شباہت تھی، اور قد و قامت میں وہ اپنے باپ عارفین ہاشم پر گیا تھا۔ لیکن اس کے ماں باپ بہت تھوڑی عمر لکھوا کر لائے تھے، اگر وہ ہوتے تو کیا اس شہزادوں کی آن بان رکھنے والے مہرداد پر زندگی تلخ ہوتی؟ کبھی نہیں۔

وہ ڈھیٹ نہیں تھا۔ ہوتا تو سب کچھ زندگی کا حصہ سمجھ کر صبر کر لیتا۔ لیکن ایسا نہیں تھا۔ اسے ہر بات محسوس ہوتی تھی۔ وہ گھنٹوں سوچتا تھا۔

وہ آج جو بھی تھا۔ اس جگہ پر اپنی محنت اور خدا کی مہربانی سے تھا۔ لیکن۔۔ اگر وقت گزر جائے تو کیا پرانے زخم بھول جاتے ہیں؟ زخم بھی وہ جو جسم سے زیادہ روح پر لگے ہوں۔ اسے ان تمانچوں سے آج بھی گال جلتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ وہ نارمل نظر آتا تھا لیکن آج بھی وہ نئے زخم لگنے پر پرانے زخموں کو رونے بیٹھ جاتا تھا۔ ہاں وہ روتا تھا۔ وہ مظبوط نظر آنے والا

مر در وتا تھا۔اس چھوٹے بچے کی طرح جو منہ پر تھپڑ کھا کر بڑی بڑی سبز آنکھوں میں آنسو بھر لاتا تھا۔

اسے اپنے ماں باپ یاد آتے تھے۔ جن کو اس نے صرف تصویروں میں دیکھا تھا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ ماں کا پیار اور باپ کا تحفظ کیا ہوتا ہے۔

ماں باپ کو مرنا نہیں چاہئے۔ان کو نہیں مرنا چاہیے۔ان کے بغیر کوئی پیار کرنے والا نہیں ہوتا۔گلے لگا کر حوصلہ دینے والا نہیں ہوتا۔ غلطی پر ڈانٹنے کے بعد۔۔۔یہ فکر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا کہ اس کا بچہ بھوکا نہ سو جائے۔ زمانے کے سرد گرم سے بچانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ جن بچوں کے ماں باپ نہیں ہوتے ان کے لئے کوئی شیلڈ نہیں بنتا،انہیں خود کو خود بچانا پڑتا ہے۔ رونا بھی آئے تو اپنے آنسو خود پونچھنے پڑتے ہیں۔ڈر لگے تو خود میں سمٹنا پڑتا ہے،ماں کی آغوش میسر نہیں ہوتی کہ جہاں پر اپنا آپ محفوظ لگے۔

اس کی آنکھوں سے آنسو پھسلتے ہوئے کنپٹی میں جذب ہو رہے تھے۔ وہ اٹھ کر بیٹھا منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔ چہرہ گیلا سا محسوس ہوا۔ ایک ہی زاویے پر بنا پلک جھپکے ٹی وی سکرین دیکھنے پر آنکھوں میں پانی بھر آیا تھا شاید۔۔ خود کو توجیہہ پیش کی۔۔ ٹیبل پر رکھے ٹشو باکس سے ٹشو کھینچ کر نکالے۔ سر گھما کر اپنا موبائل تلاش کیا۔

اسے یاد آیا کہ وہ افسانے سے ہونے والی بحث کے بعد سیدھا اس فلیٹ پر آیا تھا۔ اسے افسانے کی باتیں یاد آئیں۔ نئے سرے سے اذیت ہوئی۔

اور لوگوں کی طرح افسانے کو بھی وہ مغرور لگتا تھا۔ وہ دل توڑ دیتا تھا۔ ڈھٹائی کی حد تک بد تمیز تھا۔ کسی بھی سچویشن میں عام لوگوں کی طرح بیہیو نہیں کرتا تھا۔ افسانے یقیناً اسے اپنے بھائیوں سے کمپیئر کرتی ہو گی۔ وہ آریز حیدر

اور رائد بن طلال کی طرح نہیں تھا۔ وہ نارمل لڑکوں جیسا کیسے ہو سکتا تھا جبکہ زندگی اس کے ساتھ نارمل نہیں رہی تھی۔ اگر اسے بھی گھر کا نرم گرم محبتوں بھرا ماحول ملا ہوتا تو وہ بھی نارمل لوگوں جیسا ہوتا۔

لیکن اس سب کے باوجود اس نے خود کو اندھیروں کا مسافر نہیں بننے دیا تھا۔ اس نے اپنے اندر سے اچھائی کو ختم نہیں ہونے دیا تھا۔ جب بھی اس سے کوئی غلطی ہوتی تھی وہ اس کا مداوا اپنے اچھے عمل سے کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ وہ کمپلیکس پرسنالٹی کا شکار تھا۔ بعض اوقات اسے خود سمجھ نہیں آتی تھی کہ اسے کیا چاہیے۔ افسانے کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ اس نے بغیر سوچے سمجھے وہ کیا جو اسے اس وقت ٹھیک لگ رہا تھا۔ وہ اتنی پرفیکٹ تھی کہ اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیسے حاصل کرے اس کو۔ وہ اس کی ساری انفارمیشن اکٹھی کر چکا تھا۔ وہ جانتا تھا اس کی فیملی کے بارے میں اور اس کے دوستوں کے بارے میں، وہ منہ سے بھلے انکار کرتا لیکن اس کا دل جانتا تھا کہ

اسے افسانے حیدر چاہیے تھی۔اس سے نکاح کرتے وقت بھی وہ خود کو دھوکہ دے رہا تھا کہ وہ یہ سب اسے سبق سکھانے کے لئے کر رہا ہے۔اس وقت بھی اسے اندازہ تھا کہ وہ سب کچھ ایک گیم تھا۔لیکن پھر بھی اس نے حیدر زمان کے سامنے اپنی ڈیل رکھی۔کیونکہ اسے افسانے حیدر اپنی زندگی میں چاہیے تھی۔اس بات کا فیصلہ وہ کر چکا تھا۔

جب وہ افسانے سے ملا تھا۔اسے پتا نہیں تھا کہ کیا چیز اسے اس لڑکی کی طرف اٹریکٹ کرتی ہے۔بہت بعد میں اسے احساس ہوا کہ۔۔وہ جو عجیب سی اٹریکشن تھی۔۔وہ احساس۔۔۔وہ لڑکی اسے اپنا گھر لگتی تھی۔نرم گرم محبتوں سے گندھا۔۔۔برف موسم میں سورج کی کرنوں جیسا گھر،وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔وہ اس کے ساتھ اپنا گھر بنانا چاہتا تھا۔وہ گھر جو اسے آج تک نہیں ملا نہیں تھا۔وہ جہاں پر رہتا تھا افسانے کے آنے سے پہلے وہ مکان لگتا تھا۔افسانے کی موجودگی اسے گھر بناتی تھی۔جب پہلی بار وہ اس

کے سینے سے لگی تھی اس کا دل تھم گیا تھا۔اسے لگا جیسے پوری کائنات اس کی بانہوں میں قید ہو گئی ہو۔وہ کیسے اسے جانے دیتا؟اس لمحے اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ یہ لڑکی اسے ہمیشہ کے لئے چاہیے۔وہ اس کی گردن میں سختی سے بازو حمائل کیے اس کے سینے میں منہ چھپائے ہوئے جیسے اس کی جان اپنے قبضے میں لئے ہوئے تھی۔وہ مر جاتا اگر اس کو دور کرتا۔

دست من نیست

قلبوم میلرزہ بی ارادا

اسمش عشقہ

کسی نمیدونہ

اسمش عشقہ

ترجمہ؛

میرے قابو سے باہر میرا دل
غیر ارادی طور پر دھڑکتا ہے

اس کا نام محبت ہے
کوئی نہیں جانتا
اس کا نام محبت ہے

اور وہ کہتی تھی کہ اس نے اس کی زندگی جہنم بنادی ہے، وہ چاہتا ہے کہ وہ مر جائے۔ وہ اس کی سن کر آیا تھا، اس کی باتوں سے زخم زخم ہوتا اپنا دل اسے نہیں دکھا پایا تھا۔ وہ اگر اسے ایسا سمجھتی تھی تو حق بجانب تھی۔ مہرداد نے بھی تو کبھی اسے سچ بتانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اور اپنے عمل سے وہ اس

کے خیالات سچ ثابت کرتا تھا ہمیشہ۔ایسے ہی تو ہوتا تھا وہ اسے رلا دیتا تھا۔نہ چاہتے ہوئے بھی۔

فون مل گیا تھا، سو سے اوپر مسڈ کالز تھیں، فون سائیلنٹ پر تھا تو اسے کالز کا پتا نہیں چلا تھا۔اس نے کال لاگ دیکھا، زینب کے نمبر سے تھیں ساری مسڈ کالز۔وہ جتنے دن مرضی غائب رہتا انہوں نے کبھی اسے اتنی زیادہ کالز نہیں کی تھیں۔

اس نے فوراً زینب کا نمبر ملایا۔بیل جا رہی تھی، وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔ پانچویں بار کال کرنے پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔اس کے کچھ بولنے سے پہلے زینب کی آواز آئی۔

مہرداد کہاں ہو تم۔۔۔افسانے،" وہ رو پڑی تھیں، دو دن سے وہ اس کا نمبر"

ملا رہی تھیں۔

کیا ہوا افسانے کو؟" وہ بھاگ کر جو گرز پہن رہا تھا۔ گاڑی کی چابی اٹھائی۔"

"وہ ٹھیک تو ہے نہ، کچھ تو بتائیں زینب ماں!" وہ بھاگ کر اپارٹمنٹ سے باہر نکلا، اس کا دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینے سے باہر آ جائے گا۔ وہ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا تھا، وہ افسانے کو وہاں ان لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ آیا تھا، وہ لوگ جو اس کے دشمن تھے، وہ اس کی بیوی کے ساتھ کیا کرتے، بہت ساری سوچیں ایک ساتھ حملہ آور ہوئی تھیں، وہ فل سپیڈ پر گاڑی بھگا رہا تھا۔" یا اللہ پلیز، پلیز افسانے کو کچھ نہ ہو، اللہ تعالیٰ پلیز پلیز، وہ لڑکی میری واحد فیملی ہے، اللہ تعالیٰ پلیز اسے کچھ نہ ہو، یا اللہ پلیز، میں کبھی اسے نہیں رلاؤں گا، وہ جو کہے گی کروں گا، وہ واپس جانا چاہے یا جو بھی، لیکن اسے اپنی حفاظت میں رکھیے گا اللہ تعالیٰ۔ پلیز پلیز پلیز، پلیز اللہ تعالیٰ وہ میری فیملی ہے، پوری دنیا میں بہت لوگ ہوں گے لیکن میرے لئے تو صرف ایک وہی

ہے، وہ لڑکی میرا سب کچھ ہے، پلیز اللہ تعالیٰ،۔۔"ڈرائیو کرتے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ شاید آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے لیکن پرواہ کسے تھی، وہ مسلسل دعا کرتے گاڑی کو پوری رفتار پر بھگا رہا تھا۔

مہرداد کے جانے کے اگلے دن وہ آفس جانے کے لئے تیار ہو کر نیچے آئی تو شمسہ خاتون اپنی بیٹیوں کے ساتھ لاونج میں ہی بیٹھی تھیں۔

آفس جا رہی ہو تو مت جانا، عبید منع کر کے گئے ہیں۔" شمسہ کی آواز پر" افسانے کے قدم رکے۔

اور میں ان کی بات کیوں مانوں گی؟"افسانے کو ان کی بات پر حیرت ہوئی،" آنکھیں سکیڑ کر انہیں دیکھا۔

تمہیں ماننی ہو گی۔ کیونکہ یہ تمہارا گھر نہیں ہے۔ یہاں کے ملازم تمہاری" بات نہیں سنتے۔ ڈرائیور کو بھی سختی سے منع کیا ہے عبید نے۔ ان فیکٹ تم بنا اجازت اس گھر سے باہر قدم نہیں رکھو گی۔" بات کرتے ہوئے ان کا اطمینان قابل دید تھا۔ افسانے لب بھینچتے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ لیکن تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس آتی دکھائی دی۔ شمسہ استہزایہ مسکرائیں۔ انہیں پہلے ہی پتا تھا یہ ہو گا۔

کیا ہوا، ڈرائیور نے جانے سے انکار کر دیا کیا؟" وہ طنزیہ مسکرائیں۔ "کہا تھا" "نہ یہ گھر تمہارا نہیں ہے، یہاں کے ملازم تمہاری بات نہیں سنتے۔

"Very well,"

افسانے ضبط سے کہتے وہیں ایک صوفے پر بیٹھی۔

"کیا آپ نے یہ سوچا کہ جب مہرداد کو پتا چلے گا آپ کے ان احکامات کے بارے میں تو اس کا کیا ردعمل ہو گا؟ میں بہو ہوں اس گھر کی، آپ کچھ بھی کہہ لیں، یہ حقیقت بدل نہیں سکتی۔" ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتے اس نے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"مہرداد، وہی مہرداد نہ جس کو کل شام تم نے اپنی زندگی سے چلے جانے کا کہا تھا؟ وہی نہ جس نے تمہاری زندگی جہنم بنادی ہے؟" مسکراتے ہوئے وار کیا گیا۔

"میاں بیوی میں لڑائی ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ آپ کیا ہمارے

bad man- کمرے کے دروازے پر کان لگا کر کھڑی ہوئی تھیں؟

بات کے اختتام پر اس نے سر ہلا کر گویا ان کے مینرز پر افسوس "..ners کیا۔

امریکی ہو نہ تو وہی خصلت ہے تمہاری بھی۔ کیسے ڈھٹائی سے تم یہاں تک " چلی آئی اور اب زبان بھی چلا رہی ہو۔" ان کو تو پتنگے ہی لگ گئے افسانے کی بات پر۔

چچ چچ، مجھے لگا آپ سے اچھی نشست رہے گی، لیکن آپ تو وہی ٹیپیکل " خاتون ہیں جو جواب نہ آنے پر کہہ دیتی ہیں کہ آج کل کی نسل بہت زبان دراز ہے۔" تسلی سے ان کو آگ لگاتے وہ صوفے سے کھڑی ہوئی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ آفس جانا تو کینسل ہو گیا تھا، کچھ ناشتہ ہی کر لیا جائے۔ اپنا ناشتہ لے کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ماں آپ نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں، کتنی بد تمیزی کر کے گئی ہے وہ۔""
شمسہ کی بڑی بیٹی ناراضی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

تھوڑا صبر کرو، اس کی یہ بد تمیزی سود سمیت لوٹا دوں گی۔"آنکھوں میں"
تپش لئے وہ سیڑھیوں کو دیکھ رہی تھیں جہاں اسے افسانے گئی تھی۔

وہ پورا دن اپنے کمرے میں ہی رہی تھی۔لیزے سے بات کی پرانے دن یاد کئے۔لیزے اس سے پوچھ رہی تھی کہ کلیرنس کروانی ہے تو وہ کیلیفورنیا کا چکر کب لگائے گی۔اگلے ہفتے آنے کا کہہ کر اسے مطمئین کیا۔پھر رائد کو کال کی۔اسے نکاح کی مبارکباد دی۔وہ خوش لگ رہا تھا۔افسانے نے ان

خوشیوں کے طویل ہونے کی دعا کی۔ سارا بیگم سے بھی ویڈیو کال پر بات کرتے ہوئے ان کو یقین دلایا کہ وہ بہت خوش ہے اور اسے کوئی پریشانی نہیں ہوئی یہاں ایڈجسٹ ہونے میں۔ آریز سے بات کی تو وہ اسے کام چور ہاؤس وائف بن جانے کا طعنہ مار رہا تھا۔ پھر کچھ ڈاکیومنٹس اسے فارورڈ کئے کہ انہیں سٹڈی کر کے اس کے مین پوائنٹس نکال کر سلائیڈ بنا دے اور ثابت کرے کہ ابھی بھی اس کا ذہن کام کرتا ہے۔ افسانے جانتی تھی وہ جان بوجھ کر اسے چڑا کر اپنا کام اس کے زمہ لگا دیتا تھا۔

شام کو وہ لیپ ٹاپ اور فون لے کر لان میں آ گئی۔ ڈاکیومنٹ پر کام کرتے شام سے رات ہو گئی، اسے ٹھنڈ لگی تو وہ لان سے اٹھ کر لاؤنج میں آئی۔ عبید رضا اور شمسہ اپنے بڑے بیٹے اور بیٹی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ دوسرے بچے نظر نہیں آ رہے تھے، شاید دونیہ لوگوں کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ رضا پہلوی پتا نہیں کہاں ہوتے تھے، ایک ملاقات کے بعد وہ دوبارہ اسے گھر میں

دکھائی نہیں دیے تھے۔وہ ان لوگوں کو اگنور کرتے کمرے میں جانے والی تھی جب عبید رضا نے اسے روکا۔

جی؟" وہ بادل ناخواستہ ان کی طرف مڑی۔"

ادھر بیٹھو، کچھ بات کرنی ہے۔" ان کے کہنے پر وہ صوفے کے کنارے پر" ٹک گئی، لیپ ٹاپ میز پر رکھتے فون اس کے اوپر رکھا۔

تم مزید کتنا عرصہ ہو یہاں پر؟ مطلب مہر داد سے طلاق کب لے رہی" ہو؟" ان کے چبھتے ہوئے سوال پر وہ لب بھینچ گئی۔

آپ ڈائیورس لائیر ہیں؟" اس کے سوال پر اب لب بھینچنے کی باری ان" کی تھی۔

بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔" صاف لگ رہا تھا" انہیں افسانے کی حاضر جوابی پسند نہیں آئی تھی۔

میں نے کوئی بکواس نہیں کی۔اور جو آپ نے پوچھا ہے وہ بہت مضحکہ خیز" سوال ہے میں اس کا کیا جواب دوں؟" مہرداد کے ساتھ رہتے تھوڑی بہت ڈھٹائی تو اس میں بھی آگئی تھی۔

عبید رضا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس تک آئے۔

اٹھو!" اس کے سر پر کھڑے سرد انداز میں حکم دیا۔"

سر اٹھا کر ان کو دیکھتے وہ صوفے سے کھڑی ہوئی۔

اب بتاؤ، تم یہاں سے جانے کا کیا لو گی؟" انہوں نے ڈائریکٹ بات کی۔"

ایک منٹ، آپ سب لوگ مجھ سے ہی کیوں آکر ڈیل کرنے کی کوشش" کرتے ہیں، آپ مہرداد سے بات کیوں نہیں کرتے؟" آنکھیں سکیڑ کر انہیں دیکھا۔

مہرداد بہت اونچی ہواؤں میں ہے، بابا نے اسے سر پر چڑھا رکھا ہے۔ اس" کے پر بھی کاٹیں گے، پہلے تم اپنی بات کرو۔" ان کا لہجہ سرد تھا۔

باشہ، تو آپ کو مہرداد پسند نہیں ہے۔" اس نے سمجھنے والے انداز میں سر" ہلایا۔" پھر اس کی زندگی میں جو بھی ہو آپ کا اس سے کیا لینا دینا؟ وہ کسی سے" بھی شادی کرے۔ یہ آپ کا کنسرن کیوں ہے؟

یہ تمہاری چھوٹی عقل میں نہیں آئے گا۔ تم اپنا سامان باندھو اور یہاں سے جانے کی کرو۔" وہ مڑ گئے۔

میں آپ کو بتاؤں میری چھوٹی عقل کیا کہتی ہے۔" ہاتھ سینے پر باندھتے اس نے ریلیکس انداز میں انہیں پکارا۔ ان کے چلتے قدم رکے، مڑ کر اس لڑکی کو دیکھا۔" رضا پہلوی نے یقیناً وراثت میں سے ایک بڑا حصہ مہرداد کے نام کیا ہو گا۔ اور آپ چونکہ اسے ناپسند کرتے ہیں تو آپ نہیں چاہتے کہ وہ ساری وراثت باہر جائے۔ کیونکہ مہرداد پہلوی خاندان سے نہیں ہے، ایسے مت دیکھیں، مجھے پتا ہے۔" اس نے قدم ان کی طرف بڑھائے۔" اور وہ آپ کہ مرحومہ بہن کا بیٹا ہے تو آپ کو تھوڑا بہت ہی سہی لیکن عزیز ہے۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح مہرداد خاندان میں شادی کر لے۔ بھلے پھر وہ دونیہ ہو یا آپ کی بیٹی۔ ہے نہ؟" وہ ان کے سامنے رکی۔" اس طرح وہ یہیں

کا ہو کر رہ جائے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں آپ کو پتا ہے کہ وہ اتنا قابل ہے کہ وہ اپنے بل بوتے پر بزنس کی دنیا میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ ایسی صورتحال میں اپنی ساری ذہانت اور کاروباری سمجھ بوجھ کے رہتے وہ۔۔۔ یقیناً پہلوی ایمپائر سے الگ ہو جائے گا بشمول اپنے حصے کے، اور آپ کے بیٹوں میں سے کوئی اتنا قابل نہیں ہے کہ وہ مہرداد کے مقابل آ سکے۔ اس لئے آپ کو مہرداد کی ضرورت ہے، میں نے ٹھیک کہا نہ؟" چمکتی سنہری آنکھوں سے انہیں دیکھا۔ وہ زہین تھی، بہت بڑے تعلیمی اداروں سے اپنی ایجوکیشن کمپلیٹ کی تھی، وہ یہاں پر پہلوی ایمپائر کے ہیڈ آفس میں کام کرتی رہی تھی، چند دنوں میں ہی اسے بہت کچھ سمجھ آ گیا تھا۔

وہ قہر آلود نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے، "آپ کے تاثرات بتا رہے ہیں" کہ میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔" افسانے ایک آخری نظر ان پر ڈال کر پلٹ گئی۔ ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ عبید رضا نے بازو سے پکڑ کر اسے واپس کھینچا اور

کھینچ کر سیدھے ہاتھ کا تھپڑ پوری طاقت سے اس کے منہ پر مارا اور بازو چھوڑ دیا۔ وہ تیورا کر نیچے گری۔ سہارے کے لئے صوفے کے ساتھ رکھی چھوٹی میز کو پکڑنا چاہا تو اس پر پر رکھے گلدان کو ہاتھ لگا، گلدان چھناکے کی آواز سے زمین بوس ہوا۔

اس لڑکی کو اس کی سہی جگہ یاد دلاؤ۔ اسے بتاؤ کہ اوقات سے زیادہ علم" خطرناک ہوتا ہے۔" سانپ کی سی پھنکار سے کہتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے چلے گئے۔ افسانے کے کان جھنجھنا اٹھے تھے، یہ اس کی زندگی کا پہلا تھپڑ تھا۔ پورا منہ ہل کر رہ گیا تھا۔

شمسہ استہزایہ اسے دیکھتے اس تک آئیں۔ بالوں سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔

بہت زبان چلتی ہے تمہاری۔ کتنا اچھا ہوتا کہ تم یہاں آنے سے پہلے یہاں"

ہے لوگوں کے بارے میں معلومات لے کر آتی۔ تم ہمارے منہ پر بکواس کرو گی اور ہم تمہارا منہ سلامت رہنے دیں گے۔ہاں؟" منہ اس کے کان کے پاس لاتے سرگوشی کی۔افسانے نے خود کو شمسہ کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا لیکن انہوں نے اس کے بالوں کو زور سے جھٹکا دیا، وہ کراہ کر رہ گئی۔ وہ اسے بالوں سے پکڑے پکڑے کچن تک لے کر گئیں۔اس نے مزاحمت کرنی چاہی تو وہ لڑکی جو پچھلی شام اس سے تلخ باتیں کر چکی تھیں، اس نے افسانے کا بازو مروڑ کر اسے کسی بھی قسم کی مزاحمت سے باز رکھا۔

کچن میں چولہا جل رہا تھا، کھانا پکنے کے آخری مراحل میں تھا۔ ملازمہ انہیں کچن میں آتا دیکھ کر ایک طرف ہٹ گئی۔ وہ اسے چولہے تک لائیں۔

کیا ہوا اگر میں تمہارا یہ خوبصورت چہرہ جلا دوں۔ مہرداد تھوکے گا بھی نہیں" تم پر۔" چلا کر کہتے انہوں نے اسے جلتے چولہے کی طرف جھکایا۔

چھوڑیں مجھے،"افسانے نے پورا زور لگا کر خود کو چولہے کی سمت جھکنے سے" روکا۔

ابھی سے چھوڑ دوں؟" وہ ابلتے ہوئے سوپ کے برتن تک گئیں۔ "کیا ہو" اگر میں یہ ابلتا ہوا سوپ تمہارے سر پر انڈیل دوں؟" شمسہ کی آواز کی سنگینی نے افسانے کو اندر تک خوفزدہ کر دیا۔ آنکھوں میں آنسو آئے۔ اگر انہوں نے ایسا کر دیا؟

مہرداد آپ کو چھوڑے گا نہیں۔" وہ دبی دبی آواز میں چلائی۔"

وہ جب تک آئے گا، تمہارا نام و نشان تک یہاں سے غائب ہو چکا ہو گا۔" یہ" عبید رضا کے بڑے لڑکے کی آواز تھی۔ "کیا کہا تم نے بابا کو، کہ ان بیٹے اتنے

قابل نہیں ہیں کہ مہرداد کے مقابل آسکیں؟" وہ چلتے ہوئے اس تک آیا۔ شمسہ نے افسانے کے بال چھوڑ دیے۔اس لڑکے نے افسانے کو گلے سے پکڑا۔" تمہیں میں بتاؤں کہ میں کس قابل ہوں؟"اس کے گلے پر دباؤ بڑھایا۔افسانے کا سانس بند ہونے لگا۔اس نے پوری مزاحمت کرتے اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی لیکن وہ دباؤ بڑھاتا گیا۔افسانے کی سانسیں اکھڑنے لگیں اور مزاحمت سست ہو گئی تو اس لڑکے نے اس کا گلا چھوڑا۔افسانے گلے پر ہاتھ رکھتے کھانستے ہوئے نیچے جھکی۔وہ تینوں سرد نظروں سے اسے دیکھے گئے۔

ماں ایسا کرتے ہیں اسے مار کر تبریز کے باہر پھینک دیتے ہیں، مہرداد کو کہہ " دیں گے بھاگ گئی۔" وہ لڑکی چہکتے ہوئے اپنی ماں سے کہہ رہی تھی۔

ہاہاہا اچھا آئیڈیا ہے، عمل کیا جا سکتا ہے۔"اس کا بھائی ہنسا۔ شمسہ ابھی کچھ "

کہنے والی تھی کہ۔۔۔

افسانے ایک دم اٹھی اور کاؤنٹر پر رکھی پلیٹ کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس کے ذریعے سوپ کے برتن کو پوری طاقت سے ان تینوں کی طرف دھکیلا۔ برتن اس لڑکے کے پیروں کے پاس گرا۔ ابلتا ہوا سوپ ان کے پیروں کو جلا گیا۔ شمسہ اور اس کی بیٹی چیختے ہوئے پیچھے ہٹیں، وہ لڑکا بھی بے ساختہ پیچھے ہوا۔ افسانے تیزی سے کاؤنٹر پر رکھی گوشت کاٹنے والی چھری تک پہنچی۔ چھری اُٹھاتے بازو لمبا کر کے ان تینوں کو چھری سے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ سوپ کے چھینٹے افسانے کے پیروں تک بھی آئے تھے، لیکن وہ درد سے بے پرواہ اس وقت خود کو ان بے رحم لوگوں کی پہنچ سے دور کرنا چاہتی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ کچن کے دروازے کی طرف بڑھی۔ جیسے ہی دہلیز تک پہنچی وہ

اپنی پوری طاقت سے بھاگتے ہوئے اسٹڈی کی طرف جاتی راہداری کی طرف بھاگی۔ وہ لڑکا اس کے پیچھے آیا تھا۔ وہ اسٹڈی کے دروازے پر پہنچی، اس لڑکے نے بازو بڑھا کر اسے اندر داخل ہونے سے روکنا چاہا لیکن وہ اس سے پہلے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور ٹھاہ کر کے دروازہ بند کر کے جلدی سے لاک لگایا۔ شکر ہے کہ آٹو میٹک لاک تھا جو صرف اندر سے کھلتا تھا۔ وہ لڑکا اب دروازہ بجا رہا تھا۔

افسانے کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔ وہ دروازے سے دور ہٹی اور دروازے کا جائزہ لیا۔ اسے وہاں پر بہت سارے لاک نظر آئے۔ اس نے وہ سارے لاک لگائے اور ونڈو کی طرف بڑھی۔ گلاس ونڈو کا دروازہ اندر سے لاک تھا۔ اسے دیکھ کر افسانے کو اتنا اندازہ ہو گیا کہ سیف لاک تھا، وہ باہر سے نہیں کھل سکتا تھا۔ اس نے ساری اسٹڈی کو ایک نظر دیکھا، کہیں کوئی اور ونڈو تو نہیں تھی۔ اسٹڈی سے اٹیچ باتھ روم کا دروازہ کھول کر اس کا بھی جائزہ

لیا کہیں کوئی ڈبل ڈور تو نہیں تھا۔

وہ واپس اسٹڈی میں آئی، باتھ روم کا دروازہ کھلا رہنے دیا۔ تاکہ اگر وہ لوگ اسٹڈی کا دروازہ کھول لیتے ہیں تو وہ بھاگ کر باتھ روم میں چھپ سکے۔ وہ کانپتے جسم کے ساتھ باتھ روم کے ساتھ دیوار سے لگ کر بیٹھی۔ دونوں بازو گھٹنوں کے گرد باندھے وہ خوفزدہ نظروں سے اسٹڈی کے دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ لڑکا ابھی تک دروازہ بجا رہا تھا۔ شمسہ کی بھی آواز آ رہی تھی۔ وہ اونچا اونچا بولتے ہوئے افسانے کو کوس رہی تھی۔ پھر وہ لوگ چلے گئے، شاید چابی ڈھونڈنے گئے تھے۔ افسانے چوکس ہو کر بیٹھ گئی ادھر وہ لاک کھولیں اور ادھر وہ باتھ روم میں لاک ہو جائے۔ وہ لوگ پھر آئے، شاید چابی نہیں ملی تھی۔ اونچی آواز میں اسے دروازہ کھولنے کا کہا۔ افسانے نے اٹھ کر میز پر رکھا پیپر نائف اٹھایا اور واپس دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھی۔ تھوڑی دیر بعد آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ خاموشی چھا گئی۔ وہ وہیں سہمے ہوئے انداز میں ابھی

بھی دروازے کو دیکھ رہی تھی۔وہ خوفزدہ تھی۔

مہرداد کہاں ہو؟ پلیز آجاؤ۔" بے بسی سے کہتے آنسوں ٹپ ٹپ اس کی" آنکھوں سے گر رہے تھے۔

زینب کبریٰ کے گھر پر تھیں۔انہیں رہ رہ کر افسانے کا خیال آرہا تھا۔انہوں نے مہرداد کو کالز کیں۔ لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔انہوں نے دل ہی دل میں اس بچی کی سلامتی کی دعا کی۔وہ شمسہ کو جانتی تھیں۔وہ جانتی تھیں کہ وہ جانی نقصان نہیں پہنچائے گی افسانے کو لیکن جسمانی تکلیف جس حد تک ہو وہ وہ دینے کی کوشش کرے گی۔انہیں پتا تھا وہ لوگ افسانے کو ڈرائیں گے تاکہ وہ خود ہی یہ ملک چھوڑ جائے۔پھر بھی وہ پر سکون نہیں رہ سکتی تھیں۔انہوں

نے کبریٰ سے کہا کہ وہ ڈرائیور کو ان کے ساتھ بھیجیں وہ واپس جانا چاہتی ہیں۔ لیکن کبریٰ نے کہا کہ اس وقت جانا ٹھیک نہیں وہ صبح ہوتے ہی انہیں واپس بھجوادیں گی۔ زینب ان کی بات مان تو گئی تھیں لیکن وہ وقفے وقفے سے مہرداد کا نمبر ملا رہی تھیں۔ پتا نہیں کہاں تھا یہ لڑکا۔

کتنی دیر سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے سے پورا جسم اکڑ گیا تھا۔ وہ آہستہ سے اٹھی اور کمرے میں دائیں بائیں چکر لگا کر ٹانگوں کو سیدھا کیا۔ اسی وقت دروازہ بجا۔

اے لڑکی سنو۔!" شمسہ کی کرخت آواز آئی۔ "ہم چاہیں تو لاک توڑ کر" اندر آجائیں۔ لیکن میں تمہیں موقع دے رہی ہوں کہ تم خود باہر آجاؤ۔ ہم

تمہیں کچھ نہیں کہیں گے، تم اپنا سامان اٹھاؤ اور اس گھر سے چلی جاؤ۔ دوبارہ واپس مت آنا یہاں۔ بولو منظور ہے؟" ان کی بات پر افسانے چپ کر کے دروازے کو دیکھتی رہی۔

مہرداد کو بلائیں۔" بولی تو آواز میں خراشیں تھیں۔"

مہرداد نہیں آئے گا۔ وہ جب غائب ہوتا ہے تو مہینوں واپس نہیں آتا۔ تم" "فیصلہ کر لو۔ صبح تک کا وقت ہے، پھر ہم دروازا توڑ دیں گے۔

مہرداد کو بلائیں۔" ان کی بات کے جواب میں افسانے کی ایک ہی تکرار" تھی۔ وہ بڑبڑا کر دو چار گالیوں سے افسانے کو نوازتے واپس چلی گئیں۔

افسانے کا فون تو لیپ ٹاپ کے ساتھ وہیں لاؤنج میں پڑا رہ گیا تھا۔ اسٹڈی کا

لینڈ لائن فون کام نہیں کر رہا تھا۔ شاید باہر سے انہوں نے کنیکشن کاٹ دیا تھا۔ اسے ٹھنڈ لگ رہی تھی۔ وہاں موجود دیوار گیر کبرڈ سے اسے ایک چھوٹا کمبل مل گیا تھا۔ ہیٹر بھی موجود تھا۔ اس نے ہیٹر چلا کر کمبل اپنے گرد لپیٹا اور وہاں پڑے صوفے پر سمٹ کر بیٹھ گئی۔ عبید رضا کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ کی وجہ سے دایاں گال سوج گیا تھا۔ سر بھی درد کر رہا تھا، شمسہ نے جان بوجھ کر بالوں کو جھٹکے دیئے تھے۔

مہر داد کہاں چلے گئے ہو۔ واپس آجاؤ یار۔" بے بسی سے کہتے اس نے سر" صوفے کی پشت سے ٹکایا۔ اس نے اپنے گھر والوں کو یاد کرنا چاہا۔ وہ سب لوگ اس وقت آرمینے اور رائد کے نکاح کی تیاریوں میں ہوں گے۔ سب ایک ساتھ اکٹھے ہوں گے۔ کیا وہ اسے یاد کر رہے ہوں گے۔ کیا انہوں نے اسے کال کی ہو گی۔ نہیں، وہ سمجھے ہوں گے وہ اس وقت سو رہی ہو گی۔ ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے۔ گھر والوں کو سوچتے اس کے خیال کی رو واپس

مہرداد کی طرف بھٹکی۔

وہ اسے بے طرح یاد آ رہا تھا۔اسے وہ رات یاد آئی جب وہ بخار میں پوری رات اس کا خیال رکھتا رہا تھا۔اس کے سینے سے لگ کر کتنے تحفظ کا احساس ہوتا تھا۔اس وقت اس صوفے پر سمٹ کر بیٹھے اسے اپنے محرم کی موجودگی سے محسوس ہونے والے تحفظ کا احساس یاد آیا۔وہ کیوں چلا گیا تھا۔اسے نہیں جانا چاہیے تھا۔دیوار پر لگی گھڑی تین بجا رہی تھی۔اس کی آنکھیں نیند کے بھار سے بوجھل ہوتی بند ہو گئیں۔"مہرداد کہاں ہو تم۔۔۔"ذہن میں آخری خیال بھی اسی کا تھا۔

گفتم و می گم

بدون تو می میرم

تو که نیستی من از کی

سراغتو بگیرم

دلم چی بی قراره

نشو نیتی نداره

ترجمہ:

میں نے تم سے کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں

تمہارے بغیر میں مر جاؤں گا

جب تم مجھے چھوڑ جاؤ گے

میں تمہارے بارے میں کس سے پوچھوں گا؟

یہ دل بہت بے قرار ہے

لیکن تمہارا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔۔۔

دروازہ دھڑ دھڑایا جا رہا تھا۔افسانے ادھ کھلی آنکھوں سے تیزی سے اٹھ کر بیٹھی۔دہل کر دروازے کو دیکھا۔

افسانے بی بی میں ہوں سکینہ، دروازہ کھولیں۔" ملازمہ کی محتاط سی آواز پر" افسانے دروازے کی طرف گئی۔ صبح کے سات بج رہے تھے۔

مہرداد آگیا؟" سکینہ سے پوچھتے ہوئے اس نے دل میں دعا کی کہ وہ آگیا ہو۔"

نہیں۔ وہ نہیں آئے۔ آپ باہر آجائیں۔" افسانے بنا جواب دیے واپس" صوفے پر آکر بیٹھی۔ سکینہ تھوڑی دیر دروازہ بجا بجا کر چلی گئی۔

مہرداد کب آؤ گے۔" بولتے ہوئے گلا درد کر رہا تھا، اس لڑکے نے بہت" بے رحم انداز میں اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تھی۔ گھٹنوں میں سر دیے اس نے جلتی آنکھیں بند کیں۔

زینب کو کبریٰ خاتون کا ڈرائیور نو بجے گھر کے باہر ڈراپ کر کے واپس چلا گیا۔زینب گھر کے اندر داخل ہوئیں تو شمسہ لاؤنج میں ہی بیٹھی تھیں۔

بہت جلدی واپس آگئی تم۔"زینب کے سلام کے جواب میں شمسہ چبھتے" ہوئے لہجے میں بولیں۔

آنا ہی تھا، ہمیشہ کے لئے تھوڑی گئی تھی۔"انہوں نے سادگی سے کہا۔"

ماں، وہ لڑکی ابھی تک نکلی نہیں اسٹڈی سے۔میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔" میرا پورا پاؤں جل گیا ہے۔آپ نے روک دیا ورنہ ابھی تک کسی لاک میکر کو بلوا کر دروازہ کھلوا لیا ہوتا میں نے۔"شمسہ کی بڑی بیٹی صالحہ غصے سے بولتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئی۔

ہم نے اسے اچھا سبق سکھا دیا ہے۔اب دیکھنا عبید خود آ کر اس سے بات "
"کریں گے تو اس لڑکی کو یہاں سے جانا ہی پڑے گا۔

زینب خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن رہ تھیں، انہوں نے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے۔

اسٹڈی روم میں چھپی بیٹھی ہے تمہاری چہیتی۔رات سے وہیں ہے۔" شمسہ "
سے انہیں اوپر جاتے دیکھ کر کہا۔

"اسٹڈی لیکن کیوں؟"

خوامخواہ، ہم نے تو بس آرام سے اتنا پوچھا تھا کہ یہاں سے کب جاؤ گی۔وہ"

محترمہ میری بیٹی اور مجھ پر گرم سوپ پھینک کر اسٹڈی روم میں چھپ گئی۔ تم ادھر آؤ دکھاؤ زیادہ تو نہیں جلا؟" کندھے اچکا کر کہتے وہ صالحہ کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

زینب اسٹڈی روم کی طرف بڑھ گئیں۔انہوں نے دروازے پر دستک "
"!دی۔"افسانے

زینب آنٹی۔۔مہرداد کو بلائیں!"زینب کی آواز سن کر آنکھیں آنسوں سے "
بھر گئیں۔"داد کو بلادیں پلیز،"ٹپ ٹپ کر کے گرتے آنسوؤں کے
درمیان وہ بھرائی آواز میں بولی۔

افسانے بیٹا دروازہ کھولو۔مجھے تمہیں دیکھنا ہے۔تم ٹھیک ہو نا؟"زینب کی "
فکر مند سی آواز آئی۔

مہرداد کو بلادیں۔ کوئی تو اسے بلادو۔" پوری رات رو رو کر گلا بیٹھ گیا تھا، اب تو آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

افسانے میری بات سنو۔ سب ٹھیک ہے، کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔" میں ہوں ادھر۔ تم دروازہ کھولو۔" زینب کو وہ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

آپ نہیں تھیں۔ کوئی بھی نہیں تھا۔ یہاں کوئی نہیں ہے میرا۔" وہ وہیں" دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ مہرداد کو بلادیں، اسے کہیں افسانے بلا رہی ہے، وہ آجائے گا، پلیز اسے بلادیں۔" وہ روتے ہوئے ایک ہی بات کی تکرار کئے جا رہی تھی۔

زینب دروازہ بجا بجا کر تھک ہار کر واپس آ گئیں۔

نہیں کھولا نہ دروازہ اس ڈرامے باز لڑکی نے۔ بھئی ایسا بھی کیا ہو گیا۔ زرا" سی بات ہی کی تھی، اس کے ڈرامے ہی ختم نہیں ہو رہے۔ ہونہہ۔" نخوت سے ناک چڑھا کر کہتے وہ پلیٹ میں رکھے فروٹس سے انصاف کر رہی تھیں۔

دوپہر ڈھلنے والی تھی جب آخر کار مہرداد کا نمبر زینب کے فون کی سکرین پر جگمگایا۔ وہ اس سے بات کرتے ہوئے رو پڑی تھیں۔ وہ صرف افسانے کا نام لے پائی تھیں، دوسری طرف وہ پریشان ہو گیا تھا۔ انہوں نے بس اتنا کہا کہ وہ جلدی سے وہاں آ جائے اور کال بند کر دی کیونکہ اسی وقت رضا پہلوی کی آمد ہوئی۔ ان کے ساتھ ازلان رضا اور عبید رضا بھی تھے۔ وہ سلام دعا کر کے سیدھا اپنی اسٹڈی کی طرف گئے۔ لیکن دروازہ لاک تھا۔ انہوں نے

سکینہ کو بلایا۔

"دروازہ کیوں لاک ہے؟"

وہ افسانے بی بی اندر ہیں۔" سکینہ نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔"

"وہ یہاں کیا کر رہی ہے؟"

اس لڑکی نے گرم سوپ کا پتیلا مجھ پر اور میرے بچوں پر پھینکا۔ پھر اسٹڈی" میں چھپ گئی۔ شہروز اور صالحہ کا پورا پیر جل گیا ہے۔" شمسہ سے جلدی جلدی جواب دیا۔ عبید رضا نے شمسہ کی طرف دیکھا اور مسکرائے۔ وہ لڑکی، مہرداد کی بیوی، ڈر کے مارے رات سے اسٹڈی میں چھپی ہوئی تھی اس سے ثابت ہوتا تھا کہ شمسہ اسے ڈرانے میں کامیاب ٹھہری تھیں۔

شمسہ کی بات سنتے رضا پہلوی نے جیب میں ہاتھ مار کر چابیاں نکالنی چاہیں۔ لیکن انہیں یاد آیا کہ چابیاں گاڑی میں رہ گئیں تھیں۔ "ایکسٹرا کیز لاؤ۔" انہوں نے سکینہ کو حکم دیا۔

صالحہ فوراً چابیاں لے آئی۔ شمسہ نے گھور کر اسے دیکھا۔ رات جب انہوں نے اس سے ایکسٹرا کیز مانگی تھیں تو اس نے کہا تھا کہ اسٹڈی کی ایکسٹرا کیز نہیں تھیں۔ صالحہ نے ان کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔

افسانے ان سب کی آوازیں سن رہی تھی۔ اس نے کمرے کا دروازا کھلنے کی آواز سنی اور بھاگ کر واش روم میں بند ہوتے دروازہ لاک کیا۔

رضا پہلوی نے اسے بھاگ کر واش روم میں چھپتے دیکھ لیا تھا۔

اے لڑکی باہر نکلو۔"انہوں نے باآواز بلند اسے باہر بلایا۔افسانے نے کوئی" جواب نہیں دیا۔"لڑکی میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ باہر آؤ۔ہمیں بات "کرنے کی ضرورت ہے۔باہر آؤ۔

جب تک میرا شوہر نہیں آتا میں باہر نہیں نکلوں گی۔پہلے مہرداد کو بلائیں،" پھر ہو گی جو بھی بات ہے۔"پوری کوشش کر کے افسانے نے آواز کو کپکپانے سے روکا۔رضا پہلوی جھنجھلا کر اسٹڈی روم سے باہر آئے۔

زینب اسے باہر نکالو کسی طرح۔"زینب سے کہہ کر وہ لاؤنج کی طرف بڑھ" گئے۔زینب ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئیں۔

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے، شہروز بتا رہا تھا کہ کس طرح وہ کچن میں پانی پینے گیا جب اس لڑکی نے سوپ ان پر گرایا۔اسی وقت مہرداد کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔وہ ہارن پر ہاتھ رکھ کر ہٹانا بھول گیا تھا شاید۔ایک منٹ بعد وہ بھاگتے قدموں سے لاؤنج میں داخل ہوا۔ان سب کو دیکھ کر اس کی نظروں نے افسانے کو تلاشا۔وہ وہاں نہیں تھی۔

افسانے کہاں ہے؟" وہ زینب کی طرف بڑھا۔"

سلام دعا بھول گئے ہو تم؟" رضا پہلوی نے طنز کرتے غور سے اس کا حلیہ" دیکھا۔ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ جنگلوں کی خاک چھان کر آرہا ہو۔بکھرا حلیہ، بے ترتیب بال، سرخ پڑتی آنکھیں۔

افسانے کہاں ہے؟" وہ رضا پہلوی کی طرف مڑا۔ایک سیکنڈ ان کے جواب" کا انتظار کیا پھر سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ اسٹڈی روم میں ہے۔" زینب کی بات پر وہ اسٹڈی کی طرف بڑھ گیا۔" قدموں میں تیزی تھی۔وہ کافی حد تک خود پر قابو پا چکا تھا۔وہ تمام راستہ اس کی سلامتی کی دعائیں کرتا آیا تھا۔اب وہ جلد از جلد اسے اپنے سامنے دیکھنا چاھتا تھا۔ سہی سلامت۔

وہ اسٹڈی روم میں داخل ہوا۔افسانے کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔

افسانے!" ادھر اُدھر دیکھتے اس نے زور سے اس کا نام پکارا۔دل کی" دھڑکن سست پڑ رہی تھی۔" افسانے!" اس کا نام لیتے وہ مرنے والا ہو رہا تھا۔

مہرداد!"افسانے کی آواز پر وہ پلٹا، وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔چند سیکنڈ" وہ اسے دیکھتا رہا۔"کہاں تھے تم؟ میں نے تمہیں اتنا بلایا۔"افسانے کی آنکھیں نم ہوئیں۔وہ دو قدم کا فاصلہ طے کرتے تیزی سے اسکی طرف بڑھا اور اسے گلے لگایا۔مظبوطی سے۔افسانے نے بھی دونوں بازوں کا حصار اس کے گرد باندھتے اس کے سینے میں منہ چھپایا۔ایک آنسو مہرداد کی آنکھ سے ٹوٹ کر افسانے کے بالوں میں گم ہو گیا۔وہ ٹھیک تھی،اس کے پاس تھی، اس کا دل تشکر کے احساس سے بھر گیا۔

کچھ دیر اس کی موجودگی محسوس کرنے کے بعد افسانے نے اس کے سینے سے سر اُٹھایا۔

تم کہاں تھے؟"مہرداد نے اس کی رو رو کر سوجی آنکھیں دیکھیں۔"

تم نے کہا تھا چلے جاؤ۔"اس کے بال کان کے پیچھے کرتے اس نے غور سے" اس کا سوجا ہوا گال دیکھا۔

تو کیا ضروری ہے کہ تم میری ہر بات مانو۔ تم ان لوگوں میں مجھے اکیلا چھوڑ" "کر چلے گئے تھے۔

آئندہ کبھی اکیلا چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ جہاں بھی جائیں گے ساتھ جائیں" گے۔"ہاتھ بڑھا اس کا چہرہ اونچا کرتے جائزہ لیا۔ گردن پر بھی نشان تھے۔ جیسے کسی نے سخت ہاتھوں سے گلے سے پکڑا ہو۔

وعدہ کرو۔"افسانے نے زکام زدہ سانس کھینچی۔"

وعدہ۔"انگوٹھااس کی گردن کے نشان پر پھیرا۔"کس نے کیا یہ؟اس کا" لہجہ سپاٹ تھا۔

تمہیں بخار ہے؟"اس کی گرم سانسیں اور ہاتھوں سے نکلتی تپش اسے" واضح طور پر محسوس ہوئی۔

کس نے کیا یہ؟"اس نے اپنا سوال دہرایا۔"

مجھے یہاں نہیں رہنا۔تم مجھے کہیں اور لے جاؤ۔اس گھر سے دور۔" بہتے" آنسوں میں بمشکل اس نے بات پوری کی۔

لے جاؤں گا۔پہلے بتاؤ تم پر ہاتھ کس نے اٹھایا؟"دونوں ہاتھ نرمی سے اس" کے رخساروں پر رکھتے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

وہ عبید رضا نے تھپڑ مارا، یہاں" چہرہ موڑ کر دایاں گال دکھایا۔"اس" عورت نے ادھر بالوں سے پکڑا۔" گردن کے پیچھے بالوں پر ہاتھ رکھا۔ "اس لڑکے نے ادھر سے پکڑا،" گلے پر ہاتھ رکھتے اسے بتایا۔" وہی لڑکا جس کی آنکھ کے نیچے کٹ ہے۔اس نے گلا دبایا میرا سانس بند ہوتا تھا۔" بھرائی آواز میں ہچکیوں کے ساتھ بات مکمل کی۔مہرداد کی گردن کی رگیں تن گئیں۔

تم سامان پیک کرو ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔"اس کا گال تھپک کر وہ" دروازے کی طرف بڑھا۔

میں باہر نہیں جاؤں گی۔" وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔مہرداد نے غور سے اس کا" خوفزدہ ہونا دیکھا۔پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی طرف بڑھا۔"میں تمہارے

"ساتھ ہوں۔ تم آؤ۔

وہ لاؤنج میں پہنچا تو سامنے ہی عبید رضا ازلان رضا کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، مہرداد کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہیں جیسے پرواہ ہی نہیں تھی جو کچھ بھی ہوا تھا۔ مہرداد نے نظر گھما کر شمسہ کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ اس سے نظر ملنے پر استہزایہ مسکرائیں۔ شہروز کو مہرداد کے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔ لیکن اسے تسلی تھی کہ وہ رضا پہلوی کے سامنے اسے کچھ نہیں کہہ سکے گا۔

افسانے کا ہاتھ نرمی سے تھپک کر چھوڑتے وہ سیدھا شہروز کی جانب بڑھا۔ گلے سے پکڑ کر اسے صوفے سے اٹھایا، راستے میں پڑی ٹیبل کو ٹھوکر مار کر ہٹاتے شہروز کو گھسیٹتے ہوئے دیوار تک لایا اور پوری طاقت سے اسے دیوار سے لگایا۔

ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی، ہاں۔۔ہمت کیسے ہوئی۔""

اس کی آواز اتنی بلند تو ضرور تھی کہ کچن میں کام کرتے ملازموں تک نے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھا۔رضا پہلوی اور باقی سب دہل کر اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

مہرداد نے بائیں ہاتھ سے گریبان سے پکڑ کر شہروز کو کھینچا اور دائیں ہاتھ کا زوردار مکا اس کے منہ پر مارا۔اور دربارہ دیوار کے ساتھ لگایا۔

میری بیوی پر ہاتھ اٹھایا تم نے ہاں۔"ایک اور زوردار مکا اس کے جبڑے پر" مارا۔شہروز کے منہ سے خون بہہ نکلا،دیوار کے ساتھ لگانے سے پیٹھ پر دھکا لگا تو سینے میں دل کی جگہ پر درد ہوا۔اس کے چہرے سے نظر آتا تھا وہ اذیت میں تھا۔

عبید روکیں اسے، یہ میرے بیٹے کو مار دے گا۔" شمسہ کی چیختی ہوئی آواز پر" عبید اور ازلان رضا مہرداد کو روکنے کے لیے اس کی طرف بڑھے۔

مہرداد، چھوڑو اسے۔" وہ دونوں شہروز کو مہرداد کی گرفت سب چھڑانے" کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن جتنا وہ اسے کا بازو پکڑ کر پیچھے ہٹاتے وہ اتنے زور سے ہاتھ کا دباؤ شہروز کے گلے پر بڑھاتا جا رہا تھا۔ شہروز کے نرخرے سے عجیب سی آواز نکل رہی تھی۔ اس کا سانس بند ہو رہا تھا، آنکھوں سے پانی بہہ نکلا تھا۔ چہرے کی رگیں پھول گئی تھیں۔ شمسہ دل پر ہاتھ رکھتے زمین پر بیٹھتی چلی گئیں۔ "مہرداد!" رضا پہلوی چلاتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ اسے پیچھے ہٹانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ تو جیسے بہرا ہو چکا تھا۔ دیوار کے ساتھ لگے شہروز کے پیر زمین سے اوپر اٹھ گئے تھے وہ پھانسی گھاٹ پر لٹکے وجود کی طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ اگر کچھ دیر اور مہرداد اسے ایسے ہی پکڑے

رہتا تو اس کی سانسیں ٹوٹ کر اس دنیا سے اس کا رابطہ منقطع کر دیتیں۔

"مہرداد، چھوڑ دو اسے۔" زینب کی فریادی آواز بھی اس تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ ازلان اور عبید مل کر مہرداد کو کھینچ کر پیچھے ہٹا رہے تھے لیکن وہ پاؤں زمین پر جمائے ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔

افسانے بے یقینی سے مہرداد کا جنونی انداز دیکھ رہی تھی۔ وہ اس لڑکے کو جان سے مارنے کے درپے تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔

ہٹیں، پیچھے ہٹیں۔" ازلان اور عبید کو ہاتھوں سے پیچھے ہٹاتے ہوئے وہ" مہرداد تک پہنچی۔

اسے کہو چھوڑ دے میرے بیٹے کو۔" شمسہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔"

مہرداد، رکو، چھوڑو اسے۔" اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے اسے آواز دی۔"

"مہرداد!" وہ اس کے بازو کے نیچے سے ہو کر اس کے سامنے ہوئی اور پیر مہرداد کے پیروں پر رکھتے دونوں ہاتھ اس کے بالوں میں پھنساتے اس کی گردن میں منہ چھپایا۔ "مہرداد!" اس کا نام لیتے بالوں پر گرفت ہلکی سی مظبوط کی اور منہ مزید اس کی گردن میں گھسیڑا۔

مہرداد کی گرفت شہروز پر ڈھیلی ہوئی۔ اسے چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹا۔ شہروز پورے قد سے فرش پر آ رہا۔ ازلان اور عبید شہروز پر جھکے، ہاتھ لگا کر چیک کیا، سانسیں چل رہی تھیں۔ انہوں نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔

مہرداد نے دونوں ہاتھ افسانے کے گرد باندھتے ٹھوڑی اس کی کندھے پر ٹکائے شمسہ اور عبید کو شہروز کو اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھا۔

افسانے کو خود سے الگ کیا۔اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے جھک کر اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا۔"جاؤ کمرے سے ضروری سامان لے کر آؤ اپنا۔جاؤ شاباش۔"نرمی سے کہتے اس کا گال تھپتھپایا۔"سکینہ تم ساتھ جاؤ۔"

یہ لوگ تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔"افسانے کی آنکھوں میں خوف تھا۔"

کچھ نہیں کہتے، تمہیں جو کہا ہے وہ کرو۔جاؤ شاباش۔"سکینہ کو اسے لے جانے کا اشارہ کیا۔افسانے سکینہ کے ساتھ چلی گئی تو وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہوا۔

تم پاگل ہو؟"رضا پہلوی نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔"

آپ کو آج پتا چلا ہے؟" بے نیازی سے کہتے وہ صوفے کی طرف بڑھا۔"

خدا تم سے پوچھے مہرداد، کیا حال کر دیا ہے میرے بیٹے کا۔" شمسہ کی چلاتی" ہوئی آواز پر مہرداد نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

میری بیوی کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹنے سے پہلے آپ کو سوچنا چاہیے تھا کہ" آپ کی بھی اولاد ہے اور اس کا حال بھی بگاڑا جا سکتا ہے۔" اطمینان بھرے لہجے کے برعکس آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

مہرداد تم حد سے بڑھ رہے ہو۔" عبید رضا کی غراہٹ پر مہرداد نے نظریں" ان کی طرف گھمائیں۔

جسے آپ حد کہہ رہے ہیں یہ صرف ٹریلر تھا۔ آپ کو کیا لگتا ہے بس اتنے"

سے میں چھوڑ دوں گا؟اوں ہوں، جتنی اذیت میری بیوی نے جھیلی ہے اس کا حساب دینا پڑے گا آپ سب کو۔آپ نے میری بیوی پر ہاتھ اٹھایا، میں کبھی نہیں بھولوں گا، آپ بھی یاد رکھیے گا۔"اس کے لہجہ تبریز میں پڑتی برف جیسا سرد تھا۔

تم اس کل کی آئی لڑکی کے لئے اپنے ماموں کو دھمکی دے رہے ہو؟شرم" لحاظ بالکل ہی ختم ہو گیا ہے تمہارے اندر سے۔"ازلان رضا نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

کوئی آپ کی فیملی پر اٹیک کرے، آپ اسے شرم لحاظ دکھائیں گے؟اس" کے ہاتھ پاؤں نہیں توڑیں گے؟"اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔ رضا پہلوی بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھے اسے سب کو دوبدو جواب دیتے دیکھ رہے تھے۔مہرداد کا یہ انداز انہوں نے پہلی بار دیکھا تھا۔انہیں اس کی

آنکھوں میں وہی بغاوت نظر آرہی تھی جو انہوں نے برسوں پہلے افسوں رضا کی آنکھوں میں دیکھی تھی۔ یہ وہ بغاوت تھی جو محبت کی مٹی سے نمو پاتی تھی۔ یہ وہ محبت تھی جو بے خوف کر دیتی تھی، نڈر بنا دیتی تھی۔ مہرداد کے لہجے میں سلگتی محبت کی تپش ان کو محسوس ہو گئی تھی۔ انہیں شک تو پہلے ہی تھا آج یقین ہو گیا تھا کہ مہرداد نے انہیں جو کہانی بنا کر سنائی تھی اس شادی کے حوالے سے وہ ساری جھوٹ پر مبنی تھی۔

"یہ معاملہ یہیں ختم کرو سب۔ اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔ ابھی شہروز کو ہاسپٹل لے کر چلو۔"

"یہ ختم نہیں ہوا۔ تمہیں اس کا بدلہ چکانا پڑے گا۔ تم نکلو یہاں سے باہر، تم اپنا حشر دیکھنا۔" عبید کے لہجے میں واضح دھمکی تھی۔

اووووتو آپ میرے پیچھے غنڈے لگائیں گے۔"ہونٹ گول کر کے بولتے"
اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

کون روکے گا مجھے اگر میں ایسا کروں تو؟ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہے"
تھے۔ تم تبریز سے باہر بھی نہیں جا سکو گے اگر میں نہ چاہوں۔"ان کے
سنگین لہجے پر رضا پہلوی نے بیٹے کو افسوس سے دیکھا۔

عبید! مت بھولو وہ بھانجا ہے تمہارا، بچوں کی آپس میں لڑائی ہو جاتی ہے"
اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم اسے دھمکیاں دو۔"رضا پہلوی نے بیٹے کو تنبیہہ
کی۔ جبکہ مہرداد چپ کر کے عبید رضا کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں میں تپش تھی۔

بابا آپ اس میں مت پڑیں۔ آپ کو تو کبھی اس کی کوئی غلطی نظر نہیں"
آتی۔ افسوں کو بھی آپ نے ایسے ہی سر پر چڑھا رکھا تھا۔ کیا کیا تھا پھر اس

نے، بھول گئے؟ آپ کی مرضی پر اپنی پسند کو ترجیح دی تھی، آپ کو زندگی میں پہلی بار اپنی دی ہوئی زبان سے پھرنا پڑا تھا۔ بھول گئے وہ سبکی جو کبیر کے رشتے کو انکار کر کے اپنا قول جھوٹا کرنے پر برداشت کرنی پڑی تھی۔" عبید رضا نے پرانی بات کا حوالہ دیا جب افسوں نے اپنی مرضی سے عارفین ہاشم کا انتخاب کیا تھا اور رضا پہلوی کے طے کئے گئے رشتے سے انکار کیا تھا۔

افسانے بیگ لے کر سیڑھیوں کے دہانے تک آئی۔ سر جھکا کر نیچے دیکھا۔" اسے ماحول سنگین محسوس ہوا۔ بے تاثر چہرے کے ساتھ بیٹھے رضا پہلوی، زمین پر خون آلود منہ کے ساتھ لیٹا شہروز، اس کے ساتھ بیٹھے شمسہ اور ازلان، تیز تیز بولتے عبید رضا، چپ کر کے ان کو گھورتا مہرداد۔ یہ عبید رضا بھی عجیب شخص تھے۔ ڈیفنس تک کرنا نہیں آتا تھا۔ کیسے مہرداد کو کھینچ کھینچ کر ہٹا رہے تھے کوئی چیز اٹھا کر اس کے سر پر مارتے وہ خود ہی چھوڑ دیتا اس لڑکے کو، ذہن میں آئی سوچ پر بے ساختہ استغفر اللہ پڑھا۔ حد ہو گئی اپنے

شوہر کے بارے میں ایسا خیال۔ لیکن گدگدی تو کر سکتے تھے تب بھی وہ چھوڑ دیتا اس لڑکے کو۔ ایک اور سوچ دماغ میں آئی۔ اس نے ہڑبڑا کر دوبارہ استغفر اللہ پڑھا اور دھیان ان کی آوازوں پر لگایا۔

عبید تم پرانی باتوں کو درمیان میں مت لاؤ۔ غلطی تم سب کی ہے تم لوگوں" نے کیوں اس کی بیوی پر ہاتھ اٹھایا؟ اس لڑکی سے معذرت کر لو اور بات ختم کرو۔" ڈپٹنے والے انداز میں کہتے انہوں نے معاملہ سلجھانے کی کوشش کی۔

میں اسے اور اس کی بیوی کو چھوڑوں گا نہیں۔ دیکھتا ہوں یہ کیسے۔۔۔"" مہر داد نے ان کی بات کاٹی۔

ایک منٹ۔ کیا نام ہے اس آدمی کا بھلا سا، وہ جو فراڈ، سمگلنگ، اور مافیا کے "

لئے کام کرنے وغیرہ کے الزام میں پولیس کو مطلوب ہے یہ اور بات ہے کہ پولیس اسے کچھ نہیں کہتی۔۔۔امم۔۔وہی جس نے حسین تبریزی کو مار کر اس کی لاش تبریز کے میدانوں میں گھسیٹی تھی، کافی دہشت ہے اس کی۔۔۔ ہاں۔۔سعادت تبریزی۔۔ہے نہ؟"ان کی طرف دیکھ کر اس نے نام کنفرم کرنا چاہا۔"وہ اکثر اوقات آپ کے آس پاس نظر آتا ہے۔بڑے اچھے تعلقات ہیں آپ کے اس سے۔خوشگوار۔"آنکھیں گھما کر آخری لفظ ادا کیا۔"اسی کی شہہ پر دھمکیاں دے رہے ہیں آپ مجھے، ہے نہ؟وہ پہلے بھی آپ کے کافی کام کر چکا ہے۔بدلے میں آپ بھی اسے فیورز دیتے رہتے ہیں۔"وہ ہلکا سا مسکرایا۔عبید رضا کے چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔رضا پہلوی نے حیرت سے بیٹے کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھا۔اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ مہرداد سچ کہہ کون نہیں جانتا تھا، وہ جو اپنی بے رحمی کے رہا تھا۔سعادت تبریزی کا نام لئے مشہور تھا۔عبید ان مافیا کے لوگوں سے ملتا تھا؟اتنے خطرناک لوگوں سے؟

کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ میرا کوئی تعلق نہیں ہے سعادت تبریزی سے۔"
تمہیں میں خود کافی ہوں۔" انہوں نے پہلو بدلا۔ یہ بات مہرداد کو کیسے پتا
تھی؟

ایک منٹ۔" داد نے فون نکال کر کوئی نمبر ملایا۔ فون کا سپیکر آن رکھا۔"

داد، دوست شیر من!" سپیکر سے گونجتی آواز کو عبید اچھی طرح پہچانتے"
تھے۔ وہ سعادت تبریزی کی آواز تھی۔ وہ سانس روکے مہرداد کو دیکھ رہے
تھے۔

کیسے ہو تبریزی؟" اس کا حال پوچھ کر چبھتی ہوئی نظروں سے عبید رضا کی"
حیران پریشان شکل دیکھی۔" میں نے شادی کر لی۔" اس بات پر فون کے

دوسری طرف سے خوشی کا نعرہ بلند ہوا تھا۔"لیکن ایک مسلہ ہو گیا ہے۔کسی نے مجھے میری فیملی سمیت تباہ کرنے کی دھمکی دی ہے۔بقول اس کے وہ مجھے تبریز سے باہر قدم بھی نہیں رکھنے دے گا۔"مبارک وصول کر کے اس نے سنجیدگی سے اخبار پڑھنے والے انداز میں گویا اسے اطلاع دی۔

کون؟نام بتاؤ۔"سعادت تبریزی کی سرد آواز گونجی۔"

تمہارے جان پہچان کے لوگوں میں سے ہے۔ان فیکٹ تمہاری شہہ پر" دھمکی دے رہا وہ مجھے۔تو تم مجھے یہ بتاؤ،پہلے میں اس کا سر اتاروں یا تمہارا؟" پھنکارتے ہوئے لہجے میں بولتے وہ ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کر صوفے پر آگے کو ہو کر بیٹھا۔

پسر عصبانی من،(میرے غصیل لڑکے)مجھے نام بتاؤ اس کا۔جو بھی ہے۔"

اس کے پورے خاندان کا سر تمہاری شادی کی دعوت میں کتوں کو ڈالوں گا۔ یہ سعادت تبریزی کا وعدہ ہے۔" اس کی آواز کی سنگینی نے عبید رضا کو جھرجھری لینے پر مجبور کیا۔ لاؤنج میں موجود لوگ حیرت سے مہرداد کو دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کے بات کرنے کا انداز بتاتا تھا کہ وہ کوئی عام جان پہچان نہیں تھی۔ وہ یقیناً بہت عرصے سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔

"میری ماں کے خاندان سے ہے وہ۔ تعلق کا لحاظ آڑے آرہا ہے، ورنہ اس سے حساب کتاب تو میں خود برابر کر لیتا۔ چلو فون رکھتا ہوں۔ ملتا ہو تو بتاتا ہوں تمہیں تفصیل سے۔"

"میں عبدل کو بھیج رہا ہوں تمہارے پاس۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ تم اپنی آستینوں میں تعلق

داروں کے نام پر سانپ پالو۔ ہونہہ۔" بیزاری سے بولتے اسے طعنہ مارا۔

ان سانپوں کو دودھ پلانا آتا ہے تو ان کا سر کچلنا بھی آتا ہے۔ تم ابھی غصے میں" ہو۔ ادھر آجاؤ، اس بچی کے پاس مت جانا۔ نئی نویلی دلہن کو کیوں خود سے خوفزدہ کرتے ہو۔ غازان بھی آیا ہوا ہے، آجاؤ پرانے دن یاد کرتے ہیں، جب تم غازان کی آنکھیں اپنے چاقو سے نکالنے والے تھے، بردار عصبانی۔ یا پھر اگر دلہن بھی تمہاری طرح غصیل ہے تو انکار کر دو۔" تبریزی کی بات پر مہرداد نے بے ساختہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ اب وہ اس کو کیا بتاتا کہ وہ نئی نویلی دلہن کیسے اس کے بال کھینچتی تھی۔

پھر کبھی۔" اپنا بدلہ ہوا لہجہ خود مہرداد کو بھی محسوس ہوا۔ اس کی بات پر" تبریزی کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ مہرداد نے جلدی سے فون بند کیا۔ ایک نظر ان سب کے چہروں پر ڈالتا وہ صوفے سے کھڑا ہوا۔

میں دھمکی نہیں دوں گا۔ صرف اتنا کہوں گا کہ میری فیملی سے دور رہیں۔" ورنہ اپنے خاندان کی قبریں کھودنے کے لئے بھی تیار رہیں۔" انہیں تنبیہہ کر کے وہ رضا پہلوی کی طرف مڑا۔" بابا آپ نے ان لوگوں کو بتایا نہیں کہ یہ گھر میرے نام ہے؟ انہیں کہیں اپنا سامان باندھیں اور یہاں سے جانے کی کریں۔" وہ شہروز کی طرف بڑھا۔ ایک زوردار ٹھوکر اس کے پیٹ میں ماری۔ شمسہ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی۔ شہروز دہرا ہوتا گھٹنے پیٹ سے لگائے بمشکل کراہا۔ آواز بھی نہیں نکل رہی تھی۔

مہرداد چلیں؟" افسانے زینے اترتے نیچے آئی۔ وہ اثبات میں سر ہلاتا اس کی طرف بڑھا، بیگ اس سے لیا اور اس کا ہاتھ تھامے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

گاڑی روڈ پر آئی تو افسانے نے اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔ وہ لب بھینچے ڈرائیو کر رہا تھا۔

تمہیں بخار ہے۔ تم نے دوا لی؟" نرمی سے سوال کیا۔ ڈر بھی لگا۔ تھوڑی" دیر پہلے جو اس کا جنونی انداز دیکھا تھا۔ افسانے نے جھرجھری لی۔

میں تمہاری نیویارک کی ٹکٹ کروا دیتا ہوں۔ تم واپس جا رہی ہو۔" اس کی" بات پر افسانے نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ اسے واپس بھیجنے کی بات کر رہا تھا۔ کیوں؟ اس کا تو دل ہی ڈوب گیا۔ گلے میں کچھ اٹکا۔ شاید آنسو۔۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

آریز۔۔اٹھو، بات سنو۔" وہ گہری نیند میں تھا جب اسے دور سے کسی کی" آواز آتی ہوئی محسوس ہوئی۔"آریز،اٹھو بھی یار، تم کیا سلیپنگ بیوٹی بنے ہوئے ہو۔"اب کے آواز صاف تھی۔

رائد؟" وہ مندی مندی آنکھیں کھولتے ہوئے خود پر جھکے رائد کو دیکھ کر" حیران ہوا۔"کیا ہوا، سب ٹھیک ہے؟"آنکھیں مسلتے وہ اٹھ کر بیٹھا۔ہاتھ بڑھا کر بیڈ سائیڈ ٹیبل پر پڑے فون پر ٹائم دیکھا۔رات کے ایک بج رہے تھے۔

سب ٹھیک ہے تم اٹھو، ہم باہر جا رہے ہیں۔" بات کرتے ہوئے وہ دائیں" بائیں ہلتے جلدی میں لگتا تھا۔

دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔میں کوئی نہیں جا رہا باہر وہ بھی اس وقت۔" وہ"

واپس سے کمبل کھینچ کر لیٹ گیا۔

ایک تو تم کیک کٹتے ہی غائب ہو گئے۔ ہمارے ساتھ بیٹھے بھی نہیں۔اور" اب بھی تم باہر جانے سے انکار کر رہے ہو۔"اس نے آگے بڑھ کر اس پر سے کمبل کھینچا۔

رائد یار کیا ہو گیا ہے سونے دے۔اور بر تھڈے تو کب کی ختم ہو گئی تم" لوگ کیا ابھی تک جاگ رہے ہو؟ صبح نکاح بھی ہے تمہارا جاؤ جا کر سو جاؤ نہیں تو شکل سے نحوست ٹپکے گی۔"آریز بیزار ہوا۔اس کا بالکل موڈ نہیں تھا اس وقت آوارہ گردیاں کرنے کا۔

تمہیں جتنا کہا ہے اتنا کرو، یہ پہنو اور چلو۔"جیکٹ اٹھا کر اس کے منہ پر" ماری۔

آدھی رات کو مصیبت پڑتی ہے۔"آریز نے بڑبڑاتے ہوئے جیکٹ، جاگرز پہنے۔

وہ دونوں گھر کے داخلی دروازے پر آئے تو وہاں آرمینے اور درخشے پہلے سے موجود تھیں۔ جیکٹس، مفلر، جاگرز، وہ پوری تیاری سے کھڑی تھیں۔ آریز نے درخشے کو دیکھنے سے احتراز برتا۔

کیا آریز بھائی، کب سے انتظار کر رہے ہیں، اب چلیں جلدی۔"آرمینے تیز" بولتے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ درخشے بھی مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے گئی۔ آریز نے ایک نظر رائد کو دیکھا، وہ کندھے اچکا کر مینے اور درخشے کی پیروی کرتے دروازہ پار کر گیا۔

اتنی ٹھنڈ میں آخر کیا ضرورت ہے اس آوارہ گردی کی؟" آریز کی بات پر" رائد نے اس گھور کر دیکھا۔

تم چپ نہیں ہو سکتے؟ یار اتنا اچھا موسم ہے انجوائے کرو۔ کیا ٹھنڈ ٹھنڈ لگا" رکھی ہے۔" اسے جھڑکتے وہ درخشے اور آرمینے کی طرف بڑھ گیا۔

آریز نے گردن اٹھا کر آسمان کو دیکھا پھر سر گھما کر ارد گرد کا جائزہ لیا۔ وہ اس وقت سنسان سڑک پر سٹریٹ لائٹس کی زرد روشنی تلے موجود تھے۔ آریز نے آنکھیں سکیڑ کر ان تینوں کو دیکھا، وہ اپنے اپنے فون نکال کر کیمرہ فلٹرز چیک کر رہے تھے۔ کیوں بھلا؟

آہ! آریز کراہ کر رہ گیا۔ اسے سمجھ آگئی تھی وہ لوگ یہاں پر تصویریں بنانے" آئے تھے۔

تم اس لئے مجھے نیند سے اٹھا کر لائے ہو؟"اس نے حیرت سے رائد کو" دیکھا۔

آرمینے اور درخشے نے تھوڑے فاصلے پر جا کر ہاتھوں سے جیسچر بناتے پوز دیا۔اب رائد ان کی فوٹوز کلک کر رہا تھا۔

صاف ظاہر ہے اب تمہارے ساتھ میں رات کے اس پہر واک پر کیوں" آؤں گا؟"مزے سے کہتا وہ مختلف اینگلز سے ان کی انسٹا گرام اسٹھیٹکس کلک کرنے میں مگن تھا۔

مجھے یقین نہیں آرہا۔صرف اس لئے کہ آرمینے کو سٹریٹ لائٹ پکچرز لینی" تھیں،تم نے میری نیند خراب کی۔" نفی میں سر ہلاتے وہ بے یقین تھا۔

یہ تمہارے لئے صرف ہے؟ بتاؤں گا آرمینے کو اس کے بھائی کے نادر"
"خیالات۔

تم انتہائی کوئی بے شرم آدمی ہو۔" آریز نے دانت پیسے۔"

اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟" اب کی بار رائد کو بھی تپ چڑھی۔"
"تمہیں نیند زیادہ عزیز ہے۔ زرا دیکھو اپنی بہن کا چہرہ کتنی خوش ہے وہ۔ تم اس کی خوشی پر اپنی نیند کو ترجیح کیسے دے سکتے ہو؟ کس قسم کے ہارٹ لیس انسان ہو تم؟" شرم دلانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

شٹ اپ،!" وہ اس کی ڈرامہ بازی سے بیزار ہوا۔"

سیم ٹو یو۔اب یہ پکڑو اور ہماری تصویریں بناؤ۔"موبائل اس کے ہاتھ میں" پکڑا کر وہ جا کر روڈ کے درمیان میں بیٹھ گیا۔آرمینے اور درخشے نے اس کے دائیں بائیں پوزیشن سنبھالی۔اب وہ لوگ ایسے پوز دے رہے تھے جیسے انہیں پتا ہی نہ ہو کہ وہ کیمرے پر ہیں۔آریز نے لب بھینچ کر رائد کی ایکٹنگ دیکھی۔پھر سر جھٹک کر تصویریں کھینچنے لگا۔نگاہیں بھٹک بھٹک کر درخشے پر جا رہی تھیں، لیکن وہ پوری کوشش کر رہا تھا کہ وہ اسے نظر بھر کر نہ دیکھے۔ان کا فوٹو شوٹ پورا ہوا تو درخشے آریز کی طرف آئی۔

اب ہم گروپ فوٹوز لیں گے۔تم بھی آجاؤ۔"فون اس کے ہاتھ سے لیتے" وہ مسکرائی۔اس کی مسکراہٹ۔۔۔آریز اثبات میں سر ہلاتے ان کے ساتھ شامل ہوا۔روڈ پر بھاگتے، ہنستے، ایک دوسرے کو تنگ کرتے، بہت ساری تصویریں بنا کر وہ واپس آرہے تھے جب۔۔۔

تمہیں ستارے پسند ہیں؟" درخشے نے آسمان کی طرف دیکھتے آریز سے" سوال کیا۔ آرمینے اور رائد چلتے ہوئے آگے نکل گئے تھے۔ ویسے بھی جب وہ دونوں ساتھ ہوتے تھے تو کم ہی کسی اور کو توجہ دیتے تھے۔ آریز نے سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔ ایسا لگتا تھا پوری دنیا میں اس وقت وہی چار زی روح ہوں۔۔ ستاروں کی چھاؤں تلے، خاموشی، کھلا آسمان، سٹریٹ لائٹس کی زرد روشنیاں، سامنے موڑ نظر آتا تھا، اگر وہاں سے مڑیں تو حیدر ولا دکھائی دیتا تھا۔

ستارے کسے ناپسند ہو سکتے ہیں۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔"

بالکل، لیکن وہ صرف دور سے اچھے لگتے ہیں۔ ان کی ساری خوبصورتی اسی" فاصلے میں چھپی ہے۔" دھیمی آواز میں کہتے وہ سبک روی سے آریز کے ہم قدم تھی۔" ان کو دیکھو، یہ جھرمٹ کی صورت نظر آتے ہیں۔ کتنے

خوبصورت لگتے ہیں نہ، لیکن۔۔"اس نے گردن موڑ کر ساتھ چلتے آریز کو دیکھا۔"کیا تمہیں پتا ہے اگر ان ستاروں کو قریب سے دیکھو تو یہ اکیلے ہوتے ہیں،

"They burn alone,

یہ اپنے نزدیک آنے والوں کو بھی جلا دیتے ہیں۔اس کا مطلب یہ خطرناک ہوئے نہ؟خوبصورت اور خطرناک۔"اس کی بات پر آریز کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔وہ اپنی بات پوری کر کے آگے بڑھ گئی۔آریز کے قدم سست پڑے۔وہ اسے کیا جتانا چاہ رہی تھی؟

تم مجھ سے پوچھے بغیر ٹکٹ کیسے کروا سکتے ہو؟ کیا میں نے تمہیں کہا ایسا" کرنے کو؟" زکام زدہ آواز میں پوچھتے اس نے پر سکون انداز میں گاڑی ڈرائیو کرتے داد کو دیکھا۔ کیا وہ واقعی پر سکون تھا یا پھر خول چڑھا رکھا تھا؟

پوچھنے کی کیا بات ہے۔ تم یہاں پر خوش نہیں ہو، تم ہمیشہ واپس جانا چاہتی" تھی۔ اتنا برا سلوک ہوا یہاں تمہارے ساتھ۔ میں تمہیں زبردستی لایا تھا اور پھر تمہاری حفاظت بھی نہیں کر پایا۔ ان فیکٹ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو گی۔ یہاں رہنے کا کوئی ایک بھی ریزن نہیں ہے تمہارے پاس۔ کیا ہے کوئی؟" بے تاثر انداز میں بولتے وہ اسے دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔ افسانے رخ گاڑی کی ونڈو کی طرف موڑ گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی اس کی آنکھوں کی نمی مہرداد پر ظاہر ہو۔ سہی تو کہہ رہا تھا وہ، کیا وجہ تھی اس کے پاس وہاں رہنے کی؟

وہ اسے سہند میں اپنے اسی اپارٹمنٹ لے آیا تھا جہاں اس نے پچھلے دو دن

گزارے تھے۔اندر آکر چابیاں میز پر پھینکتے وہ کچن کی طرف گیا۔فرسٹ ایڈ باکس سے تھرمامیٹر نکال کر بخار چیک کیا۔ایک سو تین۔۔مہرداد نے لب بھینچے۔

وہ واپس آیا تو افسانے کو وہیں کھڑے دیکھا جہاں وہ سے چھوڑ کر گیا تھا۔

تم کھڑی کیوں ہو، بیٹھو۔"صوفے کی طرف اشارہ کیا۔"

کب کی ٹکٹ کراوائی ہے؟"لب کاٹتے وہ اداس نظر آتی تھی۔"

دو گھنٹے تک ریحان آئے گا،وہ تمہیں ایئرپورٹ لے جائے گا۔فکر مت کرو" وہ اعتبار کا بندہ ہے۔وہ ان بہت کم لوگوں میں سے ہے جن پر میں بھروسہ کرتا ہوں۔"اس کے تسلی آمیز لہجے پر افسانے نے پلکیں اٹھا کر اس کا چہرہ

دیکھا۔وہ بخار کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ تکلیف میں تھا۔افسانے نے آگے بڑھ کر ہتھیلی اس کے ماتھے پر رکھی۔اسے لگا اس نے کسی جلتے انگارے کو چھو لیا ہو۔

"مہرداد، تمہیں بہت تیز بخار ہے۔کوئی دوائی لی تھی تم نے؟"اس کی گردن پر ہاتھ رکھتے وہ ایک دم فکر مند ہوئی۔

"تھکن کی وجہ سے ہے، آرام کروں گا ٹھیک ہو جاؤں گا۔ تمہیں بھوک لگ رہی ہو گی تم کچن میں جا کر کچھ بنا لو اپنے لئے، سامان موجود ہے۔" بمشکل اپنی بات پوری کر کے اس کا ہاتھ ہٹاتے وہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔سر وزنی ہو رہا تھا، پوری دنیا گھومتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

کمرے میں آ کر وہ سیدھا باتھ روم کی طرف گیا۔اسے پتا تھا ایک سو تین بخار

کے ساتھ وہ کوئی میڈیسن نہیں لے سکتا تھا۔پہلے بخار کا زور ٹوٹتا پھر ہی کوئی دوائی کھائی کا سکتی تھی۔اس کے لئے نہانا ضروری تھا۔

افسانے کچن کی طرف گئی۔ بھوک تو اسے واقعی لگ رہی تھی۔اس نے کل شام سے کچھ نہیں کھایا تھا۔پیکڈ فوڈ کو فرائی کرتے اس کا دھیان مہرداد کی طرف تھا۔وہ مطمئن نہیں تھی۔وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ کھانا کھا کر وہ کمرے میں آئی تو مہرداد کہیں نہیں تھا۔باتھ روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔

مہرداد، تم ٹھیک ہو؟"اس نے فکر مندی سے پکارا۔کوئی جواب نہیں آیا۔" کچھ دیر بعد وہ گیلے بالوں کے ساتھ باہر آیا۔بیڈ کی طرف بڑھتے وہ اوندھے منہ بیڈ پر گرا۔افسانے تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

مہرداد، "بیڈ کے ساتھ جا کر اسے آواز دی۔ کوئی جواب نہ آنے پر وہ اس" کے ساتھ بیٹھی۔ "مہرداد۔۔! اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا۔ وہ بے سدھ ہو کر لیٹا دنیا مافیا سے بے خبر تھا۔ "داد، مجھ سے بات کرو۔" اسے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا۔ "مہرداد !" وہ کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ "کیا کہہ رہے ہو؟" اس نے کان اس کے منہ پاس جھکایا۔ لیکن کچھ سمجھ نہیں آئی۔ اسی وقت مہرداد کا فون بجا۔ افسانے نے فون اٹھا کر دیکھا، ریحان لکھا ہوا آ رہا تھا۔ افسانے نے کال آن کی۔

سلام داد سر!" ہشاش بشاش لہجہ، کسی لڑکے کی آواز تھی۔"

ریحان؟" افسانے نے سوالیہ انداز میں پوچھا، ساتھ ہی مہرداد کے ماتھے پر" ہاتھ رکھا۔

جی میں ریحان، آپ افسانے میم ہیں نہ؟" دوسری طرف وہ شاید اس سے "
واقف تھا۔

مہرداد کو بہت تیز بخار ہے۔ کسی ڈاکٹر کو لے کر اس کے اپارٹمنٹ آؤ"
"جلدی۔

میں ابھی آتا ہوں۔ آپ پریشان مت ہوں۔ مہرداد سر کا خیال رکھیں۔ میں "
نکل رہا ہوں بس۔ تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گا۔" جلدی جلدی کہتے وہ کال
بند کر گیا۔

افسانے ٹھنڈا پانی باؤل میں لے آئی۔ پٹیاں رکھتے اس کی آنکھوں سے آنسو
بہہ رہے تھے۔ اس نے ہمیشہ اسے ایکٹو دیکھا تھا۔ اس وقت ایسے بے سدھ
پڑا تھا تو افسانے کو تکلیف ہو رہی تھی۔

پانی!" وہ نیم بیہوشی میں بڑبڑایا۔جگ سے پانی گلاس میں ڈال کر وہ اس کی" طرف آئی۔

بیڈ پر بیٹھتے اس کا سر اپنی گود میں رکھا، بازو کے سہارے اس کا سر تھوڑا سا اونچا کر کے گلاس اس کے خشک لبوں سے لگایا۔اسے پانی پلا کر گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھا۔

مہرداد۔۔اٹھ جاؤ یار، کیا ہو گیا ہے؟" ہاتھ اس کے گال پر رکھتے وہ بے بسی" سے بولی۔ہلکے ہاتھوں سے اس کا سر دباتے وہ ریحان کا انتظار کر رہی تھی۔

مما، یہ دیکھیں زرا، اتنا ہیوی میک اپ کر دیا ہے۔ کتنی عجیب لگ رہی ہوں۔" افسانے روہانسی ہوئی۔

ماشاءاللہ، "سفید پاکستانی فراک میں، سرخ ڈوپٹہ سلیقے سے سر پر سیٹ کئے میک اپ کے فائنل لک کے ساتھ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔" کچھ عجیب نہیں لگ رہا۔ مناسب میک اپ ہے۔" اسے ڈپٹا۔

مجھے لگ رہا جیسے مصنوعی منہ لگا دیا ہو۔" وہ مطمئن نہیں تھی۔"

بکو مت۔" ان کے ڈپٹنے پر اس نے منہ بنایا۔"

چلیں باہر بلا رہے ہیں سب۔" آریز کمرے میں آیا تو آرمینے کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکا۔ آنکھوں میں ستائش آئی۔

آج تو تم کافی اچھی لگ رہی ہو۔"اس نے تعریف کی۔"

کتنی سڑی ہوئی تعریف ہے۔کافی اچھی لگ رہی ہو۔"منہ بنا کر اس کی نقل" اتاری۔

تو اور کیا ہوتی ہے تعریف؟اب چلو۔"اس کے برابر میں آکر آنکھوں سے" بازو کی طرف اشارہ کیا۔آرمینے نے مسکراتے ہوئے اسے کہنی سے تھاما۔

وہ آریز اور سارا کی معیت میں لاؤنج میں داخل ہوئی۔پورے لاؤنج کو خوبصورتی اور سادگی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔

آرمینے کو آتا دیکھ کر رائد اپنی نشست سے کھڑا ہوا۔آریز اور آرمینے چلتے

ہوئے اس کے سامنے آکر رکے۔ آریز نے مسکراتے ہوئے آرمینے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے رائد کی طرف بڑھایا۔ وہ سینے پر ہاتھ رکھتے ہلکا سا جھکا، پھر سیدھا ہوا اور آرمینے کا ہاتھ تھام کر اسے صوفے پر بٹھایا۔

زیادہ لوگ نہیں تھے، دونوں گھروں کے افراد اور ایک دو فیملی فرینڈز۔

ایجاب و قبول کے بعد نکاح کے پیپرز پر سائن کرتے ہوئے وہ ایک پل کو رکا۔ گردن موڑ کر ساتھ بیٹھی آرمینے کو دیکھا۔ سرخ ڈوپٹے کے ہالے میں دمکتا اس کا خوبصورت چہرہ۔ وہ پورے دل سے مسکرایا۔ نکاح کے پیپرز پر سائن کرنے کے بعد سب سے پہلے آریز آکر رائد کے گلے لگا، نکاح کی مبارک دی۔ اس کے بعد باقی گھر والے بھی باری باری آکر ان دونوں سے ملتے انہیں نکاح کی مبارک باد دے رہے تھے۔

سارا، افسانے کا فون ابھی تک آن نہیں ہوا؟" حیدر زمان نے آہستہ آواز میں سارا سے پوچھا۔

نہیں۔ میرا دل اس کے لئے بہت پریشان ہے حیدر، ایسے تو کبھی نہیں ہوتا" کہ اس کا فون آف ہو، اور وہ بھی آج کے دن جب اسے پتا ہے کہ اس کی بہن کا نکاح ہے۔ آپ نے مہرداد کو کال کی؟" آس بھری نظروں سے انہیں دیکھا۔

کی ہے، وہ بھی فون نہیں اٹھا رہا۔ پہلے کال جا رہی تھی اب نمبر بند ہے۔ چلو" تم پریشان مت ہو۔ وہ ٹھیک ہو گی، بزی ہو گی کہیں۔ وہ رابطہ کر لے گی۔" سارا کو تسلی دیتے ہوئے وہ دل ہی دل میں خود ایران جانے کا پروگرام ترتیب دے رہے تھے۔ سارا پھیکا سا مسکراتے ہوئے ان کے پاس سے اٹھ کر فاطمہ کے ساتھ جا کر بیٹھیں۔

لاؤنج میں ساری فیملی کے گروپ فوٹوز کے بعد باہر لان میں دلہا دلہن اور ساری فیملی کا فوٹو شوٹ ہوا۔اس سے فارغ ہو کر وہ لوگ اندر آئے۔

مجھے ایک بات کرنی ہے۔"رائد کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔"مجھے کہیں لے کر جانا ہے ارمن کو،ایک سرپرائز ہے۔یا گفٹ سمجھ لیں۔اگر آپ لوگ بھی ساتھ آنا چاہیں تو موسٹ ویلکم۔"سادگی سے بات کرتے ان سب کو دیکھا۔

نہیں تم دونوں جاؤ،آرمینے کا سرپرائز ہے تو ہم کیوں نئے کپل کے درمیان" کباب میں ہڈی بنیں۔"فاطمہ کے شرارت سے کہنے پر لاؤنج میں بیٹھے تمام افراد کے چہروں پر مسکراہٹ آئی۔

لیکن میں تو جاؤں گا ساتھ۔مجھے دیکھنا ہے کہ کیا سرپرائز ہے۔"آریز نے" آنکھیں پٹ پٹا کر رائد کو دیکھا۔

درخشے تم بھی ساتھ چلی جاؤ بیٹا۔"سارا کے کہنے پر درخشے نے ایک پل" سوچا پھر مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔اسے بھی دیکھنا تھا کہ رائد آخر کونسا گفٹ سرپرائز دینا چاہ رہا تھا آرمینے کو۔وہ چاروں ایک ساتھ چلتے ہوئے وہاں سے نکلے۔

اومائی گاڈ! رائد کیا سچ میں تم نے یہ پینٹ ہاؤس خرید کر ارمن کے نام کر دیا" ہے؟"آریز کو یقین نہیں آرہا تھا۔وہ ستائشی نظروں سے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔شیشے کی طرح چمکتا بہت خوبصورت پینٹ ہاؤس۔

رائد!" آرمینے خوشی سے چہکتے ہوئے رائد کے گلے لگی، پھر اس سے الگ" ہوتے دونوں پہلوؤں سے فراک پکڑ کر اونچا کرتے بھاگ کر لیونگ روم تک گئی۔ گھوم کر دو چکر لگائے۔ یہ اس کی خوشی کا اظہار تھا۔

ماشاءاللہ بہت پیارا گھر ہے۔" درخشے کی تعریف کو رائد نے سر کو خم دے" کر سینے پر ہاتھ رکھ کر وصول کیا۔

یا عزیزی،"

"you set the bar too high,

اب میرا کیا ہوگا۔ میری بھی شادی ہونی ہے، مجھے بھی کچھ ایسا ہی گفٹ کرنا

پڑے گا اپنی برائڈ کو۔ یار۔۔!" مصنوعی طور پر رونی شکل بناتے آریز کا بیچارے انداز۔ درخشندے نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ اس کے بولنے کا انداز بہت پیارا تھا۔ اٹریکٹو۔

کمینے یہ ٹھیک نہیں کیا تو نے۔۔ اتنے ہائی سٹینڈرڈز سیٹ کر دیئے۔" بات" کے اختتام پر بچوں کی طرح رونی شکل بنائی۔

ہاں ٹھیک ہے، تم اس طرح بولتے ہوئے کیوٹ لگتے ہو اس کا یہ مطلب" نہیں کہ تم میری بیوی اور بہن کے سامنے مجھے گالیاں دو۔" رائد نے اس کے بال بگاڑے۔

اوہو میرے بالوں کو کچھ مت کرو۔ بالوں پر کوئی مذاق نہیں۔" شیشے کے" سامنے جا کر بال سیٹ کرتے اسے تنبیہ کی۔ درخشندے دلچسپی سے ان

دونوں کو دیکھ رہی تھی۔اس نے آج نوٹس کیا تھا کہ آریز کی آواز کافی خوبصورت تھی،اور ایسے بن بن کر جان بوجھ کر بچکانہ انداز میں بولتے اور بھی اچھا لگ رہا تھا۔

بہت خوبصورت گھر ہے۔"آرمینے پورا گھر دیکھ آئی تھی۔"

تم نے بالکونی نہیں دیکھی ہو گی، چلو میں دکھاؤں۔"رائد اس کا ہاتھ تھام کر" ماسٹر بیڈروم میں داخل ہوا۔وہاں سے ٹیرس کا دروازہ کھول کر وہ بالکونی میں آئے۔پورا شہر وہاں سے نظر آرہا تھا۔

یااللہ یہ کتنا پیارا ویو ہے۔"ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر وہ ایکسائٹڈ انداز میں کہہ" رہی تھی۔

"تمہیں پسند آیا،اس میں مطلب واقعی پیارا ہے۔" رائد نے پیچھے سے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے ٹھوڑی آرمینے کے کندھے پر ٹکائی۔

"یہ سچ میں بہت پیارا ہاؤس ہے۔" پیٹ پر رکھے رائد کے بازو پر ہاتھ رکھتے آرمینے نے گردن پیچھے کی طرف جھکائی۔

"ہم شادی کے بعد جب نیویارک آیا کریں گے یہیں رہیں گے۔"

"انشاءاللہ،" جزب سے بولتے وہ رائد کی طرف پلٹی۔ "تھینک یو۔" بازو اس کے گلے میں حمائل کئے۔

"Anything for you."

اس کے سر سے سر ٹکراتے وہ ہلکا سا ہنسا۔

واؤ، بیسٹ کلک۔" درخشندے کی آواز پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔"

"دیکھو تو کتنی اچھی تصویر آئی ہے۔" وہ دونوں فون پر جھکے، تصویر واقعی بہت اچھی آئی تھی۔ "شکریہ یا عزیزی!" درخشے نے سر کو خم دے کر اس شکریہ وصول کیا۔

"واپسی کا کیا پروگرام ہے؟"

بس چلتے ہیں ابھی۔ آفٹر یو۔" سر کو خم دیتے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔"

وہ لوگ گھر واپس آئے تو ڈنر کے بعد آرمینے نے کہا کہ وہ تھک گئی ہے اسے نیند آئی ہے۔ سارا اس کے ساتھ اس کے کمرے تک آئیں۔

چینج کر لو پھر میڈیسن لے کر سو جاؤ او کے؟" آرمینے کا گال تھپتھپا کر وہ" محبت سے بولیں۔

اھم اھم، میں آجاؤں؟" رائد کمرے میں داخل ہوا۔"

آؤ بیٹا، آجاؤ۔" سارا نے مسکرا کر اسے دیکھا۔" تم دونوں باتیں کرو، میں" "جاتی ہوں۔

سارا کے جانے کے بعد رائد آرمینے تک آیا۔ وہ ابھی تک برائڈل ڈریس میں تھی، جیولری بھی نہیں اتاری تھی۔ رائد نے ہاتھ بڑھا کر اس کے جھمکے کو

چھواں

"My bride,you are half of my soul."

لب ہلکی سے مسکراہٹ میں ڈھلے۔وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔وہ سر اٹھائے سادگی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔شفاف آنکھیں جن میں صرف رائد کا عکس تھا۔نیم وا مسکراتے لب،رائد کی گردن میں گلٹی سی ڈوب کر ابھری، وہ گہری سانس لیتے نظر ہٹا گیا۔

میں الوداع کرنے آیا تھا۔میں ابھی چلا جاؤں گا۔"اس کے دونوں ہاتھ" اپنے ہاتھوں میں لئے۔

کیا مطلب،چلے جاؤ گے۔۔کہاں جا رہے ہو تم؟"وہ بے چین ہوئی۔"

دو گھنٹے بعد فلائٹ ہے،"نرمی سے اس کے ہاتھ سہلائے۔چہرے پر" ناقابلِ فہم تاثرات سجے تھے۔

پھر کب آؤ گے؟"وہ بے چینی سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔اسے کچھ تو" عجیب لگ رہا تھا۔

اپنا خیال رکھنا۔"ہاتھ نرمی سے دبا کر چھوڑے اور دروازے کی طرف" قدم بڑھائے۔

رائد،"آرمینے کی آواز پر اس کے قدم رکے۔"

"You're acting so weird, you didn't even

hug me,

اتنا عجیب بیہیو کیوں کر رہے ہے؟" وہ بھرائی آواز میں کہہ رہی تھی۔ رائد نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ وہ نم آنکھیں لئے اسے دیکھ رہی تھی۔ "یہ کیا بات ہوئی، تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے، واپس نہ آنا ہو، یہ آخری۔۔۔" اس سے بات مکمل نہیں ہو پائی، دل بھر آیا تھا، حلق میں نمکین آنسوؤں کا ذائقہ گھل گیا۔ دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے اس نے گہرا سانس لینے کی کوشش کی۔

ارمن، "اس کی طرف بڑھتے اس نے نرمی سے اسے گلے لگایا۔ وہ دونوں" ہاتھ اس کے گرد لپیٹتے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

شش ریلیکس، میں کہیں نہیں جا رہا۔" اس کے بال سہلاتے اسے ریلیکس" کرنے کی کوشش کی۔ "میں دبئی جانے کی بات کر رہا ہوں۔ میری فلائٹ

ہے، تمہیں پتا ہے نہ کہ ایک نیا پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ تو اسی سلسلے میں جانا پڑ رہا ہے۔ میں بہت بزی ہو جاؤں گا۔ شاید جلدی چکر نہ لگا سکوں۔ تم پریشان مت ہو۔ تھوڑے سے وقت کے لئے جا رہا ہوں۔ میں بہت جلد واپس آؤں گا۔" اسے خود سے لگائے، چہرہ اس کے بالوں میں چھپائے، پتا نہیں وہ اسے تسلی دے رہا تھا یا خود کو۔

تو ایسے کہو نہ، تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔" وہ خفگی سے کہتے اس سے الگ ہوئی۔

ڈرامت کرو، تمہیں پوری دنیا سے چھپا لینے کا دل کرتا ہے۔" دونوں ہاتھ اس کے رخساروں پر رکھتے وہ تھوڑا سا جھکا اور لب اس کی پیشانی پر رکھے۔

اپنا خیال رکھنا، میں جلدی آؤں گا انشاءاللہ،" آرمینے نے اثبات میں سر

ہلایا۔وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر پلٹ گیا۔

سب کو خدا حافظ کر کے وہ ائیر پورٹ کے لئے نکل گیا۔گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا وہ آرمینے کو ہی سوچ رہا تھا۔اس نے کیا سوچ کر حیدر صاحب کی بات مانی تھی،اب وہ کیسے رہے گا آرمینے کے بغیر،دل بہت عجیب ہو رہا تھا۔وہ جسے پیچھے چھوڑ آیا تھا اب اس کی یاد اسے کہیں کا نہیں چھوڑنے والی تھی۔گہرا سانس لیتے وہ گاڑی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

بعد از سلام ای دلدارم

اولا خیلی دوستت دارم

دوم دیدہ بہ راھت دارم

بردشت ودامن

درپایان ازخدامیخوام

کہ تورونگہ دارہ برام

تورومی خوام باعشق تمامم

دوستت دارم

Zubi Novels Zone

:ترجمہ

سلام کے بعد میرے عزیز

سب سے پہلے، میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں

دوسری بات، میں تمہارے آنے کا انتظار کر رہا ہوں

میدانوں میں اور وادیوں میں

آخر میں، میں خدا سے تمنا کرتا ہوں کہ

وہ تمہیں میرے لیے محفوظ رکھے

میں تمہیں چاہتا ہوں

پوری شدت سے

! میں تمہاری محبت میں مبتلا ہوں۔۔

کیا ہوا ہے اسے ؟ یہ ٹھیک تو ہے نہ ؟" ڈاکٹر سے سوال کرتے ہوئے اس کا"

دل مختلف اندیشوں سے بھرا ہوا تھا۔ ریحان آدھے گھنٹے کے انتظار کے بعد

ڈاکٹر کو ساتھ لے کر آ گیا تھا۔ ڈاکٹر بھی شاید دوست تھا اس کا۔ چیک اپ اور

ٹریٹمنٹ کے بعد ریحان اس کے لئے سوپ بنا کر لے آیا تھا۔ جسے مہر داد نے ناک بھوں چڑھاتے پیا تھا۔ اب ریحان اور وہ ڈاکٹر اسے میڈیسن کھلا رہے تھے اور مہر داد بیزار شکل بنائے تکیوں کے سہارے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ افسانے پریشان چہرہ لئے بیڈ کے ساتھ ہی کھڑی تھی۔

ہائی فیور تھا، یہ تو شکر ہے کہ اس نے نہا لیا اور آپ اسے پٹیاں کرتی رہی ہیں" "ورنہ بخار اگر زیادہ تیز ہوتا تو بلڈ سر کولیشن کے تیز ہونے کی وجہ سے۔۔۔

ابھی ٹھیک ہے نہ یہ؟" ڈاکٹر کی بات کاٹتے اس نے اپنا سوال دہرایا۔"
ریحان نے غور سے افسانے کا پریشان چہرہ دیکھا، وہ بے چین لگتی تھی۔

ٹھیک ہوں میں، تم پریشان۔۔" مہر داد نے اسے تسلی دینی چاہی۔"

تم سے پوچھا ہے؟اپنا منہ بند رکھو۔" وہ ایک دم تڑخ کر بولی۔کچھ دیر پہلے " تک وہ ہوش و حواس سے ماورا بیہوش پڑا تھا،اسے ایسے دیکھ کر افسانے کی جو حالت ہوئی تھی وہ لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر تھی۔اور اب اٹھتے ہی اس آدمی کی زباں چلنے لگ گئی تھی۔مہر دادا سے آنکھیں دکھاتے چپ ہو گیا۔ابھی اس سے لڑائی کرنے کی ہمت نہیں تھی۔آنکھیں بند ہو رہی تھیں، سر پر جیسے کس نے وزنی پتھر رکھ دیا ہو۔

میم، مہر داد سر ٹھیک ہیں ابھی۔میڈیسن لی ہے تو تھوڑی دیر سوئیں گے۔" صبح تک ٹھیک ہوں گے انشاءاللہ۔" ریحان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے افسانے کو تسلی دی، مہر داد سر کی بیوی غصے والی لگتی تھیں۔

ریحان ٹھیک کہہ رہا ہے، آپ پریشان مت ہوں۔بہت سخت جان ہے یہ" کچھ نہیں ہوتا اسے، یہ تو معمولی سا بخار تھا۔اسے تو گولیاں کھانے کی عادت

ہے۔"ڈاکٹر اپنا سامان بیگ میں ڈالتے ہوئے غصے میں لگتا تھا۔

حامد!"مہر داد نے ڈاکٹر کو تنبیہ کی۔"

کیا حامد؟ تم جیسا ڈھیٹ شخص میں نے آج تک نہیں دیکھا داد، اگر بھا بھی" ریحان کو نہ بتاتیں تو تم نے تو ایسے ہی پڑے رہنا تھا ہمیشہ کی طرح کہ بخار کا کیا ہے آتا ہے جاتا ہے۔ کیا سمجھتے ہو خود کو آئرن مین؟" حامد کی آواز بلند ہوئی۔

تمہارا کام ختم ہو گیا نہ؟ اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" منہ بسور کر کہتے وہ نیم" دراز ہوا، لحاف اوپر کھینچا۔

تم اپنی حرکتیں ٹھیک مت کرنا، ہم پر رعب جھاڑنا صرف۔"ڈاکٹر حامد" نے کلستے ہوئے اپنا بیگ اٹھایا۔"بھابی آپ دو منٹ بات سنیں۔"نرمی سے

افسانے کو کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

ابھی کے لئے تو میں نے اسے انجیکشن لگا دیے ہیں اور میڈیسن بھی دے دی ہے۔ لیکن رات کو بخار پھر تیز ہو سکتا ہے، آپ نے پریشان نہیں ہونا۔ آپ نے صرف یہ کرنا ہو گا کہ اگر بخار تیز ہوتا ہے تو اسے پٹیاں کرنی ہیں، اور دوائی میں ریحان کو بتا دوں گا۔ وہ ابھی لے آئے گا اور آپ کو سمجھا دے گا کہ کونسی دوا کس وقت دینی ہے۔ صبح آپ مہرداد کو کہیے گا کہ میرے ہاسپٹل آ جائے۔ پریشانی کی بات نہیں ہے فار میلٹی کے طور پر کچھ ٹیسٹ کرنے ہوں گے۔ ویسے تو مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی خیال رکھئے گا اس کا۔ وہ بہت لاپرواہ ہے۔" افسانے کو تفصیل سے سمجھاتے وہ شب بخیر کہہ کر اپارٹمنٹ سے باہر نکل گیا۔

افسانے کمرے میں واپس آئی تو مہرداد خفگی سے منہ بنا کر ریحان کو کچھ کہہ رہا

تھا،افسانے کو دیکھ کر دو سیکنڈ کو چپ ہوا پھر بولا تو لہجہ تھا۔

ریحان تمہیں ائیر پورٹ لے جائے گا، ٹکٹ میں نے آن لائن کروادی" تھی۔ تم بیگ تیار کر لو اپنا اور ضروری ڈاکیومنٹس بھی چیک کر لو۔اور۔۔" وہ ابھی کہہ رہا تھا جب۔۔

ریحان تمہیں ڈاکٹر حامد بلا رہے تھے، شاید میڈیسن لینے جانا تھا تمہیں ہے" نہ؟"مہرداد کو گھورتے وہ مخاطب ریحان سے تھی۔

افسانے، میں ٹھیک ہوں، کسی میڈیسن کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ،" تمہیں دیر ہو جائے گی۔ فلائٹ نہ مس ہو جائے۔"خشک لبوں پر زبان پھیرتے مہرداد نے رک رک کر بات مکمل کی۔آواز میں نقاہت سی تھی۔

میں نے کہاں جانا ہے کہاں نہیں،اس کا فیصلہ کرنے والے تم کون ہوتے" ہو؟ریحان ڈاکٹر صاحب تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔"افسانے کے نقوش تنے ہوئے تھے۔

سر میں ڈاکٹر حامد کو چھوڑ کر آتا ہوں پھر،"ریحان جلدی سے بولا،مبادا" افسانے میم مہرداد سر کا غصہ اس پر اتار دیں۔"میڈیسن بھی لیتا آؤں گا۔" ریحان تابعداری سے کہتے افسانے کی طرف مڑا۔"میم کچھ اور منگوانا ہے تو "بتادیں۔

کچن میں گئے تھے نہ تم،تو کچھ نظر آیا تمہیں؟"مہرداد نے سلگ کر ریحان" کو دیکھا۔وہ اس کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ دیکھ چکا تھا۔"کھانے پینے کا سامان اور باقی بھی دیکھ لوا گر کچھ ضروری ہے تو۔پہلے تو کبھی تمہیں بتانا نہیں پڑا کہ کیا کرنا ہے۔اس بار تمہیں لسٹ چاہیے۔دن بہ دن نکھٹو ہوتے جا رہے

ہو تم۔اور ہاں میڈیسن ہے پڑی ابھی، حامد دے کر گیا ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں ابھی واپس آنے کی۔ کل آنا سامان کے ساتھ۔ جاتے ہوئے "دروازہ لاک کرتے جانا۔

اوکے سر۔ میں سمجھ گیا۔" سر کو ہلکا سا خم دیتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔" مہرداد سر بھی نہ میم کے سامنے ہی ڈانٹ دیا، اب کیا امپریشن پڑا ہو گا میرا ان پر، کہ میں کام چور ہوں؟ گھر سے باہر جانے تک وہ بڑبڑا رہا تھا۔

ریحان کے جانے کے بعد کچھ پل کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ مہرداد نے کنکھیوں سے افسانے کو دیکھا، وہ اسے ہی گھور رہی تھی۔ وہ سیدھا ہو کر لیٹا آنکھیں بند کر گیا۔ وہ چلتے ہوئے بیڈ تک آئی۔

کچھ کھاؤ گے؟ فروٹس لے آؤں؟ ریحان لایا تھا۔" غصہ ضبط کرتے پوچھا۔"

نہیں،ابھی تو سوپ پیا ہے۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

اوکے۔"سر اثبات میں ہلاتے جوتے اتار کر وہ بیڈ پر اس کے ساتھ بیٹھی۔"
ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے پر رکھا، پھر گردن پر۔ بخار ابھی بھی تھا۔اس کے ہاتھ کا لمس، مہر داد آنکھیں بند کر گیا۔"ڈاکٹر نے کہا جب تک ٹمپریچر نارمل نہیں ہوتا تمہیں ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرتے رہنا ہے۔"وہ خفا خفا انداز میں کہہ رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں اب، تم سو جاؤ۔"اس نے مدھم آواز میں کہا۔"

نیند آئے گی تو سو جاؤں گی، تم ماں مت بنو میری۔"ناراض ناراض انداز" میں کہتے وہ اس کے سرہانے کی طرف کھسکی۔

تمہیں اپنا گھر یاد آتا ہو گا نہ؟ تمہاری مما۔۔وہ بھی تمہیں یاد کرتی ہوں" گی۔" وہ بازو آنکھوں پر رکھے آہستہ آواز میں کہہ رہا تھا۔

آتی ہے، بہت یاد آتی ہے۔جب بخار تھا تب تو اور زیادہ یاد آئی تھی۔""" افسانے نے اس کا بازو آنکھوں سے ہٹایا اور ہلکے ہلکے اس کا سر دبانے لگی۔ "کسی بھی تکلیف میں سب سے پہلے ماں ہی یاد آتی ہے۔ تمہیں بھی اپنے پیرنٹس یاد آتے ہوں گے نہ؟"اس کی بات پر مہرداد نے کروٹ بدلنی چاہی، وہ نہیں چاہتا تھا افسانے اس کی آنکھوں میں آئے آنسو دیکھے۔ لیکن افسانے نے اسے کندھے سے پکڑتے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

سر میں درد ہو رہا ہے۔"اس کی آواز تھوڑی سی بھرا گئی تھی۔وہ تھوڑا سا" کھسک کر افسانے کے قریب ہوا اور سر اس کی گود میں رکھا۔

کیا زیادہ درد ہے؟" انگلیاں اس کے بالوں میں چلاتے وہ بہت نرم انداز میں پوچھ رہی تھی۔ مہرداد نے کچھ بولے بغیر کروٹ بدلتے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھتے اس کے پہلو میں منہ چھپایا۔ وہ جانتا تھا اگر ابھی کچھ بولا تو آنسوں جنہیں پلکوں کی باڑ سے پیچھے چھپا رکھا تھا وہ اپنی حدود سے باہر نکل آئیں گے۔

افسانے چند لمحوں کے لئے ساکن بیٹھی رہ گئی۔ پھر آہستہ سے اس کی گردن کے گرد اپنے بازو کا حصار بناتے اسے خود سے لگاتے اس کے بال سہلائے۔ دوسرا بازو اس کے کندھے کے گرد پھیلایا۔ وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح اس کے پہلو سے لپٹا تھا۔ افسانے کو معلوم تھا مہرداد اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کا بھرم قائم رکھا۔ لحاف کھینچ کر اس پر سہی سے پھیلایا۔ آہستہ آہستہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اس نے ٹھوڑی اس

کے سر پر ٹکاتے آنکھیں بند کیں۔

غم تو راھمان شب کہ

دل سپردم بہ جان خریدم

میں نے تمہارے تمام غم

اسی رات خرید لئے تھے

جب میں نے تمہیں اپنا دل دیا۔

وہ اس وقت ہزاروں فٹ اونچائی پر محو پرواز جہاز میں وی آئی پی کیبن میں اپنی سیٹ پر آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔ پلکوں کے پیچھے وہی چہرہ تھا جس کا

نقش نقش اسے حفظ تھا۔اسے وہ لمحہ یاد آرہا تھا جس لمحے ان کا نکاح ہوا تھا، وہ لمحہ آیا اور سبک روی سے گزر گیا۔وہ ہمیشہ سے جانتا تھا آرمینے صرف اس کی تھی، اور اب تو وہ اس کی شرعی و قانونی بیوی بن چکی تھی۔بیوی۔۔۔وہ مسکرایا۔خدا کی رحمت پر اس کا یقین پختہ ہوا تھا، اسے کسی قسم کی آزمائش میں نہیں ڈالا گیا تھا۔وہ اس سے نوازا گیا تھا جس کی خواہش اس کے دل نے کی تھی۔اس کے انتظار کو لاحاصل میں نہیں بدلا گیا تھا۔رہی بات دوری کے اس درمیانی عرصے کی، تو وہ تیار تھا۔اور کیا پتا حیدر زمان کا دل پلٹ جائے اور وہ خود اس پر لگائی شرط ختم کر دیں۔

اس نے گہرا سانس لیتے آنکھیں کھولیں، سیاہ چمکدار آنکھیں جو کسی کی یاد سے روشن تھیں۔اس نے فون اٹھا کر دیکھا۔درخشے کے نمبر سے میسجز کا نوٹیفکیشن آیا ہوا تھا۔اسے یاد آیا جب وہ پلین میں بیٹھ کر فون آف کر رہا تھا تو اسی وقت درخشندے نے کچھ وٹس ایپ کیا تھا۔

اس کی چیٹ پر کلک کیا تو سامنے ہی تین تصاویر تھیں۔اس کی آرمینے کی، جب وہ پینٹ ہاؤس کی بالکونی میں ایک ساتھ کھڑے تھے۔

اس نے پہلی تصویر پر کلک کیا۔وہ کیمرے کے مخالف سمت رخ کئے بالکونی سے نظر آتا شہر کا ویو دیکھ رہے تھے۔اس نے دوسری تصویر سوائپ کی۔یہ ان دونوں کا سائڈ پوز تھا۔سفید لباس میں ملبوس، کمر پر بکھرے سیاہ بالوں کے ساتھ وہ اس کے گلے میں بانہیں ڈالے کھڑی تھی، رائد دونوں بازو اس کی کمر پر باندھے بلیک پینٹ پر سفید شرٹ میں ملبوس تھا، شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔وہ دونوں مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔آرمینے کے لب گولائی میں ہلکے سے نیم وا تھے۔یہ وہ لمحہ تھا جب اس نے اسے تھینک یو کہا تھا۔رائد نے تصویر کو زوم کیا۔آرمینے کے چہرے کو فوکس کرتے اس نے انگوٹھا سکرین پر پھیرا۔کچھ گھنٹے پہلے وہ ایک ساتھ

تھے،اوراب وہ اس سے اتنا دور آ گیا تھا۔ تصویر زوم آؤٹ کر کے اس نے تیسری پکچر کو سوائپ کیا۔ سیم پوز تھا مگر اس بار رائد کا ماتھا آرمینے کی پیشانی سے ٹکرا رہا تھا۔ تصویر بہت آرٹسٹک طریقے سے کھینچی گئی تھی۔ درخشے نے بہت خوبصورت منظر تصویر کی صورت میں قید کیا تھا۔ آرمینے کے جھمکوں کو زوم ان کر کے دیکھتے زوم آؤٹ کیا۔ اور واپس سے دوسری تصویر پر سوائپ کیا۔ تھوڑی دیر تصویر دیکھنے کے بعد اس نے گہرا سانس لیتے فون بند کیا۔ دماغ خراب ہو رہا تھا۔ آخری ملاقات یاد آئی، کیا سوچ کر غیر معینہ مدت تک آرمینے سے دور رہنے کا وعدہ کر لیا تھا اس نے، وہ بھلا رہ سکتا تھا اس کے بغیر؟ اُف رائد کیا بنے گا تمہارا۔ اس نے جھرجھری لیتے گھٹنوں پر رکھا بلینکٹ سینے تک کھینچا، سونے کی کوشش کرتے آنکھیں بند کیں۔

آریز سونے کے لئے لیٹا تو آنکھوں کے پردے پر جس چہرے کا عکس روشن ہوا تھا وہ اس کا دیوانہ تھا۔ درخشندے بن طلال، پورے دن کے مناظر آنکھوں میں لہرائے۔ جب وہ آرمینے کے گلے لگی اسے نکاح کی مبارک دے رہی تھی اس وقت آریز آرمینے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ اسے درخشندے کے لباس سے اٹھتی پرفیوم کی مدھم سی مہک محسوس ہوئی تھی۔ اسے اس کی پرفیوم کی چوائس پسند آئی، وہ تیز خوشبو نہیں لگاتی تھی جو لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرتی۔ اس کا پرفیوم صرف ان لوگوں کو محسوس ہو سکتا تھا جو اس کے قریب ہوں، آریز ان خوش قسمت لوگوں میں سے نہیں تھا۔ آہ، وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔

اور پھر جب وہ پینٹ ہاؤس دیکھنے گئے تھے، وہاں پر اس کی زیادہ بات تو نہیں ہوئی اس سے لیکن وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔ اس کی مسکراہٹ۔۔۔، آریز نے کروٹ بدلتے تکیہ بانہوں میں دبوچا۔ درخشم۔۔۔ اس کا نام لیتے

لبوں پر مسکراہٹ بکھری، پھر اسے تاروں سے بھرا آسمان یاد آیا، ان ستاروں کی چادر تلے موجود درخشے اور اس کی باتیں۔۔۔اس کی مسکراہٹ سمٹی۔ آنکھوں میں اندیشے در آئے۔ کیا مطلب تھا بھلا ان باتوں کا؟

"They burn alone,

"یہ اپنے قریب آنے والوں کو بھی جلا دیتے ہیں۔

کیا وہ ستاروں کی بات کر رہی تھی؟ یا وہ خود کے بارے میں بتا رہی تھی؟ خوبصورت اور خطرناک۔۔۔وہ کروٹ بدلتے سیدھا ہوا۔ بازو سر تلے رکھ کر چھت پر نظریں ٹکائیں۔ کیا وہ اس کی محبت سے واقف تھی اور اسے خبردار کر رہی تھی؟ اس کا دل ایک دم پریشان ہو گیا۔ ساری خوشی غارت ہوئی۔ اٹھ کر بیٹھتے سائڈ ٹیبل سے پانی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی۔

وہ جنرل بات کر رہی تھی، وہی زیادہ سوچ رہا ہے، اور یہ سب اس رائد کی وجہ سے ہوا تھا، اسی نے سائیکو سائیکو کا راگ الاپ کے اندیشے ڈالے تھے آریز کے اندر۔ رائد سے تو اللہ پوچھے۔ وہ غائبانہ رائد کے لتے لیتے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

فجر کے قریب مہرداد کی آنکھ شدید پیاس کے احساس سے کھلی تھی، گلا خشک ہو رہا تھا، جیسے حلق میں کانٹے اگ آئے ہوں۔ وہ اٹھنے لگا تو خود کو کسی کے حصار میں محسوس کیا۔ افسانے کا بایاں بازو مہرداد کے سر کے نیچے تھا، اور دایاں ہاتھ وہ اس کی گردن پر رکھے ہوئے تھی۔ مہرداد نے دو بار پلکیں جھپکیں، لیکن منظر وہی تھا۔ وہ کچھ دیر بے حس و حرکت پڑا رہا۔ پھر افسانے کا

گردن پر رکھا ہاتھ ہٹاتے وہ دھیرے سے اٹھا۔افسانے تھوڑا سا کسمسائی اور کروٹ بدل کر منہ دوسری طرف کر کے سو گئی۔

وہ پانی پی کر کمرے سے باہر کچن کی طرف چلا گیا۔واپس آیا تو ہاتھ میں ایک باؤل تھا جس میں سلیقے سے کٹے ہوئے مکس فروٹ اور ساتھ فورک تھا۔وہ اپنی جگہ پر آیا۔باؤل گود میں رکھ کر فون اٹھایا۔فروٹس کھاتے وہ نوٹیفیکیشن چیک کر رہا تھا۔حیدر زمان کی کالز بھی آئی ہوئی تھیں۔ایک معذرتی پیغام لکھا، بعد میں رابطہ کرنے کا کہہ کر میسج سینڈ کر دیا۔باؤل خالی کر کے سائڈ ٹیبل پر رکھا۔ گردن موڑ کر افسانے کو دیکھا،اس کے سنہرے بھورے بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔وہ رات بھر جاگتی رہی تھی۔اسے نیند میں بھی بار بار اس کا ماتھے اور گال پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کرنا محسوس ہوتا رہا تھا۔وہ گہری سانس بھرتا اٹھ کر کبرڈ تک گیا، کپڑے نکالے اور باتھ روم میں گھس گیا۔بخار کا زور ٹوٹ گیا تھا لیکن سستی محسوس ہو رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد فریش ہو کر باہر آیا تو افسانے ابھی تک سو رہی تھی۔اس نے جائے نماز بچھا کر نماز پڑھی۔ سلام پھیر کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو سمجھ نہیں آیا کیا مانگے۔فی الوقت اس کی ایک ہی خواہش تھی،اسے افسانے حیدر ہمیشہ کے لئے اسے اپنی زندگی میں چاہئے تھی۔اس فنا ہو جانے والی زندگی میں بھی اور ہمیشہ باقی رہنے والی ابدی زندگی میں بھی۔وہ یہی دعا کر کے منہ پر ہاتھ پھیر کر اٹھ گیا۔جائے نماز تہہ کر کے رکھی اور بیڈ تک آیا۔لحاف کا کونا کھینچ کر وہ دائیں کروٹ لیٹا بایاں ہاتھ بڑھا کر افسانے کی کمر میں حمائل کیا، اب پتا نہیں صبح وہ اس کے بال کھینچے گی جا بچت ہو جائے گی۔اس نے مسکراتے ہوئے سر اس کے بالوں میں چھپایا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔

میں جسے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عُمرِ گریزاں سے چُرا لایا تھا

وہ تیرے وصل کا لمحہ تھا،گزرتا کیسے ؟؟؟؟

افسانے کروٹ بدلتی ہوئی سیدھی ہوئی اور آنکھیں کھولیں۔کچھ دیر وہ سستی سے پڑی رہی۔اس کا دل کیا دوبارہ سو جائے۔اس نے آنکھیں بند کیں، مہرداد کا خیال آیا، آنکھیں پوری کھل گئیں۔ تیزی سے اٹھ کر بیٹھتے اس نے سر گھما کر مہرداد کو تلاشا۔وہ پاس ہی سو رہا تھا۔افسانے کے اچانک اٹھنے سے وہ ڈسٹرب ہو کر کسمسایا۔افسانے نے ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا۔پھر گال پر۔۔شکر، بخار اتر گیا تھا۔

کر لیا چیک؟زندہ ہوں۔"مہرداد کی نیم خوابیدہ آواز پر افسانے کے منہ کے" زاویے بگڑے۔

چل رہا ہے پتا۔ ہونہہ۔" وہ بیڈ سے اتر گئی۔"

فریش ہو کر کافی براؤن رنگ کے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس کچن میں آئی تو وہ ناشتہ بنا چکا تھا۔ وہ چپ کر کے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ اچھی طرح سے ناشتے سے انصاف کر کے وہ واپس کمرے میں آئی اور اپنا بیگ نکالا۔ ناشتے کے برتن دھو کر مہرداد اس کے پیچھے کمرے میں آیا۔

بخار کے ساتھ اتنی محنت سے ناشتہ بنایا میں نے، تھوڑی سی تعریف ہی کر دیتی تم۔" شکوہ کیا گیا۔

بخار اتر گیا ہے تمہارا۔ ماشاءاللہ سے ہٹے کٹے ہو اتنا سا بخار تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا۔" وہ نارمل انداز میں کہتے بیگ میں چیزیں الٹ پلٹ کر رہی تھی۔

"ریحان کو فون کرو، پہلی ایویلبل فلائٹ میں سیٹ بک کراؤ اور ریحان سے

کہو مجھے ایئرپورٹ چھوڑ آئے۔"سادگی سے کہتے وہ جوتے اتار کر بیڈ پر بیٹھی اور فون پر مصروف ہو گئی۔

تم نے کہا تھا تم نہیں جا رہی۔ پھر اب۔۔"اس نے لب کاٹے۔"

میں نے کہا تھا میں تمہاری مرضی سے نہیں جاؤں گی۔اب میں خود کہہ رہی ہوں جانے کا۔"اس کی بات پر مہرداد اس کے سامنے جا کر بیٹھا۔

لیکن کیوں؟"لب کاٹتے وہ اس کے فون پر جھکے سر کو دیکھ رہا تھا۔"

میری مرضی، تمہیں کیوں بتاؤں، تم کون ہو میرے؟"اس نے کندھے اچکاتے بے نیازی سے کہا۔

میں کون ہوں؟ میں وہیں ہوں جسے خود سے لپٹائے تم آیتیں پڑھ پڑھ کر پھونکتی رہی ہو تمام رات۔"اس کے ہاتھوں کو دیکھا جن کی گرفت فون پر سخت ہوئی تھی۔"میں وہ ہوں جس کی تکلیف پر تم خود اذیت میں آگئی تھی۔۔۔"

تم نے مجھے سوری تک نہیں بولا۔"اس کی بات کاٹتے وہ دبا دبا سا چلائی۔"

"I'm sorry, for everything...

میں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ۔ تم اگر اذیت میں تھی تو خوش میں بھی نہیں تھا۔ تم یہ جان لو کہ تم وہ واحد ہستی ہو جس کی خوشی کے لئے میں کسی بھی حد سے گزر سکتا ہوں۔ تمہیں تکلیف پہنچانے والوں پر زمین تنگ کر دوں گا یہ وعدہ ہے میرا۔"اس کی بات پر افسانے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"اور اگر میں کہوں تم مجھے تکلیف پہنچاتے ہو۔۔تو؟"

"میں نے کبھی جان بوجھ کر کچھ نہیں کیا۔ جس طرح تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیا وہ غلط تھا، لیکن اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر ایسا کچھ بھی نہیں کیا جس سے تمہیں اذیت ہو۔" وہ پوری سچائی سے کہہ رہا تھا۔

"You don't love me."

تم مجھ سے محبت نہیں کرتے، تم نے کبھی نہیں کہا کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے۔" وہ پوری کوشش سے آنسوں کو آنکھوں میں آنے سے روک رہی تھی۔

لمحے بھر کو وہ اسے دیکھتا رہا، وہ تیز تیز پلکیں جھپک رہی تھی۔ "افسانے!" وہ تھوڑا سا اس کے نزدیک ہوا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن پر رکھا۔ اس نے

چونک کر اسے دیکھا۔

تم دوبارہ سوچ لو، تمہیں رکنا ہے یا مجھے چھوڑ کر چلے جانا ہے؟" وہ اس کے "
اتنا قریب بیٹھا چھوڑ کر جانے کی بات کر رہا تھا۔ افسانے نے گردن جھکا کر
آنسو روکے۔

جانا ہے۔" وہ جھکے سر کہہ رہی تھی،"

Zubi Novels Zone

پھر اگر مجھے تمہاری یاد آئی تو؟" وہ مزید اس کے نزدیک ہوا۔"

اس کی سانسیں افسانے کو اپنی پلکوں پر محسوس ہوئیں۔

"نہیں آئے گی۔ تم مجھے کبھی یاد نہیں کرو گے۔"

تمہاری یاد میں مر گیا تو۔" اپنا ماتھا افسانے کی کنپٹی ٹکاتے اس نے آنکھیں بند کیں۔

یہ صرف باتیں ہوتی ہیں۔" مہرداد کی ہلکی ہلکی شیو کی چبھن اسے اپنے گال سے ہوتے ٹھوڑی پر محسوس ہو رہی تھی۔

اگر سچ ہوئیں تو؟" افسانے کی پلکیں مہرداد کے رخسار کو چھو رہی تھیں۔"

داد!" اس نے ہتھیلی اس کے گال پر رکھتے اسے دور کرنا چاہا۔"

افسانے!" سانس کی صورت افسانے کا نام اس کے ہونٹوں سے ادا ہوا، اس کی سانسوں کی تپش افسانے کو اپنے لبوں پر محسوس ہوئی۔

تم نے خود کہا تھا کہ مجھے چلے جانا چاہیے۔"ایک ہاتھ مہرداد کے سینے پر رکھا" دوسرا گردن پر رکھتے، دباؤ بڑھاتے اسے دور کیا۔اب مہرداد کا چہرہ اس کے سامنے تھا۔

میں نے کہا تھا لیکن تم میری باتیں کب سے ماننے لگی۔"دھیمے لہجے میں" کہتے انگلیوں کی پشت اس کے دائیں گال پر پھیری۔ماتھا اس کی پیشانی سے ٹکایا۔

مانتی تو ہوں۔ہمیشہ تمہاری ہی مانتی ہوں۔"اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔" دل کی دھڑکن سست ہو رہی تھی۔

ابھی مانو گی؟"ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد حمائل کرتے دوسرا ہاتھ اس کی"

گردن پر رکھتے مدھم سی سرگوشی میں پوچھا۔افسانے نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔سبز آنکھیں بہت قریب تھیں،ان میں افسانے کی سنہری بھوری آنکھوں کا عکس پڑ رہا تھا،اور پھر آہستہ آہستہ اسے وہ سبز سنہرے کانچ نظر آنا بند ہوتے گئے،اس نے آنکھیں موند لیں۔چند لمحے سرکے،وال کلاک پر سیکنڈوں کی سوئی سستی سے ٹک ٹک کر رہی تھی۔

ڈور بیل زور سے بجی تھی۔وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔پورا چہرہ جل اٹھا تھا۔بیڈ سے کھڑے ہوتے اس نے منہ پر ہاتھ پھیر کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔لیکن ہاتھوں کی کپکپاہٹ نے ایسا کرنے نہیں دیا۔بیل دوبارہ بجی، آنے والا شاید بہت جلدی میں تھا۔

وہ۔۔۔باہر بیل ہو رہی۔۔تم۔۔دیکھ لو۔"بے ربط انداز میں کہتے وہ ٹیرس" کے دروازے کے پیچھے گم ہو گئی۔

وہ کچھ دیر ٹیرس کے ہلتے پردوں کو دیکھتا رہا۔ پھر ہلکے سے مسکراتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیر کر اٹھا۔ یقیناً ریحان آیا ہو گا، وہی ایسے بے صبری سے بیل بجاتا تھا۔

وہ ٹیرس پر آئی تو سرد کے ہوا جھونکے نے کپکپانے پر مجبور کر دیا۔ وہ بازو سینے پر لپیٹتے کچھ دیر وہیں کھڑی رہی۔ سرد ہوا بھلی محسوس ہو رہی تھی۔

افسانے!" مہرداد کی آواز پر وہ پلٹ کر کمرے میں داخل ہوئی۔"

ایک مسلہ ہو گیا ہے، مجھے جانا ہے۔ بہت ضروری کام ہے۔" اس کی بات پر"

افسانے نے ناسمجھی سے دیکھا۔ مہرداد نے اس کے ہاتھ تھامے۔ "یقین کرو اگر بہت اہم کام نہ ہوتا تو میں کبھی نہ جاتا۔" اس کے بال کان کے پیچھے اڑستے گال پر انگوٹھا پھیرا۔ وہ خود بھی بے چین لگتا تھا۔

"واپس کب آؤ گے؟"

شام تک آجاؤں گا، یا پھر تھوڑی سی دیر ہو سکتی ہے۔ تم پریشان مت ہونا" اوکے؟ ریحان کی بڑی بہن کو کہہ دیا ہے، وہ آجائیں گی تمہارے پاس، تھوڑی دیر تک۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

"اوکے۔" وہ پھیکا سا مسکرائی۔ "جلدی آنا۔"

وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے گال پر رکھا، جھک کر اس کی

آنکھ کے کنارے پر لب رکھے، اور پلٹ گیا۔اس کے جاتے ہی کمرے کا دروازا بند ہو گیا۔افسانے تکان سے مسکراتے اس بند دروازے کو دیکھتی رہی۔

جب ریحان مہرداد کے ساتھ پہلوی ہاؤس میں داخل ہوا دوپہر ڈھل رہی تھی۔ مہرداد تنے ہوئے تاثرات کے ساتھ گھر میں داخل ہوا۔ ریحان اس کے قدموں کی رفتار کے ساتھ مقابلہ کرتے اس کے پیچھے آیا تھا۔ وہاں موجود لوگ چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ رضا پہلوی، عبید رضا کے ساتھ ازلان رضا کے بیوی بچے بھی موجود تھے۔

سلام!" مہرداد کے سلام کرنے پر ان سب نے بیک وقت اسے دیکھا۔"

"فیملی ٹائم انجوائے کر رہے ہیں سب۔ ماشاءاللہ،" مسکرا کر کہتے وہ دونوں

ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں دئے آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

نہیں، ہم تو شہروز کی عیادت کرنے آئے ہیں۔" دونیہ کی بات پر مہرداد کی" مسکراہٹ گہری ہوئی۔" کل جو کچھ تم کر کے گئے تھے اس کے بعد تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔ یا پھر وہ لڑکی تمہیں چھوڑ کر واپس اپنے ملک بھاگ گئی۔" شمسہ کے لہجے کی پھنکار پر مہرداد نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا، آنکھوں میں تپش آئی لیکن مسکراہٹ برقرار رہی۔

اپنی روایات جس طرح آپ نے دکھائی ہیں اسے اس کے بعد آپ اسی" انتظار میں ہوں گی، لیکن آپ کی بدقسمتی۔ چچ چچ۔" صاف مذاق اُڑانے والا لہجہ تھا اس کا۔ شمسہ کو تو مانو آگ ہی لگ گئی۔

نہیں گئی نہ، کوئی بات نہیں، تمہاری بدبختی اسے جلد ہی تباہ کر دے گی،"

تب وہ سر پیٹنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکے گی۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے تم ہی اس پر ماتم کر رہے ہو، مستقبل کا کس کو پتا ہے؟" اس بار شمسہ نے بھی مسکرا کے وار کیا۔ مہرداد لب بھینچ گیا۔ پھر دائیں بائیں سر ہلاتے مسکرایا۔

آپ کو بہت شوق ہے نہ ماتم دیکھنے کا۔ پھر تو آپ کو ماتم کرنا بھی آتا ہو گا۔" دونیہ تم عیادت کرنے آئی تھی نہ،" مسکراتے ہوئے لہجے میں شمسہ سے کہتے وہ دونیہ کی طرف مڑا۔ "اگلی بار تم آؤ تو سیاہ لباس پہن کر آنا۔ ان خاتون کا ماتم بھی دیکھنا اور ان سے تعزیت بھی کر لینا۔" پر سکون لہجے میں وہ انہیں جو سمجھانا چاہ رہا تھا وہ انہیں بخوبی سمجھ آیا تھا۔

دیکھ رہے ہیں آپ، یہ آپ کے سامنے کھڑے ہو کر کیسی دھمکیاں دے" رہا ہے۔" شمسہ نے رضا پہلوی سے شکوہ کیا، جو خاموشی سے مہرداد کو دیکھ رہے تھے۔

آپ میرے گھر میں بیٹھ کر مجھے مستقبل کے علم سے روشناس کروا رہی ہیں" اور چاہتی ہیں کہ میں مہمان ہونے کا لحاظ کروں۔ایسا تو نہیں ہو گا۔" وہ جس طرح سکون انداز میں بول رہا تھا ریحان نے حیرت سے اسے دیکھا۔آج جو کچھ ہوا تھا تو آتے ہوئے وہ غصے میں تھا۔ لیکن اب ایسے پر سکون کھڑا تھا۔ شمسہ کچھ کہنے لگیں لیکن عبید رضا نے ہاتھ کھڑا کرتے انہیں خاموش کروایا۔

ہم جانتے ہیں بابا یہ گھر تمہارے نام کر چکے ہیں۔اس بات پر اتنا گھمنڈ مت" کرو۔یہ گھر تو ویسے بھی افسوں کے حصے میں ہی آنا تھا۔تم اس کے بیٹے ہونے کے ناطے اتنا حق تو رکھتے تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم اتنی بد تمیزی کرو۔تم اتنے بد لحاظ تو کبھی نہیں تھے مہر داد۔ہم تمہارے اپنے ہیں۔ تمہیں خیال ہونا چاہیے اس بات کا۔خون رگوں سے الگ نہیں کیا جا

سکتا۔"آخر میں ان کا لہجہ نرم ہوا۔

آپ سہی کہہ رہے ہیں، خون رگوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ میرے" فیصلے آپ کو پسند آئیں یا نہ آئیں آپ کو انہیں برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ آپ کی خام خیالی ہے کہ آپ کو اپنی زندگی میں مداخلت کرنے دوں گا۔" وہ سنجیدہ ہوا۔

"ہم مداخلت نہیں کریں گے۔ تم اس لڑکی۔۔"

ایک منٹ اس لڑکی کی بات مت کریں۔ میں یہاں کچھ اور پوچھنے آیا ہوں" آپ سے۔" مہر داد نے ان کی بات کاٹی۔ "ایتن کو کیوں جاب سے نکالا آپ نے؟" ان کی آنکھوں میں دیکھتے وہ سنجیدگی سے بولا۔

کون ایتن؟"عبید رضا نے ناسمجھی سے بھنویں سکیڑیں۔"وہ ٹیکسٹائل"
"ڈیزائنر کی پوسٹ پر ہے جو؟تمہارا دوست؟

میں نے فائر کیا ہے اسے۔"ازلان رضا کی سرد آواز گونجی۔"

کیوں؟"وہ ازلان کی طرف مڑا۔"

تم نے اس غیر ملکی کو اتنے مہنگے سیلری پیکج پر رکھا ہوا تھا صرف اس لئے کہ "
وہ تمہارا دوست ہے۔اس سے زیادہ قابل لوگ ہیں ہمارے پاس۔میں اس
پوسٹ پر ایتن سے زیادہ قابل بندہ لاؤں گا۔"وہ نخوت سے کہہ رہے تھے۔

آپ ہوتے کون ہیں میری کی ہوئی تقرری پر سوال اٹھانے والے۔کیا میں"
نے کبھی آپ کے کام میں مداخلت کی؟نہیں نا۔تو پھر آپ کس حق سے

میرے آفس کا چارج سنبھالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

میں کون ہوتا ہوں؟" ازلان رضا نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر حیرت سے پوچھا۔" بابا آپ کیوں خاموش بیٹھے ہیں بتائیں اسے کہ کون ہے اس آفس کا اصل مالک۔" ازلان نے رضا پہلوی کو دیکھا۔

مہرداد بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" رضا پہلوی نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

یہیں ٹھیک ہوں میں۔ آپ آج صاف صاف بتائیں اگر میں مالکان میں سے نہیں ہوں تو میں چلا جاتا ہوں۔ مجھے کہیں بھی جاب مل جائے گی۔ میں اپنا لائف سٹائل مینٹین کر سکتا ہوں۔ ویسے بھی میرا کون ہے یہاں جس کو

چھوڑتے ہوئے مجھے مشکل ہو گی۔"رضا پہلوی کو دیکھتے وہ اطمینان سے کہہ رہا تھا۔رضا پہلوی بے چین ہوئے۔

مہرداد، کوئی کہیں نہیں جارہا۔چپ کرو تم۔ازلان، تم نے کیوں داد کے ایمپلائی کو فائر کیا۔آئیندہ ایسا کچھ نہ ہو۔"انہوں نے ازلان کو آنکھیں دکھائیں۔

بابا، آپ اس کے باتوں میں کیوں آرہے ہیں۔"ازلان نے بولنا چاہا۔"

ازلان میں دوبارہ نہ سنوں کہ تم نے ایسا کچھ کیا ہے۔تم آئیندہ داد کے معمالات میں دخل اندازی نہیں کروگے۔اگر ایسا ہوتا ہے تو مجھے کوئی سنجیدہ اقدام لینا پڑے گا۔"ان کے لہجے میں واضح تنبیہہ تھی۔"داد، اسٹڈی میں آؤ تم۔"رضا پہلوی اسٹڈی روم کی طرف بڑھ گئے۔

سن لیا آپ نے۔ سنجیدہ اقدام۔اس کا مطلب سمجھتے ہیں نہ آپ؟ وہ سب کو" ان کا حصہ دے دیں گے۔اس صورت میں میرے حصے میں کمپنی کی مین برانچ آئے گی۔یہ تو آپ کو اندازہ ہو گا نہ۔" مسکراتے ہوئے کہتے وہ ریحان کی طرف مڑا۔"ریحان تم گاڑی میں انتظار کرو، میں آتا ہوں۔" وہ اسٹڈی کی طرف بڑھ گیا۔

ریحان رکو۔" وہ گاڑی کی طرف آرہا تھا جب دونیہ کی آواز آئی۔"

جی؟" وہ اس کی طرف پلٹا۔"

کیسے ہو تم۔ کہاں ہوتے ہو۔ کافی دنوں سے نظر ہی نہیں آئے۔" ایک ہی سانس میں بولتے وہ جلدی میں لگتی تھی۔

میں مہرداد سر کے ساتھ ہوتا ہوں۔ وہ آتے ہیں تو میں بھی نظر آجاتا ہوں۔" وہ سادگی سے بولا۔

تمہیں مہرداد کے تمام معمالات کی خبر ہوتی ہے نہ۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ وہ افسانے کو کہاں لے کر گیا ہے؟" وہ مدعے پر آئی۔

مجھے کیسے پتا ہو گا۔ سر مجھے ہر بات تھوڑی نہ بتاتے ہیں۔ میں صرف آفس کے معمالات تک جانتا ہوں انہیں۔ وہ اپنی ذاتی زندگی میں کیا کرتے ہیں، کہاں جاتے ہیں مجھے نہیں معلوم۔" اس کے چہرے پر سادگی تھی۔ دونیہ نے غور سے دیکھا۔ وہ سچ بول رہا تھا۔

اوکے، میں بس ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔افسانے کو کچھ چیزیں دینی تھیں۔"
میرے پاس رہ گئی تھیں۔میں مہرداد کو دے دوں گی۔تمہارا دن اچھا
گزرے۔" مسکرا کر کہتے وہ پلٹ گئی۔ریحان بھی سر جھٹک کر گاڑی میں
بیٹھا۔انہوں نے کیا سمجھا ہوا تھا یہ ایسے معصوم بن کر پوچھیں گی اور میں بتا
دوں گا،اوں ہوں۔فون سے ہینڈ فری اٹیچ کرتے وہ مسکرایا۔

تم مصروف تو نہیں تھے؟ کیا میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا؟" وہ دونوں اس"
وقت ایک کافی شاپ پر کاؤنٹر کے ساتھ کھڑے تھے۔

نہیں، میں فری ہی تھا۔" وہ اس کے کندھے کے پیچھے سے نظر آتے منظر کو"

دیکھ رہا تھا۔یک رویا سڑک کے دونوں اطراف میں کافی شاپس کی تعداد زیادہ تھی۔لوگ تیز تیز قدموں سے آجا رہے تھے۔گہما گہمی۔دن پوری طرح سے روشن تھا۔

مجھے ضروری بات کرنی ہے تم سے۔رات کو مام ڈیڈ نے مجھ سے کچھ پوچھا" ہے۔"ان کی کافی آگئی تھی۔وہ کافی لے کر شاپ سے باہر آئے۔اب وہ روڈ کنارے ایک ساتھ چلتے ہوئے جا رہے تھے۔

کیا پوچھا ہے انہوں نے؟"وہ سیدھ میں دیکھتا چل رہا تھا۔"

حیدر انکل نے تمہاری اور میری شادی کی بات کی ہے مام ڈیڈ سے۔تمہیں" معلوم تو ہوگا؟"وہ ہموار لہجے میں کہہ رہی تھی۔آریز کو کافی پیتے ہوئے زور کا اچھو لگا۔منہ پر بند ہاتھ کی مٹھی رکھتے وہ کھانستے ہوئے وہیں سائیڈ پر رک گیا۔

یہ دونوں بہن بھائی اس کی جان لیں گے کسی دن۔ کھانس کھانس کر آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔

تم ٹھیک ہو؟" درخشے سادگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ آریز نے اثبات میں" سر ہلاتے رومال نکال کر آنکھوں پر رکھا۔

مجھے معلوم نہیں تھا۔" گلا کھنکار کر صاف کرتے اس نے قدم بڑھائے۔"

کیا انہوں نے تم سے نہیں پوچھا تھا؟" کافی کا سپ لیتے وہ چلتے ہوئے" سامنے دیکھ رہی تھی۔

نہیں۔" وہ واقعی بے خبر تھا۔"

رائد کے نکاح سے پہلے بات کی حیدر انکل نے۔وہ چاہتے تھے کہ رائد اور" آرمینے کے ساتھ میرا اور تمہارا نکاح بھی ہو جائے۔ڈیڈ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے منع کر دیا۔اب انہوں نے دوبارہ سے بات کی ہے۔اور مجھے لگتا ہے جب تک میں ہاں نہیں کر دیتی وہ بار بار پوچھتے رہیں گے۔تو اسی لئے میں تمہارے پاس آئی ہوں۔تم کہہ دو کہ تمہیں شادی نہیں کرنی مجھ سے۔" وہ خبریں پڑھنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔جیسے اس کے لئے یہ عام روٹین کی بات تھی۔"اب تم بتاؤ، کر دو گے نہ انکار؟" وہ رک کر اسے دیکھ رہی تھی۔

آپ۔۔۔آپ کہہ رہی ہیں کہ۔۔۔" وہ جیسے ابھی تک اس کی بات سمجھنے" کی کوشش کر رہا تھا۔

مجھے تم سے شادی نہیں کرنی۔تم اس رشتے سے انکار کر دو۔یہ کہہ رہی"

ہوں میں۔" وہ مزے سے کافی کے گھونٹ بھر رہی تھی۔" مجھے دیر ہو رہی ہے جلدی بتاؤ۔"

میں۔۔ کرلوں گا بات۔۔۔ مام ڈیڈ سے۔ آپ پریشان مت ہوں۔" بہت" مشکل سے یہ الفاظ کہہ پایا تھا وہ۔

تھینکس۔ میں چلتی ہوں اب۔ خدا حافظ۔" رسمی مسکراہٹ سے کہتے وہ" آگے بڑھ گئی، وہ وہیں ٹھہرا اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا، خاموش سا۔ وہ اس کی پشت پر لہراتے سیاہ چمکدار بالوں کو دیکھتا رہا، درخشندے نے ہاتھ کے اشارے سے کیب روکی اور اس میں بیٹھ کر چلی گئی۔ آریز ایک ہاتھ میں کافی پکڑے وہیں کھڑا اس راستے پر نظریں جمائے کھڑا تھا، آنکھوں میں نمی تھی۔

ہیلو۔۔! میں آجاؤں؟" انگلیوں کے ناخنوں سے سے دروازہ بجاتے" سیرینہ کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ تھی۔

تم آچکی ہو۔" رائد نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا، ہلکا سا" مسکرایا۔

پھر بھی اجازت لینا تو ضروری ہے نہ۔" چیئر گھسیٹ کر بیٹھتے وہ کھل کر" مسکرائی۔ جواباً رائد نے اثبات میں سر ہلایا اور لیپ ٹاپ سکرین سیرینہ کی طرف موڑی۔

"ایک نظر دیکھ لو اسے اگر کوئی تبدیلی کرنی ہے تو بتاؤ۔"

اوکے میں دیکھ لیتی ہوں۔" اگلا ایک گھنٹہ وہ دونوں لیپ ٹاپ پر لگے" سلائیڈز ڈسکس کرتے رہے۔

چلو یہ تو ہو گیا۔اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم شام کو کیا کر رہے ہو؟ مصروف" نہیں ہو تو ہم ڈنر پر چلتے ہیں۔" وہ پر امید نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ڈنر۔۔۔" وہ ابھی کہہ رہا تھا جب فون بجا۔" ایکسکیوز می۔" سیرینہ سے" معزرت کرتے اس نے کال آن کی۔

مرحبا!" دوسری طرف جو بھی تھا شاید وہ بولنے کا شوقین تھا۔کیونکہ رائد" نے صرف سلام کیا تھا اور اب وہ پچھلے دو منٹ سے مسکراتے ہوئے دوسری طرف کی بات سن رہا تھا۔

اوکے مجھے سمجھ آگئی۔میں تمہیں رات تک بھیج دوں گا۔ہاں جی سچ کہہ رہا" ہوں۔پکاوعدہ۔"نرمی سے کہتے اس نے الوداعی کلمات ادا کرتے فون بند کیا۔

سیرینہ،۔سوری،میں شام کو بزی ہوں۔ہم کسی اور دن ڈنر پر چلیں" گے۔"وہ معزرت خواہ ہوا۔

ہمم،کیا یہ اس کال کی وجہ سے ہے؟میرا مطلب ہے کوئی امپورٹنٹ کام آ" گیا ہے کیا؟"وہ پھیکا سا مسکرائی۔

ارمن کی ایک اسائنمنٹ پر کام کرنا ہے مجھے۔تھوڑا سا ریسرچ ورک ہو گا۔" وہ کچھ مصروف رہی تو اسائنمنٹ نہیں بنا سکی۔اب صبح اس نے سبمٹ کروانی ہے۔اس لئے۔"کان کھجاتے اس نے معذرتی سمائل پاس کی۔

اٹس اوکے۔آئی انڈرسٹینڈ۔کم کسی اور دن چلے جائیں گے۔"وہ زبردستی" مسکراتے چیئر سے اٹھی۔"میں چلتی ہوں پھر۔بائے۔"وہ جلدی سے دروازہ پار کرتے باہر آئی۔چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔وہ لب بھینچ کر تیز تیز قدموں سے لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

افسانے کا پورا دن ریحان کی بہن آئمہ کے ساتھ گزرا تھا۔وہ اچھی لڑکی تھی۔شام کو اس کا شوہر اسے لینے آیا تو وہ چلی گئی۔شام سے رات ہو گئی مہرداد کا انتظار کرتے لیکن اس کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔تنگ آ کر اسے کال کی تو اس نے کہا کہ اسے آنے میں ابھی تھوڑی دیر لگے گی تو افسانے اس کا انتظار نہ کرے، کھانا کھا لے اور سو جائے۔

وہ بیزار شکل بنائے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی چینل شفل کرتی رہی۔ کمبل میں دبکے اسے وہیں نیند آ گئی۔

چاروں طرف سے گھرے بھورے پہاڑوں کے درمیان خشک میدان تھا۔ اگر دور سے دیکھا جائے وہاں پر ایک الاؤ سا جلتا نظر آتا تھا۔ آگ کے اس الاؤ کے گرد کچھ لوگ بھی بیٹھے تھے۔ دور سے ان کے چہرے واضح نہیں تھے۔ تھوڑا سا نزدیک جا کر دیکھیں تو دو لوگ نمایاں نظر آتے ہیں، ایک سبز آنکھوں والا لڑکا ہے جس کی بھنویں کمان کی مانند تنی ہوئی ہیں، وہ غصے میں لگتا ہے۔ اس کے سامنے لمبے بالوں والا بڑے جثے والا ایک آدمی بیٹھا ہے جس کے چہرے پر پرانے کٹ کا نشان ہے، گال سے کان تک جاتا، جیسے خنجر کا وار کیا گیا ہو۔

"پسر عصبانی، تمہیں آخر غصہ کس بات پر ہے جبکہ تمہارے پاس ہر مسلے کا حل موجود ہے۔ پھر تم کیوں ان لوگوں کو ڈھیل دئے ہوئے ہو؟" وہ کٹ کے نشان والا جو چہرے سے کرخت نظر آتا تھا اس کی آواز بلند تھی۔ شاید وہ اونچی آواز میں بولنے کا عادی تھا۔

"میں جانتا ہوں لیکن اس حل پر عمل کرنے سے سب ختم ہو جائے گا۔ ہر رابطہ ٹوٹ جائے گا۔" سبز آنکھوں والا بے چین لگتا تھا۔

"تمہیں رابطے قائم ہی کیوں رکھنے ہیں؟" وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا، وہ اس کی چہرے پر غصہ اور آنکھوں میں پھیلا انتشار دیکھ سکتا تھا۔

"رابطے کیسے توڑ دوں تبریزی؟ وہ میری ماں کا خاندان ہے۔ رابطے ختم بھی

کردوں تو خون کو رگوں سے الگ نہیں کر سکتا میں۔" وہ آگ پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ آنکھوں میں تپش سی تھی۔ "میں اس پوائنٹ پر نہیں جانا چاہتا جہاں سے پھر واپسی کا کوئی راستہ نہ ہو۔"

اسی لئے چھوڑ دیا تم نے اپنے ماموں زاد کو۔ آہ۔" سعادت تبریزی نے نفی میں سر ہلایا۔ "تم اتنے نرم تو نہیں تھے۔"

میں نرم نہیں ہوں لیکن میں خدا کا نافرمان بھی نہیں ہوں۔ وہ میرے رشتہ دار ہیں۔ ان سے خون کا تعلق ہے میرا۔ خدا نے ان لوگوں کو میرا خاندان بنایا ہے۔ مجھے غصہ ہے، میرا دل کرتا ہے میں تہس نہس کر دوں ان لوگوں کو جنہوں نے میری زندگی جہنم بنائے رکھی اور اب انہوں نے میری بیوی پر حملہ کیا۔" اس نے ایک سوکھی لکڑی کو آگ کے درمیان رکھا۔ "لیکن۔۔ لیکن میں خدا کی قائم کی گئی حدوں سے نکلنے والوں میں سے نہیں ہوں۔"

لکڑی نے آگ پکڑلی تھی، مہرداد جھڑ جھڑ جلتی لکڑی کو دیکھے گیا۔ سعادت تبریزی ایک پل کو نظریں جھکائے کچھ سوچتا رہا۔

پھر کیا تم انہیں اجازت دو گے کہ وہ تمہاری زندگی میں مداخلت کرتے" رہیں؟ وہ دوبارہ تمہاری بیوی پر حملہ کریں؟" سر اٹھا کر داد کو دیکھا۔

نہیں۔" اس نے فوراً نفی میں سر ہلایا۔" میں انہیں بالکل بھی اجازت نہیں" دوں گا۔ اگر انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش بھی کی تو وہ اس کا انجام دیکھ لیں "گے۔

پھر اس سب کا اختتام کیسے ہو گا؟" سعادت تبریزی الجھی ہوئی نظروں سے" اسے دیکھ رہا تھا۔ تبریزی معاملات سادہ رکھنے والا بندہ تھا، اس کے خیال میں یا تو چھوڑ دو یا مار دو، درمیان کی پیچیدہ راہیں اسے سمجھ نہیں آتی تھیں۔

پتا نہیں۔ شاید یہ سب ایسے ہی چلتا رہے گا۔ میں کٹ آف نہیں کر سکتا"
لیکن انہیں ان کی حدود میں رکھ سکتا ہوں۔ تمہیں پتا ہے، افسانے کے آنے
سے پہلے سب ٹھیک چل رہا تھا۔ اگر میں خاندان کی کسی لڑکی سے شادی کر
لیتا تو سب ٹھیک ہی رہنا تھا۔ وہ جو خول تھے اپنائیت کے وہ قائم رہتے۔" لب
کاٹتے اب وہ ایک اور خشک لکڑی کو آگ پر رکھ رہا تھا۔

پھر تم نے اس لڑکی سے شادی کیوں کی؟ اسے کیوں لائے اس خارزار رہگزر"
پر؟" سعادت کی آنکھوں میں افسوس تھا۔

یہ جو دل ہے نہ تبریزی، یہ بہت بے بس کر دیتا ہے۔ میں نے سب کچھ"
جانتے بوجھتے اس لڑکی کو اس سب میں گھسیٹ لیا۔ کیونکہ میرے دل نے
اس کے بغیر دھڑکنے سے انکار کر دیا تھا۔" وہ ہلکا سا ہنسا، شاید اپنی بے بسی پر۔

"میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں تو لگتا ہے دنیا میں کوئی غم نہیں ہے۔ سب کچھ ایک دم صاف شفاف لگتا ہے، اس کے ساتھ زندگی بے معنی نہیں رہتی، اس کے آنے سے مجھے زندگی میں مقصد مل گیا ہے۔ اتنی بڑی کائنات میں کوئی اپنا مل گیا ہے تبریزی۔" اس کی آنکھوں کی جگمگاہٹ کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

اور اگر وہ چلی گئی تو کیا ہو گا؟ وہ اس سب سے تنگ آ گئی تو؟" تبریزی کی" بات پر مہر داد نے پلکیں اٹھا کر دور پہاڑوں سے ملتے آسمان پر جگمگاتے ستاروں کو دیکھا۔

وہ نہیں جائے گی۔ میں جانتا ہوں وہ نہیں جائے گی۔ وہ مجھے کبھی نہیں" چھوڑے گی۔ کبھی بھی نہیں۔" اس کے لہجے میں یقین تھا۔ ستاروں بھرے آسمان نے بے ساختہ اس کے یقین کے سلامت رہنے کی دعا کی۔ "چلتا ہوں۔ زندگی سلامت تو پھر ملیں گے۔" وہ اٹھا تو سعادت بھی ساتھ ہی اٹھ

کھڑا ہوا۔ سعادت کے گلے مل کر وہ تھوڑے فاصلے پر کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

سعادت تبریزی اس کی گاڑی کو دور جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اس کے کرخت چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ آہ مہرداد، تم تو عاشق بن گئے ہو۔ وہ مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر اپنی جگہ پر واپس بیٹھا۔

مما، ڈیڈ گھر پر ہیں کیا؟" آریز گھر آیا تو سیدھا سارا کی طرف گیا۔"

وہ ابھی آئے ہیں، فریش ہونے گئے ہیں، تم بیٹھو وہ آتے ہی ہوں گے۔"" سارا نے بغور اس کا انداز دیکھا۔ وہ پریشان لگتا تھا۔

مما۔۔کیا آپ لوگوں نے۔۔طلال انکل سے کیا بات ہوئی آپ لوگوں" کی؟"اس نے صاف بات کرنا مناسب سمجھا۔

ادھر آؤ، بیٹھو ادھر۔"سارا نے اسے بازو سے تھام کر صوفے کی طرف" اشارہ کیا۔"ہم نے تمہارا رشتہ مانگا ہے درخشے کے لئے۔"وہ اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے نرمی سے کہہ رہی تھیں۔"اور ہمیں یقین ہے کہ وہ انکار "نہیں کریں گے۔

لیکن مما آپ لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"اس کا سر ہلکا ہلکا درد کر رہا" تھا۔

کیونکہ ہم تمہاری درخشندے کے لئے پسند سے واقف ہیں۔ہمیں پتا تھا"

تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔

"مما۔۔۔میں ابھی اس سب کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

اور تم کیوں تیار نہیں ہو؟" حیدر زمان کی آواز پر آریز نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

ڈیڈ یہ سب بہت جلدی ہے۔ہاں ٹھیک ہے مجھے درخشے پسند ہے۔ لیکن" شادی بہت بڑا فیصلہ ہوتا ہے۔ ہم دونوں کی ابھی اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں اسے پسند کرتا ہوں یہ کافی نہیں ہے، درخشے بھی مجھے پسند کرتی ہے یا نہیں، یہ جاننا میرے لئے بہت ضروری ہے۔ آپ لوگوں کو پہلے مجھ سے بات کرنی چاہیے تھی۔" سارا نے الجھ کر اسے دیکھا۔اس کی باتیں بے ربط محسوس ہوئی تھیں انہیں۔

طلال اور فاطمہ درخشے کی مرضی سے ہی کوئی فیصلہ کریں گے نہ۔ایسے تو" ہاں نہیں کر دیں گے وہ۔" سارا کی بات پر آریز نے پہلو بدلا۔

پھر بھی۔آپ کو نہیں لگتا کہ آپ لوگوں نے جلدی کر دی؟" لب کاٹتے" اس نے ایک ہاتھ سے کنپٹی دبائی۔ سر درد زیادہ ہوتا جا رہا تھا۔

آریز کیا کوئی بات ہے؟ تمہیں خوش ہونا چاہیے تھا لیکن تم پریشان لگ" رہے ہو۔" سارا نے اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔ وہ چند لمحے انہیں دیکھتا رہا۔

نہیں، کوئی بات نہیں ہے۔ سر میں درد ہے اور تھکن ہو رہی ہے بس۔آپ" کافی بھجوا دیجیئے گا میرے کمرے میں پلیز۔میں تھوڑی دیر آرام کروں گا۔

گڈ نائٹ۔" وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

حیدر یہ۔۔" سارا نے فکر مندی سے کچھ کہنا چاہا۔"

وہ ٹھیک ہے۔اس کے لئے اچانک خبر تھی تو بس اسی لئے ایسا بیہیو کر رہا" ہے۔اسے تھوڑا وقت دو۔" حیدر نے نرمی سے سارا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ سارا فکر مندی سی بیٹھی تھیں۔

وہ بیڈ پر چت لیٹا چھت کو دیکھ رہا تھا۔ذہن میں درخشے کی باتیں گھوم رہی تھیں۔وہ کیوں انکار کر گئی تھی۔کیا اسے آریز پسند نہیں تھا؟ یا وہ کسی اور کو پسند کرتی تھی؟

اس نے بے چینی سے کروٹ بدلی۔ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔اس کی زندگی میں کوئی اور ہوتا تو آریز کو پتا ہوتا۔پھر وہ کیوں منع کر رہی تھی اس رشتے سے۔

وہ اس کے سامنے اپنی محبت کا اظہار کیوں نہیں کر پایا۔وہ اس کی بات پر حامی کیوں بھر آیا تھا؟آریز نے سر تکیے میں چھپایا۔کیا اسے درخشے سے وجہ نہیں پوچھنی چاہئے تھی؟

سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے وہ اٹھ بیٹھا۔پتا نہیں وہ کتنی دیر ایسے بیٹھا رہتا جب اس کا فون بجا۔اس نے نمبر دیکھا،رائد۔

ہیلو!"بیزاری سے ہیلو کیا۔وہ اس وقت کسی سے بات کرنے کے موڈ نہیں" تھا۔

تم پاگل ہو آریز؟ یہ کیا کر کے آئے ہو؟" رائد جیسے غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔"

"کیا ہوا ہے؟"

"تم نے کیا کہا ہے درخشے کو؟"

تمہیں بتا ہی دیا ہو گا اس نے۔ پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔" وہ اس" وقت ہر چیز سے بیزار تھا۔

تم نے کیوں کہا اسے کہ تم اسے رشتے سے انکار کر دو گے؟ تم ایسا کیسے کر" سکتے ہو؟" رائد نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا۔

تو کیا کرتا۔ پیچھے پڑ جاتا ان کے ؟ان کی مرضی نہیں ہے تو کیا میں زبردستی" کروں ؟ کم آن رائد۔۔جب انہوں نے انکار کر دیا تو میں ان کے فیصلے کا احترام کروں گا۔" وہ اس وقت ضبط کی انتہا پر تھا۔

ہاں تم مہانتا کی مورت، تم ایسا کیسے کر سکتے تھے۔ لیکن تم کم از کم اس سے" "وجہ پوچھ سکتے تھے۔

اس سب سے کیا ہوتا؟ مجھے اگر درخشے کے رویے میں تھوڑی سی بھی لچک" نظر آتی تو میں ضرور پوچھتا۔ لیکن جب معلوم ہو کہ سوال کا جواب ہرٹ کرے گا تو اپنے دل کا احترام کرتے ہوئے سوال نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے بھی نہیں کیا کوئی سوال۔ جو انہوں نے کہا مان لیا۔" دروازہ بجا۔ ملازمہ کافی لے آئی تھی۔

تم نے غلطی کی۔اب تم میری بات سنو۔تم اپنا منہ بند رکھو گے۔جو بھی" بات ہو گی بڑوں کے درمیان ہو گی۔وہ جو بھی فیصلہ کریں لیکن تم خاموش رہو گے۔آ رہی ہے سمجھ؟" وہ سختی سے کہہ رہا تھا۔

تمہارے یہ کہنے سے پہلے ہی میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ مجھے خاموش رہنا" ہے۔اگر درخشے کو اعتراض ہے تو وہ خود کہیں سب سے۔مجھے وہ پسند ہیں، میں کسی کو نہیں کہوں گا کہ مجھے شادی نہیں کرنی یا ایسا کچھ۔درخشے سے بھی میں معذرت کر لوں گا کہ میں اس معاملے میں تم کچھ نہیں کر سکتا۔اگر انہیں اعتراض ہے تو وہ خود کہیں سب کو۔" دو ٹوک انداز میں کہتے وہ ڈرار سے سر درد کی دوا ڈھونڈ رہا تھا۔

بہت جلدی نہیں خیال آ گیا تمہیں۔" رائد نے طنز کیا۔"

اس وقت وہ میرے سامنے کھڑی تھیں، مجھے اور کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا" کہوں سوائے ان کی بات ماننے کے۔"اس نے پانی کے ساتھ پین کلر نگلی۔

ہاں پتا ہے مجھے جس طرح تمہارے سینسز کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں اس کے " سامنے۔"اس نے مذاق اُڑایا۔

ویری فنی۔دو منٹ رکو میں چینج کرنے جا رہا ہوں۔"کافی کا گھونٹ بھرتے " وہ اٹھا اور کبرڈ تک گیا۔کپڑے اٹھا کر وہ ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔کچھ دیر بعد باہر آیا تو آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔

تم نے مزید کیا بات کرنی ہے کیونکہ مجھے نیند آ رہی ہے۔"بیڈ پر بیٹھتے اس" نے کافی کا مگ اٹھایا۔

میں نے کیا بات کرنی ہو گی، آپ آرام فرمائیں جناب والا۔ میں آپ کے آرام میں مخل نہیں ہونا چاہتا۔" اس کا سڑا ہوا جواب آیا۔ آریز بے ساختہ ہنسا۔

اب تم ناراض محبوبہ مت بنو۔ اور بتاؤ کیا کیا آج سارا دن۔ کیا مصروفیت تھی؟" دو سانس میں کافی کا مگ خالی کرتے اس نے مگ سائڈ ٹیبل پر رکھا اور سونے کے لئے لیٹا۔ اگلے پندرہ منٹ وہ دونوں باتیں کرتے رہے۔ پورے دن کی روٹین اور ادھر ادھر کی چھوٹی چھوٹی باتیں۔

چلو اب سو جاؤ تم، بعد میں ہوتی ہے بات۔" رائد کو محسوس ہو گیا تھا کہ آریز کو نیند آ رہی ہے۔

اوکے یا عزیزی، شب بخیر۔" آریز نے فون بند کر کے تکیے کے ساتھ

پھینکا۔رائد سے بات کر کے وہ پر سکون ہو گیا تھا۔وہ جو بیزاری سی پورے وجود پر طاری تھی وہ تو جیسے کہیں غائب ہو گئی تھی۔دوست بھی خدا کی طرف سے نعمت ہوتے ہیں۔وہ مسکراتے ہوئے کروٹ بدلتے لحاف سر تک تان گیا۔

آہستہ سے دروازے کا لاک کھولتے وہ بنا چاپ پیدا کئے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔تمام لائٹس جل رہی تھیں۔ٹی وی لاؤنج سے بھنبھناہٹ کی صورت ہلکا سا شور آرہا تھا۔شاید ٹی وی چل رہا تھا۔مہر داد لاؤنج میں پہنچا تو افسانے سمٹ کر صوفے پر لیٹی مکمل طور پر کمبل میں چھپی ہوئی تھی۔صرف بال تھے جو کمبل سے باہر نظر آرہے تھے۔وہ چلتے ہوئے صوفے کی پشت سے ہو کر سامنے آیا،ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آف کیا،ایک نظر افسانے کو دیکھا،اس کے

سانسوں کے زیر و بم کے ساتھ کمبل میں ہوتی ہلکی سی حرکت بتا رہی تھی کہ وہ گہری نیند میں تھی۔ مہرداد کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کپڑے تبدیل کر کے، اپنا تکیہ اور لحاف اٹھا کر لاؤنج میں آتا دکھائی دیا۔ اس نے لحاف اور تکیہ سنگل صوفے پر رکھا اور افسانے تک آیا۔ زرا سا جھک کر صوفے کے نیچے اس نے ہاتھوں سے تھپتھپا کر کچھ چیک کیا پھر وہ سیدھا ہوا کی پشت کو ہلکے ہاتھوں سے دبایا۔ اور آرام سے اسے سیدھا کیا۔ اور صوفے اب وہ صوفہ کم بیڈ مکمل طور پر بیڈ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اوپن ایریا کچن کو چھوڑ کر اس نے سارے گھر کی لائٹس آف کیں۔

اپنا تکیہ افسانے کے تکیے کے ساتھ جوڑ کر رکھتے وہ لحاف پھیلا کر اوڑھتے بائیں طرف کروٹ بدلتے افسانے کی طرف رخ کر کے لیٹ گیا۔ تھوڑا سا اٹھ کر افسانے کو کمبل سمیت اپنی طرف کھینچا کہ کہیں وہ نیند میں کروٹ بدلتے کنارے سے نیچے نہ گر جائے۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کو چھوا، لبوں پر

مسکراہٹ آئی۔وہ آنکھیں بند کرتے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

موبائل کی مسلسل زوں زوں سے افسانے کی آنکھ کھلی۔اس سے پہلے کہ وہ آواز کے ماخذ کو تلاشتی فون بند ہو گیا۔ تین سینکڈ کے وقفے سے پھر فون وائبریٹ ہوا۔اس نے ہاتھ مار کر فون تلاشا،جو سوتے وقت بے دھیانی میں اس کی کمر تلے دب گیا تھا۔مندی مندی آنکھوں سے فون کی سکرین کو دیکھا۔سارا کی کال آرہی تھی۔فون آن کرتے وہ اٹھ کر بیٹھی۔ایک ہاتھ سے جمائی روکتے اس نے بھاری آواز میں ہیلو کیا۔

افسانے،کیسی ہو بیٹا؟"سارا کی نرم فکر مند سی آواز اس کی سماعتوں سے" ٹکرائی۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟" بات کرتے اس نے گردن موڑ کر برابر" میں لیٹے مہرداد کو دیکھا۔ وہ اس کی آواز سے ڈسٹرب ہوا تھا تبھی لحاف منہ سے اتار کر بازو آنکھوں پر رکھا۔ یہ کب آیا تھا؟ وہ رات کو اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔

افسانے تم ٹھیک ہو نہ، کب آؤ گی ملنے؟ ایک بار تو شکل تو دکھا جاؤ اپنی۔ ایسی" بھی کیا ضد ہے۔" سارا کی آواز میں تھکن زدہ تھی۔

میں ٹھیک ہوں مما، آپ پریشان مت ہوں۔" ہمیشہ والے الفاظ میں" انہیں تسلی دی۔ مہرداد نے بازو آنکھوں سے ہٹا کر نیم خوابیدہ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ کمبل سینے سے لگائے، ریڈ ہاف بازو ٹی شرٹ میں کھلے سنہری بالوں کے ساتھ فون کان سے لگائے بیٹھی تھی۔

میں نے کچھ اور بھی کہا ہے، ملنے کب آؤ گی؟" سارا کی بات پر وہ کچھ پل کو" خاموش سی ہو گئی۔ مہرداد کی طرف دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نظریں ملنے پر مسکراتے ہوئے وہ اس کی طرف کھسکا۔ ہاتھ بڑھا کر اس کا کمبل ہٹاتے اس کی گود میں سر رکھا۔ بازو پیچھے کر کے افسانے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ماتھے پر رکھا اور آنکھیں بند کر لیں۔ افسانے کی نظر اس کی پلکوں پر گئی، مڑی ہوئی خم دار پلکیں، اس کے ہونٹوں کی بناوٹ بہت خوبصورت تھی۔ جب وہ مسکراتا تھا اور زیادہ پیارا لگتا تھا۔ وہ اپنی ماں پر گیا تھا، زینب نے بتایا تھا، افسانے کو یاد آیا۔ افسوں رضا یقیناً بہت خوبصورت ہوں گی۔ آہستہ سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ اسے دیکھے گئی۔

افسانے۔۔!" سارا کی پکار پر وہ چونک کر ہوش میں واپس آئی۔"

"جی مما۔"

تم نے جواب نہیں دیا، کیا ابھی تک اپنے بابا سے ناراض ہو؟ اس لئے نہیں" آنا چاہتی؟"

نہیں مما، میں اب کسی سے ناراض نہیں ہوں۔" نگاہیں داد کے چہرے پر" ٹکائے وہ ان سے کہہ رہی تھی۔" سارے شکوے ختم ہو گئے۔" اس کی بات پر مہر داد کے لبوں پر ہلکا خم آیا، وہ مسکرایا تھا شاید۔

مہر داد کیسا ہے؟ وہ ٹھیک ہے نہ تمہارے ساتھ؟ وہاں کے لوگ کیسے ہیں؟" وہ سب اچھے ہیں نہ تمہارے ساتھ؟" سارا کو جو چیز پریشان کر رہی تھی وہ یہی تھی۔

سب بہت اچھے ہیں۔ میرا خیال رکھتے ہیں۔ آپ پریشان مت ہوں۔""

افسانے کے الفاظ پر مہرداد نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔"مہرداد بھی اچھا ہے، اتنا برا نہیں ہے۔ کرتوت شکل سے میچ کرنے لگے ہیں۔" وہ ہلکا سا ہنسی۔ مہرداد نے پلکیں سکیڑ کر اسے دیکھا، اب اس بات کا کیا مطلب تھا؟

"اوکے مما میں فون رکھتی ہوں، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اور ہم بہت جلد آئیں گے آپ سے ملنے۔ ڈونٹ وری۔" مہرداد کی بائیں آنکھ کے کنارے پر انگوٹھا پھیرتے اس کی آنکھوں کی سلوٹ دور کی، وہ ابھی تک کرتوت والی بات پر گھور رہا تھا۔

اوہ ہاں، میں تو بھول ہی گئی تھی کہ تمہارے ہاں فجر کا وقت ہو گا۔ اپنا خیال" رکھنا۔ میں رکھتی ہوں فون۔ اللہ حافظ۔" سارا فون بند کر گئیں تو افسانے نے فون سائڈ پر پھینکا اور مہرداد کی طرف متوجہ ہوئی۔

کرتوت شکل سے میچ کرنے لگے ہیں،اس کا کیا مطلب تھا؟" وہ اس کی گود میں سر رکھے اسے گھور رہا تھا۔

کیوں بتاؤں؟اب ہٹو،مجھے نماز پڑھنی ہے۔" اسے ہٹانے کی کوشش کی۔"

"لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔" داد۔۔ہٹو یار۔

آں ہاں،پہلے بتاؤ۔" وہ بضد تھا۔"

تو تم ایسے نہیں ہٹو گے ہاں؟رکو زرا۔" سمجھ کر سر ہلاتے اس نے دونوں ہاتھوں سے اس بال پکڑے۔

افسانے ے ے،" وہ ہنستے ہُوئے اپنے بال اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کر رہا تھا۔"اٹھ رہا ہوں یار،بال تو چھوڑو۔" وہ مسلسل ہنستا جا رہا تھا۔

افسانے نے مسکراتے ہوئے بال چھوڑے، وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔ دونوں ہاتھوں سے بال سیٹ کرتے اسے گھورنا چاہا، افسانے نے زبان نکال کر آنکھیں ٹیڑھی کر کے اسے منہ چڑایا۔ وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسا۔ "تم بچ جاؤ مجھ سے مائی ڈیئر وائف۔"

فی الحال تو میں نماز پڑھنے جا رہی ہوں۔ تم بھی پڑھ لو، اٹھو شاباش۔ مائی" ڈیئر ہسبینڈ۔" پاؤں میں سلیپر پہنتے وہ کھڑی ہوئی، زرا سا جھک کر اس کے گال چٹکیوں میں بھر کر زور سے کھینچے اور جلدی سے کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

مہر داد دونوں ہاتھ گالوں پر رکھے گرنے کے سے انداز میں لیٹا۔ کچھ دیر چھت کو تکنے کے بعد وہ مسکراتے ہوئے اٹھا۔ اس کا ارادہ مسجد میں نماز پڑھنے کا تھا۔ لبوں پر مستقل مسکراہٹ کا بسیرا تھا۔ زندگی بہت خوبصورت ہو

گئی تھی۔

افسانے سے بات کرنے کے بعد سارا فون ہاتھ میں ہی لئے بیٹھی تھیں۔آج انہوں نے افسانے کی ہنسی سنی تھی۔ان کا دل اطمینان سے بھر گیا تھا۔اتنے عرصے میں پہلی بار وہ انہیں خوش لگی تھی۔اس نے آج اپنے اور مہر داد کے لئے ہم کا صیغہ استعمال کیا تھا۔جہاں سارا کا دل ایک دم ہلکا پھلکا ہو گیا تھا، وہیں آنکھوں میں نمی بھی در آئی تھی۔بیٹیاں کتنی جلدی بڑی ہو جاتی ہیں۔ وہ جوان کے وجود کا حصہ تھی،وہ کہہ رہی تھی کہ وہ ان سے ملنے آئے گی۔ اسے ان سے مل کر واپس جانا ہو گا،اپنے شوہر کے ساتھ۔وہ اپنے گھر میں، اپنے شوہر کے ساتھ خوش تھی،اس بات کا اطمینان تھا تو اس کے خود سے دور چلے جانے پر اداسی بھی تھی۔لیکن یہ تو پھر قدرتی بات تھی،سائیکل آف

نیچر تھا، بچے بڑے ہو جاتے ہیں، وہ اپنی الگ اڑان بھرتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ انہیں اب اس یونٹ کی ضرورت نہیں رہی جہاں اڑنا سیکھا ہے، نئے آسمانوں میں قدم جمانے کے لئے انہیں سے انہوں نے اپنے گھر سے سپورٹ کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے، یہ یقین ہمیشہ چاہئے ہوتا ہے کہ اگر وہ ڈگمگا کر گرنے لگیں گے تو وہ سنبھال لئے جائیں گے۔

سارا نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔
انہیں عشاء کی نماز پڑھنی تھی۔اپنے بچّوں کی خوشیوں کے طویل ہونے کی دعا مانگنی تھی۔

Note: Iran is 8 hours and 30 minutes ahead of New York, NY, USA

آفس میں اس وقت خاموشی تھی۔رائد پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے گلاس والا کے ساتھ کھڑا تھا۔پاور چیئر پر طلال بن زید بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ان کے سامنے والی چیئر پر فاطمہ متفکر سی بیٹھی ہوئی تھیں۔رائد گہرا سانس لیتے ان دونوں کی طرف مڑا۔

"وہ اگر بیوقوفی میں کوئی فیصلہ کر رہی ہے تو آپ لوگ اسے سپورٹ کیسے کر سکتے ہیں؟" وہ سنجیدہ نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"تم نے اپنی زندگی کا فیصلہ اپنی مرضی سے کیا ہے۔تو وہ بھی تمہاری بہن ہے۔اس کا پورا حق ہے وہ اپنے لئے کوئی بھی فیصلہ لے۔" طلال کو رائد کا درخشے کو بیوقوف کہنا پسند نہیں آیا تھا۔

بالکل اسے پورا حق ہے۔ لیکن کیا اس نے کوئی ویلڈ ریزن بتایا ہے انکار کا؟" وہ لب بھینچے انہیں دیکھ رہا تھا۔

اس نے کہا وہ ابھی کسی قسم کی کمٹمنٹ نہیں کرنا چاہتی۔ ابھی اس سے اس معاملے پر کوئی بات نہ کی جائے۔" فاطمہ نے درخشے کا پوائنٹ آف ویو بتایا۔

واؤ، کتنا سٹرونگ آرگیومنٹ پیش کیا ہے اس نے۔" وہ استہزایہ ہنسا۔"

رائد، ہم اسے مجبور نہیں کر سکتے۔ آریز مجھے بھی بہت پسند ہے۔ خاندان" میں موجود لڑکوں کے مقابلے میں دیکھا جائے تو وہ ہزار درجا بہتر ہے ان سے۔ لیکن درخشے کی مرضی کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔" طلال نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

وہ اچھا نہیں بہت اچھا ہے۔ درخشے کے لئے آریز سے زیادہ اچھا لائف پارٹنر اور کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ درخشے اور اس کا بہت اچھا کپل بنے گا۔ ایسا داماد تو پورے سرکل میں کسی کا نہیں ہو گا۔ ذہین، ہینڈسم، سلجھا ہوا، شریف، باکردار، مزاج بھی بہت دھیما ہے۔ عزت کرنے والا ہے، دیکھا بھالا گھر کا لڑکا ہے۔ ٹوبی آنسٹ اتنی خوبیاں تو مجھ میں بھی نہیں ہیں۔ میں سچویشن کے حساب سے بدتمیز اور بدلحاظ ہو جاتا ہوں، اسے آپ کبھی بھی تمیز کا دامن ہاتھ سے چھوڑتے نہیں دیکھیں گے، سچویشن بھلے کوئی ہو۔" آریز کی تعریفیں تو وہ نان سٹاپ کر سکتا تھا۔ طلال اسے دیکھ کر رہ گئے،

ہم اس معاملے کو کچھ عرصہ رہنے دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کچھ عرصے بعد" درخشندے مان جائے۔" انہوں نے مثبت پہلو دکھانا چاہا۔

ہو ہی نہیں سکتا۔آپ کچھ عرصہ گزرنے دیں۔درخشے نے شادی سے ہی" انکار کر دینا۔آپ کو نہیں پتا اس کا، میں جانتا ہوں۔وہ کبھی بھی کسی سے بھی شادی کے لئے حامی نہیں بھرے گی۔آپ آج پوچھیں، دو سال بعد، یا دس سال بعد، اس کا ایک ہی جواب ہو گا، وہ کسی سیریس ریلیشن میں نہیں پڑنا چاہتی اس سے اس بارے میں بات نہ کی جائے۔اور وقت کے ساتھ ساتھ وہ ریجڈ ہو جائے گی اپنی سوچ میں۔دو چار سال بعد تو اس نے آپ کی بات بھی نہیں سننی، ماننا دور کی بات۔آپ لکھوا لیں مجھ سے۔"اس نے تیقن سے کہا۔

تم کیا عجیب بات کر رہے ہو۔وہ کیوں کرے گی بھلا ایسا۔"طلال اور فاطمہ" نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

آپ نہیں جانتے اسے، میں جانتا ہوں، ایسا ہی ہو گا۔"وہ اپنی بات پر قائم"

تھا۔

تم بے بنیاد بات کر رہے ہو۔" طلال کرسی پر پیچھے کو ہو کر بیٹھے، ٹائی کی" ناٹ ڈھیلی کی۔

میں نے بنیاد بات نہیں کر رہا۔ وہ سائیکو ہے، فوبک۔ اسے آریز کے علاوہ" کوئی اور ہینڈل نہیں کر سکتا۔" وہ اپنی بات پر مصر تھا۔

شٹ اپ رائد، یہ کیسے بات کر رہے ہو تم اپنی بہن کے بارے میں، وہ" تمہیں پاگل لگتی ہے جسے ہینڈل کرنا پڑے گا۔ حد کرتے ہو تم بھی۔ آریز سے دوستی کا یہ مطلب نہیں کہ تم اپنی بہن کے بارے میں ایسے بولو۔" فاطمہ کو اس کا انداز ناگوار گزرا تھا۔ وہ اسے ٹوکے بغیر نہ رہ سکیں۔

میں نے الفاظ غلط استعمال کئے لیکن بات میں نے ٹھیک کی ہے۔آپ دنیا" کے کسی بھی شخص سے اس کی شادی کروادیں۔وہ ایک مہینے کے اندر گھر واپس آئی بیٹھی ہو گی۔شرط لگالیں۔"وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا،اپنی بات پر ہی اڑا ہوا تھا۔فاطمہ نے سلگ کر اسے دیکھا۔کیسے مزے سے بد شگونی کر رہا تھا بہن کے بارے میں۔

اور کیوں ہو گا ایسا؟"طلال نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔"

کیونکہ۔۔۔درخشے کو وہی جھیل سکتا ہے جو اس سے محبت کرتا ہو۔ایسی" محبت جس میں محبوب کی خامی بھی خوبی لگے۔جو محبوب کی طرف سے دیا گیا زہر بھی امرت سمجھ کر پی جائے۔محبوب بھلے سے سینے میں خنجر اتار دے اس کے لبوں سے اف نہ نکلے۔"انگوٹھے سے اپنا دایاں ابرو کھجاتے اس نے ان کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔

ماشاءاللہ پوری ریسرچ کر رکھی ہے۔" طلال نے اس پر چوٹ کی۔ فاطمہ" نے سر جھکا کر مسکراہٹ دبائی۔ "تم یہ سب اپنی بہن کے بارے میں بول رہے ہو۔ یاد ہے نہ؟"

ہاں جی یاد ہے۔" ڈھیٹ بننے میں کوئی حرج نہیں تھا، وہ سوچ کر رہ گیا۔"

ہم سب اگر راضی ہوں بھی تو سوال یہ ہے کہ درخشندے کو کون منائے" گا؟" فاطمہ نے اہم سوال کی طرف ان کی توجہ دلائی۔

میں کس لئے ہوں۔ درخشے کو منانا آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ آپ تھوڑا سا" ایموشنل کریں اسے، اپنی خوشی اور مرضی کا بتائیں۔ اسے پتا ہو کہ آپ لوگ سیریس ہیں اس کی شادی کو لے کر۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔" وہ

ریلکیس انداز میں کرسی پر بیٹھا۔

دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔" فاطمہ نے کندھے اچکائے۔" اگر درخشندے"
"مان جائے تو سب سے زیادہ خوشی مجھے ہو گی۔

ہم اچھے کی امید کر سکتے ہیں۔" طلال نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔"

کوئی چائے پانی تو پوچھ لیں مجھ سے، اتنے دن بعد آیا ہوں آپ کے"
آفس۔" طلال فون اٹھا کر چائے کا بول رہے تھے جبکہ رائد اب پر سکون انداز
میں دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھے ٹانگوں کی قینچی بنا کر ریلکس انداز میں
چیئر پر بیٹھا تھا۔ آدھا کام تو ہو گیا تھا، درخشندے کو منانا باقی تھا، یہ بھی ہو ہی
جائے گا۔ وہ پر امید تھا۔

افسانے نماز پڑھ کر کمرے سے باہر آئی تو مہرداد کہیں نہیں تھا۔اس کا فون سامنے ہی ٹیبل پر پڑا تھا۔پتا نہیں کس کی کال تھی، فون کب سے بجے ہی جا رہا تھا۔اس نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا۔دونیہ۔۔وہ لب بھینچ گئی۔پھر کچھ سوچ کر کال آن کر کے فون کان پر رکھا۔

مہرداد، کہاں ہو کب سے فون کر رہی ہوں۔"کال آن ہوتے ہی وہ دونیہ" کی تیز آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

انسان کال کرنے سے پہلے وقت دیکھ لیتا ہے کم از کم۔"افسانے کا ایز سچ" کوئی لحاظ والا تعلق تو تھا نہیں دونیہ سے کہ وہ اس سے صاف بات کرتے ہوئے ہچکچاتی۔

اوہ تو تم ہو۔" دونیہ جیسے توقع نہیں کر رہی تھی کہ مہرداد کے فون پر" افسانے کی آواز سنائی دے گی۔" مہرداد فجر کے وقت اٹھا ہوا ہوتا ہے۔ مجھے اس کی روٹین پتا ہے۔ تم مجھے مت سکھاؤ کہ مجھے کس وقت کال کرنی چاہیے۔"

کیوں نہ سکھاؤں؟ مہرداد کی جو بھی روٹین ہو تم کون ہوتی ہو اسے وقت" بے وقت کال کرنے والی؟" ادھار رکھنا تو افسانے کو بھی نہیں آتا تھا۔ صبح صبح ہی وہ لڑکی اس کا دماغ خراب کر رہی تھی۔

میں کزن ہوں اس کی، میں جب مرضی کال کروں اسے۔ تم کون ہوتی ہو" پوچھنے والی؟" دونیہ کو بھی غصہ آیا۔

واؤ، تمہیں اتنا نہیں پتا کہ میں کون ہوں؟ میں بیوی ہوں تمہارے کزن" کی۔ شوہر ہے وہ میرا۔ آیندہ اپنی حد میں رہنا۔ اور بے وقت میرے شوہر کو فون کرنے سے پرہیز کرنا۔" چبا چبا کر کہتے فون بند کر کے میز پر پٹخا۔

کیا ہوا ہے کس پر غصہ آرہا ہے؟" مہرداد کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔" وہ جیکٹ اتار کر سٹینڈ پر لٹکا رہا تھا۔ وہ ابھی مسجد سے واپس آیا تھا۔

تمہاری چہیتی دونیہ بی بی پر۔ تمہیں یاد فرما رہی تھیں وہ خاتون۔" جل کر" کہتے وہ کچن کی طرف بڑھی جب مہرداد نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

میری چہیتی تو تم ہو زن زیبائی من۔" جھک کر اس کے کان پر لب رکھتے" اس نے شرارت سے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔" آج ناشتہ میں بناؤں گا۔ کیا یاد کرو گی۔ مہرداد رضا خود تمہارے لئے ناشتہ بنا رہا ہے۔" شاہانہ انداز

میں کہتے وہ فریج میں رکھی چیزوں کا جائزہ لے رہا تھا۔

کتنا عجیب نام ہے تمہارا، مہرداد، ٹیپیکل پاکستانی نام لگتا ہے۔" وہ منہ بنا کر" بولی۔اس کے کان سرخ ہو رہے تھے۔ایک جھجک تھی جو ابھی بھی ان کے رشتے میں موجود تھی۔اس کے رہتے وہ ابھی اس کے ساتھ پوری طرح کمفرٹیبل نہیں تھی۔

مہرداد نے ایک نظر اس کے سرخ پڑتے چہرے پر ڈالی۔وہ اب یقیناً مہرداد کی بات کا اثر زائل کرنے کے لئے اس کے نام کے بخیے ادھیڑنے والی تھی۔

حالانکہ پاکستانی تم ہو لیکن تمہارا نام ایرانی ہے۔اینڈ بائی داوے مہرداد پیور" فارسی نام ہے تو تم اپنا پاکستان میرے نام سے دور ہی رکھو پلیز۔" وہ آخر میں منہ بنا کر پلیز بولتا افسانے کو تو زہر ہی لگا تھا۔اسے کنفیوز کر کے وہ کتنے مزے

سے چڑا رہا تھا اپنی اوور ایکٹنگ سے۔

میرا نام ایرانی ہو یا تورانی تمہارا کنسرن نہیں ہے۔"اسے جیسے ابھی یاد آیا تھا" کہ اسے تو ناراض ہونا تھا۔کل وہ شام تک آنے کا بول کر رات پتا نہیں کس وقت آیا تھا۔وہ بھی بیوقوف تھی،کیسے نارمل انداز میں صبح اس سے بات کر لی تھی۔مہرداد دلچسپی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

بالکل میرا کنسرن تمہارے نام سے ہونا بھی نہیں چاہیے افسانے مہرداد۔" میں صرف اس بات پر کنسرن ہوں کہ تم نے دونیہ کو کیسے جواب دے دیا آج۔پہلے تو بقول تمہارے تمہاری جوتی کو بھی فرق نہیں پڑتا اس کی باتوں سے۔تو آج کیسے تم نے اسے اس کی حد میں رہنے کا بول دیا۔کیا اب میں بھی تمہاری حدود میں ہوں۔تمہیں برا لگا جب اس نے حق جتایا مجھ پر۔۔ہاں؟" وہ اپنا نام اس کے نام سے جوڑتے چمکتی آنکھوں سے اس کا سرخ پڑتا چہرہ

دیکھتے سوال کر رہا تھا۔اسے مشکل میں ڈال رہا تھا۔

"میں نے کبھی نہیں کہا کہ جوتی کو فرق نہیں پڑتا یا ایسا کچھ ،اپنی طرف سے باتیں مت بناؤ۔چپ کر کے ناشتہ بناؤ تم۔اور ہاں زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ پاؤں پٹخ کر صوفے پر جا کر بیٹھی۔ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا۔

"بنا رہا ہوں ناشتہ ،اچھا سنو،مجھے تھوڑا کام ہے،مجھے نکلنا ہے تھوڑی دیر میں۔شام تک پکا آجاؤں گا۔تم مجھے ایسے مت دیکھو۔سچ کہا رہا ہوں۔شام سے رات نہیں ہو گی،میں پہلے ہی آجاؤں گا۔" افسانے کے گھورنے پر اس نے جلدی جلدی وضاحت دی۔وہ ہونہہ کر کے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔کچھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔مہرداد مسکراتے ہوئے انڈوں کا آمیزہ مکس کر رہا تھا۔وہ یقیناً اسی کی شان میں گستاخی کر رہی ہو گی،وہ جانتا تھا۔

درخشندے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بال برش کر رہی تھی جب رائد کی کال آئی۔

مرحبا!"اس نے مسکراتے ہوئے فون آن کر کے سپیکر پر ڈالا۔"

مصروف ہو؟ بات کرنی ہے تم سے۔"اس کا انداز دوٹوک تھا۔"

مصروف تو ہوں۔آرمینے کے ساتھ باہر جانے کا پلان ہے۔"درخشندے" ابھی نیویارک میں ہی تھی۔فاطمہ اور طلال تو چلے گئے تھے واپس۔

جب فری ہو کال کرنا۔مجھے ضروری بات کرنی ہے۔مرحبا!"وہ ٹھک سے"
فون بند کر گیا۔

اسے کیا ہوا ہے؟رات بات ہوئی تھی تب تو ٹھیک تھا۔"وہ کندھے اچکا کر"
اپنا بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

نگاہ تو شکوہ ی آہ تو

ھرم داستان تو

گرمی جان تو

بانفس ھا

بہ من گفتی

ترجمہ:

تمہاری نگاہ

تمہاری شان

تمہارے ہاتھوں کی گرمی

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

تمہاری روح کی تمازت

سانسوں کے ساتھ

تم نے مجھے سمجھایا

وہ اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو اسے افسانے کی گنگناہٹ سنائی دی تھی۔ وہ کافی بے سرے انداز میں امریکن لہجے میں فارسی کا بیڑہ غرق کر رہی تھی۔ مہرداد کے لبوں کو بے ساختہ مسکراہٹ نے چھوا۔ وہ قدم قدم چلتا اندر آیا تو وہ برتن دھو رہی تھی۔ گانے کے بول گنگناتے، ایک پلیٹ ہاتھ میں پکڑے اس پر اسفنج رگڑتے وہ لہرا کر دو قدم دائیں طرف جاتی پھر دو قدم بائیں طرف۔ برتن دھونا بھی اتنا فن کام ہو سکتا ہے۔ مہرداد کو آج پتا چلا تھا۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھے گیا۔ ٹخنوں سے اونچا ٹراؤزر جو ابھی پنڈلیوں تک فولڈ کر

رکھا تھا، سفید ہاف بازو ٹی شرٹ۔ بالوں کا رف سا جوڑا بنا رکھا تھا۔

"جائزہ مکمل ہو گیا؟" دھلی ہوئی پلیٹیں ہاتھ میں پکڑے وہ اس کی طرف مڑی۔ ہونٹ پھیلا کر مسکرائی، پھر منہ سیدھا کیا۔ "آ گئے نواب صاحب۔ مل گئی فرصت آوارہ گردی سے۔" منہ بگاڑ کر بولتے وہ پلیٹیں ریک میں رکھ رہی تھی۔ "میں نے کھانا کھا لیا۔ تم بھی یقیناً ڈنر کر کے آئے ہو گے۔ اگر نہیں کیا تو خود بنا لو۔" ہاتھ ٹشو سے خشک کرتے اس نے ٹشو زور سے ڈسٹ بن میں پھینکا۔ شام کا کہہ کر گیا تھا وہ اور اب رات کے نو بجے وہ گھر میں داخل ہو رہا تھا۔ افسانے کا غصہ بجا تھا۔ لیکن وہ ڈھٹائی سے مسکراتا رہا۔

"ڈھیٹ انسان۔" ہونٹوں میں بدبدا کر کہتے وہ سلگتے ہوئے کچن سے نکلی اور کمرے کی طرف بڑھی، لیکن مہر داد نے اسے بازو سے تھام کر روکا۔

سوری!"نرمی سے کہا۔افسانے نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔"

ہاں ٹھیک ہے۔تمہارا تو روز کا ہے۔"وہ نظریں پھیر گئی۔ماتھے پر پڑی" سلوٹیں غائب ہو گئی تھیں۔ایک تو وہ اتنی معصوم شکل بنا کر آتا تھا،اس پر غصہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔بازو چھڑاتے وہ لاؤنج میں جا کر صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھی۔کشن اٹھا کر گود میں رکھا۔ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا۔ مہرداد کمرے کی طرف بڑھ گیا،چینج کر کے فریش ہو کر واپس آیا تو وہ بے مقصد چینلز شفل کر رہی تھی۔وہ اس کے ساتھ آ کر بیٹھا۔کچھ دیر وہ اسے نظر انداز کرتی رہی پھر آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور گردن موڑ کر اسے دیکھا،وہ افسانے کو ہی دیکھ رہا تھا۔

مجھے ایسے مت دیکھو۔"وہ جز بز ہوئی۔"

"کیسے مت دیکھوں؟"

ویسے ہی جیسے تم ابھی دیکھ رہے ہو۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ" دوسری طرف کر دیا۔

میری آنکھیں تمہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔ان پر ظلم مت کرو۔"اس نے چہرہ" واپس موڑا۔

تمہاری آنکھیں لوفر ہوتی جا رہی ہیں۔"وہ جھنجھلا کر رخ موڑ گئی۔"

میری آنکھیں بہت شریف ہیں، یہ صرف اپنی بیوی کو دیکھتی ہیں، انہیں" لوفر کہہ کر تم نے تو میرا دل ہی توڑ دیا۔"اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھتے اس نے دہائی دی۔

تمہارا دل اتنا نازک ہے کیا جو زرا سی بات پر ٹوٹ جائے گا۔" کندھا جھٹک" وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

جب سے تم سے لگایا ہے تب سے نازک ہو گیا ہے۔ تم بھی تو اتنی ظالم ہو،" کیسے پل میں دل توڑ دیتی ہو۔" وہ بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا۔

اچھا ہے تمہارا دل تو ٹوٹ ہی جانا چاہیے، ایسا بیکار دل جو ہر وقت تمہیں" آوارہ گردی پر اکساتا ہے۔ جسے گھر پر ٹک کر رہنا نہیں آتا۔" وہ کمرے کی طرف بڑھی۔

اب تم ایسے تو مت کہو۔ میں بھلا کب جاتا ہوں باہر۔ ہر وقت تو گھر پر ہوتا" ہوں۔ ویسے اگر تم چاہو تو میں تمہیں لانگ ڈرائیو پر لے کر جا سکتا ہوں۔"

وہ اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے۔مجھے نہیں جانا کسی لانگ ڈرائیو پر۔" وہ ٹیرس پر" کھلتے گلاس ڈور تک آئی۔ شیشے کے پار چاند نظر آرہا تھا۔نویں دسویں تاریخوں کا چاند۔اپنی پوری آب وتاب سے رات کے آسمان پر چمک رہا تھا۔وہ کچھ دیر مبہوت ہو کر شیشے پر ہاتھ رکھے چاند کو تکے گئی۔

افسانے!" وہ اس کے کندھے کے پاس جھکا۔"

ہمم!" اس نے بے دھیانی سے ہنکارا بھرا۔"

کل ہماری بات اُدھوری رہ گئی تھی۔آج میں ڈور بیل آف کر کے آیا" ہوں۔" افسانے چونک کر اس کی طرف پلٹی، پوری آنکھیں کھول کر اسے

دیکھا۔

اب ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔ سہی ہے نہ کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا۔" سر" پر ہاتھ پھیرتے اس نے معصوم شکل بنا کر اسے دیکھا۔

میں، وہ۔۔ مجھے یاد آیا کافی بنانی تھی مجھے تو۔" افسانے نے دامن بچا کر نکلنا" چاہا۔

کافی صحت کے لئے اچھی نہیں ہوتی۔ زیادہ نہیں پینی چاہیے۔" وہ اس کے" راستے میں حائل ہوا۔

مجھے نیند آرہی ہے۔" جوتے اتار کر بیڈ پر بیٹھتے وہ اپنا کمبل جھپٹ کر سر" تک تان گئی۔

مجھے بھی نیند آرہی ہے۔" وہ بھی اس کے پیچھے گیا، کمبل کھینچا، لیکن وہ" مظبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ "میں کیا ٹھنڈ میں بیٹھا رہوں۔ مجھے بھی جگہ دو تھوڑی سی۔" اس کی مٹھیوں سے کمبل آزاد کروانے کی کوشش کی۔

تم دوسرا کمبل لے لو۔" اس کی بات پر مہرداد نے زرا زور سے کمبل کھینچا۔" "مہرداد، میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔" افسانے نے احتجاج کیا۔ وہ کمبل اس کی گرفت سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم مجھے کبھی مت چھوڑو۔ کبھی بھی نہیں۔" وہ" اس کے کمبل میں حصہ دار بنا۔

ڈھیٹ انسان۔" وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی۔"

جیسا بھی ہوں تمہارا ہوں۔" وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹا۔

"میں تمہارے بال کھینچوں گی۔"

"سب تمہیں ہی گنجے کی بیوی کہیں گے۔"

انتہائی کوئی بے شرم انسان ہو تم۔" شرمندہ کرنے کی کوشش کی گئی۔"

شرم کر کے کونسا مجھے کوئی ریوارڈ ملنا۔ میں بے شرم ہی ٹھیک ہوں۔""

شرمندہ ہوئے بغیر کہا گیا۔

تم نے مجھے کبھی نہیں بتایا کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو۔" اسے اپنا"

شکوہ یاد آیا۔

موقع دیا ہے کبھی تم نے۔"اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں پر" رکھتے اس نے منہ بسورا۔

"!مہرداد"

"!جانم"

"شٹ اپ۔"

ابھی تم کہتی ہو بد تمیز میں ہوں۔"وہ بے ساختہ ہنسا۔"دیکھو زرا میرے" "پیار کا جواب شٹ اپ سے دے رہی ہو۔

افسانے کوئی جواب دیے بغیر گلاس ڈور سے نظر آتے چاند کو دیکھے گئی۔

تم میرے ہوتے ہوئے چاند کو کیوں دیکھ رہی ہو۔ یہ میری خوبصورتی کی توہین ہے۔" وہ اٹھ کر گلاس ڈور تک آیا اور پردے کھینچ کر برابر کر دیے۔ چاند کی ٹھنڈی روشنی کا داخلہ کمرے میں بند ہوا۔

"یہ کیا کیا تم نے، اتنا اچھا ویو تھا۔"

مجھے تمہیں بتانا ہے کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے، چاند صاحب ڈسٹرب کر رہے تھے تو انہیں باہر کا راستہ دکھا دیا۔"

مہرداد کی آواز سنتے چاند صاحب مسکرائے اور بادلوں پر سوار تیرتے ہوئے

ان کے دریچے سے ہٹ گئے۔ایسے مجنون عاشق اس نے بہت دیکھے تھے۔ جو چاند کیا سورج سے بھی لڑ پڑتے تھے کہ ان کی کھڑکی پر کیوں روشن ہوتے ہو، کیوں عاشق لوگوں کو تنگ کرتے ہو۔آہ عشق۔۔تم نے بھی دنیا میں فساد برپا کر رکھے ہیں۔ایک تمہاری تفسیر کرنے کو مفکر کتنے طبقوں میں بٹ جاتے ہیں۔کسی کے لئے تم فانی ہو تو کوئی تمہاری خاطر فنا ہو جاتا ہے۔کوئی تمہیں بیکار کہتا ہے تو کسی کے لئے تم ہی ہر شے ہو۔کوئی تمہیں جسم سے جوڑتا ہے تو کوئی تمہیں روح کا لباس کہتا ہے۔کتنے نام ہیں تمہارے، کتنے رنگ، آہ عشق۔۔۔تم ہی عذاب اور تم ہی درد کا درمان ہو۔

اب گھورتے ہی رہو گے یا بتاؤ گے بھی کہ کیا بات ہے؟"لیپ ٹاپ سامنے" رکھے وہ آلتی پالتی مار کر تکیہ گود میں رکھے اس پر کہنیاں ٹکائے ہوئے تھی۔

تم نے مجھے میسج کیا کہ تم نے آریز کو کہا ہے کہ وہ رشتے سے انکار کر دے،"
اور وہ مان بھی گیا۔" لیپ ٹاپ کی سکرین پر رائد کا سنجیدہ چہرہ نظر آ رہا تھا۔
"میں تم سے وجہ نہیں پوچھوں گا کیونکہ مجھے پتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کہا۔"

کوئی اتنی خاص وجہ ہے بھی نہیں۔ میں ابھی اس سب میں نہیں پڑنا چاہتی،"
دیٹس اٹ۔" وہ لاپراہ انداز میں کہہ رہی تھی۔

میں نے کہا نہ کہ مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے وجہ جاننے میں۔ کچھ حقائق"
ہیں جن سے تمہارا باخبر ہونا ضروری ہے، میں وہی بتانا چاہتا ہوں تمہیں۔"
کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر وہ ایزی ہو کر بیٹھا۔" تم آج آریز کے رشتے سے
منع کرو گی۔ کل کو مام ڈیڈ کسی اور کا پروپوزل تمہارے سامنے رکھیں گے۔ تم
اسے منع کرو گی وہ اور آپشن لے آئیں گے۔ تم کب تک انکار کرو گی؟" وہ
ریلکس انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔ درخشندے آنکھیں چھوٹی کر کے کچھ دیر

اسے دیکھتی رہی۔

پوائنٹ پر آؤ، کہنا کیا چاہتے ہو تم؟" وہ بھی سنجیدہ ہوئی۔"

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم اگر آریز کا پروپوزل ایکسیپٹ کر لو تو یہ بہت اچھا" ہو گا تمہارے لئے۔ ورنہ شادی تو تمہیں ویسے بھی کرنی پڑے گی۔ آریز نہ سہی کوئی اور سہی۔" کندھے اچکاتے لاپرواہی سے کہتے وہ بغور اس کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

اور تم کون ہوتے ہو یہ فیصلہ کرنے والے؟ میں اگر نہ چاہوں تو کوئی مجھے" کسی بات کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔" اس کا چہرہ تنا ہوا تھا۔

یہاں پر تم غلط ہو۔ تمہیں بالکل مجبور کیا جا سکتا ہے۔ مام ڈیڈ کو تم کب تک"

انکار کرو گی؟ اگر وہ ماں باپ ہونے کے ناطے تم سے کوئی خواہش کرتے ہیں، اپنی بات ماننے کا کہتے ہیں، تو تم کیسے دل توڑو گی ان کا؟ تم دو سال، پانچ سال، دس سال، آخر کب تک انکار کرو گی؟ مام ڈیڈ بوڑھے ہو جائیں گے۔ تو کیا ان کی آنکھوں کے آنسو تمہیں بے چین نہیں کریں گے؟" وہ بے تاثر چہرے سے اسے فیکٹس گنوا رہا تھا۔" یا پھر اگر تم اپنا دل مضبوط کر لو اور کسی بھی جزباتی دباؤ میں نہ آؤ، تو کیا تمہیں پچھتاوا نہیں ہو گا؟ اپنے ماں باپ کی خواہشات کو روند کر اپنی زندگی کی بنیاد رکھنے پر تم مطمئن کیسے ہو گی۔ تمہیں نیند کیسے آئے گی؟" اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کا لہجہ کسی بھی قسم کی جذباتیت سے مبرا تھا۔ درخشندے لب بھینچ گئی۔ وہ ڈسٹرب لگتی تھی۔ سر جھکا کر گہری سانس لی، نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

ڈونٹ یو ڈیئر رائد بن طلال، مجھے الجھانے کی کوشش بھی مت کرنا۔ تم" اتنے یقین سے کیسے بول رہے ہو کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گی؟ ہو سکتا

ہے میں اپنے لائف پارٹنر کا انتخاب خود کروں۔ تم اندازے لگانے سے گریز کرو تو بہتر ہو گا۔" چبا چبا کر کہتے اسے تنبیہہ کی۔

اس کا مطلب ہے تم نے اپنے فوبیا کا علاج کروانا شروع کر دیا ہے۔ یہ تو اور اچھی بات ہے۔ مجھے سن کر خوشی ہوئی۔" الفاظ کے برعکس رائد کا لہجہ مذاق اڑاتا ہوا تھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو، کونسا فوبیا؟" وہ واضح طور پر گڑبڑائی تھی۔"

بکواس نہیں ہے یہ۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ ہم ساتھ بڑے ہوئے ہیں۔ مجھ سے زیادہ کون جانتا ہو گا تمہیں؟ تم نے آج تک کسی کو پتا نہیں چلنے دیا۔ لیکن مجھ سے نہیں چھپا سکتی تم۔ میں تمہارے سارے انداز پہچانتا ہوں۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"مجھے نہیں پتا تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں کال بند کر رہی ہوں۔"

اچھا ایک آخری بات سن لو۔" وہ کرسی پر آگے کو ہو بیٹھا۔ لیپ ٹاپ کی" سکرین کو تھوڑا سا سیدھا کیا۔" آریز کے بارے میں گارنٹی تمہیں میں دیتا ہوں۔ تم شادی کے لئے جو شرط رکھو گی وہ مانے گا۔ تم اپنی مرضی سے اس سے کچھ بھی منوا سکتی ہو۔ بھلے سے جان مانگ لو، وہ انکار نہیں کرے گا۔ آریز سے اچھا آپشن تمہیں نہیں ملے گا۔ تمہیں سمجھ تو آ گئی ہو گی کہ میں کیا بات کر رہا ہوں۔" اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ چونکی ہوئی لگتی تھی۔

تمہارا دوست کیوں مانے گا میری؟" اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔ اب" اگر وہ کھل کر بات کر رہا تھا تو اس کے مشورے پر سوچا جا سکتا تھا.

وہ تمہاری ہی تو مانے گا۔"رائد کھل کر مسکرایا۔"

دیکھیں گے۔"سر کو خم دیتے اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کرتے کال" بند کی۔وہ بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔برش اٹھا کر بالوں میں پھیرا۔رائد کہہ تو ٹھیک رہا تھا۔سوچا جا سکتا تھا۔اپنے عکس پر نظریں جمائے وہ سوچوں میں گم لگتی تھی۔لیکن آریز۔۔۔اوں ہوں۔وہ خود غرض نہیں بن سکتی تھی۔گہری سانس لیتے اس نے کمرے کی لائٹس آف کیں اور سونے کے لئے لیٹ گئی۔

کال بند ہو گئی تھی۔اس نے ہاتھ بڑھا کر لیپ ٹاپ بند کیا۔اسے پورا یقین تھا

کہ درخشندے اس کی باتوں پر سنجیدگی سے غور کرے گی۔ لیکن اصل مسلہ تھا آریز سے بات کرنے کا۔ اسے کیا کہے وہ، اس کا کیا ری ایکشن ہو گا رائد کی پلاننگ پر؟" وہ تھوڑا سا فکر مند ہوا۔ لیکن اب تھوڑی سی قربانی تو دینی پڑے گی اسے بھی۔ محبت ہے تو امتحان بھی دینا ہو گا۔ بے نیازی سے کندھے اچکاتے وہ چیئر سے اٹھا۔

بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹا۔ فون چہرے کے سامنے کرتے اس نے آرمینے کی تصویر اوپن کی۔ وہ بھی تو اپنے دل پر پہرے بٹھائے آرمینے سے دور تھا۔ وہ آخری بار اسے دلہن کے لباس میں دیکھ کر آیا تھا۔ آنکھوں کے سامنے سے وہ منظر جاتا ہی نہیں تھا۔ "آہ حیدر انکل، آپ بھی نہ، کتنا ظلم کیا مجھ پر۔" ٹھنڈی سانس بھرتے اس نے سائڈ پر پھینکا۔ تصویریں دیکھنے سے یاد اور زیادہ آتی تھی۔ مشکل سی مشکل تھی۔ وہ اٹھنے لگا جب فون بجا۔ اس نے گردن گھما کر فون کو دیکھا، آرمینے کی کال۔۔۔

مرحبا!"کال آن کر کے فون کان سے لگایا۔"

مرحبا!"آرمینے کی ناراض سی آواز سنائی دی۔"

کیسی ہو؟"نرمی سے پوچھا۔"

تم مجھے بھول گئے ہو۔"بسورتی آواز میں شکوہ کیا گیا۔یہ پہلی بار تھا جب وہ" یہ شکوہ کر رہی تھی۔رائد لب بھینچ گیا۔

تمہیں بھول سکتا ہوں؟"محبت سے سوال کیا۔"

تم اتنے دن سے مجھ سے سہی سے بات نہیں کر رہے۔تم جان بوجھ کر ایسے"

کر رہے ہو اور سمجھتے ہو گے مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی۔ ہے نہ؟" اس کے شکوے جائز تھے۔

تم نے بتایا نہیں کہ۔۔ تم کیسی ہو؟" بنا کوئی وضاحت دیے اس نے اپنا" سوال دہرایا۔

تم ٹاپک مت چینج کرو۔ میں تمہیں چھوٹی بچی لگتی ہوں جسے کچھ سمجھ نہیں" آتی۔" وہ روہانسی ہوئی۔

ارمن۔۔۔ میں مصروف ہوتا ہوں یار، مجھے پتا ہے میں تمہیں زیادہ وقت" نہیں دے پا رہا۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ بہت اہم پراجیکٹ پر کام کر رہا ہوں، بزی رہوں گا۔ اب تم ایسے شکوے مت کرو۔ میں ملنے آؤں گا انشاء" اللہ۔

"کب؟"

بہت جلد۔" بات کرتے ہوئے اسے خود بھی معلوم تھا کہ یہ بس جھوٹا دلاسہ تھا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"

پہلے کبھی جھوٹ بولا ہے تم سے؟" سوال کی بدلے سوال کیا۔"

اوکے۔میں انتظار کروں گی۔ تمہیں پتا ہے آج کیا ہوا۔۔میں نے۔۔" وہ" ابھی بول رہی تھی جب رائد نے اس کی بات کاٹی۔

"مجھے تھوڑا کام ہے۔میں بعد میں بات کرتا ہوں۔پلیز؟"

اوکے۔"کچھ پل خاموش رہنے کے بعد وہ پھیکے سے لہجے میں کہتے کال بند" کر گئی۔اس کے لہجے کی اداسی۔۔۔وہ فون پھینکنے کے سے انداز میں بیڈ پر رکھتے کمرے سے باہر نکل گیا۔اس کی عادت تھی وہ جب پریشان ہوتا تھا تو ایسے ہی بے مقصد ٹہلنے کے لئے نکل جاتا تھا۔پورے گھر کر چکر لگا کر وہ واپس کمرے میں آیا۔فون اٹھا کر حیدر زمان کا نمبر ملایا۔بیل جا رہی تھی۔

مرحبا!"رابطہ مل گیا تھا۔"

رائد،کیسے ہو؟"حیدر زمان کا لہجہ خوشگوار تھا۔"

کیسا ہو سکتا ہوں۔اذیت میں ہوں۔آرمینے مجھے کال کر کے کہتی ہے کہ"

میں اسے بھول گیا ہوں۔ کیا اس سے زیادہ تکلیف دہ کچھ ہو سکتا ہے میرے لئے؟" وہ چاہ کر بھی اپنا آواز آہستہ نہیں رکھ پایا تھا۔

تم نے اس کی کال کیوں اٹھائی؟" اپنی بات کے جواب میں ان کا سوال سن کر وہ اندر تک جل گیا۔ دوسری طرف وہ ابھی بول رہے تھے۔" میں نے تم سے کہا تھا کہ تم آرمینے سے کوئی رابطہ نہیں رکھو گے۔ اور تم ابھی تک اس سے کانٹیکٹ میں ہو؟" وہ حیرت سے پوچھ رہے تھے۔

بہت کم بات ہوتی ہے ہماری۔ اور شرط میں یہ کہیں نہیں تھا کہ ہم فون پر" بات نہیں کر سکتے۔" وہ سلگتے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

نہیں کر سکتے۔ تم نے کہا تھا تم اس سے کوئی رابطہ نہیں رکھو گے۔" اسے یاد" دلایا۔" اور تم اس طرح وعدہ نبھا رہے ہو کہ تم اسے کالز کرتے ہو؟

میں نہیں کرتا، وہ کال کرتی ہے، اب کیا میں اس کی کال بھی نہ اٹھاؤں؟" وہ پریشان ہوا، حیدر زمان کو کال کر کے اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی تھی شاید۔

بالکل، مت اٹھاؤ اس کی کال۔" انہوں نے دو ٹوک انداز میں کہا۔"

اس طرح تو وہ مجھ سے بدگمان ہو جائے گی۔" وہ بے چین ہوا۔"

تم تو کہتے تھے تم دونوں کا رشتہ بہت سٹرونگ ہے، اور آر مینے دنیا کے کسی" بھی انسان پر تمہیں فوقیت دے گی۔ تو اب ڈر کس بات کا ہے؟ کیا اتنا کمزور تعلق ہے تم دونوں کا کہ کچھ عرصہ بات نہ کرنے سے دراڑ آ جائے؟"

انہوں نے گویا اس کا مذاق اڑایا۔

ہمارا رشتہ واقعی بہت مظبوط ہے۔ لیکن ایسے اگر میں اسے اگنور کرنے لگ جاؤں تو کیا اس کے دل میں غلط فہمیاں پیدا نہیں ہوں گی؟" دانت پر دانت جما کر اس نے ضبط سے کہا۔

یہ اب تم پر ہے کہ تم کیسے یہ سچویشن سنبھالتے ہو۔ میری شرط واضح ہے۔" وہ کال بند کر گئے۔

یہ حیدر انکل سسر بن کر ظالم نہیں ہو گئے؟" رائد سر دونوں ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھا۔ اب وہ کیسے سمجھائے گا آرمینے کو، ایسا کیا کہے اس سے کہ وہ ناراض بھی نہ ہو اور سمجھ بھی جائے۔ عجیب ہی صورتحال میں پھنس گیا تھا وہ۔

مہرداد۔۔!"آہستہ سے اس کا نام پکارتے وہ جگہ بنا کر اس کے ساتھ بیٹھی۔"

"مہرداد اٹھو۔"کمبل اس کے منہ سے ہٹایا۔وہ تھوڑا سا کسمسایا۔پھر آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔"افسانے!"بھاری نیند بھری آواز میں اس کا نام "!لیا۔وہ ہلکا سا مسکرائی۔"صبح ہو گئی ہے۔اٹھ جاؤ۔۔

گڈ مارننگ!"وہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا۔بازو سیدھا کر کے " افسانے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے لبوں سے لگایا۔وہ کھل کر مسکرائی۔

مہرداد!"وہ تھوڑا سا کھسک کر اس کے نزدیک ہوئی۔"ناشتہ تو بنا دو جلدی" "سے۔مجھے بھوک لگ رہی ہے۔

ناشتہ؟"نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"میں بناؤں؟تم نے اس لئے جگایا"

مجھے؟" وہ حیران ہوا۔

تو اور کس لئے۔ مجھے اتنی بھوک لگ رہی تھی۔ تم پتا نہیں کب تک سوتے " رہتے۔" منہ بنا کر کہتے وہ بیڈ سے اٹھ گئی۔

تم ناشتہ بنا کر مجھے جگانے نہیں آئی، تم مجھے نیند سے اٹھا کر اپنے لئے ناشتہ " بنواو گی؟" وہ ابھی تک حیرت زدہ تھا۔

اب اتنی حیرت کی بات بھی نہیں ہے جتنی تم اوور ایکٹنگ کر رہے ہو۔ اب " آجاؤ، میں انتظار کر رہی ہوں۔" اپنی بات سنا کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

یہ وقت بھی آنا تھا تم پر مہر داد رضا۔" خود کر افسوس کرتا وہ کمبل چھوڑ کر " اٹھ گیا۔

تم کب سے مجھے کنفیوز کر رہے ہو، اس سے بہتر تھا تم ناشتہ نہ ہی بناتے۔""

وہ اس کی شرارتی نظروں سے عاجز آئی۔ کب سے مسکرا کر کر اسے دیکھے جا رہا تھا۔

میں تو ناشتہ کر رہا ہوں۔ میں تو تمہیں دیکھ بھی نہیں رہا۔"اس کے جھنجھلا" کر کہنے پر وہ فوراً اپنی پلیٹ پر جھکا، لبوں پر مستقل مسکراہٹ کا پہرہ تھا۔

تمہیں پتا ہے تمہاری آواز بہت اچھی ہے۔"اس کا دھیان بٹانے کو اسے" کوئی بات تو کرنی تھی۔

"یہ تو مجھے پتا ہے، کوئی نئی بات کرو۔" کانٹے سے بریڈ کا پیس توڑتے اس نے مگن انداز میں کہا۔

"اپنی تعریف کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے مت دیا کرو۔" نفی میں سر ہلاتے افسوس کیا۔ "میں کہہ رہی تھی کہ کچھ پڑھ کر سناؤ نہ۔"

"کیا سننا ہے تمہیں؟"

"کچھ بھی اچھا سا۔" ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھ کر اس نے جگمگاتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"اوکے۔" اثبات میں سر ہلاتے اس گلا کھنکار کر صاف کیا۔

قدم قدم

پا بہ پات ہمہ شہر و قدم زدم

زیر بارون، تو خیابون، بدون چتر

چہ حالی دوشت باتو قدم زدن

قدم بہ قدم

وہ پورے دھیان سے اسے سن رہی تھی۔ وہ خاموش ہوا تو اس نے بے ساختہ واؤ کے انداز میں لبوں کو حرکت دی۔

کیا مطلب تھا اس کا؟" اس کے پوچھنے پر وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے اسے "

بتانے لگا۔

میں پورے شہر میں گھومتا رہا۔"

بارش میں، سڑک پر، بغیر چھتری کے

"ایک ساتھ چلنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟

یہ کتنا خوبصورت ہے۔" مہرداد کے خاموش ہونے پر اس نے بے ساختہ تعریف کی۔

تم سے زیادہ تو نہیں۔" اس نے سر کو خم دے کر تعریف وصول کی۔"

"میں تمہیں خوبصورت لگتی ہوں؟"

لگنے کی کیا بات ہے۔ تم خوبصورت ہو۔" اس کا اپنا انداز تھا کہنے کا۔"

لیکن تمہیں تو سب سے زیادہ خوبصورت لگتی ہوں گی نہ؟" وہ پتا نہیں کیا" سننا چاہ رہی تھی۔ اسے کیا یقین دہانی چاہیے تھی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔

"You are my home."

آنکھوں میں ہزاروں دیوں کی روشنی لئے، اس نے جذب سے کہا۔ "تم سے زیادہ خوبصورت کیا ہو گا میرے لئے؟" مسکرا کر کہتے وہ واپس اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ کتنی دیر اسے دیکھتی رہی۔ کتنا مکمل اظہار کیا تھا اس نے۔ کیا اس سے زیادہ خوبصورت کچھ ہو سکتا تھا افسانے کے لئے؟ اوں ہوں۔۔ وہ مسکراتے ہوئے ناشتے کی طرف متوجہ ہوئی۔ زندگی خوبصورت ہو گئی تھی۔

وہ پچھلے پندرہ منٹ سے آریز کو کال کر رہا تھا لیکن وہ فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔

فون اٹھاؤ یار۔" ایک بار پھر اس کا نمبر ملایا۔ اس بار کال اٹھالی گئی تھی۔"

"کیا ہوا ہے رائد، سب خیریت؟"

کہاں تھے تم؟ اتنی دیر سے کالز کر رہا ہوں۔" رائد نے دانت پیسے۔"

نہارہا تھا یار، اب کچھ بتاؤ گے؟ کیا ہوا ہے؟ اتنی کالز؟" تولیا سر پر رگڑتے وہ" آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ رائد کی آواز سن کر اتنا پتا تو چل رہا تھا کہ کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی۔

تم سنتے رہے کہ اتنی کالز آ رہی ہیں پھر بھی تم نے فون اٹھانے کی زحمت" نہیں کی؟ نہانا زیادہ ضروری تھا تمہارے لئے؟ اگر کوئی ایمرجنسی ہوتی تو؟ کتنے بے حس ہو تم۔" اس نے گویا افسوس کیا۔

اب اٹھا لیا ہے نہ فون، اب بتاؤ کیا بات ہے؟" فون کا سپیکر آن کر کے اس" نے فون ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا۔

تمہیں سچ میں کوئی پرواہ نہیں ہے کہ اتنی دیر سے کوئی کال کر رہا ہے،" ایمرجنسی بھی ہو سکتی ہے۔" اب کے وہ سچ میں حیران ہوا۔

تمہاری کال پر الگ رنگ ٹون سیٹ کی ہوئی ہے میں نے۔مجھے پتا تھا تمہاری" کال ہے۔اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اگر کوئی ایمرجنسی ہوتی تو دوسری کال کے بعد ہی تم نے سب کو فون کھڑکا دینا تھا، کوئی نہ کوئی میرے کمرے تک آ گیا ہوتا۔"ہیئر ڈرائیر سے بال خشک کرتے اس نے اپنی بے فکری کی وجہ بتائی۔

بچپن کی دوستی کے سائیڈ ایفیکٹس۔"رائد نے نفی میں سر ہلایا۔"اچھا" ایک بہت ضروری بات کرنی ہے، کب فری ہو تم؟ جب فری ہو تو آ جانا۔مل کر بات کریں زیادہ اچھا ہے۔"

"تم ادھر ہو؟ نیویارک؟"

"نہیں تو۔"

"پھر؟"

"کچھ دن تک آؤں گا نہ، یا پھر تم ادھر آجاؤ۔"

"میں نہیں آسکتا ابھی۔ کام بہت ہے، بالکل بھی ٹائم نہیں ہے۔ درمیان میں جو دو تین فراغت کے آرہے ہیں، میں سوچ رہا ہوں افسانے سے مل آؤں۔" آریز نے وارڈروب سے کپڑے نکال کر بیڈ پر رکھے۔

"تبریز جانا ہے تم نے؟ ایسا کرتے ہیں ساتھ چلتے ہیں۔ مجھے بھی ملنا ہے افسوں سے۔ کب جانا ہے؟" رائد نے فوراً پلان ترتیب دیا۔

آر یو شیور؟"آریز نے کنفرم کرنا چاہا۔"

"ہنڈرڈ پرسنٹ۔"

دو تین دن تک چلتے ہیں ہیں پھر۔میں انفارم کر دوں گا تمہیں، تم ریڈی"
"رہنا۔

اوکے۔اچھا سنو۔"رائد نے کان کھجایا۔"مجھے جو بات کرنی ہے نہ وہ"
تھوڑی سی سیکرٹ ہے۔اور شاید تمہیں پسند نہ بھی آئے۔تو میں یہ کہنا چاہ رہا
ہوں کہ، کچھ بھی ہو، تم مجھ پر اٹیک مت کرنا۔منہ سے بات کرنا ہاتھوں سے
نہیں،اوکے؟"رک رک کر اس نے بات پوری کر ہی لی۔

ایسی بھی کیا بات ہے؟ایک منٹ، تم نے میرے پیٹھ پیچھے کسی سے میرے"

بارے میں کوئی بات کی ہے کیا؟" آریز نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

کائنڈ آف، لیکن تمہارے بھلے کی بات تھی، ٹرسٹ می۔ اچھا اب میں فون" رکھ رہا۔ مرحبا۔" وہ جلدی سے کال بند کر گیا۔ آریز نے کچھ دیر اس کی بات کو سوچا پھر کندھے اچکائے اور کپڑے اٹھا کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ رائد کبھی بھی ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا جس سے آریز کو نقصان پہنچے۔ یہ تو اسے یقین تھا۔

وہ آرمینے کے ساتھ جاگنگ کرنے آئی ہوئی تھی۔ ٹریک پر بھاگتے ہوئے یہ ان کا دوسرا راؤنڈ تھا جب درخشندے کا فون بجا۔ فاطمہ کی کال تھی۔ آرمینے کو آگے جانے کا اشارہ کر کے اس نے رفتار کم کرتے ہوئے گردن میں پڑے

ہیڈ فون کانوں پر چڑھائے۔

مرحبا، آپ کیسی ہیں مما اور ڈیڈ کا کیا حال ہے؟" بھاگتے کی وجہ سے اس کا" سانس پھولا ہوا تھا۔

مرحبا! ہم کیسے ہیں تمہیں اس سے کیا۔ تم تو خوش ہو نہ اپنی زندگی میں۔"" فاطمہ کی آواز میں شکوہ تھا۔

ایک منٹ مما۔" درخشندے رکتے ہوئے سائڈ پر پڑے بینچ پر بیٹھی۔" "سانس نارمل کیا۔" آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟

"تم اپنے فیصلوں میں آزاد ہو، ہم کون ہوتے ہیں کچھ کہنے والے۔"

مما! ایسے کیوں بول رہی ہیں آپ؟"اس نے لب دانتوں سے کاٹے۔"

سہی تو کہہ رہی ہوں۔ کیا خامی ہے آریز میں جو تم نے اس کے رشتے سے" انکار کر دیا۔ تم نے کوئی سیریس وجہ بھی نہیں بتائی کہ جس کو بنیاد بنایا جا سکے۔ تمہیں اتنی پرواہ ہوتی ہماری تو تم ہمارے فیصلے کا احترام کرتی۔" وہ اس کے فیصلے سے ہرٹ لگ رہی تھیں۔

مما اس وقت تو آپ نے کوئی ایسا اعتراض نہیں کیا۔ اب اچانک سے آپ کو" یاد آگیا ہے کہ میں نے کوئی سیریس وجہ نہیں بتائی۔" وہ جی بھر کر بیزار ہوئی۔ اسے پتا تھا یہ گفتگو کہاں جا رہی ہے۔

مجھے تب بھی اعتراض تھا لیکن جب اولاد جوان ہو جائے، خود مختار ہو جائے" تو ماں باپ کو بات کرنے سے پہلے سوچنا پڑتا ہے۔ دیکھنا پڑتا ہے کہ ان کی

بات اولاد کو نا گوار نہ گزرے۔" وہ بہت دکھی لہجے میں کہہ رہی تھیں۔

مما! یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ آپ کو اپنی اولاد" سے بات کرنے سے پہلے سوچنا پڑے گا؟ میں بس ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ اور یہی بات میں نے کہی۔ اس میں کچھ غلط تو نہیں ہے، زندگی میں نے گزارنی ہے تو میری مرضی بھی تو ہونی چاہئے۔ ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ مام۔" اس کا لہجہ ملتجی ہوا۔ اگر فاطمہ اس طرح بات کرتی رہیں تو وہ کیسے اپنے فیصلے پر قائم رہ سکے گی۔

تو میں بھی تو یہی کہہ رہی ہوں۔ تمہاری زندگی تمہارے فیصلے، ہمیں بتانے" "والی فارمیلٹی کرنے کی بھی کیا ضرورت ہے۔

مما دیکھیں اب آپ غلط کہہ رہی ہیں۔ میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کہا جو آپ"

اس طرح مجھے ایموشنل بلیک میل کر رہی ہیں۔" وہ جاگرز سے زمین کو کھرچ رہی تھی۔ یہ اس کے ذہنی انتشار کی نشانی تھی۔

"ہاں جی ہم سب غلط ہیں۔ میں، طلال، رائد، ہم سب۔ سمجھدار تو صرف تم ہو۔" فاطمہ اس کی بات پر ناراض ہوئیں۔ درخشندے ٹریک پر بھاگتے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔ چہرے کے زاویے بگڑے ہوئے تھے۔ وہ ایموشنل لیول پر فاطمہ سے نہیں جیت سکتی تھی۔

"تو آپ کیا چاہتی ہیں، میں کیا کروں؟"

"تم کچھ مت کرو۔ اپنی من مانی کرو بس۔ ہم تمہارے کیا لگتے ہیں۔" وہ فون ہی بند کر گئیں۔

درخشے بیزار شکل بنائے کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی۔اسے رائد کی باتیں یاد آئیں۔ وہ سہی کہہ رہا تھا۔وہ اپنے ماں باپ کو دکھی کر کے اپنی زندگی کے فیصلے نہیں لے سکتی تھی۔والدین کی بات نہ مان کر جو پچھتاوے کا احساس ہوتا ہے وہ تو جان لیوا ہی بن جاتا ہے۔یہ تو ابھی شروع ہوا تھا، کچھ دن اور گزرتے تو مزید تلخی آجاتی ان کے درمیان۔پتا نہیں یہ کانفلیکٹ کتنا لمبا چلتا۔تو کیا اسے رائد کی بات مان لینی چاہیے؟ وہ لب کاٹتے سوچ گئی۔آخر کار اس نے ایک فیصلے پر پہنچتے آریز کے نمبر پر میسج کیا اور گہری سانس لیتے بینچ سے اٹھ گئی۔جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔کیا پتا اس کی بات سن کر آریز خود ہی انکار کر دے۔

درخشے فون سننے رک گئی تھی تو آرمینے ٹریک پر بھاگتے ہوئے اس سے تھوڑا دور نکل آئی۔ایک جگہ ٹریک پر مڑتے ہوئے اسے خیال آیا کہ اس نے کالج

ٹرپ جانے کے بارے میں رائد کو نہیں بتایا۔اس نے عادتاً جلدی سے فون نکالا کہ اسے بتائے۔رائد کا نمبر ملاتے اسے رائد سے ہوئی آخری کال یاد آئی کہ اس نے کہا تھا کہ وہ بزی ہوتا ہے آج کل۔آرمینے نے جلدی سے کال کاٹی۔دل ایک دم ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔وہ ٹریک سے ہٹ کر سائیڈ پر رک گئی۔سانس بحال کیا۔وہاں سے ڈھلوانی جگہ تھی شروع ہو رہی تھی۔ وہ اس ڈھلوان پر اتر کر تھوڑے فاصلے پر موجود مصنوعی جھیل کی طرف بڑھ گئی۔وہاں ایک سائیڈ بنے بینچ تک پہنچ کر وہ تھکے تھکے انداز میں وہاں بیٹھی۔

جب سے رائد گیا تھا ان کی زیادہ بات نہیں ہوئی تھی۔وہ مصروف پہلے بھی ہوتا تھا لیکن کبھی اس نے آرمینے کی کال یہ کہہ نہیں کاٹی تھی کہ وہ مصروف ہے۔وہ ہمیشہ اس کی پوری بات سنتا تھا۔اور اب۔۔۔آرمینے کا دل بھر آیا۔ اس نے پلکیں جھپک کر آنسوؤں کو بہنے سے روکا۔اس نے سوچا وہ زیادہ جذباتی ہو رہی ہے۔وہ واقعی مصروف ہو گا۔نیا پراجیکٹ شروع کیا تھا تو اسے

وقت تو دینا تھا نہ۔ وہ اٹھنے لگی جب اس کا فون بجا۔ رائد کی کال آ رہی تھی۔ وہ واپس بیٹھی، جلدی سے کال آن کر کے فون کان سے لگایا۔

مرحبا!" رائد کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔"

مرحبا!" سامنے موجود جھیل میں تیرتے بگلے کافی خوبصورت لگ رہے تھے، آرمینے کو خیال آیا۔

ارمن۔۔ کیسی ہو؟" اس کی دھیمی آواز کا ٹھہراؤ۔"

میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو؟" آرمینے نے اب غور کیا تھا کہ اس سے تھوڑے فاصلے پر موجود پانی پر سورج کی کرنوں کا عکس پڑنے سے بہت خوبصورت ریفلیکیٹو شائن پڑتی تھی۔

"میں بالکل بھی ٹھیک نہیں ہوں۔ تمہاری یاد آرہی ہے۔"

تو ملنے آجاؤ۔"اس نے سادگی سے حل پیش کیا۔"

"نہیں آسکتا۔"

کیوں؟"اس کے سوال پر وہ کچھ دیر چپ کر گیا۔ جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔"

ارمن، اگر میں کچھ عرصہ تک تم سے بات نہ کر پاؤں، ملنے نہ آسکوں" تو۔۔۔"اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے تو وہ چپ ہو گیا۔

کیوں، ایسا۔۔۔کیوں ہو گا؟"آرمینے کی آواز لڑکھڑائی۔"

کیونکہ۔۔۔"وہ رکا۔"مجھے تم کچھ بتانا ہے۔"گہرا سانس لیتے وہ جیسے کسی" نتیجے پر پہنچا۔

میں سن رہی ہوں۔"اور وہ اسے سب بتاتا گیا، جن حالات میں ان کا نکاح" ہوا، حیدر صاحب کی شرط۔

تواب؟اب کیا ہوگا؟تم مجھ سے بات نہیں کروگے؟یہ کیا عجیب سی شرط" ہے۔ڈیڈ نے ایسا کیوں کہا؟میں ان سے بات کروں گی، یہ کیا بات ہوئی" رائد خاموش ہوا تو وہ نفی میں سر ہلاتے بینچ سے کھڑی ہوئی۔

تم ان سے کوئی بات نہیں کروگی۔کچھ عرصے کی بات ہے پھر۔۔۔"وہ" ابھی بول رہا تھا جب وہ اس کی بات کاٹ گئی۔

کچھ عرصہ ؟انہوں نے وقت کا تعین کیا کب ہے جو ہمیں پتا ہو کہ کتنا" عرصہ اور چلنا ہے یہ سب۔" ماتھے پر تیوری چڑھائے وہ جھیل کے کنارے کی طرف گئی۔

تمہیں اس لئے تھوڑی بتایا ہے کہ تم جا کر ان سے بات کرو۔ یہ بات تو" میرے اور ان کے درمیان ہوئی ہے۔ وہ کیا کہیں گے میں نے تمہیں بتا دیا۔ بالکل بھی نہیں۔ تم ان کے پاس نہیں جاؤ گی۔" اس نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

تو تم مجھ سے بات نہیں کرو گے ؟ ملنے بھی نہیں آؤ گے ؟" دائیں بائیں ٹہلتے" وہ بے چین ہو رہی تھی۔ ڈیڈ نے یہ شرط کیوں رکھی وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

ارمن، ہم دونوں اب لائف پارٹنرز ہیں۔ میں نے تمہیں اسی لیے بتایا" کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے درمیان کوئی فضول سی غلط فہمیاں پیدا ہوں۔ جو بھی بات ہو ہم دونوں کو معلوم ہونا چاہیے۔" رائد نے نرمی سے کہا۔

بہت جلدی خیال آگیا تمہیں۔ میں اتنے دن سے پریشان ہوں۔ پہلے نہیں" تھے بتا سکتے۔" وہ ناراض ہوئی۔

مجھے لگا تم رونا نہ شروع کر دو۔ اسی لئے نہیں بتایا۔" اس نے اپنے تذبذب" کی وجہ بتائی۔

اتنی بھی امیچور نہیں ہوں میں۔ تمہیں سب سے پہلے مجھے بتانا چاہیے تھا۔"" اس کی ناراضی برقرار تھی۔

اب بتادیانہ۔اب آگے کا سوچنا ہے کہ کیا کرنا ہے۔"اس کی بات پر آرمینے" سوچ میں پڑی۔

"کیا کرنا ہے؟"

ہم کچھ عرصہ نہیں ملیں گے، بات بھی نہیں کریں گے۔اس دوران میں" اپنے انداز میں حیدر انکل کو سمجھالوں گا کہ کتنا ظلم کر رہے ہیں وہ ہم پر۔" آگے کا لائحہ عمل بتاتے اس آخر پر منہ بسورا۔

کتنا عرصہ؟"یہ وقت کیسے گزرنا تھا اب۔"

اب یہ مجھے کیسے پتا ہو سکتا ہے۔اچھا اسے چھوڑو۔تم مجھے یقین دلاؤ کہ تم اپنا"

خیال رکھو گی، پریشان بالکل نہیں ہو گی۔اور اگر کوئی پرابلم ہوتا ہے کچھ بھی "ہو تم سب سے پہلے مجھے بتاؤ گی۔اوکے؟

لیکن کیسے، یہ شرط؟" وہ ہچکچائی۔"

یہ کوئی ڈرامہ فلم نہیں ہے کہ ایک شرط کے رہتے ہم ضروری بات کرنے" سے بھی جائیں۔میں اپنے وعدے سے نہیں مکر رہا۔میں حیدر انکل سے بات کرلوں گا۔ہم بالکل کٹ آف نہیں ہو سکتے ایک دوسرے سے۔" وہ سنجیدہ تھا۔

جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔" اس کی آواز بجھی بجھی سی تھی۔"

ارمن ایسے مت کرو یار، آواز ٹھیک کرو۔ہمارا تعلق بہت مظبوط ہے۔یہ"

وقت تھوڑا مشکل ہو گا لیکن گزر جائے گا۔ کیا پتا حیدر انکل مل پرسوں ہی اپنی بات واپس لے لیں۔ تم اس بات پر زیادہ نہیں سوچو گی۔ اوکے؟" وہ اس کی آواز کے پھیکے پن پر پریشان ہوا۔

نہیں سوچوں گی۔" وہ زبردستی مسکرائی۔"

اچھا اسے چھوڑو۔ تم بتاؤ کال کیوں کی تھی؟ اور پھر کاٹ کیوں دی کال؟"

ہمارا کالج ٹرپ جا رہا ہے، کیلیفورنیا۔ آفیشل ٹرپ ہے، کیلیفورنیا یونیورسٹی" وزٹ کریں گے۔ تین دن کا سٹے ہو گا۔ مختلف پروگرامز ہیں۔۔۔" وہ اسے تفصیل بتاتی گئی۔ کچھ دیر وہ اسی ٹاپک پر بات کرتے رہے۔

کیا یہ ہماری آخری بار بات ہو رہی ہے؟ اب سے میں تمہیں جب مرضی"

پڑے کال نہیں کر سکتی۔ایسے نہ؟"فون بند کرنے سے پہلے آرمینے نے آہستہ سے پوچھا۔

یہ بہت تھوڑے وقت کے لئے ہو گا ٹرسٹ می۔"اس نے یقین دلایا۔"

"اپنا خیال رکھنا۔ہم بہت جلد ملیں گے انشاءاللہ۔"وہ ویڈیو کال کا کہنا چاہتا تھا پھر رک گیا۔اسے دیکھ لیتا تو اپنے فیصلے پر برقرار رہنا مشکل ہو جاتا۔

انشاءاللہ۔!"وہ کال بند کر کے وہیں جھیل کنارے اگی گھاس پر بیٹھ گئی۔"

آرمینے کہاں ہو یار، کب سے ڈھونڈ رہی ہوں تمہیں۔چلو واپس چلتے ہیں۔"درخشے کی آواز پر آرمینے نے گردن موڑ کر دیکھا۔وہ اوپر ٹریک پر ہی کھڑی تھی۔آرمینے مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھ گئی۔

کال بند کر کے اس نے فون میز پر پھینکا۔آر مینے سے بات کر کے اسے سب بتا کر اسے تھوڑی تسلی تو ہو گئی تھی۔ لیکن وہ مطمئین نہیں تھا۔آر مینے کو تو سمجھا دیا تھا، خود کو کیسے سمجھاتا۔

کاش کہ یہ امتحان جلدی ختم ہو۔اسے تھوڑی تھوڑی سمجھ آ رہی تھی کہ حیدر انکل نے یہ شرط کیوں رکھی تھی۔وہ یقیناً اس کی محبت کو فاصلے سے آزمانا چاہتے تھے۔وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس کی محبت واقعی محبت تھی کہ صرف عادت۔اب وہ انہیں اپنا دل کھول کر تو نہیں دکھا سکتا تھا کہ آر مینے اس کے لئے کیا ہے۔وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک تھے،اسے ان کے سارے خدشات یاد آئے جب وہ اور طلال ان سے بات کرنے آئے تھے۔اس وقت وہ جذباتی ہو رہا تھا،اب جب دوبارہ وہ سب سوچا تھا تو اسے وہ ٹھیک لگے تھے۔اور ویسے

بھی اب محبت کرلی تھی تو اسے ثابت کرنے کے لئے اگر کسی امتحان سے گزرنا پڑ رہا تھا تو اسے منظور تھا۔ کم از کم ایک بات کا اطمینان تو تھا کہ اب اسے اور آرمینے کو کوئی الگ نہیں کر سکتا تھا۔ شادی بھی ہو ہی جاتی۔ گہرا سانس بھرتے وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور لیپ ٹاپ اپنی طرف کھسکایا۔ ہر چیز وقت لیتی ہے۔ ٹرسٹ دا پراسس۔

وہ سیٹ بیلٹ لگا رہا تھا جب گاڑی کے ڈیش بورڈ پر پڑے فون کی سکرین روشن ہوئی۔ میسج تھا کسی کا۔ سیٹ بیلٹ لگا کر اس نے فون اٹھایا۔ درخشے کا میسج۔۔۔

اس نے انگوٹھے سے سکرین کو ٹچ کیا میسج کھل گیا۔ وقت، ریستوران کا نام اور

لوکیشن۔اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔درخشے کو اب کیا بات کرنی تھی اس سے۔رات ہی تو اس کی بات ہوئی تھی سارا اور حیدر سے۔آریز نے انہیں کہہ دیا تھا کہ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے وہ جب چاہیں طلال اور فاطمہ سے بات کر کے ڈیٹ رکھ لیں۔اور اب درخشے کا میسج۔ایک طرح سے یہ بھی ٹھیک تھا کہ وہ خود اسے ملنے بلا رہی تھی۔اسی بہانے آریز بھی اپنی بات کر سکتا تھا۔گھر پر تو وہ اسے نظر ہی نہیں آتی تھی۔ڈنر کے وقت دکھائی دے جاتی تھی،اس دن کے بعد سے ان کی آپس میں بات بھی نہیں ہوئی تھی۔

اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔اب اس نے شام تک اسی بارے میں سوچتے رہنا تھا۔

وہ ریستوران کے ٹیرس پر پہنچی تو اسے دور سے ہی آریز نظر آ گیا تھا۔اس نے

ریکنگ کے ساتھ والی میز بک کی تھی۔ وہ وہیں کرسی پر بیٹھا فون کان سے لگائے کال پر بات کر رہا تھا۔ بلیک ڈریس شرٹ جس کے آستین موڑ رکھے تھے۔ وہ متوازن قدموں سے چلتے اس تک پہنچی۔ گلا کھنکار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ آریز نے فوراً گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

میں بعد میں بات کرتا ہوں۔" جلدی سے فون بند کرتے وہ اپنی جگہ سے" کھڑا ہوا۔ "گڈ ایوننگ!" اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ درخشندے نے رسمی سا مسکراتے ہوئے نشست سنبھالی، سر کو خم دے کر اس کے گڈ ایوننگ کا جواب دیا۔ ویٹر سٹارٹرز سرو کیا گیا تھا۔ آرڈر نوٹ کروانے کے بعد وہ دونوں خاموشی سے بیٹھے تھے۔ وہ دونوں بچپن سے ایک دوسرے کو جاننے کے باوجود کبھی بھی اتنے فرینک نہیں رہے تھے کہ وہ بلا جھجک بات کر سکتے۔

اس دن میں نے تم سے کہا کہ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی۔ تم نے وجہ"

نہیں پوچھی۔ کیوں؟" بالآخر درخشندے نے خاموشی توڑی۔ آریز میز پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔ درخشے کچھ دیر اس کے بولنے کا انتظار کیا، لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر اس نے اپنی بات آگے بڑھائی۔

"دیکھو۔۔۔ مجھے تم سے کوئی مسلئہ نہیں ہے۔ تم کسی بھی لڑکی کے لئے بہت اچھے لائف پارٹنر ثابت ہو گے۔ تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہیں بچپن سے جانتی ہوں۔ لیکن میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے منع کیا۔" وہ اسے دیکھ رہی تھی، وہ سر جھکائے ٹیبل کو دیکھ رہا تھا۔ "تم کچھ نہیں کہو گے؟" اسے بولنے پر اکسایا۔

آپ نے کہا کہ، میں کسی بھی لڑکی کے لئے اچھا لائف پارٹنر ثابت ہوں گا،" تو وہ لڑکی آپ کیوں نہیں ہو سکتیں؟" اس نے ابھی بھی نظریں نہیں اٹھائیں۔

کیونکہ تم کوئی بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے ہو جسے تم سے محبت بھی ہو۔""

وہ حیران نہیں ہوئی۔وہ جانتی تھی وہ اسے پسند کرتا ہے۔

اچھی لڑکی؟ مجھے نہیں لگتا آپ سے زیادہ اچھی کوئی اور لڑکی موجود ہے دنیا" میں۔"اس کی بات پر درخشے نے لب بھینچے۔وہ اب سچویشن مشکل بنا رہا تھا اس کے لئے۔

مجھے دیکھ کر بات کرو۔تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"وہ سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔"

آپ کو دیکھا تو بات نہیں کر سکوں گا۔"اس نے گردن موڑ کر ٹیرس سے" نظر آتے ویو کو دیکھا۔پورا شہر روشن تھا۔آریز کی سنہری آنکھوں میں ان روشنیوں کا عکس اترا۔آپ نے کہا آپ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتیں، کوئی مسلہ نہیں میں انتظار کر لوں گا۔"

درخشے اسے دیکھ کر رہ گئی، وہ اچھا تھا لیکن غلط جگہ دل لگا بیٹھا تھا۔

"کب تک انتظار کرو گے؟"

جب تک زندہ ہوں۔" اس کا چہرہ بتا رہا تھا وہ سچ کہہ رہا تھا۔"

کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا اس انتظار سے۔" وہ نفی میں سر ہلاتے تلخی سے" مسکرائی۔

حاصل لاحاصل کی بات مت کریں۔ صرف اتنا یقین دلائیں کہ آپ جب" بھی شادی کرنے کا سوچیں گی، صرف میرے بارے میں سوچیں گی۔" اس کا لہجہ سادہ تھا۔

اگر میں کہوں کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گی، تو؟" وہ اس کے چہرے کو" بغور دیکھ رہی تھی۔

تو۔۔ میں بھی کبھی شادی نہیں کروں گا۔" وہ بنا کسی ہچکچاہٹ کے بولا۔"

یہ ڈائیلا گز افسانوں میں اچھے لگتے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق" نہیں۔" وہ تمسخر سے ہنسی۔

وقت ثابت کر دے گا۔ یہ حقیقت ہے یا افسانہ۔" اس کے خیالات میں" کوئی ابہام نہیں تھا۔ اس کی سوچ واضح تھی۔

تو گویا تم پوری زندگی میرا انتظار کر سکتے ہو۔ سننے میں کتنا رومانوی لگتا ہے"

نہ۔" وہ عجیب طرح سے ہنسی۔" رائد نے کہا کہ تم میرے لئے اچھے لائف پارٹنر ثابت ہو گے۔ تم میری ساری شرطیں مانو گے۔اب مجھے لگ رہا وہ سہی کہہ رہا تھا۔ لیکن مجھے تم سے ہمدردی تھی،اسی لئے میں نہیں چاہتی تھی کہ تم میری خاطر اپنی زندگی برباد کرو۔" وہ سنجیدہ ہوئی۔" اب تمہیں خود برباد ہونے کا شوق ہو رہا ہے تو میں کیا کہہ سکتی ہوں۔" اس نے کندھے اچکائے۔ "میں تم سے شادی کرنے کے لئے تیار ہوں۔" آریز کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔اس نے گردن اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔آنکھوں کی جگمگاہٹ بڑھ گئی۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلنے کو تیار ہوئی۔

لیکن کچھ ایسا ہے جو تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔" درخشے کے لہجے میں کچھ تو" ایسا تھا کہ وہ اسے دیکھنے پر مجبور ہوا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔اس کی مسکراہٹ بہت عجیب تھی، آریز کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ کیا کہنے والی تھی؟

سر کو سیٹ کی پشت سے ٹکائے وہ ونڈو سے نظر آتے بادلوں پر نظریں جمائے خاموش بیٹھا تھا۔ وہ دونوں اس وقت تبریز کی طرف جاتی انٹرنیشنل فلائٹ پر سوار تھے۔

"ہم جب سے ملے ہیں تم خاموش ہو۔ تم نے اگر چپ کا روزہ ہی رکھنا تھا تو تم مجھ سے ملنے دبئی کیوں آئے۔ وہاں بھی تم نے کوئی بات نہیں کی۔ اور ابھی بھی خاموش ہو۔ مسئلہ کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ؟" رائد نے چڑ کر پوچھا۔

"تم نے کوئی بات کرنی تھی اس دن فون پر کہا تھا۔ اب بتاؤ کیا بات تھی؟" آریز نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

میں نے تمہیں کچھ بتانا تھا۔" رائد نے گلا کھنکار کر صاف کیا۔"

کیا یہی کہ تم نے درخشے سے کہا کہ آریز تمہاری ساری شرطیں مانے گا؟""

وہ بے تاثر انداز میں کہہ رہا تھا۔ رائد اپنی جگہ ساکت ہوا۔

تمہاری درخشے سے بات ہوئی؟" وہ سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔"

" بات نہیں، ملاقات ہوئی میری ان سے۔"

کیا کہا اس نے تمہیں؟" رائد کو اس کا انداز عجیب لگا۔ وہ اسے کیوں گھور رہا" تھا۔

تم جانتے تھے نہ؟" اس کی آنکھیں ابھی بھی بے تاثر تھیں۔"

اس نے تم سے کیا کہا؟اس نے اپنے فوبیا کا بتایا تمہیں؟"وہ بھی رائد بن" طلال تھا،شروع کے شاک کے بعد اب وہ واپس اپنے روپ میں آرہا تھا۔

"دیکھو تم پریشان مت ہو یہ قابل علاج ہے،درخشے مانتی نہیں یہ اور بات ہے۔جب مریض مانے ہی نہ تو علاج کیسے ہو سکتا ہے۔"لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

ایک منٹ۔کیسا فوبیا؟کیا کہہ رہے ہو تم؟"آریز سیدھا ہو کر بیٹھا۔"

تم نہیں جانتے؟پھر کیا بات ہوئی ہے تمہاری اس سے؟"رائد نے آنکھیں" چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"انہوں نے مجھے کہا کہ میں۔۔۔"وہ اٹکا۔"میں ان سے دور رہوں۔"

یہ کہا اس نے؟ مطلب وہ شادی کے لئے نہیں مانی؟ میں نے کہا تھا نہ وہ" سائیکو ہے۔" رائد کو افسوس ہوا۔

"ایسی بات نہیں ہے، وہ مان گئی ہیں۔"

پھر؟" رائد نے بغور اسے دیکھا۔ آریز کے کان لال ہو رہے تھے۔ "ایک" منٹ، اس نے تمہیں شادی کے بعد خود سے دور رہنے کا بولا نہ؟" اسے بولتے ہوئے شرم نہیں آئی تھی، آریز کو سنتے ہوئے آگئی، اس کے گال گلابی ہوئے۔ رائد کے حلق سے زوردار قہقہہ نکلا۔ آریز لب بھینچ کر رخ موڑ گیا۔ رائد ہنس ہنس کر دہرا ہوا۔ منہ پر بندھا ہاتھ کی مٹھی رکھ کر ہنسی روکنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکام۔ آریز سلگ کر اس کی طرف مڑا۔ اپنی سیٹ سے کھڑے ہوتے اس نے رکھ کر مکا رائد کے منہ پر مارا۔ وہ بروقت ایک سائڈ پر

ہوا، آریز کا وار خالی گیا۔

پاگل ہو گئے ہو، مجھے کیوں مار رہے ہو؟" وہ اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔"

تم نے اسے کہا کہ آریز اچھا لائف پارٹنر ہو گا وہ ساری شرطیں مانے گا۔" تمہیں شرم نہیں آئی اپنی بہن کے سامنے ایسی ڈیل رکھتے ہوئے؟" آریز ایک گھٹنا سیٹ پر رکھے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رائد دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو پکڑے اسے باز رکھے ہوا تھا۔

اس میں شرم کی کیا بات ہے؟ اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہاتھ مت اٹھانا۔" منہ سے بات کر لینا۔ لیکن تم نے پھر بھی اٹیک کر دیا نہ مجھ پر۔" رائد نے شکوہ کیا۔

تمہیں تو میں بتاتا ہوں کہ اس میں شرم کی کیا بات ہے۔"آریز کے ہاتھوں" میں اس کے بال آ گئے تھے۔اس نے پورا زور لگا کر کھینچے۔رائد کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی۔اتنے اس کے بال نہیں کھنچے تھے جتنے زور سے وہ چیخا تھا۔ پرائیوٹ کیبن تھا تو ایئر ہوسٹس لڑائی جھگڑے کی آوازیں سن کر جلدی سے اندر آئی۔ان دونوں کو آپس میں گتھم گتھا دیکھ کر اس کے ذہن میں ذہن میں مشن امپوسیبل کی ساری سیریز گھوم گئی۔وہ سنہری بھورے بالوں والا لڑکا کوئی ایجنٹ تھا کیا، جو اس عربی آنکھوں والے کو پرانی دشمنی کی وجہ سے مارنے والا تھا؟ وہ جلدی سے آگے آئی۔

ائیر ہوسٹس کو دیکھ کر آریز جلدی سے پیچھے ہوا۔رائد نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا۔

سب ٹھیک ہے سر؟"نرمی سے آریز سے مخاطب ہو کر اس ایئر ہوسٹس"

نے رائد کو گھورا۔ جب سے اس کا عربی بوائے فرینڈ اسے دھوکہ دے کر بھاگا تھا اسے عربوں سے چڑ ہو گئی تھی۔

"جی جی سب ٹھیک ہے، ہم بات کر رہے تھے۔ تھوڑی سی بحث ہو گئی۔ اب سب سیٹل ہو گیا ہے۔ آپ جائیں۔" سنہری آنکھوں والے کے نرمی سے کہنے پر وہ وہاں سے چلی تو گئی لیکن سیاہ عربی آنکھوں والے کو نظروں ہی نظروں میں وارننگ دینا نہیں بھولی۔ اگر یہ بزنس مین کے روپ میں کوئی بہروپیا ہوا، کوئی مافیا ڈون، تو وہ یقیناً اس ہیڈسم سے ایجنٹ کا ساتھ دے گی۔

"یہ مجھے گھور کیوں رہی تھی؟ رائد نے آنکھیں سکیڑیں۔"

"جاؤ پوچھ کر آؤ۔" آریز نے جل کر کہا۔

تم مجھے سڑے ہوئے جواب دینا بند کرو۔اب دیکھو میں نے تو تمہارا بھلا" سوچا تھا۔درخشے کا فوبیا ٹھیک ہو جاتا تو تم دونوں ہیپی کپل کی طرح ہنسی خوشی رہتے۔اب تم مجھے گھورنا بند کرو۔میں نے سہی حل بتایا تھا۔"ڈھیٹ بننے میں کیا حرج تھا۔

کونسا فوبیا ہے انہیں؟"آریز نے الجھ کر اسے دیکھا۔وہ کب سے فوبیا فوبیا کا" راگ الاپے جا رہا تھا۔تفصیل نہیں بتا رہا تھا۔

کہتے ہیں۔تم جانتے ہی ہو گے Aphenphosmphobia اسے" کہ یہ کیا ہوتا ہے۔"رائد نے اپنے بال سیٹ کئے۔

میں تمہیں ڈاکٹر نظر آتا ہوں؟"آریز نے ظبط سے اسے دیکھا۔سیدھی" بات کرنا تو اسے عربی کی شان کے خلاف تھا نہ جیسے۔

"ہے جو کہ۔۔ Philophobia دیکھو میں سمجھاتا ہوں۔یہ"

ابھی تو تم نے کوئی اور نام لیا۔"آریز نے مشکوک نظروں سے دیکھتے اس کی" بات کاٹی۔

دونوں کا مطلب ایک ہی ہے،انسانوں کے دو نام ہو سکتے ہیں تو فوبیا کے" کا مطلب ہے Philophobia کیوں نہیں؟اب چپ کر کے سنو۔ اس میں مریض کو کسی کے اپنے قریب ,fear of intimacy کہ آنے سے خوف آتا ہے۔یہ خوف اتنا شدید ہوتا ہے کہ دورہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ہارٹ ریٹ خطرناک حد تک بڑھ جاتا ہے۔اگر بروقت ٹریٹمنٹ نہ ملے تو مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔"جتنے مختصر الفاظ میں وہ بیان کر سکتا تھا اس نے کر دیا۔اپنی بات کاری ایکشن آریز

کے چہرے پر تلاشا۔وہ سانس روکے، بنا پلکیں جھپکائے اس کی بات سن رہا تھا۔اس کے چپ ہونے پر اس نے دو بار پلکیں جھپکیں اور گلا کھنکارا۔

تم نے کہا،اس کا علاج ہو سکتا ہے۔یہ قابلِ علاج ہے؟"اس نے کنفرم" کیا۔

ہاں جی ہو سکتا ہے۔"رائد نے اثبات میں سر ہلایا۔"

بس پھر ٹھیک ہے۔اب میں سو رہا ہوں۔مجھے تنگ مت کرنا۔"وہ سیٹ کو" لمبا کرتے، آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹ گیا۔

رائد کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔بس اتنا ساری ایکشن؟ پھر کندھے اچکا کر اس نے کتاب اٹھائی۔سفر میں سونے سے بہتر تھا وہ کوئی کتاب پڑھ لیتا۔

وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے کھٹ کھٹ بٹن پریس کر رہا تھا۔ پیروں کی قینچی بنا کر میز پر رکھے وہ اپنے کام میں مگن نظر آتا تھا۔ کانوں میں لگے ایئر پوڈز پر کسی سے بات بھی کر رہا تھا۔ لاؤنج سے منسلک اوپن کچن میں افسانے کافی کا جار ہاتھ میں اٹھائے اسے کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ تھی، جار کھل ہی نہیں رہا تھا۔ ماتھے پر تیوری چڑھائے وہ کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر مہرداد کی طرف آئی۔ جار اس کے منہ کے سامنے کیا۔ مہرداد نے بنا لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھائے جار پکڑا، اسے کھولا اور واپس افسانے کی طرف بڑھایا۔ وہ جار جھپٹ کر پاؤں پٹختے واپس کچن کی طرف بڑھی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں ہاتھوں میں کافی مگ تھامے لاونج میں آئی۔ ایک مگ مہرداد کی طرف بڑھایا۔ اسے دیکھے بغیر مگ تھامتے اس نے سر کو خم

دیا گویا شکریہ ادا کیا ہو۔افسانے اپنا مگ لے کر اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھی۔مہرداد کھٹ کھٹ ٹائپ کرتے مگ اٹھا کر ایک دو سپ لیتا پھر واپس سے ٹائپ کرنے لگتا۔افسوں نے سلگ کر اسے دیکھتے اپنی کافی ختم کی اور وہاں سے اٹھ گئی۔آج مہرداد نے کہا تھا وہ آفس نہیں جائے گا،افسانے کی ٹائم نہ دینے والی شکایت کا ازالہ کرنا تھا اسے۔اور اب وہ آدمی پچھلے دو گھنٹوں سے لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔درمیان میں کسی کی کال آجاتی تو اس سے بھی بات کر لیتا۔

وہ آدھے گھنٹے بعد کمرے سے باہر آئی تو وہ ابھی تک لیپ ٹاپ میں سر دئے بیٹھا تھا۔افسانے کی برداشت کی حد ہوئی۔وہ تیز تیز قدموں سے اس تک آئی اس سے پہلے کہ وہ اس کا لیپ ٹاپ جھپٹتی۔۔۔

رکو،مجھے یہ فائل سیو کرنے دو،دس منٹ اور دو بس ختم ہو گیا کام۔"ایک"

ہاتھ ہوا میں بلند کرتے افسانے کو رکنے کا اشارہ کرتے وہ جلدی جلدی فائل سیو کر رہا تھا۔افسانے لب بھینچے اس کے ساتھ بیٹھی۔ نظر گھما کر لیپ ٹاپ سکرین کو دیکھا۔وہ کسی کو ای میل کر رہا تھا۔وہ نظریں پھیر گئی۔

لیپ ٹاپ بند کر کے میز پر رکھتے وہ افسانے کی طرف متوجہ ہوا۔وہ دونوں بازو سینے پر باندھے، صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سامنے دیکھ رہی تھی۔ نقوش تنے ہوئے تھے۔مہر داد نے سر پر ہاتھ پھیرتے لب کاٹے، آنکھوں میں شرارتی چمک آئی۔

افسوں۔۔! "آہستہ سے اس کا نام لیا۔کوئی جواب نہیں آیا۔"

"افسانے۔۔۔ضروری کام تھا یار۔" ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

میں کچھ کہہ رہی ہوں تمہیں؟ تم اپنا کام بعد میں کر لو۔" سر دائیں بائیں ہلا"

کر اس کا ہاتھ ہٹایا۔

کام ہو گیا ہے مکمل۔ تم ادھر تو دیکھو نہ، میری طرف۔" بائیں ہاتھ سے اس" کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔ افسوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ مہرداد کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ "تو تم مجھے نہیں دیکھو گی؟" افسانے نے دائیں بائیں سر ہلاتے انکار کیا۔ "سوچ لو ایسے بند آنکھوں کے ساتھ تم اور زیادہ پیاری لگ رہی ہو۔" وہ اس کے نزدیک ہوا۔ دونوں ہاتھ اس کمر پر رکھ کر اسے ہلکا سا اپنی طرف کھینچا۔ افسانے کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جسے لب بھینچ کر فوراً چھپایا۔

لگ نہیں رہی، میں پیاری ہوں، تمہیں ہی دیکھنے کی فرصت نہیں ہے۔"" ناک سکوڑ کر شکوہ کیا۔

تمہارے لئے تو فرصت ہی فرصت ہے۔"شرارت سے ناک اس کی ناک" سے ٹکرائی۔

اسی لئے چار گھنٹوں سے مجھے دیکھا بھی نہیں۔" گردن اور گال کے" درمیان ہاتھ رکھ کر اسے دور کیا۔

دو گھنٹے تمہیں چار گھنٹے لگے، لگتا ہے محبت ہو گئی ہے تمہیں مجھ سے۔ تبھی" وقت کا حساب کتاب خراب ہو گیا ہے تمہارا۔"اپنی گردن پر رکھے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ناک اس کے گال پر رگڑا۔

مجھے ہو ہی نہ جائے تم سے محبت۔ہاں تھوڑے سے پیارے لگتے ہو،اس" میں بھی تمہارا کوئی کمال نہیں،اللہ تعالیٰ نے شکل کچھ اچھی دے دی ہے تمہیں۔"منہ بسور کر کہا گیا۔

بالکل سہی کہا۔"اس کی بات کی تائید کرتے منہ اس کی گردن میں چھپایا۔"

ہم نے آج باہر جانا تھا شاید۔اگر تمہیں یاد ہو تو۔"اسے پیچھے ہٹانے کی" کوشش کرتے یاد دلایا۔

شام کو چلیں؟"اس کا ارادہ ڈانواں ڈول ہوا۔"

ابھی چلتے ہیں۔تم اٹھو،جیکٹ جاگرز پہنو،میں آتی ہوں۔"اسے پیچھے" کرتے وہ صوفے سے کھڑی ہوئی۔"اب ایسی مسکین شکل مت بناؤ۔اٹھو شاباش۔میں کوٹ سٹالر لے کر آتی ہوں۔"وہ کمرے کی طرف بڑھ گئی۔وہ سستی سے اٹھا۔ایک نظر گاڑی کی چابی کو دیکھا پھر کان کھجاتے کمرے کے دروازے کو دیکھا جہاں ابھی افسانے گم ہوئی تھی۔وہ کمرے کی طرف

بڑھا۔اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا ابھی باہر جانے کا۔چھٹی کیا اس لئے کی تھی کہ سڑکیں ناپی جائیں۔

صوفیہ خاتون پہلوی ہاؤس آئی ہوئی تھیں۔اس وقت وہ شمسہ خاتون کے ساتھ لان میں بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔آج موسم خوشگوار تھا،اچھی دھوپ نکلی تھی۔

مہرداد نہیں آیا پھر؟اتنے دن ہو گئے،کہاں ہے وہ؟"صوفیہ خاتون نے" سرسری انداز میں پوچھا۔

نہ ہی آئے تو بہتر ہے۔یاد نہیں ہے کیسے ذلیل کر کے گیا تھا پچھلی بار۔بابا"

بھی اسی کا ساتھ دیتے ہیں ہمیشہ۔افسوں خود تو مر گئی اپنا بیٹا چھوڑ گئی ہماری زندگی عذاب بنانے کے لئے۔" شمسہ کے لہجے میں موجود کڑواہٹ محسوس کی جاسکتی تھی۔

ایک بات کہوں، برا مت ماننا شمسہ، لیکن شہروز کو کیا ضرورت تھی اس کی" بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی۔اب ظاہر ہے داد کو غصہ تو آنا تھا۔" صوفیہ خاتون کی بات پر شمسہ نے آنکھیں سکیڑ کر انہیں دیکھا۔

دونیہ نے بھی تو ہاتھ اٹھایا تھا اس کی بیوی پر۔اس کا گلا تو نہیں دبایا مہرداد" "نے۔

دونیہ کی بات اور ہے،اور تمہیں کیا لگتا ہے دونیہ کو کچھ نہیں کہا اس نے،" ہونہہ،وہ گھر آکر اسے وارننگ دے کر گیا تھا۔لیکن تم لوگوں نے تو زیادہ ہی

ظلم کیا اس کی بیوی پر۔" بسکٹ اٹھاتے ہوئے صوفیہ نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔

تمہیں کیوں اتنی ہمدردی ہو رہی ہے اس سے؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں اسے" ایسے ہی چھوڑ دوں گی۔ نہیں۔ میں نے اس لڑکی کی انفارمیشن اکٹھی کرنے کا کہہ دیا ہے۔ تم دیکھنا میں کیا کرتی ہوں۔" تنفر بھرے لہجے میں کہتے شمسہ نے کپ میز پر پٹخا۔

کیا کرو گی تم؟ اس لڑکی کو نقصان پہنچاؤ گی؟ پھر مہرداد جو طوفان اٹھائے گا" "تمہیں کیا ابھی بھی اندازہ نہیں ہوا؟

صوفیہ، کیا ہو گیا ہے، تم وہی ہو نہ جس نے مجھے یہاں بلایا تھا کہ آ کر اس" معاملے سمجھاؤں، اور اب تم مجھے مہرداد سے ڈرا رہی ہو۔ میں جانتی ہوں مجھے

کیا کرنا ہے، کیا تم مجھے نہیں جانتی؟ میں اس لڑکی کو نقصان کیوں پہنچاؤں گی۔ میں صرف اتنا کروں گی کہ اس لڑکی کو یہاں سے جانے پر مجبور کر دوں گی۔ وہ خود مہرداد کو چھوڑ جائے گی۔" شمسہ نے اپنے عزائم واضح کئے۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ لیکن وہ لڑکی کیوں چھوڑے گی اسے؟" صوفیہ کو معلوم تھا شمسہ اتنے یقین سے کہہ رہی ہے تو کوئی منصوبہ ہو گا اس کے ذہن میں۔

وہ اسے نہ بھی چھوڑے تو اس لڑکی کا کوئی خاندان تو ہو گا نہ۔ ویسے بھی اچھے" خاندان کی لگتی ہے یہ، جب اس کے خاندان کو پتا چلے گا کہ ان کی بیٹی پر ظلم ہو رہا ہے یہاں، تو وہ یقیناً اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے۔" شمسہ نے اپنا منصوبہ بتایا۔

سوچا تو بہت اچھا ہے تم نے، اب دیکھتے ہیں کہ اس کا خاندان کیسا ہے۔""

صوفیہ نے نزاکت سے ہاتھ ٹشو سے صاف کئے۔اسی وقت سکینہ وہاں آئی۔ اس نے جو آکر بتایا اسے سن کر صوفیہ اور شمسہ کی آنکھیں چمکیں۔لگتا ہے قسمت ان کے ساتھ تھی۔

تمہیں یقین ہے کہ یہی ایڈریس ہے؟" وہ دونوں اس وقت کیب میں موجود تھے جو سڑک پر ہمواری سے رواں دواں تھی۔

ہاں جی، بابا نے خود بتایا تھا۔افسوں نے بھی لوکیشن بھیجی تھی ایک بار، میں نے سارا میپ دیکھا تھا،اینڈ یو نو مجھے کچھ نہیں بھولتا۔" آریز نے تفصیل سے جواب دیا۔

تم نے کال کیوں نہیں کی افسوں کو، اسے بتا دیتے ہمارے آنے کے بارے میں۔" رائد نے آریز کے ہاتھ سے فون لے کر گوگل میپ کو زوم کیا۔

پھر سرپرائز کیسے ہوتا۔ اچھا ہے نہ ہم اچانک جائیں اور اس کا گھر دیکھیں۔" کہ وہ کیسے رہ رہی ہے وہاں۔ ورنہ تم جانتے ہو افسوں کو۔ اسے کوئی پرابلم ہو تو بھی وہ کسی کو نہیں بتاتی۔ اپنے طور پر اسے حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر ہم اسے بتا کر آتے تو اس نے یہی شو کرنا تھا کہ وہ ٹھیک ہے، یہاں پر سب اچھا اچھا ہے۔ اور یہ تو ہم جانتے ہیں کہ نئی جگہ، نئے ماحول میں ایڈجسٹ ہونے کے لئے وقت لگتا ہے، اچھے کے ساتھ کچھ برا بھی ہوتا ہے ہمیشہ۔" آریز نے سنجیدگی سے کہا۔

یہ تو ہے، دس منٹ کا ڈسٹنس رہ گیا ہے۔ آئی ریئلی وش کہ سب اچھا ہو" یہاں۔ کیونکہ براہم سے برداشت نہیں ہوگا۔ یو نو دیٹ بیٹر۔" رائد کی بات

پر آریز نے سر اثبات میں ہلایا۔رائد سہی کہہ رہا تھا۔اور یہ بات تو وہ خود بھی جانتا تھا کہ بات خاندان کے افراد کی ہو تو وہ سب ہی بہت پوزیسو ہو جاتے تھے۔

بیس منٹ بعد وہ دونوں پہلوی ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ ادھیڑ عمر ملازمہ چائے سرو کر گئی تھی۔

سلام!" مسکراتی آواز میں سلام کرنے والی یہ شمسہ تھی۔آریز اور رائد نے" ایک ساتھ گردن گھما کر آواز کی سمت دیکھا۔سامنے موجود ادھیڑ عمر خواتین کو دیکھ کر وہ دونوں احتراماً اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

"!وعلیکم السلام،"

"!مرحبا"

دونوں نے آگے پیچھے سلام کا جواب دیا۔ صوفیہ نے غور سے ان دونوں لڑکوں کو دیکھا۔ سنہری آنکھوں والا لڑکا، وہ یقیناً افسانے کا بھائی ہو گا، دونوں کی شکلوں میں بہت زیادہ مماثلت تھی۔ غور سے آریز کا جائزہ لے کر صوفیہ نے نظریں دوسرے لڑکے پر دوڑائیں، وہ سیاہ آنکھوں والا لڑکا، اپنی ذہین آنکھوں سے صوفیہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔ نظریں ملنے پر وہ مسکرایا۔ صوفیہ خاتون گڑبڑا گئیں۔ اور کریں ایکسرے، رائد نے مسکراتا ہوا منہ سیدھا کیا۔ وہ خاتون اسے پہلی نظر میں پسند نہیں آئی تھیں۔ پسند تو وہ دوسری خاتون بھی نہیں آئی تھیں۔ لیکن خیر یہ افسانے کے سسرالی تھے۔ وہ واپس صوفے پر بیٹھا۔ آریز نے سر جھکا کر مسکراہٹ چھپائی۔ وہ رائد کی عادت سے واقف تھا۔ کوئی اس کا بغور گھور کر جائزہ لیتا تو اسے بہت برا لگتا تھا تو وہ مسکرا کر ڈھٹائی سے اس عاجز آجاتا۔ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے ایسے گھورتا کہ سامنے والا

افسانے سے ملنے آئے ہوں گے آپ؟" مسکراہٹ شمسہ کے چہرے پر" چپکی ہوئی تھی۔

جی،" آریز رسما مسکرایا۔"

آپ دونوں اس کے بھائی ہوں گے یقیناً، ہے نہ؟" یہ سوال صوفیہ خاتون" کی طرف سے آیا تھا۔

ہاں جی۔" جواب رائد کی طرف سے آیا۔"

کیا سوچ کر اس کی مہر داد سے شادی کی تھی؟ کیا کوئی کمی تھی آپ کی بہن" میں؟" شمسہ نے مسکراتے ہوئے پہلا وار کیا۔

جی؟"آریز سیدھا ہوا۔رائد نے لب بھینچے۔"

میں نے پوچھا کیا سوچ کر اپنی بہن کی شادی مہرداد سے کی تھی؟ لگتا ہے" آپ لوگوں کو اپنی جان چھڑانی تھی، تبھی اس لڑکی کو شادی کے نام پر گھر سے نکال دیا۔"شمسہ کی مسکراہٹ ایک پل کو بھی غائب نہیں ہوئی۔آریز اور رائد نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر واپس سے اس عورت کو جو مسکراتے ہوئے بولتی جا رہی تھی۔

میں بھی کہوں کیوں وہ لڑکی چپ کر کے یہاں پڑی ہوئی ہے، مار پیٹ" برداشت کر رہی ہے۔یقیناً اسے آپ لوگوں کی طرف سے کسی سپورٹ کی "امید نہیں ہے۔

مارپیٹ؟"آریز صوفے سے کھڑا ہوا۔رائد بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا۔"

ہاں،مارپیٹ۔اپنی بہن سے پوچھنا،کیا دونیہ نامی لڑکی نے اس کا سر دیوار" میں نہیں مارا؟کیا شہروز نامی لڑکے نے اسے گردن سے نہیں پکڑا؟کیا مہرداد پہلے ہی دن اسے یہاں لا کر اسے چھوڑ کر نہیں چلا گیا تھا؟"پوچھنا اپنی بہن سے۔"صوفیہ نے توصیفی نظروں سے شمسہ کو دیکھا۔وہ کس طرح پیٹرول چھڑک رہی تھی کچھ دیر میں آگ لگنے والی تھی یقیناً۔

افسانے کہاں ہے؟اسے بلائیں۔"آریز نے دانت پر دانت جما کر بہت ضبط" سے کہا۔

فون کر کے خود پوچھ لو اس سے،کیونکہ کچھ دن پہلے جب وہ چوبیس گھنٹوں" کے لئے باتھ روم میں چھپی رہی تھی تو مہرداد آیا تھا اور اسے گھسیٹ کر یہاں

سے لے گیا تھا اپنے ساتھ۔ پتا نہیں کہاں۔ کیونکہ وہ خود مہینوں مہینوں گھر نہیں آتا، سائیکو ہے نہ، بچپن سے ہی۔ سنا ہے کرمنل لوگوں میں بھی اٹھتا بیٹھتا ہے۔ واللہ اعلم۔" کندھے اچکا کر کہتے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ اسی وقت عبید رضا اور ازلان رضا ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ آریز اور رائد کو دیکھ کر وہ ٹھٹک کر رکے۔

عبید، یہ دیکھیں کون آیا ہے بھلا۔ مہرداد کی بیوی کے بھائی ہیں یہ۔ ملنے" آئے ہیں اس سے۔ ان کا نام۔۔۔ ایک منٹ،" شمسہ مصنوعی طور پر اٹکی۔ "آپ دونوں نے تو اپنا نام ہی نہیں بتایا۔ کیا نام ہے آپ کا؟" اس نے آریز کو دیکھا جو لب بھینچ کر سنجیدہ سا کھڑا تھا۔

آریز حیدر۔۔۔ رائد بن طلال۔" شمسہ کی مسکراہٹ بند ہوئی کیونکہ" جواب عبید رضا نے دیا تھا۔

آپ جانتے ہیں انہیں؟" شمسہ نے آنکھیں سکیڑیں۔"

عبید نے ازلان رضا کو دیکھا۔ وہ بھی ان کی طرح حیرت زدہ تھے۔ مڈل ایسٹ کی بزنس کمیونٹی سے تعلق رکھنے والوں میں سے کون نہیں جانتا تھا انہیں۔ حیدر زمان اور طلال بن زید کے ناموں کے ساتھ مظبوط فیملی بیک گراؤنڈ کے حامل وہ بزنس کی دنیا کے ابھرتے ہوئے ستارے تھے۔ وہ لڑکی اتنے بااثر خاندان سے تھی؟ وہ حیران تھے۔

آپ بیٹھیں۔ کھڑے کیوں ہیں۔" عبید نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔"

افسانے کہاں ہے؟" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے رائد نے سنجیدہ" آنکھیں عبید رضا پر جمائیں۔

رائد۔۔آریز۔۔"ڈرائنگ روم میں موجود تمام لوگوں نے ایک ساتھ" آواز کی سمت دیکھا۔افسانے حیران نظروں سے انہیں دیکھتی دروازے میں کھڑی تھی۔ان کے دیکھنے پر وہ دو قدم آگے بڑھی۔"تم دونوں کب آئے، بتایا کیوں نہیں آنے کا؟"اس کے سوال کو نظرانداز کرتے آریز اس کی طرف بڑھا۔افسوں کے کندھے کے گرد بازو حمائل کرتے اسے خود سے لگایا۔

کیسی ہو؟"نرمی سے پوچھا۔"

میں ٹھیک ہوں۔تم لوگ اچانک آگئے۔"وہ انہیں یہاں دیکھ کر خوش بھی" تھی اور پریشان بھی،پتا نہیں وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے،کیا کیا سن چکے تھے ان لوگوں سے۔

سرپرائز کیسے ہوتا پھر۔" رائد مسکرا کر اس کی طرف بڑھا۔ "ان فیکٹ ہمیں بہت اچھی کمپنی مل گئی تھی۔" مسکرا کر شمسہ اور صوفیہ کو دیکھا۔ "یہ خواتین کچھ کہہ رہی تھیں۔ مار پیٹ وغیرہ، تو اب ہم تمہاری زبانی سن لیں گے کہ کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔" چبھتی نظروں سے انہیں دیکھا۔

تمہارے ساتھ مار پیٹ کی ان لوگوں نے؟" آریز نے دونوں ہاتھوں میں افسانے کا چہرہ بھرا۔ غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ اس کی اپنی آنکھیں تھیں۔ ایک جیسی، وہ انہیں پڑھنا جانتا تھا۔ اسے اپنا جواب مل گیا۔

مہرداد کہاں ہے؟" رائد نے افسانے کے پیچھے ڈرائنگ روم کے دروازے کو دیکھا۔

وہ نہیں ہو گا۔اسے لے کر گیا تھا اب چھوڑ گیا ہو گا۔وہ یہی تو کرتا ہے۔"

پوچھو اپنی بہن سے۔"شمسہ کی آواز پر افسانے کا حلق تک کڑوا ہوا۔"تم بتاؤ، جب عبید نے تمہیں تھپڑ مارا، تب کہاں تھا مہر داد؟ کیا وہ تمہارے پاس تھا؟ نہیں نہ۔"شمسہ کی بات پر عبید نے سلگ کر بیوی کو دیکھا۔وہ اس لڑکی کے بھائیوں کے سامنے ان کا نام لے رہی تھی کہ انہوں نے تشدد کیا اس پر۔ مہر داد نے ان سے اپنے رشتے کا لحاظ کیا تھا، صرف شہروز کو مارا تھا۔یہ لڑکے کیوں لحاظ کریں گے ان کا۔اور بات صرف مار کی نہیں تھی۔وہ اگر دشمنی پر آتے تو وہ ان کے کاروبار کو بھی نقصان پہنچا سکتے تھے۔انہیں اپنی بیوی کی کم عقلی پر غصہ آیا۔

کیا یہ سچ کہہ رہی ہیں؟"رائد نے لب بھینچے۔"

یہ سب ایسے نہیں ہے جیسے نظر آ رہا ہے۔"افسوں نے رائد کے بازو پر ہاتھ"

رکھا۔

پھر کیسے ہے تم بتاؤ۔ کیا انہوں نے تمہیں مارا۔ ہاں یا ناں میں بتاؤ۔" رائد" سنجیدہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

رائد میری بات سنو۔ میں سب بتاؤں گی۔ تم دونوں میرے ساتھ آؤ۔" وہ" انہیں وہاں سے ہٹانا چاہ رہی تھی۔ اسے پتا تھا، وہ آ گر وہیں رہے تو معاملہ مزید خراب ہو گا۔

ہاں یا نہ؟" اب کے آریز نے سرد آواز میں پوچھا۔"

"ہاں۔۔۔ لیکن یہ سب ایسے نہیں ہے۔۔"

تمہارا بیگ کہاں ہے؟ اپنے ٹریولنگ ڈاکیومنٹس لے کر آؤ۔ جلدی۔ ہم" ساتھ جا رہے ہیں۔" آریز کی بات پر افسانے پریشان ہوئی۔

"لیکن ایسے کیسے۔۔"

تم نے سنا نہیں آریز نے کیا کہا؟ بیگ لے کر آؤ اپنا۔" رائد کی سرد آواز پر" افسانے نے بے بسی ان دونوں کو دیکھا۔

افسانے۔" آریز کی آواز میں سختی تھی۔ افسانے ان دونوں کی طبیعت سے" واقف تھی۔ اس وقت اسے وہی کرنا تھا جو وہ کہہ رہے تھے۔ لیکن وہ ایسے کیسے مہرداد کو بتائے بغیر چلی جاتی۔ اس نے مہرداد کا نمبر ملایا۔ وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا۔

تم چل رہی ہو یا نہیں؟" آریز نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔"

چلتی ہوں۔ڈاکیومنٹس میرے پاس ہیں۔بیگ میں۔" آہستگی سے ہینڈ بیگ" کی طرف اشارہ کیا۔

چلو۔" آریز نے باہر کی طرف اشارہ کیا۔وہ مرے مرے قدموں سے باہر" آئی۔پتا نہیں اب کیا ہونے والا تھا۔

تم پچھلے پانچ منٹ سے مجھے آنکھیں دکھا رہی ہو۔میں نے اتنی باتیں کیں" تم نے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔تمہاری محبت ختم ہو گئی نہ میرے

لئے۔اب میں کیسے جیوں گا، کیسے گزاروں گا اپنی پوری زندگی ایک ایسی لڑکی کے ساتھ جسے مجھ سے محبت ہی نہیں ہے۔آہ۔۔۔!" گاڑی سبک روی سے تبریز کی سڑک پر دوڑ رہی تھی اور مہرداد کے ڈرامے جاری تھے۔افسانے کینہ توز نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔"تم تو آنکھوں آنکھوں سے قتل کرو گی مجھے۔" دل پر ہاتھ رکھتے وہ تھوڑا سا اس کی طرف جھکا۔

ہو گئی تمہاری اوور ایکٹنگ؟ اب میں کچھ بولوں؟" افسانے نے گردن ایک طرف جھکا کر آنکھیں دو بار جھپکیں۔

پوچھنے کی کیا بات ہے، تم بے دھڑک بولو جو بھی کہنا ہے۔" روڈ کی طرف دیکھتے اس نے موڑ کاٹا۔

جب میں نے کہا کہ مجھے پہلوی ہاؤس واپس جانا ہے تو تم نے منع کیوں"

کیا؟" وہ سنجیدہ ہوئی۔

منع کیا تھا تو تم کونسا رک گئی۔اب ہم جا رہے ہیں نہ وہاں۔" اس نے" کندھے اچکا کر کہا۔

پہلے تو تم نے منع کیا نہ۔" بھنویں سکیڑ کر کہا گیا۔"

ہر بات مانتا ہوں تمہاری، پھر بھی تمہیں شکایت ہوتی ہے مجھ سے۔" بازو" لمبا کر کے افسانے کا گال چٹکی میں بھر کر کھینچا، وہ اوں ہوں کر کے سر پیچھے کر گئی۔" اب جا رہے ہیں ہم، وہاں جا کر پھر وہی شکلیں دیکھنی پڑیں گے۔" آنکھیں گھما کر بیزاری سے کہا۔

اس لئے میں نے کہا تھا امریکہ چلتے ہیں۔مام ڈیڈ سے بھی مل لیں گے اور"

یونیورسٹی سے کلئیرنس کروانی ہے، کب سے بلا رہی ہے لیزے، یہ کام بھی ہو جائے گا۔" مصروف سے انداز میں کہتے افسانے نے چپس کا پیکٹ اٹھا کر کھولا۔

میں نے بھی تو بتایا تھا کہ ابھی بہت مصروف ہوں میں۔ آؤٹ آف کنٹری تو" بالکل بھی نہیں جا سکتا فی الحال۔ تم نے جانا ہے تو میں انتظام کر دیتا ہوں، تم ہو آؤ کچھ دن نیویارک سے۔ اور یہ پیکٹ ادھر کرو، اکیلے اکیلے کھائے جا رہی۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر افسانے کے کھولے پیکٹ سے چپس اٹھائے۔

تمہارے بغیر چلی جاؤں؟ مام ڈیڈ کیا کہیں گے۔ شادی کے بعد پہلی بار گھر" آئی اور اکیلی۔" نفی میں سر ہلایا، اسے آئیڈیا پسند نہیں آیا تھا۔

پھر کچھ دن صبر کرو۔ اکٹھے چلیں گے انشاءاللہ۔" اس کی بات پر افسوں"

نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔ مہر داد نے ہاتھ بڑھا کر چپس اٹھانے چاہے افسانے نے پیکٹ اس کی پہنچ سے دور کیا۔ "میں کھلاتی ہوں، تم ڈرائیونگ پر فوکس کرو۔"

مہر داد نے اس کے ہاتھوں میں موجود چپس کو دیکھا پھر افسانے کو۔ وہ سادگی سے مسکراتے ہوئے ہاتھ اس کی طرف بڑھائے ہوئے تھی۔ مہر داد کی آنکھوں نے رنگ بدلا، اس نے ہلکا سا سر جھکا کر افسانے کے ہاتھ سے چپس کھایا۔ سیدھا ہوتے اس نے فوکس روڈ کی طرف کرنا چاہا۔

موسم کتنا اچھا ہے نہ۔" وہ گہری سانس لیتے گاڑی کے شیشے پر پڑتی دھوپ" کو دیکھ کر بولی۔ "اتنے دنوں بعد سورج کی روشنی میں نہائے شہر کو دیکھا ہے، بہت اچھا لگ رہا ہے۔" چپس کھاتے ہوئے وہ باتیں کر رہی تھی۔ مہر داد کو کھلانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

ابھی تو مجھے اکیلے اکیلے کھانے کے طعنے دے رہے تھے،اب کیا ہوا؟""
آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔اس نے بنا کچھ بولے مسکرا کر نفی میں
ہلایا۔

ایک تو تمہارے یہ ڈرامے،رکو تم زرا۔"افسانے تھوڑا سا اپنی سیٹ سے"
اس کی طرف کھسکی اور ہاتھ بڑھا کر زبردستی اسے چپس کھلانے چاہے۔

نو،ڈونٹ ڈو دس۔"مہرداد نے سر پیچھے کر کے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔وہ"
سنجیدہ تھا۔

ایک دم سے کیا ہوا ہے تمہیں؟"وہ منہ بسور کر اپنی سیٹ پر پیچھے ہوئی۔"
مہرداد نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔بالوں کا جوڑا کرنے سے اس کی شفاف

گردن واضح ہو رہی تھی۔ سورج کی روشنی پڑنے سے اس کی سنہری رنگت سونے کی طرح چمک رہی تھی۔ مہرداد کی آنکھوں کے سبز کانچ سنہرے ہوئے۔ گردن میں گلٹی سی ڈوب کر ابھری۔ نظریں ہٹاتے وہ گہری سانس بھر کر ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہوا۔

میں بھی آیندہ تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گی۔ نخرے دیکھو" زرا۔ "ماتھے پر بل ڈالے، تپ کر کہتے وہ کتر کتر چپس کھائے گئی۔

میں سوچ رہا تھا ہمیں آج بھی گھر پر ہی رکنا چاہیے تھا، تم خوامخواہ لے آئی۔" میں ایسا کرتا ہوں کہ امپورٹنٹ کام نمٹا کر ایک مہینے کا آف لیتا ہوں۔ آفس ریموٹلی سپروائز کر لوں گا۔" سنجیدہ انداز میں اپنی پلاننگ بتائی۔ افسانے کے چپس گلے میں اٹکے۔ بے ساختہ کھانستے ہوئے اس نے پانی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی۔ سانس بحال کر کے مہرداد کو گھورنا چاہا، لیکن اس کی نظریں، وہ

رخ موڑ گئی۔

"مجھے مت دیکھو۔"

"نہیں دیکھ رہا۔"

افسانے نے کنکھیوں سے دیکھا، وہ واقعی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ سیدھی ہو بیٹھی۔ مہرداد کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

مجھے یقین نہیں آتا،" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔"

"کس بات پر؟"

"اپنی قسمت پر۔"

"کیوں؟"

تم مل گئی نہ۔ یقین نہیں آتا کہ میں اتنا خوش قسمت ہوں۔ مجھے پتا ہوتا کہ " اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے لئے رکھا ہوا تھا، تو میں زندگی میں کبھی بھی اس سے کوئی شکوہ نہ کرتا۔" وہ پورے صدق سے کہہ رہا تھا۔ افسانے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ مہرداد کا یہ روپ اس کے لئے بہت انوکھا تھا۔ وہ اظہار میں بخل سے کام نہیں لیتا تھا۔ وہ کھل کر اسے سراہتا تھا، وہ اس کے لئے کتنی اہم بن چکی تھی گزرے دنوں میں بہت بار بتایا تھا اس نے۔

میں تمہیں مل گئی ہوں تو تم اپنی قسمت پر قانع ہو گئے ہو، ایسے نہ؟ لیکن " میں کیوں نہیں ہو پا رہی؟ تم سامنے ہوتے تو اور کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ تم

نظروں سے دور جاتے ہو تو بد گمان بھی ہو جاتی ہوں اور اپنا گھر بھی یاد آنے لگتا ہے۔" اس کی طرف رخ کر کے وہ سیٹ کی پشت سے گال ٹکائے اسے محویت سے دیکھ رہی تھی۔ مہر داد نے اسے دیکھا۔ کچھ پل اس کی بات پر سوچا۔

تم اپنے گھر والوں کو یاد کرتی ہو نہ؟ ایک بار ان سے مل آؤ گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ سمجھ گیا تھا اس کی بات۔

"پتا نہیں، اچھا چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ، تم مجھ بہت محبت کرتے ہو نہ؟"

بالکل بھی نہیں۔" نفی میں سر ہلاتے اس نے مسکراہٹ دبائی۔"

جھوٹ بولتے ہو تم۔ بہت محبت کرتے ہو لیکن مانتے نہیں ہو۔" وہ بے

ساختہ مسکرائی۔"اچھا میں ایک سوال کرتی ہوں تم ہاں یا نہ میں جواب دینا۔ اوکے۔تو بتاؤ، تمہیں اپنی بیوی سے محبت ہے۔ہاں یا نہ ؟اگر ہے تو کتنی ہے؟"

تمہیں ابھی یہ سوال پوچھنا یاد آیا ہے،ابھی ہم گاڑی میں ہیں یونو۔"لب کا" کو نادانتوں تلے دبائے وہ شرارت سے مسکرایا۔

شٹ اپ۔"اس کے کندھے پر مکا مارتے وہ ونڈو کی طرف رخ موڑ گئی۔" بدتمیز انسان۔اس کے گال سرخ ہو رہے تھے۔

اس نے گاڑی پہلوی ہاؤس کے باہر روکی۔سیٹ پر ترچھا ہو کر بیٹھتے افسانے

کو دیکھا۔

تمہاری ضد ہے تبھی تمہیں یہاں واپس لایا ہوں۔ لیکن میں مطمئن نہیں" ہوں۔یو شیور کہ تمہیں یہاں رکنا ہے؟"اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔

میں ہنڈرڈ پرسنٹ شیور ہوں کہ مجھے اس گھر میں رکنا ہے۔یہ تمہارا گھر" ہے، تو اس لحاظ سے یہ میرا بھی گھر ہوا نہ؟"اس نے نرمی سے کہا۔

you are my جہاں تم ہو وہی جگہ میرے لئے گھر ہے۔" وہ اپنے الفاظ پر زور دے کر بولا۔"اپنا خیال رکھنا، میں نے "home. گارڈز میں اضافہ کیا ہے، اپنے اعتبار کے دو بندے بلائے ہیں۔جو گھر سے باہر تمہاری حفاظت کریں گے۔اور گھر کے اندر حفاظت کے لئے ایک نئ

ملازمہ رکھی ہے۔وہ آگئی ہے،اندر ہے۔اپنے کام میں ماہر ہے۔یہ لوگ اب تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔" وہ فکر مند سا کہہ رہا تھا۔افسانے مسکراتے ہوئے اسے بولتے دیکھے گئی۔

تم فکر مت کرو۔میں اپنا خیال رکھوں گی۔تمہارے لئے۔" مسکرا کر تسلی" دی۔وہ اسے دیکھے گیا۔اسے چھوڑ کر جانے کو دل نہیں مان رہا تھا۔ریحان کا فون آیا تھا کوئی ایمر جنسی تھی آفس میں۔جانا ضروری تھا۔

داد،اتنا انسیکیور مت ہو۔کچھ نہیں ہو گا۔تم آفس جاؤ،اپنا کام کرو۔پریشان" "نہیں ہونا۔ٹھیک ہے؟

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔پھر نرمی سے اس کے ہاتھ دبا کر چھوڑے،گویا جانے کی اجازت دی۔وہ گاڑی سے نکل کر گھر کے دروازے تک گئی۔مڑ کر

داد کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ مسکرا کر ہاتھ ہلاتے وہ اندر چلی گئی۔ وہ اس کے دروازے کے اندر غائب ہونے تک اسے دیکھتا رہا۔ اس کا دل کر رہا تھا ایک بار جا کر اسے گلے لگائے، پھر سر جھٹک کر گاڑی سٹارٹ کی، وہ شاید کچھ زیادہ جذباتی ہو رہا تھا۔

وہ ڈرائنگ روم کے سامنے سے گزری تو اندر سے آتی آوازیں سن کر وہ ٹھٹھک کر رکی۔ وہ اندر داخل ہوئی تو آریز اور رائد کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ پھر وہاں پر جو بھی ہوا وہ اس کے لئے بہت اچانک تھا۔ وہ کسی کے سامنے کمزور پڑنے والوں میں سے نہیں تھی، لیکن بات اپنے خاندان کی تھی۔ آریز کے کہنے پر وہ باہر آئی اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے۔ اس نے مہرداد کا نمبر ملایا۔ وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے تو وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا،

اب فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔وہ بار بار اس کا نمبر ملا رہی تھی۔اس نے نوٹس نہیں کیا کہ رائد اور آریز باہر نہیں آئے تھے۔

افسانے کے جانے بعد رائد اور آریز نے ایک دوسرے کو دیکھا۔آریز نے دونوں ابرو اوپر اٹھا کر رائد کو دیکھا۔گویا پوچھا ہو کہ، تم یا میں، رائد نے سر کو ہلکا سا خم دیا کہ میں۔آریز نے ایک نظر کمرے میں موجود لوگوں پر دوڑائی۔

آپ سب سے مل کر بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔" سنجیدگی سے کہتے وہ ازلان رضا کی طرف بڑھا۔"ہم سے مل کر آپ سب کو بھی بالکل اچھا نہیں لگے گا۔" وہ ازلان رضا کے سامنے رکا۔اس کے انداز پر ازلان رضا چونکے ہوئے، وہ کیا کرنے والا تھا؟ شمسہ اور صوفیہ بھی غور سے آریز کو دیکھ رہی

تھیں جب۔۔۔زوردار تھپڑ کی آواز کمرے میں گونجی۔آریز نے توازلان رضا کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔تو۔۔۔؟شمسہ اور صوفیہ نے پلٹ کر دیکھا۔ عبید رضا منہ پر ہاتھ رکھے دیوار کے ساتھ لگے کھڑے تھے،منہ پر پیلے رنگ کی سکاچ ٹیپ لگی ہوئی تھی،شاید اسی لئے ان کی آواز نہیں آئی تھی۔ان کے سامنے موجود رائد معصوم سی شکل بنائے انہیں دیکھ رہا تھا۔

عبید۔۔!"ازلان رضا نے ان کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن آریز" نے انہیں کالر سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔"اوں ہوں!" نفی میں سر ہلاتے انہیں تنبیہہ کی۔

رائد نے گریبان سے پکڑ کر عبید رضا کو اپنے سامنے کیا۔مسکرا کر سر کو خم دیا اور پوری طاقت سے ایک مکا عبید کے منہ پر مارا اور گریبان چھوڑ دیا۔عبید منہ پر ہاتھ رکھے وہیں زمین پر بیٹھتے چلے گئے۔پورے میں منہ خون کا ذائقہ

گھل گیا۔منہ پر ٹیپ تھی،ناک سے خون بہہ نکلا۔

اب ٹھیک ہے،"رائد نے میز پر رکھے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر ہاتھ صاف" کیا۔"افسانے کا سر دیوار میں کس نے مارا تھا بھلا؟"لبوں کو سیٹی کی صورت گول کئے وہ شمسہ کی طرف مڑا۔"آپ دونوں میں سے دونیہ کون ہے؟" بغور انہیں دیکھا۔صوفیہ اور شمسہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔"کوئی بھی نہیں؟"رائد نے خود ہی نتیجہ اخذ کیا۔

وہ عورت ہے رائد، چھوڑ واسے۔ہم چلتے ہیں۔"ازلان کو دھکا کر صوفے پر" گراتے آریز نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔آنکھوں ہی آنکھوں میں رائد کو اشارہ کیا۔اس نے جوابی ابرو اچکائے۔آریز نے کنکھیوں سے شمسہ کی طرف اشارہ کیا۔ازلان رضا نے،جو صوفے پر گرنے کے بعد اب سنبھل چکے تھے،میز کے ساتھ رکھے گلدان کو اٹھایا اور پوری قوت سے

آریز کے سر پر مارا، وہ بروقت سائڈ پر ہوا اور اسی وقت رائد نے جلدی سے سکاچ ٹیپ شمسہ کے منہ پر لگائی اور اسے دھکا دیا وہ لڑکھڑاتے ہوئے آگے آئی اور ازلان رضا کے ہاتھ سے نکلا گلدان اس کے کندھے پر لگا۔ وہ درد سے دہری ہوتی وہیں فرش پر بیٹھتی گئی۔ صوفیہ اور ازلان پھٹی پھٹی نگاہوں سے شمسہ کو دیکھ رہے تھے۔ پھر عبید کی طرف نظریں گھمائیں۔ یہ سب کچھ ہی لمحوں میں ہوا تھا انہیں سوچنے سمجھنے یا ری ایکٹ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

ابھی ہمیں جلدی ہے، اس لئے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ ادھر ختم نہیں ہوا۔" پھر ملیں گے۔" انہیں وارننگ دے کر رائد دروازے سے باہر نکلا۔ اس کے پیچھے جاتے آریز نے پلٹ کر ڈرائنگ روم کا دروازہ بند کیا۔

وہ دونوں باہر آئے تو افسانے فون کان پر رکھے مرکزی دروازے کے پاس

کھڑی تھی۔وہ دونوں تیز تیز قدموں سے چلتے اس تک پہنچے۔آریز نے افسانے کا بازو پکڑا اور اسے لے کر باہر نکلا، کیب باہر ہی کھڑی تھی، جلدی سے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر اسے اندر بٹھایا اور خود بھی ساتھ بیٹھا۔رائد نے بھاگ کر پیسنجر سیٹ سنبھالی اور ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ کیا۔

آریز میری بات سنو۔تم دونوں کیا سوچ کر مجھے ساتھ لے جا رہے ہو۔" دیکھو، کم از کم مجھے مہرداد کو تو انفارم کرنے دو۔"افسانے کی بات پر آریز نے سلگ کر اسے دیکھا۔

مہرداد سے بھی بات ہو جائے گی۔اب تو اس سے ملنا بہت ضروری ہو گیا" ہے۔اس لیے لایا تھا وہ تمہیں اپنے ساتھ کہ یہ سلوک کر سکے۔"ماتھے پر تیوری ڈالے وہ غصے میں تھا۔

اور ابھی ہم جو کر کے آئے ہیں ان لوگوں کے ساتھ، وہ حساب لینے آئے گا" تو اسے بھی دیکھ لیں گے۔" رائد نے پیسنجر سیٹ سے گردن موڑ کر افسانے کو دیکھا۔

کیا مطلب، کیا کر کے آئے ہو؟" افسانے نے مشکوک نظروں سے باری" باری ان دونوں کو دیکھا۔

کچھ زیادہ نہیں۔ تھوڑا سا ڈیمو دیا ہے کہ کیسے کسی پر ہاتھ اٹھایا جاتا ہے۔"" آریز کے کہنے پر افسانے نے آنکھیں پوری کھول کر اسے دیکھا۔

اب تم یہ فون ادھر دو۔ بہت ہو گیا۔ نہیں اٹھا رہا وہ تمہاری کالز۔" آریز" نے فون اس کے ہاتھ سے جھپٹ کر رائد کی طرف پھینکا۔ جسے اس نے مہارت سے کیچ کیا۔

افسانے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر گئی۔اس محسوس ہوا کہ اس کے اعصاب کو سکون چاہیے تھا۔وہ دونوں اسے زبردستی نہیں لے جا سکتے تھے،وہ چاہتی تو انہیں منع کرتی،لڑتی،انہیں مہرداد کے آفس چلنے کا کہتی۔لیکن ایک دم سے اس پر عجیب سی کیفیت طاری ہوئی۔اسے لگا جیسے سب سلو موہو گیا ہو۔۔۔

وہ جب سے آئی تھی کوئی نہ کوئی مسلہ ہوتا رہا تھا۔اچھا تھا وہ ابھی چلی جاتی۔ اپنے خاندان کے پاس۔جہاں سکون تھا،کوئی سازشیں،کوئی فساد نہیں تھا۔ اسے پہلے محسوس نہیں ہوا لیکن آریز اور رائد کو دیکھ کر اسے بہت زیادہ ہوم سک محسوس ہوا۔وہ اپنے گھر والوں کو مس کر رہی تھی۔اسے ان سب کو دیکھنا تھا،ان سے ملنا تھا۔۔۔لیکن مہرداد۔۔۔اس کی بند آنکھوں میں بے چینی ہوئی۔امید ہے وہ سمجھ جائے گا۔امید ہے وہ اس کے پیچھے آئے گا۔

گہری سانس لیتے وہ سیدھی ہوئی۔ کہنی ونڈو پر ٹکائے باہر کے دوڑتے مناظر پر نظریں جمائیں۔ سب پیچھے چھوٹ رہا تھا۔ وہ عجیب کیفیت کا شکار ہوئی۔ وہ رکنا چاہتی تھی اور جانا بھی چاہتی تھی۔ اس نے گردن موڑ کر آریز کو دیکھا، پھر رائد کو۔ کچھ کہنے کو لب وا کئے۔۔۔ پھر نفی میں سر ہلاتے وہ واپس ونڈو سے باہر دیکھنے لگی۔ دائیں آنکھ کے کنارے سے ایک آنسو لڑھکا اور کھلے شیشے سے آتی ہوا کے سنگ کہیں گم ہو گیا۔ مہر داد۔۔۔!

خالی شدم از رویا

حسی منواز من برد

یہ سایہ شیہ من

پشت پنجرہ پژمرد

ترجمہ:

میں نے اپنا خواب کھو دیا۔

مجھے ایسا احساس ہوا کہ

یہ میرا سایہ ہے جو

کھڑکی کے پیچھے مرجھا گیا ہے

وہ افسانے کو گھر چھوڑ کر ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک گاڑی نے اسے اوورٹیک کیا۔اس گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی۔ایک نظر اس گاڑی کو دیکھتے مہرداد نے فون اٹھایا۔ریحان کی کال آرہی تھی۔اس نے فون کان سے لگایا۔ وہ اس سے بات کر رہا تھا جب سامنے والی گاڑی اچانک بیچ روڈ میں رک گئی۔ اسی وقت ایک اور گاڑی مہرداد کی کار کے برابر سے اوورٹیک کرتی ہوئی گزری۔اس گاڑی کے ڈرائیور نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن کوئی فائیدہ نہیں ہوا،رکی ہوئی گاڑی کے ساتھ زوردار آواز کے ساتھ اس گاڑی کی ٹکر ہوئی۔

یااللہ۔"مہرداد نے فوراً گاڑی کا رخ موڑا۔فون ہاتھ سے گر گیا۔اس کی" گاڑی سڑک کے ساتھ تھوڑا نیچے میدان کی ہموار ڈھلوان پر اترتی چلی گئی۔ تھوڑا سا دور جا کر اس نے گاڑی کی رفتار کم کرتے ہوئے بریکس لگائے اور گاڑی سے باہر آیا۔اس نے دور سے ان دونوں گاڑیوں کا جائزہ لیا۔یقیناً بہت

برے طریقے سے ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ وہ واپس گاڑی میں بیٹھا۔ متصادم گاڑیوں سے تھوڑے فاصلے پر اپنی کار روکتے ان کی طرف آیا۔ اس کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی اکٹھے ہو چکے تھے۔ ایمبولینس کو فون کر کے وہاں موجود لوگوں کے ساتھ مل کر اپنی مدد آپ کے تحت زخمیوں کو گاڑیوں سے نکالا۔ انہیں ہسپتال پہنچانے تک مہرداد ساتھ ساتھ رہا تھا۔ مہرداد کا آفس ہسپتال سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ وہاں سے فارغ ہو کر وہ سیدھا آفس آیا تھا۔ آتے ساتھ ہی ریحان اور سیکریٹری نے اسے گھیر لیا تھا۔ کاموں کی ایک لمبی لسٹ تھی۔ دو گھنٹے بعد اس نے فون نکال کر افسانے کو کال کرنی چاہی تو یاد آیا کہ فون تو گاڑی میں ہی گر گیا تھا۔

"ریحان، یہ چابی پکڑو اور میری گاڑی سے میرا موبائل لے کر آؤ، دیکھنا وہیں کہیں سیٹ کے نیچے گرا پڑا ہو گا۔ جاؤ۔" چابی اس کی طرف اچھالی۔

ریحان فون لے کر آیا تو مہر داد نے دیکھا افسانے کے نمبر سے مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔اس نے کال بیک کی۔ نمبر بند جا رہا تھا۔اس نے فوراً ملازمہ کا نمبر ملایا۔ ملازمہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔ کرسی سے کھڑے ہوتے اس نے اسٹینڈ سے کوٹ کھینچ کر اتارا۔ آفس سے باہر نکلتے وہ گارڈ کا نمبر ملا رہا تھا۔ دل میں بہت سے وسوسے آ رہے تھے۔

سر، مہر داد سر۔۔" ریحان آواز دیتے ہوئے اس کے پیچھے آیا، وہ سنی ان سنی" کرتے لفٹ تک پہنچا۔ گارڈ سے رابطہ مل گیا تھا، وہ ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے گھر پہنچا۔

کیا کہا آپ نے افسانے کو؟" وہ بنا دستک کمرے میں داخل ہوا۔ گارڈ سے" ساری انفارمیشن لے کر آیا تھا۔اس کے افسانے کو گھر ڈراپ کرنے کے کچھ دیر بعد وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ گئی تھی۔ ضرور شمسہ لوگوں کی طرف سے

ہی کسی بدکلامی کا مظاہرہ کیا گیا ہوگا۔اسے یقین تھا۔

شمسہ نے طیش سے اسے دیکھا۔عبید،ازلان،صوفیہ اور دونیہ بھی وہاں موجود تھے۔"

ہم نے کچھ نہیں کہا، چلی گئی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ۔واپس اپنے ملک۔" شمسہ بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی۔چہرے سے تکلیف واضح تھی۔وہ لوگ ابھی ہاسپٹل سے آئے تھے۔کندھے کا ایکسرے کروایا تھا۔ہڈی تو نہیں ٹوٹی تھی لیکن کندھا ہلنے سے قاصر تھا۔پین کلر انجیکشنز لگوا کر بھی درد نہیں جا رہا تھا۔گلدان بہت زور سے لگا تھا۔

میں جانتا ہوں آپ نے ضرور کوئی شر پھیلایا ہوگا۔"ضبط سے اس کا چہرہ" سرخ ہو رہا تھا۔دل تو کر رہا تھا کہ سب تہس نہس کر دے۔

ہم نے اسے کچھ بھی نہیں کہا۔اس کے بھائیوں نے ہم پر تشدد کیااور اسے" اپنے ساتھ لے گئے۔"عبید رضا اٹھ کر اس تک آئے۔مہر داد نے ان کا چہرہ دیکھا۔منہ سوجا ہوا تھا۔گال پر اور ہونٹوں کے ساتھ بینڈیج لگی تھی۔

خوامخواہ تو نہیں مارا ہو گا۔کوئی وجہ ضرور ہو گی۔"دانت پر دانت جما کر وہ" ضبط سے بولا۔"آپ لوگ مجھے وہ وجہ بتائیں جو وہ یہ سب کرنے پر مجبور ہوئے۔"ایک کونے میں بیٹھی صوفیہ کو دیکھا۔

شمسہ آنٹی نے انہیں بتایا کہ، یہاں کس طرح ان کی بہن پر ظلم ہوتا ہے۔تو" بس وہ لے گئے اسے۔"یہ دونیہ کی آواز تھی۔صوفیہ نے سٹپٹا کر بیٹی کو دیکھا پھر شمسہ کو جو پھاڑ کھانے والی نظروں سے دونیہ کو دیکھ رہی تھی۔

مہر داد نے ظبط سے گہرا سانس لیا۔ یہ رشتے دار اس کے گلے کی ہڈی بن گئے تھے۔

میرا دماغ خراب تھا جو میں اپنی ماں کے حوالے سے آپ سب کو برداشت " کرتا رہا۔ اب اور نہیں۔ اپنا سامان اٹھائیں اور جائیں یہاں سے۔" ان سب کو دیکھ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

دیکھا اسے، کیسے بول کر گیا ہے، جیسے ہم تو اس گھر کے محتاج ہیں نہ، اس " سے زیادہ بڑا اور اچھا گھر ہے ہمارا۔ یہ سمجھتا کیا ہے خود کو۔" شمسہ طیش سے کہتے آگے ہوئی، کندھے میں زوردار ٹیس اٹھی، وہ کراہ کر واپس ٹیک لگا گئی۔

تو جب آپ کا اپنا گھر ہے، پھر یہاں مہر داد سے زلیل ہونے کیوں آئی" ہیں؟" دونیہ نے بنا کسی لگی لپٹی سیدھا سوال کیا۔

تم اپنا منہ بند رکھو۔اس گھر پر ہم سب کا حق ہے۔کیا ہوا اگر اس کے نام کر دیا ہے بابا نے۔ہم چاہتے تو قانون وراثت کے ذریعے بابا کے اس عمل کو کورٹ میں چیلنج کر سکتے تھے۔لیکن ہم نے نہیں کیا۔بجائے احسان ماننے کے یہ ایسا رویہ دکھاتا ہے ہمیں۔"ازلان نے بیٹی کو جھڑکا۔

بالکل،اسے واقعی آپ کا احسان ماننا چاہیے تھا۔"دونیہ نے باپ کی بات سے اتفاق کیا۔وہ ان کے خلاف نہیں بول سکتی تھی۔

ویسے ش شمسہ آنٹی،آپ نے کسی کو بلایا کیوں نہیں جب وہ ایسے تشدد کر رہے تھے آپ لوگوں پر؟"دونیہ نے شمسہ کو بغور دیکھا۔

کیسے بلاتے؟"شمسہ نے کندھا سہلایا۔"

کیوں آپ کے منہ پر ٹیپ لگی تھی۔"آنکھیں گھما کر کہتے اس فون پر وقت" دیکھا۔

اس کی بات پر شمسہ نے عبید کو دیکھا۔وہ بیزاری سے فون پر کسی کا نمبر ملا رہے تھے۔

ایک منٹ۔"دونیہ نے غور سے شمسہ کا چہرہ دیکھا۔"آپ کے منہ پر واقعی" ٹیپ لگی تھی؟"دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھا کر اس نے حیرت سے کہا۔شمسہ نے بدمزا ہو کر منہ پھیر لیا۔دونیہ کو بے ساختہ ہنسی آئی۔"ٹیپ،!"وہ ہنستی گئی۔ صوفیہ نے سلگ کر بیٹی کو دیکھا۔اس کی بے وقت کی ہنسی انہیں ایسے ہی شرمندہ کرواتی تھی۔ازلان اور عبید آپس میں بات کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

اچھا کس نے آپ کا منہ بند کیا، آئی مین ٹیپ لگائی؟" ہنسی روکتے وہ سنجیدہ" ہوئی۔ چہرے پر ہمدردی طاری کی۔

وہ سیاہ بالوں والا لڑکا۔ شکل سے ہی غنڈہ لگتا ہے۔ تن کر تو ایسے کھڑا تھا" جیسے ہم اس کے غلام ہوں۔ اور اسے آرڈرز وہ دے رہا تھا، وہ سنہری آنکھوں والا، الیگزینڈر سمجھ رہا تھا خود کو۔ ہونہہ۔" شمسہ کے لہجے میں کڑواہٹ اتری۔

آپ جیسے غلام تو سلطنت ڈبو دیں۔" وہ سر جھکا کر آہستہ سے لبوں میں" بڑبڑائی، پھر سر اٹھا کر سادگی سے انہیں دیکھا۔" اب ایسے تو مت کہیں۔ غنڈہ تو وہ کہیں سے نہیں لگتا۔ ایک دنیا مرتی ہے اس سیاہ آنکھوں والے پر۔ انٹرنیشنل میگزینز کے کور پر چھپتا ہے اس کا چہرہ۔ لڑکیاں تو پاگل ہیں اس کے

پیچھے۔اور جہاں تک بات ہے اس سنہری آنکھوں والے کی تو لوگ اسے الیگزینڈر ہی کہتے ہیں۔ صرف شکل سے نہیں، قسمت بھی سکندر اعظم جیسی پائی ہے، مٹی کو سونا کرتا ہے۔"مزے سے کہتے ہوئے وہ فون پر کچھ سرچ کر رہی تھی۔

اور تمہیں یہ سب کیسے پتا ہے؟"شمسہ نے ضبط سے اسے دیکھا۔"

گوگل، شمسہ آنٹی، گوگل پر سرچ کیا ہے میں نے انہیں۔ مما سے جب میں" نے ان کے نام سنے فوراً ہی گوگل کیا۔ یہ دیکھیں ان کے انسٹا گرام اکاؤنٹ۔"وہ جوتے اتار کر بیڈ پر بیٹھی۔ فون ان کے سامنے کیا۔ صوفیہ بھی ساتھ آ بیٹھیں۔"کمنٹس پڑھیں زرا۔"وہ سکرول کرتی جا رہی تھی۔

"سیریسلی میں تو حیران رہ گئی تھی۔ مہر داد نے افسانے حیدر سے شادی کی ہے، امریکہ کے ٹاپ بزنس مین کی بیٹی۔اور ممی آپ نے اسے گولڈ ڈگر بولا

تھا۔مہرداد کی زندگی سے جانے کے لئے پیسوں کی آفر کی۔" وہ نفی میں سر ہلاتے افسوس سے کہہ رہی تھی۔صوفیہ بنا کچھ کہے فون پر نظر آتی تصویر دیکھ رہی تھی،ایک گروپ فوٹو مل ہی گیا تھا دونیہ کو۔اپنے خاندان کے ساتھ موجود چمکتی ہوئی مسکراہٹ لئے،وہ کیمرے کو دیکھ رہی تھی۔صوفیہ نے شمسہ کو دیکھا،وہ حیران نظروں سے فون کی سکرین دیکھ رہی تھی۔

کمرے سے باہر آکر مہرداد نے حیدر زمان کو میسج کیا،آریز کا موبائل نمبر مانگا۔ ایک منٹ بعد ریپلائی آگیا تھا۔

اس نے حیدر زمان کا بھیجا نمبر ملایا۔نمبر پاورڈ آف جارہا تھا۔لب بھینچ کر وہ کچھ سوچتا رہا،پھر فون پر ایک نمبر ڈائل کیا۔اب وہ ائیر پورٹ پر موجود اپنے

ایک دوست آفیسر کو ان تینوں کے نام بتا کر کہہ رہا تھا کہ وہ پتا کرے کہ یہ نام پچھلے کچھ گھنٹوں میں جانے والی فلائٹس کے پیسنجرز میں ہیں یا نہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اس دوست نے کنفرم کر دیا کہ وہ تینوں نام پیسنجر لسٹ میں موجود ہیں۔ کال بند کرتے وہ ٹھنڈی سانس بھرتے پیچھے مڑا۔ عبید اور ازلان کمرے سے باہر آتے دکھائی دے رہے تھے۔

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں گارڈز سے کہہ کر آپ کا سامان اٹھوا کر گھر سے باہر نہ پھینکوا دوں، تو آپ اگلے ایک گھنٹے کے اندر اپنے خاندان کو لیں اور یہاں سے چلے جائیں۔" اس کا لہجہ سرد تھا۔ عبید نے غور سے اسے دیکھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ جو کہہ رہا تھا وہ کر گزرے گا۔ انہیں یہاں سے جانا ہی ہو گا۔ اپنی بات کہہ کر وہ زینے چڑھتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ تینوں اس وقت امریکہ جانے والی فلائٹ میں سوار تھے۔افسانے کتنی دیر سے ان دونوں کو گھور رہی تھی۔ بالآخر اس نے خاموشی توڑی۔

اب مجھے بتاؤ کہ ،ایگزیکٹلی وہاں کیا ہوا تھا۔ تم دونوں چار منٹ دیر سے واپس" آئے تھے۔"افسانے نے ان دونوں کو لائن حاضر کیا۔"اس دوران کیا کیا تم دونوں نے ؟"آنکھیں چھوٹی کر کے انہیں دیکھا۔رائد اور آریز نے ایک دوسرے کو دیکھا۔آریز نے گلا کھنکار کر صاف کیا۔

رائد نے بڑے قد والے کو تھپڑ مارا، پھر وہ چھوٹے قد والا مجھے گلدان مار رہا" تھا، میں ہٹ گیا، رائد نے اس سرخ ڈائی شدہ بالوں والی عورت کو دھکا دیا اور وہ گلدان کے آگے آگئی، تو گلدان اسے لگ گیا۔دیٹس اٹ۔" بات پوری کر کے اس نے معصوم شکل بنا کر افسانے کو دیکھا۔افسانے نے حیرت سے رائد

کو دیکھا جو کچا چبا جانے والے انداز میں آریز کو دیکھ رہا تھا۔ سارا ملبہ اس پر ڈال کر وہ خود معصوم بن رہا تھا۔

"I can't تم نے عبید رضا کو تھپڑ مارا؟ شمسہ کو گلدان کے سامنے دھکا دیا، افسانے بے یقین تھی۔ "believe this،

مجھے آریز نے کہا تھا ایسا کرنے کے لئے۔ ویسے وہ لوگ اس سے زیادہ ڈیزرو کرتے تھے۔ ٹوبی آنسٹ۔" رائد نے کندھے اچکائے۔ افسانے نے آریز کو دیکھا۔

"تم ہمیں ایسی لکس مت دو۔ رائد سہی کہہ رہا ہے وہ لوگ ڈیزرو کرتے تھے۔" آریز نے فوراً رائد کی ہاں میں ہاں ملائی۔ "ابھی تو ہم نے انہیں کچھ بھی نہیں کہا۔ غصہ آیا تھا، لیکن تمہیں سہی سلامت دیکھا تو تسلی مل گئی۔ اس

لئے زیادہ کچھ نہیں کیا۔اور تم،" وہ رائد کی طرف مڑا۔" مار ہی رہے تھے تو دو چار اور لگا دیتے۔یہ کیا کہ بس ایک تھپڑ اور مکا۔" افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

میرا دل تو کیا بچھا دوں انہیں۔پھر سوچا کہ جتنا ظلم کیا جائے اتنا بدلہ ہوتا" ہے۔میں زیادہ مارتا تو مجھے گناہ ہوتا نہ۔" اس کے پاس بھی وجہ تھی۔

اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس عورت کو دیوار کی طرف دھکا دو، تم نے" اسے گلدان کے آگے کر دیا۔" اس بات پر بھی آریز کو اعتراض تھا۔

سر دیوار میں مارتا تو سر پھٹ جاتا۔یہ زیادہ ہو جاتا نہ۔اور ویسے بھی مجھے لگا تھا" کہ تم نے کہا ہے کہ اسے گلدان کے آگے دھکا دو۔" مزے سے کندھے اچکائے۔" سر میں نہیں لگا تو کیا ہوا، تم فکر مت کرو، وہ گلدان جس حساب

سے کندھے پر لگا تھا نہ، چھ مہینے تو کہیں نہیں گئے اسے ٹھیک ہونے میں۔"
رائد جس طرح کہہ رہا تھا افسانے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں
کتنے مزے سے ڈسکس کر رہے تھے۔

میں بتاؤں گی آرمینے کو تم کتنے وائلنٹ ہو۔" جھرجھری لیتے وہ سیدھی"
ہوئی۔ جبکہ رائد کے چہرے پر بہت خوبصورت مسکراہٹ آئی آرمینے کے
نام پر۔

تم ضرور بتانا اسے، بلکہ ہمارے سامنے بتانا۔ ہم بھی دیکھیں اس کا ری"
ایکشن۔" آریز نے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھتے ٹانگیں سیدھی کیں۔

ہاں ہاں ضرور۔" رائد کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ افسانے ان دونوں کو"
افسوس سے دیکھ رہی تھی۔ اور اسے لگتا تھا کہ صرف مہرداد ڈھیٹ ہے۔

مہر داد۔۔۔اسے پھر سے وہ یاد آیا۔اب وہ اسے ہر بات پر یاد آنے والا تھا۔

وہ تینوں اکٹھے ائیر پورٹ کی عمارت سے باہر آئے۔گاڑی میں بیٹھنے لگے تو رائدان کے ساتھ نہیں آیا۔

تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں چل رہے؟"آریز نے اس کے لئے آئی گاڑی" کو دیکھا۔

مجھے تھکن ہو رہی ہے،ابھی تو بس یہی دل کر رہا کہ جلدی سے اپارٹمنٹ" پہنچوں اور لمبی تان کر سو جاؤں۔"وہ سستی سے کہہ رہا تھا۔

سیریسلی؟تم گھر نہیں چلوگے؟"افسانے کو حیرت ہوئی۔"

ہاں جی، سیریسلی۔"اثبات میں سر ہلاتے وہ مسکرایا۔لیکن آنکھوں نے" مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دیا۔

حیرت ہے، مطلب تم آرمینے سے بھی نہیں ملوگے؟"وہ گاڑی کے کھلے" دروازے پر ہاتھ رکھے کھڑی اسے جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔وہ ایک دم اداس ہو گیا تھا یا پتا نہیں افسانے کو ایسا لگ رہا تھا۔

میں بعد میں آجاؤں گا۔اب تم لوگ جاؤ۔پھر ملتے ہیں۔"آریز سے ہاتھ کا" پنجہ ملاتے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ان کی گاڑیاں آگے پیچھے وہاں سے روانہ ہوئیں۔

وہ سست قدموں سے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔لاؤنج کی لائٹس آن کرتے وہ وہیں صوفے پر لیٹ گیا۔ کشن اٹھا کر سینے سے لگایا۔ سوچیں حیدر ولا کی طرف پرواز کر رہی تھیں۔وہ سب افسانے کو اچانک دیکھ کر کتنے سرپرائزڈ اور خوش ہوئے ہوں گے۔آرمینے کو معلوم تو ہو گیا ہو گا کہ وہ بھی آیا ہوا ہے۔

کیسی مجبوری تھی کہ وہ اب آرمینے سے مل بھی نہیں سکتا تھا۔آرمینے کے حوالے سے ہمیشہ اس پر پابندیاں ہی لگائی گئی تھیں۔وہ ناراض انداز میں منہ بناتا اٹھ بیٹھا۔سارے ہی ظالم سماج بنے ہوئے ہیں،وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھا اور فریش ہونے چل دیا۔

فریش ہو کر، لباس تبدیل کر کے وہ آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس کچن میں آیا۔ پانی گلاس میں ڈال کر ٹی وی لاؤنج میں آیا۔ ٹی وی آن کیا اور صوفے پر نیم دراز ہوا۔ ابھی پانچ منٹ گزرے ہوں گے کہ اس کا فون بجا۔ حیدر انکل کے نمبر سے ویڈیو کال آرہی تھی۔ اس نے سیدھا ہو کر بیٹھتے کال آن کی۔

مرحبا!" تکان سے مسکرا کر سلام کیا۔"

مرحبا! کیسے ہو؟" انہوں نے بغور اس کی مسکراہٹ دیکھی۔"

آپ کے سامنے ہوں۔" انداز ہشاش بشاش بنایا۔ انھوں نے ہنکارا بھرا پھر" لیپ ٹاپ کو تھوڑا سا گھمایا تو آریز کا چہرہ نظر آیا۔ رائد کو دیکھ کر اس نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔ رائد نے بھنویں سکیڑیں، یہ عدالت کیوں لگی تھی۔

یہ کیا کر کے آئے ہو تم دونوں؟ تم لوگ تبریز مار پیٹ کرنے گئے تھے؟"
ان کا انداز بتا رہا تھا کہ انہیں مکمل معلومات تھیں۔

کچھ بھی تو نہیں کیا ہم نے، آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" آریز نے معصوم" شکل بنائی۔اس کی اچھی بات یہ تھی کہ وہ زرا سے ہونٹ سکیڑ کر منہ گول کرتا اور شکل سے معصومیت ٹپکنے لگتی تھی۔یہ ٹیلینٹ رائد میں نہیں تھا۔وہ اگر ایسے ہونٹ سکیڑتا تو لگتا دنیا کے سارے الٹے کام اسی نے کئے ہیں۔

آریز ٹھیک کہہ رہا ہے۔" رائد نے سیریس موڈ پر ٹرن کیا۔ معصوم نہ سہی" سنجیدہ بننا اسے خوب آتا تھا۔

تم دونوں نے افسانے کے سسرال میں کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا؟" حیدر"

زمان نے بغور دونوں کو دیکھا۔

ڈیڈ، میں نے کسی کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ آپ وہاں پر کسی سے بھی پوچھ لیں" بے شک۔" آریز نے قسم کھانے والے انداز میں کہا۔

میں کیوں کچھ کہوں گا انہیں۔ میرا کیا واسطہ۔ وہ افسانے کے سسرالی ہیں۔" اور میں کیا آپ کو اتنا امیچور لگتا ہوں کہ یہ غنڈے موالیوں والے کام کروں گا؟" رائد نے سنجیدہ انداز میں انہیں دیکھا۔ ایک پل کو انہیں شک گزرا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ وہ بھلا ایسے کیسے کر سکتے تھے۔ لیکن وہ ان کے ہاتھوں کے پلے بچے تھے۔ وہ جانتے تھے کونسا ایکسپریشن کہاں سے آرہا ہے۔

ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔ تم جاؤ آریز۔" اس کے جانے کے بعد وہ رائد کی طرف متوجہ ہوئے۔

تم ٹھیک ہو؟" انہوں نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔ وہ جتنی مرضی" ایکٹنگ کر لیتا وہ اس کی اداسی بھانپ گئے تھے۔

ہاں جی، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" وہ سادگی سے مسکرایا۔"

" ملنے آؤ گے؟"

"آپ کے آفس آجاؤں گا کل۔"

اوکے۔ اللہ حافظ۔" وہ کال بند کر گئے۔"

پوچھا بھی نہیں کہ گھر کیوں نہیں آنا۔ ظالم سماج۔" وہ بڑبڑا کر ٹی وی بند کر"

کے اٹھا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹھاہ کر کے دروازہ بند کیا۔

آرمینے اور سارا اس وقت افسانے کے کمرے میں تھیں۔ آرمینے کمبل گھٹنوں پر پھیلائے، بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی گود میں رکھے کانچ کے خوبصورت پیالے سے ڈرائی فروٹ اٹھا اٹھا کر کھا رہی تھی۔ افسانے سارا کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔ سارا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے بغور اسے دیکھتے ہوئے اس سے چھوٹے چھوٹے عام روٹین کے سوال کر رہی تھیں جن کے جواب وہ اس کے الفاظ سے زیادہ آنکھوں سے پڑھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

زینب کے علاوہ مہرداد کے باقی رشتے داروں سے ہوئی ملاقات؟" اس کی"

دی گئی معلومات کے زیر اثر انہوں نے سوال کیا۔

ہمم ملی تھی۔ ٹھیک ہیں وہ بھی۔ اصل میں وہ سب ساتھ نہیں رہتے تو اتنی کوئی خاص ملاقات نہیں ہوئی۔" افسانے نے اٹھ کر بیٹھتے آرمینے کے ہاتھ سے پیالا لیا۔

ان سب کا رویہ کیسا تھا تمہارے ساتھ؟" انہوں نے اگلا سوال کیا۔"

نارمل تھا۔ نہ وہ مجھے جانتے نہ میں انہیں، تو اس حساب سے نارمل رویہ تھا۔" آپ پریشان مت ہوں۔ سب ٹھیک تھا وہاں۔" مسکرا کر انہیں تسلی دی۔

اور مہرداد؟ وہ کیسا ہے؟" سوال کرتے ہوئے انھوں نے اس کی آنکھوں" میں دیکھا۔ اس کی آنکھیں ایک دم جیسے جگمگا گئی تھیں، وہ پورے دل سے

مسکرائی تھی۔

مہرداد، وہ۔۔بہت اچھا ہے۔"افسانے کو اس کی رنگ بدلتی سبز آنکھیں یاد" آئیں، اس کا مسکرانا یاد آیا۔

"وہ کب آئے گا ادھر؟"

مما ابھی تو بہت مصروف شیڈول ہے اس کا۔کچھ دن تک آجائے گا۔""" مسکرا کر تسلی دی۔

مما، میں آج ادھر ہی سوؤں گی۔"آرمینے نے نیم دراز ہوتے کمبل سینے" تک کھینچا۔سارا مسکراتے ہوئے اٹھ گئیں۔افسانے کا ماتھا چوم کر ہمیشہ لمبی عمر اور خوشیوں کے لمحات طویل ہونے کی دعا دی۔آرمینے کے منہ بسورنے

پر اسے بھی ماتھے پر پیار کیا اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔

آج ہم پوری رات باتیں کریں گے۔پتا ہے میں نے آپ کو اتنا یاد کیا۔اتنی" ساری باتیں بتانی ہیں۔" آرمینے کی ایکسائٹمنٹ پر مسکراتے ہوئے وہ اس کے برابر میں لیٹی۔آرمینے بولتی جا رہی تھی اور افسانے مسکراتے ہوئے اسے سن رہی تھی۔کچھ دیر بعد آرمینے کی آنکھیں نیند کے بار سے بوجھل ہوتی بند ہو گئیں۔وہ سو گئی تھی۔افسانے کروٹ بدل کر سیدھی ہو کر لیٹی۔ایسا لگ رہا تھا وہ ایک طویل سفر کر کے آئی تھی۔اب تھوڑا سا ستانے کا وقت تھا۔ وہ اپنے گھر تھی، محفوظ۔

"You are my home..!"

اس کے کانوں میں مہرداد کی آواز گونجی۔وہ اسے اپنا گھر کہتا تھا،وہ کہاں ہو گا،

کیسا ہو گا؟افسانے کا دل مٹھی میں آیا تھا۔دل پر ہاتھ رکھتے وہ بے ساختہ اٹھ کر بیٹھی۔

مہر داد۔۔۔!"بے آواز لبوں سے اس کا نام آزاد ہوا۔"

وہ اس وقت کشن بانہوں میں بھینچے بے حس و حرکت صوفے پر نیم دراز تھا۔ چھت پر لگی فینسی لائیٹس پر نظریں جمائے وہ وہاں موجود ہو کر بھی وہاں نہیں تھا۔ذہن دور کہیں سفر کر رہا تھا۔آنکھیں جل رہی تھیں، ملازمہ کھانے کا پوچھنے آئی تھی لیکن اس کی طرف سے مسلسل خاموشی پا کر واپس چلی گئی۔پچھلے تین دن سے اس کی غائب دماغی کی یہی حالت تھی۔وہ آفس جا رہا تھا،روٹین کے سارے کام کر رہا تھا لیکن ایسے جیسے روبوٹ ہو۔

عبید رضا اس کی وارننگ کے بعد اپنی فیملی کو لے کر پہلوی ہاؤس سے چلے گئے تھے۔رضا پہلوی سعودی عرب جا چکے تھے،زینب بھی کبریٰ کے ہاں گئی ہوئی تھی۔گھر پر صرف مہر داد یا ملازم تھے۔

بالآخر ایک گہرا سانس لیتے، کشن سائیڈ پر رکھتے اٹھ کر بیٹھا۔فون اٹھا کر کال لاگ اوپن کیا۔اس میں سے افسانے کا نمبر ڈھونڈا۔وہ کتنی دیر اس نمبر کو دیکھتا رہا۔پھر گہرا سانس لیتے ہوئے فون جیب میں ڈالا،جیکٹ اور گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر کا رخ کیا۔

سارا ہاتھ میں میگزین پکڑے بے توجہی سے اس کے صفحات پلٹ رہی تھیں۔آرمینے اور افسانے مال گئی ہوئی تھیں،شاپنگ کے بعد آؤٹنگ کا

پروگرام تھا۔ان کی واپسی دیر سے ہونی تھی۔بظاہر افسانے نارمل تھی لیکن اس کے وجود پر طاری اداسی سارا کو محسوس ہو رہی تھی۔ میگزین ایک طرف کرتے انہوں نے فون اٹھا کر آریز کا نمبر ملایا۔

السلام علیکم مما!"آریز نے مصروف آواز میں سلام کیا۔"

وعلیکم السلام، کہاں ہو؟گھر کب آنا ہے؟"ایک ہاتھ سے کنپٹی دبائی۔ سر" درد کر رہا تھا۔

"آفس میں ہوں۔ خیریت؟"

"مجھے کچھ بات کرنی ہے افسوں کے حوالے سے۔"

افسوں کے بارے میں کیا بات کرنی ہے آپ کو۔ ٹھیک ہے نہ وہ؟" آریز" پریشان ہوا۔

لگ تو ٹھیک رہی ہے۔ لیکن میں جانتی ہوں وہ ٹھیک نہیں ہے۔ تم گھر آجاؤ" تو بات کرتے ہیں۔" تھکے تھکے انداز میں کہتے وہ صوفے سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

مما گھر تو میں شام کو ہی آپاؤں گا۔ آپ ابھی بتائیں کیا ہوا ہے۔ کیوں لگا" آپ کو کہ وہ ٹھیک نہیں ہے؟" وہ فائل بند کر کے کرسی پر سیدھا ہو بیٹھا۔

تم بتاؤ، تم تو ملنے گئے تھے اس سے، پھر ساتھ لے کر کیوں آ گئے؟ وہاں" کوئی بات ہوئی تھی کیا؟

ساتھ تو اس لئے لائے کہ وہ گھر کو یاد کر رہی تھی۔ ہم نہ جاتے تو ویسے بھی" وہ آنے والی تھی سب سے ملنے کے لئے۔" اب وہ اپنی ماں کو یہ تو نہیں بتا سکتا تھا کہ ان کی بیٹی وہاں پر مار پیٹ کا شکار ہوتی رہی تھی۔

"پھر اس کا شوہر کیوں نہیں آیا ساتھ؟"

افسانے کہہ رہی تھی کہ وہ مصروف ہے، بعد میں آجائے گا۔ مما آپ یہ" بتائیں کہ آپ کو پریشانی کس بات پر ہو رہی ہے؟ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ وہ واپس آگئی ہے۔ آپ کے سامنے ہے، ورنہ ہر وقت تو آپ اسے یاد کرتی رہتی تھیں۔" انہیں اطمینان دلانے کی کوشش کی۔

مجھے زیادہ خوشی تب ہوتی اگر وہ اپنے بھائی کے بجائے اپنے شوہر کے ساتھ" آتی۔ تم مجھے سچ سچ بتاؤ کچھ ہوا ہے کیا؟ کچھ ایسا جو تم مجھ سے چھپا رہے ہو؟" وہ

فکر مند سی پوچھ رہی تھیں۔

"یار مما، اب یہ کیا بات ہوئی، اس کی شادی ہونے کا یہ مطلب تھوڑی نہ ہے کہ اب وہ اپنے گھر بھی نہیں آسکتی۔ وہ آدمی نہیں آیا اس کے ساتھ تو اس میں کیا بڑی بات ہے۔" اس نے لاپراہ سے انداز میں کہا۔ در حقیقت اسے اچھا نہیں لگا تھا سارا کا اس طرح کہنا۔

"یہ تم کس طرح بات کر رہے ہو، وہ آدمی اس کا شوہر ہے۔" انہوں نے اسے تنبیہہ کی۔

"واٹ ایور۔" وہ بدمزا ہوا۔ شوہر، حفاظت تک تو کر نہیں سکا وہ اس کی۔" لیکن یہ بات وہ سارا کو نہیں کہہ سکتا تھا۔ "مما آپ خوامخواہ پریشان ہو رہی ہیں افسوں بالکل ٹھیک ہے۔

مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا کہ وہ کتنی ٹھیک ہے۔ یہ وہ افسانے نہیں" ہے جو یہاں سے گئی تھی۔ ایران نے اسے تبدیل کر دیا ہے۔ وہ جب سے آئی ہے گم سم ہے۔ خیر تم اپنا کام کمٹمینیو کرو۔ شام کو بات کرتے ہیں۔ اللہ حافظ۔" کال بند کر انہوں دو منٹ سوچا پھر رائد کا نمبر ملایا۔

مرحبا سارا آنی۔" سماعتوں سے اس کا نرم لہجہ ٹکرایا۔"

مرحبا!" مسکرا کر سلام کا جواب دیتے انہوں نے اس کا حال پوچھا اور دو" چار ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد وہ اصل مدعے کی طرف آئیں۔" رائد بیٹا جب تم اور آریز تبریز گئے تھے، تو وہاں سب ٹھیک تھا نہ؟ تمہاری ملاقات "افسانے کے شوہر سے ہوئی؟

"جی وہاں سب ٹھیک تھا، پریشانی کی کوئی بات نہیں۔جی نہیں افسوں کے شوہر سے ملاقات نہیں ہوئی۔دراصل افسوں نے بتایا تھا کہ وہ مصروف ہے۔"اس نے محتاط انداز میں جواب دیا۔

"اچھا،"ان کے لہجے میں مایوسی اتری، وہ سب کہہ رہے تھے کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں، تو پھر وہ ہی زیادہ سوچ رہی ہوں گی، انہوں نے سر جھٹکا۔ "تم گھر نہیں آئے؟ آج شام کو آجاؤ، کھانا اکٹھے کھائیں گے۔سب تمہیں بہت مس کر رہے ہیں۔"

"میں ضرور آتا لیکن رات کو ایک آفیشل ڈنر ہے ادھر جانا ہے۔فری ہوتے ہی چکر لگاؤں گا انشاءاللہ۔"

"اوکے بیٹا۔اپنا خیال رکھنا۔"رسمی کلمات ادا کرتے انہوں نے فون بند کر

دیا۔دل ہی دل میں حیدر زمان سے بات کرنے کا ارادہ باندھا۔

وہ ابھی باہر سے آئی تھی، ملازمہ کو جوس لانے کا کہتے وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب فاطمہ نے اسے روکا۔

جی مما؟" بال کان کے پیچھے اڑستے وہ ان کی بات سننے کے لئے رک گئی۔"

ادھر آجاؤ، تھوڑی بات کرنی ہے تم سے۔"فاطمہ نے لاونج کی طرف" اشارہ کیا۔

مما میں بہت تھک گئی ہوں، ابھی کمرے میں جا کر آرام کروں گی، آپ"

سے بعد میں بات کرتی ہوں۔"لاڈ سے کہتے اس نے جانے کے لئے پر تولے۔

تم آریز سے شادی کے لئے کیسے مان گئی؟ پہلے تو تم راضی نہیں تھی۔""
فاطمہ نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

رائد سے ڈسکشن ہوئی تھی اس حوالے سے، مجھے اس کی بات معقول لگی تو" میں نے دوبارہ سوچا۔اور بس۔"اس نے کندھے اچکائے۔

ہماری بات پر تم نے دوبارہ نہیں سوچا، رائد نے ایسا کیا کہا؟"انہوں نے" پلکیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

نہیں مان رہی تھی تو بھی اعتراض تھا، اب مان گئی ہوں تب بھی اعتراض"

ہے۔"اس نے آنکھیں گھمائیں۔

تو پھر شادی کی ڈیٹ کب کی رکھیں؟ طلال کہہ رہے تھے کہ ایک دو مہینے" میں شادی کر دیتے ہیں۔"فاطمہ کی بات پر وہ بے چین ہوئی۔

"مما اتنی جلدی کس بات کی ہے۔کچھ عرصہ رک جائیں۔"

کتنا عرصہ؟"انہوں نے سیدھا سوال کیا۔"

ایک دو سال یا زیادہ۔جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔"اس نے سرسری انداز" اپنایا۔

دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟زیادہ سے زیادہ چھ مہینے،اس کے بعد شادی کی"

تیاری کرو۔" فاطمہ نے حتمی انداز میں کہا۔

جب آپ نے سب طے کر رکھا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں۔ کریں" جو آپ کا دل کرتا ہے۔" وہ پاؤں پٹختے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

مزاج تو دیکھو شہزادی صاحبہ کے۔ ایک دو سال، حد ہے۔ اس کی سنیں تو" ہو گئی شادی۔" فاطمہ ماتھے پر تیوری لئے بڑبڑاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف مڑ گئیں۔

یہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟" آرمینے نے گاڑی کو جانے پہچانے راستوں پر" دوڑتے دیکھ کر افسانے سے پوچھا۔

آریز کا فون آیا تھا، وہ بتا رہا تھا کہ وہ رائد کے ساتھ اس کے اپارٹمنٹ پر ہے، "
وہ ڈنر پر جوائن نہیں کر سکے گا، دیر سے واپس آئے گا۔ تو میں نے سوچا کہ
کیوں نہ ہم بھی وہیں چلیں۔ ساتھ ہی ڈنر کر لیں گے۔" افسانے نے تفصیل
سے جواب دیا۔

لیکن ہم وہاں کیسے جا سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے مما گھر پر انتظار کر رہی "
ہوں گی۔" آرمینے کی بات پر افسانے نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم دونوں کے درمیان کوئی بات ہوئی ہے؟ رائد اتنے دن "
سے ادھر ہے لیکن گھر نہیں آیا۔ نہ تم اس سے ملنے گئی۔ ابھی تو تم دونوں کا
نکاح ہوا ہے اور لڑائیاں بھی شروع ہو گئیں، تم۔۔۔" وہ ابھی کہہ رہی تھی
جب آرمینے نے درمیان سے ٹوکا۔

کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔ آپ ایسے ہی" اندازے نہ لگائیں۔ ہماری کبھی لڑائی نہیں ہو سکتی۔" منہ بسور کر کہا۔

کچھ دیر بعد وہ رائد کے اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑی تھیں۔ افسانے کے بیل بجانے پر آریز نے دروازہ کھولا۔

سرپرائز۔۔!" افسانے شوخی سے کہتے ہوئے اسے ایک طرف کرتی اندر" داخل ہوئی۔ آریز مسکرا کر آرمینے کو بازو کے گھیرے میں لئے اس کے پیچھے آیا۔ وہ لاؤنج میں آئے تو وہاں تین اور لوگ بھی موجود تھے۔ جن میں سے سیرینہ کو تو وہ پہچانتی تھیں۔ باقی دو چہرے نئے تھے۔

ہیلو!" افسوں نے مسکرا کر وہاں موجود لوگوں کا جائزہ لیا۔ سیرینہ کے"

ساتھ ہی ایک لڑکی بیٹھی تھی، سرخ باب کٹ بالوں والی۔ کافی خوبصورت تھی۔

ہیلو!" سیرینہ نے بے ساختہ صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے افسانے" کے ہیلو کا جواب دیا۔ ساتھ ہی سر سے پیر تک اس کا جائزہ لیا۔ سامنے کھڑی سنہری آنکھوں والی لڑکی کو وہ آریز کی بہن کے طور پر جانتی تھی تصویریں بھی دیکھ رکھی تھیں لیکن وہ دل ہی دل میں ماننے پر مجبور ہوئی کہ وہ اپنی تصویروں سے زیادہ خوبصورت تھی۔ چھا جانے والی شخصیت تھی اس کی۔

ہیلو!" باب کٹ بالوں والی نے کھڑے ہو کر سلام کیا۔"

سیرینہ کو تو تم جانتی ہو گی۔ یہ ٹرینا ہے۔" آریز نے تعارف کروایا۔ افسانے" "سر کو خم دے کر ہلکا سا مسکرائی۔" اور یہ۔۔

تمہاری بہن ہے نہ۔"ٹرینا نے مسکرا کر آریز کی بات کاٹی۔"تم دونوں کی" "شکل میں کافی مماثلت ہے۔

آریز سر جھٹک کر مسکرایا۔افسانے اور اسے کبھی بتانا نہیں پڑتا تھا،لوگ خود ہی سمجھ جاتے تھے کہ وہ بہن بھائی ہیں۔

نائس ٹو میٹ یو۔"افسانے ہلکا سے ہنستے ہوئے بولی۔"

آرمینے تم کیسی ہو؟"سیرینہ مسکرا کر آرمینے کی طرف متوجہ ہوئی۔ٹرینا" نے بھی اب نوٹس کیا کہ وہاں آرمینے بھی تھی۔

میں۔۔ٹھیک ہوں۔"آرمینے ہلکا سا مسکرائی،رسمی طور پر۔"

یہ بھی آریز اور افسانے کی بہن ہے۔"اس نے بظاہر مسکرا کر ٹرینا سے کہا" تھا لیکن آرمینے کو اس کے لہجے میں طنز محسوس ہوا۔ یا شاید اس کا وہم تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

تعارف ہو گیا، اب بیٹھ جائیں سب۔"آریز نے ہنس کر کہا۔ سب نے" نشستیں سنبھالیں۔ آرمینے نے بیٹھنے کے بجائے ادھر اُدھر نظریں گھمائیں۔

وہ روم میں گیا ہے فون سننے۔ تم ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"سیرینہ نے اس" کی متلاشی نظروں کو دیکھتے کہا۔ آرمینے کو پھر اس کی ٹون طنزیہ محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔۔۔

ارمن۔۔!"رائد کی نرم حیران سی آواز پر وہ اس کی طرف پلٹی۔"

"رائد۔۔!" بے آواز نام لیا۔

وہ آہستہ سے اس کی طرف بڑھا۔اتنے دن بعد اسے دیکھا تھا۔دل کی حالت عجیب ہوئی۔آرمینے کے قریب آتے اس نے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اس کے بائیں ابرو پر پھیرا۔پھر آہستہ سے اسے خود سے لگایا۔

کیسی ہو؟" سرگوشی کے سے انداز میں پوچھا۔"

ٹھیک ہوں، تم کیسے ہو؟" آرمینے نے اس سے الگ ہونا چاہا لیکن رائد نے" اس کے گرد حمائل بازوؤں پر ہلکی سی گرفت بنائی۔سر اس کے کندھے سے ہٹایا ایک ہاتھ سے اس کے بال ماتھے سے ٹھیک کئے۔

اب ٹھیک ہوں۔" نرم سا مسکرا کر اسے دیکھا۔"

افسانے آرہی تھی تو مجھے بھی ساتھ لے آئی۔" آرمینے نے اپنے وہاں آنے" کی توجیہہ پیش کی۔" ہم مال گئے تھے پھر وہاں سے پارک چلے گئے۔ پارک سے پھر مال گئے، لیکن زیادہ چیزیں نہیں لیں۔ بس ایسے ہی گھومتے رہے۔ ہاں تصویریں بہت ساری بنائیں۔ بہت انجوائے کیا۔ ابھی ہمارا پروگرام تھا کہ کوئی مووی بھی دیکھیں۔ لیکن تھک گئے تھے تو گھر واپس جا رہے تھے۔" آرمینے بولتی گئی اور وہ مسکراتے ہوئے اسے سنے گیا۔

افسانے مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی۔" یہ عشق میں پڑ کر پاگل ہو گیا ہے۔" آریز آرمینے کے نزدیک جھکتے اس کے کان میں بولا۔ افسانے کھلکھلا کر ہنسی۔ اس کی ہنسی پر رائد نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ آرمینے کو الگ کرتے اس کا ہاتھ پکڑ کر ان کی طرف آیا۔ آرمینے کو صوفے پر بٹھا کر اس خود اس کے ساتھ بیٹھا۔

افسوں۔۔بہت خوبصورت سرپرائز دیا ہے تم نے۔"وہ ہلکا سا مسکرایا۔"

تم کتنے خوش لگ رہے ہو میرے آنے سے،ہاؤ سویٹ۔"آنکھیں پٹ پٹا" کر وہ شرارت سے بولی۔

میں چلتی ہوں۔ٹرینا کو بھی ڈراپ کرنا ہے،بہت دیر ہو گئی ہے۔گڈ بائے" ایوری ون۔"سیرینہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔

اوکے کل آفس میں ملاقات ہو گی۔"رائد کے کہنے پر سیرینہ کا چہرہ پھیکا پڑا۔" اس نے رسمی طور پر بھی اسے رکنے کا نہیں بولا تھا۔

میں دروازے تک چھوڑ کر آتا ہوں۔"آریز نے اپنی جگہ سے کھڑے"

ہوتے انہیں چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ تینوں چلے گئے تو افسانے رائد کی طرف متوجہ ہوئی، جو آرمینے کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ناخنوں پر انگوٹھا پھیر رہا تھا۔ ساتھ ساتھ اسے کچھ کہہ بھی رہا تھا۔ لیکن آواز بہت مدھم تھی۔

یہ لڑکیاں اس وقت ادھر کیا کرنے آئی تھیں؟" افسوں نے سرسری انداز" میں پوچھا۔

سیرینہ کا فون آیا تھا، اس نے کام کے حوالے سے کچھ بات کرنی تھی۔ میں" نے بتایا کہ اپارٹمنٹ پر ہوں تو وہ یہیں آگئی۔ اور ٹرینا اس کی دوست ہے، وہ دونوں کسی ایونٹ سے واپس جا رہی تھیں تو وہ بھی ساتھ آگئی۔" اس نے تفصیل سے جواب دیا۔

اچھا،" افسانے نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔" کافی خوبصورت ہے"

سیرینہ اور ذہین بھی۔"اس نے آنکھیں گھما کر کہا۔رائد نے کندھے اچکائے۔اب اس بات پر وہ کیا تبصرہ کرتا۔آریز واپس آگیا تھا۔

رائد، یا عزیزی، کافی تو بناؤ۔"سر کے پیچھے ہاتھ باندھتے اس نے پیر لمبے کر" کے میز پر رکھے۔

کس خوشی میں؟"رائد نے آنکھیں سکیڑیں۔"

ان دو خوبصورت مہمان خواتین کے آنے کی خوشی میں۔"اس نے" افسانے اور آرمینے کی طرف اشارہ کیا۔

صرف ان کے لئے۔"وہ آرمینے کا ہاتھ چھوڑ کر اٹھا۔"

میں ساتھ چلوں؟" آرمینے نے سے اٹھا کر اسے دیکھتے اٹھنے کی کوشش کی۔"

اس سب پہلے کہ رائد کچھ کہتا۔۔۔

تم نے کیوں جانا ہے، بیٹھو چپ کر کے ادھر۔ تم مہمان ہو۔" آریز نے" آنکھوں سے اسے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔" تم ابھی تک یہیں ہو۔ اپنے ان کو ایسے ٹریٹ کرتے ہیں، جیسے تم کر رہے ہو؟ تمہیں تو (in laws) لاز انواع واقسام کے کھانوں سے ٹیبل بھر دینی چاہیے تھی۔ تمہیں بالکل ہی تمیز نہیں ہے۔ اب جاؤ کافی بنا کر لاؤ، ساتھ کچھ کھانے کو بھی لے آنا۔" اسے لتاڑ کے کہتے آخر میں شاہانہ انداز اپنایا۔ رائد کی تو جان ہی جل گئی۔

تمہیں تو میں پلاتا ہوں کافی برادران لا۔" وہ دانت پیس کر اس کی طرف" بڑھا۔ آریز نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن رائد نے اسے پکڑ لیا تھا۔

اب آریز دہائیاں دیتا ہوا خود کو چھڑا رہا تھا۔ افسانے اور آرمینے ہنستے ہوئے

انہیں دیکھ رہی تھیں۔

ٹرینا گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بار بار سیرینہ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

سیرینہ، کیا ہوا ہے؟" ٹرینا کے لہجے میں اس کے لئے فکر تھی۔"

تم نے دیکھا کیسے وہ اس لڑکی کے سامنے سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ ہاں" ٹھیک ہے وہ چھوٹی ہے اس سے اور وہ بچپن سے اٹیچ ہے اس کے ساتھ، لیکن اتنا بھی کیا اس کے بچکانہ لاڈ اٹھانا۔" اس کا غصہ لہجے سے واضح تھا۔

بچکانہ لاڈ۔۔؟"ٹرینا نے ایک ابرو اوپر اٹھایا۔"وہ بچکانہ لاڈ نہیں تھے،وہ" محبت کرتا ہے اس لڑکی سے۔"اس کی بات کر سیرینہ ساکت ہوئی۔

تمہیں کیسے پتا؟ تم نے آج پہلی بار دیکھا ہے ان کو دیکھا ہے۔"وہ سانس" روکے اسے دیکھ رہی تھی۔

کم آن سیرین۔میں اس لڑکی سے پہلی بار ملی ہوں لیکن میں رائد کو جانتی" ہوں۔تم خود بتاؤ، تم نے کبھی اسے کسی لڑکی کے گلے لگتے دیکھا ہے؟ وہ صرف ہاتھ ملاتا ہے۔تم مجھ سے بہتر جانتی ہو اس کا مزاج،رائد ہو یا آریز۔وہ دونوں اس قسم کی ایکٹویٹیز میں نہیں پڑتے۔"ٹرینا بولتی جا رہی تھی اور سیرینہ کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔"تو پھر تم خود سوچو،وہ اگر اس لڑکی کے کلوز ہے تو اس کا مطلب ہے وہ اس کے بارے میں سنجیدہ ہے۔جس طرح وہ اسے دیکھ رہا تھا صاف پتا چلتا ہے وہ محبت کرتا ہے اس سے۔حیرت

ہے تمہیں اندازہ نہیں ہوا۔"ٹرینا نے تاسف سے سیرینہ کو دیکھا۔وہ صدمے کا شکار لگ رہی تھی۔

وہ اسے بہن سمجھتا ہے۔وہ آریز کی چھوٹی بہن ہے۔تو رائد کو اس حوالے سے عزیز ہو گی۔" وہ ماننے کو تیار نہیں تھی۔

رائد کی دوسری بہن بھی تو وہیں تھی۔اس سے تو نہیں ملا وہ۔"ٹرینا نے ایک اور پوائنٹ سامنے رکھا۔

تم جو بھی کہو، مجھے پتا ہے وہ اسے اپنی بہن سمجھتا ہے۔" حتمی انداز میں کہہ کر وہ گردن موڑ کر گاڑی سے باہر دیکھنے لگی۔ٹرینا کو اس کی حالت پر افسوس ہوا لیکن وہ اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔کندھے اچکا کر وہ ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

آریز نے ٹی وی سے نظر ہٹا کر رائد اور آرمینے کو دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر ہلکے" سے افسانے کے بال کھینچے، اس نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔ آریز نے آنکھوں سے اسے دائیں طرف دیکھنے کا اشارہ کیا۔ افسانے نے سر گھما کر اس کے اشارے کی سمت دیکھا۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر رائد اور آرمینے فرش پر بچھے رگز پر بیٹھے سر جوڑے بالکل آہستہ آواز مین باتیں کر رہے تھے۔ کچھ ٹی وی کا شور، ان کی آواز بھنبھناہٹ کی صورت ان تک پہنچ رہی تھی۔ لیکن کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ افسوں نے آریز کو، تمہیں کیا، والی نظروں سے دیکھا اور واپس ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ نیوز پر ایران کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے۔ وہ غور سے سنے گئی۔ آریز بدمزا ہوتے فون پر مصروف ہو گیا۔

ابھی جب ہم یہاں سے جائیں گے، ڈیڈ کو پتا تو چل جائے گا کہ ہم ملے "
ہیں۔" آرمینے نے ہلکی سی آواز میں کہا۔

تو کیا فرق پڑتا ہے اس سے۔ ہم نے کونسا کسی آسمانی صحیفے کی خلاف ورزی کی "
ہے۔ افسانے آرہی تھی وہ تمہیں بھی اپنے ساتھ لے آئی، دیٹس اٹ۔" رائد
کا انداز لاپرواسا تھا۔

تم کتنے مزے سے بیٹھے ہو، فون پر تو اتنے سیریس تھے۔ مجھے اگنور بھی کیا "
تم نے۔" آرمینے نے منہ بسورا۔

تب میں واقعی پریشان تھا۔ اور ابھی تم سامنے ہو تو سب پریشانی ہوا میں اڑ "
گئی۔ کیا فرق پڑتا ہے حیدر انکل کو پتا چل بھی جائے تو۔ وہ مجھ سے بات کریں

گے، تو میں سنبھال لوں گا۔" وہ بے فکر تھا۔

اچھا تمہیں پتا ہے، مما کہہ رہی تھیں کہ ابھی کسی کو نہیں بتانا نکاح کا۔ کچھ " عرصے تک ڈسکلوز کریں گے نیوز۔" آرمینے کو ابھی یاد آیا۔

انہوں نے کچھ سوچ کر ہی کہا ہو گا۔ تم یہ بتاؤ، کالج کیسا چل رہا ہے تمہارا۔"" اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔

ٹھیک چل رہا ہے، پاس تو ہو ہی جاتی ہوں۔" لاپرواہی سے کہا گیا۔"

فیل بھی ہو جاؤ تو کوئی مسلہ نہیں۔" وہ اس سے زیادہ لاپرواہی سے بولا۔"

یہ تو مجھے پتا ہے، کوئی مسلہ نہیں۔ مجھے تمہارا دیا گیا ڈھیٹ بننے والا فارمولا یاد"

ہے۔" وہ ہلکا سا ہنسی۔ رائد کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی۔

کافی دیر ہو گئی ہے۔ اب گھر چلتے ہیں۔" افسانے نے جمائی روکتے بھاری" آواز میں کہا۔

چلتے ہیں۔ آریز نے پیر صوفے سے نیچے اتارے۔ جاگرز پیر سے کھسکا کر" قریب کئے۔ رائد اور آرمینے نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔

سارا آنی کو یاد سے کہہ دینا کہ رائد نے جس آفیشل ڈنر پر جانا تھا وہ کینسل ہو" گیا تھا۔ یہ نہ ہو کہ وہ ناراض ہوں کہ میں نے بہانہ بنا کر ان کی بات ٹال دی۔" رائد نے آریز کو دیکھ کر ہانک لگائی۔

مجھے یاد، بار بار کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔" جاگرز کے تسمے باندھ کر وہ"

جیکٹ اٹھا کر صوفے سے کھڑا ہوا۔

وہ چاروں ایک ساتھ داخلی دروازے تک آئے۔آریز آگے بڑھ گیا۔ افسانے نے ہاتھ کا مکا بنا کر رائد کی طرف بڑھایا،اس نے بھی جواباً مٹھی بند کر کے اس کے ہاتھ سے ٹکرائی۔افسانے آریز کے پیچھے بڑھ گئی۔آرمینے نے ان کے پیچھے قدم بڑھائے لیکن رائد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔اسے اپنے سامنے کرتے دونوں ہاتھ اس کے رخساروں پر رکھتے جھک کر نرمی سے اس کی پیشانی کو لبوں سے چھوا۔

اپنا خیال رکھنا۔"نرم نگاہوں سے دیکھتے اسے جانے کی اجازت دی۔" آرمینے مسکراتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔رائد وہیں کھڑا انہیں دیکھتا رہا جب تک لفٹ کے دروازے بند نہیں ہو گئے۔ان کے جانے کے بعد وہ اپارٹمنٹ کے اندر چلا گیا،لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔

افسانے ابھی چینج کر کے آئی تھی۔ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی بال برش کر رہی تھی۔آرمینے بیڈ پر لحاف میں دبکی پڑی فون پر لگی ہوئی تھی۔ہیئر برش افسانے کے ہاتھ سے چھوٹ کر قالین پر گرا۔وہ برش اٹھانے کے لئے نیچے جھکی

تو کچھ یاد آیا۔۔۔

وہ سہند میں مہرداد کے فلیٹ پر تھے،وہ تھوڑی دیر پہلے نہا کر آئی تھی،اب ہئیر ڈرائیر سے بال خشک کر رہی تھی۔مہرداد بیڈ پر لیٹا شوخ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا،لبوں پر مستقل مسکراہٹ کا بسیرا تھا۔

مہرداااد۔۔۔!" وہ اس کی نظروں سے پزل ہو رہی تھی۔"

جانم!" تکیہ بانہوں میں بھینچتے پورے جذب سے کہا گیا۔"

شٹ اپ۔" وہ جھنجھلا گئی۔ وہ مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھ کر اس تک آیا۔"

تمہارے جیسا ڈھیٹ آدمی میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ لو فر نہ ہو تو۔" وہ" سرخ پڑتے چہرے سے بال ڈرائی کر رہی تھی۔

ششششش فرشتے لکھ رہے ہوں گے۔ میرا کیا ہے چمٹے تمہیں ہی پڑیں گے۔"" اس کے قریب آکر رکتے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد لپیٹے۔

داااد، چپکنا بند کرو۔" کمر کے گرد لپٹتے اس کے ہاتھ پر تھپڑ مارا۔ ڈرائیر کا" بٹن انگوٹھے سے بند کیا۔ اب وہ اس کے اتنے قریب تھا اس کے لئے کہیں اور توجہ دے پانا ناممکن تھا۔

میں نے سنا تھا کہ گیلے بالوں کی خوشبو بہت مسحور کن ہوتی ہے۔ تو میں وہی" چیک کر رہا ہوں کتنی رئیلٹی ہے اس بات میں۔" اس کی گردن میں منہ چھپاتے اس کے بالوں میں گہرا سانس بھرا۔ کمر پر گرفت مظبوط کی۔ ڈرائیر افسانے کے ہاتھ سے چھوٹ کر ڈریسنگ پر لگتا زمین پر افسانے کے پیروں کے ساتھ گرا۔ "آؤچ۔۔! اس نے پیر پیچھے کئے۔

کیا ہوا؟" مہرداد فوراً اس سے الگ ہوا۔ "لگی تو نہیں؟" پنجوں کے بل نیچے" بیٹھتے اس کے پاؤں ٹٹولے۔ شکر ہے ڈرائیر فاصلے پر گرا تھا۔

نہیں۔" مدھم آواز میں کہتے اس نے ہلکا سا جھک کر اس کے گال پر ہاتھ "
رکھا۔ وہ اس کا ہاتھ تھام کر سیدھا ہوا۔ میک اپ سے پاک، اس کے دھلے
دھلائے فریش چہرے کو دیکھا۔

تم تیار ہو جاؤ، یاد ہے نہ ہمیں باہر جانا تھا۔" وہ اس کی نظروں سے جز بز"
ہوئی۔ گال سرخ ہو رہے تھے۔

اب نہیں جانا۔" مہر داد کی آواز بھاری ہوئی۔ افسانے نے پلکیں اٹھا کر اسے "
دیکھا، اس کی آنکھوں سے چھلکتے جزبات۔۔ وہ نظریں جھکا گئی۔

افسانے!" آرمینے کی بلند آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ وہ چونک کر حال
میں واپس آئی۔ سر گھما کر ادھر اُدھر دیکھا۔ وہ اپنے کمرے میں تھی۔ آرمینے
بیڈ پر اٹھ کر بیٹھے اسے فکر مندی سے دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا؟"افسانے نے ناسمجھی سے آرمینے کو دیکھا۔"

تم بتاؤ کیا ہوا ہے؟ کب سے آوازیں دے رہی ہوں تمہیں۔ یہ تم رو رہی ہو؟" وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

نہیں تو،"اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ گیلا سا محسوس ہوا۔ وہ واقعی" رو رہی تھی؟اس نے جلدی سے گال رگڑ کر صاف کئے۔" یہ بس ایسے ہی، تم پریشان مت ہو۔" پھیکا سا مسکرا کر اسے تسلی دی۔

بیڈ پر لیٹتے اس نے لحاف سہی سے اوڑھ کر آرمینے کی طرف کروٹ بدلی۔

تم اداس ہو نہ؟"آرمینے بھی تکیہ سہی کرتے ہوئے اس کی طرف رخ کر"

کے لیٹی۔

تمہیں ایسا کیوں لگا؟"اس نے جھٹلایا نہیں۔اس کا مطلب وہ واقعی اداس تھی۔

آپ پہلے کی طرح خوش نہیں ہیں۔میں نے آپ کو اتنے دن میں مہرداد بھائی سے بات کرتے بھی نہیں دیکھا۔آپ سچ بتائیں،آپ کی کوئی لڑائی ہوئی ہے ان سے؟"ایک ہاتھ گال کے نیچے رکھے وہ سادگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"نہیں۔"

"پھر؟"

"پھر یہ کہ، میں اسے بتائے بغیر آئی ہوں، میں جانتی ہوں میں نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ وہ ناراض۔۔۔" اس نے وقفہ دیا۔ دو پل سوچا۔ "نہیں وہ ناراض نہیں ہو گا۔ وہ ہرٹ ہوا ہو گا۔" افسانے کی آواز مدھم ہوئی۔

"جب آپ جانتی ہیں تو آپ کو نہیں لگتا آپ کو ان سے بات کرنی چاہئے،" "انہیں کال کرنی چاہیے؟"

"وہ بھی تو کال کر سکتا ہے۔"

"چھوڑ کر تو آپ آئی ہیں۔"

"تو کیا اسے مجھ سے پوچھنا نہیں چاہیے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟" افسانے

سیدھی ہوئی، نظریں چھت پر جمائیں۔

کیوں کیا آپ نے ایسا؟"افسانے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی۔

مجھے نہیں پتا۔مجھے لگا میرا چلے آنا سہی ہے، میرے خود کے لئے۔یہ میں نے اپنے ذہنی سکون کے لئے کیا۔" وہ جیسے خود سے بول رہی تھی۔اپنا تجزیہ کر رہی تھی۔" جتنا عرصہ میں نے اس کے ساتھ گزارا وہ سب ایسے تھا جیسے ہر چیز بہت تیزی سے ہو رہی ہو۔مجھے بریک چاہیے تھا۔"

مہرداد بھائی کیسے لگتے ہیں آپ کو؟"آرمینے کے سوال سادہ تھے۔"

وہ مجھے برا کبھی بھی نہیں لگا لیکن جن حالات میں ہماری شادی ہوئی وہ مجھے"

اچھا بھی نہیں لگا۔ لیکن۔۔۔" وہ بے چین ہوتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔

"دیکھو، میں پتا نہیں سہی سے سمجھا پاؤں یا نہیں، لیکن ہمارے درمیان کچھ عجیب سا رشتہ ہے، مجھے وہ کبھی بھی اجنبی نہیں لگا۔ ایسے جیسے سول کنیکشن ہو ہمارے درمیان۔ اس کے ساتھ میں نے کبھی بھی اجنبی پن محسوس نہیں کیا۔ ایسے جیسے ہم ہمیشہ سے ساتھ تھے۔ لڑنا جھگڑنا تو ثانوی سی چیزیں لگتی ہیں، ہمارا تعلق ایسا نہیں ہے کہ ہم لمبی لمبی ناراضیاں رکھیں۔ وہ۔۔ وہ مجھے۔۔" دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھا کر وہ مناسب الفاظ ڈھونڈ رہی تھی۔

وہ آپ کو مکمل کرتے ہیں۔ جیسے آپ کی روح کا گمشدہ حصہ ہوں۔""

آرمینے نے پرسکون انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بہت آہستہ لیکن صاف آواز میں کہا۔ افسانے ایک پل کو گنگ ہو گئی۔ گردن موڑ کر آرمینے کو دیکھا۔ پھر لحاف کھینچ کر لیٹ گئی۔

آپ انہیں کال کر لیں۔ کیونکہ جب تک آپ ان سے بات نہیں کریں گی" ایسے ہی کنفیوز اور بے سکون رہیں گی۔" نرمی سے کہہ کر وہ کروٹ بدل گئی۔

افسانے کچھ دیر لب کاٹتے سوچتی رہی، سائڈ ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا، پھر واپس رکھ دیا۔ وہ خود بھی تو کال کر سکتا ہے، کیا اتنا کمزور تعلق تھا کہ وہ چھوڑ کر چلی آتی اور وہ اس سے وجہ پوچھنے بھی نہیں آتا۔ وہ آنکھوں پر بازو رکھ گئی۔ فی الحال تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

ای عاشق شدہ این دل

بگو تو میرسی کی..؟

یہ دل محبت کا مارا ہوا ہے

مجھے بتاؤ کہ تم کب آؤ گے۔۔۔؟

وہ تیز تیز قدموں چلتا اپنے آفس کی طرف جا رہا تھا، ساتھ ساتھ ریحان اسے آج کا شیڈول بتا رہا تھا۔

ریحان، کیا تم تھوڑی دیر کے لئے مجھے اکیلا چھوڑو گے؟" اپنے آفس کے دروازے پر رک کر اس نے مسکرا کر ریحان سے پوچھا۔

کیوں؟ میرا مطلب ہے کیوں نہیں۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر دو قدم پیچھے"

ہٹا۔ مہر داد نے مسکراتا ہوا منہ سیدھا کیا اور آفس میں داخل ہو کر دوازہ زور سے بند کیا۔ ریحان اچھل کر رہ گیا۔ ساتھ والے اوپن کیبن میں بیٹھی سیکریٹری بے ساختہ ہنسی۔ ریحان نے گھور کر اسے دیکھا۔ اس کے ڈیسک کے پاس آ کر رکا۔

تمہیں بہت ہنسی آ رہی ہے۔ جبکہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس آفس" میں فالتو ہنسنے والے لوگوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔" وارننگ دینے والے انداز میں کہا۔

ریحان سر، اب ہنسنے کی بات ہو گی تو ہنسی تو آئے گی۔" سیکرٹری کو اس کا" انداز پسند نہیں آیا۔ ایک تو ریحان صاحب نے اس کے کام پر قبضہ جما رکھا تھا پھر باتیں بھی اسی کو سنا رہے تھے۔

تمہارے حصے کا آدھے سے زیادہ کام میں کرتا ہوں، تمہیں تو میرا شکر گزار" ہونا چاہیے۔ لیکن تم انتہائی ناشکری ہو۔" آنکھیں سکیڑ کر اسے لتاڑا۔

سیکریٹری گڑبڑائی، وہ جیسے اس کی سوچ پڑھ گیا تھا۔" ہنسنے سے زیادہ کام پر توجہ دو۔ ہونہہ۔" وہ کوٹ جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ پیچھے سیکریٹری بڑبڑا کر ڈیسک ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس کی اور ریحان کی جھڑپ ہونا نارمل روٹین میں شامل تھا۔

مہرداد ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا اپنی چیئر پر آکر بیٹھا۔ افسانے کو گئے بارہ دن ہو چکے تھے۔ نہ اس نے کال کی تھی نہ ہی مہرداد نے کوشش کی تھی اس سے رابطہ کرنے کی۔ عجیب بے دل سے دن گزر رہے تھے۔ سر جھٹک کر موبائل اٹھایا۔

عبید رضا کا نمبر ملا کر فون کان پر رکھا۔

سلام!"رابطہ ملنے پہ لب بھینچ کر سلامتی بھیجی۔"

داد، آج ماموں کی یاد کیسے آگئی۔"دوسری طرف سے طنز کیا گیا۔"

آپ نے حیدر زمان کو کال کی تھی؟"وہ سیدھا مدعے کی بات پر آیا۔"

"خبر پہنچ گئی تم تک۔ سسر داماد کے کافی خوشگوار تعلقات لگتے ہیں۔"

"آپ نے انہیں کال کیوں کی؟"

اس کے بیٹے کے کارنامے بتانے کے لئے۔ فکر مت کہو، باقی کچھ نہیں" کہا۔"وہ ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہہ رہے تھے۔

مجھے پتا ہے، آپ اپنا امیج تو ان کے سامنے خراب نہیں کریں گے۔اور میں" یہ بھی اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ آپ کو کیوں ان کا نمبر ڈھونڈ کر ان سے رابطہ کرنا پڑا۔ خبردار ماموں اگر آپ نے ان کے تعلقات اپنے بزنس کے لئے استعمال کرنے کا سوچا ہو۔ان کا جو بھی رشتہ ہے مجھ سے ہے، آپ میرے نام پر ان سے کوئی فیورز نہیں مانگیں گے۔" دانت پر دانت جما کر کہتے وہ دوسری طرف ان کو گڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔

میں بھلا ایسا کیوں کروں گا، مجھے ایسے ریفرنسز کی ضرورت نہیں ہے۔ تم" اپنے کام سے کام رکھو۔" وہ کال بند کر گئے۔

مہرداد نے فون میز پر پھینکا۔ فون اٹھا کر کافی کہتے اس نے کنپٹی دبائی۔ یا اللہ ایسے رشتے دار دیے ہیں تو صبر بھی دے۔

حیدر زمان اپنے سامنے بیٹھے رائد اور آریز کو سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"ڈیڈ۔۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ آپ پھر سے وہی بات کر رہے ہیں۔ آپ کو ہم کر اعتبار نہیں ہے؟" آریز نے انہیں جزباتی کرنے کی کوشش کی۔

"مجھے تمہاری اس بات پر ایک پرسنٹ بھی اعتبار نہیں ہے۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہاں ایسا کیا ہوا کہ تم لوگ مار پیٹ پر مجبور ہوئے۔ کیا چھپا رہے ہو تم لوگ؟" جانچتی نظروں سے انہیں دیکھا۔

ڈیڈ۔۔۔"آریز کہنے لگا جب رائد نے اس کی بات کاٹی۔"

ہم بتانے کے لئے تیار ہیں، لیکن اس سے پہلے آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ" نے افسانے کی شادی کیوں کی تھی؟"رائد نے بے تاثر چہرے سے انہیں دیکھا۔

کیا مطلب؟"انہوں نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔آریز نے بھی چونک کر" گردن اس کی طرف موڑی۔

مطلب صاف ہے۔مجھے معلوم ہے کہ آپ نے کسی وجہ سے افسانے کی" شادی کی تھی اس ایرانی سے۔مجھے وہی وجہ جاننی ہے۔"اس نے صاف بات کی۔وہ کب سے یہ بات پوچھنا چاہتا تھا۔

"مہرداد عارفین کا بیٹا ہے، بس اسی وجہ سے۔"

"یہ ہم پہلے بھی سن چکے ہیں۔ آج آپ وہ بتائیں جو حقیقت ہے۔"

پہلے تم بتاؤ تبریز میں کیا ہوا تھا؟" ان کے کہنے پر رائد انہیں سب بتاتا چلا گیا۔ جو بھی شمسہ نے کہا تھا اور اس کے بعد جو ہوا تھا۔

وہ چپ ہوا تو حیدر زمان کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو چکا تھا۔ انہیں اندازہ نہیں تھا کہ ان کی بیٹی پر یہ سب گزرا ہو گا۔

اب آپ بتائیں۔" رائد نے ان کے چہرے کو بغور دیکھا۔ حیدر زمان انہیں" بتاتے گئے کہ کس طرح مہرداد کی کال آئی تھی اور جب وہ وہاں پہنچے تو

افسانے کی حالت۔۔۔،

آریز کی گردن کی رگیں تن گئیں۔رائد نے بند ہاتھ کی مٹھی لبوں پر رکھی، گویا غصہ ضبط کیا۔

پھر کیا ہوا، کیا کہا اس لڑکے نے؟" آریز نے تنے ہوئے تاثرات سے انہیں" دیکھا۔اس لڑکے سے مراد مہرداد تھا۔

اس نے مجھے کہا کہ۔۔۔یا تو میں اس کا افسوں سے نکاح کروادوں یا پھر وہ" افسانے کو اپنے حوالے سے بدنام کر دے گا۔بقول اس کے سوشل میڈیا کا دور ہے، سچ اور جھوٹ کے درمیان فرق کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے، ہم کس کس کو وضاحت دیں گے، اس نے کہا کہ میں اپنی مرضی سے اس کے لئے مان جاؤں ورنہ وہ حالات ایسے بنادے گا کہ مجبوراً مجھے اپنی بیٹی کی شادی اس

سے کروانی پڑے گی۔وہ صرف دھمکا رہا تھا، میں جانتا ہوں۔وہ عارفین کا خون ہے، وہ بھٹک ضرور سکتا ہے، لیکن وہ کبھی بھی کچھ ایسا نہیں کرے گا جس سے کسی کو نقصان پہنچے۔" بات کے اختتام پر انھوں نے ان دونوں کے چہرے دیکھے۔رائد میز کی سطح کو گھور رہا تھا تو آریز اپنی جگہ سے اٹھ کر گلاس ونڈو کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔

آپ نے ہمیں اس وقت کیوں نہیں بتایا؟" رائد کے سوال پر وہ کرسی پر آگے کو ہو کر بیٹھے۔

کیونکہ میں نے عارفین سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کے بیٹے کا خیال رکھوں" گا۔میں وہ وعدہ پورا نہیں کر سکا۔میں نے کبھی اس کے بیٹے کی خبر گیری نہیں کی۔شروع میں گیا تھا تو رضا پہلوی نے مجھے اس سے ملنے نہیں دیا تھا۔بعد میں میں خود بھی مصروف ہو گیا۔عارفین مجھے ہمیشہ کہتا تھا کہ ہم اپنے بچوں

کے رشتے آپس میں کریں گے۔اور جب میں نے مہرداد کو دیکھا تو مجھے احساس ہوا کہ وہ تھوڑا سا بگڑا ہوا ہے، لیکن برا انسان نہیں ہے۔" وہ آہستہ آواز میں بول رہے تھے۔

آپ نے وہ کیا جو آپ کو ٹھیک لگا۔اب اگر وہ آدمی افسانے کی زندگی میں " واپس آیا تو میں بھی اس کے ساتھ وہی کروں گا جو مجھے ٹھیک لگے گا۔" آریز کا لہجہ سرد تھا۔وہ اپنی بات مکمل کر کے آفس سے باہر نکل گیا۔

آپ نے اچھا نہیں کیا۔آپ کو ہمیں سب بتانا چاہیے تھا۔" رائد کرسی سے " اٹھا۔" آریز بالکل سہی کہہ کر گیا ہے،اب اس ایرانی کے ساتھ ہم وہی کریں گے جو ہمیں ٹھیک لگے گا۔اللہ حافظ،آپ کا دن اچھا گزرے۔" وہ متوازن قدموں سے چلتے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔حیدر زمان نے تھکے تھکے انداز میں سر کرسی کی پشت سے ٹکایا۔

ٹھیک اسی وقت، مہر دادا اپنے آفس میں بیٹھا، فون پر نیو یارک کی فلائٹ بک کروا رہا تھا۔ فون بند کر کے جیب میں ڈالتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

لیونگ روم کی گلاس وال سے پردے سمیٹ دیے گئے تھے، وہاں سے نظر آتے لان کا سبزہ بادلوں سے ڈھکے آسمان کی طرف دیکھتا ہوا بارش کے انتظار میں تھا۔ افسانے سست روی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ کچن کی طرف مڑتے ہوئے اس نے سامنے لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔ وہ کل ہی بیوٹی سیلون گئی تھی، چہرہ فریش سا چمک رہا تھا، لیکن آنکھیں، آنکھیں اداس تھیں، ان کی چمک مفقود تھی۔

وہ کچن میں آئی تو آریز چولہے کے آگے کھڑا، فرائی پین میں موجود آملیٹ

پلٹ رہا تھا، آرمینے اس کے ساتھ لگ کر کھڑی اس کے آملیٹ پر تبصرے کر رہی تھی۔ سارا ٹانگ پر ٹانگ رکھے کرسی پر بیٹھیں فون سکرین پر انگوٹھا پھیرتے سکرولنگ میں مصروف تھیں۔ افسانے فریج کی طرف بڑھ گئی، فریج دور کھول کر اندر موجود چیزوں کا جائزہ لیا۔ آئس کریم کا باؤل اٹھایا اور ٹیبل تک آئی۔ باؤل میز پر رکھ کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔

مینو، چمچ اور پیالی تو پکڑاو۔" آرمینے سے کہتے ہوئے اس نے آئس کریم" باؤل کا ڈھکن ہٹایا۔

آپ خود بھی تو لے سکتی تھیں، فریج تک گئیں پھر ٹیبل تک آئیں، چمچ بھی" خود ہی اٹھا لینا تھا نہ۔" آرمینے نے منہ بسورا۔ افسانے نے سلگ کر اسے دیکھا۔

جتنی دیر تم نے یہ بات کرنے میں لگائی اس سے کم دیر میں تم چمچ اٹھا کر "
دے سکتی تھی نہ؟ لیکن تم اتنی آلسی ہو کہ حد نہیں۔" وہیں بیٹھے بیٹھے اس کی
کاہلی پر چوٹ کی۔ آریز نے مسکراہٹ دبائی۔ آملیٹ بن گیا تھا، اب اوہ سلیقے
سے اسے پلیٹ میں ڈال رہا تھا۔

اتنی دیر میں آپ بھی تو چمچ اٹھا سکتی تھیں۔ اور یہ صبح صبح کون آئس کریم "
کھاتا ہے، آج تو موسم بھی خراب ہے۔ گلا خراب ہو جائے گا۔" آرمینے بھی
اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی۔ سارا نے فون سے سر اٹھا کر تنبیہی
نگاہوں سے دونوں بیٹیوں کو باری باری دیکھا۔

چمچ اٹھا کر نہ دینا پڑے اس لئے اب تم آئس کریم پر ہی اعتراض لگا دو، مہر داد "
اتنا مصروف ہوتا ہے پھر بھی کوئی کام ہو اس کو صرف ایک بار کہنا پڑتا ہے، وہ
اسی وقت کر دیتا ہے۔" وہ روانی میں کہہ تو گئی تھی پھر لب دانتوں تلے

دبائے، بھلااس کا یہاں کیاذکر؟

"مہرداد بھائی آپ کے لئے جادو کی چھڑی ثابت ہوئے ہیں کیا،ادھر آپ نے فرمائش منہ سے نکالی ادھر انہوں نے پوری کردی؟"آرمینے کی بات پر آریز نے نفی میں سر ہلا کر گویا افسوس کیا،اور ریک سے چمچ اٹھا کر افسانے کو دیا۔

"تمہارے مینرز کہاں ہیں آرمینے، بڑی بہن نے ایک کام کیا کہہ دیا تم نے بحث کرنا شروع کردی۔"سارا نے آرمینے کو گھوری سے نوازا۔

"مما آپ کو نہیں پتا،دو دن پہلے انہوں نے کہا کہ کافی بنوالاؤ، لیکن میں نے ملازمہ کو کہنے کے بجائے خود اپنے ہاتھوں سے ان کے لئے کافی بنائی،انہوں نے ایک سپ لیا اور کپ سائڈ پر کردیا، پھر کہتی ہیں۔۔یہ پینے لائق نہیں ہے، مہرداد بہت اچھی کافی بناتا ہے۔۔۔پھر کل رات انہوں نے کہا کہ کوئی

سونگ پلے کرو، میں نے اتنا اچھا سونگ لگا کر دیا، کہتی ہیں۔۔۔مہرداد کا میوزک ٹیسٹ بہت یونیک ہے،اس کی پلے لسٹ میں بہت اچھے گانے ہوتے ہیں،اس لئے میں نے چمچ اٹھا کر نہیں دیا،مجھے پتا تھا کہ آگے سے کہیں گی کہ مہرداد کے چمچے بہت خوبصورت ہیں،یہ بھی کوئی چمچ ہے،"آرمینے آنکھیں گھما گھما کر بول رہی تھی۔سارا کو بے ساختہ ہنسی آئی،جبکہ افسانے قہرانگیز نظروں سے اس کی فراٹے بھرتی زبان کے جوہر دیکھ رہی تھی۔وہ آئس کریم واپس فریج میں رکھ آئی۔اب دل نہیں کر رہا تھا کھانے کا۔سارا کے سامنے کرتے کسی ڈیزائنر کی نئی کلیکشن دکھائی،وہ دونوں نے فون اس اب اس پر تبصرے کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد آریز اور آرمینے نے ناشتہ لگا دیا۔آج آریز کا آف تھا تو اسی لئے وہ گھر پر نظر آرہا تھا۔

افسوں، یہ آملیٹ تو لو تھوڑا سا، میں نے سپیشل ریسپی ٹرائی کی۔"آریز نے" پلیٹ اس کے سامنے کی۔افسوں نے مسکراتے ہوئے آملیٹ کا ایک ٹکڑا توڑ کر منہ میں رکھا۔

اچھا ٹیسٹ ہے، لیکن مہر داد زیادہ مزے کا آملیٹ بناتا ہے، وہ پتا نہیں کونسی" ریسپی فالو کرتا ہے، میں نے پوچھا بھی تھا لیکن نہیں بتایا اس نے۔"اس نے پلیٹ دور کھسکھائی۔آرمینے نے فوراً سارا کو دیکھ کر ابرو اچکا کر آنکھیں گھمائیں کہ دیکھا میں سہی کہہ رہی تھی، سارا نے بغور افسانے کو دیکھا۔وہ یقیناً اپنے شوہر کو مس کر رہی تھی۔اتنے کم عرصے میں اتنی اٹیچمنٹ، انہیں خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

تمہیں کچھ زیادہ نہیں یاد آرہا وہ آدمی؟"آریز نے سرسری سا انداز اپنانا" چاہا۔"میرے ہاتھ لگے تو میں ایک تھپڑ لگا کر ریسپی پوچھوں گا اس سے۔"

دانت پر دانت جمائے وہ زبردستی مسکرایا۔

وہ ایسے بھی بتادے گا، تھپڑ مارنے کی کیا بات ہے اس میں؟"افسانے نے" اسے گھورا

بات ہے، تمہیں نہیں پتا۔"آریز کا انداز عجیب لگا افسانے کو۔وہ مگن ہو کر" ناشتے میں مصروف تھا،افسانے اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر ناشتہ چھوڑ کر اٹھ گئی۔سارا پر سوچ نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔افسانے اداس لگتی تھی،سارا اب مہرداد کو فون کرنے کا سوچ رہی تھیں۔

وہ نیویارک ایئرپورٹ سے باہر آیا تو آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا، کسی بھی

وقت بارش ہو سکتی تھی۔ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس نے فون نکال کر حیدر زمان کو اپنے آنے کی اطلاع دی، وہ بغیر کچھ کہے فون بند کر گئے۔ سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے وہ افسانے کے بارے میں سوچ رہا تھا، اتنے دن اس سے رابطہ نہ کرنے کی کیا توجیہہ پیش کرے گا؟

ہوٹل میں چیک ان کر کے وہ حیدر ولا کی طرف روانہ ہوا۔ مرکزی دروازے کے باہر کھڑے، اس نے ایک گہرا سانس بھرا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

آریز کو ملازم نے کسی مہمان کے آنے کی اطلاع دی۔ مہمان کا نام سن کر آریز نے لب بھینچے، مہر داد رضا۔۔۔

داد دونوں ہاتھ جینز کی جیبوں میں ڈالے ارد گرد کا جائزہ لیتے ہوئے مرکزی دروازے والی روش پر چلتا ہوا آرہا تھا جب اس کی نظر آریز پر پڑی، وہ لڑکا سنہری آنکھوں میں شعلے بھرے اس کی طرف آرہا تھا۔ مہرداد کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، وہ لڑکا افسانے کی کاپی تھا، بس جینڈر کا فرق تھا۔

آریز اس کے سامنے آکر رکا۔ ان دونوں کے قد برابر تھے، مہرداد ہلکا سا مسکرایا لیکن اسی وقت۔۔۔

آریز نے دائیں ہاتھ کا مکا بنا کر گھما کر مہرداد کے منہ پر مارا، وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔ اسی وقت پانی سے لدے بادلوں نے خود کو اس بوجھ سے آزاد کیا اور بارش ایک تیز بوچھاڑ کی صورت دھرتی سے ٹکرائی۔ مہرداد نے سر کو دائیں بائیں جھٹک کر حواس درست کئے، اس لڑکے نے بہت زور سے مارا تھا۔

تم جو کچھ میری بہن کے ساتھ کر چکے ہو، اس کے بعد بھی تم میں اتنی ہمت "
ہے کہ تم گھر تک چلے آئے؟" آریز نے دو قدم آگے بڑھ کر بائیں ہاتھ سے
اس کا گریبان تھاما اور دائیں ہاتھ کا ایک اور مکا اس کے جبڑے پر رسید کیا۔
مہر داد نے مٹھیاں بھینچ لیں، وہ لڑکا افسانے کا بھائی تھا، اس کی آنکھیں بالکل
اپنی بہن پر گئی تھیں، مہر داد اس پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔

رائد نکاح کے بعد سے گھر نہیں آیا، اس دن میں نے اسے کھانے پر بلایا تو "
بھی اس نے کہا کہ وہ مصروف ہے۔ مجھے اس کا رویہ کچھ عجیب لگا۔ تمہیں کچھ
بتایا اس نے؟" سارا نے آرمینے کے ہاتھ سے کافی کا مگ پکڑتے ہوئے اس
سے پوچھا۔

کیا ہوا ہے اس کے رویے کو، ٹھیک تو ہے، آپ زیادہ نہ سوچیں۔ وہ" مصروف ہے اسی لیے نہیں آیا۔" آرمینے گلاس وال کی طرف بڑھ گئی۔ "کرٹن سمیٹ کر باہر کا جائزہ لیتے وہ رکی۔۔۔" یہ کیا ہو رہا ہے؟

اس کی حیرت زدہ آواز پر سارا نے چونک کر اسے دیکھا جو آنکھیں پوری کھولے باہر دیکھ رہی تھی۔ وہ اٹھ کر گلاس وال تک آئیں۔ آرمینے کی نظروں کے تعاقب میں باہر نظر دوڑائی۔۔۔ تیز برستی بارش میں انہوں نے آریز کو دیکھا، وہ پتا نہیں کس کا گریبان پکڑے اسے مار رہا تھا، دوسرے لڑکے کی شکل انہیں واضح نظر نہیں آئی۔ جو بھی تھا وہ جوابی حملہ نہیں کر رہا تھا، خاموشی سے پٹ رہا تھا۔

یا اللہ، یہ کیا ہو رہا ہے؟" انہوں نے بے ساختہ دل پر ہاتھ رکھا۔"

تم نے میرے باپ کو بلیک میل کیا۔۔"آریز نے مکا بنا کر اس کی پسلیوں" پر مارا۔

دیکھو میری بات سنو، مجھے پتا ہے تم غصے میں ہو۔۔"مہرداد نے دو قدم" پیچھے ہٹتے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھا کر اسے شانت کرنا چاہا۔

تمہاری بات سنوں؟ کیا بتانا ہے تم نے؟ یہی کہ کس طرح تمہارے" خاندان نے میری بہن پر تشدد کیا؟"آریز نے آگے بڑھ کر گھٹنا موڑ کر مہرداد کے پیٹ میں مارا۔ مہرداد نے مٹھیاں بھینچ لیں، آریز نے دونوں ہاتھوں سے پوری قوت سے اسے شرٹ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر اسی قوت سے اسے پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ مہرداد کی شرٹ کے بٹن ٹوٹ کر

فرش پر گرے، وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوا، قدموں کا توازن خراب ہوا، کروٹ کے بل روش پر گرا، اس نے سر اٹھا کر آریز کو دیکھنا چاہا لیکن نظر بھٹک گئی۔۔۔اوپر بالکونی میں آنکھیں بند کر کے ہاتھ پھیلا کر بارش کو محسوس کرتی کوئی اور نہیں افسانے تھی، مہرداد کی نظر واپس نہیں پلٹ سکی۔۔۔

افسانے کانوں پر ہیڈ فون لگائے اپنے کمرے کے باہری طرف بنی بالکونی پر آئی۔

بعد از سلام ای دلدارم

افسوں نے آنکھیں بند کر کے بازو لمبا کر کے ہتھیلی پر بارش پانی محسوس کیا۔

اولا خیلی دوستت دارم

اس نے گہرا سانس بھر کر موسم میں موجود خنکی اور ٹھنڈ سانسوں میں اتاری۔اور آنکھیں کھول دیں۔

دوم دیدہ بہ راھت دارم

"!اس نے بالکونی سے نیچے جھانکا اور اس کا سانس تھم گیا،"مہرداد۔۔۔۔

بردشت ودامن در پایان از خدا میخوام

بارش کے پانی نے درمیان میں ایک نامحسوس سی دیوار بنادی تھی، لیکن وہ

دیکھ سکتی تھی وہ مہرداد ہی تھا، وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا، اسی وقت آریز نے ایک زوردار لات اس کے پیٹ میں رسید کی، وہ ہلکا سا کراہا لیکن افسانے پر سے نگاہیں نہیں ہٹائیں۔

کہ تو رونگہ دارہ برام

مہرداد۔۔۔!" آریز نے داد کو مارا تھا لیکن افسانے کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے" وہ ٹھوکر اسے لگی ہو، کچھ ایسی ہی تکلیف ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے پلٹ کر باہر کی طرف بھاگی۔ ہیڈ فون وہیں کہیں راستے میں گر گیا۔

تو رومی خوام با عشق تمام دوستت دارم

آریز۔۔!"سارا کی آواز پر آریز نے پلٹ کر انہیں دیکھا۔وہ سامنے سے ہٹا" تو سارا کو مہرداد نظر آیا،وہ بالکونی سے نظریں سے ہٹا کر متلاشی نظروں سے داخلی دروازے کی سمت دیکھتے ہوئے فرش سے کھڑا ہو رہا تھا۔

مما آپ اندر جائیں۔"آریز نے لب بھینچ کر سارا کو دیکھا۔اسی وقت حیدر" زمان کی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ان سب سے کچھ فاصلے پر گاڑی رک گئی، ڈرائیور گاڑی سے باہر آیا اور چھاتا تان کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا،حیدر زمان گاڑی سے باہر نکلے۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟"وہ دو قدم آگے آئے۔ڈرائیور نے بازو لمبا کر کے ان پر" چھاتا تانے ہوئے ان کے ساتھ ہی قدم آگے بڑھائے۔

وہی جو یہ آدمی ڈیزرو کرتا ہے۔"آریز نے سرد لہجے میں کہتے آگے بڑھ کر" ایک اور زوردار مکا مہرداد کے منہ پر مارا،اس کا ہونٹ پھٹ گیا تھا۔بارش کا بے رنگ پانی سرخ رنگ میں ڈھل کر مہرداد کے چہرے سے پھسلتا ہوا اس کے کھلے گریبان میں گم ہو گیا۔

داد۔۔۔!"افسانے بھاگتے ہوئے داخلی دروازے سے باہر آئی۔افسانے کو" دیکھ کر مہرداد کے لبوں پر آتی مسکراہٹ آریز کو لب بھینچے پر مجبور کر گئی۔ اس نے ایک اور مکا مہرداد کی پسلیوں میں مارا اور کالر سے پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا۔

آریز، چھوڑو اسے۔"افسانے نے بازو سے پکڑ کر اسے پیچھے ہٹانا چاہا۔"میں" نے کہا چھوڑو اسے۔"وہ آریز کے سامنے آئی اور دونوں ہاتھ آریز کے سینے پر رکھ کر اسے پوری وقت سے پیچھے دھکیلا۔آریز ایک قدم پیچھے ہوا۔"اب

اگر تم نے اسے ہاتھ بھی لگایا تو تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی۔" مٹھی بند کر کے آریز سینے پر مارتے اسے مزید ایک قدم پیچھے دھکیلا۔ آریز نے حیرت سے پیچھے ہٹتے ہوئے اس کا جنونی انداز دیکھا۔ وہ اس آدمی کے لئے اپنے بھائی کے ہاتھ توڑنے کی بات کر رہی تھی۔ ایک پل کی حیرت کے بعد پھر اس کی طرف بڑھا۔۔۔

آریز، بہت ہو گیا۔ اندر چلیں سب۔" حیدر زمان نے آریز کے کندھے پر" ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔ وہ طیش سے مٹھیاں بھینچ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔ سارا اور آرمینے نے بھی اس کے پیچھے قدم بڑھائے۔

افسوں، اندر چلو۔" مہرداد پر ایک نگاہِ غلط ڈالے بغیر انہوں نے افسانے کو" مخاطب کیا اور آگے بڑھ گئے۔ افسانے نے مہرداد کا ہاتھ پکڑا اور اسے اندر کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ بنا اس کے چہرے سے نظریں ہٹائے اس سے ایک

قدم پیچھے چلتے اس کے ہمراہ ہوا۔

تم دس منٹ بعد اسٹڈی میں ملو مجھے۔" حیدر آریز سے کہتے ہوئے سارا کی طرف مڑے۔" وہ بھیگ گیا ہے، اس کے لئے کپڑوں کا انتظام کرو۔ افسانے سے کہنا بینڈیج کر دے اس کی، منہ پر زخم آئے ہیں اسے۔" ان کا اشارہ مہرداد کی طرف تھا۔ وہ وہاں سے چلے گئے تو آریز بڑبڑاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اتنی پرواہ تھی انہیں اس آدمی کی جس نے انہیں بلیک میل کیا تھا۔

مہرداد اور افسانے ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔

تم اسے کمرے میں لے جاؤ، میں ملازم کے ہاتھ کپڑے بھجواتی ہوں۔"

فرسٹ ایڈ باکس ہے تمہارے کمرے میں یا میں بھجوادوں؟" وہ افسانے سے مخاطب ہوئیں۔

بھیج دیں۔" وہ مختصراً کہہ کر مہرداد کا ہاتھ پکڑے سیڑھیوں کی طرف بڑھ" گئی۔ سارا نے ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھا۔ اس لڑکے نے ایک پل کو بھی نظریں افسانے پر سے نہیں ہٹائی تھیں۔ وہ سر جھٹک کر ملازمہ کو آواز دینے لگیں۔

کمرے میں آکر افسانے نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

بیٹھو۔"اسٹڈی چیئر کی طرف اشارہ کیا۔مہرداد وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔"

"تمہیں میری آواز نہیں آرہی کیا۔میں نے کہا بیٹھو ادھر۔"وہ تھوڑے غصے سے بولی۔وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔"مجھے کیا، کھڑے رہو یہیں۔"وہ جنجھلا گئی۔وارڈروب سے کپڑے اٹھا کر وہ چینج کرنے چلی گئی۔ واپس آئی تو مہرداد ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

لگتا ہے آریز نے زیادہ زور سے مارا ہے،اسی لئے دماغ پر اثر ہو گیا ہے۔""" ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر وہ اپنے بال خشک کرنے لگی۔اتنی ٹھنڈ میں بارش میں بھیگ کر آئی تھی تو سردی بھی لگ رہی تھی۔تو کیا مہرداد کو ٹھنڈ نہیں لگ رہی ہو گی؟وہ جھنجھلا کر ڈرائیر پٹخ کر اس کی طرف مڑی۔ """شمسہ خاتون نے منتر پڑھ کر تمہاری آواز غائب کر دی ہے کیا؟

دروازہ بجا،ملازمہ کپڑے اور فرسٹ ایڈ باکس لائی تھی۔افسانے نے

دروازے سے ہی چیزیں لے کر ملازمہ کو واپس بھیجا۔

یہ لو چینج کر کے آؤ۔" کپڑے اس کی طرف بڑھائے۔ وہ چپ چاپ "
کپڑے لے کر چلا گیا۔ افسانے بال برش کر کے ہاتھوں پر موئسچرائزر لگا رہی
تھی جب وہ بلیک ٹراؤزر اور ہلکی سبز ٹی شرٹ میں ملبوس باہر آیا۔ افسوں نے
ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ نظریں اپنے پاؤں پر جمائے وہ
سر جھکائے بیٹھا تھا۔ افسوں فرسٹ ایڈ باکس ہاتھ میں لئے اس کے ساتھ آ
کر بیٹھی۔

ادھر دیکھو۔" ہاتھ سے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا۔ اس نے کوئی مزاحمت "
نہیں کی۔ کاٹن سے اس کا زخم کا صاف کرتے ہوئے وہ سنجیدہ تھی۔

آئم سوری۔" وہ مدھم لہجے میں بولا۔"

کس لئے؟"افسروں نے کوشش کر کے چہرہ بے تاثر رکھا۔"

تمہیں زبردستی اپنے ساتھ باندھے رکھنے کے لئے، تمہیں سچ نہ بتانے کے" لئے، تمہیں اپنے خاندان کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے کے لئے، تمہاری حفاظت نہ کرنے کے لئے، تمہیں بے یقین کرنے کے لئے، تم وہاں پر میرے ہوتے ہوئے بھی غیر محفوظ تھی۔" وہ اس کی جھکی ہوئی پلکوں کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا۔

ایسا کچھ نہیں تھا۔"اس نے پلکیں اٹھا کر اس کی سبز آنکھوں میں دیکھا۔"

ایسا نہ ہوتا تو تم وہاں سے چلی نہ آتی۔ میں نے آج تک کیا اچھا کیا ہے" تمہارے ساتھ؟ میری وجہ سے ہمیشہ تمہاری تکلیف ہی ملی۔ تم مجھے چھوڑ کر

چلی آئی اس بات پر مجھے حیرت نہیں ہوئی۔ تمہیں بہت پہلے ایسا کر لینا چاہیے تھا۔ مجھے حیرت آج ہوئی ہے، تم میرے سامنے کیوں آئی؟ تم نے مجھے اپنے بھائی سے کیوں بچایا؟ وہ حق پر تھا۔ جو کچھ میں نے کیا اس پر۔۔۔"

کیا کیا تم نے؟" وہ اس کی بات کاٹ گئی۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔ پھر" نظریں ہٹا گیا۔

میں نے۔۔۔" وہ اٹکا، پھر گہری سانس لیتے اسے سب بتاتا چلا گیا۔ کیسے اس" نے حیدر زمان کو بلیک میل کیا۔ ان کے درمیان جو بات ہوئی، سب۔ افسانے خاموشی سے سنے گئی۔

اب تم خود بتاؤ، وہ حق پر تھا نہ؟" بات پوری کر کے آخر میں اس نے سوال" کیا۔

تم نے ایسا کیوں کیا؟ کس لئے؟" وہ نارمل انداز میں پوچھ رہی تھی، وہ اس" کے عمل کا محرک جاننا چاہتی تھی۔

تمہیں غصہ نہیں آیا؟" مہرداد کو اس کے نارمل انداز پر حیرت ہوئی۔"

کیا تم نے کبھی مجھ پر ہاتھ اٹھایا؟ میرے ساتھ برا سلوک کیا؟" وہ اس کی" آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔" جب جب تمہارے خاندان نے میرے ساتھ غلط کیا، تم نے ان سے حساب لیا، تم کہہ رہے ہو کہ تم نے میری حفاظت نہیں کی۔ مجھے بتاؤ تم سے زیادہ میری حفاظت کس نے کی وہاں پر؟ تم نے کہا تم نے مجھے سچ نہیں بتایا، کیا میں نے تم سے محبت تم سے سچ جاننے کے بعد کی؟ کیا تمہیں ابھی تک سمجھ نہیں آیا کہ مجھے تم سے محبت کرنے کے لئے کسی وجہ کی ضرورت نہیں ہے،" اس کے قریب ہوتے ہوئے بہت نرمی اس

کے ہونٹوں کے کنارے لگے سکریچ پر انگوٹھا پھیرا۔"ابھی تم نے جو بتایا، تم نے ڈیڈ سے جو بھی کہا مجھے اس کی وجہ جاننی ہے۔مجھے لگتا ہے یہ جاننا میرے لئے ضروری ہے۔"اس کی بات پر مہرداد کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔آنکھوں میں کیلیفورنیا میں گزرے دن فلیش بیک کی صورت گزرے۔

بتاؤ،"افسوں نے بہت قریب سے اس کی آنکھوں کے بدلتے رنگ دیکھے" تھے۔وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر آنکھوں سے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔ افسانے نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا، مہرداد نے دو بار پلکیں جھپک کر اس کی گود کی طرف اشارہ کیا۔افسانے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہوئی۔وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی، مہرداد نے سر اس کی گود میں رکھا۔

میرے ماں باپ نے پسند کی شادی کی تھی۔۔"افسانے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے"

سینے پر رکھ کر دونوں ہاتھ اس پر رکھتے وہ بولنا شروع ہوا۔ وہ دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے پوری توجہ سے سنے گئی۔

آریز اسٹڈی میں داخل ہوا تو حیدر زمان اسی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ کرسی گھسیٹ کر ان کے سامنے بیٹھا۔

تم نے آج جو بھی کیا، اس کی وضاحت کرنا پسند کرو گے؟" سنجیدگی سے" پوچھا۔

میں نے آپ سے کہا تھا مجھے جو ٹھیک لگا میں وہی کروں گا۔" وہ تیوری" چڑھائے بیٹھا تھا۔

پھر تم نے اسے چھوڑ کیوں دیا، یہ کم تھا، ابھی اور مارتے نہ۔ سارا غصہ نکالتے۔" وہ کہنی کرسی کے ہتھے پر رکھے اسی ہاتھ کی مٹھی بنا کر ٹھوڑی تلے رکھے اسے دیکھ رہے تھے۔

"آپ نے روک دیا تھا۔"

اوں ہوں، میرے کہنے پر تم رکنے والے کہاں تھے، تمہیں افسوں نے روک دیا تھا، اس نے کہا وہ تمہارے ہاتھ توڑ دے گی۔ تم اس لئے مار رہے تھے نہ اسے کہ اس نے تمہاری بہن کے ساتھ غلط کیا۔ تو جب اسی بہن نے تمہیں روک دیا تو کوئی جواز نہیں رہتا تھا تمہارے پاس اس سب کو جاری رکھنے کا۔ تم بیوقوف تو ہو نہیں جسے یہ پتا نہ چلتا کہ افسوں کے لئے کتنی اہمیت رکھتا ہے وہ۔" حیدر ہلکا سا مسکرائے۔

افسوں اتنی بیوقوف ہو گی مجھے پتا نہیں تھا یا پھر آپ نے اسے بتایا ہی نہیں ہو" گا۔" وہ خفا خفا چہرہ بنائے بیٹھا تھا۔

تم یہ بات افسوں سے خود پوچھ لینا۔ ابھی تم یہ بتاؤ، تمہیں شرم نہیں آئی" اس بن ماں باپ کے بچے کو اتنی بے رحمی سے مارتے ہوئے؟" ان کی بات پر آریز نے سلگ کر انہیں دیکھا۔

وہ بن ماں باپ کا ضرور ہو گا لیکن بچہ نہیں ہے، چھ فٹ کا آدمی آپ کو بچہ" لگتا ہے؟" وہ جل کر بولا۔

تم بھی تو چھ فٹ کے ہو۔ پھر بھی میرے اور سارا کے لئے بچے ہو نہ؟ ابھی" بھی تمہیں کوئی پرابلم ہوتی ہے تو تم آتے ہو نہ میرے پاس، بخار ہوتا ہے تو

سارا کو اپنے پاس سے اٹھنے نہیں دیتے۔ کیوں کرتے ہو ایسا؟" انہوں نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ کیا اسے اس کی غلط حرکتوں پر اس لئے چھوڑ دیا" جائے کہ اس کے ماں باپ نہیں ہیں؟ یہ کیسی لاجک ہے؟" وہ جھنجھنا گیا۔

اس کی غلط حرکتوں پر ٹوکنے کے لئے اب اس کی بیوی موجود ہے، تم ان کے " معاملات سے دور رہو۔" ان کے دوٹوک انداز پر آریز کے ماتھے پر بل آئے۔

وہ کچھ بھی کرے میری بہن کے ساتھ۔ میں کوئی دخل نہ دوں؟ اپنی بہن" کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں؟" وہ کرسی پر آگے کو ہو کر بیٹھا۔

میں ایسا نہیں کہہ رہا۔ لیکن تمہیں کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے افسانے" سے پوچھنا چاہیے تھا۔ اگر وہ خوش ہے اس کے ساتھ تو ہمارا اعتراض کرنا نہیں بنتا۔ اور آج تم نے اپنے عمل پر اس کا ری ایکشن دیکھ ہی لیا ہو گا۔ تم بھائی ہو اس کے، تمہیں اس کی خوشی دیکھنی چاہیے۔ اپنے ہونے کا مان دے کر اسے اپنے لئے خود فیصلہ کرنے کا اختیار دینا چاہئے۔" انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا۔

آپ کی ساری باتیں ٹھیک ہیں، مجھے سمجھ آگئی ہے، لیکن آپ ایک بات" بتائیں۔" وہ دونوں ہاتھ باہم ملا کر آگے کو ہوا۔" آپ نے اسے فیصلہ کرنے کا اختیار کیوں نہیں دیا تھا؟ کیوں اسے اپنے ہونے کے مان کے بجائے، اپنا مان دے کر بات منوائی؟" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب مانگ رہا تھا۔ حیدر کے چہرے پر دراڑ آئی۔ وہ لاجواب ہو گئے تھے۔

لیکن یہ فیصلہ اس کے لئے درست ثابت ہوا۔ مہرداد بہت اچھا ہے۔""

اُنہوں نے اپنا دفاع کیا۔

اور اگر وہ اچھا نہ ہوتا؟ اگر وہ کوئی برا انسان ہوتا۔ وہ عارفین انکل کا بیٹا ضرور" ہے، لیکن اس کی تربیت انہوں نے نہیں کی۔ یہ ایک رسک تھا جو آپ نے لیا۔" حیدر جانتے تھے وہ سچ کہہ رہا تھا۔

ایک عمر گزاری ہے اس جہان خراب میں، تو مجھے انسانوں کی اتنی پرکھ تو ہو" گئی ہے کہ بتا سکوں کس کی نیت میں کھوٹ ہے۔ مہرداد کا دل کسی بھی قسم کی کھوٹ سے پاک ہے، اس بات پر مجھے آنکھیں بند کر کے یقین ہے۔" ان کے لہجے میں تیقن بول رہا تھا۔

خدا آپ کا یقین سلامت رکھے۔" آریز کرسی سے کھڑا ہوا۔" میں اب"

اسے کچھ نہیں کہوں گا۔ لیکن مجھے اس کے ساتھ نارمل ہونے میں وقت لگے گا۔امید ہے آپ مجھے مجبور نہیں کریں گے میں اس کی بہنوئی والی تکریم کروں۔" وہ اسٹڈی روم سے باہر نکل گیا۔حیدر زمان نے نفی میں سر ہلایا، اس بچے بیچارے کا حشر بگاڑ کر بھی اسے سکون نہیں آیا تھا۔

اور بس۔۔۔اس دن میں نے سوچ لیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے میں تمہیں" خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔ تمہارے بارے میں سارا کچھ پتا تو میں کر ہی چکا تھا، مجھے یہی لگا تھا کہ تم اور تمہارے گھر والے نہیں مانیں گے میرے رشتے کے لئے۔اور پھر وہ واقعہ ہوا جب حلیمہ نے تمہیں ٹریپ کیا۔اب میں اتنا بھی بیوقوف نہیں ہوں کہ یہ نہ سمجھتا کہ وہ حلیمہ کا پلان تھا۔ لیکن میں نے سوچا کہ یہ موقع اچھا ہے،اور مجھے اس وقت جو ٹھیک لگا میں نے کیا۔اس

کے بعد جو ہوا تمہارے سامنے ہے۔" بات مکمل کر کے اس نے بند آنکھیں کھول کر افسانے کو دیکھا۔ وہ خاموش تھی۔ وہ اٹھ کر اس کے سامنے بیٹھا۔ اس کے اٹھتے ہی افسانے پیر لمبے کر کے تکیہ سیدھا کر کے لیٹ گئی۔ آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

تم کچھ نہیں کہو گی؟" آج افسانے اسے حیران کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ اتنا" نارمل ری ایکشن۔

تم نے اور کیا سننا ہے۔" اس نے اٹھ کر لحاف سیدھا کیا۔ "اب تو یہ پرانی" باتیں ہو گئیں۔ جیسے بھی شادی ہوئی، ہو گئی نہ۔ تو بس بات ختم۔" اس نے سستی سے انگڑائی لے کر کروٹ بدلی۔ لحاف گردن تک کھینچا۔ "بچپن بھی گزر گیا۔ وہ سب کچھ ماضی کا قصہ ہوا۔ اب تم پاور میں ہو، تمہارے ننھیال والے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" اس نے جمائی روکی تو آواز بھاری ہوئی۔

"مجھے نیند آئی ہے۔ ٹھنڈ بھی لگ رہی ہے۔ تم جا کر مما سے کہو کہ میرے لئے سوپ بنوا کر بھجوا دیں۔" بند آنکھوں سے حکم دیا۔

"ہاں جی، میں جاؤں اور تمہارا بھائی پھر مجھے مارے۔ ابھی تک پسلیاں درد کر رہی ہیں۔" اس نے منہ بنایا۔

"پین کلر لی ہے نہ۔ تو ابھی تھوڑی دیر برداشت کرو، آرام آ جائے گا۔" سارا نے ملازمہ کے ہاتھ گرم دودھ اور پین کلر میڈیسن بھجوائی تھیں تھوڑی دیر پہلے، افسانے نے اسی بات کا حوالہ دیا۔

"پھر بھی، درد تو ہو رہا ہے نہ، گال بھی سوج گیا ہے دیکھو تو سہی۔" اس نے آواز میں بھی مسکینیت پیدا کی۔

تو تمہارے ہاتھ ٹوٹے ہوئے تھے؟ تم بھی مارتے اسے۔" بے نیازی سے" مشورہ دیا گیا۔

وہ تمہارا بھائی ہے، اور شکل بھی سیم تمہارے والی ہے، کیسے مارتا؟" اس نے" لحاف کا کونا کھینچ کر اپنی لئے جگہ بنانی چاہی۔ افسوں نے دونوں ہاتھوں سے لحاف قابو کیا۔

"تمہیں میں نے کہا کہ میرے لئے سوپ کا بول کر آؤ، جاؤ شاباش۔"

"تم آنٹی کو فون کر دو نہ۔"

تمہیں جاتے ہوئے کیا ہو رہا ہے؟ میری بات تو تمہارے لئے اہمیت ہی" نہیں رکھتی۔" وہ خفا ہوئی۔

اچھا ناراض تو مت ہو۔ جاتا ہوں۔" کہہ کر وہ وہیں بیٹھا رہا۔"

"تم گئے نہیں؟"

ابھی جاؤں؟" مہر داد نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ افسانے نے بند آنکھوں کی" جھری بنا کر اسے دیکھا۔ مہر داد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر پلکیں جھپک کر مسکرایا۔

افسانے اپنی جگہ سے تھوڑی سی اونچی ہوئی اور ہلکے سے اس کے گال پر تھپڑ مارا۔

یہ آنکھیں پٹ پٹانا بند کرو۔ جو کہا ہے وہ کرو۔ ہونہہ۔" وہ واپس لیٹی۔ بازو"

آنکھوں پر رکھا۔ وہ بری بری شکلیں بناتا اٹھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد افسوں نے بازو آنکھوں سے ہٹایا، اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔ وہ جانتی تھی مہر داد نے اپنے بچپن اور ماضی کے بارے میں بہت کم بتایا ہے، لیکن جتنا بھی اس نے بتایا تھا، وہ جان کر صاف پتا چل رہا تھا کہ اس نے اپنوں میں رہتے ہوئے بھی بہت کٹھن زندگی گزاری تھی۔ وہ جس طرح سے بات کر رہا تھا، صاف ظاہر تھا کہ وہ بیتے ہوئے درد کو اس طرح بتا رہا ہے کہ اسے واپس اس درد کو محسوس نہ کرنا پڑے۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ انسان ماضی کے تکلیف دہ قصے چھیڑے اور اس وقت کی تکلیف کو دوبارہ محسوس نہ کرے؟

وہ زینے اتر کر نیچے آیا تو سارا اسے سامنے ہی دکھائی دے گئیں۔ ہلکے سے

مسکراتے ہوئے وہ ان کی طرف بڑھ گیا۔

آنٹی، افسوں کے لئے سوپ بنوادیں۔ وہ بارش میں بھیگ گئی تھی تو اسے " ٹھنڈ لگ رہی ہے۔" نرمی سے کہا۔

میں نے پہلے ہی ملازمہ کو کہا ہوا ہے، تھوڑی دیر میں بن جائے گا۔ تم " بیٹھو۔" انھوں نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ خود دوسری کرسی سنبھالی۔

آریز جزباتی ہے، اس کی طرف سے دل میں کوئی بات مت رکھنا۔ اس کا " غصہ اتر جائے گا تو دیکھنا وہ خود تم سے بات کرے گا۔" انہوں نے نرمی سے کہا۔

جی میں جانتا ہوں۔ اور آپ۔۔ میرا مطلب ہے آپ کو غصہ نہیں ہے مجھ "

پر؟"اس نے غور سے انہیں دیکھا۔

مجھے تم پر کیوں غصہ ہو گا۔افسوں نے بتایا کہ تمہاری ممانی نے تلخ کلامی کی" تھی اس سے، تو آریز اور رائد وہیں تھے، انہیں غصہ آ گیا۔"سارا کو دو دن پہلے ہی افسانے نے بتایا تھا۔مہر داد نے سمجھ کر سر ہلایا، اس کا مطلب سارا کو مکمل معلومات فراہم نہیں کی گئی تھیں۔چلو یہ بھی شکر تھا۔

"ڈنر کے لئے تم اپنی پسند بتا دو، تو میں وہی مینیو سیٹ کروں۔"

نہیں آنٹی ہم رات تک نہیں رکیں گے۔ان فیکٹ تھوڑی دیر بعد نکلنا ہے" ہمیں۔"اس نے معذرت خواہانہ انداز اپنایا۔

اتنی جلدی، چلو جیسے تم لوگوں کی مرضی۔"سارا نے کندھے اچکائے،"

افسانے کی اداس حالت ان کے سامنے تھی۔کچھ دیر وہ سارا سے باتیں کرتا رہا۔سوپ بن گیا تو وہ ٹرے لے کر کمرے میں واپس آیا۔

اٹھ جاؤ، آگیا ہے تمہارا سوپ۔"مصنوعی خفگی سے کہا۔افسانے اٹھ کر" بیٹھی۔آلتی پالتی مار کر ٹرے لحاف کے اوپر گود میں رکھی۔

تمہارا حصہ بھی ہے اس میں، زیادہ احسان مت جتاؤ۔"اس نے منہ بنایا۔"

احسان نہیں جتا رہا۔تم سوپ ختم کر کے سامان پیک کرو اپنا۔ہم جا رہے" ہیں۔"مہر داد نے اس کے پیچھے بیٹھتے ہوئے دونوں بازو اس کی کمر کے گرد باندھے، ٹھوڑی اس کے کندھے پر ٹکائی۔

ابھی؟لیکن ہم کہاں جائیں گے؟"افسوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔"

یہاں سے ہوٹل جائیں گے۔وہاں پر ڈیسائیڈ کریں گے کہ کہاں جانا ہے۔"

تم سوپ پیو۔"منہ اس کے بالوں میں چھپایا۔

تم تمیز سے بیٹھو پہلے۔"افسوں نے کسمسا کر دور ہونا چاہا۔"

"میں تمیز سے ہی ہوں۔تم سوپ پر دھیان دو مجھ پر نہیں۔"

تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔"افسوں نے کہنی اس کے پیٹ میں ماری۔"

ظالم بیوی، تم بہن بھائی میری پسلیاں توڑ کر ہی مانو گے۔"اس کے دہائی" دینے پر افسانے کھلکھلا کر ہنسی۔اب وہ اس کے بھائی کی شکایت کر رہا تھا اور وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی بالکل ٹھیک ہوا اس کے ساتھ۔کمرے میں اس کی

زندگی سے بھرپور ہنسی گونج رہی تھی ساتھ ہی مہرداد کی دہائیاں عروج پر تھیں۔

آرمینے فون ہاتھ میں پکڑے سوچوں میں گم تھی۔ فون کرے یا نہ کرے۔ بالآخر اس نے فون سائڈ پر پھینک کر لیپ اٹھایا اور ادھوری اسائنمنٹ مکمل کرنے لگی۔ اسے اب بات بات پر رائد کو فون کرنے کی عادت چھوڑنی ہو گی۔ مشکل ہونے والا تھا۔ یا شاید ناممکن، لیکن کوشش تو کرنی تھی۔ وقت کا کام گزرنا ہے، گزر ہی جائے گا۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر دھیان اسائمنٹ کی طرف لگایا۔

آٹھ ماہ بعد

سوزین، میں نے تم سے کہا تھا کہ ڈرائیور سے کہہ کر یہ باکس گاڑی میں " رکھوادو۔ یہ ابھی تک یہیں رکھا ہوا ہے۔" سارا ملازمہ کو آوازیں دیتی ہوئی لاؤنج میں آئیں۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی سیلون سے آئیں تھی۔ اس وقت گرے ساڑھی میں ملبوس، سلیقے سے کئے گئے میک اپ کے ساتھ بہت گریس فل لگ رہی تھیں۔

مجھے آرمینے میم نے بلالیا تھا، میں ابھی رکھوادیتی ہوں۔" سوزین جلدی" جلدی کہتے ہوئے میز پر رکھے باکس کی طرف بڑھی۔

نہیں اسے چھوڑو ابھی، تم مینے کو بلا کر لاؤ۔اسے کہو دیر ہو رہی ہے۔" فون پر کال ملاتے ہوئے انہوں نے اسے جلدی جانے کا اشارہ کیا۔

آریز کہاں ہو؟ آج کے دن تو گھر پر رہ جاتے، آج شادی ہے تمہاری۔"" سارا کی آواز میں جنجھلاہٹ تھی۔

مما، میں بس پہنچنے والا ہوں، آپ ناراض مت ہوں۔" وہ شاید گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

ایک گھنٹے پہلے بھی تم نے یہی کہا تھا کہ پہنچنے والا ہوں، اور ابھی تک نہیں آئے۔"

مما بس پانچ منٹ۔ چلیں میں فون بند کر رہا ہوں، یہ نہ ہو کہ شادی والے"

دن پولیس سٹیشن کی شکل دیکھنی پر جائے، دوران ڈرائیونگ فون استعمال کرنے کے جرم پر۔"اس نے کال کاٹ دی۔سارا نفی میں سر ہلاتے ہوئے ملازمہ کو آوزیں دینے لگیں۔

وہ کتنی دیر سے آئینے کے سامنے بیٹھی خود کو دیکھ رہی تھی، تیار ہونے کا دل ہی نہیں کر رہا تھا۔اس نے سارا کے ساتھ سیلون جانے سے بھی منع کر دیا تھا کہ خود ہی گھر پر تیار ہو جائے گی۔ملازمہ دو تین بار بلا کر گئی تھی۔گہرا سانس بھرتے نیچرل پنک لپ گلوس اٹھا کر لبوں پر لگایا۔بال برش کر کے اونچی پونی میں قید کرتے وہ سٹول اسے اٹھ گئی۔بیڈ کے ساتھ رکھے سینڈلز پہنے، کلچ اٹھایا اور کمرے سے باہر آگئی۔لاؤنج میں آئی تو سارا نے ایک طائرانہ نظر اس پر دوڑائی۔

تم تیار کیوں نہیں ہوئی؟" انہوں نے موبائل سکرین پر وقت دیکھا۔"

تیار تو ہوں، اور کیا کرنا تھا۔" آرمینے نے چٹکی سے فراک پکڑ کر تھوڑا سا" گھوم کر دکھایا۔ فلورل پیروں کو چھوتا فراک لہرا کر اس کے گرد لپٹا۔

تمہارے بھائی کی شادی ہے، کیا ہو جاتا اگر اچھے سے تیار ہو جاتی تو؟ اور تم" سیلون بھی نہیں گئی، کتنی ضدی ہو گئی ہو تم، پہلے کبھی تم نے ایسی چرچراہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ پچھلے کچھ عرصے سے تمہارا رویہ مناسب نہیں ہے۔" سارا افسوس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

میں ٹھیک ہوں، آپ زیادہ سوچ رہی ہیں مما، آپ کو پتا ہے کہ میں فائنل" پیپرز کی ٹینشن میں تھی۔ فیل ہو جاتی تو بھی آپ کو ہی شکایت ہونی تھی۔ آئم

سوری اگر میں نے آپ سے مس بیہیو کیا ہو تو، میں بس پیپرز کو لے کر پریشان تھی اور کچھ بھی نہیں۔" وہ آگے بڑھ کر ان کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

اب لاڈ کرنے یاد آرہے ہیں تمہیں۔" سارا نے مصنوعی خفگی سے کہا۔"

آپ سے لاڈ کرنا تو ہر وقت ہی یاد ہوتا ہے سارا خاتون، آپ ہی پروں پر پانی" نہیں پڑنے دیتیں۔" وہ شرارت سے کہتے ہوئے پیچھے ہوئی۔

باتیں جتنی مرضی کروالو۔ ایک تو یہ آریز، اپنی شادی والے دن بھی غائب" ہے، حد ہوتی ہے۔" ان کا دھیان آریز کی طرف گیا۔

آجائیں گے ابھی، آپ پریشان مت ہوں۔ افسانے کہاں ہے؟" وہ صوفے"

کی طرف جاتے ہوئے اس نے افسانے کا پوچھا، مہرداد اور افسانے شادی میں شرکت کے لئے نیویارک آئے ہوئے تھے۔

وہ مہرداد کے ساتھ سیلون گئی ہے، کہہ رہی تھی کہ ڈائریکٹ ویڈنگ وینیو" پر جوائن کرے گی۔اچھا تم بیٹھو میں حیدر کو دیکھوں۔آج تو ان کی تیاریاں ہی ختم نہیں ہو رہیں۔" وہ کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔آرمینے فون پر انگوٹھا پھیرتے اپنی اور رائد کی چیٹ سکرول کر رہی تھی۔آٹھ مہینے پہلے بات ہوئی تھی اس سے۔اس کے بعد بس دو چار میسجز تھے،اس کے رزلٹ پر مبارک باد دینے کے لئے، پیپرز کے لئے گڈ لک کہنے کے لئے۔اور کوئی بات نہیں۔ وہ پرانی چیٹ سکرول کرتی گئی۔آج کل اس کا یہی کام ہوتا تھا جب بھی فری ہوتی تھی پرانے میسجز دیکھتی رہتی۔

تمہارا پرابلم کیا ہے آخر؟ اتنی آہستہ گاڑی کون چلاتا ہے، تم سے تو وہ" سائیکل والا بھی آگے نکل گیا ہے۔" افسانے تیوری چڑھائے مہرداد کو گھور رہی تھی۔

میں اسے اڑانے سے تو رہا آفٹر آل یہ گاڑی ہے، ہوائی جہاز نہیں۔ اور تم" بے فکر رہو، تمہیں ٹائم سے پہنچا دوں گا۔ نہیں چوکتی تم اپنے بھائی کے نکاح کے چھوارے کھانے سے۔" لاپرواہی سے کہتے اس نے گاڑی کی سپیڈ مزید کم کی۔

تمہارے ساتھ مسلہ کیا ہے آخر؟ تم یہ جان بوجھ کر کر رہے ہو نہ؟ تم" چاہتے ہی نہیں ہو کہ میں آریز کی شادی پر جاؤں۔" وہ منہ پھلا کر سیدھی ہو بیٹھی۔ دونوں بازو سینے پر باندھے۔

میں کیوں نہیں چاہوں گا؟ میں بالکل چاہتا ہوں کہ ہم اس کی شادی پر"
جائیں جس طرح وہ ہمارے سات ماہ پہلے ہونے والے ولیمے پر آیا تھا، لاسٹ
مومنٹ پر، صرف تمہیں مبارکباد دی اور چلا گیا۔ اور اب ہم دو دن سے
یہاں ہیں، اور اس آدمی کے مزاج نہیں مل رہے۔ کھڑے کھڑے سلام کر
کے گیا اور دوبارہ شکل نہیں دکھائی۔ میں جتنا اس آدمی کے نخرے برداشت
کرتا ہوں اتنے تو آج تک اپنے نخرے بھی نہیں اٹھائے۔" مہرداد بھی بھرا
بیٹھا تھا۔

کونسے نخرے؟ اس نے بات نہیں کی تو تم خود بات کر لیتے۔ اس میں کونسی"
راکٹ سائنس ہے۔" وہ ابھی بھی منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

ہاں جی بالکل،" اس نے بحث کو طول دینے کے بجائے طنز سے ہاں میں ہاں"

ملائی۔

داد، میں تمہیں کمرے میں نہیں گھسنے دوں گی رات کو، گاڑی تیز چلاؤ۔""
افسانے نے دھمکی دی جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ مہرداد نے سلگ کر اسے دیکھا۔

شرم تو نہیں آتی ایسی دھمکیاں دیتے ہوئے۔" اس نے گاڑی کی سپیڈ" بڑھائی۔ وہ جانتا تھا یہ صرف دھمکی نہیں تھی، وہ اس پر عمل بھی کر سکتی تھی۔

تم سے ہی سیکھا ہے بے شرم بننا۔ اب تم ڈرائیونگ پر فوکس کرو۔"
ہونہہ۔" درخشے کی کال آ رہی تھی، وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ اس پر غصہ ہو رہی تھی کہ ابھی تک نہیں پہنچی۔ افسانے مہرداد کو آنکھیں دکھاتے

اس کو جواب دینے لگی، ٹریفک زیادہ تھی، سیلون میں ٹائم لگ گیا۔۔ بہانے تو بنانے تھے۔

وہ لوگ اس وقت ویڈنگ وینیو پر تھے، کبلسٹون کریک کنٹری کلب، جو چاروں طرف سے سبزہ زاروں سے گھرا ہوا تھا۔ سب آ چکے تھے رائد کے علاوہ۔ آریز نے رائد کو کال ملائی۔

کہاں ہو؟ ابھی تک آئے کیوں نہیں؟ دلہا میں ہوں، تیاری کو تمہاری" وقت لگ رہا ہے۔ کب آنی ہے تمہاری سواری؟ اگر آج تم نہ آئے تو میں بھی تمہاری شادی پر نہیں آؤں گا۔" رابطہ ملتے ہی اس نے تیزی سے سوالوں کی بوچھاڑ کرتے ساتھ دھمکی دی۔

آریز۔۔"رائد کی آواز میں شوخی مفقود تھی، عجیب بجھا بجھا لہجہ تھا۔"

رائد۔۔اب یہ مت کہنا کہ تم نہیں آرہے۔دیکھو یار میری پہلی اور آخری" شادی ہے، مجھے لگ رہا ہے کہ میں نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے بیہوش ہو جانا۔تم سمجھ رہے ہو نہ، اس لئے تم کوئی فضول بہانہ نہیں بناؤ گے، اوکے؟"لب کاٹتے ہوئے وہ سامنے سٹیج کو دیکھ رہا تھا، کچھ ہی دیر میں اس کی شادی ہونے والی تھی۔اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

میں کوشش کرتا ہوں آنے کی، تم پریشان نہ ہو، میں آرہا ہوں۔"وہ اس کی" (pre wedding) کنڈیشن سمجھ گیا تھا۔اسے پری ویڈنگ اینگزائٹی ہو رہی تھی۔یہ نارمل تھا۔(anxiety

آریز کال بند کر کے مڑا تو سامنے ہی مہرداد کھڑا تھا، ایک ہاتھ میں جوس کا گلاس اٹھائے، ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے، آریز کے مڑنے پر گلاس ہوا میں بلند کر کے مسکرایا۔ آریز نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجائی اور سائیڈ سے ہو کر جانا چاہا۔

تمہیں اینگزائٹی کیوں ہو رہی ہے؟" مہرداد کی آواز پر وہ رکا۔ آنکھیں چھوٹی" کر کے اسے دیکھا۔ "میں نے سنا ابھی، تم اپنے دوست سے کہہ رہے تھے کہ تم نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے بیہوش ہو جاؤ گے۔ مجھے مارتے ہوئے تو تم پر غشی طاری نہیں ہوئی۔" مسکرا کر کہتے ہوئے وہ اسے چڑانے کے موڈ میں تھا۔

تمہیں کسی نے اپنے کام سے کام رکھنا نہیں سکھایا؟" آریز دانت پر دانت" جما کر زبردستی مسکرایا۔

بہت لوگوں نے کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔"مہرداد نے اپنی" ازلی ڈھٹائی سے نفی میں سر ہلا کر مزے سے کہا۔

میں سکھاؤں گا،انتظار کرنا۔"اس نے جانے کے لئے قدم بڑھائے۔"

پہلے تم اپنی شادی والے دن بیہوش ہونے سے تو بچو۔"تاک کر وار کیا اس" نے۔

میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا ورنہ تمہیں بتاتا ابھی، میری بہن کے شوہر" ہو اسی کا لحاظ کر رہا ہوں۔"وہ بل کھا کر رہ گیا۔یہ آدمی اس کے صبر کا امتحان لینے آیا تھا۔

چلو میں بھی تمہاری سو کالڈ امریکن اینگزائٹی کا لحاظ کر لیتا ہوں۔ لیکن تم "
ڈیمو تو دو کہ کیسے بیہوش ہو گے تم؟" مہرداد کو اس کا تپا ہوا چہرہ دیکھ کر مزہ آ رہا تھا۔ یہ دونوں بہن بھائی کیوٹ تو بہت لگتے تھے غصے میں۔ اس نے دل ہی دل میں اعتراف کیا۔ ان کے غصے پر غصہ تو کیا آتا، پیار ہی آ جاتا تھا۔

کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارا منہ توڑوں؟ نہیں نہ، تو خاموش ہو جاؤ۔ "
ایک تو وہ پہلے ہی ٹینشن میں تھا، پھر یہ ایرانی دماغ خراب کرنے آ گیا تھا۔

میں تو صرف ایک مشورہ دینا چاہتا تھا کہ، تم پریشان مت ہو، اگر تم سوچ "
رہے ہو گے کہ اب تمہاری شادی ہو جائے گی تو بہت سی ذمہ داریاں آ جائیں گی۔۔۔ تم بالکل ٹھیک سوچ رہے ہو، شادی واقعی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے، آپ خود مختار ہو جاتے ہیں، الگ فیملی یونٹ بن جاتا ہے، کوئی بھی قدم اُٹھانے سے پہلے اپنی فیملی کا سوچنا ہوتا ہے، سنگل لائف والی ریک لیس

فیلنگ ختم ہو جاتی ہے، پہلے تو کہیں بھی جاؤ، کچھ بھی کرو، کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا تھا، لیکن سنو افسوں کے بھائی، یہ بہت خوبصورت قید ہوتی ہے، زندگی کو ایک ڈائریکشن مل جاتی ہے، یہ کانسیپٹ کہ شادی کے بعد شخصی آزادی ختم ہو جاتی ہے، یہ بے بنیاد ہے۔اس پر لیکچر کی ضرورت نہیں ہے آئی تھنک، کیونکہ تم خود بہتر جانتے ہو، بس تھوڑے سے نروس ہو رہے ہو۔ خیر، آج تمہاری شادی ہے، تم صرف یہ سوچو کہ اب تم ایک خاندان کے "لائک وائز، سربراہ بننے والے ہو، ایکٹ

اس نے خالی گلاس پاس سے گزرتے ویٹر کو دیا۔ "نئی زندگی میں قدم رکھنے پر بہت سی نیک تمنائیں۔" وہ مسکراتے ہوئے مڑ گیا۔ آریزا سے جاتے ہوئے دیکھتا رہا، مہرداد اتنا بھی برا نہیں تھا شاید، وہ سر جھٹک کر سامنے سے آتے مہمانوں کی طرف بڑھ گیا۔

رائد نے فون بند کر کے میز پر پھینکا۔ آریز بلا رہا تھا تو جانا تو تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ شادی پر جاتا اور آرمینے سے نہ ملتا۔ وہ پچھلے دو دن کے فنکشنز پر بھی نہیں گیا تھا۔ اب کیا حیدر انکل کو پتا نہیں ہو گا لیکن پھر بھی انہوں نے جھوٹے منہ بھی نہیں کہا تھا کہ آجاؤ۔

وہ گہرا سانس بھرتے تیار ہونے چل دیا، جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

"حیدر، آپ کو رائد کا رویہ کچھ عجیب نہیں لگ رہا۔ میرا مطلب ہے وہ اب گھر نہیں آتا، آرمینے سے بات بھی نہیں ہوتی شاید، وہ بھی بہت اداس رہتی

ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ کیا ہو رہا ہے۔" سارا نے پورے ہال میں دیکھ لیا تھا انہیں رائد کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

اسے میں نے ہی منع کیا تھا کہ آرمینے سے بات نہ کیا کرے۔" حیدر زمان" نے سنجیدگی سے کہا۔

آپ نے، مگر کیوں؟" سارا حیران ہوئیں۔"

میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے قول کا کتنا سچا ہے، اور یہ بھی کہ وہ معاملات" کیسے ہینڈل کرتا ہے، اس کے علاوہ مجھے آرمینے کو بھی دیکھنا تھا کہ وہ اس "صورتحال میں کیسے ری ایکٹ کرتی ہے۔

مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا،" سارا نے ماتھا پکڑا،" تو کیا اب آپ کو معلوم ہو"

"گیا؟

تقریباً، وہ دور ہو گیا تھا آرمینے سے پھر ایک دن مجھے کال کر کے بتایا کہ " آرمینے کو اس سے شکایتیں ہو رہی ہیں، میں نے شرط نہیں ہٹائی۔ لیکن پچھلے آٹھ مہینے سے میں نے جو دیکھا ہے وہ بہت اطمینان دلانے والا ہے، رائد نے یقیناً آرمینے سے بات کر کے اسے اعتماد میں لیا ہے، وہ دونوں صبر سے اس امتحان کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور یہ وہ بات ہے جس سے مجھے اطمینان ہوا ہے کہ وہ دونوں ایک میچور کپل ہیں۔ ان کا تعلق اتنا بھی بچکانہ نہیں ہے جتنا مجھے لگا تھا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اسی کے مطابق عمل کیا۔" وہ مطمئن لگ رہے تھے۔

تو اب آپ کی شرط ختم ہو گئی ہے؟" سارا کو ان کا جواب جاننے کی جلدی تھی۔

میں رائد کا انتظار کر رہا ہوں کہ کب وہ مجھ سے یہ سوال پوچھے اور میں اسے " کہوں کہ یہ شرط جس کا سر پیر اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا، یہ اب ختم ہو گئی ہے۔" وہ ہلکا سا مسکرائے۔ سارا نے بھی مسکراتے ہوئے اطمینان بھرا سانس لیا۔

وہ سٹیج پر کھڑا اپنی دلہن کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ دل کی جو بھی حالت ہو پر لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔ اسی وقت دلہن کی آمد کی اطلاع دی گئی۔ ہال میں موجود لوگ دلہن کی آمد کے انتظار میں اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

سفید برائڈل ڈریس میں ملبوس شہ بالیوں کے سنگ اس کی ہال میں آمد

ہوئی۔ طلال نے آگے بڑھ کر بازو درخشے کی طرف بڑھایا۔ وہ ہلکے سے مسکرا کر ان کا بازو تھام گئی۔ وہ اپنے باپ کا بازو تھامے قدم قدم چلتی ہوئی آ رہی تھی، آریز نے ایک نظر، بس اک نظر اسے دیکھا پھر نظریں جھکا لیں، اب وہ اس کے اٹھتے قدم گن رہا تھا۔

وہ اسٹیج کے نزدیک آئے تو آریز نے آگے ہوتے ہوئے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا، طلال نے مسکراتے ہوئے درخشندے کا ہاتھ آریز کے ہاتھ پر رکھا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دو سٹیپ چڑھ کر اس کے برابر آئی۔ اسے اس کی جگہ پر لا کر آریز نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ میرج رجسٹرار کے رسمی الفاظ کے بعد جب اس نے مقررہ حق مہر کے عوض نکاح پر رضامندی کا پوچھا تو درخشندے نے ایک نظر آریز کو دیکھا۔ وہ عربی میں بولے جانے والے ان الفاظ کا مطلب سمجھتی تھی۔ اسے محسوس ہوا اس نے غلط کر دیا، اسے اس شادی پر راضی نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اب

دیر ہو چکی تھی۔اس نے سر جھکا وہ الفاظ دہراتے خود کو آریز حیدر کے نکاح میں دیا۔اب وہ شخص اس پر حاکم تھا،اس کے ماتھے پر پسینہ آیا۔آریز کے قبول ہے کہنے کے بعد اب رجسٹرار عربی میں کچھ آیات تلاوت کر رہا تھا۔ طرح آتی تھی۔وہ عجیب سی درخشندے بنت طلال کو عربی زبان اچھی کیفیات سے گزر رہی تھی، لیکن وہ صرف ایک کیفیت تھی، آکر گزر گئی۔اس نے واپس سے سپاٹ چہرہ بنایا۔ نکاح ہوا تو ہال میں خوشگوار سی آوازیں گونج اٹھیں۔ کسی نے ہوٹنگ بھی کی تھی کہ اب نکاح ہو گیا ہے وہ اپنی دلہن کو دیکھ سکتا ہے، آریز مسکراتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا، لیکن اس نے اپنی دلہن کو دیکھا پھر بھی نہیں۔ایک طرح سے یہ بھی اچھا ہوا تھا، درخشے کے لئے تو اچھا تھا۔

آرمینے سب کے ساتھ تالیاں بجاتے ہوئے آریز اور درخشے کو نکاح کی مبارک دے رہی تھی لیکن اس کی آنکھیں رائد کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ وہ جانتی تھی وہ آیا تھا۔ اس نے اسے آریز کے ساتھ دیکھا تھا۔ وہ تھوڑی دیر کو آیا تھا پھر غائب ہو گیا تھا۔ پتا نہیں کہا گیا تھا، لیکن وہ آرمینے کے پاس نہیں آیا تھا۔ اس کے حلق میں کچھ اٹکا، وہ جلدی جلدی پلکیں جھپک رہی تھی۔ وہ یہاں پر رو نہیں سکتی تھی۔ وہ تقریب ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی، لیکن وقت جیسے بہت آہستہ گزر رہا تھا۔

خدا خدا کر کے شادی کی تقریب ختم ہوئی، وہ لوگ گھر آئے تو، آرمینے سر درد کا کہہ کر اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے سینڈلز اتار کر دور پھینکے، بالوں سے پونی کھینچ کر اتاری۔ کانوں سے ٹاپس اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخے۔ کچھ دیر اپنے عکس کو

آئینے میں دیکھنے کے بعد اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھی چیزوں کو ہاتھ مار کر زمین بوس کیا۔اس کی طبیعت خراب ہو رہی تھی،ڈرار سے میڈیسن نکال کر پانی کے ساتھ نگلتے ہوئے،وہ وہیں فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

وہ آج بھی نہیں آیا تھا اس کے پاس،آٹھ مہینے سے اس نے اسے دیکھا نہیں تھا،اس کی آواز نہیں سنی تھی۔وہ اسے بے تحاشہ مس کر رہی تھی،ایسا لگ رہا تھا جسم کی رگیں کھنچ گئی ہوں،یہ عادت تھی جو اسے چین نہیں لینے دے رہی تھی،اتنے مہینے ہو گئے تھے اسے اپنے سامنے دیکھے بغیر،پہلی بار وہ اتنا عرصہ اس سے دور رہا تھا کہ فون پر بھی بات نہ ہو۔اس نے فون اٹھا کر اسے کال ملائی۔بیل جا رہی تھی لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

بیڈ سے قدم نیچے اتارتے ہوئے وہ اپنا لباس سنبھالتے ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔ آہستہ سے جیولری اتارتے ہوئے وہ خود کو دیکھے گئی، تھوڑی دیر پہلے افسانے اسے آریز کے کمرے میں چھوڑ کر گئی تھی۔ کمرہ بہت سمپل لیکن خوبصورت انداز میں نئی دلہن کے استقبال میں سجا ہوا تھا۔ جیولری اتار کر اس نے وارڈروب چیک کی۔ اس کا سامان وہاں پر سیٹ تھا۔ کچھ دن پہلے فاطمہ نے خود آکر سیٹنگ کروائی تھی۔ آرام دہ ٹراؤزر شرٹ لے کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

آریز کمرے میں آیا تو درخشے کمرے میں نہیں تھی۔ کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکتے وہ پاؤں لٹکا کر بیڈ بیٹھا پھر وہیں لیٹ گیا۔ پتا نہیں درخشے کا رویہ کیسا ہونے والا تھا۔ کھٹکے کی آواز پر وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ درخشے ڈریسنگ ٹیبل کے

سامنے کھڑے ہو کر بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی۔

"کیا اب ہم یہیں رہیں گے؟" میک اپ ریموو کرنے کے لئے اس نے کلینزر اٹھایا۔ آریز نے نا سمجھی سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی تو آریز کو اس کی پشت نظر آئی، بلیک ٹراؤزر پر سفید جمنگ شرٹ، اس نے فوراً گردن واپس سیدھی کی۔

"میں نے پوچھا کہ کیا اب ہم یہیں رہیں گے؟ شادی کے بعد بھی؟ یا تم نے کوئی گھر لیا ہے الگ؟" اس نے صاف بات کی۔

"لیا تو ہے، لیکن ابھی کچھ دن ہم ادھر ہی ہیں۔ کچھ دن بعد شفٹ۔۔۔"

"دو دن، اس سے زیادہ نہیں۔ دو دن میں شفٹنگ کرو۔" وہ گویا حکم دے

رہی تھی۔آریز نے بولنے کو لب کھولے،

اب تم کوئی بہانہ مت بنانا۔" وہ اب ٹشو سے چہرہ اور گردن تھپتھپا رہی تھی۔"اگر تمہارے لئے ابھی شفٹ کرنا ممکن نہیں ہے تو اپنا کمرہ چینج کر لینا۔مجھے پرائویسی چاہیے ہے۔میں تمہارے ساتھ روم شئیر نہیں کر سکتی۔ اور پلیز ابھی مجھے کوئی اسلامک لیکچر مت دینا۔تم نے خود میری باتوں سے ایگری کیا تھا۔تم مجھ پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ہاں اگر تم دوسری شادی کرنا چاہو تو میری طرف سے اجازت ہے۔" وہ اپنی شادی کی پہلی رات اپنے شوہر کو دوسری شادی کی اجازت دے رہی تھی،وہ بھی اتنے لاپراہ اور سرسری انداز میں،آریز اسے دیکھ کر رہ گیا۔

ہم دو دن میں شفٹ کر جائیں گے۔تب تک آپ کو مجھے اس کمرے میں" برداشت کرنا ہو گا۔" وہ وارڈروب کی طرف گیا۔

میری خیر ہے، تم سے میری موجودگی برداشت نہیں ہو گی۔اور یہ مجھے "
کہنے کی ضرورت نہیں ہے نہ کہ تم صوفے پر ایڈجسٹ کر لینا، مجھے بیڈ کے
بغیر نیند نہیں آتی نہ۔" مسکرا کر کہتے وہ باتھ روم کے دروازے کے پیچھے گم
ہو گئی۔آریز ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گیا۔ کہہ تو وہ ٹھیک رہی تھی، وہ صرف
بیوی ہوتی تو اتنا مسلہ نہیں تھا، وہ محبت تھی، آریز کے لئے یقیناً بہت مشکل
ہونے والی تھی۔وہ کپڑے لے کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تو ایسی
ہوتی ہے شادی۔بیوی نے آتے ہی پہلا حکم صادر کر دیا تھا۔

افسانے اور مہرداد تو آریز کی شادی کے اگلے دن ہی چلے گئے تھے، مہرداد کو
ریحان کی کالز پر کالز آ رہی تھیں، آفس میں کوئی مسلہ ہو گیا تھا۔ تین دن بعد

درخشے اور آریز بھی نیویارک کے ہی ایک ایلیٹ ایریا میں موجود آریز کے اپارٹمنٹ شفٹ ہو گئے تھے۔ شادی کی چہل پہل ختم ہو گئی تھی۔

آرمینے فائنل پیپرز کے بعد آج کل گھر پر ہی تھی۔ اسے پتا چلا تھا کہ رائد ابھی نیویارک میں ہی ہے، آریز کی شادی والی رات اس نے کالز کی تھیں تو اس نے فون نہیں اُٹھایا تھا۔ آرمینے فون آف کر کے رو دھو کر سو گئی تھی۔ صبح فون آن کیا تو رائد کی کالز آئی ہوئی تھیں۔ لیکن اس کی کال بیک نہیں کی۔

وہ فون پر سکرولنگ کر رہی تھی۔ انسٹا گرام کھلا ہوا تھا۔ جب اس کی نظر ایک تصویر پر پڑی۔ سیرینہ اور رائد کی ایک ساتھ تصویر تھی۔ وہ کسی بزنس سمینار میں شرکت کے بعد ایک ساتھ چلتے ہوئے باہر آ رہے تھے۔ رائد کوئی بات کر رہا تھا اور سیرینہ مسکرا رہی تھی۔ آرمینے نے بے ساختہ کمنٹس اوپن کئے۔ وہ انگوٹھے سے سکرول کرتے کمنٹس پڑھے گئی۔ ایک کمنٹ پر اس کی

نظر ٹھہر گئی۔ کسی نے لکھا تھا کہ وہ دونوں ایک ساتھ بہت اچھے لگ رہے ہیں، اگر وہ شادی کر لیتے ہیں تو بہت خوبصورت کپل ہو گا ان کا۔ آرمینے ایک ٹک اسے دیکھے گئی۔ پھر سکرین پر انگوٹھا پھیرا، کسی کو سیرینہ پسند آئی تھی تو کوئی کہہ رہا تھا کہ رائد بن طلال کے ساتھ تو عرب لڑکی ہی جچے گی۔

مختلف کمنٹس پڑھتے آرمینے کا دماغ جھنجھنا اٹھا تھا۔ وہ ایک اپنی جگہ سے اٹھی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی آ رہی تھی جب سارا نے اسے آواز دی۔

آرمینے کہاں جا رہی ہو؟" سارا نے اس کا حلیہ دیکھا، بغیر کسی گرم کپڑے" کے وہ سوفٹ جینز پر سفید ٹی شرٹ میں ملبوس تھی۔ ان کی آواز پر وہ زرا دیر کو ٹھہری۔

میں رائد سے ملنے جا رہی ہوں۔" اپنی بات کہہ کر ان کی سنے بغیر وہ دروازہ پار کر گئی۔

کوٹ یا جیکٹ تو پہن لو، اتنی ٹھنڈ ہے۔" وہ اسے آوازیں دیتی ہوئیں اس کے پیچھے آئیں لیکن وہ ان کی سنے بغیر چلی گئی۔" یا اللہ، یہ لڑکی، کیا ہو گیا ہے اسے۔ یہ سارے حیدر کے کام ہیں کیا ضرورت تھی اس قسم کی شرط رکھنے کی۔" انہوں نے تاسف سے خود کلامی کی۔ وہ جانتی تھیں کہ یہ اسی شرط کا ری ایکشن ہے، انہیں آرمینے کا رویہ حق بجانب لگ رہا تھا۔ وہ شروع سے رائد پر ڈیپینڈنٹ رہی تھی اور اب ایسے اتنا عرصہ اس سے بات نہ ہونے پر اس کا چڑچڑا پن جسٹیفائیڈ تھا۔

وہ تھوڑی دیر پہلے باہر سے آیا تھا، کپڑے تبدیل کر کے اس وقت بیزاری سے صوفے پر نیم دراز ریموٹ سے ٹی وی چینلز شفل کر رہا تھا۔ پچھلے آٹھ مہینے اس کے اعصاب پر بہت برے طریقے سے اثر انداز ہوئے تھے۔ وہ اتنا چڑچڑا زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا جتنا اس عرصے کے دوران۔ کام پر اس کی توجہ پوری تھی لیکن اس کے مزاج میں واضح بدلاؤ آیا تھا جو اس کے ارد گرد کے لوگ بھی محسوس کر چکے تھے۔

گہری سانس لیتے ٹی وی بند کر کے صوفے سے اٹھا۔ وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ کل جا کر حیدر زمان سے فائنل بات کرے گا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ خود ساختہ خدشات پر مبنی ان شرائط کا خاتمہ کیا جائے۔

وہ سست قدموں سے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب ڈور بیل بجی۔ اس وقت

کون ہو سکتا تھا، آریز تو شادی کروا کر غائب ہو گیا تھا۔اس نے دروازہ کھولا اور۔۔۔

ارمن۔۔۔!"اس کے ہونٹوں سے بے آواز اس کا نام آزاد ہوا۔ایسا لگا" جیسے صدیوں بعد اس کا چہرہ دیکھا ہو۔وہ عادتاً اس کی طرف بڑھا لیکن آرمینے ہاتھ سے اسے ایک طرف کرتے دروازے سے اندر داخل ہوئی۔یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اسے دیکھتے ہی اس کے گلے نہیں لگی تھی۔رائد درازہ بند کر کے اس کے پیچھے آیا۔دونوں ہاتھ پہلوؤں پر رکھے وہ لیونگ روم کے وسط میں کھڑی تھی۔رائد چلتا ہوا اس کے سامنے آیا۔وہ دونوں کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

کچھ کہو گے نہیں؟ کوئی نئی شرط ہی بتا دو۔"اس نے غصے سے کہنا چاہا لیکن" آواز بھاری ہو گئی، حلق میں آنسو اٹکے۔

تمہارے پاس سب کے لئے وقت ہے، سوائے میرے۔"اس نے شکوہ" کرنا چاہا لیکن آواز لڑکھڑا گئی۔

میں کل جاؤں گا حیدر انکل سے بات کرنے۔"وہ نرمی سے بولا۔"

"اور کوئی نئی شرط سن کر آجاؤ گے۔"

"اس بار نہیں۔"

"میں کیسے مان لوں؟"

تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے؟ کیا میں نے کبھی کوئی ایسی بات کی ہے"

جسے میں پورا نہ کر سکوں؟" ہاتھ بڑھا کر اس کے گال پر رکھنا چاہا۔ آرمینے دو قدم پیچھے ہٹی۔ رائد کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔

"مجھے یقین ہے، لیکن۔۔۔"

"لیکن؟"

یہ کیا ہے؟" آرمینے نے فون نکال کر اس کے سامنے کیا۔ رائد نے فون" سکرین پر نظریں دوڑائیں۔ اس کی اور سیرینہ کی تصویر تھی۔ اس نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکا کر آرمینے کو دیکھا۔

اس کے کمنٹس پڑھو۔" اس نے فون رائد کے ہاتھ میں پکڑایا۔ جسے اس" نے صوفے پر اچھال دیا۔ اس وقت آرمینے کو دیکھنے سے زیادہ کچھ بھی

ضروری نہیں تھا،اتنے عرصے بعد وہ اس کے سامنے تھی۔

مجھے ضرورت نہیں ہے پڑھنے کی، میں جانتا ہوں کیا کمنٹس ہوں گے،"
لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"اس نے کندھے اچکائے۔ہاتھ بڑھا کر اس
کے بال کانوں کے پیچھے اڑسے۔

کیا فرق پڑتا ہے، بالکل کوئی فرق نہیں پڑتا، میں ہی پاگل ہوں بس۔""
آرمینے نے باہر کی طرف قدم بڑھائے، رائد نے بروقت بازو تھام کر اسے
روکا۔

تمہیں کیا بات پریشان کر رہی ہے، مجھے بتاؤ۔"نرمی سے اس کے گال پر"
ہاتھ رکھا۔

مجھے نہیں پتا، مجھے کچھ نہیں پتا۔اتنے عرصے سے ہمارا رابطہ نہیں ہے، مجھے" لگتا ہے اب تم میرے پاس واپس نہیں آؤ گے۔ تم کھو جاؤ گے کہیں، میں تمہیں ڈھونڈ بھی نہیں سکوں گی۔" آنکھوں میں آنسو بھرے وہ سر اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ رائد کو اسے تسلی دینی تھی، اسے بتانا تھا کہ وہ اسے کبھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔ لیکن اسے الفاظ بھول رہے تھے، اس کے دل کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی۔

"رائد۔۔ کچھ تو کہو۔"

کیا کہوں؟" نظریں اس کے لبوں سے ہوتی شفاف گردن تک گئیں۔"

تم مجھ سے دور تو نہیں جاؤ گے کبھی؟" دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے وہ" اس سے وعدہ لے رہی تھی۔

کبھی بھی نہیں۔"اس کی آواز مدھم تھی۔"

وعدہ؟"ایک آنسو آرمینے کی پلکوں پر آٹکا۔"

وعدہ۔"رائد نے اثبات میں سر ہلایا۔بے خود نظریں اس پر ٹکی تھیں۔"

وہ دونوں بازو اس کی گردن میں باندھ کر اس کے گلے لگی۔رائد بے حس و حرکت اپنی جگہ پر ساکت کھڑا تھا۔دل بہت عجیب ہو رہا تھا۔اس نے آہستہ سے دونوں ہاتھ اس کی کمر پر رکھے۔دل کی دھڑکن کانوں میں بج رہی تھی۔ آرمینے ابھی بھی کچھ کہہ رہی تھی،اسے آواز تو آرہی تھی لیکن وہ الفاظ کا مفہوم سمجھنے سے قاصر تھا۔اسے خود میں بھینچتے اس نے آنکھیں بند کیں۔ یہ پہلی بار تھا کہ اس کے قریب آنے پر اس کے دل نے اس طرح اپنی لے

بدلی تھی،اس طرح کہ وہ بے بس ہو رہا تھا۔کچھ پل گزرے اس نے آنکھیں کھولیں۔آرمینے کو خود سے الگ کیا،وہ تھوڑا سا دور ہوئی لیکن الگ نہیں۔

آرمینے۔۔۔"بہت آہستہ آواز میں اس کا پورا نام لیا۔آرمینے تک اس کی" آواز گئی ہی نہیں۔رائد کی رگوں میں خون کی گردش تیز ہو رہی تھی۔رگ رگ میں حشر بپا تھا۔وہ تھوڑی دیر اور ایسے رہتی تو۔۔۔

ارمن۔۔۔چھوڑو یار دور ہٹو۔"اسے بازو سے پکڑ کر خود سے دور کیا۔دو" قدم پیچھے ہٹا۔آرمینے نے حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا۔رائد کو کیا ہوا تھا؟

وہ آنکھوں میں حیرت لئے سادگی سے اسے دیکھ رہی تھی،رائد کی نظریں بھٹک رہی تھیں۔اختیار کم ہو رہا تھا،وہ جزبہ بہت شدید تھا۔اس کی نگاہیں اس کے لبوں سے الجھیں۔۔

آرمینے جاؤ یہاں سے۔"لب بھینچ کر وہ بمشکل چند لفظ ادا کر پایا۔سانسیں" سینے میں تنگ پڑ رہی تھیں۔

رائد۔۔۔"وہ اس کی طرف بڑھی۔"تم ٹھیک ہو، کیا ہوا ہے؟"اس نے ہاتھ اس کے بازو پر رکھنا چاہا۔وہ تیزی سے پیچھے ہٹا۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔ تمہیں کہہ رہا ہوں نہ جاؤ یہاں سے، تمہیں سمجھ نہیں آ" رہی۔جاؤ۔"اس کی آواز بلند ہوئی۔آرمینے بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی، رائد کبھی اس طرح اونچی آواز میں اس سے مخاطب نہیں ہوا تھا۔

رائد،"آرمینے کی آنکھوں میں آنسو آئے۔اسے کیا ہو گیا تھا۔وہ کس طرح" سے بات کر رہا تھا، کیوں اسے جانے کا بول رہا تھا۔

جاؤ یار، پلیز۔۔" وہ بے بسی سے کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ زور سے دروازہ مارا۔ اگلا ایک گھنٹہ وہ شاور کے نیچے سر دیئے کھڑا رہا۔ ایک گھنٹے بعد بھیگا لباس تبدیل کر کے وہ بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں آ کر لیٹا۔

اسے آرمینے کا خیال آیا، جو کچھ اسے کہا تھا وہ یاد آیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا۔ یہ کیا کر دیا تھا اس نے۔ وہ اس سے ہمیشہ ساتھ رہنے کا وعدہ لینے آئی تھی اور اس نے کیا کیا تھا، اسے جانے کا بول دیا؟ اپنی ارمن کو؟

وہ بھاگتے ہوئے کمرے کا دروازا کھول کے باہر نکلا۔ لیکن اس کے قدم رکے۔ وہ وہیں صوفے کے ساتھ گھٹنوں میں سر دیئے نیچے بیٹھی تھی۔ وہ آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے گردن

موڑ کر اسے دیکھا۔

آئم سوری!" آہستہ سے کہا۔ آرمینے کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔"

ارمن۔۔۔!" اس کے نزدیک کھسکتے ہوئے ایک بازو اس کے کندھے کے پیچھے سے گزار کر حلقے میں لیا۔ "آئم سوری!" دوسرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔ "ادھر دیکھو۔ پلیز۔

اب کیا ہے، کیوں آئے ہو، اس وقت تو جانے کا بولا تھا، اب کیوں آئے" ہو؟" سر گھٹنوں سے اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں۔ وہ اتنی دیر سے وہاں بیٹھی رو رہی تھی۔ رائد کا دل جیسے کسی نے کند چھری سے چیر دیا۔ "مجھے دور ہٹا دیا تھا نہ، اب کیوں آئے ہو پھر؟" وہ زکام زدہ آواز میں شکوے کر رہی تھی۔

آئم سوری۔آئندہ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔"اس کی طرف جھکتے ہوئے باری"
باری اس کی دونوں آنکھوں پر لب رکھے۔خود پر غصہ آیا،وہ کیسے اس کے
رونے کی وجہ بن گیا۔

آئندہ کبھی ایسا بولوں تو نے شک جان سے مار دینا۔تمہیں اجازت ہے۔""
اسے خود سے لگاتے ہوئے لبوں سے اس کے بالوں کو چھوا۔"چلو تمہیں گھر
"چھوڑ دوں۔

تم پھر چھوڑنے کی بات کر رہے ہو۔"وہ منہ بسور کر اس سے الگ ہوئی۔"

تمہیں وہاں چھوڑنے جا رہا ہوں تا کہ ہمیشہ کے لئے تمہیں اپنے پاس لا"
سکوں۔"صوفے پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہوئے وہ مسکرایا۔اپنا دایاں ہاتھ اس

کے سامنے پھیلایا۔وہ خفگی سے اس کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

ویسے تمہیں ہوا کیا تھا؟" وہ گاڑی میں تھے جب آرمینے نے منہ بسور کر" اس سے پوچھا۔

دماغ خراب ہو گیا تھا۔" وہ روڈ پر دیکھتے ہوئے ڈرائیو کر رہا تھا۔"

جان نکال دی تھی میری، دوبارہ کبھی ایسا مت کرنا۔" وہ ہمیشہ کی طرح لاڈ" سے بول رہی تھی۔

دوبارہ۔۔۔" وہ رکا، کچھ سوچا، پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگا، "دوبارہ جب" "دماغ خراب ہو گا تمہیں بتا دوں گا، تم ٹھیک کر دینا۔

تمہیں کہنا چاہیے تھا کہ پھر ایسا نہیں ہو گا، تم الٹا کہہ رہے ہو کہ واپس سے" تمہارا دماغ خراب ہو گا۔ حد ہے۔" وہ خفا ہوئی۔

دماغ تو اب خراب ہوتا رہے گا، لیکن دوبارہ کبھی تمہیں خود سے دور نہیں" کروں گا۔" اس کی منطق آرمینے کو سمجھ نہیں آئی۔" اچھا چھوڑو اسے، تمہیں پتا ہے میں مام ڈیڈ سے کہہ کر شادی کی ڈیٹ فکس کروانے لگا ہوں۔ اگر مام ڈیڈ یا حیدر انکل نے انکار کیا تو، میں پہلے ہی بتا رہا ہوں، میں تمہیں اغواہ کر لوں گا، پھر ڈھونڈتے رہیں گے یہ لوگ۔" وہ اتنے سیریس انداز میں" کہہ رہا تھا کہ آرمینے کو ہنسی آئی۔" ہنسو مت، میں ایسا ہی کروں گا۔

ایک شرط کے لئے تم نے اتنے مہینے مجھ سے بات تک نہیں کی۔ اور اب تم" "ایسا بول رہے ہو، ہنسی تو آئے گی۔

تب میں معصوم تھا، سمجھو پاگل، تبھی مان گیا اس شرط کے لئے، اب ایسا" کچھ نہیں ہونے والا۔" اس کی سنجیدگی میں فرق نہیں آیا تھا۔

دیکھیں گے۔" آرمینے نے آنکھیں گھمائیں پھر چہرے پر مایوسی آئی۔" ڈیڈ" نہیں مانیں گے۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"اب تو ان کو ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اب۔۔۔ میں کسی کی نہیں سننے والا۔"

"اب ایسا کیا ہوا ہے؟"

تم جان جاؤ گی۔۔۔ بہت جلد۔" اس نے گردن موڑ کر آرمینے کا روشن" چہرہ دیکھا۔ جو سادگی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

گھر آ گیا۔" وہ کھلے دروازے سے گاڑی اندر لے گیا۔ ڈرائیو وے پر کچھ " آگے جا کر گاڑی روکی۔

جاؤ،" اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتے اسے جانے کا کہا۔"

"تم نہیں آؤ گے؟"

"میں آؤں گا کچھ دن تک۔ اس بار یہ وعدہ رہا۔"

آرمینے گاڑی سے اتر کر داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ وہیں بیٹھے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اسے یاد تھا جب اس نے کہا تھا کہ وہ نکاح کے بعد دو تین سال تک شادی کا نام بھی نہیں لے گا۔ سب کاری ایکشن پتا نہیں

کیسا آنے والا تھا جب وہ شادی کی بات کرتا۔ لیکن اب اس نے ٹھان لیا تھا جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

وہ پچھلے تین منٹ سے دائیں ہاتھ کی انگلیاں میز پر بجاتے کسی گہری سوچ میں گم لگتا تھا۔ ہر نئی سوچ کے ساتھ چہرے کے اتار چڑھاؤ بھی تبدیل ہو رہے تھے۔

مراقبہ ختم ہو گیا ہو تو اب کچھ بولنا پسند کرو گے؟" آریز نے ضبط سے لب بھینچ کر مصنوعی سا مسکرا کر اسے دیکھا۔ جواباً اس نے ہنکارا ابھرا لیکن منہ سے کچھ نہیں بولا۔

رائد، اب پھوٹ بھی دو جو کہنا ہے، کتنی دیر سے سنسنی پھیلائی ہوئی ہے۔""

وہ زچ ہوا۔ رائد نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

"پہلے تو کبھی تم نے مجھے ایسے نہیں کہا، یہ درخشے سے شادی کا اثر ہے جو تم بدتمیز ہو گئے ہو۔" نفی میں سر ہلاتے افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"اب اس میں درخشے کہاں سے آ گئی۔ ڈرامے تمہارے خود کے ختم نہیں ہوتے، نام میری شادی کا لگا دو۔" آریز بیزار ہوا۔ "اب جلدی سے اپنی بات کرو، مجھے گھر بھی جانا ہے۔" اس نے گھڑی پر وقت دیکھا۔

"گھر جانے کی جلدی تو تمہیں ایسے ہے جیسے تمہاری محبوب بیوی کھانے پر تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔ جتنا میں جانتا ہوں، وہ اب تک ڈنر کر کے جانوروں کی سائیکالوجی پر ریسرچ کر رہی ہو گی۔ تمہیں خوامخواہ کی جلدی

پڑی ہوئی ہے جانے کی۔" سر کے پیچھے ہاتھ باندھ کر اس نے پیر لمبے کر کے میز پر رکھے۔" ویٹ آمنٹ، وہ اپنے ریسرچ ورک کے دوران دو تین بار کافی بناتی ہے، کہیں آج کل کافی بنانے والی ڈیوٹی تم تو نہیں دے رہے؟" اس نے مسکراہٹ دبائی۔

ہو گئی تمہاری بکواس؟ تم نے کوئی ضروری بات نہیں کرنی تو میں جا رہا ہوں۔" وہ چڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

اچھا سنو تو، یہ تم لوگ الگ شفٹ کیوں ہو گئے ہو؟ میرا مطلب ہے اتنا کوئی ضروری تو نہیں تھا، تمہیں درخشے نے کہا نہ شفٹ کرنے کا؟" وہ تھوڑا سا سنجیدہ ہوا۔ پیر میز سے ہٹا کر فرش پر رکھے اور ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔ آریز اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تھکے تھکے انداز میں واپس بیٹھا۔

تم نے مجھ سے مشورہ بھی نہیں کیا۔اور انکل آنٹی انہوں نے کچھ نہیں کہا؟"

ویسے تو مجھے یقین ہے انھوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہو گا۔" وہ پر یقین تھا۔

تمہیں سہی لگ رہا ہے، انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لیکن یہ فیصلہ "

مجھے خود بھی ٹھیک لگا۔ ہم ایک ہی گھر میں ہوتے ہوئے الگ کمروں میں

رہتے تو عجیب لگتا نہ تو بس اسی لئے۔" سرسری انداز میں کہتے اس نے

کندھے اچکائے۔

ایک بات پوچھوں؟ تھوڑی پرسنل ہے۔" رائد نے کان کھجایا۔"

مت پوچھو۔" آریز نے سر صوفے کی پشت سے ٹکایا۔"

اوکے، نہیں پوچھتا۔" وہ چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر خاموشی چھائی رہی۔"

"ویسے۔۔۔ تمہیں الگ شفٹ نہیں ہونا چاہیے تھا، اب دیکھو نہ، افسانے کی شادی ہو گئی ہے، وہ کبھی کبھار آتی ہے، تم بھی چلے گئے۔ ایسے میں آرمینے کی شادی کے بعد توحید رانکل اور سارا آنی بالکل ہی اکیلے ہو جائیں گے۔" وہ ہمدردی سے کہہ رہا تھا۔

"یہ تو ہے، لیکن ابھی تو آرمینے کی شادی کو دو تین سال رہتے ہیں، تب تک کیا پتا میں درخشے کو ایگری کر لوں۔" آریز نے پر سوچ انداز میں کہتے رائد کو تائیدی نظروں سے دیکھا۔ رائد نے سر پر ہاتھ پھیر کر خوامخواہ کمرے میں نظر دوڑائی۔ پھر مسکراتے ہوئے آریز کو دیکھا، شہادت کی انگلی آنکھ کے کنارے پر پھیری۔

آریز نے آنکھیں سکیڑ کر اس کے چہرے کو دیکھا۔ "کیا؟" رائد نے ابرو اوپر

اٹھائے۔

رائد بن طلال، کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں؟" آریز نے مشکوک انداز میں ایک ابرو اچکا کر اسے گھورا۔

کچھ بھی تو نہیں۔" اس نے دائیں بائیں سر ہلایا۔"

دو سال بعد ہے نہ آرمینے کی شادی؟" آریز نے کنفرم کرنا چاہا۔"

دو سال بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ مجھ سے نہیں ہوتا اتنا انتظار۔ میں اس بار گھر جاؤں گا تو مما سے بات کروں گا۔"

"تم کیا بات کرو گے؟"

یہی کہ دو مہینے کے اندر اندر شادی کی ڈیٹ فکس کریں۔"سادگی سے آریز" کو دیکھا جو گھورتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ایسا کچھ نہیں ہو رہا۔ڈیڈ بھی نہیں مانیں گے،اور" آرمینے کا یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہونا ہے ابھی۔یہ بہت جلدی ہے۔"آریز نے نفی میں سر ہلایا۔

تم کتنے احسان فراموش آدمی ہو،بھول گئے کس نے منایا تھا درخشے کو تم" سے شادی کرنے کے لئے؟میں نے،میں نے منایا اسے۔اب تم میرے لئے اپنے ڈیڈ سے بات تو کر ہی سکتے ہو۔"وہ ٹھان چکا تھا تو اب اپنے ارادے سے پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا۔

تم نے خود کہا تھا ڈیڈ سے کہ ابھی نکاح کر دیں، شادی تین سال بعد۔اب"
"پھر کیا ہو گیا ہے تمہیں۔

مجھے جو ہو گیا ہے، تمہیں بتایا تو تم نے منہ توڑ دینا ہے میرا۔"رائد نے نفی"
میں سر ہلایا۔"اور ویسے بھی نکاح ہوا تھا تو شادی بھی ہونی تھی،اس میں
حیران ہونے والی کیا بات ہے؟"اس نے بھنویں سکیڑ کر کندھے اچکائے۔
آریز کچھ پل اسے دیکھتا رہا، پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس تک آیا۔ تھوڑا سا
جھک کر دایاں ہاتھ اس کے چہرے کے سامنے کیا، پانچ انگلیاں کھول کر ہاتھ
اس کے منہ پر پھیرا اور مڑ گیا۔رائد کے حلق سے بے ساختہ قہقہہ نکلا تھا۔
آریز پیچھے مڑ کر دیکھے بغیر وہاں سے چلا گیا۔رائد نے ہنسی روکتے ہوئے میز پر
رکھے خالی مگ اٹھائے اور سیٹی پر کوئی دھن بجاتے ہوئے کچن کی طرف رخ
کیا۔

وہ لیونگ روم میں صوفے پر نیم دراز لیپ ٹاپ سینے پر رکھے اس کی کیز پریس کرتا کام میں مصروف تھا۔ گاہے گاہے گردن گھما کر درخشندے کے کمرے کے بند دروازے کی طرف دیکھتا۔

لگتا ہے وہ آج جلدی سو گئی۔ وہ مایوسی سے لیپ ٹاپ بند کرتا اٹھ کر بیٹھا۔ اسی وقت درخشندے کے کمرے کا دروازے کا لاک گھومنے کی آواز آئی۔ وہ کچھ ہی سیکنڈز میں باہر آنے والی تھی۔ آریز نے لیپ ٹاپ ایک طرف کرتے صوفے پر ہاتھ رکھتے پورے جسم کا وزن اس ہاتھ پر منتقل کیا اور صوفے کے دوسری طرف چھلانگ لگائی۔ فرش پر پاؤں جماتے اس نے کچن کی طرف دوڑ لگائی۔ یہ سب کرتے اسے دو سیکنڈ کا وقت لگا ہو گا۔ وہ کچن کی انٹرنس پر تھا جب درخشندے کمرے سے باہر آئی۔

آریز کافی کا ڈبہ کیبن سے نکال رہا تھا جب درخشے کچن میں داخل ہوئی۔ آریز نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور سادگی سے مسکرایا۔ جواباً وہ بھی رسمی سا مسکرائی۔

میں کافی بنانے آیا تھا۔" اس نے ہاتھ میں موجود ڈبا ہوا میں لہرایا۔"

"میں بھی۔"

میں اپنے لئے بنا رہا ہوں تو آپ کے لئے بھی بنا دیتا ہوں۔ آپ بیٹھیں۔"" اس نے ایک طرف رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

تمہیں زحمت ہو گی۔" اس نے رسمی سا جملہ بولا اور کرسی گھسیٹ کر"

نشست سنبھالی۔

نہیں زحمت کی کیا بات ہے، ویسے بھی میں کافی بہت اچھی بناتا ہوں۔" وہ" مسکراتے ہوئے سادگی سے کہہ رہا تھا۔ درخشندے نے دو انگلیوں سے کنپٹی دباتے ہوئے کہنیاں میز پر ٹکائیں۔

"تم اتنا دیر تک کیوں جاگتے ہو؟"

"آپ بھی تو جاگ رہی ہوتی ہیں۔"

میری تو روٹین ایسی ہے، اور جیسا میرا کام ہے مجھے روانہ آفیس وغیرہ نہیں" جانا ہوتا، جبکہ تمہیں صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے، پھر اتنا دیر تک جاگنے کی وجہ؟"

میں روز تو نہیں جاگتا، جس دن کام زیادہ ہوتا ہے بس اسی دن۔"اس نے" کنکھیوں سے اسے دیکھا۔گلابی ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بالوں کا جوڑا کئے وہ کافی کے انتظار میں بیٹھی تھی۔اس کی بات پر درخشے نے مسکرا کر سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

آپ کی کافی۔"آریز نے نظریں جھکائے ہوئے مگ اس کے سامنے رکھا۔" وہ زیادہ تر اس کی طرف دیکھے بغیر بات کرتا تھا،درخشندے کو عجیب تو لگتا لیکن اب عادت ہو گئی تھی۔

تھینکس۔"وہ مگ اٹھا کر چلی گئی۔آریز نے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔صبح" جس وقت وہ گھر سے نکلتا تھا وہ سو رہی ہوتی تھی،دوپہر کو حیدر ولا چلی جاتی تھی،آریز بھی آفس سے واپسی پر وہیں چلا جاتا،ڈنر کے بعد وہ دونوں اکھٹے واپس آتے،درخشندے گھر آتے ہی اپنے کمرے میں بند ہو جاتی۔ان کی

ابھی تک زیادہ بات نہیں ہوئی تھی۔

اس سب کے دوران جب وہ کافی بنانے کے لیے کمرے سے باہر آتی تھی آریز اس وقت کا انتظار کرتا تھا۔

وہ سر پر ہاتھ پھیرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کبھی تو ان کے درمیان سب نارمل ہو گا، وہ پر امید تھا۔

چائے۔" وہ ایک ہاتھ سے فون کان پر رکھے بات کرتے ہوئے دوسرے" ہاتھ سے جلدی جلدی لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا جب افسانے نے چائے کا کپ میز پر رکھا۔ سر کے خم سے اس کا شکریہ ادا کرتے وہ ہلکا سا مسکرایا۔ وہ

منہ پھلائے سامنے والے صوفے پر جا بیٹھی۔وہ دونوں مہرداد کے سہند میں موجود اپارٹمنٹ پر تھے۔لوگ سہی کہتے تھے وہ مہینوں گھر سے غائب رہتا تھا۔کیونکہ وہ پہلوی ہاؤس جانے کے بجائے اپنے اپارٹمنٹ پر رہنا زیادہ پسند کرتا تھا۔

مہرداد نے کال بند کی اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔

یہ چائے بنانے والا تم نے بہت اچھا کام کیا۔بہت طلب ہو رہی تھی۔""

چائے کا کپ لبوں سے لگاتے وہ اس کا احسان مند ہوا۔

مجھ سے کہہ رہے ہو یا اپنے چہیتے فون سے؟"اس نے مسکرا کر طنز کیا۔"

"اب اتنا بھی فون یوز نہیں کرتا میں جتنا تم طنز کر رہی ہو۔"

جو بھی، خیر میں سونے جا رہی ہوں تھوڑی دیر کے لئے، ڈسٹرب مت" کرنا۔" اسے حکم دے کر وہ یہ جا وہ جا، پیچھے مہر داد بڑبڑا کر رہ گیا، وہ بھلا کب ڈسٹرب کرتا تھا اسے۔

میں بتاؤں، کب ڈسٹرب کرتے ہو تم؟" افسانے کی تیز آواز پر اس نے" دانت پیس کر اس کی طرف دیکھا۔

یہی رہتا تھا بس، تم نے مائنڈ ریڈنگ بھی سیکھ لی، اب سے میں دل میں" "سوچتے ہوئے بھی احتیاط کروں کیا؟

جو بھی کرو۔ ہونہہ۔" وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اس کے پیچھے گم ہو گئی۔" داد واپس لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ درخشندے کے ساتھ اس کی دوست کے کیفے کی اوپننگ پر آئی ہوئی تھی جب اس کا فون بجا۔ وہ درخشے اور اس کی دوست سے معذرت کرتے ہوئے فون آن کرتے ہوئے قدرے کم رش والی جگہ کی طرف بڑھی۔

مرحبا! "رائد کی فریش سی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔"

مرحبا! "آرمینے کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آن ٹھہری۔"

تم مجھے یاد کر رہی تھی نہ؟" مسکراتے لہجے میں سوال کیا گیا۔"

"نہیں۔"

"جھوٹ۔"

"سچ۔۔"

میں نہیں مانتا، میرا دل کیا کہ میں تمہاری آواز سنوں، تو اس کا مطلب تو" یہی ہے کہ تم مجھے یاد کر رہی تھی۔" اس کی اپنی منطق تھی۔

میں نے صبح یاد کیا تھا تمہیں، ابھی تو میں درخشے کے ساتھ ان کی دوست" کے کیفے آئی ہوں۔" وہ سادگی سے کہہ رہی تھی۔

بس پھر تمہاری یاد ابھی پہنچی ہے مجھ تک۔ زمینی فاصلہ بھی بہت ہے نہ۔""

اس نے سمجھنے والے انداز میں کہا۔

ہاں جی زمینی فاصلہ تو حقیقت ہے۔" وہ کرسی کی پشت کو انگوٹھے سے کھرچ" رہی تھی۔

تم ٹھیک ہو؟ کیا کوئی بات ہوئی ہے؟" وہ اس کے انداز پر ٹھٹکا۔"

مجھے یہاں کسی یونیورسٹی میں ایڈمیشن نہیں لینا۔ لندن جانا ہے، مام ڈیڈ کو" بتایا تو انہوں نے منع کر دیا۔" وہ زیادہ دیر دل میں بات نہیں رکھ سکی۔

لندن؟ لیکن کیوں؟ میرا مطلب ہے یہاں بھی تو اتنی اچھی یونیورسٹیز" ہیں۔"

"کہا تو ہے یہاں نہیں لینا ایڈمیشن۔"

"لیکن کوئی وجہ بھی تو ہو؟"

"بس میرا دل کر رہا ہے۔"

رائد کچھ سیکنڈز اس کی بات پر سوچتا رہا۔

تم سنجیدہ ہو؟" اس نے پر سوچ انداز میں سوال کیا۔"

ہوں تو سہی۔" وہ ارد گرد نظر آتے لوگوں کے خوش باش چہرے دیکھ رہی تھی۔

اوکے۔میں بات کروں گا حیدر انکل اور سارا آنی سے۔تم نے جو"
یونیورسٹیز شارٹ لسٹ کی ہیں ان کے نام بھیجو مجھے۔میں دیکھتا ہوں۔"
اطمینان سے کہتے ہوئے اب وہ آگے کا لائحہ عمل سوچ رہا تھا۔

تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے نہ؟میرا مطلب ہے تم نے یہ نہیں کہا کہ "
اتنی دور اکیلے جانے کی کیا ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ۔"وہ اس کے اتنی
جلدی مان جانے پر تھوڑی حیران ہوئی۔

نہیں مجھے کیا اعتراض ہو گا۔تم نے کچھ تو سوچا ہو گا،ایسے ہی تو نہیں فیصلہ کر "
"لیا۔

فیصلہ نہیں کیا۔ابھی صرف سوچا تھا اور مام ڈیڈ نے اس سوچ کو ہی ریجکٹ "
کر دیا۔"اس کی آواز میں مایوسی اتری۔

وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہیں، تم کبھی گھر سے دور نہیں رہی۔ایک بالکل"
"انجان ملک میں کیسے بھیج دیں وہ تمہیں۔تم وہاں پر کیسے مینیج کرو گی۔۔۔

افسانے کے کہیں جانے پر تو کبھی اعتراض نہیں کیا۔ان کو تو انجان ملک"
"میں شادی تک کر کے بھیج دیا۔

میں اسی بات پر آرہا تھا، دیکھو۔۔انہیں لگتا ہے کہ کوئی پرابلم ہو، کوئی"
سچویشن ہو افسانے اچھے سے ہینڈل کر سکتی ہے، جبکہ تمہیں دنیا کا اتنا پتا نہیں
ہے، تمہیں اکیلے بھیجنے کا رسک وہ نہیں لے سکتے۔"اس نے حیدر اور سارا کا
پوائنٹ آف ویو سامنے رکھا۔

سب یہی سمجھتے ہیں۔اب میں اتنی بھی پاگل اور بیوقوف نہیں ہوں۔"اس"

نے منہ بسورا۔

میں تو نہیں سمجھتا ایسا۔ ویسے بھی مجھے اندازہ ہے کہ تم یہاں ایڈمیشن کیوں" نہیں لینا چاہتی۔" اس نے اطمینان سے کہا۔

"کیوں؟"

بتاؤں گا، ویسے جہاں تک میری معلومات ہیں لندن کی جو ٹاپ یونیورسٹیز" ہیں ادھر فی الحال ایڈمیشن نہیں ہو رہے ہوں گے، چار چھ مہینے تو لگیں گے تو ابھی تم اپنی چھٹیاں انجوائے کرو۔ اچھا ابھی مجھے جانا ہے، میں بعد میں بات کرتا ہوں۔ اوکے؟" نرمی سے کہتے ہوئے جانے کی اجازت چاہی۔

اوکے، ویسے کال کیوں کی تھی؟" وہ لب دبا کر شرارت سے بولی، ذہن"

ایک دم ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔رائد نے کہہ دیا تھا تو اب اسے یقین تھا کہ وہ مام ڈیڈ کو بھی قائل کر لے گا۔

بتایا تو تھا، تمہاری یاد آ رہی تھی، تمہاری آواز سننا تھی سن لی۔اب میرا" وقت اچھا کٹ جائے گا۔" مسکراتے لہجے میں شرارت سے کہا۔"اب میں "فون رکھتا ہوں، اپنا خیال رکھنا۔

کال بند ہوئی تو وہ مسکراتے ہوئے درخشے کی طرف بڑھ گئی۔موڈ خوشگوار ہو چکا تھا، اب اس کا بھی وقت اچھا کٹنے والا تھا یقیناً۔

میز پر رکھا گلوب گھماتے ہوئے وہ کافی دیر سے سوچ میں گم تھا۔اس نے

فلو فوبیا پر پوری ریسرچ کی تھی، وجوہات، علامات، علاج۔۔۔سب کچھ۔

یقینی طور پر یہ فوبیا قابلِ علاج تھا، لیکن اب مسلہ یہ تھا کہ اسے معلوم نہیں تھا کہ درخشے کا فوبیا کس حد تک تھا، اس کی شدت کیا تھی۔ یہ جاننے کے لئے اسے اس کے قریب جانا پڑتا، اور یہ وہ پوائنٹ تھا جس پر وہ کنفیوز تھا۔ وہ اس کے قریب جائے تو پتا نہیں اس کا کیا ری ایکشن ہو۔ جبکہ وہ اس سے وعدہ بھی کر چکا تھا کہ وہ اس کی مرضی کے بغیر اس کے نزدیک نہیں جائے گا۔ اب اگر وہ ایسا کرتا تو وہ پتا نہیں کیا سمجھتی اسے۔ شاید وہ اسے ناپسند کرنے لگے۔

اب وہ عجیب سے مخمصے کا شکار تھا۔ علاج سے پہلے بیماری کی شدت جاننا ضروری تھا، اس کا فوبیا کس سٹیج پر تھا، یہ جانے بغیر وہ آگے کا لائحہ عمل طے نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن کہیں نہ کہیں سے شروع تو کرنا تھا، گہری سانس بھر کر وہ ایک نتیجے پر

پہنچتے وہاں سے اٹھ گیا۔اب جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔یہ مشکل ہونے والا تھا، یقیناً۔

وہ نماز پڑھ رہا تھا جب افسانے فون پر نظریں جمائے وہاں آئی، راستے میں پڑے غالیچے (فلور رگز) میں اس کا پاؤں اٹکا اور وہ دھڑام سے نیچے گری۔ فون ہاتھ سے چھوٹ کر تھوڑی دور فرش پر گرا، اس نے بچنے کی کوشش کرتے دونوں ہاتھ فرش پر ٹکائے، یہ شکر تھا کہ گھٹنے نرم سے غالیچے پر لگے تھے، گرتے گرتے سنبھل کر وہ اٹھنے لگی تو ڈس بیلنس ہو کر وہیں کروٹ پر دوبارہ گری۔وہ جھنجھلا کر سیدھی ہوئی۔فون اٹھا کر الٹ پلٹ کر چیک کرتے ہوئے اسے ایسے ہی خیال آیا تو مہرداد کی طرف دیکھا۔کہیں اس نے دیکھا تو نہیں تھا۔

مہرداد کا نماز پڑھتا ہوا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ یقیناً ہنسی روک رہا تھا۔ افسانے جی بھر کر بدمزہ ہوئی۔ اب وہ اس کا ریکارڈ لگائے گا۔

وہ فریج سے پانی کی بوتل نکال رہی تھی جب مہرداد کی چڑاتی ہوئی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

مزہ آیا، مجھ پر طنز کر رہی تھی، میں تو کبھی نہیں گرا فون دیکھتے ہوئے۔ تم" ہی فرش کو سلامی دے رہی تھی۔ ویسے کیا شاندار طریقہ تھا گرنے کا۔" وہ چٹخارے لینے والے انداز میں بول رہا تھا۔

افسانے دانت پیس کر اس کی طرف مڑی۔ کچھ کہنے کو لب وا کیے لیکن وہ اسے پلٹتا دیکھ کر چڑاتے ہوئے ایکٹ کر کے دکھا رہا تھا کہ وہ کیسے گری،

افسانے کچھ دیر اس کی اوور ایکٹنگ دیکھتی رہی، جو ہوا میں ہاتھ لہرا کر سلو موشن میں فرش کی طرف جھکتا پھر سیدھا ہو کر ہوا میں فون پکڑنے کی کوشش کرتا، افسانے نے دانت پر دانت جما کر اسے دیکھا، پھر دونوں ہاتھ اس کے بازو پر رکھ کر زور سے دھکا دیا، یہ اتنا اچانک ہوا مہر داد کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا، وہ دیوار سے جا کر لگا تھا۔ کندھے پر زور سے دیوار لگی۔ بڑا آیا اس پر ہنسنے والا۔

تم بچ جاؤ مجھ سے اب،" وہ سنبھل کر اس کی طرف لپکا۔" پکڑ کر تو دکھاؤ" پہلے۔" آرمینے نے لونگ روم کی طرف دوڑ لگائی۔ وہ صوفے پر سے پھلانگ کر اس کی طرف آیا تو وہ کمرے کی طرف بھاگی۔ وہ دونوں آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے۔

تم آرام سے نہیں بھاگ سکتی۔ ابھی پھر گر جاتی تو؟" وہ اس تک پہنچ چکا تھا،"

بازو سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا۔

تو کچھ بھی نہیں تم ہنستے رہتے، ایسے۔۔"اس کے ہنسنے کی نقل اتار کر" دکھائی۔

اب میں ایسے بھی نہیں ہنستا۔" وہ برا مان گیا۔"

ہاں تم اس سے بھی خراب ہنستے ہو۔" وہ بھی خفا تھی۔"

جھوٹی، تین دن پہلے تم نے ہی کہا تھا کہ میں بہت پیارا لگتا ہوں ہنستے" ہوئے۔"

تو وہ تین دن پہلے کی بات تھی، اب اگر تم مجھے اتنے دن اگنور کرو گے تو زہر"

ہی لگو گے۔"اس نے ناک چڑھا کر کہا۔

"میں نے کب تمہیں اگنور کیا،استغفر اللہ۔"

ایسا ہی ہے۔" وہ اپنی بات پر مصر تھی۔"

میں تھوڑا سا مصروف تھا، تم جانتی ہو، میں اپنا بزنس الگ کر رہا ہوں اور" میرے ماموں لوگ، جس طرح کے وہ ہیں، زرا سا میرا دھیان بھٹکا اور ان لوگوں کو موقع مل جائے گا مجھے نقصان پہچانے کا۔"اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔وہ سنہری آنکھوں میں خفگی لئے کھڑی تھی۔

میں نے تمہیں چار مہینے پہلے کہا تھا کہ کچھ دن کے لئے آؤٹ آف کنٹری" چلتے ہیں، کسی اچھی پر سکون جگہ پر۔ لیکن تمہیں وقت ہی نہیں مل رہا۔" بازو

چھڑا کر وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔

"ہم اسی مہینے گئے تو تھے تمہارے بھائی کی شادی پر۔"

ہاں جی گئے تھے، بھاگم بھاگ گئے تھے، فنکشن اٹینڈ کئے اور واپس۔ کسی" سے ڈھنگ سے بات کرنے کا موقع تک نہیں ملا۔" اس کی شکایتوں کی لسٹ لمبی تھی۔

نیکسٹ منتھ پکا ہم کہیں باہر جائیں گے۔" وہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے" کان کھجاتے ہوئے بولا۔ افسانے ہونہہ کرتے ہوئے کروٹ بدل گئی۔ مہرداد نے کمبل ہلکا سا کھینچا۔

تمہیں یہاں جگہ نہیں ملے گی، اپنا الگ لحاف لے کر آؤ۔" وہ اپنے کمبل کو"

مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھی۔

دیکھو تم یہ، کمبل الگ کرنے والا کام نہ کیا کرو، اس بات پر کوئی مذاق"
"نہیں۔

"نہیں تم ابھی بھی ہنسو، جیسے میرے گرنے پر ہنس رہے تھے، ہونہہ۔"

اچھا سوری،" وہ فوراً معذرت خواہ ہوا۔ اس وقت اس کی ناراضی مول لینا"
مطلب الگ کمبل میں سونا یا پھر صوفے پر۔ وہ پہلے بھی کر چکی تھی اس کے
ساتھ ایسا۔

ادھر تو دیکھو۔۔" اس نے مسکین سی شکل بنائی، افسانے کو ترس آ گیا۔"

اچھا ٹھیک ہے آ جاؤ،" اس کے کہنے پر وہ جلدی سے کمبل میں گھسا۔"

"زیادہ پھیلنے کی ضرورت نہیں ہے، تمیز سے سو جاؤ اب۔"

"ایک تم، ایک تمہارا یہ کمبل، دونوں مجھے تمیز سے نہیں رہنے دیتے۔"

"مہرداااد،"

"جانم،"

"شٹ اپ۔"

آئی لو یو مور۔" اس نے ہنستے ہوئے اس کی دائیں آنکھ کے کنارے کو لبوں"

سے چھوا۔اس کی ڈھٹائی پر افسانے کو بھی ہنسی آئی۔

"تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔۔"

مجھے سدھرنے میں کوئی پرابلم نہیں لیکن پھر تم خود ہی پیروں فقیروں کے "
" پاس جادو ٹونہ کروانے جاؤ گی کہ شوہر پیار نہیں کرتا۔

" باتیں بنانا تو کوئی تم سے سیکھے۔"

"میں سکھاؤں گا ہی نہیں۔"

ان کے ہنسنے بولنے کی آوازوں پر کھڑکی سے جھانکتا چاند بھی مسکرا دیا تھا۔

طلال کمرے میں آئے تو فاطمہ کتاب ہاتھوں میں پکڑے ہوئے سامنے دیوار کو دیکھ رہی تھیں۔ چہرے پر فکر کی پرچھائیاں تھیں۔

فاطمہ۔۔" دو تین بار آواز دینے پر بھی کوئی رسپانس نہیں آیا تو انہوں نے" ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جی؟" فاطمہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔"

کیا سوچ رہی ہو؟" وہ ان کے پاس بیٹھ گئے۔"

"میں درخشے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ مجھے خوش نہیں لگتی۔"

کیا مطلب؟اس نے کچھ کہا ایسا؟ابھی تو شادی ہوئی ہے اس کی، کیا آریز" نے کچھ کہا اسے؟" وہ متفکر ہوئے۔

نہیں کچھ نہیں ہوا، آریز تو اتنا اچھا بچہ ہے وہ بھلا کیا کہے گا اسے۔میں یہ کہہ " رہی تھی کہ وہ اور آریز نئے شادی شادہ جوڑے کی طرح خوش نہیں لگتے۔ ان دونوں کے مابین محبت نہ سہی ایک کمٹمنٹ تو نظر آئے، مجھے لگ رہا ہے ہم نے اس پر دباؤ ڈال کر شادی کے لئے راضی کر کے غلط کر دیا۔میں نے فون پر آریز کا پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ اپنے کمرے میں ہو گا، اب اس بات کا کیا مطلب ہوا؟ کیا وہ لوگ ساتھ نہیں رہتے؟ یا پھر لڑائی ہوئی ہے ان کی؟" وہ فکر مندی سے کہہ رہی تھیں۔

تم زیادہ سوچ رہی ہو، ایسا کچھ بھی نہیں ہو گا۔ان دونوں کا مزاج تھوڑا سا"

الگ ہے ایک دوسرے سے، ٹھیک ہو جائیں گے وہ، تم کیوں ٹیپیکل پوزیسو ماؤں کی طرح ان کی پرسنل باتوں کی ٹوہ لے رہی ہو۔" وہ لاپرواہی سے کہہ کر اٹھ گئے۔ انہیں تو سب کچھ ٹھیک لگا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ کا، میں اپنی بیٹی کے لئے پریشان بھی نہ ہوں؟" فاطمہ" ناراض ہوئیں۔

تمہارا فکر کرنا درست ہے، لیکن تمہیں ان کی پرائویسی کا خیال رکھنا چاہیے،" وہ دونوں سمجھدار ہیں، انہیں اپنے لئے خود فیصلے کرنے دیں۔" انہوں نے نرمی سے اپنا نظریہ بیان کیا۔ فاطمہ بے دلی سے سر ہلا کر رہ گئیں۔

وہ سستی سے قدم اُٹھاتا اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو پورے اپارٹمنٹ کی لائٹس آن تھیں جس کا مطلب تھا کہ درخشے گھر آچکی تھی۔ان کی شادی کو ایک مہینہ ہو گیا تھا، لیکن ان کے درمیان بات چیت نہ ہونے کے برابر تھی۔وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا بھی تو درخشے لئے دئے انداز میں رہتی تھی۔

آ گئے تم، "درخشے کی نظر اندر آتے آریز پر پڑی۔وہ تکان سے مسکراتے" ہوئے اثبات میں سر ہلاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔درخشندے نے غور سے اس کا انداز دیکھا، وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

آریز کپڑے تبدیل کر کے کچن میں آیا تو درخشے کھانا میز پر لگا چکی تھی۔آریز کو دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرائی۔

مجھے لگا شاید تم نے کھانا نہ کھایا ہو۔"اس نے کھانے کی طرف اِشارہ کیا۔"

تھینک یو،"وہ ہلکا سا مسکرا کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔"

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟"وہ تھوڑا فکر مندی سے اس کا بجھا بجھا انداز دیکھ رہی تھی۔آریز نے اثبات میں سر ہلایا۔وہ کندھے اچکا کر کچن سے باہر چلی گئی۔اب وہ نہیں بتانا چاہ رہا تھا تو وہ کیوں زبردستی کرتی۔

وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے ہیڈ فون لگائے کوئی ڈاکیومنٹری دیکھ رہی تھی جب آریز نے کافی کا مگ اس کے سامنے رکھا۔

میں ادھر بیٹھ جاؤں؟"اس کے ساتھ صوفے پر اشارہ کیا۔درخشے کے اجازت دینے پر وہ اس کے ساتھ تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر بیٹھا۔کنکھیوں سے

درخشے کو دیکھا۔ وہ مگن انداز میں لیپ ٹاپ سکرین پر چلتی ڈاکیومنٹری دیکھ رہی تھی۔ کافی ختم کر کے وہ لیپ ٹاپ بند کرتے اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی،

"درخشے،" آریز بھی اس کے ساتھ اٹھا۔ "مجھے کچھ بات کرنی ہے۔"

میں سن رہی ہوں، بولو۔" جھک کر لیپ ٹاپ میز پر رکھ کر وہ سیدھی ہوئی،" اب وہ مکمل طور پر اس کی جانب متوجہ تھی۔ سیاہ آنکھیں اس کی سنہری بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں۔

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آریز کو الفاظ بھولنے لگے۔ وہ کیا کہنے والا تھا، اس نے یاد کرنا چاہا۔

میں نے آپ سے ایک وعدہ کیا تھا، اگر میں اس وعدے پر قائم نہ رہوں"

تو؟"اس نے کہہ ہی دیا۔اس کی بات پر درخشے کے چہرے کا رنگ بدلا تھا،وہ سمجھ گئی تھی وہ کس وعدے کی بات کر رہا تھا۔اس نے وہاں سے جانا چاہا لیکن آریز نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے جانے سے باز رکھا۔

ہاتھ چھوڑو۔"کہنے کے ساتھ اس نے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اس کی گرفت" سے آزاد کروانے کی کوشش کی۔

نہ چھوڑوں تو،"وہ تھوڑا سا اس کے نزدیک ہوا۔"

آریز۔۔۔"اس کی آواز ہلکی سی کپکائی۔"نو۔۔۔"اس نے پیچھے ہٹنے کی" کوشش کی۔آریز نے اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھا۔ماتھا اس کی پیشانی پر ٹکاتے اس نے نرمی سے درخشے کی گردن پر ہاتھ رکھا،

آریز۔۔۔"اسے پیچھے کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ لیکن"
وہ تو جیسے سننے سے بے بہرا ہو چکا تھا۔

درخشم۔۔!"ہلکا سا جھک کر اس کے کان کے ساتھ لب جوڑے وہ آہستہ"
سے بولا۔

نو۔۔"اس کا جسم کپکپاہٹ کا شکار تھا۔ مساموں سے پسینہ پھوٹ نکلا، دل"
کی دھڑکن خطرناک حد تک بڑھ چکی تھی۔ کندھوں کے مسلز میں ہوتا درد نا
قابل برداشت ہوتا جا رہا تھا۔ وہ اسے خود سے دور دھکیلنا چاہتی تھی، لیکن وہ
حرکت کرنے سے قاصر تھی۔ آنکھیں کسی ایک منظر پر ٹھہرنے سے قاصر
تھیں۔ کان سائیں سائیں کر رہے تھے، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا،
خطرناک حد تک بڑھی دھڑکن اب بالکل ہی مدھم ہو رہی تھی۔ وہ کسی بے
جان چیز کی طرح آریز کی بانہوں میں جھول گئی۔

درخشے۔۔"ایک ہاتھ سے اسے سنبھالتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کا" گال تھپتھپایا۔وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

یااللہ۔۔"اس نے بہت احتیاط سے اسے صوفے پر لٹایا۔"

درخشے،"اس کا گال تھپتھپایا، کلائی پکڑ کر نبض چیک کی جو بہت مدھم" محسوس ہو رہی تھی،

درخشم۔۔"اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر چیک کرتا وہ بری طرح پریشان ہو" رہا تھا۔اسے معلوم نہیں تھا کہ درخشے کا اتنا شدید ری ایکشن ہو گا۔

وہ سیکنڈز میں اپارٹمنٹ سے باہر نکلا تھا،ان کے سامنے والے اپارٹمنٹ میں

ڈاکٹر ایما رہتی تھیں۔وہ ان کے دروازے پر پہنچا۔زور زور سے دروازہ بجاتے ہوئے اس کی سانس بے ترتیب تھی۔اس نے ڈور بیل پر انگلی رکھی اور تب تک نہیں ہٹائی جب تک دروازہ کھل نہیں کھل نہیں گیا۔

مائی وائف۔۔"دروازہ کھلنے پر ڈاکٹر ایما کا چہرہ دیکھتے وہ اتنا ہی کہہ سکا،ہاتھ" سے اپنے اپارٹمنٹ کی طرف اِشارہ کیا۔ڈاکٹر ایما فوراً اس کے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئیں۔

آدھے گھنٹے بعد وہ ڈاکٹر ایما کے ساتھ اپارٹمنٹ سے باہر آتا دکھائی دیا۔

ابھی ٹھیک ہے وہ تم پریشان مت ہو۔ایک گھنٹے تک اسے ہوش آجائے گا،" وہ اٹھے تو انار کا جوس لازمی پلا دینا اسے،"انہوں نے اسے تسلی دی۔"لیکن ہوا کیا تھا؟کیا پہلے بھی ایسے ہوتا ہے؟تم ایسا کرو اسے ہاسپٹل لے جاؤ مکمل

چیک اپ اور ٹیسٹ کرواؤ۔" وہ اس کی سنے بغیر ہمدردی سے بولتی جا رہی تھیں۔

جی میں لے جاؤں گا اسے ہاسپٹل۔ آپ کا شکریہ، میں نے آپ کو کافی زحمت دی۔" وہ ان کے اپارٹمنٹ تک ان کے ساتھ آیا۔

کوئی بات نہیں، ویسے مجھے لگتا ہے تم خود بھی اسے فرسٹ ایڈ دے سکتے تھے، تمہاری فرسٹ ایڈ کٹ میں موجود چیزوں کو دیکھ کر لگتا ہے تمہیں بیسک ایمرجنسی میڈیکل ٹریٹمنٹ کا پتا ہے، لیکن تم بس گھبرا گئے تھے۔" وہ نرمی سے کہتے ہوئے اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئیں۔

ایسا ہی ہے، آپ کا بہت شکریہ، میں آپ کا یہ احسان یاد رکھوں گا۔ میرے لائق کوئی کام ہو تو مجھے ضرور بتایئے گا۔" ڈاکٹر ایما کو چھوڑ کر وہ واپس اپنے

اپارٹمنٹ آیا۔ درخشے ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔ وہ چلتے ہوئے اس کے ساتھ رکا۔ اس کے ہاتھ کی پشت پر موجود انجیکشن کا نشان دیکھا۔ دور کہیں دل میں تکلیف اٹھی تھی۔ کیا وہ اس کو اس حال میں دیکھ سکتا تھا؟ اس نے خود سے سوال کیا۔ جواب نفی میں تھا، وہ اپنی وجہ سے اسے مشکل میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ اس نے ہمیشہ اس کا مغرور انداز دیکھا، تو آج اس طرح اسے ہوش و خرد سے بیگانہ دیکھنا آریز کے لیے بہت تکلیف دہ امر تھا۔ وہ دوبارہ یہ منظر نہیں دیکھنا چاہتا تھا، کبھی بھی نہیں۔ وہ اس کے صوفے کے ساتھ نیچے فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔ میز سے کمر ٹکا کر وہ اس کے اٹھنے کا انتظار کر رہا تھا۔

پتا نہیں کتنا وقت بیتا، وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے اس کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اس کے رد عمل کے بارے میں سوچ رہا تھا، وہ کیا کرے

گی اب، کیا کہے گی، تھپڑ بھی مار دیتی تو وہ تیار تھا، اتنا تو بنتا تھا اس کا۔ صرف ایک امکان تھا جو وہ سوچنا نہیں چاہتا تھا۔۔ کہیں وہ اسے چھوڑ کر نہ چلی جائے۔اس کے علاوہ وہ جو کرے اس کے ساتھ اسے قبول تھا۔

درخشے کی آنکھوں کی پتلیوں میں جنبش ہوئی، چند سیکنڈ بعد اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھی، پاؤں صوفے سے نیچے اتارے، پلکیں دو بار جھپک کر سامنے دیکھا۔ آریز کو دیکھ کر وہ لب بھینچ گئی۔

آریز اسے اٹھتے ہوئے دیکھ کر ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا۔

آئم سوری،" اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھ کر جاتی، وہ جلدی سے بولا۔"

"میں جانتا ہوں میں نے وعدہ خلافی کی، لیکن آپ سن تو لیں کی میں نے ایسا

کیوں کیا؟" وہ ملتجی لہجے میں کہہ رہا تھا۔

تمہیں لگتا ہے میں تمہاری کوئی بات سنوں گی؟" وہ ضبط سے اسے دیکھ رہی تھی۔

نہیں، لیکن سننی چاہیے، پلیز۔" وہ اس کے قدموں میں بیٹھا درخواست گزار ہوا۔

نہ سنوں تو کیا کرو گے؟ لیٹ می تھنک۔۔اوہاں، تم وہی کرو گے جو آج کیا" تم نے، اب تو تمہارے ہاتھ میری کمزوری آگئی ہے نہ۔اب تو تم مجھے ڈرا دھمکا بھی سکتے ہو۔ لیکن یہاں پر تم غلط ہو، تم مجھے کمزور سمجھنے کی غلطی مت کرنا آریز حیدر۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ نفی میں سر ہلا کر بولی۔

میں آپ کو کمزور نہیں سمجھتا، میں جانتا ہوں آپ بہت مظبوط ہیں۔" وہ" بہت نرمی سے بول رہا تھا۔" میں نے جو کیا وہ غلط تھا، میں شرمندہ ہوں، میں بہت بہت شرمندہ ہوں، مجھے آپ کی بات کا احترام کرنا چاہیے تھا، میری طرف سے وعدہ خلافی ہوئی ہے لیکن آئیندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔" وہ اپنے الفاظ کے چناؤ میں احتیاط کر رہا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے الفاظ پکڑے۔

غلطی مجھ سے ہوئی، مجھے یہ شادی کرنی ہی نہیں چاہیے تھی۔ ظاہر ہے تم" اب میرے شوہر ہو، اور تمہیں اپنے حقوق چاہیے ہوں گے، تم میری خاطر اپنے جذبات کی قربانی کیوں دو۔" اس نے بے تاثر لہجے میں کہا۔ آریز نے نفی میں سر ہلایا، لیکن وہ اپنی کہہ رہی تھی۔" وعدہ کرتے وقت تمہیں لگا ہو گا، یہ ابھی ایسے ہی کہہ رہی ہے، بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ امید ہے اب تمہیں سمجھ آگئی ہو گی کہ میں نے کیوں رکھی تھی وہ شرط۔ اور ویسے بھی

میں نے کہا تو تھا کہ تم دوسری شادی کر سکتے ہو، میری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے، تم کسی کے ساتھ ریلیشن بنانا چاہو میں کبھی تم سے نہیں پوچھوں گی۔ ظاہر ہے تمہاری کچھ ضروریات۔۔۔"آریز کے کان سرخ ہوئے، درخشے کی بات تمانچے کی طرح لگی تھی اسے۔

میں نے کہا نہ آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔"اس کی بات کاٹتے ہوئے وہ وہاں" سب اٹھ گیا۔

میں طنز نہیں کر رہی، مجھے تمہارے لئے برا محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن میں" نے تو پہلے ہی بتایا ہی تھا، کہا بھی تھا کہ اس شادی سے انکار کر دو۔ لیکن تمہیں مجھ سے شادی کرنی تھی، کر لی۔"اس نے کندھے اچکائے، "آئم سوری، مگر میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ مجھے لگا تم قابل اعتبار ہو، میں نے تمہاری زبان پر اعتبار کیا، لیکن خیر۔۔۔مجھے لگتا ہے یہ شادی یہیں تک تھی، ہمیں

الگ ہو جانا چاہیے اب۔" وہ ہموار لہجے میں کہہ رہی تھی۔

میں نے کہا کہ یہ سب دوبارہ نہیں ہو گا، آپ کو سمجھ نہیں آ رہی۔ شرمندہ" ہوں میں، اب کیا جان دے کر ثابت کروں؟" آریز کی آواز بلند ہوئی۔

تم غصہ کیوں کر رہے ہو؟ غصہ تو مجھے کرنا چاہیے۔ اعتبار تم نے توڑا ہے" میرا۔ لیکن میں تو پھر بھی آرام سے بات کر رہی ہوں۔" سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

کیونکہ آپ نے اپنے دماغ میں پہلے سے سوچ رکھا تھا کہ ایسا کچھ ہو گا، آپ" نے یہ بھی طے کر رکھا ہو گا کہ اس کے بعد آپ مجھے چھوڑ دیں گی، اس طرح آپ کے والدین بھی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکیں گے، آپ کے پاس معقول بہانہ ہو گا کہ آپ شادی ٹوٹنے کی وجہ سے بہت ڈسٹرب ہو گئی ہیں، اس ٹراما

سے نکلنے میں وقت لگے گا، یہ سارا سوچ رکھا تھا آپ نے، ہے نہ؟" اس نے افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

میں تمہاری فضول باتوں کا کوئی جواب نہیں دوں گی۔" کچھ پل کی خاموشی" کے بعد وہ ترشی سے بولی۔

مت دیں، لیکن پلیز۔۔۔ یہاں سے جانے کا مت سوچیں۔ آپ جس" طرح کہیں میں یقین دلانے کو تیار ہوں۔ آج بھی میں نے صرف پوچھا تھا کہ اگر میں اس وعدے پر قائم نہ رہوں تو کیا ہوگا، اور اب مجھے اچھے سے اندازہ ہو چکا ہے کہ کیا ہوگا، تو میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا۔ ٹرسٹ می۔ پلیز۔۔" وہ اس کے قدموں کے پاس زمین پر بیٹھا۔ سر اٹھا کر پر امید نگاہوں سے اسے دیکھا۔" میری بات پر آخری بار اعتبار کر لیں، آیندہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔" وہ آس بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

تم کیا معلوم کرنا چاہ رہے تھے آخر؟" وہ زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہیں" دیکھ پائی۔

میں۔۔۔" وہ اٹکا۔" کچھ نہیں، آپ یہاں سے مت جائیں پلیز۔" وہ اسے" بتانے کا رسک نہیں لے سکتا تھا، کیا پتا اس بات پر پھر چڑ جائے کہ وہ کون ہوتا ہے اس کے زندگی میں مداخلت کرنے والا۔

وہ کچھ دیر جانچتی نظروں سے اسے دیکھتی رہی آیا کہ وہ سچ کہہ رہا تھا یا بس اسے روکنے کے لئے جھوٹا وعدہ کر رہا تھا۔

"اوکے، لیکن یہ پہلی اور آخری بار تھا، آج کے بعد ایسا کچھ ہوا تو۔۔۔"

آپ جان سے مار دیجیے گا مجھے، میں ایک لفظ نہیں کہوں گا۔" وہ بلا توقف" بولا۔ وہ "دیکھیں گے" والے انداز میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔

آریز کا اٹکا ہوا سانس بحال ہوا، امید نہیں تھی لیکن وہ مان گئی تھی۔ شکر۔۔

میں آجاؤں؟" کمرے کے کھلے دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا وہ اندر آنے" کی اجازت مانگ رہا تھا۔ فاطمہ نے، جو جھک کر ڈرار کی چیزیں الٹ پلٹ رہی تھیں، سیدھے ہوتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ مسکراتے ہوئے ان کی طرف آیا۔

کیسی ہیں مما؟" ان کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس نے انہیں بازو کے گھیرے"

میں لیتے ہوئے سر ان کے کندھے پر رکھا۔

تم صبح سے تین بار میری خیریت دریافت کر چکے ہو۔ کیا بات ہے، کچھ کہنا ہے؟" اُنہوں نے اس کے بال ماتھے پر بکھیرے۔

مما، میں جب گھر نہیں ہوتا تو مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے،" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا۔

تو تم ملنے آجایا کرو۔" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے مسکرائیں۔

"روز روز نہیں آسکتا نہ۔" اس نے منہ بسورا۔ "آپ آجایا کریں ملنے۔"

بیٹا ہم بھی تو نہیں آ سکتے روز روز۔"انہوں نے اپنی مجبوری بتائی۔"

ہم چلیں کوئی بات نہیں۔اصل میں، میں اکیلا ہوتا ہوں نہ تو اس لیے گھر "
"کی زیادہ یاد آتی ہے۔

ہو سکتا ہے،"انہوں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا، وہ یقیناً کوئی نئی فرمائش "
لے کر آیا تھا۔

ایسا ہی ہے، اب دیکھیں نہ، میں اتنے سال سے اکیلا رہ رہا ہوں، پوری "
زندگی تو ایسے نہیں رہ سکتا نہ۔اب تو آریز کی بھی شادی ہو گئی ہے، وہ بھی
سیٹل ہو گیا ہے،"اس نے معصوم شکل بنا کر انہیں دیکھا۔

تو تم آریز کی شادی ہونے سے اکیلے ہو گئے ہو؟"انہوں نے مسکراہٹ دبا"

کر اسے چھیڑا۔

ہاں نہ، پہلے تو۔۔۔ایک منٹ آپ ہنس کیوں رہی ہیں، دیکھیں ایسی بات نہیں ہے، مجھے کام کے حوالے سے ایک ملک سے دوسرے ملک جانا ہوتا ہے، میں زیادہ تر سفر میں ہی رہتا ہوں۔ تو مجھے گھر کی یاد آتی ہے۔ گھر جیسے ماحول کی کمی محسوس ہوتی ہے، میں بس یہ کہہ رہا ہوں کہ اب مجھے بھی سیٹل ہو جانا چاہیے، کوئی تھوڑی بہت شادی وادی میری بھی ہو جانی چاہیے، نہیں؟" اس نے کہہ ہی دیا۔

بالکل ہو جانی چاہیے، لیکن تمہاری دلہن ابھی چھوٹی ہے، اور تم نے خود کہا تھا کہ تم دو تین سال شادی کا نام نہیں لو گے، نہیں؟" یہ طلال صاحب کی آواز تھی۔ رائد نے کراہ کر آنکھیں بند کیں، وہ صرف فاطمہ کو منانے آیا تھا، یہ طلال کہاں سے آ گئے تھے۔

آج تو آپ جلدی گھر آ گئے ہیں، اچھا ہوا، رائد نے بہت ضروری بات کرنی" ہے، آپ ہی جواب دیں اسے۔" فاطمہ نے شرارت سے کہتے ہوئے رائد کا چہرہ دیکھا۔ وہ منہ بسور کر ان کی گود سے سر ہٹاتے ہوئے اٹھ کر بیٹھا۔ طلال سے بات کرنے کا مطلب ایک لمبی بحث کر کے ان کو قائل کرنا۔

وہ تو تب کہا تھا، اب تو سال ہونے والا ہے اس بات کو۔" اس نے خود کو" دلائل دینے کے لئے تیار کیا۔

ویسے بیٹھے بیٹھے کیا خیال آیا تمہارے دماغ میں۔" انہوں نے ٹائی کی ناٹ" ڈھیلی کرتے ہوئے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔

آپ تو مجھے ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے میں نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔"

نکاح کے بعد شادی ہی ہوتی ہے میرے خیال سے۔"اس نے بھی آنکھیں چھوٹی کر کے انہیں دیکھا۔

اب یہ نیا شوشا چھوڑ دو تم۔ تمہیں شادی کرنے کی جلدی کیوں پڑ گئی ہے۔" تم نے خود کہا تھا کہ ابھی صرف نکاح کر دیں۔اور اب تم شادی کی ڈیمانڈ لے "کر آ گئے ہو۔

اس وقت مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنا مشکل ہو گا،اب میں کہہ رہا ہوں کہ " مجھے شادی کرنی ہے،آپ حیدر انکل سے بات کریں۔"اس نے دو ٹوک بات کی۔

ہاں اب ہم اس کے پاس جائیں اور شرمندہ ہوں۔"وہ بیزار ہوئے۔"

شرمندہ؟اس میں شرمندہ ہونے والی کیا بات ہے؟"وہ حیران ہوا۔"

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں، جیسے میں نے پتا نہیں کیا کہہ دیا ہو. ثواب کا ہی کام ہے، آپ بات کریں یا میں خود بات کرتا ہوں ان سے۔"اس نے فیصلہ کن انداز میں انہیں دیکھا۔

تمہیں آخر اتنی جلدی کس بات کی ہے۔دیر سویر آخر ہو ہی جائے گی" شادی۔"طلال زچ ہوئے۔

اب میں کچھ کہوں گا تو آپ مجھے باتیں سنائیں گے، مجھے ابھی شادی کرنی" ہے، آپ سمجھ کیوں نہیں رہے۔آپ بات تو کریں ان سے۔"اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔انہوں نے غور سے اس کا بے چین انداز دیکھا۔

بیٹا جی آپ کو تو شرم آئے گی نہیں۔لیکن ہم کیا بولیں جا کر کہ جی ہمارے"

بیٹے سے صبر نہیں ہو رہا، اسے شادی کرنی ہے۔" انہوں نے دائیں بائیں سر ہلا کر افسوس سے اسے دیکھا۔

تو اس میں غلط کیا ہے، آپ بھلے سے یہی بول دیں جا کر۔" اسے جیسے فرق ہی نہیں پڑا۔ فاطمہ خاموشی سے دونوں باپ بیٹے کی باتیں سن رہی تھیں۔

ہمیں بات کرنے پر اعتراض نہیں ہے۔ اس کے جواب پر تھوڑے" خدشات ہیں۔ اسے یہ مطالبہ پسند نہیں آئے گا۔ اور تم اپنی بے شرمی کا گراف تھوڑا کم کرو۔" آخر پر اسے تنبیہہ کی۔

انہیں میں منا لوں گا، اور آپ۔۔۔ میری پوری بات تو سنیں، بات سنے بغیر" بے شرم کا ٹیگ دے دیا۔" وہ خفا ہوا۔

ہم سن رہے ہیں تم بولو۔"فاطمہ نے اسے بات پوری کرنے کا اشارہ کیا۔"

دیکھیں، شادی ہو جائے گی تو میں اپنے لائف گولز کے بارے میں فوکس ہو" جاؤں گا۔میرا پراجیکٹ ہے مجھے اسے دیکھنا ہے، ہم نے بہت کام کیا ہے اس پر، بہت محنت ہے ہماری، اور اب میں اپنا فوکس لوز کر رہا ہوں، میں اپنا ہنڈرڈ پرسنٹ نہیں دے پا رہا وہاں۔آپ کو اندازہ ہے میں کتنا پریشان ہوں گا اس " بارے میں، ہماری اتنی انویسٹمنٹ ہوئی ہے ادھر۔۔۔

تو اس بات کا تمہاری شادی سے کیا تعلق ہے؟"طلال نے ٹوکا۔"اچھا ہے" نہ تم ابھی اپنے کام پر توجہ دو، شادی کے بعد تو ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، تم اپنی شادی مینیج کرو گے یا کام دیکھو گے؟"ان کی بات پر رائد نے ضبط سے انہیں دیکھا۔

میں اسی پوائنٹ پر آرہا تھا،اب کیا آپ مجھے ٹوکے بغیر میری بات سنیں گے "
دومنٹ؟"ان دونوں کو دیکھا، طلال بادل ناخواستہ خاموش ہوئے، فاطمہ
نے مسکراہٹ دبائی۔

اگر آپ مجھے بے شرمی کا خطاب نہ دیں تو میں صاف بات کروں گا، جب "
دل اور دماغ میں کنفلیکٹ چل رہا ہو، دل کچھ چاہتا ہو دماغ کچھ اور، تو بہت
مشکل ہو جاتی ہے، میں آپ کو بتایا کہ میرا فوکس ہٹ رہا ہے، تو اس کا کیا
مطلب ہوا؟ شادی ہو جائے گی تو میں اس ٹاپک سے ہٹ کر کچھ اور سوچوں
گا، اپنے لائف گولز پر توجہ دوں گا، ورنہ تو جب تک شادی نہیں ہو گی میں اسی
بارے میں سوچتا رہوں گا، اب آپ مجھے لوگوں کی مثالیں مت دیجئے گا،
آپ بھی جانتے ہیں کہ ہماری سوسائٹی کیسی ہے، جب گرل فرینڈز ہوں،
دوستیاں ہوں، تو شادی کرنے کی اتنی کوئی ضرورت نہیں ہوتی، اتنے آپشنز
اتنی آسانی سے اویلیبل ہوتے ہیں کہ شادی کی کوئی خاص ضرورت بھی

نہیں ہوتی۔"اس نے کھل کر بات کرنا مناسب سمجھا۔

رائد ٹھیک کہہ رہا ہے۔"فاطمہ نے اس کی بات تائید کی۔"

شادی کروادیں، یقین مانیں میری لائف بیلنس ہو جائے گی۔"ہوا میں" ہاتھ اٹھا کر وہ قسم کھانے والے انداز میں بولا۔

پھر کب چلنا ہے نیو یارک؟"طلال صوفے سے کھڑے ہوتے ہوئے" مسکرا کر بولے۔

جب آپ کے پاس وقت ہو۔"وہ مطمئن ہوتا واپس سے فاطمہ کی گود میں" سر رکھ گیا۔طلال مسکراتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

آرمینے بہت پیاری لگتی ہے نہ تمہیں؟" فاطمہ نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے آرمینے کے نام پر اس کی آنکھوں میں آتی چمک دیکھی۔

بہت زیادہ۔" وہ آنکھیں بند کر کے دل پر ہاتھ رکھ کر پورے جذب سے بولا، فاطمہ نے ہنستے ہوئے اس کے گال پر ہلکی سی چپت رسید کی۔اب وہ مسکراتے ہوئے انہیں مزید بتا رہا تھا کہ وہ اسے کیوں اچھی لگتی تھی، وہ مسکراتے ہوئے اسے سنے گئیں۔

کہاں جا رہے ہو؟" وہ جیکٹ کی زپ بند کرتا دروازے کی طرف جا رہا تھا" جب درخشے کی آواز پر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"گھر جارہاہوں،مام سے ملنے۔آپ کو کوئی کام تھا؟"

نہیں کام تو کوئی نہیں تھا،بس ایسے ہی۔اوکے تم جاؤ۔"وہ پھیکا سا مسکراتے" ہوئے پلٹ گئی۔آریز ایک سیکنڈ کو کچھ سوچ کر اس کے پیچھے گیا۔

"آپ بھی چلیں ساتھ۔مام اور آرمینے سے مل لیجئے گا۔"

نہیں میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے،تم جاؤ۔"اس نے صوفے پر بیٹھتے" ہوئے ٹی وی آن کیا۔

کیا ہوا طبیعت کو،بخار ہے؟"وہ پریشان ہوا۔"

نہیں بخار نہیں ہے،بس ایسے ہی۔"اس کی طرف دیکھ کر وہ تکان سے"

مسکرائی۔

میں ادھر بیٹھ جاؤں؟"آریز نے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔"

بیٹھو۔"اس نے اثبات میں سر ہلایا۔"

مووی دیکھیں؟"وہ اس کے ساتھ تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر بیٹھا۔"

کونسی؟"وہ پاؤں سمیٹ کر صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر سستی سے بیٹھی" تھی۔

جو آپ کو پسند ہو، میں اسنیکس وغیرہ لے کر آتا ہوں، تب تک آپ مووی" لگائیں، میں ایسا کرتا ہوں کافی بھی بنا لیتا ہوں۔"اس نے جیکٹ اتار کر ایک

طرف رکھی۔

"تم نے تو گھر جانا تھا،"

کل چلا جاؤں گا، آپ مووی سیلیکٹ کریں، میں آتا ہوں۔" وہ کچن کی" طرف بڑھ گیا۔

آریز، "درخشے سر اوپر کر کے اسے آواز دی۔"

جی۔ "فوراً جواب آیا تھا۔"

"باہر سے کچھ آرڈر کر لو، کچھ اچھا سا،"

"اوکے میں کرتا ہوں۔"

ایک گھنٹے بعد فاسٹ فوڈ کے ڈبے میز پر کھلے ہوئے تھے اور آریز تیز تیز بولتے ہوئے فلم پر تبصرہ کر رہا تھا، درخشندے فرائز کیچپ میں ڈبو کر کھاتے ہوئے ایک نظر ایل ای ڈی کو دیکھتی اور دوسری نظر آریز پر ڈالتی۔اس نے یقیناً پہلے ہی یہ فلم دیکھ رکھی تھی، تبھی زور و شور سے تبصرہ کر رہا تھا۔

ابھی دیکھنا، کیا ہوگا، میری رائے میں پوری فلم کا بیسٹ سین ہے یہ، یہ جو" "آدمی ہے ابھی۔۔۔

نوووو، سپائلر مت دینا۔" درخشے سے اسے ٹوکا۔"

اوکے،" وہ دائیں بائیں جھولتے ہوئے جیسے مجبوراً چپ ہوا تھا،"

یہ کیا کر رہا ہے، یہ تو ہیرو کو ہی مار رہا ہے، وہ بھی اتنے برے طریقے سے۔"
مجھے لگا یہ اس کا دوست ہے۔" درخشے کو صدمہ ہوا۔

یہ دوست ہے، اس گنجے نے اس کے بیٹے کو پکڑا ہوا ہے، اسی لئے یہ ابھی"
اس کی باتیں مان رہا ہے، آپ دیکھنا جب ہیرو کو پتا چلے گا کہ کیا سین ہوا ہے
ان کا، وہ پھر اس گنجے کے گلے پر چھری پھیرے گا۔" وہ بہت ایکسائیٹمنٹ
سے بتا رہا تھا۔

میں نے کہا تھا سپائلر مت دینا۔ تمہاری زبان کو آرام نہیں آتا نہ، اب کیا"
فائیدہ ہے دیکھنے کا۔" وہ ناراض ہوئی۔

اچھا اب کچھ نہیں بولوں گا۔" اس نے معصوم شکل بنائی۔"

وہ تھوڑی دیر بعد پھر سے بتانے لگ جاتا اور درخشے پھر اسے ٹوکتی۔ وہ وعدہ کر کے خاموش ہو جاتا لیکن دو منٹ بعد پھر وہی۔ وہ عادت سے مجبور تھا۔

وہ تیسری فلم دیکھ رہے تھے جب درخشے کو وہیں صوفے پر آڑھے ترچھے لیٹے نیند آگئی۔ آریز نے فلم بند کی۔ ایک نظر درخشے کو دیکھا۔ احتیاط سے اسے سہی کر کے لٹایا، کشن اس کے سر کے نیچے رکھا، کمبل اس پر ٹھیک کر کے پھیلایا۔ کمرے سے اپنا لحاف لا کر وہ دوسرے صوفے پر نیم دراز ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اسے بھی نیند آگئی تھی۔

آپ نے کیا بات کرنی ہے رائد سے؟ کیوں بلایا ہے اسے؟" سارا اور حیدر"

اس وقت بالکونی میں موجود تھے جب سارا نے سوال کیا۔

ہے کوئی بات، "حیدر زمان نے مبہم سا جواب دیا۔"

مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے رائد کی بات پر۔" سارا نے اپنی مرضی بتاتے ہوئے بالکونی سے نیچے جھانکا، رائد کی گاڑی گھر میں داخل ہو رہی تھی۔ آرمینے جولان میں ہی موجود تھی وہ بھاگ کر اس کی طرف بڑھی تھی۔ فاصلے سے انہیں اس کی آواز تو سنائی نہیں دی تھی لیکن وہ اس کا خوشی سے تمتمایا چہرہ دیکھ سکتے تھے۔

وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا اسے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے آ کر اس کے گلے لگی۔

تم نے بتایا نہیں آنے کا، لیکن مجھے سرپرائز اچھا لگا۔" چہک کر کہتے ہوئے" وہ اس سب الگ ہوئی۔ "میں نے ایک یونیورسٹی سیلیکٹ کی ہے، مجھے تمہیں بتانا تھا۔" وہ تھوڑا سا پیچھے ہوئی۔

میں حیدر انکل سے مل کر آتا ہوں پھر بات کرتے ہیں، اوکے؟" نرمی سے" مسکراتے ہوئے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

تم تو پھر اتنی دیر ان کے پاس بیٹھے رہو گے۔" منہ بسور کر کہتے وہ قریب" ہوئی، ہاتھ اس کی شرٹ کے اوپری بٹن پر رکھے۔

"نہیں، میں آجاتا ہوں تھوڑی دیر میں۔"

کتنی دیر میں؟" اس کی شرٹ کے ڈیزائن پر انگلی پھیرتے اس کے دماغ"

میں یونیورسٹی کالو گو گھوم رہا تھا۔

بس ابھی۔"اسے خود سے تھوڑا سا دور کرتے اس کا ہاتھ تھام کر اس نے" اندر کی جانب قدم بڑھائے۔جب سے جذبات کی نوعیت تبدیل ہوئی تھی وہ مشکل میں پڑ گیا تھا۔

وہ دونوں نظروں سے غائب ہوئے تو سارا نے حیدر کو دیکھا۔

میں پھر کہوں گی، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آرمینے کی ابھی شادی پر۔""" وہ وہاں سے ہٹ گئیں۔حیدر زمان نے بھی گہرا سانس لیتے ان کے پیچھے قدم بڑھائے۔

بولنا شروع کرو۔"حیدر نے سنجیدگی سے رائد کو دیکھا۔"

کیا؟"اس نے نا سمجھی سے ابرو اوپر اٹھائے۔"

تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے، طلال نے بات کی تھی۔وہ بتا رہا" تھا کہ تم نے کہا کہ تم خود بھی بات کر لو گے۔تو میں وہی کہہ رہا ہوں کہ بولو۔"انہیں اس کا بھول پن پسند نہیں آیا تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ۔۔۔میرا مطلب ہے کہ، سال ہونے والا ہے میرے" اور ارمن کے نکاح کو تو آپ کو نہیں لگتا اب ہماری شادی ہو جانی چاہیے۔" وہ مدعے کی بات پر آیا،اب اگر وہ خود پوچھ رہے تھے تو بتا ہی دینا چاہیے۔

جہاں تک مجھے یاد ہے اسی جگہ بیٹھ کر تم نے کہا تھا کہ تین سال تک تم "
شادی کا نام نہیں لو گے ،اور بھی بہت کچھ کہا تھا تم نے۔ تمہیں یاد ہی ہو گا۔ "
انہوں نے طنز کیا۔

جی میں نے کہا تھا، لیکن اب۔۔۔ڈیڈ سے جو بات ہوئی میری آپ کو پتا ہی "
ہو گا، ظاہر ہے آپ دونوں دوست ہیں تو بتایا ہی ہو گا انہوں نے۔ "وہ
کوشش کر رہا تھا کہ ان کو دیکھ کر بات کرے۔

بتایا اس نے، لیکن۔۔آر مینے، وہ ابھی کم عمر ہے، اس پر ذمہ داریاں ڈالنا "
سہی ہو گا؟ تم خود بتاؤ۔ "وہ آگے کو ہو کر بیٹھتے سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

کیسی ذمہ داریاں؟ کیا آپ کو لگتا ہے میں اس پر کوئی بھی ذمہ داری ڈالوں "
گا؟ "وہ بھی سنجیدہ ہوا۔

"رائد، تم مجھے بہت عزیز ہو، میں جانتا ہوں کہ تم آرمینے سے بہت محبت کرتے ہو، مجھے شادی پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن۔۔۔ کیا تم پوری زندگی نبھا پاؤ گے یہ رشتہ؟ تم کہو گے کہ یہ بات مجھے اس کا تم سے نکاح کرتے وقت پوچھنی چاہئے تھی، لیکن میں ایک باپ ہوں، مجھے اپنی اولاد کے لئے فکر ہمیشہ رہے گی۔ تم ہر معاملے میں اتنی جلدی کر رہے ہو، اگر کچھ عرصے بعد تمہیں محسوس ہو کہ یہ رشتہ ایک جلد باز، وقتی سوچ کا نتیجہ تھا تو۔۔۔ میں اس لمحے سے ڈرتا ہو، آرمینے بہت معصوم ہے، اس کی دنیا تم سے شروع ہو کر تم پر ختم ہوتی ہے، میں چاہتا ہوں تم ایک بار پھر غور کر لو۔ کیا واقعی تم پوری زندگی آرمینے سے اتنی ہی محبت کرو گے یا پھر وقت کے ساتھ یہ محبت ختم ہو جائے گی؟" اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ اس وقت صرف ایک باپ لگ رہے تھے جو اپنی بیٹی کے مستقبل کے لئے فکر مند تھا۔

رائد ان کی بات سمجھ رہا تھا، ان کے خدشات بے جا نہیں تھے، اب اسے ان کو مطمئن کرنا تھا۔

"ویسے تو میں کچھ بھی کہہ لوں اس کی فی الحال کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔ کیونکہ وہ صرف باتیں ہوں گی جن میں کتنی صداقت ہے یہ تو وقت ثابت کرے گا۔ آپ وقت کی بے رحمی سے خوفزدہ ہیں، میری کوئی بھی بات آپ کو مطمئن نہیں کر سکتی، وقت خود ثابت کرے گا میری آرمینے کے لئے محبت زمان و مکان سے پرے ہے، کتنا بھی وقت گزر جائے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"شادی فینٹسی سے مختلف ہوتی ہے رائد۔۔"

"میں جانتا ہوں شادی فینٹسی نہیں ہوتی۔ آپ کو کیا لگتا ہے میں نہیں سوچتا اس بات پر؟ مجھے پتا ہے آپ میرے حوالے سے تحفظات کا شکار ہیں، ہم

جس دنیا میں رہ رہے ہیں، جہاں بہت سارے آپشنز موجود ہیں، وہاں آپ کو مجھ پر ڈاؤٹ ہو گا کہ آج تو میں جذباتی ہو رہا ہوں، کل کو میں آرمینے پر چیٹ نہ کروں کسی بہتر آپشن کے لئے، لیکن میں آپ کو بتاؤں جو وفادار نہیں ہے اس کے لئے تو پھر پوری دنیا ہے سامنے، لیکن جو وفادار ہے اس کی پوری دنیا بس ایک پر ختم ہوتی ہے۔۔۔"اس کے لہجے کی صداقت دل پر اثر کرتی تھی۔ حیدر اسے بولتے ہوئے دیکھے گئے۔

شادی کا نیا نیا خمار کتنے دن چلتا ہے، ایک مہینہ؟ دو مہینے؟ اس کے بعد محبت" ہے جو دو لوگوں آپس میں باندھ کر رکھتی ہے، وفاداری اور کمٹنٹ ہے جو اس رشتے کو پائیدار بناتی ہے۔ میں نے اس دنیا کے سارے رنگ دیکھے ہیں حیدر انکل، میں نے دلوں کو بدلتے دیکھا ہے، پرانی محبتوں کو ٹوٹتے دیکھا ہے، مجھے آپ سے زیادہ ڈر لگتا ہے اس بات سے، میں ہر نماز میں دعا کرتا ہوں کہ میری محبت آرمینے کے لئے کبھی کم نہ ہو، مجھے اس سے زیادہ

خوبصورت کچھ بھی نہ لگے،اور آپ کو کیا لگتا ہے جو دل سے مانگی جائیں وہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیا؟" وہ ہلکا سا ہنسا۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے دل کو بے جا خواہشات سے محفوظ" رکھے، میں اس بات پر اللہ کا بہت شکر گزار ہوں، اس نے میرے دل کو قناعت عطا فرمائی، ورنہ دل تو وہ ہے کہ اگر یہ بے لگام ہو جائے تو کتے کی طرح بھگاتا ہے اپنے پیچھے۔ مجھے یقین ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے آج تک اس دنیا کے فتنوں سے محفوظ رکھا ہے آگے بھی رکھے گا۔" نرمی سے بولتے ہوئے وہ آخر پر ہلکا سا مسکرایا۔ 'آپ تمام خدشات ذہن سے نکال "دیں۔ بھروسہ رکھیں، سب ٹھیک ہو گا انشاءاللہ۔

انشاءاللہ،" بے ساختگی سے کہتے ہوئے معلوم نہیں کیوں حیدر زمان کی"

آنکھیں جھلملا گئی تھیں۔اگر اچھا ہمسفر قسمت سے ملتا ہے تو آرمینے بہت خوش قسمت تھی۔

"یہ کیا کر رہی ہو تم؟"مہرداد کی تیز آواز پر جوس کا جگ افسانے کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا تھا۔

"کیا کر رہی ہوں؟"اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جس نے ٹائی ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی،وہ آفس کی تیاری ادھوری چھوڑ کر اس کے سر پر آ کھڑا ہوا تھا۔

"میں نے کہا تھا میں خود بنا لوں گا ناشتہ تو تم نے کیوں بنایا؟"جگ اس کے ہاتھ سے لے کر میز پر رکھا۔

ناٹ اگین،" وہ بیزار ہوئی۔"

ایسی بیزار شکل مت بناؤ، ڈاکٹر کی باتیں تم نے بھی سنی تھیں۔اس نے کہا" تھا کہ کوئی ہیوی چیزیں نہیں اٹھانی۔زیادہ کام نہیں کرنا۔اپنی ڈائٹ کا خیال رکھنا ہے۔"اس کے لئے کرسی گھسیٹ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹرز تو سب کو ایسی ہی رٹی رٹائی ہدایات دیتے ہیں۔عادت سے مجبور" ہوتے ہیں وہ۔" بیزاری افسانے کے چہرے پر واضح تھی۔

وہ بھلے عادت سے مجبور ہوں، تمہیں ان ہدایات پر عمل کرنا پڑے گا۔"" جوس کا گلاس بھر کر اس کے سامنے رکھتے آنکھوں سے اسے پینے کا اشارہ کیا۔

مجھے نہیں کرنا عمل، نہ ہی یہ جوس پینا ہے۔" وہ کرسی چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔"

لیکن تمہیں تو پسند ہے یہ جوس۔" مہرداد نے ناسمجھی سے اس کا رویہ" دیکھا۔

تو کیا ضروری ہے کہ ہر وقت ہی پسند ہو۔" چڑچڑے پن سے کہتے وہ" کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ مہرداد اس کے پیچھے آیا۔

زینب ماں بتا رہی تھیں کہ انہوں نے روم سیٹ کروا دیا ہے۔ وہ پوچھ رہی" تھیں کہ کب آنا ہے۔ میں نے انہیں آج کا بتایا تھا۔" اپنی بات پر وہ اس کے چہرے پر پھیلتی ناگواری صاف دیکھ سکتا تھا۔ اس کے مزاج بگڑے ہوئے لگتے تھے۔

جب تم نے سارے فیصلے کر لئے ہیں تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟""

ترش لہجے میں کہتے اسے گھورا۔

تم نے نہیں جانا تو کوئی بات نہیں۔میں منع کر دیتا ہوں۔"اس کے تیور" دیکھتے اس نے صلح جو انداز اپنایا۔

منع کیوں؟میں نے کب کہا کہ میں نہیں جاؤں گی۔"وہ وارڈروب کی" طرف بڑھی۔

"مجھے لگا۔۔۔اچھا چھوڑو،میں تمہارا ناشتہ ادھر لے آؤں؟"

"راستے میں کر لوں گی ناشتہ،ابھی موڈ نہیں ہے۔"

راستے میں؟"اس نے ناسمجھی سے ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔"

ہاں راستے میں، تم نے خود تو کہا کہ زینب کو آج کا بتایا ہے۔ تو بس ابھی تم " آفس جاتے ہوئے مجھے گھر ڈراپ کر دینا، اگر تمہارے لئے ممکن نہیں ہے تو میں کیب کر لوں گی۔" وہ سامان پیک کر رہی تھی۔

مہر داد نے بولنے کو لب کھولے پھر اس کا مزاج دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

چپ کیوں ہو گئے، بولو بولو، تمہاری زبان کو آرام کہاں آتا ہے، کہہ دو کہ " "کیب کر کے چلی جاؤ، ویسے بھی تم تو جان چھڑانا چاہ رہے ہو گے۔

"استغفر اللہ، میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔"

ہاں ہاں کہہ دو میں ہی پاگل ہوں، خود سے باتیں بناتی رہتی ہوں۔""

وارڈروب کا دروازا پٹخ کر بند کیا۔

آج صبح سے ہی افسانے کو بات بات پر غصہ آئے جا رہا تھا۔ کیا یہ موڈ سوئنگز تھے؟ مہرداد کو دو دن پہلے ہوئی ڈاکٹر بات یاد آئی، وہ ڈاکٹر کہہ رہی تھی کہ پریگننسی کے دوران مزاج میں چڑچڑاپن آجانا نارمل بات تھی، اسے تحمل کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

میں ہوں نہ پاگل، تمہارے پیار میں،" مسکرا کر اسے دیکھا، لیکن اس نے" جواباً جن نظروں سے دیکھا، اس نے مسکراتا ہوا منہ بند کیا۔" سیڑھیاں اترنے چڑھنے سے ڈاکٹر نے منع کیا ہے نہ تو اسی لیے میں نے نیچے والا کمرہ سیٹ کرنے کا کہا تھا زینب ماں کو۔ میں ہیلپ کروا دوں پیکنگ میں؟" اس کے ساتھ آکر کھڑے ہوتے اس نے احتیاط سے اس کا چہرہ دیکھا۔

تم ہی کر دو۔" وہ جا کر بیڈ پر بیٹھی۔ مہر داد اس سے پوچھ پوچھ کر سامان بیگ میں رکھنے لگا۔

سوری، "افسانے کو افسوس ہوا، وہ اس کے ساتھ خوامخواہ روڈ ہو رہی تھی۔"

کس بات کے لئے؟" وہ بیگ لے کر بیڈ کی طرف آیا۔"

مجھے لگا۔۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ کر کندھے اچکا کر چپ ہو گئی۔"

تم مجھے سوری مت کیا کرو، تمہاری ہر بات سر آنکھوں پر۔" مسکراتے ہوئے جھک کر اس کے بالوں پر پیار دیا۔

تم ایسا کرو، ناشتہ ابھی لے آؤ، راستے میں کہاں رکتے پھریں گے۔" اس نے"

آلتی پالتی مار کر تکیہ گود میں رکھا۔

میں ابھی لے کر آتا ہوں۔" وہ بیگ وہیں رکھتے کمرے سے باہر نکل گیا۔"
افسانے فون اٹھا کر سکرولنگ کرتے اس کا انتظار کرنے لگی۔

ران کان لي وطن فوجھک موطنی

ران کان لي دار۔۔ فحبک داری

اگر میرا کوئی گھر ہے۔۔۔ تو تمہارا چہرہ میرا گھر ہے۔

اگر میری کوئی پناہ ہے، تو تمہاری محبت ہی میری پناہ گاہ ہے۔

"آنی، ارمن کہاں ہے؟" وہ حیدر زمان سے بات کر کے اسٹڈی روم سے باہر آیا تو اسے آرمینے کہیں دکھائی نہیں دی تھی۔ اسے یہاں وہاں ڈھونڈنے سے بہتر تھا وہ سارا سے ہی پوچھ لیتا۔

"وہ ابھی تو یہیں تھی، تمہارا انتظار کر رہی تھی، اب شاید اپنے کمرے کی طرف گئی ہے۔" سارا نے اس کی چہرے پر کھلتی مسکراہٹ کو طمانیت سے دیکھا۔

"مجھے لگتا ہے آپ کو حیدر انکل کے پاس جانا چاہیے، انہیں کچھ بتانا ہو گا آپ کو۔ میں آرمینے سے مل کر آتا ہوں۔" مسکرا کر کہتے وہ زینوں کی طرف بڑھ گیا۔

وہ آرمینے کے کمرے میں آیا تو کمرہ خالی تھا، اس نے بالکونی میں دیکھا، آرمینے وہاں نہیں تھی۔ وہ واپس کمرے میں آیا۔ بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھی کتاب اٹھاتے ہوئے وہیں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر نیم دراز ہوا، کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے پاؤں پر پاؤں مار کر جوتے اتارے، اب وہ آرام دہ انداز میں پاؤں کی قینچی بنائے نیم دراز کتاب پڑھنے میں مگن ہو چکا تھا۔ دو تین منٹ گزرے اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔

آرمینے باتھ روم سے باہر آئی تو ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا فون بلنک ہو رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا اس کی دوست کی کال تھی، وہ کال آن کرتے فون کان پر رکھتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

انٹرنس ایگزام کی تیاری تو کر رہی ہوں پر ابھی یونیورسٹی سیلیکٹ نہیں کی۔"

میریٹ بن گیا تو آکسفرڈ ورنہ کوئی اور، ویسے بھی مجھے نہیں لگتا کہ میرا آکسفرڈ کا میریٹ بنے، لیکن خیر کہیں تو ایڈمیشن مل ہی جائے گا۔" وہ اپنی دھن میں فون پر بات کرتے ہوئے ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو اس کی نظر رائد پر پڑی،

میں جب آؤں گی تو تمہیں انفارم کر دوں گی، اچھا میں بعد میں بات کرتی ہوں،" وہ چلتے ہوئے بیڈ کے نزدیک آئی، فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور رائد کو دیکھا۔ وہ شاید کتاب پڑھتے پڑھتے وہیں سو گیا تھا، کتاب سینے پر رکھے، دونوں ہاتھ کتاب پر رکھے اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ کچھ دیر وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی، پھر چلتے ہوئے بیڈ کے دوسری طرف گئی، اور آہستہ سے بیڈ پر اس کے نزدیک بیٹھتے ہوئے اس نے تکیہ گود میں رکھا، کہنیاں تکیے پر ٹکائے اب وہ زیادہ اچھے سے اس کا چہرہ دیکھ سکتی تھی۔ یقیناً وہ بہت ہینڈسم تھا، اس نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ خوبصورت مرد نہیں دیکھا تھا، یا پھر اس نے صرف اسے ہی دیکھا تھا، اور کبھی کسی پر نظر گئی ہی نہیں۔ کوئی

اس سے پوچھتا کہ وہ اسے کیوں پسند تھا تو اس کے پاس بتانے کے لئے ایک لمبی لسٹ تھی، وہ جس طرح اس کا خیال رکھتا تھا، جس طرح اسے سمجھتا تھا، بول کر بتانے کی ضرورت نہیں پڑی تھی، وہ ہمیشہ اس کی بات اسے کبھی سمجھ لیتا تھا۔ ایک بات جو کسی اور کو تو نہیں لیکن آرمینے کو بہت زیادہ محسوس ہوتی تھی، وہ اسے نرمی اور محبت سے ٹریٹ کرتا تھا لیکن جب کبھی وہ لوگ باہر جاتے تھے، تو تقریباً سب گھر والے ایک طرح سے اسے پروٹیکٹ کرنے کی کوشش کرتے تھے، یہ کبھی نہیں ہوا تھا کہ وہ آریز کے ساتھ ہو اور اسے کسی ریسٹورنٹ میں لائن میں لگنا پڑا ہو، وہ ڈیڈ کے ساتھ ہو اور اسے بل پے کرنا پڑا ہو، وہ سارا کے ساتھ ہو اور اسے شاپنگ کرتے ہوئے سیلز گرلز وغیرہ سے بات کرنی پڑی ہو، وہ افسانے کے ساتھ ہو اور اسے لوگوں سے انٹریکشن کرنا پڑا ہو، ایک طرح سے وہ سب اسے گارڈ کرتے تھے، چھوٹے ہونے کا مارجن دیتے تھے، لیکن جب رائد ساتھ ہوتا تھا، تو وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتی تھی، رائد نے کبھی آگے بڑھ کر اس کی جگہ بات کرنے کی کوشش نہیں

کے مطابق رہتا تھا،اسے اپنے آرڈرز پر نہیں کی تھی،وہ اس کے ساتھ اس چلاتا تھا،یہ بات بھلے دوسروں کے نوٹس میں نہ آئی ہو، لیکن آرمینے جانتی تھی وہ اس کا گارڈین ضرور تھا لیکن گارڈ نہیں۔یہ نہیں تھا کہ اس کے گھر والے اس پر روک ٹوک کرتے تھے یا وہ اپنی مرضی نہیں کر سکتی تھی، لیکن وہ ایک لیول تک آکر اس کے لئے پروٹیکٹو تھے،انہیں ان کا نشسلی لگتا تھا کہ کیونکہ وہ چھوٹی ہے تو اسے دنیا کا زیادہ پتا نہیں ہو گا اس لئے اسے پروٹیکٹ کیا جانا چاہیے،اور اس پوائنٹ پر رائد کا رویہ دوسروں سے مختلف تھا۔وہ اس کی حفاظت کرتا تھا لیکن اس پر اپنی مرضی نہیں چلاتا تھا۔

من یحاسبنی علیک وانت لی

. أنت هبة السماء ونعمة الاقدار

میں تمہیں اپنے لیے کیوں نہیں چاہوں گا؟

تم میرا جنت سے عطا کردہ تحفہ اور تقدیر کی مجھ پر نعمت ہو۔۔۔

پتا نہیں کتنی دیر سے وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی جب رائد کی پلکوں میں حرکت ہوئی۔اس نے آنکھیں کھولیں تو سامنے ہی آرمینے کا چہرہ نظر آیا۔وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی،اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ایک ہاتھ سے کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ بیڈ کراؤن چھوڑتے تھوڑا سے نیچے کھسکا، تکیہ سر کے نیچے سیٹ کرتے اس نے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھے،اب وہ زیادہ آرام سے اسے دیکھ سکتا تھا۔

تم نے آنے میں اتنی دیر لگادی، میں انتظار کرتی رہی۔اتنی دیر تک کیا باتیں" کر رہے تھے تم ڈیڈ سے؟" تکیہ گود میں رکھے،ایک ہاتھ کی مٹھی بنا کر

ٹھوڑی تلے رکھے اسے دیکھتے وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی۔

بہت اہم بات تھی، وقت تو لگنا تھا۔"اس نے بایاں بازو سیدھا کیا، آنکھوں" سے اسے وہاں لیٹنے کا اشارہ کیا۔

ایسی کیا بات تھی؟"وہ اس کے بازو پر سر رکھتے ہوئے اس کے پہلو میں" لیٹ گئی۔

میں نے ان سے ہماری شادی کی بات کی، پھر ان کے ساتھ بیٹھ کر چائے" پی، اور تھوڑی بہت ادھر ادھر کی باتیں، اس لئے دیر ہو گئی۔"اس کا بائیں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے اس کے ناخنوں پر انگوٹھا پھیرا۔اس نے کبھی بھی آرمینے کو ناخن بڑھاتے نہیں دیکھا تھا، اس کے ناخن ہمیشہ اچھی طرح سے ترشے ہوئے ہوتے تھے۔

تم نے شادی کی بات کی؟" ایکسائٹمنٹ سے کہتے وہ اٹھنے لگی لیکن جس بازو" پر اس نے سر رکھا تھا اسی ہاتھ سے رائد نے اس کے کندھوں پر دباؤ بڑھاتے اس ایسا کرنے سے باز رکھا۔ وہ واپس لیٹی۔ "پھر کیا کہا ڈیڈ نے؟ وہ مان گئے؟ کیا انہوں نے کوئی اور شرط رکھی؟" گردن موڑ کر رائد کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرتے اسے پوری بات جاننے کی جلدی ہوئی۔

تمہارے ناخن مجھے بہت پسند ہیں، تم کتنی اچھی طرح تراش کر رکھتی ہو" انہیں۔" اس کی بات پر آرمینے نے ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔ وہ حیدر زمان کا جواب جاننے کی جلدی میں تھی اور وہ ادھر ادھر کی باتیں کر رہا تھا۔

"ڈیڈ نے کیا کہا؟"

بیڈ اچھا ہے تمہارا، کمفی اینڈ ریلیکسنگ۔ تکیہ بھی کافی نرم ہے۔" وہ جیسے" اس کی بات سن ہی نہیں رہا تھا۔

اپنے گھر لے جاؤ، اتنا پسند آگیا ہے تو۔" اس نے منہ بسورتے ہوئے چڑ کر" ایک مکا اس کے سینے پر مارا۔

اپنے گھر تو لے جاؤں گا، لیکن بیڈ کو نہیں، اس کی مالکن کو۔" اس نے انگلی" اور انگوٹھے سے اس کی ناک ہلکے سے دبائی۔ آرمینے نے اوں ہوں کرتے ہوئے سر دائیں بائیں گھما کر اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔

ڈیڈ مان گئے نہ؟" اس کی طرف کروٹ لیتے، ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے،" اس نے ٹھوڑی اونچی کر کے اس کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا۔

تمہارے ڈیڈ۔۔۔نے کہا کہ۔۔۔"رائد نے اس کی طرف کروٹ بدل کر،" بایاں بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹتے اسے نزدیک کیا۔

کیا کہا۔۔؟"وہ اس کی گرفت میں تھوڑی بے چین ہوئی۔"

وہ مان گئے،انہوں نے کہا کہ انہیں کوئی اعتراض نہیں۔"اس کے بالوں پر" ٹھوڑی رکھتے ہوئے رائد نے آنکھیں بند کیں۔ایک سکون سا تھا جو رگ و پے اتر گیا تھا۔"تم اپنی وش لسٹ بناؤ، تمہیں کیسی ویڈنگ چاہیے۔"رائد کی پلکوں کے غلاف بھاری ہو رہے تھے،شاید نیند آ رہی تھی۔

آرمینے نے اگلا سوال کرنا چاہا لیکن اس سے بولا نہیں گیا۔وہ پوری طرح اس کے حصار میں تھی،اسے کچھ عجیب سا احساس ہوا۔کچھ ایسا جو پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔

من ذا یحاسبنی علی مافي دمی.

من اللوئلوٴ والزمرد والمحار

وہ کون ہیں جو میرے خون میں شامل جزبے کو مسترد کرتے ہیں؟

جزبہ جو موتی، زمرد اور سیپ مانند ہے۔۔۔

رائد۔۔"اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے آرمینے نے آہستہ سے اس کا نام لیا۔"

ہوں۔۔"اس نے بے دھیانی سے ہنکارا بھرا۔"

مما آجائیں گی۔"وہ آہستہ سے بولی۔

کیا؟"رائد نے بند ہوتیں آنکھیں کھولیں۔"

مما آ گئیں تو وہ کیا سوچیں گی، تم بہت کلوز ہو،"وہ مدھم سے لہجے میں کہہ" رہی تھی۔

اتنا بھی نہیں ہوں۔اور مجھے نیند آ رہی ہے، میں ادھر ہی ہوں، تم تھوڑی" دیر بعد جگا دینا مجھے۔"کمر پر گرفت مظبوط کرتے وہ مزید نزدیک ہوا۔

تو تم اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ نہ۔"آرمینے نے ایک ہاتھ اس کے سینے پر" رکھتے اسے ہلکا سا پیچھے دھکیلا۔

ادھر کیا ہے؟"کوئی جواب نہیں آیا تو وہ تھوڑا سا پیچھے ہوا، غور سے آرمینے" کو دیکھا۔وہ تو جیسے سانس لینے میں بھی احتیاط کر رہی تھی۔رائد کو حیرت

ہوئی۔

کیا ہوا؟" بھنویں سکیڑ کر اس کے سرخ پڑتے گال دیکھے۔اس کی سیاہ عربی" آنکھیں مزید گہری ہوئیں۔

. یا أنت ملكتي ومالكي وممتلكاتي

یا کوکب البحری، یا عشتاری

تم میری ملکہ، میری مالک اور میرا اثاثہ ہو۔

تم میرا استارہ ہو۔۔ مجسم محبت۔۔۔

ہو رہے ہیں،" وہ کنفیوز سی ہو (sensations) عجیب سے سینسیشنز"
کر اپنی کیفیت بتا رہی تھی۔

اچھے یا برے؟" ہاتھ کی پشت اس کے گال پر پھیری۔"

پتا نہیں۔ ہاتھ پاؤں سن ہو رہے ہیں،" وہ اس وقت جو محسوس کر رہی تھی"
وہی بتایا۔ وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا،

ارمن۔۔۔" اس کے سرخ پڑتے رخساروں پر سے اس کی نظریں"
بھٹکیں۔" میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔" مدھم آواز میں اسے بتایا۔ آرمینے
کو یاد آیا جب پہلے ایک بار اس کا دماغ خراب ہوا تھا تو اس نے اسے خود سے
دور چلے جانے کا کہا تھا۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ ہوتا رہے تمہارا دماغ خراب۔" ہلکی سے تیوری" چڑھاتے اس نے منہ بسورا۔

میں نے کب کہا کہ تم جاؤ؟" اس کا دایاں ہاتھ آرمینے کے گال پر سے ہوتا" کان سے نیچے سرکتا بالوں میں اٹکا۔" تم یہیں رہو، میرے پاس۔۔" کہنی بیڈ پر ٹکاتے وہ تھوڑا سا اوپر ہوا۔" تمہیں دور جانے کا کہوں بھی تو تم مت جانا۔" بالوں پر گرفت ہلکی سی سخت ہوئی۔ آرمینے نے پوری آنکھیں کھول کر اس کا انداز دیکھا۔

را۔۔ئد۔ شاید دروازہ بج رہا ہے،" وہ بات کرتے ہوئے اٹکی۔"

"تم دو منٹ چپ نہیں رہ سکتی؟"

تم کیا کرنے والے ہو؟"اس کا انداز۔۔۔آرمینے کا دل زور سے دھڑکا۔"

ابھی پتا چل جائے گا۔"اس کی آواز بہت مدھم تھی،آرمینے کو بمشکل سنائی" دی۔رائد کے بال ماتھے سے بکھر کر آرمینے کی پلکوں پر لگ رہے تھے وہ آنکھیں بند کر گئی۔دل سینے میں زوروں سے دھڑکا تھا۔

انئ أحبک دون ای تحفظ

وأعيش فيک ولادتي۔۔۔ودماري

تمہارے بارے میں میرا پیار حدود زمانہ سے بے پرواہ ہے۔۔۔

!!تمہارے ساتھ ہی میری فنا اور بقا ہے۔۔۔

آرمینے میم۔۔۔، سارا میم آپ کو بلا رہی ہیں۔" ملازمہ سوزین پچھلے پانچ" منٹ سے وقفے وقفے سے آرمینے کے کمرے کا دروازہ بجا رہی تھی، اسے پتا تھا ابھی اسے دروازہ بجاتے رہنا ہے، آرمینے ایسے ہی کرتی تھی، جب تک ملازمہ دس پندرہ منٹ تک وہاں کھڑی درازہ نہیں بجاتی تھی وہ کمرے سے باہر نہیں آتی تھی۔ سوزین کے علاوہ باقی ملازماؤں کو بھی اس کے اس رویے کی عادت تھی۔

آرمینے میم۔۔"اس نے ایک بار پھر دستک دی۔"

مما سے کہوں میں آتی ہوں۔۔۔ تھوڑی دیر تک۔"آرمینے کی آواز سُنائی" دی تو سوزین شکر کا کلمہ پڑھتے وہاں سے چلی گئی۔ شکر ہے آج جلدی جواب دے دیا تھا آرمینے نے۔

بہت فضول ہے یہ سوزین،اسے مینرز سیکھنے کی اشد ضرورت ہے۔"رائد" اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ہلکا سا بڑبڑایا۔اسے اتنا غصہ کیوں آرہا تھا۔گہرا سانس لیتے اس نے سر دائیں بائیں جھٹک کر پلکیں دو بار جھپکیں۔ چہرے پر ہاتھ پھیرتے خود کو نارمل کیا۔

مما بلا رہی ہیں۔"آرمینے نے پیر بیڈ سے نیچے اتارے۔ سلیپر پاؤں میں پہنتے" وہ بیڈ سے کھڑی ہوئی۔ پھر واپس بیٹھی۔ محسوس ہوا کہ اس کے قدموں میں اتنی جان نہیں تھی کہ وہ اس وقت کمرے سے باہر جا سکتی۔

تم جاؤ پہلے۔"اسے دیکھے بغیر حکم دیا۔"

رائد نے آرمینے کا سرخ ہوا چہرہ دیکھا۔

"میرا دل نہیں کر رہا جانے کا۔"

راائد۔" وہ تکیہ اٹھا کر منہ پر رکھ گئی۔اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ واضح" تھی۔

اوکے۔۔۔جا رہا ہوں۔" وہ بیڈ سے کھڑا ہوا۔دل تو نہیں چاہ رہا تھا جانے کا" پھر اس کا چہرہ دیکھ کر دل کو لگام ڈالی۔"اچھا اسے تو ہٹاؤ۔" تکیہ زبردستی اس کے ہاتھوں سے چھینتے، تھوڑا سا جھک کر اس کی پیشانی پر لب رکھے، چند سیکنڈ، پھر وہ سیدھا ہوا۔آرمینے نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا، وہ جلتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کے دیکھنے پر ہلکا سا مسکرایا، چند قدم پیچھے ہٹا، پھر جانے دل میں کیا سمائی کہ وہ ایک دم آگے بڑھا آرمینے کو کمر سے تھامتے ہوئے اسے بیڈ سے کھڑا کیا، آرمینے نے گڑبڑا کر بازو اس کی گردن کی پشت

پر باندھے،اسے بانہوں میں لیے اس نے گھوم کر دو چکر لگائے،آرمینے کو واپس بیڈ پر بٹھایا، جھک کر اس کی کنپٹی پر لب رکھے، پھر سیدھا ہوا اور الٹے قدموں پیچھے ہٹتے ہوئے پلٹ گیا۔

کمرے کا دروازا بند ہوا تو آرمینے نے گہرا سانس لیتے دل پر ہاتھ رکھا۔
دھڑکن متزلزل تھی۔اس کے پورے وجود میں ابھی تک لرزش تھی۔وہ لحاف سر تک تانتے ہوئے تکیے میں منہ چھپا گئی۔اگر یہ اس کا دماغ خراب ہونا تھا تو آگے کیا ہونے والا تھا۔۔۔

آریز۔۔۔"اس نے آریز کے کمرے کے کھلے ہوئے دروازے کو انگلیوں" کی پشت سے بجایا۔

جی۔۔"وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا پرفیوم گردن پر اسپرے کر رہا تھا،" درخشے کی آواز پر چونک کر مڑا۔

میرے لیپ ٹاپ میں کچھ مسلہ ہو گیا ہے، تم زرا دیکھ لو گے اسے؟ میں" آرٹیکل لکھ رہی تھی اور وہ ونڈو ہی لاک ہو گئی۔"وہ جانتی تھی وہ کمپیوٹرز وغیرہ میں اچھا تھا اسی لئے وہ اس کے پاس آئی تھی۔

شیور۔"وہ اس کے ساتھ باہر آیا۔لونگ روم میں کاؤچ پر بیٹھتے اس نے" میز پر رکھے لیپ ٹاپ کی کیز پریس کیں۔

"تم اسے دیکھو جب تک میں کافی بنا کر لاتی ہوں، تم پیو گے نا؟"

موڈ تو نہیں ہے، لیکن آپ بنائیں گی تو پی لوں گا۔" مسکرا کر کہتے وہ لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ تھا۔ وہ جانے لگی تو آریز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"پاسورڈ کیا ہے اس کا؟" وہ مگن انداز میں پوچھ رہا تھا۔ درخشے نے پاسورڈ بتایا۔ اس نے ہاتھ چھوڑ دیا وہ چلی گئی۔

وہ کافی بنا کر آئی تو وہی ونڈو کھلی ہوئی تھی جس پر وہ کام کر رہی تھی۔ وہ پیج سکرول کرتا اس کا لکھا ہوا آرٹیکل سرسری انداز میں پڑھ رہا تھا۔

کافی۔۔" درخشے کے بڑھے ہوئے ہاتھ سے شکریہ کہتے ہوئے مگ پکڑا۔"

۔۔۔انٹرسٹنگ ٹاپک ہے، اور کافی ریسرچ بھی کی (sadism) سیڈزم" ہے آپ نے۔ آرٹیکل بہت اچھا لکھا ہوا ہے۔" توصیفی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے سراہا۔

تم نے پورا پڑھا؟" وہ اپنا مگ لے کر اس کے ساتھ بیٹھی۔"

عام طور پر سائیکو پیتھ، قاتل اور (sadist) نہیں، لیکن سیڈسٹ" سیریل کلرز ہوتے ہیں نہ؟ جو دوسروں کو تکلیف پہنچانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔" آریز نے آنکھوں کے کناروں سے اسے وہاں بیٹھتے دیکھا۔ اپنے ذہن میں ایک پوائنٹ نوٹ کیا۔

وہ سیڈزم ہوتا ہے، جو کہ ایکسٹریم لیول پر ہوتا ہے، میں ایوری ڈے سیڈزم" پر آرٹیکل لکھ رہی ہوں۔" اس نے کافی کا (everyday sadism) سپ لیتے ہوئے۔ لیپ ٹاپ کا رخ اپنی طرف کیا۔

یہ ایک ہی کیٹیگری میں آتے ہوں گے نہ؟ ایوری ڈے سیڈزم۔۔ ساؤنڈز"

انٹرسٹنگ، آپ اگر برا نہ مانیں تو میں اس بارے میں سننا چاہوں گا۔" اس نے ایک طائرانہ نظر اس پر ڈالی۔ پنڈلیوں تک آتا بلیک ٹراؤزر جس کا بیلٹ کمر تک تھا۔ اس پر سفید آدھی آستینوں والی فٹ ٹی شرٹ، شرٹ کی لینتھ ٹراؤزر کی بیلٹ تک تھی۔ وہ زرا سے بازو اوپر اٹھاتی تو کمر نظر آتی تھی۔ وہ گھر پر ہوتی تھی تو اس کی ڈریسنگ لاپرواہ سی ہوتی تھی۔ آہ۔۔، آریز کو اپنے حال پر ترس آیا۔

برا ماننے والی کیا بات ہے، میں یہ آرٹیکل، جو کہ شہر کے ایک بڑے" میگزین میں چھپے گا، اسی لئے لکھ رہی ہوں نہ کہ لوگ اسے پڑھیں، تو مجھے تم سے ڈسکس کرنے میں کیا پرابلم ہو گی۔" وہ ہلکا سا ہنسی۔ "تم آلریڈی جانتے ہو کہ سیڈسٹ اور سائیکو پیتھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کو تکلیف دینے یا ذلیل کرنے سے خوشی حاصل کرتے ہیں۔ کسی کو تڑپتے ہوئے دیکھ کر ان کو سیٹسفیکشن ملتی ہے۔ اس کے لئے وہ بھی کسی حد جاتے ہیں۔ قاتل،

ریپیسٹ، یا کوئی ایسا شخص جو کسی کو جسمانی نقصان پہنچا کر اس کے تڑپنے پر خوش ہوتا ہے، وہ سیڈسٹ ہے۔" اس نے سانس لینے کا وقفہ لیا۔" بعض اوقات یہ خود کو بھی تکلیف پہنچا کر خوش ہوتے ہیں، لیکن ایوری ڈے سیڈزم اس لحاظ سے مختلف ہے کہ، یہ کم ایکسٹریم لیول پر ہے، اس میں جو ہوتا ہے، وہ بھی (everyday sadist) ایوری ڈے سیڈسٹ دوسروں کو تکلیف پہنچانے یا ان کی تکلیف کو دیکھنے سے خوشی حاصل کرتا ہے، وہ خونی، مار دھاڑ والی فلمز دیکھے گا، اسے وہ گیمز اٹریکٹ کریں گے جو پر تشدد ہوں گے۔ ایوری ڈے سیڈسٹ کم ہوتے ہیں لیکن یہ ہوتے ہیں، یہ اس دنیا میں موجود ہیں، ایک حالیہ ریسرچ کے مطابق انڈر گریجویٹ طلباء میں سے تقریباً 6% دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے خوشی حاصل کرنے کا اعتراف کرتے ہیں۔

آج کل کے دور میں ایوری ڈے سیڈسٹ کوئی بھی ہو سکتا ہے، وہ انٹرنیٹ پر

لوگوں کو ٹرول کرنے والا شخص ہو سکتا ہے، یا اسکول میں موجود ایک ہو سکتا ہے۔ ایوری ڈے سیڈسٹ پر تشدد کمپیوٹر گیمز (bully) بدمعاش کی طرف بہت زیادہ راغب ہوتے ہیں۔ اور جتنا وہ کھیلتے ہیں، اتنا ہی ان میں یہ جزبہ بڑھتا جاتا ہے۔"

تو آپ یہ کہہ رہی ہیں ایوری ڈے سیڈزم میں لوگ خود دوسروں کو" نقصان نہیں پہنچاتے بلکہ وہ ایک تماشائی کے طور پر اس چیز کو انجوائے کرتے ہیں اور آج کل کی ینگ جنریشن ایوری ڈے سیڈزم کا زیادہ شکار بنتی ہے؟" آریز نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ پر جوش انداز میں اس ٹاپک پر بول رہی تھی۔

ٹوبی آنسٹ آریز، یہ صدیوں پرانا دور تو ہے نہیں کہ لوگوں کے پاس" دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی آزادی حاصل ہو۔ آج کل لوگ اتنی آسانی

سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے، اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو اس کے اثرات ان کو خود بھی جھیلنے پڑتے ہیں۔اب گیمز ہوتی ہیں۔"اس نے ٹی وی کی طرف اشارہ کیا،"ریسلنگ،امریکہ کا مقبول ترین کھیل ہے،لوگ اسے بہت زیادہ دیکھتے ہیں،اس میں کیا ہوتا ہے؟لڑائی،مار کٹائی،اینگر،اگریشن،لیکن لوگ اسے دیکھتے ہیں اور بہت شوق سے دیکھتے ہیں۔اور یہ سب عام لوگ ہوتے ہیں۔وہ اس کھیل کو دیکھ کر اپنی سیڈسٹ نیچر کو سیٹسفیکشن مہیا کرتے ہیں۔ وہ اپنی اس حس کو تسکین دیتے ہیں جس میں دوسروں کی تکلیف خوشی دیتی ہے،ایسے اور بھی بہت سب گیمز ہیں جس میں فزیکل فائٹس ہوتی ہیں،اور لوگ انہیں بہت پسند کرتے ہیں۔"اس کی کافی ٹھنڈی ہو گئی تھی، لیکن وہ بنا رکے بول رہی تھی۔

دیکھا جائے تو ہم سب ہی کہیں نہ کہیں اس چیز کا شکار ہوتے ہیں۔دو لوگ" لڑ رہے ہیں،ایک اگر چھڑانے جائے گا تو دس تماشہ دیکھیں گے،آج کل کی

دنیاڈیجیٹل ہوگئی ہے، تو لڑائیاں بھی آنلائن ہوتی ہیں۔ دو لوگ جھگڑ رہے ہیں، بیس لوگ ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے، دو گروپس بن جائیں گے، اب وہ دو گروپ لڑ رہے ہیں اور سینکڑوں ہزاروں تماشہ دیکھ رہے ہیں، جو لڑائی کا حصہ ہوتے ہیں اور جو تماشائی ہوتے ہیں یہ کون ہوتے ہیں؟ یہ سب عام لوگ ہوتے ہیں آریز۔۔اب تم خود بتاؤ، کیا ایوری ڈے سیڈزم صرف ینگ جنریشن تک محدود ہے؟ یہ ایک بیماری ہے جو ہماری دنیا میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔ میرا آرٹیکل اسی بارے میں ہے کہ کیسے اس چیز کو اوور کم جائے، ایسے کونسے سٹیپس لئے جائیں کہ ہم اس (overcome) جذبے کو اپنے وجود میں گھر بنانے سے روک سکیں۔ کیونکہ آخر میں یہ جذبہ اس نے گھر بنایا ہو۔" اس نے اسی انسان کو تباہ کر دیتا ہے جس کی وجود میں رک کر کافی کا ایک سپ لیا، ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اس نے کپ میز پر رکھ دیا۔

کتنا عجیب ڈس آرڈر ہے، انسان بھی عجیب ہے، کیسی کیسی چیزوں کو خود پر"

حاوی کرلیتا ہے۔"آریز نے جھرجھری لی۔

انسان نہیں۔۔وقت۔۔۔زمانہ، یہ زمانہ ہے آریز، جو اس قسم کے ڈس" (Machia-velli) پیدا کرتا ہے۔میکیاولی (disorders) آرڈرز کہتا ہے نہ کہ،

the times, not men, creat disorders,

اس کی کچھ اور وجوہات بھی ہوتی ہیں، ثقافت، روایت، فوڈ، یہ سب کسی بھی انسان کی ذہنی کیفیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔نیوروٹرانسمیٹرز کے لیولز میں اتار چڑھاؤ، کسی خاص کیمیائی مادے کی جسم میں کمی، ان سب کی وجہ سے بھی کوئی انسان دوسرے کو تکلیف پہنچا کر خوشی کشید کر سکتا ہے۔"اس کی بات پر آریز نے جس طرح اسے دیکھا تھا، درخشے کو بے ساختہ ہنسی آئی۔

زمانہ، آریز، زمانہ۔۔"وہ سر پیچھے پھینک کر ہنسی۔"

آج کل کے زمانے میں بھی کیسے عجیب و غریب قسم کے ڈس آرڈرز ہوتے ہیں۔"اس نے نفی میں سر ہلایا۔

تمہیں کس نے کہا کہ یہ آج کل کا ڈس آرڈر ہے؟ قدیم وقتوں میں لوگ میدان سجا کر انسانوں کو جانوروں سے لڑاتے تھے، کبھی جانور آدمی کو مار دیتا اور کبھی آدمی جانور کو۔اور لوگ خوش ہو کر تالیاں بجاتے تھے۔"اس نے کندھے اچکا کر آریز کو دیکھا۔اس کی آخری بات پر اس نے واضح طور پر اس نے نچلا لب دانتوں تلے دباتے مسکراہٹ چھپائی تھی۔

تم ہنسے کیوں؟"اس نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا۔"

نہیں تو۔"اس نے سر دائیں بائیں گھما کر انکار کیا۔"

تم مسکرائے تھے، میں نے دیکھا تھا۔"وہ شکی انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

نہیں، وہ۔۔میں سوچ رہا تھا کہ، آپ نے پوری بات میں جانوروں کا نام نہیں لیا۔ پھر جب آپ نے جانوروں کا ذکر کیا تو بس۔۔۔"اس نے کان کھجا کر معصوم سی شکل بنا کر اسے دیکھا۔

رائد۔۔۔اسی نے کوئی بکواس کی ہو گی اس بارے میں، ہے نہ؟"وہ فوراً" بات کی تہہ تک پہنچی تھی۔آریز نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے کافی کا کپ لبوں سے لگایا۔اب وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا کہ رائد اس کی

جانوروں سے محبت کے بارے میں کیا کیا کہتا تھا۔

درخشے نے بڑبڑا کر رائد کی شان میں کوئی گستاخی کرتے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو جوڑے کی شکل دی۔ پھر بازو سیدھے کر کے سر کے اوپر لے گئی اور پورے جسم کو سٹرچ دے کر ڈھیلا چھوڑا۔ وہ کافی دیر اس آرٹیکل پر کام کر رہی تھی، اب تھکاوٹ ہو رہی تھی۔ آریز اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے زور سے اچھو لگا تھا، کافی گلے میں اٹک گئی تھی۔ اس نے بے ساختہ کھانستے ہوئے کپ میز پر رکھا۔

تم ٹھیک ہو؟" درخشے نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔"

جی۔۔" اس نے اسے دیکھنے سے گریز کیا۔ اس کے محبوب کے طرز تغافل" کی خیر، اس نے کسی دن جان سے چلے جانا تھا۔

تم کہیں جا رہے تھے نہ؟ سوری میں نے تمہیں ڈسٹرب کر دیا۔" اسے اب" دھیان آیا۔

نہیں کوئی بات نہیں۔ میں رائد سے ملنے جا رہا تھا۔ دیر بھی ہو جائے تو کوئی" بات نہیں۔" اب وہ اسے کیا بتاتا، وہ اسے کس طرح سے ڈسٹرب کرتی تھی۔" آپ چلیں گی ساتھ؟" وہ صوفے سے کھڑا ہوا۔

نہیں تھوڑا سا کام رہتا ہے، یہ مکمل کر لوں، پھر سونے جاتی ہوں۔ تھکاوٹ" "ہو رہی ہے۔

اوکے۔ میں جلدی آ جاؤں گا۔ اگر آپ کو کوئی کام ہو مجھے کال کر دیجئے گا" میں آ جاؤں گا۔" اس نے درخشے کے ساتھ پڑے اپنے فون کو دیکھا۔ کچھ

سوچ کر وہ درخشے کے دوسری طرف گیا۔اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے جھک کر اس کے سامنے سے بازو بڑھا کر درخشے کے دوسری طرف رکھا اپنا فون اٹھایا۔درخشے تھوڑا سا پیچھے ہوئی، لیکن اس کے چہرے پر گھبراہٹ کا تاثر نظر نہیں آیا تھا۔وہ گہری سانس بھرتا فون اٹھا کر سیدھا ہوا، پھر درخشے کو الوداع کرتے وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔درخشندے نے بے ساختہ گردن موڑ کر اسے جاتے ہوئے دیکھا۔اس کا پرفیوم اچھا تھا، ابھی جب وہ فون اٹھانے کے لئے جھکا تھا تو اس نے قریب سے اس کے ملبوس سے اٹھتی خوشبو کو محسوس کیا تھا۔وہ سر جھٹک کر لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

آریز گاڑی میں آکر بیٹھا تو وہ درخشے کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا، وہ صوفے پر اس کے نزدیک بیٹھ جاتی تھی، وہ اس کا ہاتھ پکڑتا تو اسے کوئی ایشو نہیں ہوتا تھا، وہ نارملی اس کے قریب جاتا تو وہ اتنا خاص نوٹس نہیں کرتی تھی۔۔۔تو پھر

اس دن بھی اس نے صرف ہاتھ پکڑا تھا اور تھوڑا سا قریب ہی ہوا تھا لیکن درخشے کا ری ایکشن بہت ایکسٹریم آیا تھا۔اس نے گاڑی روڈ پر ڈالی۔اس کا وہ کے تصور intimacy ایکسٹریم ری ایکشن کیوں آیا تھا بھلا۔۔۔وہ یقیناً سے خوفزدہ ہوئی تھی،جب آریز نے اس پر اپنا ارادہ واضح کیا تھا،تب درخشے کا فوبیا ٹریگر ہوا تھا۔اس نے گاڑی کی رفتار کم کرتے دوسری روڈ پر ٹرن لی۔وہ وقت کے ساتھ،آہستہ آہستہ،زیادہ بہتر طریقے سے اس کے فوبیا کے بارے میں جان رہا تھا۔اب اسے لگ رہا تھا کہ یہ ٹھیک ہو سکتا تھا۔لیکن اس کے اسے اس فوبیا کو علاج لئے درخشے کا یہ ماننا ضروری تھا کہ وہ فوبک تھی،اور کرنا چاہیے۔کبھی تو حالات بہتر ہوں گے،وہ پر امید تھا۔

بابا کی کال آئی تھی،وہ شادی کی ڈیٹ کے بارے میں کچھ بول رہے تھے،"

تمہاری اور آرمینے کی شادی۔" آریز نے رائد کو دیکھا، جو ڈھیلے ڈھالے انداز میں سستی سے بیٹھا تھا۔

پھر؟" اس نے سرسری انداز میں پوچھا۔"

پھر یہ کہ، تم مجھے بتاؤ۔۔ تم ایسا کونسا منتر پڑھ کر پھونکتے ہو لوگوں پر جو وہ" "تمہاری ہر بات ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

کچھ بھی نہیں، صرف کنوینس کرتا ہوں اس بات پر جو ٹھیک ہوتی ہے،" لوگوں کو پھر ماننا ہی پڑتا ہے۔ میں کونسا کوئی غلط بات کرتا ہوں۔" اس نے کشن اٹھا کر سینے پر رکھتے دونوں بازو کشن پر باندھے۔

یہ بھی ہے۔" وہ سر ہلا کر چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک وہاں خاموشی چھائی"

رہی۔ تنگ آکر آریز نے ہی دوبارہ بات کا آغاز کیا۔

"تم دبئی کب جا رہے ہو؟ اگر اس ویک جانا ہے تو بتانا، اکٹھے چلیں گے، مجھے تھوڑا کام ہے ادھر۔"

ہمم۔" رائد نے بے دھیانی میں سر ہلایا۔"

"تم سن رہے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں؟" آریز نے صبر سے پوچھا۔"

"سن رہا ہوں۔" وہ کشن بانہوں میں دبوچے، سر صوفے کی پشت سے لگائے، چھت کے کنارے پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔

"سن رہے ہو، لیکن سمجھ بھی رہے ہو یا نہیں؟" وہ اس کی بے توجہی سے

بیزار ہوا۔

پتا نہیں۔" کشن سینے میں بھینچتے اس نے آنکھیں بند کیں۔ آریز نے "
حیرت سے اس کا انداز دیکھا، ایسا لگ رہا تھا وہ وہاں ہو کر بھی وہاں موجود نہیں
تھا۔ اس نے زور سے اس کا کندھا ہلایا۔

کیا مسلہ ہے؟" رائد نے چڑ کر آنکھیں کھولیں۔"

"مجھے تو کوئی مسلہ نہیں تم بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے؟"

کچھ بھی تو نہیں۔" اس نے کشن ایک طرف پھینکا۔ دوسرا کشن اٹھایا۔"
اسے بھی دور پھینکا۔

کیا کر رہے ہو یہ،؟"آریز اس کا رویہ سمجھنے سے قاصر تھا۔"

یہ کیسے کشنز ہیں؟ زرا بھی نرم نہیں ہیں۔"اس نے منہ بنایا۔"

تم نے نشہ تو نہیں کیا؟"اب کے آریز مشکوک ہوا۔"

لگتا تو ہے،"وہیں صوفے پر نیم دراز ہوتے ہوئے اس نے پیر آریز کی گود" میں رکھے۔

سیریسلی؟"آریز نے غور سے اسے دیکھا،"جا کر ٹھنڈے پانی سے نہاؤ،" سارا نشہ اتر جائے گا۔"چڑ کر کہتے اس کے پیر ایک طرف کرتے وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔"میں جا رہا ہوں، جب تمہارا دماغ اپنی جگہ واپس آ جائے تو بتانا۔"وہ بڑبڑاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔ جاتے ہوئے دروازہ زور سے مار کر

گیا تھا۔رائد نے گردن موڑ کر آواز کی سمت دیکھا پھر واپس سے خلا میں نظریں ٹکائیں۔آریز نے سہی پہچانا تھا،آرمینے سے ہوئی آخری ملاقات واقعی کسی نشے کی طرح اس کی رگوں میں دوڑ رہی تھی۔نہ دل اپنی جگہ پر تھا نہ دماغ۔۔۔

!آھای عالیجناب عشق !فریشتہ ی عذاب عشق

وہ دس منٹ سے لان میں دائیں بائیں ٹہلتے ہوئے فون کان سے لگائے سارا سے بات کر رہی تھی۔مہرداد لیپ ٹاپ کی سکرین سے نظریں ہٹا کر گاہے بگاہے اس پر ایک نظر ڈالتا اور واپس سے لیپ ٹاپ پر مصروف ہو جاتا۔پانچ منٹ مزید گزرے،وہ ابھی تک ٹہل رہی تھی۔وہ لیپ ٹاپ ایک طرف رکھتا گلاس ڈور سلائیڈ کرتا لان میں داخل ہوا۔

پھر بھی مما، کچھ عرصہ رک جاتے، اتنی بھی کیا جلدی ہے آرمینے کی شادی" کی۔" وہ بیزاری سے کہتے ہوئے پلٹی تو داد کو اپنا منتظر پایا۔ افسانے نے ایک ابرو اوپر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرایا اور ایک طرف رکھی لان چیئرز کی طرف اِشارہ کیا، گویا اسے وہاں بیٹھنے کا کہا ہو۔ افسانے پاؤں پٹختے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ مہر داد اس کے پیچھے آیا تو وہ کال بند کر چکی تھی۔

کیا ہوا؟ سب خیریت؟" بغور اسے دیکھا۔"

خیریت ہے، مما کہہ رہی تھیں کہ آرمینے کی شادی ہے عنقریب۔" کوفت" سے کہتے ہوئے اس نے فون بیڈ پر پھینکا۔

تو یہ تو خوشی کی بات ہے نہ۔" اسے افسانے کا ری ایکشن سمجھ نہیں آیا۔"

میں نے کب کہا کہ دکھ کی بات ہے۔ تم اپنے کام سے کام رکھو۔" دانت پر" دانت جما کر کہتے اس نے تکیہ اٹھا کر جھاڑا اور واپس بیڈ پر پٹخا۔

کال سے پہلے تمہارا موڈ کافی اچھا تھا، ابھی مزاج بگڑا ہوا لگ رہا ہے، کوئی" بات پریشان کر رہی ہے؟ مجھے بتاؤ۔" اس کا لہجہ نظر انداز کرتے ہوئے وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

میں کیسے جاؤں گی اس شادی پر، ڈاکٹر نے بائے ایئر ٹریول کرنے سے منع" کیا ہے اگر تمہیں یاد ہو تو،" تکیہ اٹھا کر بیڈ شیٹ جھاڑی۔" میں اس کے نکاح پر بھی نہیں تھی،" وہ روہانسی ہوئی۔

تو ان سے کہو نہ کہ شادی آگے کر دیں۔" مہر داد نے کندھے اچکا کر آسان"

حل بتایا۔

رائد نے جلدی مچائی ہوئی ہے، ورنہ مام ڈیڈ کا ابھی ارادہ نہیں تھا آرمینے کی شادی کرنے کا۔" بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا اس نے پیر سیدھے کیے۔

مہرداد نے کندھے اچکائے۔ یہ ان کے گھر کا معاملہ تھا، وہ کیا تبصرہ کرتا۔ اس کے پیروں کے نزدیک بیڈ پر بیٹھتے ہوئے ہلکے ہاتھوں سے اس کے پیروں کی انگلیاں دباتے ہوئے اس نے افسانے کا چہرہ دیکھا۔ پچھلے کچھ دن سے اس کے مزاج میں چڑچڑاپن آگیا تھا۔

میں نے مما سے کہا کہ میرے پاس آجائیں، لیکن وہ ابھی نہیں آسکتیں۔ وہ کہہ رہی تھیں آرمینے کی شادی کے بعد ہی آئیں گی۔" منہ بسور کر کہتے وہ آرام دہ انداز میں نیم دراز ہوئی۔

کوئی بات نہیں۔ میں ہوں نہ تمہارے پاس۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔"

ٹانگیں بھی دبا دو۔" بنا مسکرائے وہ بازو آنکھوں پر رکھ گئی۔ مہر داد نے ایک" نظر میز پر رکھے لیپ ٹاپ کو دیکھا، ابھی اس کا کام رہتا تھا، لیکن وہ تو بعد میں بھی ہو سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد افسانے نے پیر سمیٹ کر کروٹ بدلی تو وہ اسے لحاف اوڑھا کر وہاں سے اٹھ گیا۔

وہ سیٹی پر کوئی دھن بجاتے لیپ ٹاپ کی کیز پر یس کرتا کھٹ کھٹ ٹائپ کر رہا تھا۔ درخشندے نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں، سر اٹھا کر سامنے کاؤچ پر بیٹھے آریز کو دیکھا، وہ آج گھر پر تھا، تھوڑی دیر پہلے اٹھا تھا، اپنے لئے

کافی بنا کر اپنا لیپ ٹاپ لے کر لونگ روم میں آ گیا تھا، اور اب وہ پچھلے آدھے گھنٹے میں کئی گانے شفل کر چکا تھا، ہر دو منٹ بعد سیٹی کی دھن بدل دیتا تھا۔

درخشندے وہاں بیٹھنے پر مجبور تھی، اسے لونگ روم کے کونے میں پڑی اونچی میز کرسی پر بیٹھ کر کام کرنے کی عادت پڑ گئی تھی، ورنہ وہ ابھی تک اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی ہوتی۔

آریز۔۔!" وہ اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔"

جی۔" اس کی سیٹی فوراً بند ہوئی۔"

تم یہ گانے دل میں گا سکتے ہو یا ہیڈ فون لگا لو۔ میں ڈسٹرب ہو رہی ہوں۔"" اس کا انداز درخواست کرنے والا نہیں ہوتا تھا، وہ حکمیہ لہجے میں مخاطب ہوتی تھی اس سے۔

میں بھی ہو رہا ہوں ڈسٹرب۔ کیا میں نے کچھ کہا؟" وہ کندھے اچکا کر" واپس سے سیٹی بجانے لگا، سونگ چینج ہو چکا تھا۔

تم کیوں ڈسٹرب ہو رہے ہو؟" درخشندے کو اس کے انداز پر حیرت" ہوئی۔ وہ بغیر کوئی بحث کئے ہمیشہ اس کی بات مان جایا کرتا تھا، آج پہلی بار تھا جب اس نے اس کی بات رد کی تھی، برا تو لگنا تھا۔

مجھ سے کمرے میں یا بالکونی میں بیٹھ کر کام نہیں ہوتا، میں ادھر زیادہ کمفرٹیبل رہتا ہوں، لیکن آپ کی موجودگی مجھے مسلسل ڈسٹرب کر رہی ہے، میں نے تو آپ کو نہیں کہا کہ آپ یہاں سے چلی جائیں۔" لیپ ٹاپ پر ٹائپ کرتے وہ مصروف انداز میں اسے جواب دے رہا تھا۔

میری موجودگی تمہیں کیسے ڈسٹرب کر رہی ہے؟ میں تمہاری طرح گانے" نہیں گا رہی۔ نہ کھٹ کھٹ کر کے ٹائپنگ کر رہی ہوں۔" وہ عادت کے بر خلاف بہت تحمل سے بات کر رہی تھی۔ آریز نے نظریں اٹھا کر بغور اسے سر سے پیر تک دیکھا۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے اونچی کرسی پر بالکل اس کے سامنے بیٹھی تھی، سیاہ ٹراؤزر جو گھٹنوں سے تھوڑا نیچے تک تھا، بغیر آستین والا سفید ٹینک ٹاپ، اور ابھی وہ اس سے پوچھ رہی تھی کہ وہ اسے کیسے ڈسٹرب کر رہی تھی۔ آریز ٹھنڈا سانس بھر کر نظریں ہٹا گیا۔

یہ نہیں تھا کہ اس نے کبھی کسی عورت کو اس قسم کے لباس میں دیکھا نہیں (re-) تھا، وہ جس معاشرے کا حصہ تھا وہاں پر عورتیں اس سے زیادہ رویکنگ کپڑے پہنتی تھیں۔ بات یہ تھی کہ اس نے درخشے کو کبھی (vealing ایسے نہیں دیکھا تھا۔ آریز نے ہمیشہ اسے مشرقی طرز کے لباس میں دیکھا تھا جو مکمل طور پر اس کے وجود کو ڈھانپتا تھا۔ جب سے شادی ہوئی تھی وہ گھر پر

رہتے زیادہ تر مغربی طرز کے آرام دہ کپڑوں میں ملبوس ہوتی تھی۔اور پھر وہ یوگا اور دیگر ورک آؤٹ کرتی تھی تو اس کی فٹنس بھی بہت زبردست تھی، اس لئے اس پر مغربی طرز لباس بہت خوبصورت لگتا تھا۔ لیکن پرابلم اس کے کپڑے نہیں تھے، پرابلم یہ تھا کہ وہ اس کی بیوی تھی، وہ بیوی جس سے اسے بہت محبت تھی۔اور اس سے بھی بڑا مسلہ تھا کہ وہ اس کے قریب جانے کی کوشش کرتا تو وہ بیہوش ہو جاتی تھی، آریز نے منہ بسورا، وہ اس کے لئے چلتا پھرتا امتحان تھی۔

تم کن سوچوں میں گم ہو گئے ہو، کچھ پوچھا ہے تم سے۔" وہ اسے بری بری" شکلیں بناتے دیکھ کر حیران ہوئی۔آج کچھ عجیب ہی رویہ تھا اس کا۔

اگر آپ کو بتایا کہ آپ کس طرح سے مجھے ڈسٹرب کرتی ہیں تو اس کے " لئے مجھے آپ کے قریب آنا پڑے گا، اور اگر ایسا ہوا تو آپ بیہوش ہو جائیں

گی، پھر ڈاکٹر ایما کو بلانا پڑے گا۔" منہ بنا کر کہتے اس نے آنکھیں گھمائیں۔

یہ کیا بکواس کی ہے ابھی تم نے؟" درخشے کو یقین نہیں آیا یہ اسے آریز نے" ہی کہا تھا۔

میں تو نہیں کر رہا تھا بکواس، آپ نے ہی دو بار پوچھا۔" وہ خفا ہوا۔ ناک" چڑھا کر اسے دیکھا۔ خود سوال کرتی تھی پھر اس کے جواب کو بکواس کہتی تھی۔

میں نے یہ تو نہیں پوچھا تھا،" اس نے تیوری چڑھائی۔"

"آپ نے یہی پوچھا تھا۔"

"تو تم نے کونسا سیدھی طرح بتا دیا۔"

سیدھی طرح کیسے بتاؤں۔ بولنے میں عجیب لگتا ہے نہ۔ اب اگر میں یہ" کہوں کہ آپ کے کندھے پر موجود تل مجھے بالکل صاف نظر آ رہا ہے اور میرا دل کر رہا ہے کہ میں اسے تھوڑا قریب سے چھو کر دیکھوں، تو آپ کو عجیب لگے گا نہ،" مصروف انداز میں بولتے اس نے میز پر رکھا فون اٹھا کر اس میں کچھ دیکھا پھر فون رکھ کر واپس لیپ ٹاپ پر مصروف ہو گیا۔" یہ صرف ایک مثال دی ہے، ویسے بھی مجھے بتانے میں مسلہ نہیں ہے، آپ کو سن کر غصہ آئے گا۔" وہ پوری توجہ سے تیز تیز ٹائپنگ کر رہا تھا۔

درخشے نے حیرت سے اس کی بات سنی۔ وہ اتنے نارمل انداز میں کہہ رہا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آیا کیا ری ایکشن دے۔

کتنے بد تمیز ہو تم۔" بالآخر اسے ایک جواب سمجھ آ ہی گیا۔"

سمپل بات کی ہے اس میں بد تمیزی کہاں سے آ گئی؟"اس نے بھنویں سکیڑ" کر خفا انداز میں اسے دیکھا۔

تم نے ابھی جو کہا وہ بد تمیزی نہیں ہے؟"آنکھیں چھوٹی کر کے اسے" گھورا۔

نہیں،"اس نے فوراً گردن نفی میں ہلائی۔آپ مجھے اجازت دیں، میں" آپ کو پریکٹیکلی کر کے دکھاتا ہوں کہ بد تمیزی کیا ہوتی ہے۔"اس کے فون پر نوٹیفیکیشن آیا تھا کوئی، وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

مجھے نہیں تھا پتا کہ اتنی زبان چلتی ہے تمہاری۔"وہ چڑ کر کرسی سے اتری۔"

آپ مجھ سے بات ہی کب کرتی تھیں جو آپ کو کچھ پتا ہوتا میرے بارے میں۔" فون سکرین سکرول کرتے وہ کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔

"تم مجھے بہت شریف لگتے تھے۔"

بدمعاش ابھی بھی نہیں ہوں۔" فون سے دیکھ کر لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کیا۔

میرے ساتھ تم ہو بھی نہیں سکتے۔" وہ اپنی چیزیں ٹیبل سے سمیٹ رہی تھی۔

یہ تو سچ ہے، آپ کے ساتھ تو بہت تمیز اور سلیقے سے رہتا ہوں۔" وہ متفق"

تھا۔

اس کا مطلب ہے تم ڈرامہ کرتے ہو، تم ویسے نہیں ہو جیسے میرے سامنے "
" بنتے ہو؟

"ڈرامہ تو نہیں کرتا، بس ڈر بہت لگتا ہے،"

"کس سے ڈر لگتا ہے؟ مجھ سے؟"

"ہاں جی،"

"کیوں؟"

آپ پیاری بہت ہیں، آپ کو دیکھ کر دل کرتا ہے دل میں ہی چھپالوں آپ" کو۔ پھر سوچتا ہوں، آپ تو بیہوش ہو جائیں گی۔" پلکیں زرا سی اٹھا کر اسے دیکھا، آنکھوں میں شرارت تھی۔ وہ اسے کی گھور رہی تھی، کچھ بولنے کے لیے لب کھولے پھر نفی میں سر ہلایا، وہ آنکھیں پٹ پٹا کر اسے دیکھ رہا تھا، اس کا انداز ایسا تھا کہ اسے کوئی سخت جواب نہیں دیا جا سکتا تھا۔

شٹ اپ۔۔" وہ وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔ آریزا سے تب تک دیکھتا رہا" جب تک وہ اپنے کمرے میں غائب نہیں ہو گئی، پھر سر جھٹک کر لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ سیٹی پر دھن تبدیل ہو گئی تھی۔

وہ فون پر بات کرتے ہوئے اپنے آفس میں داخل ہوا۔ الوداعی کلمات ادا

کرتے کال بند کی۔ایک طرف رکھے تھری سیٹر صوفے پر بیٹھتے ہوئے اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔ صبح سے گھن چکر بنا ہوا تھا۔بیک ٹو بیک میٹنگز اور پھر سائٹ پر جا کر کنسٹرکشن کا کام بھی دیکھنا تھا۔ کشن صوفے کی ہتھی پر رکھتے ہوئے وہ آنکھیں بند کر کے آرام دہ انداز میں نیم دراز ہوا۔دو منٹ اسی پوزیشن لیٹا رہا پھر فون اٹھا کر چہرے کے سامنے کرتے آرمینے کا نمبر ملایا۔

وہ سارا کے ساتھ ان کی دوست کے گھر جا رہی تھی، کوئی پارٹی تھی۔وہ اسی حوالے سے سارا سے بات کر رہی تھی جب اس کا فون بجا، رائد کی ویڈیو کال آ رہی تھی۔اس نے ایک نظر سارا کو دیکھا پھر کال آن کر کے فون چہرے کے سامنے کیا۔

مرحبا۔۔!"آرمینے نے مسکرا کر اس کے انداز میں سلام کیا۔وہ خاموشی" سے اسے دیکھے گیا۔آرمینے نے دونوں ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔وہ کچھ بول

کیوں نہیں رہا تھا۔

کیسی ہو؟" نظریں اس کے چہرے پر ٹکائے نرمی سے پوچھا۔"

میں ٹھیک ہوں، تم کیسے ہو؟" وہ اس کی نظروں سے کنفیوز ہو رہی تھی۔"
رائد نے جواب نہیں دیا بس خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔

میں کال بند کر رہی ہوں، جب تم نے کچھ بولنا نہیں تھا تو کال کیوں کی؟""
اس نے خفگی دکھانی چاہی، لیکن لہجہ لڑکھڑا گیا تھا۔ کنکھیوں سے ساتھ بیٹھی سارا کو دیکھا۔

تمہیں دیکھنے کے لئے۔" اس کے چہرے پر آتے جاتے رنگ دیکھ کر لبوں" پر مسکراہٹ آئی۔

سارا نے گردن موڑ کر پزل ہوتی بیٹی کو دیکھا پھر فون سکرین پر نظر آتے داماد کو۔انہیں خوشگوار سی حیرت ہوئی۔آج سے پہلے انہوں نے کبھی آرمینے کو رائد سے شرماتے نہیں دیکھا تھا۔

مما سے بات کرو گے؟وہ ساتھ بیٹھی ہیں۔"اس نے بات بدلی۔

سارا آنی تمہارے ساتھ بیٹھی ہیں؟تم نے بتایا نہیں۔"وہ اٹھ کر بیٹھا۔"

آرمینے نے فون سارا کی طرف کیا۔وہ ان کا حال چال پوچھ کر بعد میں کال کرنے کا کہہ کر فون بند کر گیا۔

کال بند ہونے کے ایک منٹ بعد میسج کا نوٹیفیکیشن آیا۔آرمینے نے سکرین کو ٹچ کیا پیغام کھل گیا۔

"أنت قلبي۔۔" میسج پڑھ کر اس کے لبوں پر بہت خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔رائد کی کسی بات پر اسے کبھی کوئی شک نہیں رہا تھا، وہ اگر اسے اپنا دل کہتا تھا تو اسے یقین تھا کہ وہ واقعی اس کے دل میں رہتی ہے۔اس نے ونڈو سے باہر جھانکا، شہر کا موسم خوشگوار ہو گیا تھا یا شاید دل کا۔۔۔

"زینب ماں کہہ رہی تھیں کہ تم ان کے ساتھ زیادہ بات نہیں کرتی، پورا دن کمرے میں رہتی ہو۔کیا تم یہاں پر کمفرٹیبل نہیں ہو؟ اگر ایسا ہے تو تم مجھے بتاؤ، ہم سہند شفٹ ہو جاتے ہیں۔"

وہ کافی دیر سے اس سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ صرف ہوں

ہاں میں جواب دے رہی تھی۔ابھی بھی جواب میں نفی میں سر ہلایا منہ سے کچھ نہیں کہا۔

ویسے ایک بات بتاؤں، مجھے یقین نہیں آتا کہ ، ہمارا بچہ آئے گا، میں تو ابھی تک یہ بھی ڈیسائیڈ نہیں کر پا رہا کہ میں اس کو کیا کہہ کر بلاؤں، "اس نے ٹاپک تبدیل کیا۔ "میں نے کبھی بچوں پر غور نہیں کیا، ٹوبی آنسٹ میں نے کبھی کسی بچے سے بات بھی نہیں کی۔اگر کوئی مجھ سے اپنے بچے کا تعارف کرواتا ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں کیسے انٹریکٹ کروں اس بچے سے۔ اور اب ہمارا اپنا بچہ ہو گا، یقین نہیں آتا۔میں کیسے باتیں کروں گا اس سے۔" وہ سنجیدگی سے اپنی الجھن اسے بتا رہا تھا۔

تو تمہیں یہ بچہ نہیں چاہیے؟"افسانے نے ترشی سے کہتے لب بھینچ کر" اسے دیکھا۔

"میں نے ایسا نہیں کہا۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ۔۔۔"

جو تم نے کہا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے۔" اس کی آواز بلند ہو رہی تھی۔"

افسانے۔۔۔" بے بسی سے اس کا نام لیا۔ وہ اس کی بات کا غلط مطلب لے" رہی تھی۔

اب تم یہ مت کہنا کہ تمہیں بچے کی زمہ داری سے ڈر لگتا ہے، وغیرہ" وغیرہ، وہی ٹیپیکل باتیں جو آج کل کے لڑکے کرتے ہیں۔ تم کوئی دنیا کے انوکھے باپ نہیں بننے والے جو تمہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہا، پھر بھی تم بتا دو اگر تم سے یہ زمہ داری نہیں اٹھائی جائے گی تو۔" ترشی سے کہتے اس نے ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس ٹرے میں پٹخا۔" پیدا میں نے کرنا ہے نہ تو پال بھی

"میں خود لوں گی۔ تم اپنی لائف انجوائے کرو۔

مہرداد ہکا بکا ہو کر اس کی باتیں سن رہا تھا، اس کی نارمل سی بات کو وہ کہاں لے گئی تھی۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو، میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔" اس نے تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ اگر تمہیں نارمل بچپن نہیں ملا تو اس کا" "بدلہ تم میرے بچے سے لو گے کیا؟

اب تم حد سے بڑھ رہی ہو۔ چھوٹی سی بات کو کہاں لے کر جا رہی ہو۔"" اسے بھی غصہ آیا۔

میں بات کو وہیں لے جا رہی ہوں جو تم کہنا چاہتے تھے، تم اپنی ان" سیکیورٹیز اور کمپلیکسز میرے بچے سے دور رکھنا۔" چبا چبا کر کہتے وہ بیڈ سے کھڑی ہوئی۔

بولنے سے پہلے اپنے الفاظ دیکھ لو، اور تمہارا بچہ؟ سیریسلی؟ زرا تصیح کرو" اپنی، ہمارا بچہ ہے وہ۔" وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوا۔ افسانے نے کچھ کہنے کو لب کھولے، مہرداد کا چہرہ دیکھا، لب بھینچ کر اسے دیکھتے وہ غصہ ظبط کیے کھڑا تھا، افسانے کو عجیب محسوس ہوا، وہ چوڑے کندھوں والا دراز قد مرد تھا، اگر ابھی وہ غصے میں اس پر ہاتھ اٹھائے تو۔۔۔

آئم سوری۔۔" وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی۔ مہرداد نے حیرت سے" اسے دیکھا، وہ خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی، لیکن کیوں؟

سوری۔۔؟"اس نے نا سمجھی سے دہرایا۔"

میں نے غصے میں الٹا سیدھا بول دیا تھا۔ تم مجھ پر ہاتھ مت اٹھانا پلیز۔""
آنکھوں میں آنسو لئے وہ ایک قدم مزید پیچھے ہوئی۔ مہرداد کا دماغ بھک سے اڑا تھا، کیا وہ اس سے ڈر رہی تھی، کہ وہ غصے میں اس پر ہاتھ اٹھائے گا۔ یا اللہ۔۔۔

میں تم پر ہاتھ کیوں اٹھاؤں گا، کیا میں تم پر ہاتھ اٹھا سکتا ہوں؟"حیرت سی" حیرت تھی۔ یہ آخر کس قسم کے موڈ سوئنگز تھے۔ وہ عاجز ہوا تھا۔

مجھے کچھ دیر کے لئے اکیلا چھوڑ دو۔"وہ آنکھیں رگڑ کر واپس بیڈ پر بیٹھی۔"

اکیلا چھوڑ دوں، تاکہ تم مزید الٹی سیدھی باتیں سوچو۔" نفی میں سر ہلاتے" وہ اس کے ساتھ بیٹھا۔

تمہاری مرضی۔" وہ لحاف سر تک تانتے کروٹ بدل گئی۔ مہرداد لب" کاٹتے اسے دیکھتا وہیں بیٹھا رہا۔ کچھ تو چل رہا تھا اس کے دماغ میں، لیکن کیا؟ وہ بات کا سرا پکڑ پاتا تو شاید اسے بہتر طریقے سے سمجھ سکتا۔ ابھی تو اسے اس کا موڈ بہتر ہونے کا انتظار کرنا تھا۔

عجیب بے دل سے دن گزر رہے تھے، افسانے کا موڈ خراب رہتا تھا، وہ اس سے تلخ باتیں کرتی تھی، اور وہ آفس جا کر وہاں سب پر غصہ اتارتا تھا۔ روٹین ڈسٹرب ہو گئی تھی۔ اس وقت بھی وہ سست قدموں سے گھر میں داخل ہوا۔

زینب لاؤنج میں ہی مل گئیں، وہ ان کا حال پوچھ کر کمرے میں آیا۔

افسانے تکیہ گود میں رکھے اس پر ایک پلیٹ میں براؤنیز رکھے چمچ سے کھانے میں مصروف تھی۔

سلام۔۔" دروازے سے اندر قدم رکھتے اس نے بلند آواز میں سلام کیا،" افسانے نے سر ہلا کر سلام کا جواب دیا۔

کیسی طبیعت ہے تمہاری؟" وہ کوٹ اور ٹائی اتار کر آستین فولڈ کرتے" ہوئے اس کی طرف آیا۔ بیڈ پر اس کے نزدیک بیٹھتے اس کے ہاتھ میں پکڑے چمچ سے براؤنیز منہ میں رکھی۔

تم تو ایسے پوچھ رہے ہو جیسے میں بیمار ہوں۔" افسانے نے پلیٹ اٹھا کر بیڈ"

سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔

لگتا ہے موڈ خراب ہے بیگم صاحبہ کا۔" ہاتھ بڑھا کر اس کے گال پر رکھنا" چاہا جسے افسانے نے راستے میں ہی جھٹک دیا۔ مہر داد نے برا منائے بغیر اس کا وہی ہاتھ اپنے ہاتھوں کی نرم گرفت میں لیا۔

تم اتنے ڈھیٹ کیوں ہو؟ تمہیں غصہ نہیں آتا مجھ پر؟" تنے ہوئے چہرے" کے ساتھ سوال کیا۔

مجھے تو تمہارے غصے پر بھی پیار آتا ہے، تو خود سوچو میں تم پر غصہ کیسے ہو" سکتا ہوں۔" اس کے لہجے کی نرمی پر افسانے کو بے ساختہ رونا آیا تھا۔

ڈرامے کرتے ہو تم۔ تمہیں مجھ سے سچ بولنا چاہیے۔" اس کی آواز بھاری"

ہوئی۔ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔

افسانے۔۔۔کیا ہوا ہے؟ تمہیں نہیں لگتا تم میرے ساتھ بہت تلخ ہو رہی ہو؟" وہ دکھ سب بولا۔

میں تو بہت کچھ ہوں گی ابھی، تم دیکھنا، آہستہ آہستہ تمہارا مجھ سے دل بھر جائے گا، تم میری شکل بھی نہیں دیکھو گے۔" آنسوں آنکھوں تک آ گئے تھے۔

کیا تم وضاحت کرنا پسند کرو گی کہ کیوں ہو گا ایسا؟" اس نے لب بھینچے۔"

میں موٹی ہو جاؤں گی، پھر میں تمہیں خوبصورت بھی نہیں لگوں گی۔" تمہیں کوئی اور لڑکی پسند آ جائے گی، کیا پتا تم کسی اور کو پسند بھی کر چکے ہو۔"

آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر چہرے پر پھسلے۔

مہر داد نے اسے ایسا دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شک ہو۔

تم گھر پر فارغ رہ رہ کر یہی سب سوچتی رہتی ہو، کرتا ہوں میں تمہارا" انتظام۔" وہ اس کی سوچ پر ششدر تھا۔

کیا کرو گے، مجھے یہاں سے بھیج دو گے؟ تاکہ تم کھل کر کسی نئی لڑکی سے" محبت کی پینگیں بڑھا سکو؟" آنسوں اب تیزی سے رخساروں پر بہہ رہے تھے، مہر داد کو اسے ایسے روتے دیکھ کر تکلیف ہوئی لیکن وہ ضبط سے بیٹھا رہا۔ اچھا تھا وہ رو لیتی، کبھی کبھی رونا ہی سب سے بیسٹ تھراپی ہوتا ہے، کیا پتا اس طرح اس کے وجود پر چھائی قنوطیت ختم ہو جاتی۔ وہ روتی رہی اور بولتی رہی، وہ خاموشی سے اسے سنے گیا۔ زیادہ تر تو یہی تھا کہ وہ ایک دن اس سے بیزار

ہو کر اسے چھوڑ دے گا۔اس نے سائڈ ٹیبل سے ٹشو کا ڈبا اٹھا کر کی گود میں رکھا۔اچھی طرح رو کر اس نے بھیگی پلکیں اٹھا کر مہر داد کو دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

افسوں۔۔"بہت نرمی سے اس کا نام لیتے ہوئے تکیہ اس کی گود سے اٹھا کر" ایک طرف رکھا۔"ادھر آؤ۔۔۔پلیز۔۔"اس کے نزدیک ہوتے ہوئے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے لگایا۔"آئی لو یو۔"محبت سے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اس کے گرد بازؤں کا گھیرا مظبوط کیا۔وہ شاید ان سیکیور ہو رہی تھی، یا شاید یہ پریگننسی موڈ سوئنگز تھے، جو بھی تھا وہ اسے احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔افسانے کی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں۔اس کی شرٹ مٹھی میں جکڑتے ہوئے وہ اس کے قریب ہوئی۔منہ اس کے سینے میں چھپایا۔

"آئم سوری۔۔"

"کس لئے؟"

میں نے تمہیں بہت باتیں سنائیں، بہت کڑوا بولا۔"سوں سوں کرتے" ہوئے کہا گیا۔

سنائی تو بہت ہیں، لیکن کوئی بات نہیں،اب میں تمہاری باتوں کا برا ماننے" "سے تو رہا۔

"لیکن۔۔۔"

مجھے بولنے دو اب، تم کافی بول چکی ہو۔"اس کے ہلکے سے ڈپٹنے پر وہ منہ"

بسور کر بادل ناخواستہ چپ ہوئی، لیکن اس کے سینے پر مکا مارنا نہیں بھولی۔

اگر میں تم سے کہوں کہ تم میری زندگی کا بہت اہم حصہ ہو، تو یہ غلط ہو گا،" تم میری زندگی کا حصہ نہیں ہو۔۔۔"اس کی شرٹ کو تھامے افسانے کا سانس رکا تھا، لیکن مہرداد کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔"تم میری زندگی ہو۔۔۔ تمہارے علاوہ میں نے کسی سے محبت نہیں کی، کسی کو اہم نہیں جانا، تم وہ ہو جس کا لمس مجھے زندہ کرتا ہے، تم وہ ہو جو دور جائے تو میری سانسیں چھین لے کر جائے۔۔۔ میں شاید روزانہ اظہار نہ کر سکوں، مگر تمہارے بغیر زندگی کا تصور بھی محال ہے میرے لئے۔ مجھے وہ زندگی نہیں چاہیے جس میں تم نہ ہو۔ مہرداد رضا کی افسانے حیدر کے لئے محبت واحد چیز ہے جس پر مجھے مکمل یقین ہے، تمہیں اس پر شک نہیں کرنا چاہیے۔"نرم لہجے میں بولتے ہوئے وہ افسانے کے دل کو پر سکون کرتا گیا۔

کبھی شک نہیں کروں گی۔اور۔۔۔"وہ آہستہ سے اس سے الگ ہوئی۔"

"آئم سوری، یہ دوبارہ نہیں ہوگا۔مجھے پتا نہیں کیا ہو گیا تھا۔لیکن اب میں بہتر محسوس کر رہی ہوں۔میں نے اس دن جو بھی کہا میں اس پر شرمندہ ہوں،وہ۔۔۔"

بھول جاؤ اسے،اور تم بار بار سوری مت بولو، عجیب ہی لگتی ہو،"آخری" جملہ شرارت سے ادا کیا۔

تم سے زیادہ عجیب نہیں لگتی ہوں گی۔"رونے کے بعد والی زکام زدہ آواز" میں بدلہ لیا۔

باشہ۔۔اچھا یہ براؤنیز تو کھلاؤ مجھے۔"اس نے پلیٹ اٹھائی۔"

یہ میری ہیں۔ تم اور لے آؤ۔" پلیٹ اس کے ہاتھ سے جھپٹی۔"

یہ وقت بھی آنا تھا، کبھی تمہیں مجھ سے محبت ہوا کرتی تھی، اب تمہیں" کھانے سے محبت ہو گئی ہے۔" اس کے ڈرامے شروع ہو گئے تھے۔۔۔ افسانے ہنستی گئی۔ اس کا ذہن ہلکا پھلکا ہو گیا تھا، جیسے کوئی بوجھ تھا جو ذہن سے ہٹ گیا تھا۔ اچھا شریک حیات ہونا بھی ایک نعمت ہے، وہ دل سے خدا کی شکر گزار ہوئی۔

توبہ کردم کہ کسی محرم قلبم نشود

!میری توبہ کہ کبھی کوئی میرے دل کے قریب ہو۔۔۔

ای دل دیوانہ عاشق بی خانہ

!اے میرے دیوانہ دل، بے گھر عاشق۔۔۔

توبہ کردم کہ دلم رابہ دلت ھدیہ کنم

!میری توبہ کہ پھر کبھی تمہیں اپنا دل پیش کروں۔۔۔

Zubi Novels Zone

درخشے بالوں کا جوڑا باندھتے ہوئے کمرے سے باہر آئی تو آریز کو لونگ روم میں کاؤچ پر بیٹھے دیکھا، کچھ سوچ کر وہ اسی کی طرف آگئی۔

تم آج جلدی اٹھ گئے؟" بات شروع کرنے کے لئے اس نے رسمی تمہید" باندھی۔

جی۔"اس کی آواز پر آریز نے چونک کر سر اٹھایا۔"

سارا آنی نے رات کال کی تھی مجھے، گھر بلا رہی تھیں، ابھی میں وہیں جاؤں" گی۔ ناشتہ ادھر کی کروں گی۔ تم چلو گے ساتھ؟" مختصر الفاظ میں اپنی بات بیان کر کے وہ کچن کی طرف مڑ گئی۔

اممم۔"آریز نے آلکسی سے گردن اثبات میں ہلائی۔ وہ پلٹتے ہوئے رک" گئی۔ سر سے پیر تک اسے دیکھا۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟" بازو سینے پر باندھ کر اسے گھورا گیا۔"

کیا؟"دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھتے اس نے دائیں بائیں سٹرچ کیا۔ جیسے"

سستی بھگانا چاہ رہا ہو۔

تم نے جانا ہے تو کلئیر بتاؤ۔ یہ اممم کیا ہوتا ہے۔۔" اسے غصہ آیا۔"

جاؤں گا۔" سستی سے جمائی لیتے ہوئے بھاری آواز میں کہا۔ آنکھوں میں "
پانی تھا۔

تم رات کو سوئے نہیں؟" پلکیں سکیڑ کر بغور اسے دیکھا۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

کام کر رہا تھا، پراجیکٹ فائنل کیا ہے۔" انگڑائی لیتے ہوئے صوفے سے" کھڑا ہوا پھر واپس سے صوفے پر لمبا ہو گیا۔ اٹھنے کا دل ہی نہیں کر رہا تھا۔

"آپ تیار ہو جائیں، میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔" کشن سر کے نیچے ٹھیک کر کے رکھا، درخشے دو سیکنڈ اسے دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ واپس آئی تو آریز وہیں صوفے پر آڑھے ترچھے لیٹے نیند میں گم تھا۔ وہ سنجیدہ چہرہ بنائے اس کی طرف آئی، زرا اس جھک کر اس کا کندھا ہلا کر جگانا چاہا مگر نظر آریز کے چہرے پر ٹھہر سی گئی۔ کچھ پل اسے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے گہری سانس بھرتے آریز کا کندھا ہلا کر اسے جگانے کی کوشش کی، آریز نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں، سامنے ہی درخشے کو دیکھ کر اسے یاد آیا انہوں نے تو جانا تھا۔ وہ آنکھیں مسلتا ہوا اٹھ کر بیٹھا۔

سوری، نیند آگئی تھی۔آپ بیٹھیں میں پانچ منٹ میں آیا۔"جلدی جلدی" کہتے وہ سلیپر پیروں میں اڑستے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

چلیں؟"ٹھیک پانچ منٹ بعد وہ اس کے سامنے تھا۔وہ دونوں آگے پیچھے" چلتے ہوئے اپارٹمنٹ سے باہر نکلے۔

ممانے کیوں بلایا ہوگا، کوئی اندازہ؟"گاڑی چلاتے ہوئے اس کا پورا دھیان" روڈ کی طرف تھا، سکوائر بند تھا تو وہ متبادل روڈ کی طرف مڑ گئے۔

پتا نہیں، یہ تو جا کر ہی معلوم ہوگا۔"گردن موڑ کر اسے دیکھتے ہوئے" جواب دیا، آریز سر ہلا کر ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔وہ بے دھیانی میں

اسے دیکھے گئی۔ وہ کافی زیادہ ہینڈسم تھا، اپنی فیلڈ میں کامیاب بھی تھا، ویل مینرڈ، ہینٹینڈ، پھر اسے کیا مجبوری تھی کہ اس نے سب جانتے بوجھتے درخشے سے شادی کی تھی۔ کیا محبت کی وجہ سے؟

کیا تمہیں واقعی محبت ہے مجھ سے؟" وہ پر سوچ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

ہاں جی، مجھے واقعتاً محبت ہے آپ سے۔" گاڑی کا موڑ کاٹتے ہوئے اس نے پوری سچائی سے جواب دیا۔

کیوں ہے محبت؟" اس نے اگلا سوال کیا۔"

پتا نہیں۔ یہ تو کبھی نہیں سوچا میں نے۔" اس نے کندھے اچکائے۔"

تمہیں کیسے پتا ہے کہ تمہیں مجھ سے محبت ہے؟ تمہاری محبت کی کوئی وجہ تو" ہو گی؟ یا یہ بھی نہیں پتا؟" وہ طنز نہیں کر رہی تھی، صرف پوچھ رہی تھی۔

سچ بتاؤں تو۔۔۔ یہ بھی نہیں پتا۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ درخشے سر جھٹک کر فون پر مصروف ہو گئی، آریز کے جواب نے اس کے سوالوں کا اطمینان بخش جواب نہیں دیا تھا۔

وہ گھر پہنچے تو ان کا استقبال سارا نے کیا تھا۔ ناشتے کے بعد سارا نے بتایا کہ ان کے سوشل اور فیملی سرکل میں دو ایونٹ اکٹھے آ گئے تھے۔ ایک دوست کی بیٹی شادی تھی، یہ دوست ان کی دور کی رشتے دار بھی تھیں۔ تو ان کا فنکشن تو سارا کو لازمی اٹینڈ کرنا تھا۔ اور دوسری طرف ایک دوست کے بیٹے کی شادی تھی۔ اب وہ یہ چاہتی تھیں کہ حیدر فیملی کی طرف سے آریز اور درخشے اس

دوست کے بیٹے کی شادی اٹینڈ کریں۔

نو پرابلم، ہم ہو آئیں گے۔" آریز نے بولتے ہوئے ہوئے درخشے کی طرف" دیکھا۔

جی سارا آنی، ہم چلے جائیں گے، کوئی مسلہ نہیں۔" درخشے نے بھی حامی" بھری۔

تھوڑی دیر بعد آریز تو وہاں سے چلا گیا، درخشے وہیں رک گئی تھی، اس کا سارا اور آرمینے کے ساتھ شاپنگ کا پلان بن گیا تھا۔ آرمینے بھی سارا کے ساتھ شادی پر جانے والی تھی تو اس نے بھی اسی لحاظ سے چیزیں لینی تھیں۔

سارا کی دوست کی بیٹی کی شادی کے ایونٹس روزویلٹ جزیرے پر رکھے گئے تھے۔ کیونکہ دلہن پاکستانی اور یجن تھی تو اسی کلچر کو مد نظر رکھتے ہوئے آج رات مہندی کا فنکشن تھا، آرمینے اور سارا ایک دن پہلے ہی وہاں آگئی تھیں۔ دیگر مہمانوں کی طرح ان کے لئے بھی ہوٹل میں پر تعیش کمرہ مختص کیا گیا تھا۔

روزویلٹ جزیرہ نیویارک شہر کے مشرقی دریا کا ایک جزیرہ ہے جو مین ہٹن کے علاقے میں واقع ہے۔ یہ مغرب میں مین ہٹن (Manhattan) جزیرے اور مشرق میں لانگ آئی لینڈ پر کوئینز کے بورو (bor-ough) کے درمیان واقع ہے۔ (نیویارک سٹی کے بورو پانچ بڑے سرکاری اضلاع ہیں جو نیویارک شہر کو تشکیل دیتے ہیں۔ برونکس، بروکلین، مین ہٹن، کوئینز اور اسٹیٹن آئی لینڈ۔ ہر بورو ریاست نیویارک کی متعلقہ

کاؤنٹی کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔) کوئنز بوروپل کے نیچے واقع، یہ جزیرہ ڈرون ویو سے دیکھیں تو ایسے لگتا ہے کہ کوئی شپ ہے جو پانی میں ساکن ہے۔

آرمینے پہلی بار وہاں آئی تھی۔اتنا خوبصورت جزیرہ تھا لیکن آرمینے کو کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی یہ جگہ۔

مہندی کا فنکشن بہت خوبصورتی سے ارینج کیا گیا تھا۔ مگر آرمینے کو بوریت ہی ہوئی تھی۔سب کچھ مصنوعی لگتا تھا، چہرے، مسکراہٹیں۔۔۔

مہندی کا فنکشن ختم ہونے کے بعد ہوٹل ہال روم میں آفٹر پارٹی کی محفل سجائی گئی تھی۔آرمینے کو وہاں رکنے کا کہہ کر سارا معذرت کر کے سونے چلی گئیں تھیں۔

ہال میں ایک طرف آدھی دیوار جتنی سکرین لگی تھی جس پر دلہا دلہن کے بارے میں ڈاکیومنٹری ٹائپ فلم لگی ہوئی تھی۔ پہلی ملاقات، محبت کی شروعات، پروپوزل اور اب شادی تک کا سفر۔ بہت خوبصورت طریقے سے کمپائل کی گئی ڈاکیومینٹری۔ کچھ لوگ رشک سے دیکھ رہے تھے تو کچھ حسد سے۔ جتنے لوگ اتنے تاثرات۔۔ آرمینے کو وہ ویڈیو پسند آئی تھی۔ اسے دلہا دلہن بھی پسند آئے تھے، گریس فل کپل تھا۔

یہ پرپوزل دیکھ کر مجھے اپنا ڈریمی پروپوزل یاد آگیا۔ "ویڈیو ختم ہونے پر" تالیوں کی گونج تھمی تو دلہن کی دوست کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

تمہارے پاس ویڈیو ہے تو دو، میں اسے سکرین سے کنٹیکٹ کرتا ہوں۔""

دلہے کے بھائی کے کہنے پر اس لڑکی نے اپنے موبائل پر ویڈیو اوپن کرتے ہوئے فون اس لڑکے کی طرف بڑھایا۔اس لڑکی کا پروپوزل واقعی ڈریمی تھا، سرخ گلابوں سے سجی یاٹ پر سفید لباس میں موجود لڑکی منہ پر ہاتھ رکھے خوشی سے آنکھوں میں آنسو لئے ہوئی تھی اور لڑکا ایک گھٹنا زمین پر ٹیکے اس کی طرف رنگ بڑھائے ہوئے تھا۔سب کو وہ ویڈیو پسند آئی تھی۔

اس کے بعد تو سلسلہ چل نکلا تھا، وہاں موجود کپلز اپنی اپنی ویڈیوز فوٹوز شیئر کرنے لگے۔

"مینے، سارا آنٹی بتا رہی تھیں کہ تمہارا ابھی رشتہ وغیرہ کیا ہے انہوں نے، تم اپنا فیانسی تو دکھاؤ۔" ایک لڑکی جس سے آرمینے کی اچھی جان پہچان ہو گئی تھی، وہ بلند آواز میں بولتے ہوئے آرمینے کی طرف مڑی۔آرمینے تھوڑا سا ہچکچائی، سب اسے ہی دیکھ رہے تھے۔اس نے اپنا فون نکالا۔وہ ابھی سوچ

رہی تھی کہ کونسی تصویر یا ویڈیو دکھائے جب۔۔۔

جینیفر کے بینکر کو تو دیکھیں پہلے، مس مینے کے فیانسی کو پھر دیکھ لیں" گے۔" دلہن کی دوست کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے، آر مینے کا چہرہ بجھ گیا۔اس کے بعد کسی نے دربارہ اس سے تصویر دکھانے کا نہیں کہا تھا۔

جین، تمہیں ایسے نہیں کرنا چاہیے تھا۔اس کا چہرہ دیکھو۔اسے برا لگا" ہے۔" دلہن نے اپنی دوست کے کان میں سرگوشی کی۔

لگتا رہے برا۔اس کی شکل دیکھو۔کون ہو گا اس کا فیانسی، کوئی کلاس فیلو یا" پھر اس کے باپ کا کوئی ایمپلائی، جس نے اپنی وفاداری یا باس کے پیسے کے لئے اس سے منگنی کی ہو گی۔پرانی فلمز کی طرح۔" اپنی بات کے اختتام پر

جین ہلکا سا ہنسی۔اس کے ساتھ بیٹھے جتنے لوگوں تک اس کی سرگوشی گئی وہ سب ہنسے تھے۔

آرمینے کو ان کی آوازیں تو سنائی نہیں دیں تھیں لیکن اسے محسوس ہوا جیسے وہ اس پر ہنسے ہوں۔

جین، تم انگیجڈ تو ہو نہیں، اپنا بوائے فرینڈ ہی دکھا دو۔ ہم اسے تصویر میں" کچھ نہیں کہیں گے۔" کسی کے شرارت سے کہنے پر ایک بات پھر ہال میں ہنسی کی آوازیں آئی تھیں۔

میں آج کل سنگل ہوں، لیکن۔۔ میرا دل بہت بری طرح ایک لڑکے پر آ" گیا ہے، آہ کیا بتاؤں، اتنا پیارا ہے کہ میرا دل پھڑ پھڑا جاتا ہے اسے دیکھ کر۔ بہت جلد وہ میرا بوائے فرینڈ ہو گا۔" دل پر ہاتھ رکھ کر اس نے آنکھیں بند

کر کے جس طرح سے کہا تھا ایک بار پھر سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیلی۔

فولڈر کا نام 'مائن' ہے۔" جین نے بڑی ادا سے اپنا فون سکرین کے ساتھ " بیٹھے لڑکے کی طرف پھینک کر ایک آنکھ دبائی۔ وہ لڑکا مسکراتا ہوا فون اٹیچ کرنے لگا۔

آرمینے نے تھوڑی دیر پہلے سرو کیے گئے جوس کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ ادھر اس نے ایپل جوس کا پہلا گھونٹ لیا ادھر سکرین پر ایک لڑکے کی سوئمنگ پول کے کنارے پر بنا شرٹ فوٹو ظاہر ہوئی، آرمینے کو زور سے اچھو لگا۔ جوس حلق میں اٹک گیا تھا۔ اس نیم اندھیرے کمرے میں آدھی دیوار پر لگی اتنی بڑی سکرین پر ڈی ایس ایل آر کوالٹی کی بہت خوبصورتی سے کھینچی گئی تصویر عجیب طرح سے اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔

"مینے کیا ہوا؟ آئی سی تم نے پہلے کبھی اتنا ہاٹ اینڈ ہینڈسم لڑکا اتنے قریب سے نہیں دیکھا ہوگا، اسی لئے جوس اٹک گیا نہ۔" جین نے شرارت سے آنکھیں پٹ پٹا کر اسے دیکھا۔ اس کی ہر بات پر وہاں قہقہے لگتے تھے، وہ خوبصورت تھی، پر اعتماد تھی، ایک سٹرونگ خود مختار لڑکی تھی، اس کے چاہنے والے، سراہنے والے بہت لوگ تھے۔

"آر مینے مسکرا بھی نہیں سکی، اس نے ٹشو سے منہ صاف کیا۔ اور سر اٹھا کر سکرین کو دیکھا۔ ایسا لگ رہا تھا تصویر میں موجود لڑکے کی آنکھیں اسے ہی دیکھ رہی ہیں۔ وہ نظریں ہٹا گئی۔ کنکھیوں سے ارد گرد موجود لوگوں کو دیکھا، کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ سب سلائیڈ کی صورت چلتی تصویروں کو دیکھ کر تبصرہ کر رہے تھے۔ آر مینے نے نظریں واپس سکرین کی طرف پھیریں۔ اکثر تصویریں بنا شرٹ کے تھیں۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے

دیکھے گئی۔ کسی نے نوٹس نہیں کیا، وہاں موجود سب لوگوں کی نظروں کا مرکز فی الحال تصویروں میں نظر آتا لڑکا تھا، جسے دیکھ کر لگتا تھا عرب کا سارا حسن اس میں سمٹ آیا ہو۔

اس کی پلکوں پر اٹکی پانی کی بوندوں کو دیکھو زرا۔ کیا اس سے خوبصورت نظارہ کوئی اور ہو سکتا ہے؟" جین دل پر ہاتھ رکھے بیہوش ہونے کی ایکٹنگ کرتے دلہن کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔ "اس کے ہونٹ تو دیکھو، کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس کی دہائیاں عروج پر تھیں۔ سب اس کی ایکٹنگ پر ہنس رہے تھے۔

"یہ وہ ہے نہ، ینگ بزنس مین، یہ عرب ہے، میں نے اسے دیکھا ہوا ہے۔ یہ سوئمنگ پول والی تصویریں اس کے ووگ کو دیے جانے والے ریسنٹ انٹرویو میں لی گئی ہیں۔ کیا نام تھا بھلا اس کا۔۔۔" دلہے کا بھائی انگلی کنپٹی پر

بجاتے ہوئے نام یاد کر رہا تھا۔

رائد بن طلال۔۔! "جین بلند آواز میں نام لیتے ہوئے اب سکرین کے" ساتھ جا کھڑی ہوئی تھی۔ "میں سائنس سے سخت مایوس ہوں، سائنسدان ابھی تک تصویر سے اپنے پسندیدہ شخص کو گلے لگانے کا طریقہ ایجاد نہیں کر سکے۔" وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے، نثار ہونے والے انداز میں سکرین پر جگمگاتی تصویر دیکھ رہی تھی۔ آرمینے کی بس ہو گئی تھی، ماتھے پر بل لئے وہ گلاس ٹرے میں رکھتے وہاں سے اٹھ گئی۔ کسی نے بھی اس کے وہاں سے جانے کا نوٹس نہیں لیا، وہ سب جین کو تنگ کر رہے تھے، وہ لہرا لہرا کر ایکٹنگ کرتے سب کو ہنسنے پر مجبور کر رہی تھی۔ ہال سے باہر آنے تک آرمینے کو ان کھلکھلاہٹیں سنائی دیتی رہی تھیں۔

وہ آریز کے ساتھ اس شادی کے ریسیپشن پر آتو گئی تھی لیکن اب وہ لب بھینچ کر آریز کی حرکتیں برداشت کر رہی تھی۔ وہاں موجود لوگوں سے ملتے ہوئے، درخشے کا تعارف کرواتے ہوئے وہ کبھی اس کے کندھوں کے گرد بازو حمائل کرتا تو کبھی کمر میں بازو ڈال کر اسے قریب کرتا۔ ایک دو بار اس نے سب سے نظر بچا کر اسے گھورا تھا لیکن وہ انجان بن گیا تھا۔ اس نے سر درد کا کہہ کر آریز سے واپس چلنے کا کہا تھا۔ وہ اس کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر فوراً مان گیا تھا۔ وہ گھر واپس آئے تو درخشے اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

کپڑے تبدیل کر کے وہ سر پر ہاتھ پھیرتے اپنے کمرے سے باہر آیا، ایک نظر درخشے کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتے وہ اسی طرف آگیا۔ آہستہ سے دستک دی۔

آپ نے کھانا نہیں کھایا تھا، اگر آپ کہیں تو میں کچھ بنا دوں آپ کے "
لئے؟" دروازہ کھلنے پر درخشے کا چہرہ سامنے آیا تو اس نے دستک دینے کا مقصد
بتایا۔

نہیں۔" بیزاری سے کہہ کر اس نے دروازہ بند کرنا چاہا، آریز نے "
دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے ایسا کرنے سے باز رکھا۔ درخشندے نے لب
بھینچ کر اس کی یہ حرکت دیکھی۔

کافی؟" اس نے ایک اور آپشن دیا۔"

تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔" ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے ہوئے اسے پیچھے "
دھکیلتے ہوئے وہ کمرے سے باہر آئی۔ اس کے تیور دیکھتے ہوئے آریز نے

قدم پیچھے کئے۔"کیا ثابت کرنا چاہتے ہو تم؟"اس کی آواز بلند ہوئی۔

میں صرف کھانے کا پوچھنے آیا تھا، بھوکے پیٹ سونا اچھی بات نہیں" ہوتی۔"اس کا غصہ دیکھتے اس نے نرمی سے کہا۔

میں تمہیں کوئی چھوٹی بچی نظر آتی ہوں؟ کیا مجھے اپنا خیال رکھنا نہیں آتا؟" ہاں؟"وہ غراتے ہوئے دو قدم آگے ہوئی۔"تم میری فکر کر رہے تھے یا "اپنے فائدے کے لئے چانس ڈھونڈ رہے تھے؟

آپ غلط سمجھ رہی ہیں میں بس۔۔"دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھا کر اس نے بولنا" چاہا لیکن وہ اس کی بات کاٹ گئی۔

میں نے تمہیں بتایا تھا، میں نے تمہیں سب بتایا تھا،"اس کی آواز بلند سے"

بلند ہوتی جا رہی تھی۔" تمہیں سب پتا تھا، پھر بھی تم مجھ سے شادی کی۔ تم نے کیا سوچا تھا بھلا، کیا یہی کہ یہ تو ایسے ہی بول رہی ہے، بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا، یہی سوچا تھا نہ تم نے؟" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ غراتے ہوئے اس سے جواب طلب کر رہی تھی۔

میں نے ایسا کچھ نہیں سوچا تھا۔ آپ میری بات تو سنیں۔" آریز کو سمجھ نہیں آئی وہ اتنی ہائپر کس بات پر ہوئی تھی۔

آج جو کچھ تم نے کیا، کیا ثابت کر رہے تھے کہ میں تمہاری بیوی ہوں تو" "تمہاری ملکیت ہوں؟

نہیں، میرا یہ مقصد بالکل نہیں تھا۔" وہ پریشان ہوا، وہ بات کو غلط طرف" لے کر جا رہی تھی۔

یہی اصلیت ہے تمہاری، جب تمہیں پہلے ہی سب بتایا تھا میں نے تو کیوں" آتے میرے پاس بار بار، کیوں مجھ سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہو، مقصد تو وہی ہے نہ تمہارا اپنی ہوس پوری کرنا، اس کے علاوہ کیا چاہیے تمہیں۔" اس کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔ دماغ کھول رہا تھا۔" دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔" وہ کمرے کی طرف پلٹی۔

درخشے،" وہ بیچارگی سے اس کا نام لے کر رہ گیا۔ وہ جاتے ہوئے واپس" آئی۔

کیا سمجھا تھا میں نے تمہیں اور کیا نکلے تم، درندے بھی تم سے بہتر ہوتے" ہوں گے، تم تو اتنے بیغیرت ہو کہ تمہیں یہ بھی خیال نہیں آیا کہ میں نے تم پر بھروسہ کر کے اس رشتے کے لئے ہاں کی تھی، تم اپنی زبان سے پھر جانے

والے منافق ہو،"اس کی باتوں پر آریز دکھ سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔"زندگی جہنم کر دی ہے میری،ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے،کہ کب تمہارے اندر کا شوہر جاگے اور اپنے حقوق طلب کرنے آجاؤ۔تم کہتے ہو تمہیں محبت ہے،مجھے نہیں ہے ضرورت محبت کی تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتا،یہ ہوس زدہ محبت تم اپنے پاس رکھو۔تمہیں تو میری پرواہ بھی نہیں ہے،تمہیں صرف اپنی ضرورت سے مطلب ہے،تمہیں اگر خود پر کوئی اختیار نہیں ہے تو کہا تو تھا کہ دوسری شادی کر سکتے ہو تم،لیکن تمہیں مزا آتا ہے مجھے زلیل کر کے، تمہاری مردانہ انا کو سکون ملتا ہے مجھے چیختا چلاتا دیکھ کر،تمہیں خوشی ہوتی ہے تکلیف میں ہوں،تمہیں لگتا ہے میں ڈرامہ کرتی ہوں۔اتنے تم جب میں اتاؤلے ہو تو جا کر کہیں اور منہ مارو،میری جان چھوڑ دو۔"وہ حلق کے بل چلائی تھی۔گردن کی رگیں تن گئیں تھیں۔

گہرا سانس بھر کر نفی میں سر ہلاتے وہ خاموشی سے چلتا ہوا اپنے کمرے میں

بند ہو گیا۔

اب کہاں جا رہے ہو، آ کر میری بات سنو۔" اسے کمرے میں بند ہوتا دیکھ کر وہ اس کے پیچھے گئی تھی، بند دروازے کے پاس رکتے ہوئے وہ مسلسل بول رہی تھی۔ چلا چلا کر گلا بیٹھ گیا تھا۔

اپنے وعدے کا ہی پاس رکھا ہوتا کم از کم۔ گھٹیا آدمی۔ جنگلی، درندہ۔ "زور" سے دروازے پر ہاتھ مار کر وہ لونگ روم کی طرف آئی۔ اسے لگ رہا تھا اگر وہ تھوڑی دیر مزید وہاں رہی تو اس کے دماغ کی نس پھٹ جائے گی۔ صوفے پر پڑا اٹرتیچ کوٹ اٹھایا اور اپارٹمنٹ سے باہر کی طرف رخ کیا۔

آرمینے اپنے کمرے میں آئی تو سارا سو چکی تھیں۔ وہ چلتے ہوئے آئینے کے سامنے جا کر رک گئی۔ خود کو دیکھتے ہوئے اسے عجیب سا احساس ہوا۔ وہ ابھی جن لڑکیوں کے درمیان سے اٹھ کر آئی تھی وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھیں۔ ان کے سامنے اسے اپنا آپ پہلی بار کمتر لگا تھا۔ آج تک اس نے خود کو جج نہیں کیا تھا۔ لیکن ان دو دنوں میں وہ مسلسل اپنے آپ کو ان لڑکیوں سے کمپیر کر رہی تھی۔ ایسا کیوں ہو رہا تھا؟ یہ اچھا نہیں تھا۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہوئی۔ ٹیریس کا دروازہ کھول کر وہ ٹیرس پر نکل آئی۔ کھلی فضا میں گہرے گہرے سانس بھرتے اس نے خود کو پرسکون کیا۔ وہ خود کو یاد دلا رہی تھی کہ وہ ایک الگ انسان ہے، اسے کسی دوسرے سے اپنا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ وہ بار بار خود کو یاد دلا رہی تھی۔ لیکن بار بار بھول رہی تھی۔ سب غلط ہو رہا تھا۔

وہ گھر سے نکل تو آئی تھی لیکن اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کہاں جائے۔ یہ امریکہ کا ایک پوش ایریا تھا۔ رات کے اس پہر کافی سنسان تھا۔ بے سمت چلتے چلتے وہ ایک ذیلی سڑک پر مڑ گئی۔ ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس کی اپنے شوہر سے بحث ہوئی تھی۔ اتنے عرصے کا فرسٹریشن یک بارگی باہر آیا تھا۔ وہ جس حد تک تلخ بول سکتی تھی اس نے بولا تھا۔ وہ اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس نے اس کی ایک نہیں سنی۔ وہ اپنے ہی خیالوں میں چلتی ہوئی ایک دم چونکی۔ قریب سے سیٹیوں کی آوازیں آئی تھیں۔ اس نے گردن گھما کر آوازوں کی سمت کا تعین کرنا چاہا۔ یک رویا سڑک کے دوسری طرف پانچ چھ نیگرز (حبشی نسل کے لوگ) اس کی طرف دیکھتے آوازیں کس رہے تھے۔ رات کے اس پہر تنہا ایک سنسان سڑک پر ان آدمیوں کے درمیان۔۔ اسے ایک دم اپنی آکورڈ سچویشن کا اسے گھیر لیا۔ اب احساس ہوا۔ اس نے پلٹنے کی کوشش کی لیکن ان نیگرز نے

وہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ان کے ارادے واضح تھے۔وہ قدم قدم پیچھے ہٹ رہی تھی۔اس کے اور ان نیگرز کے درمیان فاصلہ کم ہوتا جارہا تھا۔کون تھا جو اسے وہاں ان سے بچا سکتا۔اسے اپنی بے بسی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔اسے اپنا شوہر یاد آیا تھا۔اپنے تلخ الفاظ اور اس کی غمگیں آنکھیں۔وہ اسے کتنا برا بھلا کہہ آئی تھی۔اس نے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے سے دفع ہو جانے کا کہا تھا۔وہ جب تک اپنے کمرے میں بند نہیں ہو گیا تھا وہ بولتی رہی تھی۔وہ اس کو درندہ کہہ کر آئی تھی۔اور اب ان نیگرز کے درمیان اسے کوئی انسان نظر نہیں آرہا تھا۔اگر آج وہ ان کی درندگی کا شکار ہو جاتی تو۔۔اس کے آگے اس کا ذہن بلینک تھا۔

اسی وقت ایک حبشی نے اسے بازو سے دبوچا تھا۔اس نے چیخنا چاہا لیکن آواز جیسے حلق میں پھنس گئی تھی۔اس حبشی سے آتی بدبو سے اسے بے ساختہ متلی محسوس ہوئی۔وہ اب اسے دونوں بازوؤں سے پکڑے زور زور سے کچھ

بول رہا تھا۔ شکار کرنے سے پہلے شکار کو ڈرا کر مزا لینے والا انداز۔ اس نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی۔ اس کی مزاحمت پر اس حبشی نے ہونٹ گول کر کے سیٹی کی آواز نکالتے اسے ایک جھٹکے سے دور دھکیلا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گئی تھی۔ وہ اب ایک دائرے کی صورت اس کے گرد گھوم رہے تھے۔ ان کے جسموں سے آتے بدبو کے بھبکے، ان کے ہنسنے کی مکروہ آوازیں۔ اس نے بے ساختہ اپنے خدا کو یاد کیا تھا۔

وہ کتنی دیر سے نیچے زمین پر بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔ دونوں گھٹنے کھڑے کئے کہنیاں ان پر ٹکائے وہ سامنے دیوار پر لگی پینٹنگ کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے آنے کے بعد درخشے کچھ دیر بولتی رہی تھی پھر خاموشی ہو گئی تھی۔ اس کی باتیں سن کر اسے بھی غصہ آیا تھا، وہ اگر وہاں سے نہ ہٹتا تو بات بڑھ جاتی، اور

یہ آخری چیز تھی جو وہ چاہتا۔وہ کبھی اس پر غصہ نہیں کر سکتا تھا۔

کافی دیر سے باہر سے آواز نہیں آئی تھی۔وہ ذہن میں گونجتی آوازوں کا شور دبا کر ہاتھ زمین پر رکھتا کھڑا ہوا۔وہ باہر آیا تو درخشے نظر نہیں آئی۔وہ اس کے کمرے کی طرف گیا۔دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن وہ کمرے میں نہیں تھی۔ واش روم بھی خالی تھا۔ٹیرس پر بھی دیکھا،وہاں بھی نہیں تھی۔وہ کمرے سے باہر آیا،پورا اپارٹمنٹ چیک کیا،وہ کہیں نہیں تھی۔فون اٹھا کر اس کا نمبر ملانا چاہا تو سامنے میز پر رکھے فون پر نظر گئی۔درخشے کا فون۔۔۔

وہ اپارٹمنٹ سے باہر آیا۔سیکورٹی والوں سے پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ پیدل ہی وہاں سے نکلی تھی۔اب اسے پریشانی ہو رہی تھی،رات کے اس پہر بغیر فون کے وہ پیدل کہاں گئی ہو گی۔وہ روڈ پر آیا،چاروں طرف نظر دوڑائی،اسے درخشے کہیں نظر نہیں آئی۔دو منٹ رک کر کچھ سوچا،پھر فون پر ایک نمبر

ملایا۔اس کا ایک دوست موریسن پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اچھے عہدے پر تھا۔اس سے اس ایریا کا سی سی ٹی وی چیک کرنے کا کہنے پر پتا چلا کہ موریسن ابھی آریز کی بلڈنگ کے پاس ہی ہے۔آریز فون بند کر کے موریسن کا انتظار کرنے لگا،اس نے کہا تھا کہ وہ وہیں آجاتا ہے۔دو تین منٹ گزرے ہوں گے اسے موریسن اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا

کیا ہوا؟سب خیریت ہے؟"آریز کے پاس پہنچتے اس نے بغور اس کا" پریشان چہرہ دیکھا۔

ہاں سب ٹھیک ہے،تم سی سی ٹی وی فوٹیج دکھاؤ مجھے۔"وہ بے چین لگتا تھا۔"

"ویسے تو یہ الاؤڈ نہیں ہے لیکن۔۔"

موریسن۔۔۔"اس کی بات کاٹ کر جھنجھلا کر اس کا نام لیا۔"

اوکے دکھاتا ہوں ابھی، صبر کرو۔" وہ جلدی جلدی فون سکرین ٹچ کرتے" ایک فولڈر پر پہنچا۔" یہ دیکھو، یہ اس ایریا کی لائیو فوٹیج ہے۔"اس کے فون پر مختلف ونڈوز کھلی ہوئی تھیں، ہر سڑک کا الگ کیمرہ۔

آریز نے فون اس کے ہاتھ سے لیا۔ غور سے ایک ایک کیمرہ فوٹیج چیک کی۔اسے درخشے کہیں نظر نہیں آئی۔اس نے اپنی بلڈنگ کے سامنے والا کیمرہ ریوائینڈ کیا۔ پھر ایک جگہ پر روک دیا۔ درخشے بلڈنگ سے نکلتے ہوئے دکھائی دی تھی۔ وہ اسے ٹریس کرتا گیا۔ وہ مین روڈ سے ہوتے مختلف جگہوں سے گزرتے تھوڑی دور جا کر ایک ذیلی سڑک کی طرف مڑ گئی تھی۔اس کے آگے کوئی ویڈیو نہیں تھی۔

یہ۔۔۔اس سڑک کی فوٹیج کہاں ہے؟"سکرین پر انگلی رکھتے اس نے" موریسن سے پوچھا۔ساتھ ہی اس طرف قدم بڑھائے جہاں اسے درخشے جاتے ہوئے دکھائی دی تھی۔

اس روڈ کا کیمرہ خراب تھا، کل ہی بنوایا تھا، لگتا ہے آج پھر کسی نے خراب" کر دیا۔مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کوئی جان بوجھ کر میرے ساتھ دشمنی کر رہا ہے، کیونکہ میں اس ایریا کا انچارج آفیسر ہوں۔بخدا یہ میرے ہاتھ لگیں، چھوڑوں گا نہیں۔"آریز کے قدموں کی رفتار کا مقابلہ کرتے وہ اپنے ہی رونے رو رہا تھا۔

وہ نیگرز دائرے کی صورت اس کے گرد گھوم رہے تھے۔ان کی آوازیں

کانوں میں سوراخ کرتی تھیں۔اس کے ہاتھ پاؤں کانپنا شروع ہو گئے تھے۔ ماتھے پر پسینہ آرہا تھا۔ جسم پر کپکپی طاری ہو رہی تھی۔وہ اب فقرے کستے ہوئے دائرہ تنگ کر رہے تھے۔اس نے چکراتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر خود کو سنبھالنا چاہا۔اسے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرنی چاہیے تھی لیکن وہ ایک قدم بھی چلنے سے قاصر تھی۔اسی وقت ایک حبشی نے اسے بازو سے پکڑا تھا، وہ بیہوش ہو کر گرنے والی تھی جب۔۔۔

وہ اس ذیلی سڑک پر آیا تو ابھی تھوڑی دور چلا تھا جب اسے سامنے کچھ لوگ دائرہ بنائے ہوئے دکھائی دیے۔انہوں نے کسی کو گھیر رکھا تھا۔

درخشے۔۔۔"پہچان کے مراحل طے ہوتے ہی وہ بلند آواز میں اس کا نام"

پکارتے بھاگ کراس کی طرف بڑھا۔ موریسن نے آریز کے پیچھے آتے ہوئے سچویشن کو سمجھااور پستول نکال کراس کے پیچھے بھاگتے ہوئے زور سے "چلایا،"پولیس!"

اس سے پہلے کہ وہ بیہوش ہو کر گرتی اس نے آریز کی آواز سنی۔ وہ اس کا نام لے رہا تھا۔اس نے چکراتے سر کے ساتھ آنکھیں کھول کر آواز کی سمت دیکھنا چاہا۔ وہ اسے پکارتے ہوئے بھاگتے ہوئے اس کی طرف آرہا تھا۔

آریزاور موریسن کو دیکھتے ہوئے وہ نیگرز فوراً پیچھے ہٹے، جس نے درخشے کا بازو پکڑ رکھا وہ اسے دھکا کر پیچھے پھینکتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ درخشے جو پہلے ہی بمشکل اپنی ٹانگوں پر کھڑی تھی وہ لڑکھڑاتے ہوئے وہیں روڈ پر تیورا کر گری۔ جبکہ وہ نیگرز زور زور سے بولتے ہوئے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے۔تب تک آریز وہاں پہنچ چکا تھا۔ جس حبشی

سے درخشے کو دھکا دیا تھا اس کو کالر سے پکڑ کر اپنے سامنے کرتے ایک زور دار مکا اس کے منہ پر رسید کیا۔اس نے ایک مکے پر بس نہیں کی، ہے در پے اس کے چہرے پر گھونسے مارتے وہ اس کی مزاحمت سے بے پرواہ تھا۔اس نیگر کے ساتھی وہاں سے بھاگ گئے تھے، موریسن نے چار قدم ان کا پیچھا کیا پھر واپس آریز کی طرف آیا جو اس حبشی کی حالت بگاڑ چکا تھا۔

آریز۔۔۔"درخشے کی آواز پر اس کے ہاتھ رکے۔وہ اس حبشی کو موریسن" کی طرف دھکیلتا درخشے کی طرف آیا۔اس کے پاس نیچے بیٹھتے اس کا چہرہ دیکھا۔وہ نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی، آریز کے دیکھنے پر نظریں ہٹا گئی۔

آپ ٹھیک ہیں؟"اس کے پوچھنے پر وہ اثبات میں سر ہلاتے اس کے بازو کا" سہارا لے کر کھڑی ہوئی۔اسے بازو کے گھیرے میں لیتے وہ موریسن کی

طرف مڑا۔

تم جاؤ، میں دیکھ لوں گا۔" موریسن نے مسکراتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ" کیا۔ وہ دوست تھا اتنی فیور تو وہ اسے دے سکتا تھا۔ آریز نے سر کو خم دیا اور درخشے کو لے کر واپسی کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ اپارٹمنٹ پہنچے تو درخشے گہرا سانس لیتے ہوئے لونگ روم پر کاؤچ پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔ تھوڑی دیر پہلے جو کچھ ہوا تھا وہ اس کے اعصاب پر بہت بھاری ثابت ہوا تھا۔

کچن سے پانی کا گلاس لا کر اسے پکڑاتے وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھا۔ درخشے نے گلاس خالی کر میز پر رکھا۔

تم نے جو طعنے دینے ہیں دو میں سن لوں گی۔"زکام زدہ آواز میں کہتے اس"
نے گلاس پر نظریں ٹکائیں۔وہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

آج آپ نے بہت ساری باتیں کیں،وہ آپ کا پوائنٹ آف ویو تھا،آپ"
نے ایک طرفہ بات کی آپ کو میری بھی سننی چاہیے تھی۔"وہ نرمی سے
بولنا شروع ہوا۔

ہیں،ہر چیز کی پریکٹیکل اور(pragmatic) آپ ایک پریگمیٹک"
لاجیکل وجہ ڈھونڈتی ہیں۔آپ کا نظریہ ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان
صرف ضرورت کا رشتہ ہوتا ہے،اور اس بات سے تو مجھے بھی انکار نہیں ہے،
یہ ایک نیچرل جذبہ ہے۔لیکن جہاں تک میں سمجھا ہوں،آپ کو اس سے
خوف آنے کے ساتھ ساتھ کراہت بھی ہوتی ہے۔"درخشے نے ان
کمفرٹیبل ہوتے ہوئے پہلو بدلا۔لیکن اسے بولنے سے نہیں روکا۔"لیکن

میں اس پر بات نہیں کروں گا، میں صرف اپنی بات کروں گا، مجھے بہت عرصہ ہو گیا ہے آپ سے محبت کرتے ہوئے، اور۔۔۔ محبت ہو محبوب کی طلب نہ ہو، یہ ہو نہیں سکتا۔۔ مجھے اللہ نے فرشتہ بنایا ہوتا تو شاید میں نہ سوچتا اس بارے میں۔۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے آپ میری محبت کو ہوس کا نام دیں۔ آپ سے محبت کرتا ہوں اس لئے آپ کو پلٹ کر جواب نہیں دیتا۔ آپ کا احترام کرتا ہوں اسی لئے آپ کے آگے سر نہیں اٹھاتا۔ آپ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا اسی لئے دور ہوں آپ سے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میرے پاس دل نہیں ہے یا جزبات نہیں ہیں۔ مجھے کوئی شرم محسوس نہیں ہو گی یہ تسلیم کرنے میں کہ مجھے آپ کی قربت کی خواہش ہوتی ہے، مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ آپ کو دیکھ کر میرے دل کی دنیا زیر و زبر ہو جاتی ہے،" وہ بہت نرمی سے بات کر رہا تھا۔ نہ اس کی آواز بلند ہوئی تھی نہ وہ اس پر چیخا تھا۔ "اگر میں نفس کا بچاری ہوتا تو آپ سے شادی تو ہر گز نہ کرتا۔ ضرورت پوری کرنے کے بہت ذرائع ہیں۔۔۔ اب

آپ کہیں گی مسلمان ہوں تو اس لئے میں وہ سب نہیں کرتا، لیکن ایک شخص جس کے لئے اس کا نفس سب سے بڑی ترغیب ہو، وہ کیوں رکے گا؟" اس کے سوال کا درخشے کا پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

اس سے ہٹ کر جائز رستے بھی ہیں ضرورت پوری کرنے کے لئے ہیں،" بہت راستے ہیں، لیکن کیا آپ کو واقعی لگتا ہے کہ میں اس قسم کا آدمی ہوں جسے اپنے جذبات پر کوئی کنٹرول نہیں ہے؟ کیا سچ میں آپ کو ایسا لگتا ہے؟" اس نے سوالیہ انداز میں اس کا چہرہ دیکھا۔ درخشے نے اس کو نہیں دیکھا، وہ گردن موڑ کر گلدان کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے بچپن سے لے کر اب تک کبھی اس کے کردار میں کوئی جھول نہیں دیکھا تھا۔ اور اب ان کی شادی کے اتنے عرصے میں بھی وہ اسے اتنا تو جان ہی گئی تھی کہ وہ کردار کا مظبوط مرد تھا۔

بہت آسان بات ہے اگر آپ سمجھیں تو، کوئی مشکل فارمولا نہیں لگانا" پڑے گا۔ میں اس لیے آپ کے پاس نہیں آتا کہ مجھے آپ سے کوئی مطلب ہے۔ آپ کے پاس آتا ہوں کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہے۔۔۔ آپ کی دھتکار سن کر بھی آپ کے در سے منہ نہیں موڑتا، آپ کو محبت نہیں ہے، مجھے تو ہے۔۔ آپ سو بار خود سے دور دھکیل دیں میں سو بار آپ کے پاس واپس آؤں گا۔" اس کی آواز تھوڑی سی بلند ہوئی۔ درخشے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس کی آنکھوں میں موجود نمی دیکھ سکتی تھی۔

اور جہاں تک رہی بات حقوق طلب کرنے کی تو بے فکر رہیں میں کبھی آپ کے ساتھ زبردستی نہیں کروں گا۔۔۔ خود بھلے فنا ہو جاؤں آپ تک تپش نہیں آئے گی۔ یہ میرا وعدہ ہے۔" وہ خاموش ہوا تو درخشے کچھ دیر اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر بنا کوئی بات کئے کاؤچ سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ آریز نے سر صوفے کی پشت سے ٹکاتے آنکھیں موند

لیں، جلتی آنکھوں سے ایک آنسو آزاد ہو کر کنپٹی میں جذب ہو گیا۔اس کا محبوب واقعی ظالم تھا۔۔۔

منہ ٹاول سے تھپتھپاتے ہوئے وہ باتھ روم سے باہر آئی تو کمرے کا دروازا بج رہا تھا۔ٹاول چیئر کی طرف اچھال کر اس نے دروازہ کھولا، سامنے ہی آریز کا چہرہ نظر آیا۔

میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا؟"اس نے ایک نظر اس کے گیلے چہرے کو" دیکھا،ماتھے سے بال بھی گیلے سے تھے،اس نے شاید ابھی منہ دھویا تھا۔ کپڑے بھی تبدیل کر چکی تھی۔

نہیں۔"وہ اس کے نارمل رویے پر حیران ہوئی لیکن چہرے سے واضح"

نہیں ہونے دیا۔اتنا کچھ ہونے کے بعد وہ پھر سے اس کے دروازے پر کھڑا تھا۔

"مجھے لگا آپ سو گئی ہوں گی، میں نے اپنے لئے سینڈوچز بنائے ہیں سوچا آپ سے پوچھ لوں، آپ نے بھی تو کچھ نہیں کھایا۔" احتیاط سے بولتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا لیکن کچھ اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کیا سوچ رہی تھی۔

"بھوک تو لگ رہی ہے۔" وہ کمرے سے باہر آئی۔وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے کچن میں آئے۔سلیقے سے میز پر سجے سینڈوچز دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ دو افراد کے لیے تھے۔اور آریز کہہ رہا تھا کہ اس نے اپنے لئے بنائے ہیں۔وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"آپ شروع کریں" بیٹھیں۔"اس نے اونچے سٹول کی طرف اشارہ کیا۔

میں تب تک کافی بناتا ہوں۔"اس نے کیبن کھول کر کافی کا ڈبہ نکالا۔

تم بھی کھالو، ٹھنڈے ہو جائیں گے۔"درخشے کے کہنے پر وہ پلٹا اور ٹشو میں" لپیٹ کر سینڈوچ کا ایک بائٹ لیا۔ باقی پلیٹ میں واپس رکھا اور پلٹ گیا۔اس کا مطلب تھا کہ وہ ساتھ ساتھ کھالے گا۔

جب تک درخشے نے سینڈوچ ختم کیا کافی بن گئی تھی۔درخشے کا مگ اس کے سامنے رکھتے اس نے پلیٹیں اٹھا کر سنک میں رکھیں۔اسے لگا وہ اپنی کافی لے کر چلی جائے گی۔وہ پلیٹیں دھو کر، خشک کر کے ریک میں رکھ کر میز کی طرف مڑا تو وہ مگ ہاتھوں میں تھامے وہیں بیٹھی تھی۔وہ ہاتھ خشک کر کے اپنا مگ لے کر سٹول کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھا۔گھونٹ گھونٹ کر کے کافی پیتے اس نے درخشے کو دیکھا، وہ مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے کسی سوچ میں گم لگتی تھی۔

ٹھنڈی ہو جائے گی، پی لیں۔" آریز کی آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا" پھر مگ کو۔اثبات میں سر ہلاتے اس نے کپ اٹھا کر منہ سے لگایا۔ایک سپ لے کر واپس میز پر رکھا۔

آئم سوری۔" بالآخر اس نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا جو وہ اتنی دیر سے سوچ" "رہی تھی۔" میں نے جو کچھ بھی تمہیں کہا، وہ غیر مناسب تھا۔آئم سوری۔

"اٹس اوکے۔"

بس؟" اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔"

اور کیا کہوں؟" آریز نے سادگی سے اسے دیکھا۔"

کچھ نہیں۔"وہ سر جھٹک کر کافی کی طرف متوجہ ہو گئی۔"

مجھے کچھ کہنا ہے۔"آریز نے گلا کھنکار کر صاف کیا اور ایک نظر اسے دیکھا۔"

وہ منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔"ریسیپشن پر میں نے جو کیا وہ آپ کو برا لگا تھا، میں جانتا ہوں۔ لیکن وہ صرف دنیا دکھاوے کے لئے تھا۔ آپ کو پتا ہے ہمارے سرکل میں گوسپ کیسے پھیلتی ہے، میں نہیں چاہتا کہ لوگ ہمارے بارے میں کچھ ڈسکس کریں۔ ہماری آپس میں جو بھی بات ہو باہر ہمیں ہیپی کپل کی طرح ہی پیش آنا ہے۔ مجھے یہ بات آپ سے پہلے ہی ڈسکس کرنی چاہیے تھی، میری غلطی ہے، آپ کا ری ایکشن درست تھا۔"وہ نرمی سے کہہ رہا تھا۔

مجھے سمجھ آ گئی تھی۔"اس نے ایک ہاتھ سے اپنا کندھا دبایا۔"

کافی ختم ہوئی تو آریز خالی کپ دھو کر اس کی طرف آیا۔ وہ دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھ کر گردن سے نیچے مسلز کو دبا رہی تھی۔

"کیا ہوا؟"

پتا نہیں درد ہو رہا ادھر کہیں۔" کوفت زدہ لہجے میں کہا۔"

کندھوں کے مسلز کھنچ گئے ہوں گے، ایک ہی جگہ بیٹھ کر کام کرنے کی" وجہ سے اکثر اوقات ہو جاتا ہے یہ، تھوڑا مساج ہو گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔" ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بغور اس کے چہرے پر پھیلی تھکن کو دیکھا۔

"تمہیں آتا ہے کرنا؟"

ہاں جی،اس میں کیا مشکل ہے۔"اس نے کندھے اچکائے۔درخشے نے" پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔آریز نے بھی سادگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ درخشے نے ابرو اچکائے،آریز کو ایک دم جیسے کچھ کلک ہوا۔

سوری۔۔میں ابھی دبا دیتا ہوں۔"وہ چلتے ہوئے اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔" نرم ہاتھوں سے اس کے کندھوں کے مسلز دباتے ہوئے اس نے منہ سیدھا ہی رکھا۔

بس کر دو،درد ٹھیک ہو گیا ہے۔"کچھ دیر بعد دائیں بائیں گردن کو سٹرچ" کرتے ہوئے وہ سٹول سے کھڑی ہوئی۔آریز نے ایک طرف ہٹ کر اسے جانے کا راستہ دیا۔درخشے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔آج ان نیگرز کے

درمیان پھنسے اسے بہت عجیب سا احساس ہوا تھا، وہ نیگرز اکیلے تو نہیں تھے ان جیسے بہت لوگ دنیا میں ہوں گے یقیناً، وہ کسی پر بھی حملہ کر سکتے ہیں، کسی کی بھی زندگی تباہ کر سکتے ہیں۔ایسے کتنے کیسز اس نے خود اپنی آنکھوں سے بھی دیکھے ہوئے تھے۔ صرف ایک حادثہ اور زندگی بھر کے ٹراماز، آج اگر کچھ ہو جاتا، کیا وہ لوگ اس سے اجازت لیتے؟ کیا ان کو اس کے فوبیا کا احساس ہوتا؟ وہ تو درندے تھے، ترحم ہمدردی جیسے الفاظ کے ان کے لئے کوئی مطلب نہیں تھے۔اور دنیا بھری پڑی تھی ایسے لوگوں سے۔

اس نے جب آریز کی آواز سنی تھی تو تحفظ محسوس ہوا تھا۔ وہ اسے جس طرح تلخ باتیں سنا کر آئی تھی، اس کے باوجود وہ اسے ڈھونڈتے ہوئے اس کے پیچھے آیا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ وہ سو بار دور دھکیلے وہ سو بار اس کے پاس کے واپس آئے گا، اس کا عمل اس کی باتوں مکمل عکاسی کرتا تھا۔

آریز نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے دائیں بائیں دیکھا پھر درخشے کو، وہ کیوں دیکھ رہی تھی اسے، وہ کنفیوز ہوا۔

آپ ٹھیک ہیں؟" گلا کھنکار کر احتیاط سے اسے دیکھا۔ وہ بنا کچھ کہے خاموشی" سے اسے دیکھتی رہی، سامنے کھڑا سنہری بھوری آنکھوں والا لڑکا جو اس کا شوہر تھا، وہ اس کی نظروں سے کنفیوز ہو رہا تھا، اسے ہنسی آئی۔

کچھ نہیں، تھینک یو۔۔ فار ایوری تھنگ۔" ہلکے سے مسکرا کر کہتے وہ وہاں" سے چلی گئی۔

تھینک یو بھی ٹھیک سے کہنا نہیں آتا۔" نفی میں سر ہلا کر کہتے، بالوں میں" ہاتھ پھیرتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

مما، ہم نے کب جانا ہے واپس؟ اب تو شادی بھی ہو گئی ہے۔ میں دوبارہ" ایسی کسی شادی میں نہیں آؤں گی جہاں میں کسی کو جانتی نہ ہوں۔ کاش میں آئی ہی نہ ہوتی۔" دبی دبی آواز میں کہتے ہوئے وہ آخر پر روہانسی ہوئی۔

تم نے کیا ساری عمر ایسے ہی شکوے شکایات کرنے ہیں۔" سارا کو اس کی" بیزار شکل دیکھ کر تپ چڑھی۔" معاشرے میں رہنا ہے تو لوگوں سے گھلنا ملنا پڑتا ہے، سوشل ہونا پڑتا ہے، اکیلے زندگی نہیں گزرتی۔ اب منہ ٹھیک کرو اپنا۔" دبی دبی آواز میں اسے گھرکا۔

آپ کو تو موقع چاہئے ہوتا ہے مجھے ڈانٹنے کے لئے۔" وہ پاؤں پٹخ کر وہاں" سے واک آؤٹ کر گئی۔ سارا کچھ کہتیں لیکن ایک خاتون نے ان کا نام لیا تو وہ

اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

آرمینے دبے دبے غصے بڑبڑاتے ہوئے ایک قدرے خالی ٹیبل کی طرف بڑھ گئی۔ وہاں سے جوس کا گلاس اٹھا کر وہ اب جگہ ڈھونڈ رہی تھی جہاں جا کر سکون سے بیٹھ سکے۔ ٹیبلز کے گرد چیئرز بھی نہیں تھیں، اسے غصہ آیا۔ سٹیج کے نزدیک اسے ایک چیئر نظر آئی، اس نے اسی طرف قدم بڑھائے۔

آپ ادھر کیوں بیٹھی ہیں، یہ میری چیئر ہے۔" ابھی وہ جا کر اس چیئر پر بیٹھی ہی تھی کہ پتا نہیں کہاں سے ایک چار پانچ سال کا بچہ نمودار ہوا اور اس کرسی پر حق ملکیت جتایا۔

میں جب آئی تھی تو یہ کرسی خالی تھی، مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ آپ کی ہے۔" میں تھوڑی دیر بعد آٹھ جاؤں گی۔ اوکے؟" اس نے نرمی سے بچے کو

سمجھایا۔

آپ اٹھیں یہاں سے۔یہ میری کرسی ہے۔"اس بچے نے تو جیسے اس کی" بات ہی نہیں سنی۔

کھا نہیں جاؤں گی تمہاری کرسی کو۔یہ جوس ختم کرلوں پھر اٹھ جاؤں" گی۔"دانت پیس کر غصہ ضبط کیا۔

مجھے نہیں پتا آپ اٹھیں یہاں سے۔"اس بچے نے دونوں ہاتھوں سے" اسے دھکا دے کر کرسی سے اٹھانا چاہا۔آرمینے نے ہاتھ میں پکڑے گلاس کو سنبھال کر گھور کر اسے دیکھا۔

کہا تو ہے اٹھ جاؤں گی۔"اس کا بس نہیں چلا ایک آدھا تھپڑ جڑ ہی دے اس"

بد تمیز بچے کو۔ وہ بچہ کچھ کہنے کے بجائے اسے دھکے دینا شروع ہو گیا۔ ایک ہاتھ سے اسے سنبھالتے اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑے جوس کو چھلکنے سے بچانا چاہا۔

کیا بد تمیزی ہے یہ، پیچھے ہٹو،" اس نے بچے کو پیچھے دھکیلا، وہ بھی کوئی فائٹر" بچہ تھا واپس سے اس کی ٹانگوں کو چمڑ گیا۔ اسی کھینچا تانی میں گلاس الٹا ہوا اور سارا جوس آرمینے کے کپڑوں اور پیروں پر گرا تھا۔ وہ گلاس وہی گھاس پر پھینک کر کرسی سے اٹھی۔ وہ بچہ فوراً کرسی پر چڑھ کر بیٹھا۔ آرمینے اپنے خوبصورت سے ویسٹرن سٹائل فراک کو گھما پھرا کر دیکھ رہی تھی، ڈریس کے سارے فلیئر پر جوس کے نشاں تھے۔ کتنی محنت سے درخشے کے ساتھ جا کر سیلیکٹ کیا تھا یہ ڈریس۔ سارا اس بچے نے خراب کر دیا۔ اس نے بہت مشکل سے اس بچے کو تھپڑ مارنے کی خواہش دل میں دبائی۔ کیا پتا اس بچے کی ماں آس پاس ہی ہو۔

وہ کوفت کا شکار ہوتے ہوئے وہاں سے جانے لگی تو اس کا پاؤں مڑ گیا۔

یااللہ۔"اس نے جھنجھلا کر اپنا ماتھا پکڑا۔ جھک کر دیکھا تو اسٹریپ بندھی" ہوئی تھی لیکن جوس کی چکناہٹ کی وجہ سے پاؤں جوتے میں ہی سلپ ہو گیا تھا۔اب اسے بیٹھ کر اسٹریپ کھول کر دوبارہ باندھنا تھا۔اس نے اس بچے کو دیکھا اور کرسی کو۔

میں ایک منٹ ادھر بیٹھ کر اپنا جوتا ٹھیک کر لوں؟ جسٹ ون منٹ۔"اس" نے درخواست کی۔ جسے بچے نے نفی میں سر ہلا کر رد کر دیا۔آرمینے دانت پیستے ہوئے وہیں زمین پر بیٹھی اور جوتے کا اسٹریپ کھولنے لگی۔

(clumsy) کہتے ہیں ہر کسی کی زندگی میں کچھ بیوقوف اور کلمزی"

لوگ ہوتے ہیں، وہ کبھی آپ کی انٹرٹیمنٹ بنتے ہیں تو کبھی سر کا درد۔" جین کی آواز پر آرمینے نے سر اٹھا کر دیکھا، وہ مائیک ہاتھ میں لئے سٹیج پر کھڑی تھی۔ پورے اعتماد سے بولتے ہوئے وہ وہاں موجود سب لوگوں کی توجہ اپنی طرف کر چکی تھی۔ آرمینے سر جھٹک کر اپنے جوتے کی طرف متوجہ ہوئی۔

اگر آپ کو کبھی ایسے لوگوں سے واسطہ نہیں پڑا تو کوئی بات نہیں۔۔۔" اس نے ہلکا سا وقفہ دیا، ایک نظر سب کو دیکھا پھر بات آگے بڑھائی۔ "یقین واثق ہے کہ وہ بیوقوف کلمزی انسان آپ خود ہوں۔" اس کی بات پر وہاں موجود لوگوں کا مشترکہ قہقہہ پڑا تھا۔ وہ شاید سٹینڈ اپ کامیڈی کر رہی تھی۔ اسٹینڈ اپ کامیڈی لائیو سامعین کے لیے ایک مزاحیہ پرفارمنس ہوتی ہے) جس میں مزاح نگار کو "اسٹینڈ اپ" کہا جاتا ہے، وہ ایک اسٹیج پر کھڑا ہوتا ہے پیش کرتا ہے، monologue اور مختلف مزاحیہ اور طنزیہ مونولوگ یہ آج کے دور میں بہت پاپولر تکنیک ہے، بہت سے سوشل میڈیا انفلوئنسرز

اپنے اسی ہنر کی وجہ سے کافی مشہور ہیں۔ وہ اسے ایک پروفیشن کے طور پر چنتے ہیں۔

"میں آپ کو ایک مثال دوں، جس طرح میری یہ دوست جو سٹیج کے دائیں طرف بیٹھی ہے، جس کے جوتے کا اسٹریپ ٹوٹ گیا ہے شاید،" اس کی بات پر آرمینے نے ایک جھٹکے سے اٹھایا، جین کی آواز کے ساتھ ہی سب لوگوں کی گردنیں اس کی طرف گھومی تھیں۔ "میں نے آج اس سے پوچھا کہ تمہاری زندگی میں کوئی بیوقوف لوگ ہیں جو اپنی بیوقوفانہ حرکتوں کی وجہ تمہاری انٹرٹیمنٹ کا باعث بنتے ہوں، تو اس کا جواب انکار میں تھا۔" اس نے جان بوجھ کر وقفہ دیا، شرارت سے سب کو دیکھا۔ ایک اور قہقہہ پڑا تھا۔ آرمینے کا چہرہ خفت سے سرخ ہوا۔ اسے اب پتا چلا کہ وہ کس مقصد سے تھوڑی دیر پہلے اس سے سوال کرنے آئی تھی۔ اس نے جوتا ٹھیک کر کے پہنتے جلدی جلدی اسٹریپ باندھا اور کھڑی ہوئی۔ جین اب کسی اور ٹاپک پر بولنا شروع

ہو چکی تھی، نئی بات نیا ٹارگٹ، بس قہقہے لگتے رہنے چاہئیں۔ عجیب ٹرینڈز تھے، مزاح کے نام پر مذاق اڑانے کو نارملائز کر دیا گیا تھا۔

آرمینے نے سارا کو ڈھونڈنے کے لئے ادھر اُدھر نظریں دوڑائیں، سارا تو دکھائی نہیں دیں لیکن انٹرنس سے سٹیج والی سائڈ پر آتے ہوئے ایک شخص پر اسے جانا پہچانا گمان گزرا۔ اس نے آنکھیں سکیڑ کر بغور اسے دیکھا۔ بلیک پینٹ پر سفید ڈریس شرٹ جس کے اوپری دو بٹن کھلے ہوئے تھے، آستین کہنیوں تک موڑے، منہ پر بلیک سینیٹری ماسک لگائے ماتھے پر بکھرے بالوں کے ساتھ وہ دراز قد ہینڈسم سالڑ کا فرصت سے چلتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھ کر کسی کو ڈھونڈ رہا تھا شاید۔ سارے میں گھومتی اس کی نگاہیں آرمینے پر پڑیں تو گویا اس کی تلاش ختم ہوئی۔ اس نے دور سے اسے ہاتھ ہلایا اور قدم اس کی طرف بڑھائے۔

سٹیج پر کھڑی جین کی نظر بھی اس پر پڑی تھی، اس کی آواز مدھم اور آنکھیں اس نو وارد پر مرکوز ہوئیں۔

وہ قدم قدم چلتے ہوئے آرمینے سے چار قدم دور آکر رک گیا۔ اس کی خوبصورت سیاہ گھور آنکھیں آرمینے پر مرتکز تھیں۔

رائد۔۔! "چار قدم کا فاصلہ بھاگ کر طے کرتے وہ اس کے گلے لگی۔"

پہچان کے مراحل تو پہلے ہی طے ہو چکے تھے۔ رائد نے مسکراتے ہوئے مظبوط بازوؤں کا گھیرا اس کی کمر پر قائم کرتے اسے اوپر اٹھا کر گھوم کر دو چکر لگائے اور آہستہ سے اسے واپس زمین پر اتارا۔ آرمینے نے بازو اس کے گلے سے نکال کر اس کے بازوؤں کے نیچے سے گزار کر اس کی پشت پر باندھے اور دایاں گال اس کے سینے پر رکھا۔

مجھے اندازہ نہیں تھا تم مجھے اتنا مس کر رہی تھی۔ ورنہ میں پہلے ہی آ جاتا۔""

اس کی مظبوط گرفت خود پر محسوس کرتے رائد نے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔

بہت زیادہ۔" سر اس کے سینے سے ہٹاتے آرمینے نے اس کا چہرہ دیکھنا چاہا" لیکن وہ ماسک پہنے ہوئے تھا۔ آرمینے نے بھنویں سکیڑ کر اس کے ماسک کو دیکھا، پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے ماسک اتارا۔

تم اب میری شرٹ تو نہیں اتارنے والی؟" اس نے جس طرح کھینچ کر" ماسک اتارا تھا رائد نے شرارت سے کہتے نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔" ویسے مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے اگر تم ایسا کرتی بھی ہو تو، بیوی ہو آخر۔ لیکن تمہیں نہیں لگتا یہ جگہ کچھ غیر مناسب ہے اس کے لئے؟" اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹے وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہہ رہا تھا۔

آرمینے نے مسکراہٹ دبا کر ایک مکا اس کے سینے پر مارا، وہ آج کل کچھ زیادہ ہی بے شرم ہو گیا تھا۔ فون پر بات کرتے ہوئے بھی چھوٹے موٹے شرارتی جملے آسانی سے کہہ دیتا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" اس کی شرٹ کے بٹن پر انگلی پھیرتے ہوئے اس" کی جگمگاتی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھا۔

مام ڈیڈ بھی آئے ہیں، لیکن وہ گھر پر ہیں، مجھے پتا چلا کہ تم ادھر ہو تو میں بھی" ادھر ہی چلا آیا۔ پہلے میں نے سوچا کہ حیدر انکل کو بتاؤں، پھر سوچا انہوں نے کوئی شرط رکھ دینی ہے اس سے بہتر ہے میں وہاں سے گمشو ہو جاؤں۔" وہ اتنے مزے سے بتا رہا تھا آرمینے کو ہنسی آئی۔

گمشو کیا ہوتا ہے؟" مسکراہٹ دبا کر سوال کیا۔"

تمہیں نہیں پتا؟ گمشو مطلب گیٹ آؤٹ۔غائب، شکل گم، میں نے" افسانے سے سیکھا ہے۔" وہ اپنے نئے سیکھے علم پر نازاں ہوا۔آرمینے کھلکھلا کر ہنسی، کچھ دیر پہلے کا غصہ اور کوفت جیسے گمشو ہو گئے تھے۔

سٹیج پر کھڑی جین کب کی خاموش ہو چکی تھی۔اس کی نظریں آرمینے کے ساتھ کھڑے رائد بن طلال پر ٹکی تھیں، وہ ششدر ہو کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ان دو کے درمیان فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ایک دوسرے کو دیکھتے، باتیں کرتے، ہنستے، کوئی بھی انہیں دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ وہ ایک کپل تھے۔جین کی نظروں کے تعاقب میں سب کی گردنیں ان کی طرف مڑی تھیں۔

آرمینے کو محسوس ہوا کہ ہر طرف خاموشی تھی۔پہلے بھی صرف جین بول

رہی تھی اور باقی سب اسے سن رہے تھے، وہ خاموش ہوئی تھی تو کچھ پل کے لئے ہر طرف خاموشی چھا گئی تھی۔ آرمینے نے گردن گھما کر ارد گرد دیکھا۔ سب لوگ انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ اس کے گال سرخ پڑے۔

رائد سب ہمیں دیکھ رہے ہیں۔" اس نے آہستہ سے سرگوشی کی۔"

ہم ایسا کیا کر رہے ہیں جو سب ہمیں دیکھ رہے ہیں؟" اس نے بھنویں سکیڑ" کر ارد گرد کا جائزہ لیا۔

یہ تو یہی لوگ بتا سکتے ہیں۔ ویسے تم نے اچھا کیا کہ آ گئے، میں ادھر بہت" بور ہو رہی تھی۔" آرمینے تھوڑا سا اس سے الگ ہوئی۔

"دیکھا مجھے پتا تھا تبھی تو تمہیں لینے آیا ہوں۔ تم چلو گی میرے ساتھ؟"

"کہاں؟"

"جہاں بھی میں لے جاؤں؟"

ضرور چلوں گی۔"اس مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔"

چلو پھر۔۔"اس کا ہاتھ تھام کر وہ اسے ساتھ لے کر پلٹ گیا۔"

مما کو تو بتا دوں۔"آرمینے نے دور کچھ آنٹیوں کے ساتھ کھڑی سارا کو" دیکھا۔

میں انہیں میسج کر دوں گا۔ویسے بھی سوزین ہے ان کے ساتھ۔"رائد نے"

وہیں سے سارا کو ہاتھ ہلایا۔ سارا مسکرا دیں۔ "تم نے ابھی کہا کہ ساتھ چلو گی اب پھر اعتراض کر رہی ہو۔" اس نے مصنوعی طور پر افسوس کیا۔

اعتراض کب کیا؟ اپنی طرف سے باتیں مت بناؤ۔" اس نے منہ بسورا۔"

""ویسے تم آئے کیسے ہو؟

کے ذریعے آیا ہوں اور کیسے آتا، تیر (ferry) فیری NYC میں" کر؟" اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"تیر کر آتے تو بھی اچھا تھا۔ اب ہم کیسے جائیں گے فیری تک؟"

ریڈ بس پر، جیسے باقی روز ویلٹ کے لوگ سفر کرتے۔ اگر تم کہو تو پیدل" چلتے ہیں، یا پھر۔۔۔" انٹرنس گیٹ کی طرف جاتے ہوئے ان کی آوازیں

سماعت کی حدود سے پرے ہو گئیں تو جین گہری سانس بھرتے ہوئے سٹیج سے نیچے اتر گئی۔ کسی نے میوزک پلے کر دیا تھا۔ جیسے ایک ٹرانس سا ٹوٹا تھا، لوگ آپس میں باتیں کرنے میں مگن ہو گئے، رونق لوٹ آئی۔ لیکن جین دھواں دھواں چہرے کے ساتھ دلہن سے معذرت کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ نظروں کے سامنے رائد بن طلال کی بانہوں کے گھیرے میں کھڑی آرمینے کا چہرہ آتا تھا۔اس کا اچھا بھلا دن برباد ہو چکا تھا۔

تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی؟ خدا کا خوف کرو اور کتنی دیر لگاؤ گی۔ "مہرداد کی" آواز پر آنکھوں پر مسکارا لگاتی ہوئی افسانے نے جل کر اسے دیکھا۔

تم سے کم وقت میں تیار ہوتی ہوں۔ تمہارے تو بال ہی سیٹ نہیں ہوتے"

دو گھنٹے۔" منہ بگاڑ کر کہتے احتیاط سے مسکارا پلکوں پر پھیرا۔

تم میرے بالوں کی پکی دشمن ہو، کتنی بری نظر رکھتی ہوں ان پر۔" اس" نے ہیئر برش اٹھا کر اپنے بال سیٹ کئے۔

"ستر بار تم بال سیٹ کر چکے ہو، اب ہٹو یہاں سے مجھے تیار ہونے دو۔"

مطلب تم مان رہی ہو کہ تم نے بھی ستر چیزیں چہرے پر لگائی ہیں۔ ورنہ" اتنی دیر تم اور کیا کرتی رہی ہو۔" اس کے پاس ہر بات کا جواب تھا۔

مہرداااااد۔۔!" کھینچ کر اس کا نام لیتے اس نے مسکارا بند کر کے ڈریسنگ" ٹیبل پر پٹخا۔

باشہ۔۔۔کچھ نہیں بول رہا۔" وہ جا کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر نیم دراز" ہوا۔ وہ دونوں آج مہرداد کے دوست کے گھر دعوت پر انوائٹڈ تھے۔

گھورنا بند کرو داد۔" لپ اسٹک کا رنگ سیلیکٹ کرتے ہوئے اس نے" مسلسل خود کو دیکھتے مہرداد کو ٹوکا۔

گھور نہیں رہا، پیار سے دیکھ رہا ہوں۔ تم مجھے اتنی پسند ہو کہ حد نہیں، دل" کرتا ہے کھا جاؤں تمہیں۔" دانتوں کو ٹک کر کے بولتے اس نے آنکھیں میچی کر کھولیں۔

ختم ہو گئے ہیں دنیا (cannibals) اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ نیبلز" سے۔" اس نے برش اٹھا کر اسے کھینچ کر مارا جسے وہ مہارت سے کیچ کر گیا۔

شوہر ہوں کچھ تو عزت دو، سیدھا سیدھا آدم خور ہی کہہ دیا تم نے مجھے۔" وہ" برا ہی مان گیا۔

عزت کیا ہوتی ہے؟" وہ احتیاط سے لپ اسٹک لگا رہی تھی۔"

"وہی، جو تم میری بالکل نہیں کرتی۔"

جب پتا ہے تو کیوں شکوہ کرتے ہو، عادت بنالو۔ کیونکہ میں تو ایسے ہی رہنے" والی ہوں۔" اس نے مڑ کر کمر پر ہاتھ رکھ کر سر کو تھوڑا سا اوپر اٹھا کر کیسی لگ رہی ہوں والے انداز میں خم دیا۔

قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے۔" دل پر ہاتھ رکھ کر بیہوش ہونے کی" ایکٹنگ کرتے اس نے سر تکیے پر گرایا۔

ڈرامے باز۔" وہ ہنستے ہوئے سٹالر اٹھا کر سر پر سیٹ کرنے لگی۔ نثار ہوتی" نظروں سے اسے دیکھے گیا۔

سیریسلی، مجھے پہلے اتنی الجھن ہو رہی تھی کہ پہاڑوں میں کون شادی کی" تقریب رکھتا ہے، لیکن بعد میں میری رائے تبدیل ہو گئی تھی۔ بہت خوبصورت ایونٹ تھا وہ۔" وہ دونوں مہرداد کے دوست کے گھر دعوت پر پہنچے تو میزبان عامر اور فارینہ نے خود ان کا استقبال کیا۔ اچھے ماحول میں ڈنر کیا گیا، ڈنر کے بعد چائے کا دور چلا تو وہ لوگ شبستر میں ہونے والی فارینہ اور عامر کی شادی کی تقریبات یاد کر رہے تھے تو افسوں نے بھی اپنے پہلے تاثر کے بارے بتانا ضروری سمجھا۔

وہ فارینہ کا آئیڈیا تھا بھابی۔اسے ہی پہاڑوں میں ڈیسٹینیشن ویڈنگ چاہئے" تھی۔"عامر نے مسکرا کر کہتے بیوی کی طرف اِشارہ کیا۔

لیکن اب تم مانتے ہو نہ کہ وہ بہت اچھا آئیڈیا تھا؟ یادگار شادی تھی ہماری،" سرکل میں لوگ ابھی تک مثالیں دیتے ہیں۔"فارینہ نے گردن اکڑا کر غائبانہ کالر کھڑے کئے۔

فارے کو سب سے زیادہ پرواہ نادیدہ لوگوں کی ہی ہوتی ہے،ایک بار اس" نے بال سبز ڈائی کروائے تھے کیونکہ اسے "لوگوں" نے کہا تھا کہ آج کل سبز رنگ کے بال ٹرینڈنگ میں ہیں۔"مہر داد نے میز سے ڈرائی فروٹس کا پیالہ اٹھا کر افسانے کی طرف بڑھایا اور بات جاری رکھی۔"اور مزے کی بات یہ ہے کہ لوگ اسے ہمیشہ آدھی بات بتاتے ہیں،ٹرینڈ کا تو انہوں نے اسے بتایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ سبز رنگ کے بالوں میں یہ کتنی ہونق۔۔۔تو

نہیں۔۔۔لیکن ہاں بری ضرور لگتی تھی۔"مزے سے کہتے اس نے افسانے کے پیالے سے بادام اٹھا کر منہ میں رکھا۔عامر قہقہہ لگا کر ہنسا تھا جبکہ فارینہ نے گھور کر مہرداد کو دیکھا۔افسانے کو ہنسی تو آئی تھی لیکن اس نے فارینہ کی شکل دیکھ کر ہنسی لبوں میں دبائی۔

کیا اس سے بھی زیادہ بری جب تم نے کندھوں تک لمبے بال رکھے تھے اور" ان کے لئے سپیشل ساؤتھ افریقہ سے شیمپو منگوایا تھا تاکہ بال سلکی ہو جائیں، یہ اور بات ہے کہ اس سے زیادہ واہیات ہیئر سٹائل تبریز والوں نے آج تک نہیں دیکھا ہو گا۔"اب گھور کر دیکھنے کی باری مہرداد کی تھی۔افسانے نے مہرداد کو لمبے بالوں میں امیجن کیا اور ہنستی گئی۔فارینہ کی بات جاری تھی۔

"مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ افسانے جیسی سلجھی ہوئی،ڈیسنٹ لڑکی نے تم سے شادی کیسے کر لی؟"اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹ پٹائیں۔

بہت زیادہ خوشی سے۔"اس نے مزے سے جھوٹ بولا۔افسانے نے ہنسی" روک کر اس کی ڈھٹائی ملاحظہ کی۔

جب اس نے مجھے پروپوز کیا تو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میری آنکھوں میں" آنسو آ گئے، ہے نہ داد؟"افسانے نے درپردہ اسے شرم دلانی چاہی۔

بالکل، شی واز سو ہیپی۔"اس نے ہوا میں دیکھا جیسے وہ اس خوبصورت پل" کو یاد کر رہا ہو۔افسانے نے نفی میں سر ہلایا، وہ کبھی اسے شرم نہیں دلا سکتی تھی۔"حالانکہ رونا مجھے چاہیے تھا۔"داد گلا کھنکار کر چیئر پر سیدھا ہو بیٹھا۔ "کیونکہ۔۔"اس نے وقفہ دیا۔وہاں موجود تینوں افراد اس کی اگلی بات کے منتظر تھے۔انہیں لگا کہ وہ کوئی فنی بات کرے گا۔"ایک عمر بے گھر گزار کر جب گھر نصیب ہو تو خدا کی مہربانی پر خوشی کے آنسو آنا تو بنتے ہیں۔اور اس لئے بھی کہ کائنات نے مجھے سب سے قیمتی تحفے سے نوازا ہے۔"افسانے کے

چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے بات مکمل کی۔افسانے مسکرا کر سر جھکا گئی۔

اسے اچھا لگا تھا مہر داد کا یوں اپنے دوستوں کے سامنے اسے مان دینا۔

ہاؤ۔۔رومینٹک۔میڈ فار ایچ ادر والا سین ہے تم دونوں کا تو۔ماشاءاللہ!""

فارینہ نے صدقے واری نظروں سے ان دونوں کو دیکھا۔

جب وہ لوگ واپس آنے لگے تو مہر داد اور عامر تو آگے نکل گئے جبکہ افسانے فارینہ کے ساتھ باتیں کرتی ہوئی آہستہ قدموں سے باہر آرہی تھی۔

چوکھٹ تک آکر وہ رکی۔

اس رات جب تم نے مجھے بتایا تھا کہ مہر داد نے اپنی شریکِ حیات کے لئے" کیا آئیڈیل سوچا ہوا تھا، تو اس وقت مجھے لگا کہ آئم ناٹ داون۔۔میں وہ کیسے ہو سکتی تھی۔۔۔، لیکن اب مجھے احساس ہوا ہے کہ تم سہی کہہ رہی تھی۔میں

مہرداد کے لئے پوری دنیا کو چھوڑ سکتی ہوں، وہ میری پہلی ترجیح ہے، میرا دل ہمیشہ اس کے لئے موم رہتا ہے، میں اس کی خاطر پوری دنیا سے لڑ سکتی ہوں۔ تمہیں پتا ہے ایسا کیوں ہے؟" اس نے سوالیہ نظروں سے فارینہ کو دیکھا۔ فارینہ مسکرا دی، وہ جواب جانتی تھی۔ "کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جتنی محبت مجھے اس سے ہے اس سے کہیں زیادہ محبت وہ مجھ سے کرتا ہے، اٹس آ ٹو سائڈ ڈلو سٹوری۔" مسکرا کر کہتے اس نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا۔

وہ فارینہ سے گلے مل کر گاڑی میں آ کر بیٹھی تو مہرداد اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟" اس نے سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے مصروف انداز" میں پوچھا۔

"تم کیا کہہ رہی تھی فارینہ سے؟"

کچھ بھی نہیں۔ موسم کا کہہ رہی تھی کہ کتنا اچھا ہے۔" ہاتھ بڑھا کر مہرداد" کی ٹھوڑی کو چھوا۔ مہرداد نے مشکوک انداز میں اسے دیکھا پھر مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔

تقریباً آدھے جزیرے کا چکر لگاتے ہوئے ریڈ بس نے انہیں فیری پورٹ پہنچا ہی دیا۔ بس سے اتر کر رائد نے ہاتھ بڑھا کر آرمینے کو نیچے اترنے میں مدد دی۔ ایک ہاتھ سے اپنا لباس پہلو سے اٹھائے وہ احتیاط سے بس سے نیچے اتری۔

تم عرشے پر جاؤ، میں دو منٹ میں آیا۔" اسے فیری پر چڑھا کر وہ بھاگ کر"

فیری سے اتر گیا۔آرمینے احتیاط سے چلتے ہوئے عرشے پر آئی۔وہاں اور لوگ بھی موجود تھے۔اس نے ریلنگ کے ساتھ رکتے ہوئے رائد کو ڈھونڈنا چاہا۔وہ اسے نظر نہیں آیا۔

وہ ماسک والا لڑکا تمہارا کیا لگتا ہے؟"اس سوال پر وہ چونک کر پلٹی۔ایک" ساتھ آٹھ سال کی بلونڈ بچی اس کے سامنے کھڑی تھی۔

سوری؟"آرمینے نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے۔"

میں ادھر سے دیکھ رہی تھی۔تم اور وہ ماسک والا لڑکا اکٹھے آئے تھے۔پھر" "وہ چلا گیا۔وہ تمہارے لئے پھول لینے گیا ہے۔

تمہیں کیسے پتا کہ وہ پھول لینے گیا ہے؟"آرمینے نے سر سے پیر تک بچی کا"

جائزہ لیا۔وہ کافی خوبصورت اور کیوٹ بچی تھی۔

میں نے دیکھا وہ اس سٹال کی طرف گیا تھا۔"بلونڈ بچی نے ہاتھ کے" اشارے سے دور ایک پھولوں والے سٹال کی طرف اِشارہ کیا۔آرمینے کے لبوں پر مسکراہٹ نے اپنی چھب دکھائی۔

وہ تمہارا بوائے فرینڈ ہے نہ؟"بچی کو ان کا آپس میں رشتہ جاننا تھا۔"

نہیں۔"آرمینے نے نفی میں گردن ہلائی۔اس بچی کے چہرے پر مایوسی" پھیلی۔"ہی از مائی ہزبینڈ۔"مسکراہٹ دبا کر اس کی شکل دیکھی۔

اومائی گاڈ۔!"بچی کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔آرمینے کو ہنسی آئی۔"تم" "دونوں ایک ساتھ بہت اچھے لگتے ہو۔

تھینک یو۔۔۔؟"اس نے سوالیہ انداز میں فقرہ ادھورا چھوڑا۔"

"شارلٹ۔میرا نام شارلٹ ہے۔"

"تھینک یو شارلٹ۔یہ آج کے دن کی دوسری اچھی بات تھی۔"

اور پہلی؟"شارلٹ نے زہین آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔"

پہلی،وہ ہو گی جب تھوڑی دیر بعد میرا شوہر مجھے پھول دیتے ہوئے آئی لو یو" کہے گا۔"اس کی بات پر بچی کھلکھلا کر ہنسی۔

سوری تھوڑی دیر ہو گئی۔"وہ شاید بھاگتے ہوئے آیا تھا،بال ماتھے پر"

بکھرے تھے، دائیں ہاتھ سے بال سیٹ کئے، بایاں ہاتھ پشت پر چھپا رکھا تھا۔

کوئی بات نہیں، میری نئی دوست نے مجھے بہت اچھی کمپنی دی۔ "آرمینے" نے مسکرا کر شارلٹ کی طرف اِشارہ کیا۔

قابلِ تحسین۔ "رائڈ نے سر کو خم دے کر شارلٹ کا شکریہ ادا کیا اور پشت" پر چھپا ہوا ہاتھ سامنے کیا، اس کے ہاتھ میں سفید، گلابی اور نیلے پھولوں کا گلدستہ تھا، اور ایک ہیٹ کلائی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

اس نے گلدستے میں سے ایک سفید پھول نکال کر شارلٹ کو دیا۔

فارمائی بیوٹیفل وائف۔ "گلدستہ آرمینے کو پیش کیا، جسے اس نے مسکراتے" ہوئے تھاما۔ گہرا سانس لے کر ان پھولوں کی دلفریب خوشبو سانس کے

ذریعے اندر اتاری۔رائد نے کلائی کے ساتھ بندھا ہیٹ کھول کر آرمینے کے سر پر رکھا اور ہیٹ کے اندر موجود ڈوری کو ماتھے سے گزار کر سر کے پیچھے فکس کیا۔اب ہیٹ ہوا سے اڑ نہیں سکتا تھا۔

شارلٹ برا نہ مناؤ تو ایک تصویر کھینچو گی ہماری؟"رائد نے فون شارلٹ کی" طرف بڑھایا اور ماسک اتار کر جیب میں رکھتے، عرشے کی ریلنگ سے ٹیک لگا آرمینے کو پیچھے سے کمر میں بازوں حمائل کر کے خود سے لگایا۔

شارلٹ تصویر کھینچنے کے لئے چند قدم پیچھے ہوئی۔"پہلی اچھی بات؟"بنا آواز لب ہلا کر آرمینے سے پوچھا۔آرمینے نے ہونٹ لٹکا کر کندھے اچکائے۔اسی وقت رائد نے زرا سا جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی،جو آرمینے کے ساتھ شارلٹ نے بھی سنی تھی۔"آئی لو یو۔"اس کے کندھے پر پیار دیتے وہ مسکرا کر سیدھا ہوا۔آرمینے کے لبوں پر الوہی مسکراہٹ چمکی

تھی۔اسی وقت شارلٹ نے تصویر کلک کی۔

کینڈڈ۔"شارلٹ نے قلقاری بھری۔ان کی کچھ تصویریں بنا کر اور ان" کے انسٹا گرام اکاؤنٹ کا پوچھ کر شارلٹ تھوڑی دیر بعد چلی گئی۔

کتنا خوبصورت دن ہے۔"آرمینے نے دور تک پھیلی پانی کی سطح پر نظریں" ٹکائے گہرا سانس بھرا۔

ہم ساتھ ہیں نہ اس لئے، ورنہ تو یہ بھی عام دنوں جیسا ایک دن ہوتا۔"اس" کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے وہ بھی پانی کی سطح پر بنتی لہروں کو دیکھ رہا تھا۔

ابھی ہم کہاں جائیں گے؟"آرمینے نے اپنی کمر پر بندھے اس کے بازو پر" ہاتھ رکھتے ہوئے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

کہیں تو جائیں گے۔"اس نے زرا سا جھک کر اس کی گردن کو نرمی سے" لبوں سے چھوا۔آرمینے کو گدگدی سی ہوئی۔اس نے ہنستے ہوئے سر ایک طرف کیا۔اب وہ رائد کو کہہ رہی تھی کہ اس کی ہلکی بڑھی شیو گردن پر لگنے سے گدگدی ہوتی ہے اور وہ جان بوجھ کر ہنستے ہوئے گال اس کی گردن پر مس کر رہا تھا،وہ کھلکھلاتے ہوئے اسے منع کر رہی تھی لیکن وہ باز نہیں آ رہا۔نیلے پانیوں پر تیرتی فیری کے عرشے کے ایک کونے میں کھڑے وہ دونوں مجسم خوشی اور طمانیت کی عبارت لگ رہے تھے۔

وہ آفس کے لئے تیار ہو رہا تھا جب اس کے کمرے کا دروازا بجا۔وہ ٹائی کو ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتا دروازے کی طرف آیا۔

میری گاڑی کچھ دنوں سے پرابلم کر رہی ہے، تم مجھے یونیسکو آفس ڈراپ کر دو گے آج؟" دروازہ کھلنے پر درخشے نے جلدی جلدی اپنا مسلہ بیان کیا۔

کیوں نہیں، ضرور۔اور آپ اپنی گاڑی کی چابی مجھے دیجئے گا، میں کسی سے کہہ کر اسے سروس کے لئے بھجوا دوں گا۔"

اوکے، تھینکس۔" وہ رسمی سا مسکرا کر وہاں سے چلی گئی۔آریز سر جھٹک کر واپس ڈریسنگ ٹیبل تک آیا اور ٹائی باندھنے لگا۔

وہ پورٹ پر اترے تو ڈرائیور گاڑی لے آیا تھا۔اس کے ہاتھ سے گاڑی کی

چابی لیتے رائد نے آرمینے کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ۔اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

تو اب بتاؤ، کہاں چلیں؟"گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اس نے آرمینے سے" پوچھا۔

مجھے بھوک لگی ہے، کچھ کھاتے ہیں چل کر۔ لیکن اس سے پہلے مجھے یہ" ڈریس تبدیل کرنا ہے۔ہیوی ہے۔"اس نے منہ بسورا۔

مال چلتے ہیں پہلے،اس کے بعد کسی اچھے سے ریستوران سے کھانا کھاتے" ہیں۔"اس نے پلان ترتیب دیا۔

ایک بات ہے جو مجھے پریشان کر رہی ہے،"وہ مال سے ہو کر ریستوران"

آئے تو آرڈر نوٹ کروانے کے بعد آرمینے نے چیئر پر پیچھے کو ہو کر بیٹھتے، لب کاٹتے بات شروع کی۔

کیا بات؟" رائد سنجیدہ ہوا۔"

یونیورسٹی سے میل آگئی ہے، تمہیں بتایا تھا۔ تو میں سوچ رہی تھی کہ اگر" ڈیڈ نے منع کر دیا تو کیا ہو گا؟" اس نے اپنی الجھن بتائی۔

ویسے تو وہ منع نہیں کریں گے لیکن اگر انہیں کوئی اعتراض ہوا بھی تو میں" بات کر لوں گا ان سے، تم پریشان مت ہو۔" اس نے تسلی دی۔" ویسے بھی ہماری شادی ہونے والی ہے، اس کے بعد تو ہم خود اپنے فیصلے کریں گے۔"

آرمینے کچھ کہے بغیر میز کی سطح کو گھورتی رہی۔

کیا ہوا؟" رائد نے بغور اس کا انداز دیکھا۔"

میں نے رات سوچا کہ۔۔" اس نے وقفہ دیا، رائد کا دل کسی انجانے خوف" سے دھڑکا۔" میں نے سوچا کہ میں شاید اتنی پر اعتماد نہیں ہوں جتنا مجھے ہونا چاہیے، میں اتنی حاضر جواب نہیں ہوں جتنے اور لوگ ہوتے ہیں، میں بات کرنے سے پہلے سوچتی ہوں، اتنا سوچتی ہوں کہ میرے بولنے تک ٹاپک چینج ہو چکا ہوتا ہے۔"

ادھر، مجھے دیکھ کر بات کرو۔" رائد نے میز پر انگلی بجائی۔ آرمینے نے پلکیں" اٹھا کر اسے دیکھا۔" ہاں اب بولو۔" وہ کرسی پر پیچھے کو ہو کر بیٹھا۔ نرمی سے اسے دیکھا۔

میں اکثر گیدرنگز وغیرہ میں خود کو مس فٹ محسوس کرتی ہوں۔پہلے ایسا" نہیں ہوتا تھا۔اب زیادہ فیل ہوتا ہے۔میں شاید تمہیں سمجھا نہ پاؤں، تمہیں لگے گا میں خوامخواہ کی باتیں سوچتی ہوں۔"اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی۔

تمہیں مجھے کچھ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ میں پہلے سے ہی" جانتا ہوں،"اس نے کندھے اچکا کر لاپرواہی سے کہا۔"تم نے لندن جانے کا فیصلہ بھی اسی لئے کیا ہے، کیونکہ تمہیں لگتا ہے تم اپنے کمفرٹ زون سے باہر جا کر زندگی گزارو گی تو تمہیں خود کو گروم کرنے کے زیادہ مواقع میسر آئیں گے، بیسیکلی تم اپنی صلاحیتوں کو ایکسپلور کرنا چاہتی ہو، تم اپنی الگ پہچان بنانا چاہتی ہو، آئی نو۔اور ٹوبی آنسٹ مجھے اچھا لگا کہ تم نے ایسا سوچا۔ تمہیں جہاں میری ضرورت پڑے گی میں آؤں گا، تمہارے فیصلوں میں دخل اندازی کئے بغیر تمہیں سپورٹ کروں گا۔"اس کی آنکھوں میں دیکھتے

وہ سنجیدہ تھا۔"ایک دوست اور لائف پارٹنر کے طور پر، میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے وہ مظبوط لہجے میں کہہ رہا تھا۔آرمینے کے سر سے جیسے کوئی بھاری بوجھ اتر گیا تھا،وہ کیسے بھول کہ اسے کبھی رائد کو کچھ سمجھانا نہیں پڑا تھا،وہ اس کے بولے بغیر اس گئی تھی کی بات سمجھ لیتا تھا۔وہ پر سکون ہو کر مسکرادی۔

اب بتاؤ،رات کو کیا سوچا تم؟"اس نے سوال کرتے ہوئے انداز لاپراہ بنایا" لیکن اس کی سماعتیں مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ تھیں۔

بتا تو دیا۔"وہ سادگی سے مسکرائی۔"

یہ بتانا تھا تم نے؟میں سمجھا۔۔۔"وہ جھرجھری لے کر سیدھا ہوا۔"

"کیا سمجھا تم نے؟"

"کچھ نہیں، چھوڑو۔"

"ایسے کیسے، تم بتاؤ کیا لگا تمہیں کہ میں کیا کہنے والی ہوں؟"

مجھے لگا۔۔ تم کہو گی کہ تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ تم شادی کے لئے" منع کر دو گی۔" اس نے کان کھجا کر اسے دیکھا اور مسکرایا۔

اور تمہیں کیوں لگا ایسا؟" آرمینے نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔"

یہی تو چل رہا ہے ہر طرف۔ اپنا فیوچر اور کریئر بنانے کے راستے میں شادی" کو ایک رکاوٹ سمجھا جاتا ہے آج کل۔" اس نے کندھے اچکائے۔

ضروری نہیں ہے کہ جو آج کل چل رہا ہے ہم بھی وہی کریں۔ تم نے" بالکل غلط سمجھا۔ ہونہہ۔" اس نے ناک چڑھا کر اس کے قیاس کو رد کیا۔

"اب تم کب تک مجھے اس ایک بات کا طعنہ دینے والی ہو؟"

جب تک مجھے کوئی نئی بات نہیں ملے گی۔" اس آنکھیں گھمائیں۔"

یا عزیزی، دس از ناٹ فیئر۔" وہ کراہا۔"

عزیزی ایوری تھنگ از فیئر ان مائی یونیورس۔" ہونٹ گھما کر بولتے اسے" چڑایا۔ رائد کچھ بولتا لیکن اسی وقت ویٹر کھانا سرو کرنے لگے تو وہ خاموش ہو گیا۔ آرمینے مسکرا کر کھانے کی طرف متوجہ ہوئی، کھانے کی اشتہا انگیز مہک

سے بھوک چمک اٹھی تھی۔

وہ گاڑی میں آکر بیٹھا ہی تھا جب درخشے کا میسج موصول ہوا۔اس نے اپنی لوکیشن بھیجی تھی اور ساتھ لکھا تھا کہ وہ اسے وہاں سے پک کر لے۔

مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر اسے انتظار کرتے دو منٹ ہوئے تھے جب درخشے پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔

گاڑی میں کچھ کھانے کے لئے ہے، مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"اس نے" بیٹھتے ہی پہلا سوال کھانے کے بارے میں کیا۔

آپ مجھے بتادیتیں میں کچھ لے آتا۔فی الحال ان پر گزارا کریں،راستے میں "
کسی ریسٹورنٹ رک جائیں گے۔"اس نے بسکٹ کا پیکٹ ڈیش بورڈ سے اٹھا
کراس کی طرف بڑھایا۔

نہیں یہ کافی ہے،ویسے بھی گھر پر سب کھانے پر انتظار کر رہے ہوں "
گے۔"اس نے بسکٹ کا پیکٹ کھولا۔"یہ رائد کہاں ہے، مما بھی پوچھ رہی
تھیں۔تمہاری بات ہوئی اس سے؟

میری بات ہوئی ہے تھوڑی دیر پہلے وہ اور آرمینے باہر ہیں اور ڈنر کر کے "
آئیں گے۔"آریز نے گاڑی سٹارٹ کی۔درخشے نے سر کو خم دیا اور بسکٹ
کھاتے ہوئے موبائل پر مصروف ہو گئی۔آریز نے ایک نظر اسے دیکھا پھر
سر جھٹک کر ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

السلام علیکم یا أبناء عشیرتي!" رائد کی آواز پر ڈنر ٹیبل پر موجود تمام لوگوں کی نظر اس کی سمت اٹھی تھی۔ حیدر نے کلائی اوپر کر کے گھڑی پر ٹائم دیکھا پھر رائد کو۔ رائد کے پیچھے کھڑی آرمینے کا انہیں صرف وہ ہاتھ نظر آیا تھا جس سے اس نے رائد کا بازو جکڑ رکھا تھا۔

ہم جلدی آ گئے نہ؟" اس نے ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھا، " ساتھ ہی ہاتھ پیچھے کر کے آرمینے کو اپنے برابر کھڑا کیا۔

تمہیں میسج بھی کیا تھا کہ رات کے کھانے پر وقت سے پہنچ جانا۔ اور تم" لوگ اب آ رہے ہو۔" فاطمہ نے اسے ہلکی سی گھوری سے نوازا۔

"میں نے بھی تو کہا تھا کہ ہم ڈنر کر کے آئیں گے۔"

کب کہا تھا، مجھے تو کوئی میسج نہیں آیا۔" فاطمہ حیران ہوئیں۔"

دل میں کہا تھا، میسج لکھنا بھول گیا۔" سادگی سے کہتے وہ آرمینے کا ہاتھ پکڑ کر" ٹیبل کی طرف آیا۔ آریز نے سر جھکا کر مسکراہٹ دبائی۔ درخشے نے نفی میں سر ہلایا، رائد اور اس کی معصومیت۔۔۔

آرمینے ادھر آؤ بیٹا، میرے ساتھ آکر بیٹھو۔" فاطمہ نے ساتھ پڑی خالی" چیئر کی طرف اِشارہ کیا۔

فاطمہ آنی پہلے میں یہ پھول کمرے میں رکھ آؤں؟" اس نے ہاتھ میں" موجود پھولوں کا گلدستہ انہیں دکھایا۔ فاطمہ نے مسکرا کر سر کر خم دیا۔

آرمینے نے جاتے ہوئے رائد کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا، "بات کر لینا۔" جواباً اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں گویا۔۔ "فکر ہی نہ کرو۔" وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

طلال نے گلا کھنکار کر بیٹے کو متوجہ کیا اور ساتھ رکھی کرسی کی طرف اِشارہ کیا۔ وہ سنجیدہ شکل بنائے کرسی پر آکر بیٹھا۔

مجھے ایک بات کرنی ہے۔" سنجیدگی سے کہتے اس نے حیدر زمان کو دیکھا۔" انہوں نے سوالیہ انداز میں ابرو اٹھائے۔

رائد نے مختصراً بتایا کہ اس نے لندن ایک یونیورسٹی میں آرمینے کا ایڈمیشن اپلائی کیا تھا اور آرمینے کا نام میریٹ لسٹ میں آگیا تھا، اب تھوڑی سی آفیشل کاروائی کے لئے آرمینے کو یونیورسٹی جانا تھا۔ باقاعدہ کلاسز دو مہینے بعد سے

شروع ہونا تھیں۔

یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟" حیدر زمان نے چڑ کر اسے دیکھا، وہ جب بھی آتا تھا کوئی نئی فرمائش ہوتی تھی۔ اب جب وہ لوگ شادی کی ڈیٹ فکس کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے تو وہ نیا مدعا لے آیا تھا۔

آرمینے کا ایڈمیشن ہو گیا ہے، لندن۔" اس نے دوبارہ بتایا۔"

وہ تو ہمیں سمجھ آ گئی ہے، لیکن لندن کیوں؟ یہاں پر بھی تو ہو سکتا تھا اس کا" ایڈمیشن۔ اتنی دور اسے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔" فاطمہ نے سارا اور حیدر کو دیکھ کر دبے دبے لہجے میں بیٹے کو سمجھانا چاہا۔ وہ کیا کہیں گے شادی ہوئی نہیں اور وہ ابھی سے حکم چلانے لگا۔

تمہیں آرمینے نے کہا یہ بات کرنے کے لئے؟"حیدر نے سنجیدگی سے" سوال کیا۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے، بات یہ ہے کہ اس کا فیصلہ درست ہے۔"اس" نے خود کو لمبے آرگیومنٹ کے لئے تیار کیا۔

تو تم یہ کہہ رہے ہو کہ شادی ملتوی کر دیں کچھ عرصہ؟"طلال نے آنکھیں" سکیڑ کر اسے دیکھا۔

بالکل بھی نہیں۔شادی کیوں ملتوی کرنی ہے۔"اس نے فوراً نفی میں" گردن ہلائی۔

تو کیا تم دونوں شادی کے بعد لندن سیٹل ہونے والے ہو؟"اب کے آریز"

نے سوال کیا۔ درخشندے خاموشی سے کھانا کھاتے ہوئے باری باری سب کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں تو۔"

تو آر مینے وہاں اکیلی رہے گی کیا؟" سارا نے حیران ہو کر رائد کو دیکھا۔ "یہ" بات ہے تو میں اسے اتنی دور اکیلے بھیجنے کے حق میں نہیں ہوں۔" سارا نے سنجیدگی سے کہا۔

رائد، یہ اب زیادہ ہو رہا ہے، تم اس کی ہر بے تکی فرمائش نہیں مان سکتے۔" اسے اتنی سمجھ نہیں ہے، تم تو عقلمندی کا مظاہرہ کرو۔" حیدر زمان نے لب بھینچ کر اسے تنبیہہ کی۔

یہ بے تکی فرمائش کیسے ہوئی؟اور ویسے بھی ہم کون ہوتے ہیں اس کے لئے" کوئی بھی فیصلہ کرنے والے۔میں یا آپ اسے صرف مشورہ دے سکتے ہیں، اس پر عمل کرنا نہ کرنا اس کی اپنی چوائس ہے۔وہ اپنے فیصلوں میں آزاد ہے۔"اس کی سنجیدگی میں فرق نہیں آیا۔

ہم کون ہوتے ہیں؟"حیدر نے حیرت سے اسے دیکھا۔"ہم خاندان ہیں" اس کا۔اور ہمیں پورا حق ہے اس کے لئے فیصلے کرنے کا کیونکہ وہ ابھی اتنی سمجھدار نہیں ہے۔اور تم اس کی میڈیکل کنڈیشن بھی جانتے ہو۔"حیدر کے انداز پر سارا نے فکرمندی سے انہیں دیکھا،ماحول کشیدہ ہو رہا تھا۔

خاندان، ہمممم،تو آپ مجھے بتائیں خاندان کس لئے ہوتا ہے؟"اس نے" سنجیدگی سے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔"اسی لئے نہ کہ وہ ہمیشہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو،آپ کو پروٹیکٹ کرے،آپ کو زندگی میں آگے بڑھنے کے

لئے جن پروں کی ضرورت ہے وہ پر مہیا کرے۔" وہ بنا کسی تذبذب کے روانی سے بول رہا تھا۔" یہ صرف آپ لوگوں کو لگتا ہے کہ وہ سمجھدار نہیں ہے، مجھے تو ایسا کبھی محسوس نہیں ہوا۔ آپ سب نے۔۔۔ بچی ہے، نا سمجھ ہے، کہہ کہہ کر اس کی انفرادیت ہی ختم کر دی ہے۔ آپ کو اس کی قابلیت کا اندازہ نہیں ہے، وہ اپنے انٹرسٹ کے مطابق اپنا کیریئر بنانے کی صلاحیت رکھتی ہے، بشرطیکہ اسے فری ہینڈ دیا جائے، جو کہ آپ لوگوں نے تو کبھی دیا نہیں۔ ہمیشہ اس کی قدرتی صلاحیتوں کو ہمدردی اور ترحم سے ڈھانپا ہے۔ اسی رویے کی وجہ سے وہ لو کانفیڈنس کا شکار ہو رہی ہے۔ اسے لگتا ہے اس کی کوئی الگ پہچان نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خود بھی اپنی صلاحیتوں سے واقف نہیں ہے، آپ لوگوں نے اسے اتنا پیمپر کیا ہے کہ وہ خود کو انڈر اسٹمیٹ کرنے لگی ہے۔ اور اب اگر اس نے اپنے لئے کوئی فیصلہ لیا ہے تو ہمیں پوری طرح سے اسے سپورٹ کرنا چاہیے۔" اس نے باری باری ان کے چہرے دیکھے۔

"ہم نے وہی کیا جو ہمیں اس کے لئے مناسب لگا۔ والدین بہتر جانتے ہیں کہ ان کی اولاد کے لئے کیا بہتر ہے۔" سنجیدگی سے کہتے حیدر نے نیپکن میز پر رکھا۔

"میں جانتا ہوں آپ ہمیشہ اس کے لئے اچھا ہی سوچتے ہیں، میں آپ کو غلط نہیں کہہ رہا۔ لیکن میں بھی کوئی غیر نہیں ہوں، شوہر ہوں اس کا۔ برا تو میں بھی نہیں سوچوں گا نہ اس کا۔" کرسی پر آگے کو ہو کر بیٹھتے اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھتے باہم ملائے۔

"ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ تم شوہر ہو اس کے، تم نے کیا سوچ کر اسے گھر سے اتنی دور بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے؟" فاطمہ کے کہنے پر حیدر سمیت سب نے رائد کو دیکھا۔ وہ اس کا جواب جاننا چاہتے تھے۔

میں نے بہت سوچ سمجھ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہے،اور۔۔۔ایک منٹ۔۔۔"
میں کون ہوتا ہوں اسے کہیں بھی بھیجنے والا، یا اسے کسی بات سے روکنے
والا؟"اس نے بھنویں سکیڑ کر انہیں دیکھا۔

تم شوہر ہو اس کے، ابھی تم نے خود کہا۔"فاطمہ نے ضبط سے اسے دیکھا۔"

ہاں تو؟ شوہر ہوں، مالک نہیں ہوں،"اس نے تیوری چڑھائی۔"وہ میری"
بیوی ہونے کے ساتھ ایک مکمل انسان بھی ہے، جس کی اپنی ایک سوچ ہے،
کچھ خواب ہیں، ان خوابوں کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے میں چاہتا ہوں میں
اس کا مددگار بنوں نہ کہ اس کی انفرادیت کو ختم کر دینے والا ٹیپیکل
شوہر۔۔۔ہم لائف پارٹنرز ہیں، اسے جہاں جہاں میری ضرورت ہو گی میں
اس کے لئے موجود ہوں گا، میں اس بات کو ممکن بناؤں گا کہ اسے کبھی کوئی

تکلیف نہ آئے، میں اس کے راستے سے مشکلات ہٹانے والا بننا چاہتا ہوں نہ کہ خود اس کے راستے کی رکاوٹ بن جاؤں، نو، نیور۔۔"اس کا لہجہ کسی بھی کھوٹ سے پاک تھا۔"اب آپ بتائیں، ایڈمیشن کینسل کروانا ہے یا۔۔۔" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ کر حیدر کو دیکھا۔

میں نے لندن جانا ہے ایک کام سے۔ آرمینے کو ساتھ لیتا جاؤں گا۔"حیدر" کی بات پر رائد کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔

جیسے آپ کو مناسب لگے۔"اس نے سر کو خم دیا۔"

کھانے کے بعد لاؤنج میں کافی کا دور چلا اور وہیں پر رائد اور آرمینے کی ایک ماہ بعد شادی کی ڈیٹ فکس کر دی گئی۔

کافی ختم کر کے رائد نے کپ میز پر رکھا اور آریز کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

اور سناؤ کیا چل رہا ہے زندگی میں؟" آریز کے کندھے کے گرد بازو" پھیلائے وہ لان میں آیا۔

تم کام بتاؤ اپنا، یہ فارمیلٹی رہنے دو۔" آریز نے اس کا بازو ہٹایا۔"

یا عزیزی، میں تو صرف تمہارا حال پوچھنا چاہ رہا تھا۔ تم میری محبت کو کام" سے مت جوڑو۔ میرا تو دل ہی توڑ دیا تم نے ایسے کہہ کر۔" وہ صدمے میں نظر آتا تھا۔

اتنا ڈرامہ مت کرو۔ میں دیکھ لوں گا تمہارے حصے کا کام، لیکن تم بالکل ہی"

غائب نہیں ہو سکتے۔ریموٹلی مینیج کرنے پڑیں گے کچھ کام۔میں سب کچھ نہیں سنبھال سکتا۔"آریز نے منہ بنا کر رضامندی دی۔

تم کیسے میرے دل کی بات سمجھ گئے میرے دوست۔"رائد نے آگے بڑھ کر زور سے اسے گلے لگایا۔"یہی تو میں کہنے والا تھا۔میں کیا اپنے ہنی مون پر آفس کے بکھیڑے سنبھالتا پھروں گا۔"

بس بس ٹھیک ہے، دور ہٹو۔۔بائی داوے کتنے دن کے لئے آف ہو گے؟"

ایک مہینہ۔تقریباً۔پھر تو ویسے بھی آرمینے نے لندن چلے جانا اور میں بھی روٹین پر واپس۔"وہ چلتے ہوئے پتھر کے بنے ہوئے بنچز اور میز تک آ گئے تھے۔بنچ پر سے پاؤں گزار کر بیٹھتے اس نے دونوں ہاتھ میز پر رکھے۔

ایک مہینے کا آف۔۔ کہاں کا پلان ہے؟" آریز میز کے دوسری طرف بنچ پر" بیٹھا۔

پلان تو میں ورلڈ ٹور کا کرتا، لیکن اس کے لئے ایک سال کا آف لینا پڑے" "گا۔" وہ شرارت سے مسکرایا۔" اسی لئے یورپ ٹور کرنا ہے بس۔

یہ بھی ٹھیک ہے۔" آریز نے سر اٹھا کر تاروں بھرے آسمان کو دیکھا۔"

تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ کچھ دن کے لئے گھوم پھر آؤ کہیں، درخشے کے" "ساتھ۔ تم نے اپنی شادی پر بھی آف نہیں لیا۔

میری بات کہاں سے آ گئی۔ ویسے بھی اتنا کام تھا، آف لینے کا ٹائم نہیں"

تھا۔"اس نے سرسری انداز میں کہا۔رائد اسے دیکھتا رہا۔آریز نے پہلو بدلا۔

"کیا پرابلم ہے تمہارا؟ کیوں گھور رہے ہو؟"

رائد نے کوئی جواب نہیں دیا، منہ پر بندھا ہاتھ کی مٹھی رکھے اسے دیکھے گیا۔

میں نے کہا تھا، درخشے نے منع کر دیا۔" بالآخر بتا دیا اس نے۔"

پتا تھا مجھے۔میرے دوست میری ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں۔"رائد" نے بازو بڑھا کر اس کا کندھا تھپکا۔

شٹ اپ۔"وہ بیزار ہوا۔رائد ہنستے ہوئے سیٹی پر کاؤنٹنگ سٹارز کی دھن" بجانے لگا اسے پتا تھا ابھی آریز نے بھی ساتھ شامل ہو جانا ہے۔

آرمینے لاؤنج میں آئی تو اسے رائد کہیں نظر نہیں آیا۔

ممارائد کہاں ہے؟"اس نے سارا کی طرف دیکھا۔"

"وہ باہر لان میں ہے شاید۔آریز اور وہ ساتھ گئے ہیں۔"

اوکے۔"وہ وہیں سے پلٹ گئی۔"

درخشے،بیٹا،آریز نے کافی نہیں پی تھی،وہ شاید چائے کا کہہ رہا تھا۔"فاطمہ" نے فون پر مصروف درخشے کو متوجہ کیا۔

پتا نہیں۔"اس نے فون سے نظریں اٹھائیں۔"

اس سے پوچھو لو نہ جا کر۔"فاطمہ نے بغور اس کا لاپرواہ انداز دیکھا۔"

اس نے چائے پینی ہوئی تو وہ خود بنا لے گا یا ملازمہ کو کہہ دے گا۔میں کیوں" پوچھوں جا کر؟"وہ بیزار ہوئی۔

درخشے!"فاطمہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔"

کہاں ہے وہ؟"وہ بادل ناخواستہ صوفے سے اٹھی۔"

لان میں ہے۔"فاطمہ نے نفی میں سر ہلایا۔وہ اتنی بے خبر تھی اس سے۔"

درخشے آریز کو ڈھونڈتے ہوئے لان میں آئی تو وہ رائد اور آرمینے کے ساتھ بنچ پر بیٹھا ہوا دکھائی دیا۔

آؤ درخشے، بیٹھو ہمارے ساتھ۔" رائد نے اسے دیکھا تو وہیں سے ہانک" لگائی۔ وہ بنچ کے نزدیک پہنچی تو رائد اور آرمینے میز کے ایک طرف ایک ہی بنچ پر بیٹھے تھے، آریز کے بنچ پر جگہ خالی تھی وہ وہیں بیٹھ گئی۔

تم لوگ کیا کر رہے ہو ادھر۔ اندر سب کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھے؟"" ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتے اس نے ہاتھ میز پر رکھے۔

ہم قدرت کے نظاروں پر حیران ہیں، یہ کھلا آسمان اور تارے، زرا دیکھو تو" کتنے خوبصورت ہیں۔" رائد شاعرانہ انداز میں ہاتھ لہرا کر سر دھنتے ہوئے بولا۔ آریز اور آرمینے مسکرا دیے اس کے انداز پر۔

تم سے تو بات کرنا فصول ہے۔" درخشے نے آنکھیں گھمائیں۔"

پھر تو تم اپنے شوہر سے بھی بات نہیں کرتی ہو گی کیونکہ یہ بھی میری طرح" فصول باتیں کرتا ہے۔" اس پر کونسا اثر ہونا تھا۔

آریز اچھا خاصہ سیریس بندہ ہے۔" اس کی بات پر رائد نے ہونٹ گول کر" کے بے آواز اووو کہا۔ آریز نے گلا کھنکار کر معصوم شکل بنائی۔

فی الحال تو تم اس سیریس بندے کو چائے بنا کر دو۔ کافی نہیں پی تھی اس"

نے۔جاؤ شاباش۔"اس نے چٹکی بجا کر اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔
درخشے حیران ہوئی،اس کے علاوہ سب کو ہی پتا تھا کہ اس نے کافی نہیں پی۔

میں وہی پوچھنے آئی تھی۔آریز تم نے چائے پینی ہے تو بتاؤ، میں ملازمہ سے "
کہہ کر بنوا لیتی ہوں۔"وہ آریز کی طرف مڑی۔

نہیں، میں خود۔۔۔"وہ ابھی جواب دے رہا تھا جب رائد نے اس کی بات "
کاٹی۔

تم خود بناؤ گے نہ، تو جاؤ، درخشے تم بھی جاؤ، آریز کے ساتھ، چائے بنانے "
میں مدد کر دینا یا پھر چائے یہ خود بنا لے گا، تم اسے کتوں بلیوں کی نئی سپیشیز پر
ریسرچ کا بتانا۔"اس نے اتنے مزے سے کہا کہ آرمینے کو ہنسی آئی۔درخشے
پاؤں پٹختے ہوئے واک آؤٹ کر گئی، آریز رائد کو آنکھیں دکھاتا ہوا اس کے

پیچھے گیا۔

درخشے کے ساتھ صرف تم ہی اس طرح بات کر سکتے ہو۔"آرمینے نے" کہنی میز پر رکھ کر گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

اسے چھوڑو،اس نے آریز کے ہی قابو آنا۔تم تو ادھر آؤ۔"اس کی کمر میں" بازو حمائل کر کے اسے اپنی طرف کھینچا۔وہ اس سے تھوڑا ہی دور بیٹھی تھی اس کے ایسے کھینچنے پر ہنستے ہوئے وہ اس کے کندھے سے آ لگی۔

تمہیں پتا ہے ابھی آریز پوچھ رہا تھا کہ ہنی مون پر کہاں جانا ہے ہم نے، میں" نے بتایا کہ یورپ جائیں گے۔"دونوں بازو اس کے گرد باندھتے،ایک ٹانگ بینچ کے دوسری طرف رکھتے وہ اس کی طرف رخ کر کے بیٹھا۔"تم بتاؤ،پہلے کہاں جانا ہے؟"ٹھوڑی اس کے کندھے پر رکھتے بازو کا گھیرا مظبوط

کیا۔

فرانس،اس کے بعد اٹلی۔۔۔پھر جہاں تم کہو۔" سر اس کے کندھے سے " ٹکائے تاروں کو دیکھتے اس نے ہاتھ اپنی کمر سے لپٹے اس کے بازو پر رکھے۔

"لیکن ہم اگر دو یا تین ملک گھومیں تو یہ سہی رہے گا، ورنہ ایسے تو صرف سفر ہی کرتے رہیں گے۔۔۔ایسا نہیں ہے کہ مجھے سفر کرنا پسند نہیں ہے، میں تو بس یہ کہہ رہی ہوں کہ میں زیادہ سفر کرنے سے تھک جاتی ہوں، پھر مجھے بھی تو ہو جاتا ہے،اور پھر۔۔۔" وہ بولتی گئی اور وہ (jet lag) جیٹ لیگ مسکراتے ہوئے بناٹوکے اسے سنے گیا۔

تم دونوں آج یہیں رک جاؤ نہ۔" آریز اور درخشے واپس جانے لگے تو سارا"

نے ساختہ انہیں ٹوک گئیں۔

ہاں جی، کوئی ضرورت نہیں ہے جانے کی۔ادھر ہی رہو آج۔"فاطمہ نے" بھی تائید کی۔

اوکے۔"خلاف توقع درخشے آرام سے مان گئی۔"مجھے تھکن ہو رہی ہے اور" نیند بھی آرہی ہے۔میں سونے جارہی ہو۔گڈ نائٹ۔"وہ گڈ نائٹ بول کر سیڑھیاں چڑھ کر آریز کے اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔سارا اور فاطمہ آپس میں باتیں کرنے لگیں۔حیدر اور طلال اسٹڈی روم میں گئے تھے کسی کاروباری مسلے پر بات کرنی تھی انہیں۔رائد اور آرمینے لان میں تھے۔ آریز فون نکال کر وہیں لاؤنج میں بیٹھ گیا۔دس پندرہ منٹ گزرے ہوں گے جب فاطمہ نے اسے آواز دی۔

جی آنی؟" وہ فون بند کر کے ان کی طرف متوجہ ہوا۔"

بیٹا تمہیں نیند آ رہی ہے تو تم جا کر سو جاؤ۔ادھر کیوں بیٹھے ہو۔" انہوں نے" ایک دو بار اسے جمائی لیتے ہوئے دیکھا تھا۔

میں بس جانے لگا تھا۔کچھ میلز چیک کر رہا تھا۔" وہ دھیمے سے مسکراتے" ہوئے صوفے سے اٹھا اور انہیں شب بخیر بول کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

وہ کمرے میں آیا تو درخشے سونے کے لئے لیٹ چکی تھی۔وہ کپڑے تبدیل کر کے فریش ہو کر آیا تو کمرے کے درمیان میں کھڑے ہو کر دو پل سوچا،

پھر سر جھٹک کر ونڈو پر پردے سیٹ کرنے لگا تو اس کی نظر بینچ پر بیٹھے رائد اور آرمینے پر گئی۔ وہ دونوں ابھی تک وہیں بیٹھے تھے۔ پردے ٹھیک کر کے وہ بیڈ تک آیا اور جھک کر تکیہ اٹھانے لگا تو درخشے نے کروٹ اس کی طرف بدلی۔

ادھر ہی سو جاؤ۔ صوفے پر تم تنگ ہو گے۔" نیم خوابیدہ آواز میں کہتے وہ" آنکھیں بند کر گئی۔ آریز نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اتنی مہربانی کیوں۔۔

آپ نے مجھ سے کہا؟" اس نے دوبارہ کنفرم کیا۔"

تمہارے علاوہ اور کون ہے یہاں؟" لحاف سر تک تان کر وہ کروٹ بدل" گئی۔ لحاف پھیلا کر اوڑھتے ہوئے آریز کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی سی برف پگھلی تو تھی۔ اچھا سائن تھا یہ۔

اوکے لیڈیز، آپ لوگ گپ شپ جاری رکھیں، میں چلتا ہوں۔"آرمینے" کو ٹھنڈ لگی تو وہ دونوں اندر آ گئے تھے۔رائد نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے جانے کی اجازت چاہی۔

تم ادھر ہی رک جاؤ نہ۔"فاطمہ نے اسے جانے سے روکا۔"

"نہیں رک سکتا نہ مما۔ورنہ ضرور رک جاتا۔"

کیوں نہیں رک سکتے؟"فاطمہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔رائد نے ایک" نظر آرمینے کو دیکھا۔اب اگر وہ کہتا کہ، وہ اگر رکتا تو اس نے اپنی بیوی کے کمرے میں رکنا تھا تو اس بات پر یقیناً اسے بے شرم کا خطاب ملتا۔وہ ٹھنڈا

سانس بھر کر رہ گیا۔یہ ظالم سماج۔۔

بس ہے کوئی وجہ۔میں نکلتا ہوں پھر۔اللہ حافظ۔"انہیں خدا حافظ کہتا وہ" مڑ گیا۔آرمینے اس کے ساتھ باہر جانے لگی تو اسے بازو سے پکڑ کر روکا۔

تم باہر آئی تو تمہیں وہیں سے ساتھ لے جانے کا دل کرے گا۔اس لیے تم" ادھر ہی رکو۔"وہ دھیمی آواز میں بڑبڑایا،آرمینے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا، کیا بڑبڑا رہا تھا وہ۔

اپنا خیال رکھنا۔"اس کے گال پر ہاتھ رکھتے جھک کر اس کی پیشانی کو لبوں" سے چھوا۔سر ہلکے سے اس کے سر سے ٹکرایا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔سارا اور فاطمہ نے مسکرا کر آرمینے کو دیکھا،وہ"کیا ہے"والے انداز میں کندھے اچکا کر شب بخیر کہہ کر مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

نگاہ کر دی تو چشمام

ولی عشقو ندیدی

تم نے میری آنکھوں میں دیکھا مگر

تمہیں ان میں میری محبت نظر نہ آئی۔۔۔

وہ ایک خوشگوار صبح تھی، سڑک کنارے اوپن ریستوران ایریا میں صبح کی گہما گہمی تھی۔ کچھ لوگ اپنے آرڈرز لے کر تیز تیز چلتے ہوئے وہاں سے چلے جاتے تو کچھ لوگ وہیں بچھی کرسیوں پر بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے۔ ایسے میں

کنارے والی ایک میز پر ناشتے کے لوازمات سجے ہوئے تھے، کرسی پر بیٹھے افراد میں سے ایک ناشتہ کرتے ہوئے مسلسل باتوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے اور ایک خاموشی سے اسے سن رہا ہے۔اس کے ماتھے پر نظر آتی ہلکی لکیر سے معلوم پڑتا ہے کہ وہ گفتگو کے متن سے خوش نہیں ہے۔

مجھے تو یہ آفر اچھی لگ رہی ہے۔ تم بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے؟"کافی کا مگ" لبوں سے لگاتے درخشندے نے آریز کو بولنے کا اشارہ کیا۔

آپ اگر فیصلہ کر چکی ہیں تو میری رائے سے کیا فرق پڑتا ہے۔"اس نے" ناشتے کو چھوا تک نہیں تھا۔

یہ تو ہے۔"اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔"پھر بھی ایک" دوست کے طور پر تم اگر کچھ کہنا چاہو تو موسٹ ویلکم۔آرگنائزیشن تو اچھی

ہے،اور کام بھی بہت اچھا کر رہے ہیں یہ لوگ۔میں نے کافی سنا ہے ان کے بارے میں۔"

آپ کہہ رہی ہیں تو اچھی ہو گی۔لیکن یونیسکو میں کام کر تو رہی ہیں آپ،" اس میں کیا پرابلم ہے؟بہت پروفیشنل انوائرمنٹ ہے ان کا۔آپ دوبارہ سوچ لیں۔پیٹا سے تو یونیسکو ہی ٹھیک ہے۔"وہ درخشندے کے "people for the ethical treatment of animals" آرگنائزیشن جوائن کرنے کے فیصلے پر ناخوش لگتا تھا۔"یا اگر کوئی پرابلم یا ایشو ہے پرانی جاب پر تو آپ مجھ سے شیئر کر سکتی ہیں۔"ٹانگ سے ٹانگ ہٹا کر وہ چیئر پر آگے کو ہو کر بیٹھا۔

پرانی جاب سے دل بھر گیا ہے میرا۔اسی لئے سوچا تھوڑا چینج بہتر ہو گا۔""" وہ کپ کے کنارے پر انگلی پھیر رہی تھی۔آریز نے سمجھنے والے انداز میں سر

ہلایا۔

کے ہیڈ آفس میں کام کرنا ہو گا نہ آپ نے۔۔اتنی (PETA) پیٹا" دور۔۔۔"وہ سوال نہیں پوچھ رہا تھا، بس یاسیت سے کہہ رہا تھا۔

"۔Norfolk اتنا بھی دور نہیں ہے"

سٹیٹ ورجینیا میں ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ دور نہیں ہے، یہاں پر کم از" کم آپ کو روز دیکھ تو لیتا ہوں۔۔آپ ورجینیا چلی گئیں تو میں تو آپ کو دیکھنے سے بھی گیا۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر کافی کا مگ نزدیک کیا لیکن پینے کا دل نہیں کیا۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔"اس نے کندھے اچکائے۔"

"آپ کو نہیں پڑتا، مجھے تو پڑتا ہے۔"

"تمہیں بھی نہیں پڑنا چاہیے۔"

"دل کے معاملات میں زبردستی نہیں ہوتی۔"

واٹ ایور۔ تم ناشتہ کرنے کے موڈ میں نہیں لگتے۔ تو پھر چلیں؟" وہ کرسی چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔ آریز نے سر اثبات میں ہلاتے سستی سے نشست چھوڑی۔ وہ صبح اس کے لئے تو خوشگوار ثابت نہیں ہوئی تھی۔

رائد تھوڑی دیر پہلے ہی پورے دن کا تھکا ہارا واپس اپنے اپارٹمنٹ آیا تھا جب بیل ہوئی۔وہ سستی سے اٹھتے ہوئے دروازے تک گیا۔دروازہ کھولا تو آریز کی شکل نظر آئی۔

برادران لاء۔۔!"اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا۔"

شٹ اپ۔"آریز اسے ایک طرف کرتا اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔رائد نے" بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔اسے کیا ہوا تھا؟

خیر ہے،مزاج برہم لگ رہے؟"وہ اس کے پیچھے آیا۔آریز جواب دئے بنا" کشن سر کے نیچے رکھتا کاؤچ پر لمبا ہو گیا۔

بیوی سے لڑائی ہوئی ہے کیا؟"اس نے اندازہ لگایا۔"

میری اتنی مجال کی میں ان سے لڑائی کروں۔" وہ خفا خفا انداز میں بولا۔"

"پھر کیا ہوا ہے؟"

تم سے مطلب؟" کشن منہ پر رکھتے وہ کروٹ بدل گیا۔"

مجھ سے کوئی مطلب نہیں تو پھر میرے اپارٹمنٹ کیوں آئے ہو؟ اپنے یہ" نخرے دکھانے؟" رائد بھی چڑ گیا۔

منہ مت لگو میرے۔ چپ کر کے پڑا ہوا ہوں تمہیں کیا کہہ رہا ہوں۔""" کشن تلے سے خفا خفا آواز آئی۔

تمہارے منہ کیوں لگوں گا؟ نکاح شدہ ہوں بیوی ہے میری الحمدللہ۔اور"
"اس کا تو منہ بھی اتنا پیار۔۔۔

شٹ اپ۔۔"رائد منہ بسور کر بول رہا تھا جب آریز نے جھڑک کر چپ"
کروایا اسے۔

میں تمہیں کیا کہہ رہا ہوں، خود سے ہی بول رہا ہوں، تم سے مطلب؟""
اسی کے انداز میں اس کی دو منٹ پہلے کہی بات لوٹائی۔

بکواس جتنی مرضی کروالو تم سے۔"اس نے جھنجھلا کر اٹھ کر بیٹھتے شرٹ"
اتار کر گول مول کر کے دور پھینکی اور رائد کے کمرے کی طرف رخ کیا۔ ٹھاہ
کی آواز سے دروازہ مارا۔ وہ یقیناً نہانے گیا تھا، رائد کو اندازہ تھا۔

پاگل آدمی۔" جھک کر آریز کی پھینکی شرٹ اٹھائی۔ "شرٹ تو اچھی ہے۔" شرٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھتے تبصرہ کیا۔ اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکی اور آریز کی شرٹ اٹھا کر دیوار میں فکس آئینے کی طرف گیا۔ شرٹ پہن کر خود کو مختلف اینگلز سے دیکھا۔ کالے رنگ کی ڈریس شرٹ سفید بٹنوں کے ساتھ کافی سٹائلش سی تھی اور لگ بھی اچھی رہی تھی۔ اس نے فون نکال کر مختلف اینگلز سے دو تین تصویریں بنائیں۔ پھر صوفے پر بیٹھتے ہوئے وہ تصویریں آرمینے کو بھیجیں۔ وہ آنلائن ہی تھی۔ فوراً میسج سین ہوا۔

ریٹ کرو۔" اس نے ٹائپ کیا۔"

فوراً جواب آیا۔ رائد کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ "10/10"

دو منٹ رکو۔" آرمینے کا میسج آیا۔ دو منٹ بعد رائد کو اس کی طرف سے"

تصویر موصول ہوئی۔ بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس تصویر تھی۔ وہ یقیناً ابھی اپنی شرٹ چینج کر کے آئی تھی۔

اسے ریٹ کرو۔" آرمینے کا پیغام سکرین پر روشن ہوا۔ رائد نے تصویر زوم" کر کے غور سے دیکھی۔

میسج ٹائپ کرتے لبوں پر مستقل مسکراہٹ تھی۔ آرمینے کا "100/10" مسکراتا ہوا ایموجی آیا۔

آریز واپس آگیا تھا، بال گیلے تھے، اب وہ اپنی شرٹ کے لئے لونگ روم میں نظریں دوڑا رہا تھا۔

شرٹ اتارو۔" وہ رائد کے سر پر آکھڑا ہوا۔"

تمہیں شرم نہیں آتی، تم مجھے شرٹ اتارنے کا کہہ رہے ہو۔" رائد نے آنکھیں پٹ پٹا کر اسے دیکھا۔

"رائد، دماغ خراب مت کرو۔ شرٹ اتارو، مجھے جانا ہے۔"

"تو آئے کیوں تھے؟"

تم ایسے نہیں مانو گے۔" وہ اس پر جھپٹا۔ کھینچ تان کر اپنی شرٹ اس کے قبضے سے آزاد کی۔

تم کتنے بد تمیز ہو گئے ہو شادی کے بعد۔" رائد نے افسوس میں سر ہلایا۔"

میری شادی کو مت گھسیٹا کرو ہر بات میں۔"شرٹ پہن کر وہ کاؤچ پر نیم"

دراز ہوا۔

"تم تو جانے والے تھے؟"

"نہیں جا رہا۔"

رائد دو منٹ اسے دیکھتا رہا۔ پھر سنجیدہ شکل بنا کر سوال کیا۔

"اچھا اب میں سیریس ہوں، بتاؤ کیا ہوا ہے؟"

جوائن کر رہی ہے۔ورجینیا(PETA) درختے یونیسکو چھوڑ کر پیٹا"

شفٹ ہو جائے گی وہ۔"اس نے بالآخر بتا دیا۔ (Virginia)

"تم نے روکا نہیں؟"

انہوں نے کونسا پوچھا مجھ سے۔اپنا فیصلہ سنایا بس۔"منہ بسور کر کہتے اس" نے خفا انداز میں ہونٹ سکیڑے۔

تم کتنے کیوٹ ہو شکل سے۔"رائد غور سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔"لیکن" آر مینے زیادہ کیوٹ ہے۔"ناک چڑھا کر کہا گیا۔آریز جی جان سے جل کر رہ گیا۔وہ اپنا دکھ سنا رہا تھا اور وہ کیوٹ نیس پر تبصرے کر رہا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی سڑا ہوا جواب دیتا اس کا فون بجا۔فون کان سے لگاتے وہ سیدھا ہو بیٹھا۔رائد نے بغور اس کا انداز دیکھا۔

جی جی، میں ابھی آتا ہوں۔بس نکل ہی رہا ہوں۔"وہ بات کرتے کرتے"

کاؤچ سے کھڑا ہوا۔

میں چلتا ہوں۔ درخشے کی کال تھی۔ وہ گھر واپس آگئی ہیں۔ "فون بند کر" کے جیب میں رکھتے وہ رائد سے مخاطب ہوا۔

تو تم کیوں جا رہے ہو؟ "اس نے پلکیں سکیڑیں۔"

"کیونکہ وہ گھر پر اکیلی ہیں۔"

تو اس نے تمہیں کال کیوں کی؟ "دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھتے وہ ٹیک" لگا کر بیٹھا۔

کیونکہ۔۔۔ ہم ساتھ رہتے ہیں، اس لئے شاید۔ "اس نے کندھے"

اچکائے۔

"درخشے سے پوچھنا یہ سوال۔"

آریز کچھ سیکنڈ اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر وہاں سے جانے کے لئے قدم بڑھائے۔ وہ صوفے کے پیچھے سے گھوم کر باہر کی طرف جا رہا تھا جب رائد کی آواز نے اس کے قدم روکے۔

جس دن درخشے کو تمہاری محبت پر یقین آ گیا، اس دن تمہیں معلوم ہو گا کہ " تم کتنے خوش قسمت آدمی ہو۔ اگر درخشندے کے دل پر تمہاری حکمرانی ہو گئی نہ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ زمین پر جنت کیسے ملتی ہے۔ لیکن اس میں بھی ایک پرابلم ہے۔۔،" اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا تھا، اسے معلوم تھا کہ آریز اسے سن رہا ہے۔ "جب ایک پریکٹیکل اپروچ والا انسان محبت میں پڑتا

ہے تو اس کی محبت بہت شدت پسندی اختیار کر لیتی ہے۔ اگر اس کا محبت نہ کرنا امتحان ہے تو محبت میں پڑنا بھی امتحان ہو گا تمہارے لئے۔ وہ کافی مشکل لڑکی ہے آئی ہوپ کہ تم اس کی سائیکی سمجھ سکو۔" وہ خاموش ہوا تو دو سیکنڈ کے وقفے سے آریز کی آواز نے فضا میں ارتعاش پیدا کیا۔

تمہیں لگتا ہے مجھے انہیں سمجھنے کی ضرورت ہے؟ اوں ہوں، میں نے محبت" کرتے وقت یہ نہیں سوچا تھا کہ امتحان دینے پڑیں گے وغیرہ وغیرہ، سچ بتاؤں، میری فلاسفی آف محبت میں امتحان کا کوئی کانسیپٹ ہی نہیں ہے۔ میری طرف سے ان کی ہر بات پر آمین ہے۔" وہ صوفے کے پشت پر ہاتھ رکھ کر رائد کے کان کے پاس جھکا۔" اور وہ مشکل لڑکی بالکل بھی نہیں ہے، ضرورت ہے صرف درست سٹرنگز چھیڑنے کی۔ کیا سمجھے برادران لاء۔۔؟" دونوں ہاتھوں سے اس کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس کی گردن پیچھے کی اور اس کے ماتھے سے ٹھوڑی ٹکرا کر وہ سیدھا ہوا۔

سٹرنگز۔۔۔؟سیریسلی؟ساؤنڈز گڈ بائے داوے۔"رائد ہلکا سا ہنسا۔مین" ڈور کھلنے اور بند ہونے کی آواز سُنائی دی۔وہ وہیں صوفے پر پڑا رہا۔تھوڑی دور پڑی اپنی شرٹ کو دیکھا۔سستی ہو رہی تھی وہ وہیں لمبا ہو گیا۔آنکھیں بند ہو رہی تھیں جب دروازے پر بیل ہوئی۔وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ کہیں آریز تو واپس نہیں آیا۔۔وہ سوچتے ہوئے دروازے تک گیا۔

آریز اپنے اپارٹمنٹ آیا تو درخشے لونگ روم میں ہی مل گئی تھی۔وہ سلام کرتے ہوئے لونگ روم میں داخل ہوا۔

کہاں رہ گئے تھے تم؟اتنی دیر سے انتظار کر رہی ہوں۔"سلام کا جواب"

دے کر اس نے سوال نے کیا۔

میں رائد کی طرف گیا تھا۔ آپ کیوں انتظار کر رہی تھیں، خیریت؟" وہ" سنگل صوفے پر بیٹھا۔

بس ویسے ہی۔" اس نے سادگی سے کندھے اچکائے۔"

کھانا کھایا آپ نے؟" آریز نے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی۔"

میں نے راستے میں ایک ریسٹورنٹ سے کھانا کھالیا تھا۔ کچھ کولیگز بھی" ساتھ تھیں۔ تم نے ڈنر کیا؟" اسے خیال آیا تو پوچھ لیا۔

"نہیں۔ ابھی کچھ بناؤں گا۔"

"آرڈر کرلو۔"

"نہیں زیادہ بھوک نہیں ہے۔کچھ ہلکا پھلکا بنالوں گا۔"

اوکے۔"دو منٹ تک خاموشی چھائی رہی۔"

کافی پیو گے؟میں اپنے لئے بنانے جارہی ہوں۔"درخشے کی آواز نے" خاموشی توڑی۔

آپ بنائیں گی تو پی لوں گا۔"وہ ہلکا سا مسکرایا۔وہ کافی بنانے گئی تو وہ اس کے" پیچھے چلا آیا۔

"آپ نے مجھے کال کر کے گھر آنے کا کیوں کہا؟"

کیونکہ عام طور پر تم اتنی دیر گھر سے باہر رہتے نہیں ہو۔اس لئے مجھے فکر ہو" رہی تھی۔"اس نے کافی کا جار کیبنٹ سے نکالتے ہوئے سادگی سے جواب دیا۔

کیا فرق پڑتا ہے۔کچھ دن تک تو آپ نے ویسے بھی چلے جانا ہے۔میں دیر" سے آؤں یا جلدی،ڈزنٹ میٹر۔"وہ کاؤنٹر ٹاپ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوا تھا۔ جار کھولتے ہوئے درخشے کے ہاتھ سست پڑے۔

ہمم"اس نے ہنکارا بھرا۔وہ کسی سوچ میں پڑ گئی تھی۔"

اگر میں کہوں کہ مت جائیں۔تو کیا آپ رک جائیں گی؟"وہ یہ سوال"

کرنے پر اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوا تھا۔

میں تمہارے کہنے پر کیوں رکوں گی؟"اس نے سوال کا جواب سوال سے" دیا۔وہ کچھ دیر تک ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔

میرے لئے کافی مت بنائیں۔میں نہیں پیوں گا۔"وہ کاؤنٹر چھوڑ کر کچن" سے باہر کی طرف بڑھا۔

ابھی تم نے کہا تھا کہ میں بناؤں گی تو پی لو گے۔"درخشے نے تھوڑی بلند" آواز میں کہا۔

آپ تو ویسے بھی جانے والی ہیں،میری عادتیں خراب ہو جائیں گی۔میں" کہاں ڈھونڈتا پھروں گا آپ کو۔"اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا پھر پلٹ

گیا۔وہ جارہا تھ میں لئے اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہی۔

دروازہ کھولا تو جو چہرہ نظر آیا اسے حیرت اور خوشی ایک ساتھ ہوئی۔

ڈیڈ۔۔وہاٹ آپلیزنٹ سرپرائز۔"وہ آگے بڑھ کر طلال کے گلے لگا۔وہ" اس کے اپارٹمنٹ نہیں آتے تھے۔اس نے جب سے نیویارک میں اپارٹمنٹ لیا تھا وہ ایک دو بار ہی آئے ہوں گے۔

تمہاری مما بھی ساتھ ہیں۔"طلال ایک طرف ہوئے تو فاطمہ نظر آئیں۔"

آئیں،اندر آئیں۔"ان سے مل کر اس نے ایک طرف ہٹ کر انہیں راستہ"

دیا۔"بیٹھیں۔"لونگ روم میں آکر صوفے کی طرف اشارہ کیا۔"آپ کچھ لیں گے؟پانی جوس وغیرہ؟"اس نے آدابِ مہمان داری نبھائے۔

پانی لے آؤ۔"فاطمہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔"

تم نے شرٹ کیوں نہیں پہنی ہوئی؟"طلال نے سنجیدگی سے پوچھا۔انہیں" اس کا بنا شرٹ گھومنا پسند نہیں آیا تھا۔

"پہنی ہوئی تھی لیکن آریز اتروا کر لے گیا۔"

"کیوں؟"

اس کی تھی نہ۔"سادگی سے بتایا۔"

تو تم نے کیوں پہنی تھی؟" وہ حیران ہوئے۔"

اس نے غصے سے اتار کر پھینکی تو میں نے پہن لی۔" کندھے اچکائے۔"

وہ غصے میں کیوں تھا؟" فاطمہ نے صوفے پر پڑی رائد کی شرٹ اٹھا کر اس" کی طرف بڑھائی۔ اچھا تھا کہ وہ شرٹ پہن لیتا ورنہ طلال کو خوامخواہ ہی غصہ آجانا تھا۔

درخشے سے شادی کی ہے اس نے تو ہنسنے مسکرانے سے تو رہا۔ غصے میں یا پھر" پریشان ہی رہنا اس نے۔" شرٹ پہن کر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔

"ان کی لڑائی ہوئی ہے؟" فاطمہ نے دہل کر پوچھا۔" ابھی کہاں ہے آریز؟"

لڑائی نہیں ہوئی اور وہ کچھ دیر پہلے تک تھا ادھر، پھر درخشے کا فون آیا تو چلا" گیا۔" پانی کی بوتل اور گلاس ٹرے میں رکھے وہ واپس لونگ روم میں آیا۔

آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ دونوں ٹھیک ہو جائیں گے۔ کبھی نہ کبھی۔ آپ" بس دعا کریں کہ آپ کی بیٹی کا ٹیمپر نہ گھوم نہ جائے۔ ورنہ حالات مشکل ہو جانے ہیں ان کے۔" اس نے گلاس میں پانی بھر کر فاطمہ کی طرف بڑھایا۔

تم نے تو ڈرا دیا ہے، میں بات کروں درخشے سے، پوچھوں کہ کیا مسلہ" ہے؟" فاطمہ گلاس ہاتھ میں لئے پریشان سی تھیں۔

آپ لوگ یہاں میری شادی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں نہ، تو اس پر ہی" فوکس کریں۔ وہ اپنے پرابلمز خود ہی فکس کر لیں گے۔ کافی سمجھدار ہیں

دونوں۔" وہ سنگل صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھا۔

اللہ جانے کب ٹھیک ہونا ان دونوں نے۔ ویسے بھی درخشے سے بات" کرنے کا کوئی فائیدہ نہیں۔ اس سے کوئی سوال کرو گھما دیتی ہے۔" فاطمہ نے گہری سانس لیتے نفی میں سر ہلایا۔

اچھا آپ چھوڑیں نہ انہیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو سمجھنے کے مرحلے" سے گزر رہے ہیں، ایک دوسرے کو زیادہ اچھے سے جاننے لگیں گے تو صلح صفائی بھی ہو جائے گی ان کی۔ آپ میری شادی کا بتائیں۔ کیا پلانز ہیں؟" اس نے ٹاپک تبدیل کیا۔ لیکن اس سے بات کرتے ہوئے بھی فاطمہ کے دھیان کے سارے دھاگے درخشے کی طرف الجھے ہوئے تھے۔

وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے کھٹ کھٹ کیز پریس کر رہی تھی۔رات کے ایک بج رہے تھے،جب آریز کے کمرے کا دروازہ کھلا۔وہ کچن کی طرف گیا تھا۔ پانی کی بوتل ہاتھ میں لئے وہ لونگ روم کی طرف آیا۔

آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟"اس نے وال کلاک پر وقت دیکھا۔"

تم سے مطلب؟"پتھر مارنے والے انداز میں جواب آیا۔آریز نے کان" کھجایا۔وہ یقیناً اس کے کافی نہ پینے پر خفا تھی۔

میں ادھر بیٹھ جاؤں؟"اس نے درخشے کے ساتھ صوفے کی خالی جگہ کی" طرف اشارہ کیا۔

نہیں۔"اس کی آنکھوں میں دیکھ کر انکار کرتے وہ واپس لیپ ٹاپ کی" متوجہ ہوئی۔

میں نے سوچا تھوڑی دیر باتیں کریں گے۔یونو میں اچھی کمپنی دیتا ہوں۔" آپ کو بوریت نہیں ہو گی۔"اس نے صلح کی ایک اور کوشش کی۔

کھٹاک سے جواب آیا۔وہ کچھ پل وہیں کھڑا "(no need) نو نیڈ۔" رہا۔

میں چلا جاتا ہوں پھر۔"مایوسی سے کہتے وہ ایک قدم پیچھے ہوا۔درخشے نے" سر اٹھا کر اسے دیکھا۔آریز نے معصومیت سے پلکیں جھپکیں۔

بیٹھو جاؤ۔"اس نے کھسک کر اس کے لئے جگہ بنائی۔آریز فوراً اس کے"

ساتھ بیٹھا۔ چہرے پر جیسے رونق لوٹ آئی تھی۔ "ڈرامے باز۔" درخشے کی بڑبڑاہٹ آریز کے کانوں تک پہنچی لیکن اس نے کمال مہارت سے اگنور کیا۔

آپ نے کتنے دن ہو گئے اپنے کسی آرٹیکل کا نہیں بتایا۔" اس نے اس کے پسندیدہ موضوع سے بات شروع کی۔ جواب ندارد۔

کیا لکھ رہی ہیں؟" آریز نے حوصلہ نہیں ہارا، ایک اور سوال کیا۔ اس کا بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ تھوڑا سا اس کی طرف کھسکا۔ اس کے کندھے سے جڑ کر بیٹھتے نظریں لیپ ٹاپ سکرین پر گھمائیں۔ درخشے نے گردن موڑ کر اسے دیکھا، اسی وقت آریز نے بھی منہ اس کی طرف پھیرا۔ ساتھ ساتھ بیٹھے ان کے چہرے آمنے سامنے تھے۔ درخشے نے نظروں ہی نظروں میں کندھے کی طرف اشارہ کیا مطلب تھا کہ دور ہٹ کر بیٹھو۔ آریز نے سادگی سے اسے دیکھا، بنا آستین کے سفید ٹینک ٹاپ میں ملبوس اس کے کندھے پر

موجود سیاہ تل پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔اس نے جھک کر بڑے جذب سے اس تل پر لب رکھے، کچھ سیکنڈز پھر سیدھا ہوا اور درخشے کو دیکھا۔ وہ بڑی بڑی آنکھوں میں حیرت لئے اسے دیکھ رہی تھی۔

آپ نے خود تو کہا۔"آریز نے سر پیچھے کر کے سادگی سے دیکھا۔"

تم۔۔۔"وہ لیپ ٹاپ میز پر پٹخ کر اس کی طرف پلٹی۔وہ فوراً اپنی جگہ سے" کھڑا ہوا اور دوڑ لگائی۔درخشے اس کے پیچھے بھاگی۔آریز کی شرٹ اس کے ہاتھ آگئی تھی۔"یااللہ،"اس نے شرٹ اس کی گرفت سے چھڑائی۔"آپ "نے خود ہی تو کہا تھا۔

میں نے کہا تھا؟"وہ اس کی ڈھٹائی پر حیرت زدہ ہوئی۔"

جی، آپ نے خود اشارہ کیا تھا۔" وہ کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا تھا۔"

میں نے کہا تھا کہ دور ہٹ کر بیٹھو۔اور تم۔۔۔" وہ اس کی طرف بڑھی۔"
وہ جلدی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گم ہو گیا اور دروازہ بند کیا۔

دروازہ کھولو۔" وہ کچھ دیر دروازہ بجاتی رہی۔ پھر غصے سے کھولتے ہوئے"
لونگ روم تک آئی۔

دروازہ تھوڑا سا کھلا۔آریز نے سر باہر نکالا۔

درخشم۔۔۔!" اس کی آواز پر درخشے نے پلٹ کر دیکھا۔وہ دروازے سے"
سر نکال کر معصوم شکل بنائے اسے دیکھ رہا تھا۔درخشے کی آنکھوں سے نکلتے
شرارے اسے دور سے ہی نظر آ رہے تھے۔

لَعَمْرُ أَبِيكَ لَا أُسَلُّوهَا"

"وَلَوْ طَحَنَتْ مَحَبَّتُهَا عِظَامِي

خدا کی قسم میں کبھی اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہوں گا۔۔۔)

(یہاں تک کہ یہ محبت میری ہڈیاں تک بھسم کر دے۔۔۔

آنکھیں پٹ پٹا کر شعر پڑھا اور دروزاہ بند کر دیا۔ وہ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر سلیپر پیروں میں اڑستے اس طرف آئی۔ "تمہاری ہڈیاں تو میں بھسم کروں گی، تم ہاتھ لگو زرا۔" اس کے دروازے کے پاس رک کر بلند آواز میں کہا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی، ابھی اس نے دروازے کے دروازے کے ہینڈل پر

ہاتھ رکھا جب دوبارہ آریز نے اپنے دروازے سے سر باہر نکالا۔

شکر ہے آج آپ بیہوش نہیں ہوئیں۔"بلند آواز میں جلدی جلدی کہتے" ٹھک کر کے دروازہ بند کر دیا۔درخشے غصے سے کھولتے ہوئے اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور ٹھاہ کی آواز سے دروازہ مارا۔یہ آدمی اس کے ہاتھوں ضائع ہونے والا تھا کسی دن۔

اپنے کمرے میں دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑے آریز نے ٹھاہ کی آواز پر آنکھیں میچ کر کھولیں۔وہ چلتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا، گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر لیٹتے اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ صبح وہ جو بھی اسے کہے ابھی تو اس کی رات اچھی گزرنے والی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں آئی تو لیپ ٹاپ اسٹڈی ٹیبل پر رکھ کر سیدھا ڈریسنگ مرر کے سامنے آئی۔ آئینے میں اپنا عکس دیکھتے اس نے تھوڑا سا گھوم کر اپنے کندھے کو دیکھا۔ اسے آریز کی ہمت پر حیرت ہوئی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے دو پل سوچا پھر آنکھیں کھولیں۔ اسے غصہ آیا تھا لیکن برا نہیں لگا تھا۔ کوئی کراہت نہیں ہوئی تھی۔ یا شاید آریز کا انداز ایسا تھا کہ اس پر غصہ تو آ سکتا تھا لیکن برا نہیں لگ سکتا تھا۔ وہ سر جھٹک کر بیڈ کی طرف بڑھی۔ سونے کے لئے لیٹی تو آخری چہرہ جو آنکھوں کے پردے پر لہرایا تھا وہ آریز کا تھا۔

صبح وہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔ ٹیبل پر ناشتے کے لوازمات کے ساتھ ایک اسٹکی نوٹ رکھا تھا جس پر گڈ مارننگ لکھا تھا۔ نوٹ سائیڈ پر کرتے وہ ناشتہ کرنے لگی۔

وہ آفس سے واپس آرہی تھی تو راستے میں ہی فاطمہ کی کال آئی تھی۔انہوں نے اسے حیدر وِلا آنے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔اس نے گاڑی اسی طرف موڑ دی۔

وہ وہاں پہنچی تو تھوڑی ہی دیر بعد آریز بھی وہیں آگیا تھا۔اس سے نظریں ملنے پر شرارتی سی مسکراہٹ پاس کی،وہ نظریں پھیر گئی۔آریز رائد کے ساتھ جا کر بیٹھا۔

"پندرہ دن رہ گئے ہیں اور ابھی تک آپ لوگوں نے یہ ہی فیصلہ نہیں کیا کہ شادی نیویارک میں ہو گی یا دبئی؟"سارا کے کہنے پر سب ان کی طرف متوجہ ہوئے۔"آج ہی ڈیسائیڈ کریں،پھر ویڈنگ پلانر اور ایونٹ مینیجر بھی سیلیکٹ کرنے ہیں۔"

میرے خیال سے دبئی ٹھیک رہے گا۔" طلال نے اپنی رائے دی۔"

مجھے بھی یہی صحیح لگ رہا ہے۔" آریز کا ووٹ طلال کے ساتھ تھا۔"

بس پھر کیا مسلہ ہے، کس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ کل کی فلائیٹس بک " کریں اور چلتے ہیں۔" حیدر نے باری باری سب کو دیکھا۔

رائد تم بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے۔" آریز نے بازو رائد کے کندھے پر " پھیلایا۔

جو آپ سب کو مناسب لگے۔" وہ تابعداری سے بولا۔ اتنی "
عاجزی۔۔۔ آریز نے نفی میں سر ہلاتے اس کے کاندھے پر چٹکی بھری اور

ہاتھ ہٹایا۔رائد نے سلگ کر اسے دیکھا۔اسی وقت آرمینے فون ہاتھ میں لئے لاؤنج میں آئی۔

افسانے۔"فون کی طرف اشارہ کرتے اس نے موبائل سارا کو پکڑایا۔" ویڈیو کال تھی۔

ادھر آجاؤ مینے۔"درخشے نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔"

ارمن مجھے پانی تو لا دو یار۔"اس سے پہلے کہ وہ بیٹھتی رائد نے سنجیدگی سے" کہتے ٹیبل پر رکھے خالی جگ کی طرف اشارہ کیا۔آرمینے جگ اٹھا کر وہاں سے چلی گئی۔

تھوڑی دیر گزری تھی رائد فون کال سننے کا کہہ کر معذرت کرتا وہاں سے

اٹھ گیا۔

اب آرمینے کا فون درخشے کے ہاتھ میں تھا وہ افسانے سے بات کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔ داخلی دروازے کے ساتھ گیلری سے ہوتے وہ لان میں نکل آئی۔ تھوڑی دیر افسوں سے بات کر کے وہ فون بند کرتے واپس اندر آئی۔ لاؤنج میں آنے کے بجائے وہ کچن کی طرف چلی آئی۔

ہاؤ۔۔! "وہ جگ کاؤنٹر پر رکھے بوتل سے پانی جگ میں انڈیل رہی تھی" جب رائد نے پیچھے سے ہاتھ اس کے پیٹ پر باندھے۔

ڈرانے کی ناکام کوشش۔" اس نے ہنستے ہوئے بوتل کا ڈھکن بند کیا۔"

میرا تمہیں ڈرانے کا کوئی ارادہ تھا بھی نہیں۔ ہوتا تو تم لازمی ڈر جاتی۔""

اسے نزدیک کھینچتے چہرہ اس کی گردن میں چھپایا۔

تم کچن میں کیوں آ گئے، میں لا تو رہی تھی پانی۔"اس نے کسمسا کر اس کے"

حصار سے آزاد ہونا چاہا۔

پانی کو چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ، تم آج کل مجھ سے شرما کس خوشی میں رہی"

ہو؟" بھنویں ملا کر کہتے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

نہیں تو، میں کب شرمائی؟"آرمینے نے فوراً سر نفی میں ہلایا۔"

شرمانا بھی مت۔"میز کے کنارے پر بیٹھتے ہوئے اس نے آرمینے کے"

ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔

تم بھی تھوڑا دور سے بات کیا کرو۔" وہ اس کے ہاتھوں پر دباؤ بڑھاتے اس" کی طرف جھکی۔

یہ تو نہیں ہو سکتا۔" اس نے دائیں بائیں سر ہلا کر صاف انکار کیا۔" ویسے" میرے پاس آنے پر تمہیں کیا پرابلم ہے؟" اس کے پوچھنے پر اس نے ہاتھ چھڑاتے باہر کی طرف جانا چاہا۔ وہ اس کے ہم قدم ہوا۔

بتایا نہیں تم نے؟" کچن کے دروازے سے باہر نکلنے کے بجائے وہ ایک" طرف ہوتے دیوار سے پشت ٹکاتے وہیں رک گیا۔ آرمینے کا ہاتھ پکڑ کر اسے قریب کھینچا، وہ اس کے سینے سے آ ٹکرائی۔

کیا نہیں بتایا؟" دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے آرمینے نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

قریب سے بات کرنے میں کیا پرابلم ہے؟" دونوں ہاتھ اس کی کمر پر باندھے وہ نظریں اس کے چہرے پر ٹکائے ہوئے تھا۔

پھر میرا دور جانے کا دل نہیں کرتا۔" اس نے منہ بسور کر اپنا مسلہ بتایا۔ وہ اس کے حصار کو توڑ کر دور جانے کو ناپسند کرتی تھی۔ رائد کی ایک دھڑکن مس ہوئی۔

ایسی باتیں کرو گی تو تمہیں آج ہی ساتھ لے جاؤں گا۔" اس کی آواز بوجھل ہوئی۔ ایک ہاتھ کمر سے ہٹ کر کندھوں سے ہوتا اس کی گردن تک آیا۔ دو انگلیوں کی پشت نرمی سے اس کی گردن پر پھیری۔ آرمینے نے

گردن پر ہوتی سرسراہٹ کی وجہ سے کندھے سکیڑے۔رائد اپنا ہاتھ اس کی گردن کی پشت پر لے جاتے ہوئے تھوڑا سا جھکنے لگا تھا جب۔۔۔

اوپس۔۔۔"درخشے نے کچن میں قدم رکھا تو اس کی نظر دیوار کے ساتھ" کھڑے رائد اور آرمینے پر پڑی۔وہ کافی قریب تھے۔

درخشے کی آواز پر رائد نے بدمزہ ہوتے ہوئے اسے دیکھا۔"وہاٹ؟"بھنویں سکیڑ کر درخشندے کو دیکھا۔

میں وہ۔۔۔یہ فون دینے آئی تھی۔"اس نے فون میز پر رکھا۔"کوئی بات" نہیں تم لوگ کمٹینیو کرو۔"اسے کیری آن کا اشارہ کرتے وہ باہر چلی گئی۔ آرمینے خفت سے لال پڑتے درخشے کے پیچھے گئی۔

بس پندرہ دن اور۔۔۔"رائد ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے پانی کا جگ اور" آرمینے کا فون اٹھا کر کچن سے باہر نکل گیا۔

آریز نے بغور ان تینوں کو آگے پیچھے لاؤنج میں آتے ہوئے دیکھا۔کچھ گڑبڑ لگی تھی۔

کیا ہوا؟"رائد اس کے ساتھ آکر بیٹھا تو اس نے آہستہ سے پوچھا۔"

تمہاری بیوی،اپنی تو کوئی لو سٹوری نہیں ہے میری بھی خراب کرنے آجاتی" ہے۔"وہ سڑے ہوئے انداز میں بولا۔آریز کو ساری سچویشن سمجھ آگئی تھی۔بہت اچھا ہوا،اسے خوشی ہوئی۔

وہ گاڑی میں آکر بیٹھی تو آریز نے کنکھیوں سے اسے دیکھا وہ خاموشی سے سیٹ بیلٹ باندھ رہی تھی۔اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ پر ڈالی۔کار میں چھائی خاموشی کو درخشے کے فون کی رنگ ٹون نے توڑا۔وہ کال آن کر کے کچھ دیر بات کرتی رہی۔ٹاپک وہی تھا جاب چھوڑنے کا اور نیویارک سے شفٹ کرنے کا۔

تو آپ نے واقعی فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ جاب چھوڑ کر آپ دوسرے سٹیٹ" چلی جائیں گی؟"اس نے فون بند کیا تو آریز نے گردن موڑ کر اسے دیکھتے یاسیت سے سوال کیا۔

ابھی تک تو یہی ڈیسائیڈ ہوا ہے،موجودہ جاب تو چھوڑنی ہے،یہ کنفرم ہے،" لیکن پیٹا جوائن کرنے کے معاملے پر میں دوبارہ سوچ رہی ہوں۔"اس نے

ہموار لہجے میں جواب دیا۔

اس کا مطلب۔۔۔"وہ خوش ہوتا بولنے لگا تھا جب درخشے نے بات کاٹی۔"

ایک نئی مووی آئی ہے، وہ دیکھیں گے آج، راستے میں کہیں رک کر" چاکلیٹس اور اسنیکس وغیرہ لے لینا۔ لیکن کافی تم خود بناؤ گے گھر پر۔" وہ فون سکرول کرتے ہوئے مگن انداز میں کہہ رہی تھی۔

اوکے۔"اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔ درخشے وہاں سے نہیں جانے والی" تھی وہ فی الحال اس امکان پر خوش ہونا چاہتا تھا۔

آپ کو یہ پھول پسند ہیں نہ؟"افسانے کی آواز پر زینب نے سر اٹھا کر اسے" دیکھا۔وہ اس وقت لان میں بیٹھی تھیں جب افسانے ان کی طرف چلی آئی۔ "میں دیکھتی ہوں کہ آپ روز شام کو اسی پودے کے ساتھ وقت گزارتی ہیں۔"نرمی سے کہتے ہوئے وہ ان کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی۔

پلانٹ پر inverted tulip ہاں یہ پودا مجھے پسند ہے۔"انہوں نے" ہاتھ پھیرا۔

کرتا ہے؟مجھے پودوں کے بارے میں اتنا represent یہ کس چیز کو" نہیں معلوم لیکن سنا ہے کہ پھول پودے علامتی طور پر بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔"افسانے کی بات پر زینب کے چہرے پر سوگوار سی مسکراہٹ آئی۔

تم نے ٹھیک سنا ہے، انورٹڈ ٹیولپس کو مقامی لوگ "روتی ہوئی دلہنیں" بھی کہتے ہیں۔ لیکن ان کا ایک اور مطلب (weeping brides) بھی ہے۔۔۔ یہ ان شہیدوں کے لہو کو ریپریزنٹ کرتا ہے جنہوں نے اپنی جانیں اپنے وطن کے دفاع کی خاطر گنوادیں۔" وہ سوگوار انداز میں بتا رہی تھیں۔

آپ کو کس کی یاد آتی ہے یہ پھول دیکھ کر؟" افسوں نے نرمی سے" استفسار کیا۔

اپنے بیٹے معاویہ کی۔" ان کی آواز نم ہوئی۔" معاف کرنا میں، میں" تمہارے ساتھ نہیں بیٹھ سکوں گی۔ مجھے ایک کام یاد آگیا ہے، بہت ضروری۔" وہ شاید اپنے آنسو چھپانا چاہ رہی تھیں تبھی وہاں سے چلی گئیں۔ افسوں نے افسردگی سے ٹیولپس کو دیکھے گئی۔ زندگی سب کے لئے مکمل نہیں

ہوتی۔کچھ کے لیے یہ ایک مسلسل امتحان ہوتی ہے۔

فلم آدھی گزر گئی تھی جب آریز نے جمائی روکتے ہوئے انگڑائی لی۔ عجیب بورنگ فلم تھی۔پتا نہیں درخشے کیسے اتنے انہماک سے دیکھ رہی تھی۔

عجیب سی فلم ہے۔"اس نے تبصرہ کیا۔درخشے نے بس سر ہلانے پر اکتفا" کیا۔

آپ نے کہا تھا کہ نئی فلم ہے، یہ تو 2016 کی مووی ہے۔"اس نے" اعتراض کیا۔

ہممم "اس بار بھی درخشے نے بولے بنا ہنکارا ابھرا۔"

۔صرف یہ پتا لگتا ہے(arrival) فلم بھی نام ہی کی طرح ہے،ارائیول" کہ ایلینز آئے ہیں، کیوں آئے ہیں، کوئی پتا نہیں۔اور فلم تقریباً ختم ہونے والی ہے۔کب بتائیں گے بیک گراؤنڈ سٹوری؟"اس نے ایک اور نکتہ اٹھایا۔

اینڈ آنے ہی والا ہے بس۔"وہ جیسے مجبوراً بولی تھی۔وہ بادل ناخواستہ" خاموش ہوا۔

اب یہ چینی کیا کہنے والا ہے اس سے۔کیا یہ بتائے گا کہ ایلینز کیوں رک" گئے؟" بالآخر کچھ ایکسائیٹنگ ہونے والا تھا۔وہ اپنی نشست پر آگے کو ہو کر بیٹھا۔

دیکھتے ہیں یہ کہتا ہے۔ویسے پوری فلم اس ایک لائن پر ڈیپینڈ کر رہی ہے" اب۔" وہ ساتھ ساتھ تبصرہ بھی کر رہا تھا۔اسی وقت سکرین بلینک ہوئی اور فلم ختم ہو گئی۔

یہ کیا؟" وہ حیران ہوا۔درخشے کو دیکھا۔وہ بھی حیرت سے سکرین کو دیکھ" رہی تھی۔" کیا کہا اس چینی نے، آپ کو سمجھ آیا کچھ؟" وہ ہکا بکا تھا۔ایسے کیسے ختم ہو گئی فلم۔

تم نے سننے کہاں دیا، مسلسل بول رہے تھے تم۔" وہ اس پر خفا ہوئی۔"

رکیں میں دوبارہ لگاتا ہوں۔ایسے کیسے، میں تو اتنی خاموشی سے بول رہا" تھا۔دربارہ سنتے ہیں چینی نے کیا کہا۔" وہ ریموٹ اٹھا کر بٹن پریس کر رہا تھا۔ فلم آخر سے لگائی۔وہ دونوں واپس سکرین کی طرف متوجہ ہوئے۔

"یہ ابھی منہ میں کچھ بڑبڑائے گا، آپ نے غور کرنا ہے، ورنہ پوری فلم دیکھنے کا کوئی فائیدہ نہیں۔ وقت ہی ضائع کیا۔" درخشے کو ہدایات دیتے وہ سکرین کی طرف متوجہ ہوا۔ وہاں فلم کریڈٹس چل رہے تھے۔

"یہ کیا؟" اسے صدمہ ہوا۔ "فلم پھر ختم ہو گئی؟"

اور تم نے پھر سے نہیں سننے دیا کہ کیا کہا اس چینی نے۔" اس نے دانت پر دانت جما کر بولتے ہوئے اسے گھورا۔

میری وجہ سے نہیں ہوا، وہ چینی کچھ بولتا ہی نہیں ہے۔ میں واپس سے لگاتا ہوں۔"

رہنے دو اب۔" درخشے نے ریموٹ اس کے ہاتھ سے لیا۔"

بہت ہی کچھ بکواس فلم تھی۔" آریز کو تپ چڑھی۔ پھر فوراً درخشے کو" دیکھا۔ اسے برا نہ لگا ہو۔

واقعی۔۔ بہت ہی بکواس۔" اس نے ہاں میں ہاں ملائی۔"

میں گوگل کروں گا کہ کیا کہا اس نے چینی نے آخر پر۔" اس نے صوفے" کے پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھتے پاؤں سیدھے کئے۔

کوئی فائیدہ نہیں۔ موڈ ہی خراب کر دیا اس فلم نے۔" درخشندے نے" کمبل میں سمٹ کر بیٹھتے صوفے سے سر ٹکایا۔

رات بہت ہو گئی ہے، آپ سو جائیں جا کر۔"اس کی آنکھوں سے واضح تھا" کہ اسے نیند آئی ہے لیکن وہ زبردستی جاگ رہی ہے۔

جاتی ہوں۔"اس نے کسلمندی سے انگڑائی لی۔"

ویسے۔۔۔اور کچھ نہیں تو کوئی ایک آدھی پک اپ لائن ہی بولنے کو دے" دیتے فلم لیڈز کو۔اتنی خشک فلم۔" وہ ابھی تک فلم پر ہی تبصرہ کر رہا تھا۔

تمہیں آتی ہیں پک اپ لائنز؟ کبھی کسی لڑکی کو سنائی ہیں؟"درخشے نے" نیند بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

میں ایسے لڑکیوں کو پک اپ لائنز سنانے والے کام نہیں کرتا۔"اس نے" منہ بسورا۔

اس کا مطلب تمہیں آتی ہیں پک اپ لائنز، سناتے نہیں ہو کسی کو؟"اس" نے بات پکڑی۔

ہاں اس سے انکار نہیں کروں گا۔ آتی تو ہیں۔"اس نے قبول کیا۔"

مجھ سے بولو کوئی پک اپ لائن۔ میں بھی دیکھوں تمہارا ٹیلنٹ کہ تم کیسے" لڑکیوں کو امپریس کرو گے۔"وہ مسکرائی۔

ایکٹنگ کے ساتھ یا بس ایسے ہی سیدھی سادی؟"اس نے پوچھتے ہوئے گلا" کھنکار کر صاف کیا۔

جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔"وہ بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹے ایک گال صوفے کی"

پشت سے ٹکائے ترچھی ہو کر اس کی طرف رخ کئے بیٹھی تھی۔

تمہاری محبت میری رگوں میں دل بن کر دھڑکتی ہے، میں تمہاری محبت" سے تب ہی چھٹکارا پا سکتا ہوں جب میرا دل دھڑکنا بند ہو جائے۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نے آواز بھاری کی۔

ZNZ Zubi Novels Zone

"یہ کیا تھا؟"

پک اپ لائنز۔ گھمبیر آواز میں۔" وہ اپنی ہی بات پر ہنسا۔"

مجھے پسند نہیں آئیں۔ کچھ اور ٹرائے کرو۔" بے نیازی سے کہا گیا۔"

تم زندگی کی رہگزر پر، چلتے ہوئے نہیں۔۔۔ بھاگتے ہوئے۔۔۔، سرخوشی"

سے ناچتے ہوئے گزرو گی،اور جس نے بھی تمہارے راستے میں آکر تمہارے تسلسل کو توڑا میں اسے صفحہ ہستی سے مٹادوں گا۔" سنجیدہ چہرہ بنا کر وہ بھاری آواز میں بول رہا تھا۔

وہ چپ ہوا تو درخشے بند ہاتھ کی مٹھی منہ پر رکھ کر بیٹھے اسے دیکھتی رہی۔وہ اپنی مسکراہٹ چھپانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

نیکسٹ۔"اس نے لب دبائے بمشکل ہنسی روکتے ہوئے کہا۔"

مجھے تمہارے لبوں سے ادا ہونے والے لفظوں سے بھی محبت ہے۔"آریز" دل پر ہاتھ رکھ کر اس کی طرف جھکا۔

چند سیکنڈز کی خاموشی کے بعد ہنسی درخشے کے لبوں سے پھوٹی۔وہ گردن

پیچھے پھینک کر ہنستی گئی۔

تھا۔"اس نے ہنسی روک کر کہا، پھر واپس سے (cringe) یہ کرنج"
ہنستی گئی۔آریز مسکراتے ہوئے اسے دیکھے گیا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟"اس کی ہنسی تھمی تو آریز کو خود کو دیکھتا پا کر وہ سنجیدہ"
ہوئی۔

آپ کو دیکھ رہا ہوں۔"نگاہوں کے ساتھ لہجہ بھی نرمی لئے ہوئے تھا۔"

آریز۔۔"اس نے بے ساختہ اسے پکارا۔"

جی۔"اس کے دھیان کے تانے بانے تو ہمیشہ اس کی ہی طرف ہوتے"

تھے۔

ان پک اپ لائنز کو چھوڑو، تم مجھے اپنے دل کی بات بتاؤ، جو تم محسوس" کرتے ہو۔۔۔" وہ رکی، تھوڑا ہچکچائی۔ "میرے بارے میں۔" بالآخر کہہ ہی دیا۔

"آپ کے بارے میں؟"

ہاں۔" اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ "مجھے وہ بتاؤ جو تمہارے دل میں" "ہے۔

میرے دل میں کیا ہے مجھے خود نہیں پتا۔" اس نے کندھے اچکائے۔"

یہ کیا بات ہوئی؟ سمپل سی بات ہے کہ میں تمہیں کیسی لگتی ہوں؟ تم جب" مجھے دیکھتے ہو تو کیا سوچتے ہو۔ کیا خیال آتا ہے تمہیں؟ تم محبت کی بات کرتے ہو تو اپنے محبوب کے بارے میں کچھ تو بتا ہی سکتے ہو۔" وہ متجسس لگتی تھی۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔ مغرور ابرو، مڑی ہوئی پلکوں والی کالی عربی آنکھیں، ستواں ناک، گلابی سرخ لبوں کا خم دار کٹاؤ۔۔۔اس کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

آپ مجھے میوزک لگتی ہیں۔" بولا تو لہجہ سلگتا ہوا سا تھا۔" وہ گیت جو میں" خوشی میں سنتا ہوں، اور وہ گیت جو سرمئی موسم میں میرے اداس دل پر اترتا ہے، یا پھر پیانو پر بجتی کوئی دھن جسے سن کر میری سماعتیں اپنے ہونے پر نازاں ہوتی ہیں۔ اور کبھی آپ مجھے کسی ساز کی طرح لگتی ہیں، جیسے گٹار۔۔۔" وہ خاموش ہو گیا، پھر سر نفی میں ہلایا اور ہلکا سا ہنسا۔" اس سے

"آگے نہیں بتاؤں گا۔

کیوں؟" وہ جو پورے انہماک سے اسے سن رہی تھی چونک کر اسے دیکھا۔"

بس ویسے ہی۔" وہ بتانے پر آمادہ نہیں لگتا تھا۔"

مجھے نیند آرہی ہے، تم بھی سو جاؤ۔" وہ کمبل ایک طرف کرتی صوفے سے" کھڑی ہوئی۔ "گڈ نائٹ۔۔!" وہ اپنے کمرے کی طرف آئی۔ دروازہ کھولتے ہوئے رک کر گردن موڑ کر آریز کو دیکھا۔ وہ سر صوفے کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔ وہ سر جھٹک کر دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی۔

درخشے سونے کے لئے لیٹی تو اس کے خیالات کی رو آریز کی طرف بہہ رہی

تھی۔ وہ آج تک اسے دیکھتی آئی تھی، کبھی اسے جانا نہیں تھا۔ اب وہ اسے جان رہی تھی تو وہ حیران ہو رہی تھی۔ کیا ایسے مرد بھی ہوتے ہیں اس دنیا میں۔ وہ روز اس کی محبت پر حیران ہوتی تھی۔ وہ کیونکر اس کی محبت میں پڑ گیا تھا، تمام تر حوصلہ شکنی کے باوجود وہ اسے کہتا تھا کہ وہ کبھی اس کی محبت سے دست بردار نہیں ہو گا۔ وہ کیا کسی فیری ٹیل سے نکل کر آیا تھا؟ کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا یہ واقعی محبت تھی یا صرف دکھاوا۔ یہ جاننے کے لئے تو پوری زندگی گزارنی پڑتی اس کے ساتھ۔ وہ اٹھ کر بیٹھی۔ کیا اسے یقین تھا کہ وہ پوری زندگی ایسا رہنے والا ہے جو وہ اس کے ساتھ پوری زندگی گزارنے کا سوچ رہی تھی؟ اس نے کشن اٹھا کر بانہوں میں بھینچا۔ جو بھی تھا، یہ احساس ضروری ہو گیا کافی انوکھا تھا۔ اس طرح چاہے جانے کا احساس۔۔۔ یہ جاننا تھا اب، کیا وہ ہمیشہ اس سے ایسے ہی محبت کرتا یا پھر یہ رنگ وقت کی روانی میں مٹ جانے والے تھے۔۔؟ نیند میں جاتے ہوئے جو آخری بات اس کے ذہن میں تھی وہ یہی تھی کہ۔۔۔ وہ اسے گٹار سے تشبیہ کیوں دے رہا تھا؟

"تم ہر روز فون کر کے ایک ہی سوال کرتے ہو، تمہیں کیا لگتا ہے میں ٹھیک نہیں ہوں گی ادھر؟" افسانے نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے موبائل سکرین میں نظر آتے آریز کو دیکھا۔ وہ روز بلاناغہ کال کر کے۔۔ تم ٹھیک ہو، کوئی مسلہ تو نہیں، وہاں کسی نے تنگ تو نہیں کیا۔۔۔، جیسے سوال پوچھ کر پوری تسلی کر کے فون بند کرتا تھا۔

"تم پر اعتبار نہیں آتا نہ، تم کہاں کچھ بتاتی ہو۔ کوئی پرابلم ہو پریشانی ہو، تم خود تک ہی محدود رکھتی ہو۔ جیسے میں تو تمہارا کچھ لگتا ہی نہیں۔" وہ خفا نہیں تھا لیکن سنجیدہ لگتا تھا۔

"تم میرے بھائی ہو۔ خود سے زیادہ تم سے محبت ہے مجھے۔" نرمی سے کہتے

اس نے فون کا رخ ٹھیک کیا۔

تمہیں اپنے شوہر سے بھی محبت ہے اب تو۔۔ شاید ہم سب سے زیادہ۔""

اس نے سرسری انداز اپنایا۔

یہ کیا بات ہوئی آریز۔۔۔" وہ بے ساختہ اسے ٹوک گئی۔"

سچ تو کہہ رہا ہوں، تمہیں وہ ہم سے زیادہ عزیز ہو گیا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ " رہا کہ یہ غلط بات ہے، لیکن۔۔۔ مجھے اچھا نہیں لگتا جب تم اسے ہم پر ترجیح دیتی ہو۔ وہ بہت اچھا ہو گا، تمہارا خیال بھی رکھتا ہے، لیکن۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر چپ ہو گیا۔

تم مجھ سے ملنے کب آؤ گے؟" اس نے ٹاپک تبدیل کیا۔ اسے معلوم تھا کہ "

آریز اور مہرداد کے درمیان صرف کمیونیکشن گیپ تھا۔ وہ ایک بار ایک دوسرے سے بات کر لیتے تو یقیناً آریز کی رائے داد کے بارے میں تبدیل ہو جاتی۔

"آؤ گا بہت جلد انشاءاللہ۔"

"مما لوگ تو دبئی جا چکے ہیں، تم اور درخشے کب جاؤ گے؟"

"ہم شادی سے دو تین دن پہلے جائیں گے۔"

حیرت ہے، رائد نے تمہیں کچھ نہیں کہا، ویسے تو بہت دوستی ہے اور شادی میں ایسے مہمانوں کی طرح جاؤ گے؟" اس نے شرارت سے اسے چھیڑا۔

میں ابھی نیویارک نہیں چھوڑ سکتا نہ۔ کچھ ضروری کام ہیں۔ اور وہ بھی تو" مہمانوں کی طرح ہی آیا تھا میری شادی میں، میں تو پھر تین دن پہلے جاؤں گا۔ اس کی طرح لاسٹ مومنٹ تک منتیں نہیں کروا رہا۔" اس نے منہ بسورا۔ افسانے کو ہنسی آئی۔

"تم ہنس لو، ویسے بھی تم تو ہمیشہ اسی کی سائیڈ لیتی ہو۔"

ہو گئے تمہارے شکوے شروع، اچھا میں کال بند کر رہی ہوں۔ میرا شوہر" آنے والا ہے، اور اسے گھر آتے ہی سب سے پہلے مجھے دیکھنا ہوتا ہے۔" جان بوجھ کر اسے چڑایا۔

"ہاں ٹھیک ہے، میں بھی اتنا کوئی فارغ نہیں بیٹھا ہوا۔ مجھے۔۔"

اپنی بیوی کے لئے کافی بنانی ہے۔ہے نہ؟"معصوم شکل بنا کر آنکھیں پٹ پٹا کر کہا۔

شٹ اپ، تمہیں یقیناً رائد نے یہ بکواس کی ہو گی۔اسے تو میں پوچھتا" ہوں۔"آریز نے دانت کچکائے۔"اور تم۔۔فون رکھو۔جا کر اپنے مجازی خدا کو وقت دو۔"وہ اللہ حافظ کہتا فون بند کر گیا۔افسانے مسکراتے ہوئے مہرداد کا نمبر ملاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔اب وہ لان میں ٹہلتے ہوئے داد سے فون پر بات کرتے اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے والی تھی۔یہ انتظار اس کے روزمرہ معمولات کا حصہ تھا۔

تمہارے خاندان والوں نے کوئی ایشو تو نہیں بنایا رائد کی شادی خاندان سے"

باہر کرنے پر؟" حیدر اور طلال فیملی کامن روم کی طرف جا رہے تھے جب حیدر نے متفکر انداز میں سوال کیا۔

نہیں، لیکن اگر ایشو بناتے بھی تو تمہیں کیا لگتا ہے یہ کسی کی سنتا؟" کامن" میں داخل ہو کر انہوں نے آرمینے کے ساتھ بیٹھے رائد کی طرف اِشارہ کیا۔ حیدر نے ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور مسکرا دیے۔ آرمینے اور رائد صوفے کے ساتھ نیچے قالین پر سر جوڑ کر بیٹھے فون پر کچھ دیکھ رہے تھے۔ ان کی آوازیں بھنبھناہٹ کی صورت سنائی دیتی تھیں۔ کچھ پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہیں۔

اھم اھم۔۔" طلال نے گلا کھنکار کر انہیں متوجہ کیا۔ رائد اور آرمینے نے" اکٹھے فون سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

آپ دونوں دوست ایک ساتھ، خیریت ہو گی انشاءاللہ۔" رائد نے مسکرا" کر شرارت سے انہیں دیکھا۔

تم دونوں دوست بھی تو ایک ساتھ بیٹھے ہو، خیریت ہو گی انشاءاللہ۔"" طلال نے بھی اسی کے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

ہم تو۔۔۔بس ویسے ہی باتیں کر رہے تھے۔" اس نے فون کی سکرین پہلے " ہی آف کر دی تھی۔

رائد کہہ رہا تھا کہ۔۔۔" آرمینے بولنے لگی لیکن رائد نے اس کے ہاتھ پر اپنا" ہاتھ رکھ کر ہلکے سے دبایا گویا اسے بولنے سے منع کیا ہو۔آرمینے فوراً چپ ہوئی۔ابرو اچکا کر رائد کو دیکھا۔اس نے نامحسوس انداز بالوں پر ہاتھ پھیرتے گردن کو خم دے کر آنکھیں گھمائیں۔آرمینے نے سمجھنے والے انداز میں سر

ہلایا۔

طلال اور حیدر نے بغور ان دونوں کو دیکھا۔ کیا کمال بانڈنگ تھی، اشاروں اشاروں میں وہ ایک دوسرے کی بات سمجھ جاتے تھے۔

آپ دونوں نے کوئی اہم بات ڈسکس کرنی ہو گی نہ۔ ہم چلتے ہیں آپ باتیں" کریں۔ چائے پینی ہیں تو بتا میں ملازمہ سے کہہ دیتا ہوں۔" رائد اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر آرمینے کو بھی اٹھنے میں مدد دی۔

تم چائے کا کہہ دو۔ ہم نے واقعتاً ایک بہت اہم معاملہ ڈسکس کرنا ہے۔""

طلال کی بات پر رائد نے بھنویں سکیڑ کر انہیں دیکھا۔

گھریلو ٹاپک ہے یا بزنس کے حوالے سے کچھ؟" اس نے سرسری انداز"

اپنایا۔

بزنس کے حوالے سے ہے۔"اس بار حیدر نے جواب دیا۔"

اگر آپ برا نہ مانیں تو کیا میں آپ دونوں دوستوں میں مخل ہو سکتا" ہوں؟" بزنس کے حوالے سے اہم بات، اس نے فوراً ان کے ساتھ بیٹھنے کی درخواست کی۔

ضرور۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" طلال مسکرائے۔ بزنس کے حوالے" سے کوئی بھی بات ہو اور رائد بن طلال کو پتا نہ ہو، ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔

وہ سر کو خم دے کر آرمینے کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

تم ملازمہ سے کہو ادھر چائے دے کے جائے۔اور تم ممالوگوں کے "
پاس۔۔بلکہ نہیں،ایسا کرو اپنے کمرے میں جاؤ، تھوڑی دیر آرام کرو۔میں
آتا ہوں پھر کہیں باہر چلیں گے۔اوکے؟"اس نے فوراً پروگرام ترتیب دیا۔

اوکے۔لیکن تم جلدی آنا۔"وہ مسکرا کر کہتے جانے لگی تو رائد نے بازو اس"
کے سامنے پھیلایا۔آرمینے کے قدم رکے۔

کیا؟"اس کے پوچھنے پر اس نے نرمی سے مسکراتے نفی میں سر ہلایا۔اور"
جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھے۔"اب جاؤ۔۔۔"آرمینے مسکراتے
ہوئے وہاں سے چلی گئی تو وہ بھی واپس کامن روم کی طرف بڑھ گیا۔

وہ اسٹڈی ٹیبل پر لیپ ٹاپ سامنے رکھے پوری توجہ اور انہماک سے جلدی جلدی ٹائپنگ کر رہی تھی جب کمرے کا دروازہ بجا۔اس نے ٹائم دیکھا۔ بارہ بجنے والے تھے، وہ اس وقت کیوں اس کا دروازہ کیوں بجا رہا تھا۔ وہ دروازے کی طرف آئی۔لاک گھما کر دروازہ کھولا تو آریز کی صورت نظر آئی۔

آپ سو رہی تھیں؟" مسکرا کر پوچھا۔"

سیریسلی؟ تم نے یہی پوچھنے کے لئے رات کے بارہ بجے دروازہ بجایا ہے؟"" ابرو اچکا کر سنجیدگی سے پوچھا۔

ڈمب کوئسچن۔" خجل ہوتا وہ بڑبڑایا۔"

کوئی کام تھا؟" وہ پیر ہلاتے ہوئے جیسے بحالت مجبوری وہاں کھڑی تھی۔"

ہیپی برتھڈے۔۔"اس نے ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں ڈالا۔"آئی نو آپ" برتھڈے سیلیبریٹ نہیں کرتیں۔آپ کو یہ پسند بھی نہیں ہے۔لیکن مجھے لگا مجھے آپ کو وش کرنا چاہیے۔"مبادا وہ کوئی اعتراض کرے،اس نے جلدی جلدی کہا۔ہاتھ جیب میں ہی تھا۔

کر لیا وش؟"ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔اور دروازہ بند کرنا چاہا۔"

ایک منٹ رکیں۔"اس نے جلدی سے ہاتھ دروازے پر رکھا۔"

آریز جیولری وغیرہ میں مجھے اتنا کوئی خاص انٹرسٹ نہیں ہے،اس لئے اگر" تم کوئی گفٹ لائے ہو تو،سوری،مگر میں نہیں لوں گی۔"سنجیدگی سے کہتے

اس کی جیب کی طرف اِشارہ کیا۔

آریز نے ہاتھ جیب سے باہر نکالا۔اس میں موجود شے دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوئی۔

میں تو یہ لایا تھا آپ کے لئے، جیولری کا تو مجھے خیال بھی نہیں آیا۔"سادگی" سے کہتے چاکلیٹ اس کی طرف بڑھائی۔"آپ کو پسند ہے نہ یہ۔"درخشے خفت سے سرخ ہوئی۔کیا ضروری تھا خود سے اندازہ لگا کر بولنا۔۔

درخشے نے چاکلیٹ اس کے ہاتھ سے لے کر الٹ پلٹ کر دیکھا۔یہ چاکلیٹ نیویارک سے نہیں ملتی تھی۔اس برانڈ کی برانچز صرف دبئی میں تھیں۔وہ آریز کو دیکھ کر رہ گئی۔وہ کیا یہی ایک چاکلیٹ لایا تھا؟

ہیپی برتھڈے۔۔۔انجوائے۔"وہ مسکرا کر واپس جانے کے لئے پلٹا۔"

تم نے صرف یہی ایک منگوائی ہے؟"درخشے کی آواز پر اس نے رک کر" اسے دیکھا۔وہ ماتھے پر تیوری لئے اسے گھور رہی تھی۔اس نے کیا سوچا تھا وہ برتھڈے وش کرنے پر اسے گلے لگائے گی۔۔وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔کاش کبھی وہ اسے گلے لگاتی۔وہ بھی کیا دن ہوتا، لیکن اسے ایسا ہوتا ممکن نظر نہیں آرہا تھا۔پھر بھی کیا پتا، کبھی اسے اس پر ترس آجائے۔۔سوچ کر ہی دل میں گدگدی سی ہوئی۔

کچھ پوچھا ہے؟جواب دو."وہ بات کرتے کرتے اس کے مراقبے میں چلے" جانے پر کوفت کا شکار ہوئی۔

اور بھی ہیں۔"وہ اس کے تیور دیکھ کر گڑبڑا گیا۔"

تو وہ بھی دو۔" ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائی۔"

لاتا ہوں۔" وہ کچن کی طرف مڑ گیا۔"

فریج میں ہیں تو رہنے دو۔ میں خود لے لوں گی۔" اس نے پیچھے سے ہانک" لگائی اور گڈ نائٹ کہہ کر دروازہ بند کر گئی۔ ان کا بھی پتا نہیں چلتا، کب کیسا موڈ ہو۔ آریز سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

تمہارا جانا ضروری ہے؟ رک نہیں سکتے؟" مہرداد ڈریسنگ ٹیبل کے" سامنے کھڑا شرٹ کے کف بند کر رہا تھا، آئینے میں بیڈ پر پیر لٹکا کر بیٹھی

افسانے کا عکس نظر آ رہا تھا۔ وہ اداس لگتی تھی۔

ضروری نہ ہوتا تو کیا میں تمہیں ایسے چھوڑ کر جاتا؟" اس نے جواب دینے کے بجائے الٹا سوال کیا۔

میں تمہیں مس کروں گی۔ بہت یاد آئے گی تمہاری۔" سنہری بھوری آنکھوں میں نمی چمکی۔

افسانے۔۔۔ یار۔۔" وہ بے بسی سے اس کا نام لیتے اس کی طرف آیا۔" پینٹ گھٹنوں سے چٹکیوں میں پکڑ کر اوپر کرتے وہ اس کے سامنے پنجوں کے بل قالین پر بیٹھا۔ اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر لبوں سے لگایا۔

دس دن کی بات ہے صرف، پھر میں واپس آ جاؤں گا۔ اور میں وہاں جا کر"

تمہیں کال بھی تو کرتا رہوں گا نہ، تمہیں محسوس بھی نہیں ہو گا کہ میں تمہارے پاس نہیں ہوں۔" نرمی سے کہتے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گال پر رکھا۔

مجھے ساتھ بھی نہیں لے جا رہے تم۔" پہلا آنسو اس کی پلکوں سے لڑھک کر گال پر پھسلا۔

یار اب ایسے تو نہ کرو۔" وہ اس کے آنسو دیکھ کر پریشان ہوا۔ "ڈاکٹر کی بات تم نے سنی تھی۔ جب ڈاکٹر نے لمبا سفر کرنے سے منع کیا ہے تو کیا ضروری ہے کہ رسک لیا جائے؟" وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

لیکن میں تمہارے بغیر اتنے دن کیسے رہوں گی۔ مجھے نیند بھی نہیں آئے گی۔" ٹپ ٹپ کر کے آنسو پلکوں سے ٹوٹے۔

افسوں۔۔۔" وہ اس کے آنسوؤں سے بے چین ہوا۔ ہتھیلی اس کے گال پر" رکھتے انگوٹھے سے اس کے آنسو صاف کئے۔" میں کوشش کروں گا کہ جلدی واپس آجاؤں۔ تم بے فکر رہو یہاں کوئی تمہیں تنگ نہیں کرے گا۔ ناپسندیدہ لوگ اب اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ کوئی بھی تمہیں پریشان نہیں کر سکے گا۔" وہ ہر طرح سے اسے پر سکون کرنا چاہتا تھا۔

تم نے کہا مجھے محسوس نہیں ہو گا کہ تم میرے پاس نہیں ہو۔ ایسے کیسے ہو" سکتا ہے؟" وہ اس کی پہلی بات میں الجھی تھی۔

تم نہیں ہو گے تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہو گا۔ کیا تمہیں معلوم" ہے۔۔۔ تم آفس جاتے ہو تو میں تمہارے انتظار میں کتنی بار ٹائم دیکھتی ہوں؟ جس پل تم گھر سے باہر جاتے ہو اسی پل سے تمہاری گھر واپسی کا انتظار

کرنا شروع کر دیتی ہوں۔ تم کو آفس سے واپسی پر دیر ہو جائے تو ایسی کیفیت ہو جاتی ہے جیسے تمہیں ابھی اپنی نظروں کے سامنے نہیں دیکھا تو جان نکل جائے گی۔ جان بوجھ کر تمہیں کڑوی کسیلی باتیں کرتی ہوں، تاکہ تم مجھے زیادہ وقت دو۔ الٹی سیدھی فرمائشیں کرتی ہوں، تاکہ تمہارا دھیان ایک پل کو بھی مجھ سے نہ ہٹے۔ تم سامنے ہوتے ہو تو دنیا بھول جاتی ہے مجھے، صرف تم یاد رہتے ہو، تمہیں تنگ کروں یا باتیں سناؤں، لیکن تم مجھے ہر وقت اپنے آس پاس چاہیے ہو، اب تم اتنے دن کے لئے جا رہے ہو اور کہتے ہو کہ مجھے محسوس نہیں ہو گا۔ رات کو نیند نہ آئے تو تمہیں بھی ساتھ جگا دیتی ہوں اور ادھر اُدھر کی فالتو باتیں کرتی رہتی ہوں اور تم ماتھے پر بل لائے بغیر نیند بھری آنکھوں سے سنتے جاتے ہو۔" وہ گردن جھکائے بولتی جا رہی تھی، آنسو گود میں رکھے مہرداد کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔

جب تم میرا ماتھا چومتے ہو، مجھے اپنے لمس سے معتبر کرتے ہو، میرا ہاتھ پکڑ"

کر میرے ساتھ چلتے ہو، جب سینے سے لگا کر کہتے ہو کہ۔۔۔ مجھ سے محبت کرتے ہو، جب۔۔۔ جب تم میرا نام لیتے ہو۔۔۔ میں کیا کیا بتاؤں، مجھے اتنی محبت کیوں ہو گئی ہے تم سے؟ تم بتاؤ اتنے دن میں کیسے گزاروں گی۔۔ تمہارے بغیر؟ تمہیں پتا ہے مجھے تمہارے بازو پر سر رکھ کر سونے کی عادت ہے، مجھے نیند کیسے آئے گی؟ مجھے تمہاری محبت کی عادت ہو گئی ہے، مجھ سے دو دن نہ گزریں تم دس دن کی بات کر رہے ہو۔۔۔ کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے کہ میری زندگی تمہارے ساتھ ہے داد، تمہارے بغیر سارے رنگ بے رنگ ہیں۔" آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔

مہرداد حق دق بیٹھا اسے سن رہا تھا۔ وہ کچھ بھی کہنے کی حالت میں نہیں رہا تھا۔ اس نے بولنا چاہا، لیکن ناکام رہا، افسوں نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔ وہ گھٹنے قالین پر ٹکاتے وہیں بیٹھے بازو اس کے گرد باندھ گیا۔ اس کے اس طرح خود سے لپٹنے پر افسانے کو اور زیادہ رونا آیا، وہ جھک کر اس کے بالوں پر لب رکھتے بازو اس کی گردن پر باندھتے کھسک کر بیڈ سے نیچے گھٹنوں کے بل اس

کے مقابل بیٹھی۔انگلیاں اس کے بالوں میں چلاتے وہ آنسو سے تر چہرے کے ساتھ بیٹھے سوچ رہی تھی کہ شاید وہ آج کل کچھ زیادہ حساس ہو رہی تھی۔اتنا جزباتی ہونے کی بھی کیا ضرورت تھی۔وہ پہلے بھی تو شہر سے باہر جاتا رہتا تھا،واپس بھی آجاتا۔۔۔لیکن یہ آنکھیں پتا نہیں کیوں برستی ہی جا رہی تھیں۔

داد۔۔"اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسا کر اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن وہ ٹس" سے مس نہیں ہوا۔وہ اس وقت جزباتی طور پر بہت سی چیزوں سے ایک ساتھ گزرا تھا۔وہ جو محسوس کر رہا تھا وہ اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا۔وہ لڑکی اس وقت اس کی جان بھی مانگتی تو وہ بلا تامل دے دیتا۔کیا وہ کبھی اللہ سے اس سے زیادہ کی تمنا کر سکتا تھا؟سب کچھ تو دے دیا تھا خدا نے اسے۔۔۔اس کے گرد گرفت کچھ اور مظبوط کی۔کسی کے لئے وہ صرف الفاظ ہو سکتے تھے لیکن وہ جس نے ایک عمر گزاری تھی محبت کی تلاش میں،

اس کے لئے یہ الفاظ بہت قیمتی تھے۔

پیچھے ہٹو، پسلیاں توڑو گے کیا۔۔" ہلکا پھلکا انداز اپناتے اسے پیچھے کرنا چاہا۔" لیکن وہ الگ نہیں ہوا۔" داد، پیچھے ہٹو، ٹشو اٹھا کر دو مجھے۔" وہ جانتی تھی اس نے اپنے ساتھ اسے بھی جزباتی کر دیا تھا۔ وہ آہستہ سے اس سے الگ ہوا۔ ٹشو افسانے کو پکڑاتے وہ وہیں اس کی گود میں سر رکھے لیٹ گیا۔

تمہیں دیر ہو رہی ہے، جاؤ تم۔" ٹشو سے ناک رگڑتے اس نے گھٹنا ہلا کر" اسے گود سے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

نہیں جا رہا میں۔" وہ اس کی گود سے سر ہٹاتے اس نے ہاتھ پکڑ کر افسانے" کو قالین سے اٹھاتے ہوئے بیڈ پر بٹھایا، خود بھی اس کے ساتھ بیٹھا۔

اتنے جزباتی مت ہو۔جا کر تیار ہو جاؤ۔"رو رو کر آواز بھاری ہو گئی تھی۔"

دادنے نفی میں سر ہلایا۔

"میں کچھ زیادہ جذباتی ہو گئی تھی، تم اپنا بزنس ٹرپ کینسل مت کرو۔"

وہاں جا کر بھی بے چین رہوں گا،اس سے بہتر ہے نہ ہی جاؤں۔"اس کے"
کندھے سے بازو گزار کر خود سے لگایا۔

لیکن تم نے کہا بہت ضروری کام ہے۔۔اٹھو۔۔"وہ اس کے بازو کے"
گھیرے سے نکلتے ہوئے کھڑی ہوئی۔"تیاری مکمل کرو اپنی، میں دیکھوں
سکینہ نے ناشتہ بنایا یا نہیں۔"اسے بازو سے پکڑ کر زبردستی اٹھایا۔

"افسوں۔۔۔"

کیا افسوں ؟ میں جزباتی ہو گئی تھی، اب تم ضروری کام تو نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر تم ایسے ہی میری خاطر اپنے پروگرام کینسل کرتے رہے تو ہم بہت جلد غریب ہو جائیں گے۔ تم کہتے ہو نہ کہ تبریز میں بھکاری نہیں ہوتے، تو کیا تم تبریز کے پہلے آفیشل بھکاری بننا چاہتے ہو؟" شرارت سے کہتے اس کے گال کھینچے۔ "ایسا ہے تو پھر لوگوں کو بتانا کہ بیوی کے موڈ سوئنگز کی وجہ سے روڈ پر آیا ہوں۔" زکام زدہ کھردری آواز میں بولتے وہ ہلکا سی ہنسی۔

مہرداد بنا مسکرائے سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔

اب ایسے تو مت دیکھو۔۔۔ ہو گئی تھوڑی جذباتی تو کیا ہو گیا۔ لیکن تم اپنا پروگرام کینسل مت کرو۔"

اوکے۔ تم ناشتہ لگاؤ میں آتا ہوں۔" آہستہ سے کہتا وہ ڈریسنگ ٹیبل کی" طرف مڑ گیا۔ افسانے کمرے سے باہر گئی تو وہ چلتے ہوئے بیڈ تک آیا اور پاؤں لٹکا کر بیٹھتے ہوئے وہیں لیٹ گیا۔ ذہن میں افسانے کی باتیں دہرائیں، سکون سا محسوس ہوا۔ کاش یہ غمِ روزگار نہ ہوتا۔۔۔ وہ تکان سے مسکرایا۔۔ آج پہلی بار کوئی ایسا خیال آیا تھا اسے۔ وہ گہری سانس بھرتے اٹھا۔ دنیا تھی جنت تھوڑی نہ تھی کہ وہ اپنی حور کے ساتھ پھولوں کے باغات میں بے فکری سے گھومتا، دنیا میں رہنے کے لئے کمانا تو پڑتا ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے کوٹ پہننے لگا۔ آج کل کچھ عجیب ہی مثالیں آتی تھیں اس کے ذہن میں۔

آریز۔۔۔ اسے دیکھوں زرا، یہ کاپی کیوں نہیں ہو رہا۔" لونگ روم کے"

کونے میں رکھی اونچی کرسی پر بیٹھے وہ جھنجھلاہٹ سے لیپ ٹاپ کی کیز پریس کر رہی تھی۔"میں نے اٹھا کر دیوار میں مارنا ہے اسے۔پتا نہیں اب کیا پرابلم ہو گئی ہے۔"وہ لیپ ٹاپ کو گھور رہی تھی۔

میں دیکھ لیتا ہوں۔"وہ اس کی طرف آیا۔غصہ تو اس کی بیوی کی ناک پر" رہتا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا۔"کیوں نہیں ہو رہا کاپی۔۔" بڑبڑا کر کہتے وہ لیپ ٹاپ پر جھکا۔اس نے دو تین کیز پریس کیں۔ونڈوز آگے پیچھے کرتے وہ ٹچ پیڈ پر انگلی پھیرتے مکمل طور پر لیپ ٹاپ سکرین کی طرف متوجہ تھا۔لونگ روم کی ونڈو کے سلائیڈز ہٹے ہوئے تھے تو سورج کی روشنی لیپ ٹاپ پر جھکے آریز کے بالوں پر پڑ رہی تھی۔سنہرے بھورے بال دھوپ میں چمک رہے تھے۔درخشے گردن موڑ کر اسے دیکھے گئی۔وہ اس کی چیئر کے ساتھ جھکا کھڑا تھا تھا،چند انچ کے فاصلے سے نظر آتا اس کا چہرہ درخشے کی ساری توجہ اپنی جانب کھینچ گیا۔سورج کی کرنوں سے پھوٹتی

روشنی اس کی آنکھوں پر پڑتی تھی۔لب آپس میں پیوست نرمی سے بھینچے ہوئے تھے۔لبوں کے ساتھ سنہری رواں۔۔۔وہ تسلی سے اسے دیکھے گئی۔

یہ لیں ہو گیا۔آپ لیپ ٹاپ مت توڑیں، سسٹم میں تھوڑا سا ایرر آ گیا" تھا۔اب ٹھیک ہے۔" وہ ہلکا سا مسکرایا اور اسے دیکھا۔وہ سیدھا ہونے لگا پھر وہیں ٹھہر گیا۔درخشے بہت محویت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

پیارا ہوں نہ؟" سادگی سے کہا لیکن آنکھیں شرارت سے چمکی تھیں۔" درخشے نے بنا چونکے ہاں میں سر ہلایا۔

کیا سچ میں؟ آپ کو پیار الگ رہا ہوں میں؟" اس نے سنہری بھوری آنکھیں" پھیلا کر اسے دیکھا۔درخشے نے ہاتھ بڑھا کر انگلیوں کی پوروں سے اس کی پلکوں کو چھوا۔سورج سنہرے کانچ سے ٹکراتا عجیب ہی نظارہ دکھا رہا تھا۔اس

کے پلکوں کو چھونے پر آریز کی پلکوں میں قدرتی سی لرزش ہوئی۔ وہ مسکرائی۔ انگوٹھا اس کے ابرو پر پھیرا۔ وہ اتنا پیارا تھا، درخشے کو آج اندازہ ہوا تھا۔ آریز کا حال بے حال ہوا۔ وہ تو شاید اسے کوئی خوبصورت گڈا سمجھے اس کے چہرے کو نقوش کو پوروں سے چھوتے حیران ہو رہی تھی۔

یہ ٹھیک نہیں کر رہیں آپ، میری باری آپ بیہوش ہو جاتی ہیں۔ "اس" نے منہ بسورا۔ درخشے نے چونک کر اسے دیکھا۔ فوراً ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹایا۔

میں صرف یہ دیکھ رہی تھی کہ۔۔۔ "اس نے وضاحت کرنی چاہی، لیکن" اٹک گئی۔ اب اس بات کی وہ کیا توجیہہ پیش کرتی۔

جی، میں انسان ہوں۔ آپ شاید ویمپائر سمجھی تھیں، جو سورج کی روشنی"

میں سونے کے ذرات ایسے چمکتے ہیں۔" وہ میز پر ہاتھ رکھتا سیدھا ہوا۔ بظاہر اس نے شرارت سے ہی کہا تھا لیکن وہ اپنے دل کی دھڑکن کو تیز ہوتا محسوس کر سکتا تھا۔

شٹ اپ۔۔" درخشے کو جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو اسے جھڑک دیا۔ وہ ہنسا" اور گردن میں ابھر کر معدوم ہوتی گلٹی۔۔ اسے اتنا پیارا نہیں ہونا چاہیے تھا، وہ رخ موڑ گئی۔ وہ کندھے اچکاتے وہاں سے ہٹ گیا۔ درخشے نے لیپ ٹاپ کی کیز پریس کیں۔ پرابلم سولو ہو چکا تھا۔

"سنو۔۔ تھینک یو۔"

اینی ٹائم مس۔" وہ اس کی طرف پلٹا اور دل پر ہاتھ رکھتے تھوڑا سا جھکا۔" تھینک یو کہنا بھی نہیں آتا، دل میں سوچا۔۔

چاکلیٹ؟"اس نے میز پر رکھی ادھ کھائی چاکلیٹ اس کی طرف بڑھائی۔"

تھینکس۔۔لیکن یہ تو آپ کی ہے۔آپ کھائیں۔میں اور لے لوں گا۔""
اس نے تکلف سے انکار کیا۔"اوکے۔"وہ چاکلیٹ کا بائٹ لیتی لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوئی۔

لیکن آپ اتنا اصرار کر رہی ہیں تو کھا لیتا ہوں۔"درخشے نے آنکھیں چھوٹی" کر کے اسے دیکھا۔وہ سادگی سے مسکراتے ہوئے نظریں اطراف میں گھماتے اس کی طرف آیا۔درخشے نے نفی میں سر ہلایا۔وہ کبھی بھی تسلسل سے اس کو دیکھ کر بات نہیں کرتا تھا۔

وہ کرسی کھینچ کر اس کے مقابل بیٹھا۔کچھ سیکنڈ تک جب وہ کچھ نہیں بولا تو

درخشے نے پلکیں جھپک کر اسے دیکھتے ابرو اچکائے۔۔وہ یا تو دیکھتا نہیں تھا اور اگر دیکھتا تو پھر ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھے جاتا۔

چاکلیٹ ادھر ہے۔"درخشے نے میز کی طرف اِشارہ کیا۔وہ ٹھیک کرتا تھا" کہ اس کی طرف نہیں دیکھتا تھا، وہ ایسے دیکھتا رہتا تو وہ کیسے اس کی آنکھوں سے بچتی۔ابھی بھی وہ اس کی نظروں سے دل ہی دل میں جز بز ہو رہی تھی لیکن چہرہ سیدھا ہی رکھا۔

جی۔"وہ کرسی چھوڑ کر کھڑا ہوا اور وہاں سے جانے کے لئے قدم" بڑھائے۔

چاکلیٹ تو لیتے جاؤ۔"اس نے ہانک لگائی۔"

نہیں کھانی۔" جھلا کر ہاتھ سر پر سے گھما کر انکار کیا۔ صوفے سے جیکٹ" اور گاڑی کی چابی اٹھائی۔

اسے کیا ہوا؟" وہ ماتھے پر بل ڈال کر بڑبڑائی۔"

آپ کے لیپ ٹاپ میں ایک آپشن ہے، سرچ کا۔ وہاں پر کبھی" لکھ کر سرچ کر لیں تو مہربانی ہو گی۔" Aphenphosmphobia بلند آواز میں کہتے وہ اپارٹمنٹ سے باہر جا رہا تھا۔

لیکن تم کہاں جا رہے ہو؟" اس نے بھی بلند آواز میں پوچھا۔"

کہیں تو جاؤں گا۔" اس کی آواز دور سے آئی تھی۔ وہ اپارٹمنٹ کا دروازا" کھولتا باہر نکل گیا۔

پاگل نہ ہو تو۔" وہ بڑبڑائی۔"

زینب ماں، اپنی امانت چھوڑے جا رہا ہوں آپ کے پاس، اس کا خیال رکھئے" گا۔" ناشتے کے بعد جب وہ جانے لگا تو زینب کے پاس رکا۔

تم بے فکر رہو۔ خیر سے واپس آؤ۔" انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں کہتے" اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اپنا خیال رکھنا۔" وہ افسانے کی طرف آیا۔ نگاہ اس کی متورم سوجی آنکھوں" پر گئی۔

تم بھی۔"اس کی آنکھیں پھر سے نم ہوئیں۔"

زینب مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔

مجھے تمہاری فکر رہے گی۔"دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھامتے اس نے" باری باری اس کی آنکھوں کو چوما۔

تم میرا قیمتی اثاثہ ہو۔تمہارے بغیر مہر داد رضا کچھ بھی نہیں ہے۔"اس کی" پیشانی پر لب رکھتے وہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔

وہ نم آنکھوں سے اس کے گلے لگی۔پتا نہیں کیوں دل نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ جائے۔یہ بات وہ اس سے کہہ نہیں سکتی تھی۔وہ سفر پر جا رہا تھا وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔لیکن یہ طے تھا کہ وہ جب تک واپس اس کے

پاس نہیں آجاتا اس کا وقت کانٹوں پر بسر ہونے والا تھا۔۔۔

رات کو آریز دیر سے واپس آیا تھا۔ وہ بہت خاموش سا لگ رہا تھا۔ کھانا کھا کر اس نے درخشے کو باہر واک پر چلنے کی آفر کی، مگر اس کے انکار پر مایوس سا ہوتا وہ سست قدموں سے اپارٹمنٹ سے باہر چلا گیا۔

درخشے اپنے کمرے میں آئی تو سیدھا اسٹڈی ٹیبل کی طرف آئی۔ کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ آن کیا۔ اب وہ گوگل کھولے بیٹھی سرچ بار میں کچھ لکھ رہی تھی۔

"Treatment of Aphenphosmphobia"

گوگل نے کمانڈ ملتے ہی فوراً مختلف رزلٹ کنگھال کر سامنے رکھے۔اس کی پہلی نظر جس پر گئی وہ نیلے رنگ سے ہائی لائٹ شدہ ایک لائن تھی۔

"Self help is the best known treatment for overcoming the fear of intimacy pho-bia."

اس نے پہلی ویب سائٹ پر کلک کیا اور سامنے نظر آتا آرٹیکل پڑھنا شروع کیا۔وہ جب تین گھنٹے بعد وہاں سے اٹھی تو ٹیبل پر ایک کاغذ پر نمبرنگ کر کے کچھ لائنز لکھی ہوئی تھی، یا شاید وہ ہیڈنگ صورت کچھ اہم پوائنٹس تھے۔ ساتھ ہی ایک ٹیلیفون نمبر بھی لکھا تھا جس پر کیپیٹل لیٹرز میں ایک نام لکھا ہوا تھا، ڈاکٹر ریچل۔

اتنی چھوٹی لڑکی سے شادی کر رہے ہیں رائد سر کی۔ بچی لگتی ہے، اتنے" بڑے گھر کی بہو ہونے کی زمہ داری کو کیسے نبھائے گی وہ۔ فاطمہ میم کو اپنے طرح کوئی بہولانی چاہئے تھی۔" درمیانی عمر کی ملازمہ ٹرالی سیٹ کرتے ہوئے ساتھی لڑکی کو کہہ رہی تھی۔

سنا ہے رائد سر کی مرضی سے ہو رہی ہے شادی، تم نے دیکھا نہیں، جب وہ" گھر پر ہوتے ہیں سارا وقت اپنے ہونے والی دلہن کے ساتھ ہی گزارتے ہیں۔" ساتھی ملازمہ لڑکی نے اپنی معلومات شیئر کرنا ضروری سمجھا۔

پھر بھی، مجھے نہیں لگتا یہ شادی چلے گی۔ اس لڑکی میں بہت زیادہ بچپنا ہے،" وہ خود کو سنبھال لے بڑی بات ہے کجا کہ اس گھر کو سنبھالے گی۔ پتا نہیں کیا

سو جھی فاطمہ میم کو۔اس کی وجہ سے درخشے میم کا گھر بھی خراب ہو گا۔تم دیکھنا وہ۔۔۔"

تم لوگ باتیں ہی کرتی رہی ہو یا کوئی کام بھی کیا ہے؟"ایک کرخت سی" آواز پر وہ ملازمہ گڑبڑا کر چپ ہوئی، ورنہ ابھی وہ مزید پیشن گوئیاں کرتی۔وہ کرخت آواز والی بہت پرانی ملازمہ اور ان کی ہیڈ تھی، وہ اس کے سامنے مالکوں کے بارے میں گوسپ نہیں کر سکتی تھی۔وہ چائے کی ٹرالی لے کر باہر نکل گئی۔

گھر کے تمام افراد لان میں بچھی کرسیوں پر بیٹھے تھے،ان کو چائے سرو کر کے وہ ملازمہ واپس چلی گئی۔ لیکن جاتے ہوئے ایک نظر رائد اور آرمینے پر ڈالی، جو باقی گھر والوں سے تھوڑا دور گھاس پر آلتی پالتی کر کے بیٹھے سر جوڑے رائد کے ہاتھ میں موجود ٹیب پر کچھ دیکھتے باتیں کرنے میں مصروف نظر

آتے تھے۔

کیا ہوا، تم چپ کیوں ہو گئی، کیا سوچ رہی ہو؟" رائد نے آرمینے کا باتیں کرتے کرتے خاموش ہو جانا محسوس کیا۔

کچھ نہیں، میں بس سوچ رہی تھی کہ شادی پر، اتنے سارے لوگوں ہوں گے، ان کا مرکز نگاہ بننا، مجھے عجیب لگ رہا ہے۔۔۔، مجھے لگتا ہے میں کنفیوز ہو جاؤں گی۔" وہ الجھن زدہ آواز میں کہہ رہی تھی۔ "ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ پرائیوٹ تقریب ہوتی، زیادہ مہمان نہ ہوتے۔۔۔ ایسے تو۔۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ کر بیچارگی سے کندھے اچکائے۔

مجھے تمہاری بات سمجھ آ رہی ہے، لیکن۔۔۔،" رائد نے ٹیب نیچے رکھا اور نرمی سے آرمینے کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں کی مظبوط گرفت میں لئے۔

"مہمانوں کو دعوت نامے جا چکے ہیں، اب ان میں ردوبدل کرنا مشکل ہو گا۔ مام ڈیڈ کا کافی وسیع سوشل سرکل ہے، لیکن ان میں سے بھی صرف اہم لوگوں کو ہی بلایا ہے۔ یہ بھی ایک پرائیوٹ فنکشن ہی ہے۔" نرم لہجے میں اسے سمجھایا۔

میں نے مہمانوں کی لسٹ دیکھی ہے، دونوں طرف سے مل ملا کر بہت سارے لوگ بن رہے ہیں۔ شادی ہماری ہے ان کو بلانے کی کیا ضرورت۔" وہ روہانسی ہوئی۔

"ایگزیکٹلی، شادی ہماری ہے، تم ان پر فوکس کیوں کر رہی ہو، وہ ہمیں دیکھنے آئیں گے، اب اگر۔۔۔"

"ہم سرکس کلاؤنز ہیں نہ جو ان کو لازمی ہمیں دیکھنا ہے۔" آرمینے نے

بیزاری سے اس کی بات کاٹی۔ رائد چپ ہو گیا۔ وہ بولے گئی۔ "اور پھر شادی کی فوٹوز پریس اور میڈیا پر بھی تو جائیں گی۔ اتنے لوگ، سب کی اپنی رائے۔۔۔ طرح طرح کے تبصرے ہوں گے۔

ادھر دیکھو۔" رائد نے اس کے ہاتھوں پر دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔ آرمینے نے خفا خفا سی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "پہلی بات، جب میں تمہارے ساتھ ہوں تو تمہیں اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، تم صرف مجھے دیکھنا۔ اپنے رائد کو۔ اوکے؟ اور دوسری بات۔۔۔ میڈیا پریس کی ٹینشن تم مت لو، وہ مجھ پر چھوڑ دو۔ کچھ بھی ایسا نہیں ہو گا جو تمہیں برا لگے۔ میری بات پر یقین ہے نہ؟" اس کے پوچھنے پر آرمینے نے اثبات میں سر ہلایا۔

"بس پھر کس بات کی ٹینشن۔ تم نے صرف یہ سوچنا ہے کہ تم پرنسس سے کوئین بننے والی ہو اور یہ سب لوگ تمہاری تاج پوشی کی تقریب میں آئے ہیں۔ اور کوئین کی پاورز کا تو تمہیں پتا ہے، تمہارے ایک اشارے پر

ناپسندیدہ لوگوں کو اٹھا کر باہر پھینکا جائے گا۔"اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے دکھایا کہ کیسے اٹھا کر پھینکا جائے گا۔آرمینے کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ تمہیں دیکھیں گے تو تم نے صرف اتنا تناؤ غائب ہوا۔"سارے لوگ اگر کرنا ہے کہ مسکرانا ہے۔ تمہیں پتا ہی نہیں، تمہاری مسکراہٹ ملین ڈالر ہے، تم مسکراتی ہو تو سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔"اس نے سر ہلکے سے اس کے سر سے ٹکرایا۔"میں کتنا بھی پریشان ہوں، کوئی ٹینشن ہو، جب تمہیں دیکھتا ہوں، تو ساری پریشانی، ٹینشن گمشو ہو جاتی ہے۔"اس نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتے اپنے دل پر رکھا۔"کسی مشکل موڑ پر ہوں، کوئی اہم فیصلہ کرنا ہو، تمہاری آواز سن لیتا ہوں، پھر سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔اور تم کہہ رہی ہو کہ تم کنفیوز ہو جاؤ گی، زرا سوچو تو اگر تم کنفیوز ہوئی تو میرا کیا بنے گا؟"اپنے دل پر رکھا اس کا ہاتھ سہلایا۔آرمینے مسکرا دی، جو وہ سمجھانا چاہ رہا تھا آرمینے کو سمجھ آ گیا تھا۔

میں نے کب کہا میں کنفیوز ہوں گی؟"اس نے گردن اکڑا کر کہا، رائد ہنس" دیا۔

ہم شاید ہوٹلز دیکھ رہے تھے۔۔"اس نے ٹیب کی طرف اِشارہ کیا۔"

اوہاں۔"اس نے ٹیب اٹھا کر سکرین روشن کی۔اسی وقت سارا نے انہیں" آواز دی تو وہ کپڑے جھاڑ کر وہاں سے اٹھتے کرسیوں کی طرف چلے آئے۔

تم دونوں نے اچھا کیا کہ آ گئے، ہم سب بہت مس کر رہے تھے۔"فاطمہ" نے نرمی سے درخشندے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

میں بھی بہت مس کر رہی تھی آپ کو۔"درخشے نے بھی مسکرا کر ان کے" ہاتھ پر گرفت بنائی۔

ہاں جی، اسی لئے اب آئی ہو، مہمانوں کی طرح۔" رائد نے مسکرا کر اسے تپایا۔ وہ جانتا تھا وہ چڑ جائے گی اس بات پر۔ اور وہی ہوا۔

"پہلے آ کر ہم نے کیا کرنا تھا، دلہا دلہن تو کسی کو پوچھ ہی نہیں رہے، ایک دوسرے سے ہی فرصت نہیں۔" وہ ہونٹ پھیلا کر مسکرائی۔ آرمینے نے سر اٹھا کر درخشندے کو دیکھا۔ "ویسے، تم دونوں آخر باتیں کیا کرتے ہو؟" درخشندے نے باری باری ان دونوں کو دیکھتے ہوئے پر سوچ انداز میں کہا۔ "بچپن سے اب تک ہمیشہ ساتھ رہے ہو، اور پھر بھی تم لوگوں کی باتیں ختم نہیں ہوتیں۔" وہ حیران تھی۔ باقی سب نے بھی مسکرا کر رائد اور آرمینے کو دیکھا۔ آرمینے پھیکا سا مسکرائی۔

أختي العزيزة، تمہارا شوہر ساتھ بیٹھا ہے، تم بھی کرو آپس میں باتیں کرو،"

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" رائد نے حلف لینے والے انداز میں دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھائے۔

مجھے یاد آیا میں نے افسانے کو کال کرنی تھی، وہ انتظار کر رہی ہو گی۔ میں اس سے بات کر کے آتی ہوں۔" آرمینے آہستہ سے کہتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

میرا شوہر تمہاری طرح باتونی نہیں ہے، وہ بولتا کم اور سنتا زیادہ ہے۔ یہ نہیں کہ بس تم ہی بولتے رہتے ہو اور آرمینے بیچاری سنے جاتی ہے۔ مجھے لگتا ہے تم اس پر بڑے ہونے کا رعب جھاڑتے ہو گے، میں کسی دن اسے تھوڑا ٹریننگ دوں گی، پھر دیکھتی ہوں کیسے تمہاری زبان چلتی ہے اس کے سامنے۔" آرمینے کے جانے کے بعد درخشے نے وہیں سے بات شروع کی جہاں سے ٹوٹی تھی۔ اس کا ہیومر ایسا ہی تھا، وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ مذاق

کرتی تھی۔

اسے ٹریننگ میں خود دے لوں گا تم اپنے شوہر پر دھیان دو،اس کی جتنی" لمبی زبان ہے سوچ ہے تمہاری۔یہ صرف شکل سے کیوٹ ہے، کبھی اسے بولنے کا موقع دو تو پتا چلے تمہیں کہ یہ کتنے پانی میں ہے۔لیکن تم تو اسے بولنے ہی نہیں دیتی۔" وہ بھی اسی کا بھائی تھا اس کی بات اسی پر پلٹا دی۔

مجھے مت گھسیٹو۔اپنی بات کرو تم۔" آریز نے ہاتھ کھڑے کئے۔"

" بات تمہاری بیوی نے شروع کی تھی تو تمہارا ذکر تو لازمی ہو گا۔"

تم اسے چھوڑو یہ بتاؤ کہ آج کل دلہے کا شادی والے دن رونا۔۔۔میرا" مطلب تشکر سے رونا ٹرینڈنگ میں ہے تو کیا تم بھی اپنی دلہن کو دیکھ کر

آنکھوں میں آنسو بھر لاؤ گے؟" آریز نے اسے چڑانے کے لئے کہا۔

دیکھو تو، یہ کہہ کون رہا ہے، جو خود اپنی شادی والے دن بیہوش ہونے والا" تھا۔" وار اس نے بھی خالی نہیں جانے دیا۔ درخشندے نے چونک کر آریز کو دیکھا۔

وہ نیچرل تھا۔ لیکن جتنے تم ڈرامے ہو، تم نے ویڈنگ فوٹو شوٹ میں یہی" کرنا کہ دلہن کو دیکھ کر آنکھیں بھر لاؤ گے، اور سب کہیں گے واہ کیا محبت ہے۔" اس نے آنکھیں گھمائیں۔

وہ نیچرل تھا تو میرا نیچرل ری ایکشن یہ ہے کہ میں تو خوش ہوں۔۔۔ بہت" زیادہ۔ اور شادی والے دن یہی خوشی کیپچر ہو گی، تم دیکھنا۔" رائد نے مزے سے کہا۔

میں بھی خوش تھا،ابھی بھی ہوں۔۔خوش۔۔"آریز نے گڑبڑا کر درخشے" کو دیکھا۔رائد کی تو عادت تھی اسے تنگ کرنا،درخشے پتا نہیں کیا سوچتی کہ آریز خوش نہیں تھا یا ایسا کچھ۔۔

رائد کچھ کہنے لگا جب فاطمہ نے ٹوکا۔

بہت ہو گئیں باتیں،چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔"فاطمہ نے ان کی توجہ میز" کی جانب مبذول کی۔رائد چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے آریز کو دیکھ کر آنکھیں گھمانا نہیں بھولا۔آریز نے بھی دانت بھینچ کر مسکراتے ہوئے سر ہلا کر اسے وارننگ دی۔جسے رائد نے سر کو خم دے کر قبول کیا۔

افسانے زینب کے ساتھ بیٹھی تھی جب اس کے فون پر آرمینے کی کال موصول ہوئی۔ وہ زینب سے معزرت کرتے فون لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

کیسی ہو مینو، شادی کی تیاریاں کیسی جا رہی ہیں؟" محبت سے استفسار کیا۔"

میں ٹھیک ہوں، تیاریاں بھی اچھی جا رہی ہیں۔ آج سے فنکشنز شروع ہیں۔ کل پاکستانی سٹائل مہندی کی تقریب ہو گی۔" اس نے دھیمے لہجے میں بتایا۔

تم ٹھیک ہو؟" افسانے کو وہ اداس لگی۔"

جی۔"اس کی آواز نم سی تھی۔"

آر مینے، میری جان کیا ہوا ہے؟"وہ بے چین ہوئی۔"

مجھے آپ کی بہت یاد آرہی ہے، آپ کو ہونا چاہیے تھا یہاں۔"وہ شاید رو رہی تھی۔افسانے کے دل کو کچھ ہوا۔

میری جان، تمہیں کیا لگتا ہے میں اپنی خوشی سے نہیں آئی؟ڈاکٹر نے ہوائی" سفر کے علاوہ بائے روڈ بھی لمبے سفر سے منع کیا ہے۔ورنہ میرا بس نہیں چل رہا میں اڑ کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔"افسانے کی اپنی آنکھیں بھی نم ہوئیں۔وہ اس کی چھوٹی بہن تھی،اور ایسے موقع پر یقیناً اسے اپنی بڑی بہن کم دوست کے جزباتی سہارے کی ضرورت تھی۔

جی۔۔" وہ اور کیا کہتی، پہلے ہی آواز بھرائی ہوئی تھی۔ ذہن خلفشار کا شکار تھا، مختلف سوچیں آ رہی تھیں۔

کیا سوچ رہی ہو تم، مجھے بتاؤ؟" وہ بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر جا بیٹھی۔ بس" نہیں چل رہا تھا ابھی اپنی بہن کے پاس پہنچ جائے۔

"کچھ نہیں، بس آپ کی بہت کمی محسوس ہو رہی ہے۔"

مینو، میری پیاری بہن، میں بھلے سے تمہارے ساتھ نہیں ہوں۔ لیکن" میری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔ تم تو میری چھوٹی سی باربی سسٹر ہو، مجھے تم سے بہنوں والی نہیں، ماؤں والی محبت ہے، تمہاری اداس آواز مجھے پریشان کر رہی ہے، موڈ فریش کرو اپنا۔ اداس نہیں ہونا۔ تم تو مجھے سمجھاتی ہو، اور اب خود اتنی جزباتی ہو رہی ہو۔ اچھا اچھا سوچو گی تو سب اچھا ہی ہو گا۔

اکثر اوقات ہم چیزوں کو غلط اینگل سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، اپنی قنوطیت میں ہم یہ محسوس نہیں کر پاتے کہ ہمارا دیکھنے کا نظریہ مثبت کے بجائے منفی ہو رہا ہے۔ کچھ باتیں ہوں گی جو تمہیں اداس کر رہی ہوں گی، لیکن میری جان، وہ کچھ بھی نہیں ہوتا، صرف ہمارے اندر کا خوف ہوتا ہے، اپنے اندر مایوسی کو مت پھیلنے دو، مقابلے موازنے مت کرو۔ نارمل لو ہر چیز کو، خود پر فوکس کرو۔۔۔ رائد کے بارے میں سوچو۔ وہ کتنی محبت کرتا ہے تم سے۔ تمہیں ایسے اداس دیکھے گا تو اس پر کیا اثر ہو گا؟ یہ دن تمہاری زندگی کے بہت خوبصورت دن ہیں، تم فضول سی سوچوں کی وجہ سے انہیں ضائع نہیں کر سکتیں۔ تم سمجھ رہی ہو نہ؟" رک رک کر نرمی سے اسے سمجھایا۔

تھینک یو۔" آرمینے نے بے ساختہ اس کا شکریہ ادا کیا۔ وہ کتنے آرام سے" اس کے ذہن میں اٹھتے وسوسوں تک پہنچ گئی تھی اور نرمی سے سمجھا بھی دیا تھا۔ اس کا ذہنی انتشار کم ہوا۔

اچھا رائد بتا رہا تھا کہ دوبارہ نکاح ہو گا، پہلے والا اس کا کہنا ہے کہ پرانا ہو" گیا۔"افسانے نے ہلکے پھلکے انداز میں کہتے ہوئے موضوع تبدیل کیا۔

ہاں جی، اسے دوبارہ قبول ہے کہنا ہے تین بار۔۔۔وہ۔۔"آرمینے کے" لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی، اب وہ چہکتے ہوئے رائد کے خیالات بتا رہی تھی۔افسانے مسکراتے ہوئے سنے گئی۔

رات کو آریز کمرے میں آیا تو درخشے لحاف کمر تک تانے سونے کے لئے لیٹ چکی تھی۔وہ کپڑے تبدیل کر کے، فریش ہو کر اہنی طرف والی جگہ پر سونے کے لئے لیٹا تو درخشے نے اس کی طرف کروٹ بدلی۔

تمہیں شادی والے دن اتنی اینگزائٹی کیوں ہو رہی تھی؟" درخشے کے سوال پر آریز ایک پل کو ٹھٹکا۔ پھر مسکراتے ہوئے لحاف کمر تک تانتے، درخشے کی طرف کروٹ لی۔

"میں تھوڑا سا گھبرا گیا تھا۔"

کیوں؟" وہ بڑی بڑی آنکھوں میں نیند کے گلابی ڈورے لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیونکہ۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ میری آپ سے شادی ہو رہی ہے،" اور میں سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں شادی کے بعد زندگی کتنی تبدیل ہو گی۔ میں نے بڑے بڑے دعوے کیے تھے، مجھے ڈر تھا کہ اگر میں اپنے دعوؤں پر پورا

نہ اتر سکا تو کیا ہو گا۔ محبت محبت کرنا آسان ہے لیکن اسے نبھانا مشکل ہے، محبوب کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھنا پڑتا ہے اور اس کے لئے بہت بار اپنا دل مارنا پڑتا ہے، بڑا حوصلہ چاہیے ہوتا ہے اس کے لئے۔۔۔" وہ نرم نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

تو اس کا مطلب یہی ہوا نہ کہ محبت بہت مشکل جزبہ ہے۔ قربانی دینی پڑتی" ہے اس میں۔"

اگر سچا ہو تو یہ جذبہ مشکل نہیں ہے۔ اور جہاں تک بات ہے قربانی کی۔۔۔" تو میں نے تو کبھی کوئی قربانی نہیں دی آپ کے لئے۔ کبھی اپنا دل نہیں مارا۔۔۔" درخشے نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ کیا وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا تھا؟

میں نے کبھی یہ سوچا ہی نہیں کہ میں اپنے دل کی مرضی کے بغیر کچھ کر رہا ہوں۔ آپ جو بات کہہ دیں وہ میری مرضی بن جاتی ہے، آپ کی بات مجھے اپنی بات لگتی ہے۔ صاف الفاظ میں کہوں تو مجھے کبھی آپ کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم نہیں رکھنا پڑا، کیونکہ میری خوشی آپ سے الگ نہیں ہے۔"

وہ نثار ہوتی نظروں سے اس کی شفاف آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ درخشے اس کی بات پر کچھ دیر ساکت ہو گئی پھر جھرجھری لے کر سیدھی ہوئی۔

"اٹس ناٹ پریکٹیکل۔۔ یہ صرف فلاسفی ہے۔"

"آپ جو بھی سمجھیں۔"

"ایسی بات ہے تو اگر میں کہوں ابھی دن ہے تو تم مان لو گے؟"

جی۔۔۔"اس نے سادگی سے کہا۔درخشے مسکرادی، جیسے اس کی بیوقوفی کا" مذاق اڑایا ہو۔"میں مان لوں گا، پھر کسی اچھے آئی سپیشلسٹ سے آپ کے ہونا visual impairment لئے اپائنٹمنٹ لوں گا۔اس عمر میں کوئی اچھی بات تو نہیں۔"اس نے سادہ لہجے میں کہا۔

درخشے نے ناسمجھی سے اسے دیکھا، کیا اس نے ابھی ابھی اسے اندھی کہا۔۔۔؟ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھی۔

رائد ٹھیک کہتا ہے، بہت زبان چلتی ہے تمہاری۔اٹھو یہاں سے، وہاں جا کر" لیٹو۔"اس نے دانت پیستے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

میں وہاں تنگ ہوں گا، صوفہ چھوٹا ہے۔"آریز نے ہونٹ گول کر کے" معصومیت سے اسے دیکھا۔"میری کمر میں بھی درد ہو جائے گا، کیا پتا ٹوٹ

"ہی جائے۔

سوری بولو پہلے۔ پھر ہی میں کچھ سوچوں گی۔" درخشے نے نظروں کا زاویہ تبدیل کیا، اس کو دیکھنے سے بہتر تھا وہ گلدان کو دیکھ لیتی۔ یہ اتنی معصوم شکل کیسے بنا لیتا ہے۔۔؟

سوری۔۔" وہ بیڈ پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا اوپر ہوا اور درخشے کی ٹھوڑی چوم کر سوری کہتا واپس لیٹ گیا۔ درخشے کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

یہ کیا تھا؟" وہ ششدر تھی۔"

سوری ایسے ہی کرتے ہیں۔ آپ بھی سیکھ لیں۔" وہ کروٹ بدل گیا۔ اسے شب بخیر کہتے لحاف سر تک تانا۔ درخشے نے کچھ کہنے کے لئے لب کھولے،

پھر نفی میں سر ہلاتے وہ سونے کے لئے لیٹ گئی۔ شوہر کو اتنا بھی خوش شکل نہیں ہونا چاہیے کہ اس پر غصہ بھی نہ آئے۔ وہ منہ تکیے میں گھسیڑتے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اگلی دوپہر رائد اور آرمینے لونگ روم بیٹھے تھے جب درخشندے آرمینے کو ڈھونڈتے ہوئے وہاں آئی۔ وہ ان کے کاؤچ کے پیچھے آکھڑی ہوئی تو ان کی آوازیں صاف سنائی دیں۔

اس روم کی بالکونی میں تصویریں بہت اچھی آئیں گی۔ "لیپ ٹاپ پر کسی" ہوٹل کی تصویر کھلی ہوئی تھی۔ بالکونی سے نظر آتا

،وہ ایک ہی نظر میں پہچان(Venice, Italy)منظر۔۔۔وینس۔۔۔

گئی۔تو وہ لوگ اپنا ہنی مون پلان کر رہے تھے۔

ایک اور ہوٹل بھی ہے، تم وہ بھی دیکھ لو۔اس کی لوکیشن بھی بہت "
خوبصورت ہے۔"رائد نے لیپ ٹاپ کے ٹچ پیڈ پھرا نگلی پھیرتے دوسرا
فولڈر اوپن کیا۔

ویسے اب میں سوچ رہا ہوں کہ میں کسی دور دراز۔۔۔پہاڑوں اور سبزہ
زاروں میں گھری خوبصورت وادی میں لاج بک کرواتا ہوں یا پھر اپنا گھر لیتے
"ہیں، سکون سے وقت گزاریں گے وہاں۔

"لیکن ہم اس دور دراز وادی میں اتنے دن اکیلے کیسے رہیں گے؟"

تم وہاں چلو تو سہی پھر بتاؤں گا، کہ ہم وہاں اکیلے کیسے رہیں گے۔"شرارت"

سے کہتے رائد نے اس کے بالوں کی لٹ ہلکے سے کھینچی۔

اھم اھم۔۔"درخشے نے گلا کھنکار کر اپنی وہاں موجودگی کا احساس دلایا۔"
رائد اور آرمینے نے اکٹھے گردن گھما کر پیچھے دیکھا۔

میں، آرمینے سے بات کرنے آئی تھی۔"اس نے اپنے وہاں ہونے کی"
وضاحت دی۔

کسی کی باتیں چھپ کر سننا غیر اخلاقی حرکت ہوتی ہے ویسے، اتنا تو پتا ہو"
گا۔"رائد نے آنکھیں سکیڑ کر درخشے کو دیکھا۔

ایسی بات ہے تو تم کوئی اور جگہ ڈھونڈتے بیٹھنے کی۔ایسے پبلک میں بیٹھو گے"
تو کوئی بھی سن لے گا۔"وہ چڑ گئی۔رائد ہمیشہ کوئی الٹی بات کر کے اسے غصہ

دلا دیتا تھا۔

گڈ آئیڈیا۔ چلو آرمینے۔ ہم کہیں اور چلتے ہیں۔" وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔"

کہاں لے کر جا رہے ہو، مجھے بات کرنی ہے اس سے۔" درخشے نے آرمینے" کا ہاتھ پکڑا۔ رائد کے فون پر کال آنے لگی، تو وہ "اوکے، کر لو بات۔" کہتا وہاں سے چلا گیا۔

Zubi Novels Zone

آرمینے۔۔" درخشے نے اس کے ہاتھ تھامے۔"

جی؟" اس نے سادگی سے اسے دیکھا۔"

کیا تمہیں کل میرا مذاق کرنا برا لگا تھا؟" نرم آواز میں پوچھا۔ آرمینے چپ"

ہوگئی، شرمندگی سی محسوس ہوئی۔"آئم سوری، مجھے خیال کرنا چاہیے تھا۔"
اس کی بات پر آرمینے نے نفی میں سر ہلایا۔

نو، درخشے پلیز، آپ سوری مت کریں۔مجھے بہت شرمندگی ہو رہی ہے۔"
آپ رائد کے ساتھ مذاق کر رہی تھیں۔میں نے اوور ری ایکٹ کیا۔مجھے
وہاں سے اٹھ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔آئم سوری۔مجھے بعد میں احساس ہوا
میرا رویہ ٹھیک نہیں تھا۔لیکن اس وقت مجھے بہت ہیوی فیل ہو رہا تھا تو بس
اس لئے۔"درخشے کو دیکھتے اس نے بیچارگی سے کندھے اچکائے۔

کوئی بات نہیں۔اب بات کلیئر ہو گئی نہ۔تم افسانے کو مس کر رہی ہو گی"
یقیناً، میں اس کی جگہ تو نہیں لے سکتی لیکن تم مجھے بھی اپنی بڑی بہن سمجھو۔
کوئی بھی بات ہو تم بلا جھجک میرے پاس آسکتی ہو۔اوکے؟"درخشے نے نرمی
سے اس کا گال پر ہاتھ رکھا۔

جی۔ تھینک یو۔" وہ اس کے گلے لگی۔ درخشے مسکرادی۔"

"سیلون جانا ہے، تم چینج کر لو، پھر چلتے ہیں۔"

اوکے۔ میں ابھی آتی ہوں۔" مسکرا کر کہتے آرمینے سیڑھیوں کی طرف" بڑھ گئی۔ درخشے نے طمانیت سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے رشتوں میں غلط فہمیاں آجاتی ہیں، لیکن اگر ایک دوسرے سے بات کرنے سے، معذرت کرنے سے، وہ غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہوں تو انا کو درمیان میں لائے بغیر بات کر لینی چاہیے ورنہ وہ غلط فہمیاں وقت گزرنے کے ساتھ کدورتیں بن جاتی ہیں جنہیں دور کرنا آسان نہیں ہوتا۔

مما، آپ لوگوں نے ٹھیک نہیں کیا میرے ساتھ۔" مہندی کی تقریب" کے دوران رائد کی سنجیدہ آواز پر سب نے چونک کر اسے دیکھا۔" کیا ضرورت تھی اس رسم کی۔اور اگر کرنی ہی تھی تو مجھے ساتھ بٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ خفا نظر آتا تھا۔

رائد کیا ہوا؟" فاطمہ نے پریشانی سے اس کا سنجیدہ خفا سا چہرہ دیکھا۔آرمینے" نے بھی گردن موڑ کر ساتھ بیٹھے رائد کو دیکھا۔

مجھے پتا نہیں تھا کہ مہندی کی دلہن اتنی خوبصورت ہوتی ہے، کتنا ظلم کیا" آپ نے مجھ پر، رخصتی کل ہے اور مجھے پسند مہندی کی دلہن آگئی ہے۔اب میں کیا کروں، مجھے ابھی رخصتی چاہیے۔" اس نے سنجیدگی سے اپنا مسلہ بتایا۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ آئی۔فاطمہ نے ایک چپت اس کے گال پر رسید

کی۔ڈرا ہی دیا تھا اس نے۔

آپ کو لگ رہا ہو گا میں مذاق کر رہا ہوں، یا عزیزی، میں سنجیدہ ہوں۔"اس" نے کراہ کر ماں کو دیکھا۔انہوں نے تھپڑ کچھ زیادہ ہی زور سے مار دیا تھا۔

اور میں تمہاری ماں ہوں۔اب چپ کر کے بیٹھو۔"انہوں نے رسم جاری" رکھنے کا اشارہ کیا۔رائد خفا خفا چہرہ بنائے چپ ہو گیا۔لیکن اس نے پوری تقریب میں آرمینے کو دیکھنے سے گریز کیا تھا۔

فنکشن ختم ہونے کے بعد وہ آریز کے پاس آیا۔

تم میرے دوست ہو نہ بلکہ میں تمہارا دوست ہوں نہ؟"وہ سنجیدگی سے" سوال کر رہا تھا۔

میں نہیں جاؤں گا کسی سے بات کرنے۔ کل ویسے بھی شادی ہے تم تھوڑا" صبر کرلو۔" وہ پہلے سے جانتا تھا کہ وہ کیا بات کرنے آیا ہے۔ وہ اس کا دوست تھا، وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جو مہندی کی تقریب میں اس نے رخصتی کا کہا تھا وہ کوئی مذاق نہیں تھا، وہ واقعی سنجیدہ تھا۔

"آریز بات تو سنو یار۔"

مجھے نہیں سننی کوئی بات۔ اپنے ساتھ مجھے بھی بے شرم کا ٹیگ دلوادو" گے۔ میں جارہا ہوں سونے۔ تم بھی جا کر سو جاؤ۔" وہ اس کا گال کھینچ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔ رائد دل مسوس کر رہ گیا۔ عجیب ہی رسم ورواج تھے۔ ٹھنڈی سانس بھرتے اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔

مرکزی دروازے کے سامنے بنی سیڑھیوں پر بیٹھتے ہوئے اس نے فون نکال کر آرمینے کے نمبر پر میسج کیا پھر کال ملائی۔ دو رِنگ دے کر کال کاٹ دی۔ اگر وہ جاگ رہی ہوئی تو میسج پڑھ لے گی۔

اسے وہاں بیٹھے پانچ منٹ گزرے تھے جب آرمینے اس کے ساتھ آکر بیٹھی۔

کیوں بلایا ہے؟" وہ اس سے دو سٹیپ اوپر بیٹھی تھی۔"

بس ویسے ہی۔" وہ اس کے برابر جا کر بیٹھا۔"

میں تھک گئی۔ شادی کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ ابھی تو کل تیار ہونا ہے۔ اتنا" ہیوی برائڈل ڈریس ہے، پھر تقریب پتا نہیں کتنی دیر چلے گی۔" وہ آلتی پالتی

کر کے بیٹھ گئی۔اس کی آنکھوں سے لگتا تھا کہ اسے نیند آ رہی تھی۔

ہمم۔۔"وہ اس کی گود میں سر رکھ کر وہیں زینے پر لیٹ گیا۔آرمینے اس" کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔

نیند آ رہی تو روم میں جا کر آرام سے سو جاؤ نہ۔"اس کی آنکھوں کے بھاری" ہوتے غلاف دیکھ کر نرمی سے کہا۔خود اسے بھی نیند آ رہی تھی۔

نہیں،ادھر ایسے اچھا لگ رہا ہے۔"اس نے کروٹ بدل کر چہرہ اس کے" پہلو میں چھپایا۔آرمینے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے آسمان پر نظر آتے چاند کو دیکھے گئی۔ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا تو اس نے بے ساختہ جھرجھری لی۔

"رائد ٹھنڈ لگ رہی ہے، اندر چلیں؟"

سوری، مجھے دھیان نہیں رہا۔" وہ فوراً سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا۔"

کوئی بات نہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر زینوں سے کھڑی ہوئی۔"

گڈ نائٹ۔" وہ اندر آئے تو آرمینے گڈ نائٹ کر کے جانے لگی جب رائد نے" اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ آرمینے نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ دل دھڑکا۔ کیا پھر اس کا دماغ خراب ہو رہا تھا۔۔۔ وہ کچھ دیر ایسے ہی خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

گڈ نائٹ۔" اس کا ہاتھ لبوں سے لگا کر چھوڑا اور دو قدم پیچھے ہٹا۔"

"جاؤ۔۔۔" آرمینے پلٹ گئی۔ وہ جب تک نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی وہ

وہیں کھڑے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر گہری سانس لیتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

دن کو جب وہ آئینے کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا، آریز ڈریسنگ ٹیبل کے کونے پر بیٹھا، پیروں کی قینچی بنائے بازو سینے پر باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔

تمہیں میری بات پر یقین نہیں آیا نہ، لیکن آج تمہیں تجربہ ہو جائے گا کہ " پری ویڈنگ اینگزائٹی کیا ہوتی ہے۔ جب دل پھڑ پھڑائے گا تب پتا لگے گا۔" آریز کی بات پر رائد نے ناک چڑھا کر اسے دیکھا۔

میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔" اس نے یقین سے کہا۔"

دیکھیں گے۔"آریز نے گویا چیلنج دیا۔"

اور اب اس ہال میں سٹیج پر کھڑے ہو کر وہ سوچ رہا تھا کہ۔۔کیا سوچ کر اس نے آریز کے سامنے دعویٰ کیا تھا۔۔۔ہال میں موجود مہمانوں کی طرح وہ بھی دلہن کا انتظار کر رہا تھا اور دل سینے میں پھڑ پھڑا رہا تھا۔یہ اس کے ہاتھ پاؤں آخر سنسنا کیوں رہے تھے۔کیا یہ ان لوگوں کی وجہ سے جو ہال میں موجود تھے؟لیکن وہ اس سے پہلے سینکڑوں بار ہزاروں کے مجمع کے سامنے روسٹرم پھر کھڑے ہو کر تقریریں کرتا رہا تھا، کبھی کنفیوز نہیں ہوا تھا۔پھر آج ایسا کیوں ہو رہا تھا۔اس کی نظریں دروازے پر تھیں جہاں سے دلہن نے آنا تھا۔

دیو قامت چوبی دروازہ بند تھا۔دربان آہٹ پر کان لگائے کھڑے تھے۔

ادھر آہٹ ہوا اور وہ دروزہ کھولیں۔ دروازہ ہلکے سے دروازہ بجایا گیا۔

دربانوں نے دروازے کے پٹ تھام کر آہستہ سے چوپٹ کھول دیے۔ ہال میں میں خاموشی چھا گئی۔ رائد نے گردن جھکا کر فرش پر نظریں جمائیں۔ مہمانوں نے گردنیں گھما کر دلہن کو تلاشا۔ وہ انہیں نظر آ گئی تھی۔

سفید لباس والی دلہن، ایک ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ اور دوسرے ہاتھ سے اپنے باپ کا بازو تھامے دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی تھی۔ اس کا دل بڑے زوروں سے دھڑکتا تھا۔ باپ کا بازو تھامے ہتھیلی پر پسینہ آیا۔ اس نے دور سے دیکھا۔ دلہا سر جھکائے کھڑا تھا۔ وہ اسے دیکھ کیوں نہیں رہا تھا۔ دلہن کا دل وسوسوں نے گھایل کیا۔ دھڑکنوں میں خوفزدہ سا انتشار پھیلا۔ اسے کرسیوں کے درمیان سے چل کر جانا تھا۔ وہ فاصلہ یک دم بڑھ گیا تھا۔ وہ لڑکا جو دلہا تھا اس کی نظر اٹھتی ہی نہ تھی، وہ اپنی دلہن کو دیکھ تو لیتا جو اس کی ایک نظر کے انتظار میں وہیں کھڑے کھڑے فنا ہو جانے کو تھی۔ وہ چند لمحے

صدیوں پر محیط ہونے کو تھے۔

رائد سر جھکائے کھڑا تھا، دروازہ کھلنے پر بھی اس نے سر نہیں اٹھایا۔ ہال میں موجود لوگ کی مسرت آمیز آوازیں اس کی کانوں میں پڑیں۔ وہ آریز کو چڑاتا رہا تھا، لیکن اب وہاں کھڑے اسے احساس ہوا وہ کتنا درست تھا۔ اس کا دل ایسے دھڑکتا تھا جیسے وہ میلوں کی مسافت طے کر کے آیا ہو۔ اس نے گہری سانس لیتے سر اُٹھایا۔ اسے معلوم تھا اس کی دلہن اس کے دیکھنے تک قدم آگے نہیں بڑھائے گی۔ وہ اسے انتظار نہیں کروا سکتا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔

اس کی مسکراہٹ دیکھتے آرمینے کی سانس بحال ہوئی۔ وہ چند لمحے جب وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا اس پر بہت بھاری گزرے تھے۔ صدیوں پر محیط ہونے سے پہلے انتظار کو سمیٹ لیا گیا تھا۔ اس نے قدم اس کی طرف بڑھائے۔

رائد کے دل کا جو بھی حال ہوا تھا لیکن وہ پر اعتماد انداز میں مسکراتے ہوئے اسے اپنی طرف آتے دیکھتا رہا۔ وہ قدم قدم چلتی اس کے اور اپنے درمیان موجود فاصلہ طے کر رہی تھی۔

سٹیج کے نزدیک رک کر حیدر زمان نے آرمینے کا ہاتھ بازو سے ہٹا کر اس کا وہی ہاتھ رائد کی طرف بڑھایا۔ رائد کو احساس ہوا ان کی آنکھوں میں نمی تھی۔ وہ اپنی بیٹی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھما رہے تھے، انہوں نے اس پر یقین کیا تھا، وہ اس یقین کو ہمیشہ قائم رکھنے کا عہد کرتا دل پر ہاتھ رکھتے تھوڑا سا جھکا اور بہت محبت سے آرمینے کا ہاتھ تھاما۔

وہ اس کی دلہن بن کر اس کے سامنے کھڑی تھی، رائد کے دل نے پہلو میں کروٹ بدلی۔ اگر وہ اتنا نروس ہو رہا تھا تو اس کا کیا حال ہو گا۔ اس نے تھوڑا سا جھک کر آرمینے کے کان میں کوئی سرگوشی کی۔ وہ مسکراتے ہوئے اثبات

میں سر ہلا گئی۔رائد نے جھک کر اس کی پسینے سے نم ہوتی پیشانی پر لب رکھے۔ وہ نرمی سے اس کی پیشانی چوم کر سیدھا ہوا۔آرمینے کے لبوں پر بہت خوبصورت مسکراہٹ آئی۔

واؤ۔۔۔اس نے اجازت لے کر اپنی دلہن کے ماتھے پر بوسہ دیا۔اسے پتا تھا" کہ وہ نروس ہو گی۔ہاؤ رومینٹک۔" درخشے کے ساتھ کھڑی ایک لڑکی نے دونوں ہاتھ گال پر رکھتے ہوئے پرجوش آواز میں کہا۔درخشندے مسکرا دی۔اس نے دل سے اپنے بھائی کی خوشیوں کی دعا مانگی۔

ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے انہوں نے سب لوگوں کے سامنے زندگی بھر کے ساتھ کے لئے پھر سے ایک دوسرے کو اپنے لئے قبول کیا۔نکاح کے بعد رائد نے آگے بڑھ کر اسے گلے گایا تو وہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔ ہال میں تالیوں کا شور گونج اٹھا۔وہ ان دونوں کے لئے خوشی کا موقع تھا تو

وہاں موجود لوگ اس لمحے کو ان کے لئے یادگار بنا رہے تھے۔ رائد نے ایک ہاتھ میں آرمینے کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ میں مائیک تھام کر کچھ پل تالیوں کا شور تھمنے کا انتظار کیا لیکن وہ سب رکنے پر تیار نہیں تھے۔ وہ مسکرا کر مائیک منہ سے ہٹا گیا۔ مائک والے ہاتھ سے انہیں رکنے کا کہہ کر اس نے دوبارہ مائیک منہ کے ساتھ لگایا۔

"یا مرحبا۔۔! اس کی خوبصورت بھاری آواز مائیک میں گونجی تو ہال میں شور سا بلند ہوا۔ ہنسی، قہقہوں کے ساتھ تالیوں کا سلسلہ پھر سے شروع ہوا۔ وہ ہنس دیا، آرمینے مسکراتے، شرماتے ہوئے اس کے بازو میں منہ چھپا گئی۔ دو منٹ بعد تالیوں کی گونج تھمی تو رائد نے مائیک منہ کے قریب کیا۔

"مجھے کوئی ویڈنگ سپیچ نہیں دینی، صرف یہی کہنا ہے کہ آپ سب کے آنے کا بہت شکریہ، آپ سب کی موجودگی نے اس خوبصورت تقریب کی

رونق میں اضافہ کیا۔اور یہ کہ۔۔۔میں آج بہت خوش ہوں۔"آخری بات پر اس نے آنکھیں میچیں۔ہال میں ایک بار پھر تالیاں بج اٹھیں۔وہ آرمینے کا ہاتھ تھام کر سٹیج سے نیچے اترا۔

ویڈنگ کیک کاٹ کر کچھ وقت وہاں گزار کر مُختلف لوگوں سے مبارکباد وصول کر کے اس نے فاطمہ کو اشارہ کیا۔وہ انہیں صبح ہی بتا چکا تھا کہ وہ کھانے کے وقت تک وہاں نہیں رکے گا۔فاطمہ نے پلکیں جھپک کر اسے تسلی دی اور درخشے کو کہہ کر آرمینے کو گاڑی میں بٹھانے کا کہا۔درخشے مسکراتے ہوئے آرمینے کی طرف بڑھ گئی۔

آریز اور درخشندے ان دونوں کو اپارٹمنٹ تک چھوڑنے آئے تھے۔دبئی

کی مہنگی ترین بلڈنگ میں یہ خوبصورت سا چار بیڈ روم اپارٹمنٹ طلال بن زید نے اپنی بہو کو شادی کے تحفے کے طور پر دیا تھا۔ رائد نے کہا تھا کہ وہ آرمینے کو رخصت کروا کر اسی اپارٹمنٹ میں لائے گا۔ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔ کچھ دن پہلے بھی آرمینے کو اپارٹمنٹ دکھانے لایا تھا۔

رائد آریز اور درخشے کو چھوڑ کر واپس اپنے بیڈ روم میں آیا تو آرمینے بیڈ کے درمیان میں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی، پیروں کی قینچی بنائے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔ اس کا سفید فیری ٹیل ویڈنگ گاؤن پھول کی طرح اسے کے گرد پھیلا تھا۔ اس نے توصیفی انداز میں کمرے کو دیکھا۔ پھولوں اور کینڈلز کے ساتھ بہت آرٹسٹک اور استھیٹک ڈیکوریشن کی گئی تھی۔ ڈیکوریشن کروانے والے کا مزاج کافی رومانوی لگتا تھا۔ وہ مسکرا دی۔

اکیلے اکیلے مسکرایا جا رہا ہے۔۔" رائد اس کے ساتھ نیم دراز ہوا۔ کوٹ ٹائی"

وہ پہلے ہی اتار چکا تھا،اس وقت سفید شرٹ کے آستین موڑے گریبان کے اوپری بٹن کھولے وہ ریلیکس لگتا تھا۔

کمرہ بہت خوبصورت لگ رہا ہے۔"آرمینے نے سچائی سے تعریف کی۔"

پورا اپارٹمنٹ خوب صورت لگ رہا ہے، تم چینج کر لو پھر دکھاتا ہوں۔"وہ" سیدھا ہو کر بیٹھا۔"تم نے کھانا نہیں کھایا ہو گا، تم کپڑے تبدیل کرو، میک اپ ریموو کرو تب تک میں کھانا لگاتا ہوں۔"وہ بیڈ سے کھڑا ہوا۔

بہت تھکن ہو رہی ہے۔"آرمینے نے منہ بسورا۔"

میں ہیلپ کروا دیتا ہوں۔"اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا اور اس کی" جیولری اور لباس پر لگی پنز اتارنے میں اس کی مدد کرنے لگا۔

ہمت ہے تمہاری، تم اتنے ہیوی ڈریس کے ساتھ اتنا وقت مسکرا مسکرا" تصویریں بنواتی رہی۔" اسے اپریشیٹ کرتے وہ ہلکا سا ہنسا۔

"بس کافی ہے، باقی میں خود کر لوں گی۔ تم جاؤ۔"

اوکے۔" وہ ہلکے سے اس کے گال کھینچ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔"

کچھ دیر بعد آرمینے دھلے دھلائے نکھرے ستھرے چہرے کے ساتھ موئسچرائزر سے ہاتھوں کا مساج کرتے ہوئے کمرے سے باہر آئی تو رائد نے کچن سے اسے دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کی طرف آئی۔ وہ کچن میں داخل ہوئی تو رائد نے ایک نظر اسے دیکھا، سادہ سفید ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بنا کسی میک اپ کے وہ آنکھوں کے رستے دل میں اتر گئی۔

کھانا کھانے بعد رائد برتن دھو کر ہاتھ خشک کرتے ہوئے اس کی طرف آیا۔

"یہ دیکھو میرے ہاتھ کتنے ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔" اس نے ہاتھ آرمینے کے گالوں پر رکھے۔ وہ اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے مسکرا دی۔ وہ پورے اپارٹمنٹ کی سجاوٹ دیکھ کر اپنے بیڈ روم کی طرف آئے۔

"اور یہ ہمارا کمرہ، اس کی ڈیکوریشن تو تم پہلے ہی دیکھ چکی ہو۔" وہ کمرے کے دروازے پر کھڑے تھے جب رائد نے پیچھے سے بازو اس کی کمر پر باندھے اور ٹھوڑی اس کے کندھے پر رکھی۔ آرمینے نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اس کی تبدیل ہوتی گرفت پہچانتی تھی۔ دھڑکنوں نے لے بدلی۔

اس کے وجود میں ہوتی ہلکی سی لرزش محسوس کرتے وہ ہولے سے مسکرایا۔

نروس ہو۔۔۔؟"اس کے کان میں سرگوشی کی۔"

نہیں۔"وہ اس کی مظبوط ہوتی گرفت میں کسمسائی۔"

ہونا بھی مت۔"اس کی سانسیں آرمینے کو اپنے کان سے ہوتیں گردن پر" محسوس ہو رہی تھیں۔

میرا دماغ خراب ہو رہا ہے۔تم دور تو نہیں جاؤں گی؟"رائد کی آواز" سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔

نہیں جاؤں گی۔"آرمینے کی ہتھیلیوں پر پسینہ آیا۔دل زوروں سے" دھڑکا۔

پکا۔۔؟"اس کے پوچھنے پر آرمینے نے اثبات میں سر ہلایا۔رائد نے پلٹ کر" کمرے کا دروزاہ بند کیا۔

مہرداد نئے آفس کی بلڈنگ کی کنسٹرکشن دیکھنے آیا ہوا تھا جب اس کے فون کی میسج ٹون بجی۔کوٹ کی جیب سے فون نکال کر دیکھا۔افسانے کی طرف سے میسج تھا۔

ای عاشق شدہ این دل

بگو تو میرسی کی

یہ دل تمہاری محبت میں مبتلا ہے

مجھے بتاؤ، تم کب آ رہے ہو؟

مہرداد کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ میسج کا ریپلائی کرتا۔۔۔

ہر جگہ ڈھونڈ لیا، آخر کار مہرداد صاحب مل ہی گئے۔ تو یہاں چھپے ہوئے" تھے تم۔"

جانی پہچانی آواز پر ایک ناگواری کی لہر اس کے اندر اٹھی۔ وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے آواز کی سمت پلٹا۔

ہر جگہ ڈھونڈ لیا، آخر کار مہر داد صاحب مل ہی گئے۔ تو یہاں چھپے ہوئے "
" تھے تم۔

جانی پہچانی آواز پر ایک ناگواری کی لہر اس کے اندر اٹھی۔ وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچتے آواز کی سمت پلٹا۔

برادر۔۔! "شہروز نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔ مہر داد نے لب بھینچے۔"

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ "مہر داد نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

بتایا تو ہے تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔ کچھ بات کرنی ہے، اگر تمہارے پاس وقت "

"ہو تو۔

دو منٹ ہیں تمہارے پاس، جو بات کرنی ہے کر واور دفع ہو جاؤ۔" مہر داد" نے کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھا۔

میں تم سے معذرت کرنے آیا ہوں، مجھے احساس ہو گیا ہے کہ میں نے غلط" کیا تھا، تمہارا ری ایکشن ٹھیک تھا۔" شہروز سنجیدہ ہوا۔

تم مجھے اتنا بیوقوف سمجھتے ہو کہ میں تمہاری احساس کہانی مان لوں گا؟" وہ" استہزایہ ہنسا۔

تم مانو یا نہ مانو، میں اپنی طرف سے تمہارا دل صاف کرنے آیا ہوں۔ میں" نے جو کیا میں اس پر شرمندہ ہوں، اور تم سے معافی مانگتا ہوں، میں پرانی

باتیں بھول چکا ہوں، تم بھی بھول جاؤ۔"اس کی بات پر مہرداد نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔وہ واقعی معافی مانگ رہا یا کوئی نیا ڈرامہ تھا۔

"اور تمہیں یہ شرمندگی اتنے عرصے بعد کیوں محسوس ہو رہی ہے؟'

یہ میں نہیں بتاؤں گا،اتنا جان لو کہ میں وہ پہلے والا شہروز نہیں ہوں۔تم" سے معافی مانگنے اس لئے آیا ہوں کیونکہ تم میرے کزن ہو، بھائی ہو، میں نہیں چاہتا کہ میری ایک غلطی کی وجہ سے تم ساری زندگی اپنے دل میں کوئی بات رکھو۔"شہروز کے چہرے پر ندامت تھی۔

بھائی،انٹرسٹنگ۔"مہرداد ہلکا سا ہنسا۔"میں سوچوں گا تمہاری معذرت" پر۔اب جاؤ یہاں سے۔"وہ پلٹ گیا۔شہروز اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

انہیں نیویارک واپس آئے دو ہفتے ہونے والے تھے۔رائد اور آرمینے کی شادی کے تین بعد وہ واپس آ گئے تھے۔اس دوران آریز گھر پر بہت کم نظر آتا تھا۔ صبح جلدی نکل جاتا،رات کو دیر سے واپس آتا۔در خشندے سے بھی بس آتے جاتے بات ہو جاتی تھی۔در خشندے کے پوچھنے پر یہی بتایا کہ ورک لوڈ زیادہ ہے،رائد بھی نہیں ہے تو اس کے حصے کا کام بھی اسے دیکھنا پڑ رہا ہے۔آج بھی وہ روٹین کے مطابق کے رات گیارہ بجے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔

کوٹ کندھے پر لٹکائے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کئے وہ سست قدموں سے چلتا لونگ روم تک آیا۔کوٹ صوفے کی پشت پر پھینک کر وہ کچن کی طرف آیا۔ فریج سے پانی کی بوتل لے کر واپس لونگ روم میں آیا۔پانی پی کر بوتل میز پر

رکھی اور وہیں کاؤچ پر لیٹ گیا۔ سر میں درد ہو رہا تھا۔ پتا نہیں جسمانی تھکن تھی یا ذہنی۔۔۔ لیکن عجیب سی بے سکونی تھی۔

تم آ گئے، آج پھر دیر کر دی۔ میں کب سے انتظار کر رہی تھی۔""

درخشندے کی آواز پر وہ سستی سے اٹھ کر بیٹھا۔

کام زیادہ تھا۔" دو انگلیوں سے کنپٹی دباتے آہستہ سے کہا۔" کوئی ضروری" " بات تھی تو آپ فون کر دیتیں مجھے، میں جلدی آ جاتا۔

نہیں میں نے سوچا تم مصروف ہو گے، ایسے ہی ڈسٹرب ہو جاؤ گے میری" وجہ سے۔" وہ اس سے تھوڑا فاصلہ رکھ کر کاؤچ پر بیٹھی۔

مصروف تو تھا لیکن آپ کو تو اجازت ہے، آپ کبھی بھی مجھے ڈسٹرب کر"

سکتی ہیں۔" وہ مسکرایا لیکن چہرے پر تکان نظر آتی تھی۔ درخشے نے غور سے اس کو دیکھا، اس کا چہرہ بھی سرخ لگتا تھا۔ آنکھوں کی چمک بھی ماند تھی۔

تم ٹھیک ہو؟" اس نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ۔ ماتھا گرم تھا۔ وہ جلتی آنکھیں بند کر گیا۔ "تمہیں بخار ہے کیا؟" وہ فکر مند ہوئی۔

آریز نے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے پیشانی پر ہاتھ رکھا تو محسوس ہوا جیسے وجود پر چھائی بے سکونی غائب ہو رہی ہو۔ درخشے نے ہاتھ ہٹا لیا۔ بے سکونی پہلے سے زیادہ بڑھ گئی۔

ابھی بخار نہیں ہے لیکن ہونے کے امکان ہیں۔ میں دوائی لاتی ہوں۔ تم" لیٹ جاؤ۔" وہ کاؤچ سے کھڑی ہوئی۔ "تم نے کھانا کھایا ہے؟" اسے یاد آیا دوائی سے پہلے تو کچھ کھانا ضروری تھا۔

آٹھ بجے ایک سینڈوچ کھایا تھا اور کافی پی تھی۔آپ پریشان مت ہوں میں " ٹھیک ہوں۔" وہ سچ کہہ رہا تھا۔اس کا سر درد کم ہو رہا تھا۔وہ اس کے سامنے تھی تو وجود پر چھائی بیزاری جیسے ختم ہو گئی تھی۔کیا کسی من پسند انسان کا چہرہ دیکھ کر،اس کی آواز سن کر ایسے بھی سکون آتا ہے؟اسے حیرت ہوئی۔

تم پریشان ہو کسی بات پر؟" درخشے نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے غور " سے اس کو دیکھا۔وہ اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوئی تھی۔

آریز نے ایک نظر اسے دیکھا،پریشان تو وہ تھا۔۔۔اپنے دل کے ہاتھوں۔دل آج کل عجیب فرمائشیں کرتا تھا۔جیسے ابھی اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جائے اور وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی رہے یہاں تک وہ گہری نیند سو جائے۔۔۔

وہ اس کی طرف دیکھتی اس کے جواب کا انتظار کر رہی تھی، آریز نے گہری سانس لیتے نفی میں سر ہلایا۔اس کے دل کی حکایتیں سننے کے لئے وہ ابھی تیار نہیں تھی۔

آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کیوں انتظار کر رہی تھیں؟"اس نے موضوع" گفتگو اس کی طرف موڑا۔

کچھ نہیں، میں سوچ رہی تھی کتنا عرصہ ہو گیا ہم نے ساتھ بیٹھ کر کوئی" مووی نہیں دیکھی۔" کہنا وہ یہ چاہتی تھی کہ وہ اس کے ساتھ وقت گزارنے کو مس کر رہی تھی لیکن۔۔۔

ہاں جی، کافی ٹائم ہو گیا۔آپ کوئی فلم سیلکٹ کریں میں چینج کر کے آتا"

ہوں۔" وہ کاؤچ سے کھڑا ہوا۔

نہیں، رہنے دو، تم تھکے ہوئے ہو گے۔ پھر کبھی دیکھ لیں گے۔" وہ بھی اس" کے ساتھ کھڑی ہوئی۔

میں پانچ منٹ میں آتا ہوں۔" اس کے کندھے پر دباؤ ڈال کر اسے واپس" بٹھایا اور مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

وہ فریش ہو کر کپڑے تبدیل کر کے واپس آیا تو درخشے مووی سیلیکٹ کر چکی تھی۔

میں کافی بناؤں؟" آریز کے پوچھنے پر درخشے نے نفی میں سر ہلایا۔"

تم بیٹھو، مووی شروع ہونے والی ہے۔"اسے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا،" نظریں سکرین پر تھیں۔

فلم تھوڑی سی گزری تھی جب سکرین پر ہیرو گٹار بجاتا ہوا دکھائی دیا۔گٹار کو دیکھ کر درخشے کو کچھ یاد آیا۔

آریز۔۔تم نے اس دن۔۔"وہ یاد کر کے کہنے لگی جب آریز نے اس کی" بات کاٹی۔

کوئی اور فلم دیکھتے ہیں، یہ بورنگ لگ رہی۔"اس کے ہاتھ سے ریموٹ لینا" چاہا۔

تم اس دن کچھ بتاتے ہوئے رک گئے تھے، کیا تھا وہ؟"ریموٹ اس کی پہنچ"

سے دور کرتے درخشے نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی تیزی ملاحظہ کی، صاف لگ رہا تھا وہ اس کی بات نہیں سننا چاہتا۔

میں تو بہت کچھ کہتا رہتا ہوں، آپ پتا نہیں کس بات کا حوالہ دے رہی ہیں۔" اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔ "چھوڑیں پرانی باتیں، فلم دیکھتے ہیں۔"

پہلے میری بات سنو۔" درخشے نے ریموٹ سے فلم پاز کر دی۔ سکرین پر گٹار کا کلوز اپ دکھایا جا رہا تھا وہ وہیں امیج کی صورت ساکت ہو گیا۔

مجھے نیند آ رہی ہے، میں تھک گیا ہوں۔ رائد کا ہنی مون ہی ختم نہیں ہو رہا، اس کے حصے کا کام بھی مجھے دیکھنا پڑ رہا ہے۔" شکل پر بیچارگی طاری کی۔

درخشے نے نفی میں سر ہلایا، وہ کتنی بری اداکاری کرتا تھا۔

"تم نے کہا کہ کبھی کبھی میں تمہیں کسی ساز کی طرح لگتی ہوں، جیسے گٹار۔۔۔ایسا کیوں کہا تم نے؟" ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"کیا میں نے ایسا کچھ بولا تھا؟" اس نے ذہن پر زور دیا۔

"آریز۔۔۔ڈرامے نہیں کرو۔بتاؤ سیدھی طرح۔کیا مطلب تھا تمہارا اس بات سے؟" اسے اس کی ایکٹنگ پسند نہیں آئی۔

"میں بتا تو دوں، لیکن کیا آپ سن لیں گی؟" آریز کی سنہری بھوری آنکھیں اس کی سیاہ عربی آنکھوں سے الجھیں۔

"سننے کے لئے ہی پوچھ رہی ہوں۔"

آریز نے سر پر ہاتھ پھیرتے سامنے سکرین پر نظر آتے سرخ گٹار کو دیکھا۔ پھر سرخ ٹی شرٹ میں ملبوس درخشے کو۔اب وہ خود اتنے اصرار سے پوچھ رہی تھی تو بتانے میں کوئی حرج نہیں تھا۔وہ تھوڑا سا کھسک کر اس کے نزدیک ہوا۔درخشے نے آنکھیں سکیڑ کر اس کی یہ حرکت دیکھی۔

ابھی میں بتانے لگا ہوں،اوکے؟"اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کی گردن" میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

اوکے۔"درخشے نے اثبات میں سر ہلایا۔ایسا بھی کیا تھا،وہ مشکوک ہوئی،" گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی۔

آریز نے دھیرے سے ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھتے دوسرا ہاتھ نرمی سے اس

کی گردن پر رکھا۔درخشے نے سانس روک کر اسے دیکھا۔

یہ سٹرنگز۔۔۔"اس نے دھیرے سے کمر پر رکھے ہاتھ کی انگلیوں کو" حرکت دی جیسے گٹار پر کوئی دھن بجائی ہو،دوسرے ہاتھ کہ انگلیاں سرسراتے ہوئے گردن پر حرکت کر رہی تھیں۔وہ جیسے واقعی کوئی دھن ترتیب دے رہا تھا۔

درخشے کا سانس اٹکا۔

"Can you hear the music...?"

اس کے کان پر جھکتے مدھم سی سرگوشی کی۔اس کے ہاتھ جیسے واقعی کسی گٹار پر حرکت کر رہے تھے،دُھن تبدیل ہو رہی تھی۔فاصلہ کم ہو رہا تھا۔۔

درخشے کا سانس لینا محال ہوا۔ ماتھے پر پسینہ چمکا۔ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑے۔ آنکھیں بند ہونے لگیں۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ نیم بیہوشی میں پیچھے کو گرتی۔۔۔

درخشم۔۔۔ "آریز نے کمر پر رکھا ہاتھ اس کی پشت پر لے جاتے اسے" گرنے سے روکا۔

آپ ٹھیک ہیں؟" وہ اس کی بانہوں میں جھول گئی تھی۔"

درخشم۔۔۔ "ایک ہاتھ سے اسے سنبھالتے اس کا گال تھپتھپایا۔ درخشے" نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔

یااللہ۔۔۔"اسے صوفے کے ساتھ ٹیک لگوا کر بٹھاتے وہ اس سے تھوڑا" دور ہوا۔شکر کہ وہ بیہوش نہیں ہوئی تھی۔

ادھر دیکھیں۔۔میری طرف،میں کچھ نہیں کر رہا۔اوکے؟میں صرف" آپ کے سوال کا جواب دے رہا تھا۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر جلدی جلدی بولتا وہ پریشان لگتا تھا۔

درخشے نے ہاتھ صوفے پر ٹکا کر سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی۔دماغ جھنجھنا اٹھا تھا۔آریز کا اپنے گال پر رکھا ہاتھ دور ہٹایا۔

میں دور ہوں،نہیں آرہا آپ کے قریب۔۔آپ ریلکس رہیں۔"دونوں" ہاتھ ہوا میں اٹھا کر اسے یقین دلاتے وہ صوفے سے دور ہٹا۔

جاؤ یہاں سے۔" دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامتے اس نے پاؤں صوفے سے نیچے اتارے۔

آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے فکر مندی سے اسے دیکھا۔"

"آریز، میں نے کہا جاؤ یہاں سے۔"

"لیکن۔۔۔"

پلیز۔۔" اس نے لب بھینچ کر سر صوفے کی پشت سے ٹکرایا۔"

آریز فکر مندی سے اسے دیکھتے اس کے سامنے سے ہٹ گیا۔ لیکن اپنے کمرے میں جانے کے بجائے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے دیکھتا رہا۔

وہ پتا نہیں کتنی دیر وہیں بیٹھی رہی۔ پھر آہستہ سے اٹھی۔اس کے مڑنے سے پہلے آریز کمرے کا دروازا کھول کر دروازے کے پیچھے ہوا۔

کچن سے پانی کی بوتل اٹھا کر وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔اس کے کمرے کا دروازہ بند ہوا تو آریز باہر آیا۔ایک نظر اس کے کمرے کے دروازے کو دیکھتے وہ لونگ روم کی ونڈو کے ساتھ رکھی اونچی کرسی پر جا بیٹھا۔کچھ دیر گزری اس نے موبائل اٹھا کر درخشے کا نمبر ملایا۔ بیل جا رہی تھی پھر فون کاٹ دیا گیا۔اسے مایوسی ہوئی۔اسی وقت میسج ٹون بجی۔

"میں ٹھیک ہوں، تم سو جاؤ۔"

درخشے کی طرف سے آیا میسج پڑھ کر وہ گہری سانس لیتے اپنے کمرے کی

طرف چلا گیا۔اسے یہی تسلی چاہئے تھی کہ وہ ٹھیک تھی۔اب اسے صبح ہونے کا انتظار تھا جب وہ اسے دیکھ پاتا۔

"پیرس بہت خوبصورت ہے، ہم ہر سال یہاں آئیں گے۔" برف کی سفید چادر میں لپٹے پیرس شہر پر آرمینے کا دل آگیا تھا۔وہ ہر دو قدم چلنے کے بعد گھوم کر دو چکر لگاتی پھر تھوڑا سا دوڑ کر آگے جاتی اور گردن موڑ کر اپنے پیچھے آتے رائد کو دیکھتی تھی۔

"دنیا اتنی بڑی ہے،اور بھی بہت جگہیں ہیں دیکھنے والی۔کیا ضرورت ہے ہر سال یہاں آنے کی۔۔" رائد نے ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں ڈالے تیز تیز چلتے ہوئے جلد از جلد ہوٹل پہنچنا چاہتا تھا۔محکمہ موسمیات کی جانب سے

ہیوی سنوفال کی پیشن گوئی کی گئی تھی۔ایسے میں ان کا روڈ پر موجود ہونا محفوظ نہیں تھا۔

اچھا ہر دو سال بعد۔اب ٹھیک ہے نہ؟"آرمینے منہ اس کی طرف الٹے" قدموں پیچھے ہٹ رہی تھی۔

نہیں،"رائد نے انکار کیا"

تین سال میں ایک بار؟"آرمینے نے ہمت نہیں ہاری،ایک اور کوشش" کی۔ساتھ ہی ایک قدم پیچھے ہٹی اور اس کا پیر برف پر سلپ ہوا۔

سوچا جا سکتا ہے۔"وہ بھاگ کر اس کی طرف آیا۔اسے دونوں بازوؤں سے" تھامتے گرنے سے بچایا۔"کتنا خوبصورت ہے سب۔مجھے واپس نہیں

جانا۔"آرمینے اس کے بازوؤں میں گھوم گئی۔ پیر برف سے اٹی روڈ پر جماتے اس نے سارا وزن رائد پر منتقل کیا اور بازو سینے پر باندھ کر، سر رائد کے کندھے پر رکھتے آسمان کی طرف دیکھا۔ رائد نے پاؤں پھسلن زدہ برف پر جما کر وزن بیلنس کیا۔

ہم ساتھ ہیں اس لئے خوبصورت ہے۔ اور واپس نہ جانے والی بات تم نے" تب بھی کی تھی جب ہم وینس میں تھے۔" بازو اس کے گرد باندھتے رائد نے بھی سر اوپر کر کے برف کے گالے اپنے چہرے پر محسوس کئے۔

اسے چھوڑو۔ تم وعدہ کرو ہم یہاں دوبارہ آئیں گے۔"اس کے بازو کھولتے" وہ اس کی طرف پلٹی۔

رائد نے اس کی پلکوں پر گری برف کو دیکھا۔

آسمان سے گرتی برف تلے وہ اس سے وعدہ لے رہی تھی۔اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

تمہارا ناک لال ہو رہا، تمہیں ٹھنڈ لگ گئی ہے۔ہوٹل واپس چلتے ہیں۔""
ہاتھ بڑھا کر اس کا اونی مفلر اوپر کیا۔

بھالو تو بنی ہوئی ہوں، اتنے سارے گرم کپڑے پہن رکھے ہیں۔ نہیں لگتی" ٹھنڈ۔تم میری تصویر بناؤ ادھر۔بلکہ نہیں۔۔ایسا کرتے ہیں ہم ویڈیو بناتے ہیں۔ مسٹر سنو سونگ پر۔" وہ اس کے بازوؤں کا گھیرا توڑ کر بھاگتے ہوئے سٹریٹ لائٹ تلے کا کھڑی ہوئی۔

ارمن۔۔سردی لگ جائے گی یار۔" وہ اس کے پیچھے آیا۔"

کچھ نہیں ہوتا، تم کیمرہ سیٹ کرو۔" وہ ہاتھ ہوا میں اٹھائے پیروں کو آگے پیچھے کرتے ڈانس سٹیپس کی پریکٹس کر رہی تھی۔ رائد نے مسکرا کر اسے دیکھا، اسے پتا تھا جب تک ویڈیو نہیں بنے گی وہ یہاں سے نہیں جائے گی۔

میں نے تمہیں بالکل بھی یاد نہیں کیا۔" اس نے سلام پھیر کر دعا مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھائے جب افسانے کی آواز سنائی دی۔ وہ مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کر کے دعا مانگتا رہا۔

تمہیں پتا ہے میری زینب آنٹی سے بہت اچھی دوستی ہو گئی ہے۔ ہم دونوں" نے ساتھ شاپنگ بھی کی۔ میں نے بہت ساری چیزیں لیں، اپنے لئے بھی اور

بے بی کے لئے بھی۔بہت اچھا وقت گزارا میرا۔" وہ جائے نماز پر بیٹھے مہرداد کی پشت پر نظریں جمائے دائیں کروٹ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔

میں خوامخواہ جزباتی ہو رہی تھی تمہارے جانے سے۔اتنے آرام سے وقت " گزرا کہ مجھے پتا بھی نہیں چلا۔"

مہرداد دعا مانگ کر منہ پر ہاتھ پھیر کر اٹھا۔جائے نماز تہہ کر کے رکھی اور بیڈ کی طرف آیا۔

میں نے گملے میں ایک پودا لگایا ہے۔ تمہیں پتا ہے اس پر سفید گلاب لگتے " ہیں۔"

مہرداد اس کے برابر آ کر لیٹا۔افسانے کروٹ چھوڑ کر سیدھی ہوئی۔

اور تمہیں پتا ہے۔۔"اس نے بولتے ہوئے گردن موڑ کر مہرداد کو دیکھا،"
وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس کے الفاظ گم ہوئے۔

میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔"نرمی سے کہتے مہرداد نے ہاتھ کی پشت اس"
کے گال پر پھیری۔بس اتنی سی بات اور وہ آنکھوں میں آتی نمی چھپانے کے
لئے کروٹ بدل کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

دوبارہ مت جانا۔ابھی نہیں۔جب تک ہمارا بے بی نہیں آجاتا تم کہیں نہیں"
جاؤ گے۔"وہ نم آواز میں کہہ رہی تھی۔

نہیں جاؤں گا۔وعدہ۔"اس کے بالوں پر سر رکھتے اس نے آنکھیں بند"
کیں۔

اب بتاؤ، تم نے مجھے کتنا یاد کیا؟" چند لمحوں بعد آنکھیں رگڑ کر صاف" کرتے وہ اس سے الگ ہوئی۔

سارا بتاؤں؟" پیچھے ہوتے ہوئے کہنی کے بل لیٹ کر اسے دیکھا۔"

جتنے دن میرے بغیر گزارے ان تمام دنوں کی روداد سناؤ۔" وہ حکمیہ انداز" میں کہہ رہی تھی۔

باشہ زن زیبایی من۔" وہ ہلکا سا ہنسا۔"

وہ بولتا گیا، وہ مسکراتے ہوئے اسے سنے گئی۔ کبھی کبھی اسے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ وہی مہرداد ہے جو کیلیفورنیا میں اسے ملا تھا۔ اس وقت سے اب تک

زندگی بہت تبدیل ہو چکی تھی۔اسے یہ سمجھ آیا تھا کہ زندگی میں سب کچھ یک مشت نہیں ملتا۔ہر چیز اپنے مقررہ وقت پر انسان تک پہنچتی ہے۔ کبھی ہم بے صبرے ہو جاتے ہیں،راستے کی طوالت پر کوفت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ شکوے کرتے ہیں،بیزار ہو جاتے ہیں۔۔ لیکن ہمیں اللہ کے پلان کا پتا نہیں ہوتا۔ ہم پہلے ہی واویلا مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن ایک وقت آتا ہے جب ہم پلٹ کر دیکھتے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ وہ کیسے ہمیں ہر قسم کے حالات سے گزار کر اتنی دور لے آیا، جہاں ہم نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہم پہنچ پائیں گے۔کچھ چیزیں وقت لیتی ہیں،اگر ہم صبر کریں اور اللہ کے پلان کے مطابق چلیں تو وہ ہمارے حق میں بہترین ثابت ہوتی ہے۔

کیا بنا رہے ہو؟"وہ کھانے کی خوشبو کا تعاقب کرتی کچن میں آئی۔اس دن"

کے بعد سے ان کی آپس میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ اس کا سامنا کرنے سے کتراتی تھی۔ وہ سلام کرتا تو وہ جواب دیتی، خود سے کوئی بات نہیں کرتی تھی۔ جب آریز گھر پر ہوتا تو وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں ہوتی تھی۔

ترکش کباب۔" آریز نے بنا چونکے معمول کی طرح جواب دیا۔"

مجھے پتا نہیں تھا کہ تم کوکنگ بھی کر لیتے ہو۔" وہ کرسی کھینچ کر وہیں بیٹھ گئی۔"

زیادہ نہیں لیکن تھوڑی بہت آتی ہے۔" وہ کباب تلتے ہوئے ساتھ ساتھ اسے جواب دے رہا تھا۔

اچھا۔" وہ سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔"

کھانے کے بعد باہر چلیں؟آج موسم اچھا ہے، کسی پارک چلتے ہیں۔"آریز" نے کباب پلیٹ میں ڈال کر اس کے سامنے رکھے۔

چلتے ہیں۔" خلاف توقع وہ فوراً مان گئی۔وہ کباب پین سے نکال کر پلیٹ " میں سیٹ کرنے لگا وہ ٹھوڑی ہتھیلی پر ٹکائے اسے دیکھے گئی۔کچھ تو تھا جو نارمل ہو گیا تھا ان کے درمیان۔وہ عجیب طرح سے اس کی عادی ہو گئی تھی۔وہ اس کے نخرے اٹھاتا تھا،اس کی کڑوی کسیلی باتیں ماتھے پر ایک شکن لائے بغیر سن لیتا تھا۔اس کی تھوڑی سی توجہ پر کھل اٹھتا تھا۔وہ عجیب انسان تھا،اور اس عجیب انسان کی درخشندے بنت طلال کو عادت ہو گئی تھی۔اور یہ تو سب کو پتا ہے کہ عادت محبت سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔

تم کافی مشہور ہو لڑکیوں میں۔" وہ دونوں تھوڑی دیر پہلے ہی پورا دن باہر گزار کر اپارٹمنٹ واپس آئے تھے۔ درخشے آتے ہی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔ کچھ دیر بعد آریز فریش ہو کر کپڑے تبدیل کر کے فون پر بات کرتے ہوئے لونگ روم میں آیا تو درخشے صوفے پر بیٹھی اپنا لیپ ٹاپ گود میں رکھے پاؤں میز پر رکھے کھٹ کھٹ ٹائپنگ کر رہی تھی۔ آریز نے فون بند کیا تو درخشے کی آواز آئی، اس نے چونک کر اسے دیکھا۔ اب اس بات کا کیا مطلب تھا؟

جی۔۔۔؟" اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"

لڑکیوں کو تم کافی ہینڈسم لگتے ہو، آج باہر بہت سی لڑکیوں نے گزرتے ہوئے تمہیں تعریفی کمنٹس پاس کئے۔ ڈونٹ ٹیل می کہ تم نے نوٹس نہیں

کیا۔"اس کی نظریں لیپ ٹاپ پر تھیں۔

اس میں سپیشل نوٹس کرنے والا تو کچھ نہیں تھا، مجھے عادت ہے ایسے" کمنٹس کی۔"اس نے سادگی سے کندھے اچکائے۔درخشے نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔کیا خود اعتمادی تھی۔۔۔

ویسے تو بہت لوگوں نے ہمارے کپل پر بھی تعریفی کمنٹس پاس کیے، آپ" نے شاید وہ نہیں سنے۔"اس نے سرسری انداز میں کہا۔

پتا نہیں۔"انداز لاپرواہ تھا۔"

ایک بات پوچھوں؟"وہ اس کے ساتھ آکر بیٹھا۔"

"ہوں۔"

میرا کوئی موڈ نہیں فضول سوالوں کا جواب دینے کا۔" کھٹاک سے جواب" آیا۔

سنے بغیر کیسے پتا ہے کہ کوئی فضول سوال ہی کروں گا میں؟ پہلے آپ سن تو" لیتیں ایویں دل توڑ دیا۔" وہ خفا ہوا۔

تمہارا دل بھی ہر وقت ٹوٹنے کو تیار ہوتا ہے۔اچھا پوچھو اپنا سوال۔" اس" نے لیپ ٹاپ سکرین بند کی۔

اب نہیں پوچھتا میں۔" وہ صوفے پر پیچھے کو ہو کر بیٹھا۔منہ بھی پھلا لیا۔"

ڈرامے نہیں ختم ہوتے تمہارے۔" درخشے نے آنکھیں گھمائیں۔ہاں" ٹھیک ہے وہ کیوٹ تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ بار بار ایسی شکل بنا لئے کرے۔

آریز ویسے ہی بیٹھا رہا۔ماتھے پر دو بلوں کا اضافہ بھی ہو چکا تھا۔

اپنی طرف سے تم کیوٹ شکل بنا رہے ہو جبکہ رئیل میں تم ہونق لگتے ہو ایسا" کرتے ہوئے۔" درخشے نے ناک چڑھا کر اسے دیکھا۔

ہونق۔۔؟" وہ جبڑے بھینچ کر اس کی طرف گھوما۔" بولتے ہوئے سوچتی" نہیں ہیں آپ، کس خوشی میں ہونق کہا ہے مجھے؟ ہاں؟" دانت پیس کر کہتے وہ تھوڑا سا اس کی طرف جھکا۔وہ بے ساختہ ڈر کر اپنی جگہ پر تھوڑا سا پیچھے ہوئی۔وہ اتنا غصے میں کیوں آگیا تھا نارمل سی بات پر۔

اچھا سوری، میں ڈرامہ کر رہا تھا۔" آریز کو اس کی شکل دیکھ کر ہنسی آئی۔"

مجھ سے مت ڈرا کریں۔ بے ضرر سا، معصوم سا، کیوٹ سا شوہر ہوں آپ" کا۔۔" شرارت سے اسے دیکھا۔

تم۔۔" وہ دانت پیس کر بولنے لگی لیکن وہ بات کاٹ گیا۔"

میں بہت پیارا ہوں نہ؟ اس دن آپ نے خود ہی بتایا تھا۔ ویسے قریب سے" دیکھنے پر تو اور زیادہ پیارا لگتا ہوں، اور ایک آپ ہیں، مجھے نزدیک سے دیکھ کر بیہوش ہو جاتی ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہوا۔" ناک چڑھا کر بولتے وہ شکوہ کناں ہوا۔ درخشے جو ہنسی آئی جسے اس نے مہارت سے چھپایا۔

میں بتاتی ہوں تمہیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔" وہ مصنوعی غصے سے کہتے" اس کی طرف بڑھی۔ وہ اس کی آنکھوں سے جھلکتی مسکراہٹ دیکھ چکا تھا تبھی شرارت سے اسے آنکھ مار کر اپنی جگہ سے اٹھ کر بھاگا، درخشے پیروں میں سلیپر اڑستے اس کے پیچھے بھاگی۔ آریز ہنستے ہوئے آگے بھاگ رہا تھا پھر بھی اسے چڑانے سے باز نہیں آرہا تھا، اور درخشے دانت پیستے ہوئے اسے پکڑنے کی کوشش میں تھی لیکن وہ ہاتھ ہی نہیں آرہا تھا۔

ماشاءاللہ، بہت پیارے ہیں دونوں۔" افسانے زینب کو آرمینے کی شادی کی" پکچرز دکھا رہی تھی تو انہوں نے دلہا دلہن کی تصویر دیکھ کر تبصرہ کیا۔

ہاں جی ماشاءاللہ، آپ کبھی آرمینے سے ان پرسن ملیں، ادھر تو میک اپ" میں لک چینج لگ رہی ہے یہ اصل میں بہت زیادہ کیوٹ ہے۔" افسانے کے لہجے میں اپنی چھوٹی بہن کے لئے محبت صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

تم انہیں شادی کی دعوت پر بلاؤ نہ۔ تم نہیں جاسکتی وہ تو آسکتے ہیں۔" زینب" نے نرمی سے کہا۔

یہ تو سہی کہا آپ نے، میں ابھی کال کرتی ہوں اسے۔" افسانے چہکتے ہوئی" اٹھی۔" فون کمرے میں ہے، میں مینو کو کال کر کے آتی ہوں۔" وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

فون کی گھنٹی کب سے بج رہی تھی۔آرمینے نے ادھ کھلی آنکھوں سے ادھر ادھر ہاتھ مار کر فون تلاشا جو کہ تکیے کے نیچے سے برآمد ہوا۔اس نے بند آنکھوں سے پلکوں کی جھری بنا کر کال کرنے والے کا نام دیکھا،افسانے۔۔

ہیلو۔۔!"اس نے کال آن کر کے فون کان سے لگایا۔آواز نیم خوابیدہ سی" تھی۔

کتنی دیر سے فون کر رہی ہوں، کہاں تھی؟ یہ نہیں ہے کہ پہلی بیل پر ہی" فون اٹھالو، جب تک کال کرنے والا تھک کر فون رکھنے والا ہوتا تب تمہارا ہیلو آتا ہے۔"دوسری طرف افسانے جیسے اس کے فون اٹھانے کے انتظار میں ہی بیٹھی تھی۔فوراً شروع ہوئی۔

میں سو رہی تھی۔سب خیریت؟"اس کی آواز سے لگ رہا تھا وہ ابھی بھی"

نیند میں ہی تھی۔

ہاں خیریت ہی ہے، ابھی تم جاگ گئی ہو تو۔۔۔"افسانے بولنے لگی"

جب۔۔۔

ارمن، کون ہے یار۔ بند کرو فون۔"رائد کی نیند بھری آواز فون سپیکر کے"
قریب سے گونجی۔افسانے نے لب دانتوں تلے دبائے، اوپس۔۔۔

افسوں ہیں۔ تم سو جاؤ، میں بات کر کے آتی ہوں۔"آرمینے اس کی"
ڈسٹربنس کے خیال سے وہاں سے اٹھ کر جانے لگی۔

افسوں کو بولو بعد میں کر لے بات۔"اس کے کندھوں کے گرد بازو کا"
حصار بناتے اسے اٹھنے سے روکا۔

اگر میں آپ کو ٹھہر کر کال کروں تو چلے گا؟" رائد کے بازو پر ہاتھ رکھتے وہ" واپس اپنی جگہ پر لیٹی۔

اوکے۔ لیکن تم یاد سے کال کر لینا۔" وہ فون بند کر گئی۔ وہ پہلے ہی شرمندہ" ہو رہی تھی کہ انہیں سوتے ہوئے ڈسٹرب کر دیا۔

آرمینے نے فون تکیے کے قریب پھینکا اور رائد کے بازو کے گھیرے میں رہتے اس کے مخالف سمت کروٹ بدل کر آنکھیں بند کر گئی۔

ابھی وہ کچی پکی نیند میں تھی جب فون دربارہ بجا۔ کچی نیند کی وجہ سے ایک پل کو تو اسے جھٹکا سا لگا۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ بنا نمبر دیکھے فون آن کر کے کان سے لگایا۔

"!ہیلو۔۔"

کیسی ہو آرمینے؟"درخشندے کی آواز۔آرمینے کی آنکھیں پٹ سے" کھلیں۔

میں ٹھیک ہوں،آپ کیسی ہیں؟"اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔"

اوں ہوں۔"ناگواری سے کہتے رائد کے ماتھے پر بل پڑے۔وہ آرمینے کی" گردن میں منہ چھپا گیا۔اس کی نیند ڈسٹرب ہو گئی تھی۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔رائد صاحب کیسے ہیں؟"نرمی سے پوچھا گیا۔رائد" صاحب؟وہ غصے میں تھی کیا۔۔آرمینے نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔۔

سکرین پر نظر پڑتے ہی وہ گڑ بڑا کر رائد سے دور ہونے لگی لیکن وہ کمر پر گرفت سخت کرتا مزید اس سے چپکا۔ منہ اس کی گردن میں چھپایا۔ آرمینے نے بے بسی سے سکرین کے چوکھٹے میں نظر آتے درخشے کے چہرے کو دیکھا۔ وہ ویڈیو کال پر تھی۔ آرمینے نے بازو اوپر کے کے کیمرے کا رخ صرف اپنی طرف کیا۔

میں آپ کو تھوڑی دیر تک کال کرتی ہوں۔" وہ رائد کا چپکنا جانتی تھی۔ اس" نے تھوڑا سا اوپر کی طرف کھسکتے چہرہ رائد کی پہنچ سے دور کیا۔ اور ہڑ بڑا کر فون کو دیکھا۔ اسے پتا تھا کہ وہ جتنی بھی کوشش کرتی فون کا پکسل اتنا اچھا تھا کہ ہو نہیں سکتا تھا کہ وہ دونوں ایک ہی فریم میں نظر نہ آتے۔

اوکے، تم بعد میں بات کرنا، ابھی رائد سے بات کرواؤ میری۔" پر سکون" لہجے میں کہتے ہوئے اس نے سکرین میں نظر آتے رائد کی طرف اِشارہ کیا۔

اس نے آرمینے کا گھرانا شرمانا دیکھ لیا تھا لیکن وہ افسانے نہیں تھی کہ کال بند کر جاتی۔

آرمینے اسے کہو مجھے اس سے بات نہیں کرنی۔" رائد کی آواز درخشے تک" صاف گئی تھی۔ آرمینے نے بے بسی فون میں نظر آتی درخشے کو دیکھا، پھر رائد کو، ان بہن بھائی کے درمیان وہ عجیب ہی مشکل میں پڑ گئی تھی۔

تمہارے تو اچھے بھی کریں گے بات۔" درخشے نے مسکراتے ہوئے دانت" پیسے۔ وہ دو دن سے اس سے بات کرنا چاہ رہی تھی لیکن وہ، "میں مصروف ہوں۔" کہہ کر کال کاٹ جاتا تھا۔

تو اچھوں سے ہی کر لو بات۔ میں تو نہیں کروں گا۔" اس نے آرمینے کے" ہاتھ سے فون لے کر سائیڈ پر پھینکا۔

رائد، میں آخری بار کہہ رہی ہوں میری بات سنو، ورنہ پھر میں دیکھتی"
ہوں تم کیسے سکون سے ہنی مون گزارتے ہو اپنا۔ تم جانتے ہو آریز مجھے نہ
نہیں کرتا۔" فون کے سپیکر سے گونجتی آواز میں دھمکی تھی۔ رائد دانت پیستے
ہوئے اٹھ کر بیٹھا۔ آرمینے نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔ وہ بڑبڑاتے
ہوئے شرٹ پہن رہا تھا۔

یہ دھمکیاں مجھے مت دیا کرو۔ کیا کرو گی، اسے گھر بٹھا لو گی؟ آفس نہیں"
جانے دو گی؟ تو اس میں صرف میرا نقصان تو نہیں ہو گا۔" شرٹ پہن کر
فون اٹھا کر چہرے کے سامنے کرتے وہ دانت پیس کر بولا۔

ہاں، میں ایسا ہی کروں گی۔ تم مجھے صرف اتنا بتاؤ کہ تم واپس کب آ رہے"
"ہو؟ دو مہینے ہو گئے ہیں تمہارا ہنی مون نہیں ختم ہو رہا۔

ڈیڑھ مہینہ مشکل سے ہوا ہے۔اور تمہیں کیا مسلہ ہے میرے ہنی مون" سے ؟میری مرضی جب واپس آؤں۔اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ نئے شادی شدہ جوڑے کو تھوڑی سی پرائویسی چاہیے ہوتی ہے، لیکن تمہیں کیا پتا اس بات کا۔ صبح صبح کال کھڑکا دی۔" بھنویں سکیڑ کر اسے شرمندہ کرنا چاہا۔

رائد بکواس مت کرو، مجھے کیا پتا تھا کہ تم لوگوں کی مارننگ نہیں ہوئی ابھی" تک۔ خیر مجھے صرف یہ کہنا تھا کہ تم واپس آکر اپنے کام سنبھالو۔آریز تین دن سے آؤٹ آف کنٹری وہ سیمنار اٹینڈ کرنے گیا ہوا ہے جو تمہیں کرنا تھا۔" دانت پیس کر کہتے وہ خفا لگتی تھی۔

اووووتو یہ بات ہے۔" رائد کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ چمکی۔" تمہیں"

"اس کی یاد آرہی ہے تبھی تم۔۔۔

شٹ اپ، میں بس اتنا کہہ رہی ہوں کہ تم اپنے حصے کے کام خود کیا کرو۔" آریز آلریڈی اتنا مصروف ہوتا ہے، اور اب یہ ایکسٹرا ذمہ داری۔۔ ہماری ڈھنگ سے بات بھی نہیں ہوئی اتنے دن سے۔" وہ خفا خفا سا بول رہی تھی۔

آرمینے نے اٹھ کر بیٹھتے مسکراتے ہوئے ان دونوں بہن بھائی کی باتیں سنیں، بال جوڑے میں باندھ کر انگڑائی لے کر سستی دور کرنا چاہی، نیند تو پہلے ہی بھاگ گئی تھی۔

اچھا۔۔" رائد نے بے دھیانی سے درخشے کی بات پر سر ہلایا نظریں آرمینے پر اٹک گئی تھیں۔ ونڈو کے سلائیڈز ہٹے ہوئے تھے اور کمرے کی مصنوعی لائیٹس آف تھیں تو سورج کی روشنی اس کے آدھے چہرے اور گردن پر پڑ

رہی تھی۔ڈھیلی ڈھالی سی سفید کالر ڈ شرٹ۔۔۔رائد کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

تم نے میری بات سنی بھی ہے؟"درخشے نے اس کی بے دھیانی محسوس کر" لی تھی۔

ہمم۔۔"اثبات میں سر ہلاتے اس نے آرمینے کی کلائی تھام کر اسے بیڈ سے" اترنے سے روکا۔آرمینے نے ایک نظر کلائی تھامے اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر رائد کو۔۔۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ وہیں تھم گئی۔۔۔وہ اس کی نظروں کے بدلتے مفہوم پہچانتی تھی۔

تم سے تو بات کرنا فضول ہے۔اب تم بھی کرنا مجھے کال،اچھے سے جواب" دوں گی۔"وہ غصے سے کال کاٹ گئی۔

تمہیں ان کی بات سننی چاہیے تھی، وہ ناراض ہو گئی ہوں گی۔"آرمینے" نے تفکر سے فون کو دیکھا۔

کچھ نہیں ہوتا، میں منالوں گا اسے۔ تم تو ادھر آؤ۔"الفاظ کے برعکس لہجہ" سنجیدہ ہو رہا تھا۔آرمینے کو قریب کھینچا۔

رائد۔۔۔" گردن پر محسوس ہوتا رائد کی ہلکی بڑھی شیو کا کھردرا پن آرمینے" کو جھرجھری لینے پر مجبور کر گیا۔اس نے ہتھیلی کے زور سے زبردستی اس کا چہرہ اپنے طرف کیا۔

ارمن۔۔"اس کی گرم بوجھل سانسیں آرمینے کی پلکوں سے ٹکرائیں۔"

یونیورسٹی میں کلاسز شروع ہونے والی ہیں، ادھر کب جانا ہے؟" وہ کچھ دن سے اس سے بات کرنا چاہ رہی تھی لیکن موقع نہیں ملا تھا۔ کبھی اسے بات کرنا بھول جاتا کبھی رائد اسے سب باتیں بھلا دیتا تھا۔

بعد میں ڈسکس کریں؟" وہ اسے ساتھ لیے تکیے پر گرا۔"

"لیکن۔۔"

ششش۔" اس نے ریموٹ اٹھا کر کمرے میں آتی روشنی کے واحد ماخذ" ونڈو کے سلائیڈز بند کئے۔ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔

رائد سے بات کر کے وہ کچن میں آئی، فریج سے پانی کی بوتل نکال کر پانی گلاس میں انڈیلا۔ آریز کے جانے کے بعد سے وہ پورے اپارٹمنٹ میں بولائی بولائی پھرتی تھی۔ پچھلے کچھ عرصے سے اسے اپنی کیفیت کچھ خاص سمجھ نہیں آرہی تھی۔ عجیب ہی عادت ہو گئی تھی اسے آریز کی۔ وہ ہوتا تھا تو سکون رہتا تھا وہ تھوڑی دیر کو بھی کہیں چلا جاتا تو عجیب بے سکونی ہو جاتی تھی۔ وہ عاجز آگئی تھی اپنی اس کیفیت سے۔ اس نے سوچ لیا تھا اب جب وہ آئے گا تو وہ اسے بالکل بھی لفٹ نہیں کروائے گی۔ اس سے بات تو بالکل بھی نہیں کرے گی۔ وہ دل ہی دل میں عہد کر رہی تھی جب اس کا فون بجا۔ ڈاکٹر ریچل کی کال تھی۔ وہ ان سے بات کرتے ہوئے کچن سے باہر نکل گئی۔

کچھ دن بعد کی بات تھی جب۔۔۔

تم آج کل کچھ زیادہ ہی مصروف نہیں ہو گئے ہو؟" دل ہی دل میں کئے" عہد پر دو حرف بھیجتے وہ اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی تھی۔

درخشے کی تیز آواز پر آریز نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔ اسے سیمنار سے واپس آئے دو دن ہو گئے تھے۔ ان دو دنوں میں بھی وہ گھر پر کم ہی ٹکا تھا۔ اور آج وہ گھر پر تھا تو ناشتے کے بعد لیپ ٹاپ میں سر دیئے بیٹھا تھا۔ درخشے نے جز وقتی ملازمہ کے ساتھ مل کر گھر کی صفائی وغیرہ کروائی، ملازمہ کے جانے کے بعد ٹیرس پر رکھے پودوں کی کانٹ چھانٹ کی۔ اس سے فارغ ہو کر شاور لیا۔ فریش سی لونگ روم میں آئی تو آریز ابھی تک لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ وہ کچھ دیر تو ادھر اُدھر گھومتی رہی پھر آریز کا خاموش بیٹھے رہنا برداشت نہیں ہوا تو اس کے پاس چلی آئی۔

نہیں تو، کچھ امپورٹنٹ میلز ہیں وہی چیک کر رہا ہوں۔ آپ بتائیں، کوئی" کام تھا؟" سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

مجھے تم سے کیا کام ہو گا۔ تم اپنی میلز چیک کرو۔" بیزاری سے کہتے وہ وہاں" سے جانے لگی لیکن آریز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

تھوڑی دیر بیٹھ جائیں۔۔۔ میرے ساتھ۔" اس نے گویا درخواست عرض" کی۔ شاید وہ بھی اس کے انتظار میں ہی بیٹھا تھا۔

اور تمہارا کام؟" درخشے نے لیپ ٹاپ کی طرف اِشارہ کیا۔"

یہ تو بس ٹائم پاس کر رہا تھا میں۔" اس نے آنکھیں پٹ پٹا کر اسے دیکھا۔ وہ" بنا کوئی بحث کئے اس کے ساتھ بیٹھی۔ آریز نے لیپ ٹاپ بند کر کے میز پر

رکھ دیا۔ کہنی صوفے کی پشت سے ٹکا کر سر کا وزن ہاتھ پر منتقل کیا اور ایک گھنٹہ فولڈ کر کے صوفے پر رکھتے وہ اس کی طرف رخ کر کے بیٹھا۔ اب وہ تسلی سے اسے دیکھ سکتا تھا۔ وہ لب کاٹتے سوچوں میں گم لگتی تھی۔

کیا اسے بتا دینا چاہیے؟ اگر اس نے مذاق اُڑایا تو؟ وہ اس کی بات نہ سمجھا تو؟" اگر اس کے دل میں اس کی قدر کم ہو گئی تو۔۔؟" وہ عجیب ہی کشمکش میں تھی، دماغ میں ڈاکٹر ریچل کی باتیں گھوم رہی تھیں۔

تم کسی کاغذ پر وہ سب ریکارڈ کرو جس سے تمہیں خوف آتا ہے یا اس دوران" جو چیز تمہارے ذہن میں سب سے پہلے آتی ہے۔ اپنے خیالات کو ریکارڈ کرو۔ وہ سارے مفروضے لکھو جو تمہارے ذہن میں جنم لیتے ہیں جب بھی میں ہوتی ہو۔ وہ سب لکھو، ماضی intimate situation تم کسی سے مدد لے کر حال کو دیکھو۔ تمہارا یقین، تمہاری ججمنٹ اور اس کے مطابق

تمہاری مستقبل کے بارے میں سوچ۔۔یہ سب ریکارڈ کرو۔اپنے خوف کی جڑ تک تمہیں خود پہنچنا ہو گا۔تم سے بہتر تمہیں اور کوئی نہیں جان سکتا۔اپنے اندر کے ڈارک سیکرٹ صرف تمہیں معلوم ہیں۔تم اپنے اندر جھانکو۔کیا "ہے تمہارا سب سے بڑا خوف۔۔۔تمہاری سب سے بری یاد۔۔؟

سب سے بری یاد۔۔اس کے چہرے پر عجیب سا تاثر ابھرا۔۔آریز غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔وہ یقیناً کسی اندورنی کشمکش کا شکار تھی۔لیکن کیا؟

درخشے۔۔!"نرمی سے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی سوچوں میں" خلل ڈالتے اپنی طرف متوجہ کیا۔

ہاں۔۔"وہ چونک کر حال میں واپس میں آئی۔"

میں سن رہا ہوں۔"آریز نے نرمی سے کہا۔"

کیا؟"درخشے نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔"

جو بھی آپ نے کہنا ہے، آپ کے خوف، خدشات، سچ، جھوٹ،"
سب۔۔۔بولیں، میں سن رہا ہوں۔"نرمی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔
یقین دلایا کہ وہ اس کی ہر بات سننے کے لئے تیار ہے۔

خوف کا وجود نہیں اور خدشات تم سے جڑے ہیں، جھوٹ کچھ ہے نہیں،"
اور سچ۔۔۔میں کیسے مان لوں کہ تم درست شخص ہو سچ سنانے کے لئے؟"
صوفے کی پشت سے گال ٹکا کر بیٹھی وہ تھکے تھکے انداز میں اسے دیکھ رہی
تھی۔

مانتی تو آپ ہیں لیکن مانتی نہیں۔" وہ ہلکا سا ہنسا۔"

تم اپنا کام کمٹینیو کرو۔" وہ مسکرا بھی نہی سکی۔ سنجیدگی سے کہتے اٹھ کر" جانے لگی جب۔۔۔

آپ نے اپنی نہیں سنانی تو میری سن لیں۔" اس کا ہاتھ تھامے وہ سادگی" سے اسے دیکھ رہا تھا۔ درخشے ہاتھ چھڑاتے ہوئے واپس بیٹھی۔

ہاتھ کیوں چھڑا لیتی ہیں آپ؟ ایک آپ کے ہاتھ چھڑانے سے دنیا چھوٹ" جاتی ہے مجھ سے۔" وہ مسکرایا لیکن وہ مسکراہٹ آنکھوں تک نہیں پہنچی۔

درخشے بنا کچھ بولے تکان سے اسے دیکھے گئی۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے

اپنی ہی الجھنوں میں گرفتار تھے۔

کچھ کہنا تھا تم نے؟" خاموشی کا طویل وقفہ درخشے کی آواز نے توڑا۔"

جی۔۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔اسے پتا نہیں کیوں ایسا لگ رہا تھا کہ " اگر یہ لمحہ گزر جاتا تو وہ دونوں واپس پوائنٹ زیرو پر آجاتے۔وہ محسوس کر سکتا تھا کہ وہ اسے کچھ بتانا چاہتی ہے لیکن کچھ تھا جو اسے روکے ہوئے تھا۔تو ایسے میں اسے کیا کرنا چاہیے۔۔وہ جانتا تھا اسے کیا ٹریگر کرتا ہے لیکن۔۔۔ وہ لب کاٹتے کنفیوز سا اسے دیکھ رہا تھا۔

بتاؤ پھر۔" وہ اسے سوچوں میں گم دیکھ کر پشیمان ہوئی۔اس کی اچھی خاصی " نارمل زندگی ہوتی اگر وہ کسی اور لڑکی سے شادی کرتا۔۔اپنی ہی سوچ پر اس کے ماتھے پر بل آئے،وہ کیوں کسی اور لڑکی سے شادی کرتا۔۔وہ خود سے خفا

ہوئی۔

مجھے آپ کے وقت میں سے پانچ منٹ چاہیں۔" بالآخر اس نے کہہ دیا۔"

پانچ منٹ؟" درخشے کی آنکھوں میں نا سمجھی تھی۔"

جی پانچ منٹ۔ میں سٹاپ واچ پر ٹائمر لگا دیتا ہوں۔ اس سے زیادہ آپ کا" وقت نہیں لوں گا۔" سادگی سے کہتے اس نے فون پر سٹاپ واچ اوپن کی۔ ٹائمر سیٹ کر کے اسے دکھایا۔

لیکن کیوں؟" وہ اس کی بات کا مقصد نہیں سمجھی تھی۔"

کیا آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے؟" اس کے پوچھنے پر درخشے نے بلا توقف"

اثبات میں سر ہلایا۔

کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں کبھی آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہوں؟" سادگی" سے پوچھا۔ درخشے نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا۔

پانچ منٹ۔۔۔ آپ مجھے کسی بات سے نہ ٹوکیں گی نہ روکیں گی۔ نہ سوال" کریں گی نہ جواب دیں گی، بالکل چپ کر کے بیٹھنا ہے آپ نے، ڈیل؟" سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

اوکے۔۔ تم لگاؤ ٹائمر۔۔" کچھ پل خاموشی سے اسے دیکھنے کے بعد اس نے" بے تاثر انداز میں کہا۔

آریز نے فون پر اسٹاپ واچ کا ٹائمر کلک کرتے فون میز پر رکھ دیا۔

بائی داوے، کافی خوش قسمت واقع ہوا ہوں میں۔ میری بیوی میری بات "
مانتی ہے۔" شرارت سے کہتے وہ نامحسوس انداز میں اس کے نزدیک ہوا۔

کیا میں نے کبھی آپ کو بتایا مجھے آپ کے ہاتھ کتنے پسند ہیں۔" نرمی سے "
اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لئے۔

میں اگر کہوں کہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں کبھی اتنے قریب سے "
آپ کو دیکھ پاؤں گا، تو یہ جھوٹ ہو گا۔" اس کے ہاتھوں کی لکیروں پر انگوٹھا
پھیرتے دوسرے ہاتھ سے اس کے بال ماتھے سے ٹھیک کرتے ہوئے کان
کے پیچھے اڑسے۔

لیکن ایک بات ہے جو سچ ہے، وہ یہ کہ۔۔ میں نے یہ بالکل نہیں سوچا تھا کہ "

میرا دل آپ کو نزدیک سے دیکھ کر اتنے زور سے دھڑکے گا کہ سینے سے باہر آنا چاہے گا۔" اس کا ہاتھ نرمی سے اپنے دل پر رکھتے اپنے ہاتھ سے اس پر دباؤ بڑھایا۔

وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں اسے دیکھتے اس کی دھڑکنیں اپنی ہتھیلی تلے محسوس کر رہی تھی۔

اور سچ تو یہ بھی ہے کہ میں آپ کی آنکھوں پر تب سے فدا ہوں جب یہ مجھے" دیکھتی بھی نہیں تھیں۔" دھیمے سے مسکراتے ہوئے اس کی ناک سے ناک سے ٹکرائی۔

آنکھیں بند کریں،" نرم آواز میں کہتے ٹھوڑی تلے دو انگلیاں رکھ کر اس کا" چہرہ اوپر کیا۔

وہ ایک ہاتھ اس کے دل پر رکھے دوسرا ہاتھ اس کے بازو پر رکھے آنکھیں بند کر گئیں۔

وہ باری باری اس کی آنکھیں چوم کر پیچھے ہٹا۔ درخشے نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بہت بے ضرر سی محبت ہے میری، آپ ڈرامت کریں، ورنہ مجھے خود سے شکایت ہوتی ہے۔" نرمی سے اس کے گال پر موجود تِل کو لبوں سے چھوا۔

ٹائمر بج گیا تھا۔۔۔

وہ پیچھے ہوا، گردن موڑ کر میز پر رکھے فون کو دیکھا۔ پھر درخشے کو دیکھ کر ہلکا

سا مسکرا کر کندھے اچکائے اور وہاں سے اٹھنا چاہا جب۔۔۔

درخشے نے کالر سے پکڑ کر اسے روکا۔۔۔آریز نے چونک کر اس کے کالر پکڑے ہاتھ کو دیکھا۔پھر درخشے کو،وہ اس کا کالر مٹھی میں دبوچے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔آریز کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔۔درخشے کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔اس کے پاس سوچنے کا وقت نہیں تھا۔۔۔

سیبنی اسرح فیک شویہ

وانسی ایام ضاعو مینی

مجھے کچھ پل کے لئے تم پر فدا ہو جانے دو۔۔۔

اور بھول جاؤ اُن دِنوں کو جو ہمارے ایک دوسرے کے بغیر گزرے۔۔

درخشے نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر پوری طاقت سے اسے دور دھکیلا۔۔۔آریز پیچھے ہوا پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو تھامنا چاہا، لیکن اس کی آنکھوں کی بے یقینی دیکھتے اس نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔وہ بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

آریز وہیں بیٹھے بیخودی سے اس بند دروازے کو دیکھے گیا۔اس کی آنکھیں نم ہوئیں، وہ کسی دن اس کی جان لے لے گی۔وہ وہیں صوفے پر لیٹ گیا۔ دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھے وہ سیلنگ پر بنے ڈیزائن کو دیکھ رہا تھا۔جو بات درخشے کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ آریز کو ایک پل میں سمجھ آگئی تھی، وہ جان گیا تھا۔۔۔درخشے بنت طلال کو آریز حیدر سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔وہ نم

آنکھوں سے مسکرایا۔

اسے پتا تھا وہ ابھی رو رہی ہو گی۔ تھوڑا سا رونا تو بنتا تھا اس کا، شہزادیوں کو قید کہاں برداشت ہوتی ہے پھر چاہے وہ محبت کی قید ہی کیوں نہ ہو۔ دل کیا وہ اس کے پیچھے جائے، پھر دل کو لگام ڈالی۔ اسے ابھی انتظار کرنا تھا۔

دوسری طرف وہ دروازے کی پشت سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھی تھی، آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اس کے آگے بے بس ہو گئی تھی۔۔ اس نے سنا تھا۔۔۔ آج اسے معلوم ہوا تھا کہ کسی کا جان لیوا لمس کیا ہوتا ہے۔۔۔ اس کے ہاتھ اس کے وجود کو ایسے چھوتے تھے جیسے وہ پیانو پر کوئی دھن بجا رہا ہو۔۔۔ وہ اسے اپنے مطابق چلاتا تھا۔۔۔ تھوڑی دیر پہلے جو ہوا تھا وہ حقیقت تھا یا خواب۔۔۔ جو بھی تھا درخشے بنت طلال کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کچھ پل کو سلب کر گیا تھا۔ اسے اپنی

بے بسی پر رونا آئے جا رہا تھا۔ بڑے عرصے بعد وہ اس طرح رو رہی تھی، ورنہ وہ رونے والوں میں سے نہیں رلانے والوں میں سے تھی۔

آریز بیٹا، کیسے ہو، درخشے سے تو بات کرواؤ، وہ فون نہیں اٹھا رہی۔" فاطمہ " کی بات پر آریز نے درخشے کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔ وہ باہر جانے کے ارادے سے گاڑی کی چابیاں اٹھا رہا تھا جب فاطمہ کی کال آئی۔

فاطمہ آنی وہ سو رہی ہیں۔ ان کا فون بھی سائیلنٹ پر ہے۔ وہ جیسے ہی اٹھیں " گی میں آپ کی بات کروادوں گا ان سے۔" انہیں تسلی دے کر دو چار باتیں کر کے اس نے فون بند کیا اور ایک نظر بند دروازے پر ڈالتے وہ باہر نکل گیا۔

وہ کافی کے مگ ہاتھ میں لیے لونگ روم میں آیا تو درخشے سامنے ونڈو کے ساتھ رکھی اونچی کرسی پر بیٹھی ونڈو سے باہر برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔

دن کو تو وہ اپنے کمرے سے باہر ہی نہیں آئی تھی۔اس دوران آریز اپارٹمنٹ سے باہر چلا گیا تھا۔کچھ ضروری کام نپٹا کر وہ واپس آیا تو درخشے سے سامنا ہونے پر وہ اس کے کہنے پر کافی بنانے چلا گیا۔ صبح والے واقعے کا کوئی تاثر آریز کو اس کے چہرے پر نظر نہیں آیا۔

کافی۔۔"آریز نے مگ اس کے سامنے رکھا۔درخشے مگ دونوں ہاتھوں میں تھام کر ونڈو سے باہر دیکھے گئی۔

آریز گھونٹ گھونٹ کافی پیتے اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"تمہیں پتا ہے، ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے، کچھ باتیں اگر آپ کو وقت سے پہلے معلوم ہو جائیں تو وہ عذاب بن جاتی ہیں۔ عمر بھر کا عذاب۔۔" اس نے ونڈو سے باہر دیکھتے ہوئے بولنا شروع کیا۔

"مجھ سے ڈاکٹر ریچل نے کہا کہ اپنی سب سے بری یاد قلمبند کروں۔ لیکن مجھے لگتا ہے، اسے لکھنے کے بجائے مجھے تم سے شئیر کر لینا چاہیے۔ تم ویسے بھی تو مجھے سننا چاہتے تھے۔"

"میں سن رہا ہوں۔"

"مجھے اس دن وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔ وہ دن بہت برا، بلکہ بدترین ثابت

ہوا میرے لئے۔" وہ ہموار لہجے میں کہہ رہی تھی۔

آریز کی گرفت کپ پر سخت ہوئی۔ وہ اسے سننے کے لئے ہی بیٹھا تھا لیکن اس کا دل دعا گو تھا کہ کچھ برا، بہت برا نہ ہو۔ وہ سانس روکے اس کے اگلے الفاظ سننے کا منتظر تھا۔

درخشے نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بھوری سنہری آنکھوں سے اسے دیکھتے بالکل ساکن تھا۔ اس نے گردن واپس ونڈو کی طرف موڑی۔

وہ ایک حبس زدہ دن تھا، سانس کے ساتھ فضا میں رچی انسانی گوشت جلنے کی بدبو آتی تھی۔۔۔" بات کرتے ہوئے وہ کھڑکی پر تڑتڑ برستی بارش کو دیکھ رہی تھی جبکہ ذہن کے پردے پر ماضی کی یاداشتیں کھلی ہوئی تھیں۔

اس دن آسمان کے مشرقی کنارے گہرے کالے بادلوں میں تبدیل ہو چکے تھے جیسے کسی طوفان کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہوں۔ وہ تاریکی کناروں سے آگے کی طرف سفر کر رہی تھی۔ حبس زدہ فضا میں سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔

نو عمر درخشے نے ایک نظر خراب ہوتے موسم کو دیکھا اور پھر ڈیزی کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ چھٹی ہونے کے بعد سکول اس وقت تقریباً خالی تھا۔

رخسانہ تم نے ڈیزی کو دیکھا ہے کہیں؟ اس کے پاس میری ورک بک ہے،" اس نے مجھے واپس دینی تھی۔" وہ اپنی ایک پاکستانی نژاد فیلو رخسانہ کی طرف آئی۔

اسے میں نے سائنس بلاک کی پچھلی طرف جو نیا بلاک انڈر کنسٹرکشن ہے"

اس طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔شاید ابھی بھی وہیں ہو۔"رخسانہ کو ہاتھ ہلا ہلا کر باتیں کرنے کی عادت تھی،درخشے نے ضبط سے اس کے ہاتھ کے اشاروں کو نظرانداز کرتے شکریہ بولا اور سائنس بلاک کو جانے والے رستے پر مڑ گئی۔

تم ادھر ہی انتظار کر لو اس کا۔وہ آجائے گی تھوڑی دیر تک۔"رخسانہ نے" پیچھے سے آواز دی۔

نہیں مجھے جلدی ہے،ڈرائیور انتظار کر رہا ہے۔میں ورک بک لے کر آتی" ہوں۔" گردن موڑ کر اسے جواب دیتے وہ تیز قدموں سے وہاں سے چلی گئی۔

وہ تیز قدموں سے چلتے زیر تعمیر بلاک تک پہنچی۔ایک نظر آسمان کو دیکھا کسی

بھی وقت بارش ہو سکتی تھی۔

وہ عمارت میں داخل ہوئی تو ڈیزی کا سکول بیگ اسے سامنے ہی مشینری کے آلات ساتھ پڑی میز پر رکھا ہوا نظر آ گیا تھا لیکن ڈیزی کہیں نہیں تھی۔ وہ اس کی تلاش میں نظریں گھماتی بیگ تک آئی۔ دل کیا کہ بیگ کھول کر اپنی بک اٹھائے اور چلی جائے لیکن میز آڑے آ گئے۔ وہ وہیں رک کر ڈیزی کا انتظار کرنے لگی۔ اس نے سوچا اسے ڈیزی کو آواز دینی چاہیے۔ اس سے پہلے کہ وہ اس سوچ کو عملی جامہ پہناتی اسے تھوڑے فاصلے پر موجود کمرے سے مدھم سی آوازیں آتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ شاید ڈیزی وہاں تھی اور اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ عمارت ابھی تعمیر ہو رہی تھی تو اس کمرے کے دروازے اور کھڑکیوں کے چوکھٹے ابھی خالی تھے۔ وہ عادتاً بغیر چاپ کے قدم اٹھا رہی تھی۔ وہ دروازے کی چوکھٹ تک پہنچی تو جو منظر اس نے دیکھا تھا وہ پھر اگلے کئی سالوں کے لئے اس کے ذہن

اور بلاک بی کے کمپیوٹر کے ادھیڑ عمر ٹیچر، سے نہیں مٹا تھا۔ڈیزی اور شاستری سر۔۔۔

درخشے نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ابکائی آنے سی روکی۔اس سے زیادہ کریہہ منظر اس نے اپنی اب تک کی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔اس دن اس نے انسان اور جانور کا فرق مٹتے ہوئے دیکھا تھا۔

کناروں سے بڑھتی سیاہی نے پورے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ شدید حبس کے بعد ہونے والی طوفانی بارش تڑتڑ برس رہی تھی۔۔۔وہ بھاگتے ہوئے اس عمارت سے باہر آئی تھی۔اس کی پونی ٹیل سے نکلتی بالوں کی گیلی لٹیں اس کے بھیگے چہرے سے لپٹی ہوئی تھیں۔پتا نہیں چہرہ بارش نے بھگویا تھا یا آنکھوں سے گرتے آنسوں نے۔۔۔

میں وہاں سے گھر آکر سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔ بارش میں بھیگنے کی وجہ "
سے بخار بھی ہو گیا تھا۔ سب کو لگتا تھا کہ میں بخار کی وجہ سے چڑ چڑی ہو رہی
ہوں۔۔۔ لیکن میں تمہیں بتاؤں آریز۔۔۔ وہ منظر میری آنکھوں کے
سامنے سے جاتا ہی نہیں تھا۔ کیا چیز ہے یہ نفس۔۔۔ انسانوں میں اور
جانوروں میں کوئی فرق ہی نہیں رہتا۔" اس کی آواز میں افسوس تھا۔

آریز سانس روکے اسے سن رہا تھا۔

اب اتنے سال گزر گئے اس بات کو۔۔ دیکھوں تو بہت وجوہات نظر آتی ہیں
کہ ڈیزی نے ایسا کیوں کیا۔۔ میڈیا، فلم، ڈرامے۔۔۔ کچھ بھی کرنے کی
آزادی۔۔ صحیح غلط کی پہچان نہ ہونا۔۔۔ کم عمری اور کسی کا گائیڈ کرنے کے
لئے موجود نہ ہونا۔۔ یا پھر۔۔۔ صرف۔۔۔ بشری کمزوری۔۔۔ بہت
وجوہات ہو سکتی ہیں۔۔ اور اس کا ساتھی۔۔۔ جانوروں جیسی جبلت والا بظاہر

انسان لیکن جانوروں سے بھی بدتر۔۔"اس کا لہجہ تلخ ہو رہا تھا۔وہ کرسی سے کھڑی ہوئی اور لونگ روم کی طرف بڑھ گئی۔پاؤں سمیٹ کر صوفے پر بیٹھتے اس نے سر صوفے کی پشت سے ٹکایا۔

آریز چلتے ہوئے اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔اس نے نرمی سے ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے اور نرم ہاتھوں سے دبانے لگا۔درخشے آنکھیں بند کر گئی۔

پہلے مجھے ڈیزی سے نفرت محسوس ہوتی تھی، گھن بھی آتی تھی، کراہت" بھی۔لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس سے نفرت ختم ہو گئی لیکن اس کے اس عمل سے گھن آج بھی آتی ہے۔"وہ بند آنکھوں سے بول رہی تھی۔

میں تمہیں بتاؤں۔۔۔مجھے سب پتا ہے۔۔میاں بیوی کا رشتہ، فطری" تقاضے۔۔۔سب۔میں اگر اس بات کو غلط سمجھتی تو میں اس کے خلاف

بولتی، لیکن۔۔۔جب بات خود پر آتی ہے تو۔۔۔مجھے وہ منظر یاد آتا ہے اور مجھے عجیب لگتا ہے۔۔۔مجھے اپنا آپ برا لگتا ہے۔۔۔لیکن اب جب تمہارے بارے میں سوچتی ہوں تو اور بھی برا لگتا ہے۔۔۔اپنے ساتھ تمہیں کیوں امتحان میں ڈال رکھا ہے۔۔تمہاری کیا غلطی ہے۔۔تمہیں ایک نارمل شادی شدہ زندگی کیوں نہیں مل رہی۔میں تمہاری محبت کی بہت زیادہ قدر کرتی ہوں۔۔۔مجھے تمہاری محبت پر بھی یقین ہے۔۔لیکن۔۔۔میں کیا کروں مجھے ابھی کچھ سمجھ نہیں آتا۔۔تم کہتے ہو نہ کہ میں بیہوش ہو جاتی ہوں بار بار۔۔۔تو میں جان بوجھ کر بیہوش نہیں ہوتی آریز۔۔یہ خود ہوتا ہے۔۔۔شاید وقت کے ساتھ وہ کراہت بیماری بن گئی میرے لئے، فوبیا۔۔۔اس کا کرتی۔" بے بسی سے کہتے جو بھی ریزن رہا ہو، لیکن میں جان بوجھ کر نہیں وہ اس کے ہاتھ کندھوں سے ہٹا کر سیدھی ہو بیٹھی۔

میں شاید ایسے ہی رہتی۔۔۔اگر میری زندگی میں تم نہ آتے۔۔۔اب۔۔""

وہ بولتے ہوئے رکی۔ پھر سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

آریز صوفے کے پیچھے سے گھوم کر اس کے سامنے آیا۔

تم کچھ نہیں کہو گے؟" درخشے نے بند آنکھوں سے پوچھا۔"

"کہتا ہوں، پہلے آپ بتائیں، آپ کو نیند آ رہی ہے کیا؟"

نہیں، آنکھوں میں تھوڑا درد ہو رہا ہے، لیکن تم بولو، میں سن رہی ہوں۔""

وہ بازو سینے پر باندھتے خود میں سمٹی، ٹھنڈ لگ رہی تھی۔

میں یہ کہہ رہا ہوں کہ۔۔۔"آریز کے بولنے پر درخشے نے آنکھوں کی"

جھری بنا کر اسے دیکھا۔

آپ کو سو جانا چاہیے۔"آریز نے نرمی سے کہا۔"

نہیں، میں نے بتایا نہ مجھے نیند نہیں آ رہی، آنکھوں میں جلن ہے تو اسی لئے "
"آنکھیں کھلی رکھنا مشکل ہے۔

"آپ کو کمرے میں چھوڑ آؤں؟"

میں خود۔۔۔"آنکھیں زبردستی کھولتے ہوئے اسے دیکھ کر اس نے کہنا چاہا"
کہ وہ خود چلی جائے گی تھوڑی دیر تک، لیکن۔۔۔

وہ تھوڑا سا اس پر جھکا، اس کے دونوں بازو اپنی گردن کے گرد باندھے اور
کسی قیمتی متاع کی طرح احتیاط سے اسے بازوؤں میں اٹھایا۔ درخشے نے
آنکھیں بند کر لیں۔ وہ نرمی سے اسے بانہوں میں لیے اس کے کمرے تک

آیا۔درخشے نے آنکھیں بند ہی رکھیں۔اس نے جھک کر احتیاط سے اسے بیڈ پر لٹایا۔لحاف کھول کر اس پر پھیلایا۔وہ لحاف بازوؤں میں دبوچ کر کروٹ بدل گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سو گئی تو وہ اپنے کمرے میں آگیا۔کچھ دیر کمرے میں ٹہلتا رہا۔پھر اپنا لحاف اٹھایا اور درخشے کے کمرے کا رخ کیا۔

احتیاط سے بیڈ کے دوسری طرف تکیہ سیٹ کرتے وہ وہیں لیٹ گیا۔درخشے کی طرف کروٹ بدل کر ہاتھ گال تلے رکھے وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھے گیا۔۔۔آہستہ آہستہ پلکوں کے غلاف بھاری ہونے لگے۔۔درخشے کو دیکھتے ہوئے کب نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوئی پتا ہی نہیں چلا۔

وہ اپنے کمرے سے باہر آئی تو گھر میں چہل پہل سی محسوس ہوئی۔ملازم مستدی سے گھر کی صفائی میں مشغول تھے۔ونڈوز کے کرٹین تبدیل کئے جا

رہے تھے، چھت اور دیواریں تک صاف کی جا رہی تھیں۔ وہ نظریں گھما کر ارد گرد کا جائزہ لیتے زینب کی طرف آئی جو لاؤنج کے ایک طرف سکینہ کے ساتھ موجود تھیں اور اسے ہدایات دے رہی تھیں۔ سکینہ ان کی ہدایات کے مطابق میز پر مختلف چیزیں سیٹ کر رہی تھی۔ افسانے نے ایک نظر میز کو دیکھا۔ وہ میز کل رات تک تو وہاں موجود نہیں تھی، شاید وہ آج ہی وہاں رکھوائی گئی تھی۔

افسانے، بیٹا تم اتنی جلدی اٹھ گئی۔۔۔ تھوڑی دیر آرام کر لیتیں۔۔ کہیں " شور کی وجہ سے تو نہیں آنکھ کھل گئی؟" زینب کی نظر افسانے پر پڑی تو وہ ہاتھ میں پکڑا سرخ رنگ کا رومال میز پر رکھ کر اس کی طرف آئیں۔

داد بتا رہا تھا کہ رات کو بے آرام رہی ہو تم۔۔ سہی سے نیند نہیں آئی۔۔" خیریت تھی؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا تھا؟" انہوں نے ہاتھ کی پشت سے اس

کا گال اور ماتھا چھوا۔افسانے ان کی فکر پر مسکرا دی۔

آپ پریشان مت ہوں درد نہیں تھا۔بس دل گھبرا رہا تھا۔۔گھٹن سی" محسوس ہوتی رہی۔اسی لئے نیند نہیں آئی۔" مسکرا کر انہیں تسلی دی۔

یہ سب۔۔۔"افسانے نے اطراف میں نظر گھما کر ابرو اچکا کر انہیں دیکھا۔"

ہے نہ، نیا سال شروع ہونے والا ہے،اسی کی (Nowruz) کل نوروز" تیاری ہو رہی ہے۔"زینب اسے لے کر لاونج میں رکھے صوفوں کی طرف آ گئیں۔

نیا سال۔۔۔لیکن ابھی تو مارچ چل رہا ہے۔اور اسلامک سال بھی محرم سے" شروع ہوتا ہے میرے خیال سے۔"افسانے حیران ہوئی۔

ہاں جی، لیکن ایرانی روایات میں ہمارا نیا سال 'نوروز' سے شروع ہوتا" ہے۔"نرمی سے اسے بتاتے ہوئے وہ صوفے پر بیٹھیں۔افسانے کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ بٹھایا۔افسانے نے سامنے میز پر پڑی چیزوں کا جائزہ لیا۔موم بتیاں، رنگ کیے ہوئے انڈے، پھول، کرسٹل باؤل، رحل میں موجود قرآن پاک۔۔۔اور جس چیز نے افسانے کی توجہ کھینچ وہ چھوٹے سے باکس کی طرح سبز اور نیلے رنگ کا ایکوریم تھا۔

نوروز کا کیا مطلب ہوتا ہے؟"زرا سا جھک کر انگلی سے ایکوریم پر دستک" دی۔سنہرے رنگ کی مچھلی اس کی دستک پر تیرتے ہوئے ایکوریم کی شیشے کی دیوار کی طرف آئی۔

نوروز مطلب نیا دن۔۔۔حیات نو کی علامت۔۔۔،اس تہوار کو تم ایسے"

سمجھ لو جیسے عید ہوتی ہے۔۔۔ملک بھر میں عام تعطیل دی جاتی ہیں۔ویسے تو یہ تیرہ دن چلتا ہے لیکن لوگ آج کل دو تین دن ہی سیلیبریٹ کرتے ہیں، عید کی طرح۔"زینب کی دی معلومات پر افسانے کو خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

ویسے تو نوروز سیلیبریٹ کرنا تین ہزار سال پرانی روایت ہے،اور اب تو یہ" انٹرنیشنل فیسٹیول بن چکا ہے۔۔۔ایران کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی یہ تہوار منایا جاتا ہے۔جیسے۔۔ازبکستانی،تاجکستان،ترکمانستان،آذربائجان، اور انڈیا پاکستان میں بھی۔۔لیکن ایران کے لئے اس کی اہمیت اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ یہ ہمارے لئے بہار کے ساتھ نئے سال کی شروعات ہوتا ہے۔۔۔"زینب نے تھوڑی تفصیل سے بتانا مناسب سمجھا۔

اور یہ سب۔۔۔"افسانے نے سامنے میز پر رکھی چیزوں کی طرف اِشارہ" کیا۔

یہ تو 'ہفت سین' کے لئے ہے۔" انہوں نے مسکرا کر لاونج کے کونے میں" لگی ٹیبل کی اشارہ کیا۔

۔۔۔؟" افسانے نے نا سمجھی سے دہرایا۔(Haft sin) ہفت سین"

یہ 'نوروز' سیلیبریٹ کرنے کا بہت اہم حصہ ہے۔ ہفت سین کے بغیر نئے" سال کی شروعات نہیں کرتے ہم۔ جیسے کرسمس ٹری کے بغیر کرسمس ادھوری ہوتی ہے ویسے ہی ہفت سن میز کے بغیر نوروز نامکمل ہوتا ہے۔" انہوں نے عام فہم مثال کے ذریعے افسانے کو سمجھانے کی کوشش کی۔

اوہ اچھا تو یہ ساری چیزیں ہفت سن میز کی سیٹنگ کے لیے ہیں۔۔" اس نے" سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

یہ تو ایکسٹرا چیزیں ہیں۔ ہفت سن ٹیبل کا اصل مقصد کچھ اور ہے۔ سات" اور چیزیں ہیں جو علامتی طور پر اس میز پر سجائی جاتی ہیں۔۔۔" زینب کو سکینہ نے بلایا تو معذرت کرتے ہوئے اٹھ گئیں۔ افسانے دلچسپی سے میز پر رکھی چیزوں کا جائزہ لینے لگی۔ اچھا تہوار تھا۔۔۔ اگر یہ تہوار عید کی طرح تھا تو فیملی گیدرنگ بھی ہو گی۔۔۔ اسے اچانک خیال آیا۔ تو کیا مہرداد کے ماموں لوگ بھی آئیں گے؟

کمرے میں کسی شور کی وجہ سے اس کی آنکھ کھلی۔ اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر آوازوں کی سمت دیکھا۔ آریز ڈریسنگ ٹیبل پر سامان سیٹ کر رہا تھا۔ درخشے نے غور سے دیکھا۔ وہ اس وقت ایک باسکٹ سے پرفیوم کی

شیشیاں نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ رہا تھا۔ درخشے کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔ وہ اپنا سامان وہاں پر سیٹ کر رہا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھی۔ گردن گھما کر پورے کمرے کا جائزہ لیا۔ چیئر پر ہینگرز سمیت آریز کے کپڑے رکھے تھے۔ اور ساتھ ہی ایک ڈبے میں کچھ اور سامان بھی تھا۔

"یہ تم

کیا کر رہے ہو؟" حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں اپنا سامان اس روم میں شفٹ کر رہا ہوں۔" مصروف انداز میں جواب آیا۔

"کیوں؟" اس نے بھنویں سکیڑ کر اس کا پر سکون انداز دیکھا۔ آریز سادگی

سے اس کی طرف مڑا۔

"مجھے اکیلے کمرے میں ڈر لگتا ہے، ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ جیسے بہت سی چڑیلیں ہوں اور وہ میرا خون پینے آ رہی ہوں۔" وہ جھرجھری لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"شٹ اپ۔ صبح صبح ڈرامے مت شروع کرو۔" منہ بنا کر بولتے اسے احساس ہوا کہ واقعی صبح ہو گئی تھی۔ اسے حیرت ہوئی، ابھی تو وہ سوئی تھی اور صبح بھی ہو گئی۔

"میری ہر بات ہی ڈرامہ لگتی ہے آپ کو۔" منہ بسور کر کہتے وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

"تم مجھ سے پوچھے بغیر۔۔۔"

ایک منٹ۔۔"ہاتھ کے اشارے سے چپ کرواتے جیب سے فون نکال" کر دیکھا۔

یہ بہت امپورٹنٹ کال ہے، میں سن کر آتا ہوں، جب تک آپ یہ کپڑے" وارڈوب میں سیٹ کر دیں۔ یا پھر سارا سامان اٹھا کر واپس میرے کمرے میں رکھ آئیں۔" جلدی جلدی بولتے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

درخشے نے ایک نظر دروازے کو دیکھا جہاں سے آریز گیا تھا اور پھر سر جھٹک کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

وہ فریش ہو کر کمرے سے باہر آئی تو آریز فون کان سے لگائے لونگ روم میں

ٹہلتا ہوا نظر آیا۔ درخشے کو دیکھ کر کال بند کی اور مسکراتے ہوئے اس کی طرف آیا۔

اپنا سامان خود سیٹ کر لو۔۔۔" ماتھے پر بل لئے وہ سنجیدگی سے کہتے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

جو حکم۔۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر زرا سا جھکا اور اس کے پیچھے آیا۔"

ناشتہ میں بنا دوں؟" مسکراتے ہوئے آفر کی گئی۔ درخشے نے گردن موڑ کر" اسے دیکھا، وہ سادگی سے مسکراتے اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں۔۔۔ وہ جھنجھلا کر رخ موڑ گئی۔

بنا دو۔" وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھی۔"

"میں سوچ رہا تھا کہ۔۔۔"

ہو گا کچھ الٹا سیدھا۔۔،دل میں سوچو۔" وہ اس کی بات کاٹ گئی۔"

سن تو لیں پہلے۔"اس نے شکل پہ معصومیت طاری کی۔"

کچھ الٹا سیدھا ہی سوچا ہو گا۔" وہ سننے پر آمادہ نہیں تھی۔"

نہیں تو۔۔آپ سنیں تو سہی پہلے۔کچھ بھی الٹا نہیں ہے۔" وہ بھی آسانی" سے ٹلنے والا نہیں تھا۔

اچھا سناؤ۔۔" بادل ناخواستہ اجازت دی۔"

آپ نے ایک بار مجھ سے پوچھا تھا کہ کیا مجھے ستارے پسند ہیں، پھر آپ نے "
کہا تھا کہ۔۔۔ستاروں کی ساری خوبصورتی فاصلے میں چھپی ہے۔۔۔وہ دور
ہیں تبھی اچھے لگتے ہیں۔" وہ ناشتہ بناتے ہوئے مگن انداز میں کہہ رہا تھا۔

درخشے کو بے ساختہ وہ رات یاد آئی۔۔۔ستاروں کی چھاؤں، خاموشی، کھلا
آسمان، سٹریٹ لائٹس کی زرد روشنیاں۔۔۔

اور آپ نے کہا تھا قریب سے دیکھو تو ستارے اکیلے ہوتے ہیں۔۔۔"

"They burn alone...,

یہ اپنے نزدیک آنے والوں کو بھی جلا دیتے ہیں۔۔۔خوبصورت اور

خطرناک۔۔۔یہی کہا تھا نہ آپ نے؟" وہ برنر کے پاس کھڑا تھا۔درخشے اس کی پشت پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔پتا نہیں وہ کیا کہنے والا تھا۔۔۔

تو میں سوچ رہا تھا کہ۔۔۔آپ نے سہی کہا تھا۔۔۔اب دیکھیں نہ میرا ستارہ" "بہت خوبصورت ہے۔۔۔اور خطرناک۔۔۔نزدیک جانے پر۔۔۔

تم کتنا زیادہ بولتے ہو۔۔ناشتہ بن جائے تو بلا لینا۔" وہ اس کی بات کاٹ کر" کرسی سے کھڑی ہوئی، جانے کے لئے قدم بڑھائے لیکن آریز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جانے سے روکا۔

"میری بات مکمل نہیں ہوئی۔۔۔"

پرانی بات ہو گئی وہ تو، مجھے یاد بھی نہیں۔۔۔" وہ جیسے اس کی باتوں سے بچنا"

چاہ رہی تھی۔

"نئی باتیں کر لیتے ہیں۔۔۔"

آریز۔۔۔ تم۔۔۔" وہ بے بس ہوئی۔ وہ اچھا نہیں کرتا تھا، اسے بس کر دیتا" تھا۔۔

اچھا چلیں، کچھ نہیں کہتا۔ آپ بیٹھیں ناشتہ کرتے ہیں۔" اسے زبردستی" کرسی پر بٹھا کر وہ برنر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ درخشے فون پر مصروف ہو گئی۔ پھر پتا نہیں کیا دل میں سمائی کہ اس نے فون کیمرہ آن کر کے آریز کی تصویر کھینچی۔

آریز ادھر دیکھو۔" وہ اس کے کہنے پر اس کی طرف مڑا۔ درخشے نے"

سنجیدگی سے اس کی تصویر لی۔اسے یہ مشغلہ اچھا لگا۔

وہ مسکراتے ہوئے ناشتہ میز پر لگا رہا تھا اور وہ مختلف اینگلز سے اس کی تصویریں لئے جا رہی تھی۔

میں تیار ہو کر آتی ہوں۔ تم آفس جاتے ہوئے مجھے گھر ڈراپ کرتے جانا۔" سارا آنی سے ملنے جانا ہے مجھے۔" ناشتے کے بعد کچن سے باہر جاتے ہوئے اسے یاد آیا۔

اوکے۔" آریز نے سر کو خم دیا۔" بائی داوے اگر آپ نے محبت کر ہی لی" ہے تو اسے تسلیم بھی کر لیں۔۔۔اچھا بندہ ہوں۔۔۔ کبھی دل نہیں توڑوں گا آپ کا۔" وہ شرارت سے کہہ رہا تھا۔

محبت۔۔؟" وہ چوکھٹ پر رکی۔ وہ محبت تک پہنچ گیا تھا۔۔ کیا ایسے بھی ہوتی" ہے محبت بھلا۔۔۔

"ہاں جی محبت۔۔۔اور جہاں محبت ہو وہاں انا نہیں ہوتی۔"

تمہیں کیسے پتا مجھے محبت ہے؟" وہ انکاری ہوئی، اسے دیکھنے سے بھی اور" محبت سے بھی۔

نفرت بھی تو نہیں ہے۔۔۔" وہ مسکرایا۔ وہ بنا جواب دیے وہاں سے چلی" گئی۔

آریز بیٹا تم بھی ڈھیٹ بن گئے ہو، یا شاید ہر عاشق ہی ایسا ہوتا ہے۔۔۔" وہ" مسکرا کر سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

دوپہر تک توافسانے زینب کے ساتھ مل نوروز کی تیاریوں کا جائزہ لیتی رہی پھر تھکن محسوس ہوئی تو وہ ان سے معذرت کر کے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے کمر سیدھی کرنے کے لئے لیٹی تھی لیکن جب نیند آئی پتا ہی نہیں چلا۔ جب وہ سو کر اٹھیں تو شام ہو رہی تھی۔ وہ منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر کمرے سے باہر آئی۔

گڈ ایوننگ۔۔! "مہرداد کی فریش سی آواز پر اس نے گردن گھما کر دیکھا۔" وہ کچن سے باہر آ رہا تھا، ہاتھ میں باسکٹ تھی۔

"تم کب آئے۔۔۔؟"

جب تم نے دیکھ لیا۔" باسکٹ میز پر رکھتے وہ اس کی طرف آیا۔ نرمی سے "
اسے گلے لگایا، پھر اس کا ماتھا چوم کر پیچھے ہوا۔ افسانے پر سکون سا مسکرا دی۔

آجاؤ، ٹیبل سیٹ کرتے ہیں۔" افسانے کا ہاتھ پکڑ کر وہ باسکٹ اٹھا کر لاونج "
کے کونے میں رکھی ہفت سین ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

مجھے بھوک لگی ہے۔" اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس نے معصوم شکل "
بنائی۔

سکینہ سے کہا ہے وہ جوس لا رہی ہے، کھانا ہم اکٹھے کھائیں گے۔" وہ اسے "
لیے میز تک آیا۔

یہ تو بہت خوبصورت لگ رہی ہے اب۔"افسانے نے توصیفی نظروں سے" میز کو دیکھا۔روایتی ایرانی طریقے سے سجی ہوئی میز مختلف رنگوں سے سجی نظروں کو تسکین دے رہی تھی۔

ابھی یہ اور خوبصورت ہو گی۔"مہر داد نے مسکراتے ہوئے باسکٹ میں" سے ایک ٹرے نکالی جس میں سبزے کی طرح کا کوئی پودار کھا ہوا تھا۔

یہ کیا ہے۔۔؟"اس نے ہاتھ بڑھا کر پودے کو چھوا۔"

۔۔یہ بڑھنے، پھلنے پھولنے اور گروتھ کی(sabze) سبزے۔۔" ہے۔۔"داد نے ٹرے کو مختص جگہ پر رکھا۔ (symbol)علامت

زینب آنٹی نے کہا تھا کہ سات چیزیں لازمی ہوتی ہیں ہفت سین پر۔۔""

افسوں نے باسکٹ میں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

یہ تو نام سے ہی ظاہر ہے نہ۔۔۔"مہر داد نے کندھے اچکائے۔"

کیا مطلب؟"سکینہ جوس لے آئی تھی۔مہر داد نے افسانے کو وہاں رکھی" اونچی کرسی پر بیٹھنے میں مدد دی۔

کا لفظی مطلب ہے۔۔سات چیزیں جو haft-seen دیکھو فارسی میں،" ہے۔اور'ہفت'کا s حرف'س'سے شروع ہوں۔۔س کا انگلش ورڈ مطلب ہے'نمبر سات(7)'۔۔۔اس طرح'ہفت سین کا مطلب ہوا سات ایسی چیزیں جن کے نام'س'سے شروع ہوتے ہیں۔ایرانی روایات کے مطابق یہ اشیاء ایک کامیاب اور خوشگوار نئے سال کی امیدوں کی علامت ہیں۔"اس نے تفصیل سے سمجھایا۔

ایک تو یہ ہو گیا، سبزہ۔۔ باقی چھ چیزیں کونسی ہیں۔" افسانے کی دلچسپی بڑھ گئی تھی اس موضوع پر، یا شاید مہرداد کے حوالے سے ہر چیز ہی دلچسپ لگنے لگی تھی۔

ہمارا دوسرا سین ہے۔۔ سیب۔۔ ایپل۔۔ یہ خوبصورتی اور صحت کی علامت ہیں۔" مہرداد نے باسکٹ میں سے سرخ رنگ کے سیب نکال کر ٹیبل پر رکھی پلیٹ میں سجائے۔

۔۔۔ یہ 'محبت' کی علامت ہے۔(olive) اور یہ 'سنجد' مطلب زیتون" محبت جو مجھے تم سے ہے۔" چمکتی آنکھوں سے افسانے کو دیکھا۔

۔۔۔ یہ صبر، حوصلے اور دانش مندی (vinegar) 'اور یہ ہو گیا' سرکہ"

کوریپریزنٹ کرتا ہے۔جو مجھ میں بہت زیادہ ہے۔"شرارت سے کہتے سرکے کی شیشی میز پر رکھی۔

۔۔۔یہ میڈیسن کی علامت ہے۔۔۔علاج،(garlic) 'اور یہ ہے'سیر" ۔۔۔لیکن تمہارے پاس تو میں ہوں نہ۔۔پھر تمہیں کسی میڈیسن کی cure کیا ضرورت۔"وہ ساتھ ساتھ اپنی تعریف کرنا نہیں بھول رہا تھا۔افسانے مسکراتے ہوئے اسے سنے گئی۔

اور باقی رہ گئے۔۔۔'سماق'۔۔۔جو کہ ایک پرشین سپائس ہے وہ علامتی" طور پر طلوعِ سحر کو ریپریزنٹ کرتی ہے۔اور آخر پر'سمنو'۔۔یہ ایک قسم کی میٹھی ڈش ہوتی ہے۔۔ڈیزرٹ یونو۔۔یہ طاقت اور مظبوطی کی علامت ہوتی ہے۔یہ دونوں آئٹم کل تک بن جائیں گے تو اس "ہفت سین"پر سجا دیے جائیں گے۔"اس نے خالی باسکٹ ایک طرف رکھی۔

انٹرسٹنگ۔۔۔"افسانے نے یک لفظی تبصرہ کیا۔"

میں نے اتنا بولا اور تم نے صرف ایک لفظ،انٹرسٹنگ، کہہ کر بات ختم کر دی۔"بھنویں سکیڑ کر اسے گھورنے کی کوشش کی۔

میرا موڈ نہیں ہو رہا زیادہ بولنے کا۔"افسانے نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

یہ مرر کس چیز کی علامت ہے؟"اس نے میز پر رکھے خوبصورت ہینڈ میڈ شیشے کی طرف اِشارہ کیا۔

انٹرسٹنگ کوئسچن، لیکن میں جواب دینے میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔"وہ"

ہونٹ پھیلا کر مسکرایا پھر منہ سیدھا کیا۔

میں زینب آنٹی سے پوچھ لوں گی۔"وہ کونسا اس کو خاطر میں لانے والی" تھی۔مہر داد نے کندھے اچکائے۔افسانے ہونہہ کر کے رہ گئی۔

یہ مچھلی بہت پیاری ہے نہ۔۔۔"افسانے نے باکس نما ایکویریم کو انگلی سے" بجایا۔

ہے۔۔۔"مہر داد نے بھی ایکویریم کے (gold fish) یہ گولڈ فش" "شیشہ کو بجایا۔"پتا ہے یہ کس چیز کو سیمبلائز کرتی ہے؟

میں زینب آنٹی سے پوچھ لوں گی۔"افسانے نے ناک چڑھا کر اسے دیکھا۔"

میں بتاتا ہوں نہ۔۔۔یہ زندگی کی علامت ہے اور قسمت کی بھی۔۔۔اچھی" قسمت۔۔جیسے تم میرے لئے۔۔۔سونے کے تاروں سے بنی سنہری مچھلی۔۔۔"شرارت سے کہتے اس پر جھکتے،اس کی گردن پر موجود تل چومتے ہوئے اس نے گال اس کی گردن پر رگڑا۔۔۔اس کی شیو کی چبھن محسوس ہونے پر افسانے اوں ہوں کرتے ہوئے سر پیچھے کر گئی۔مہر داد ہنستے ہوئے اس کے گال کھینچ کر ناک چوم کر سیدھا ہوا۔

تمہیں بس موقع چاہئے ہوتا ہے مجھے تنگ کرنے کا۔"ہونٹ سکیڑ کر اس" نے ہتھیلی سے اپنی گردن کو رگڑا۔وہ جان بوجھ کر ایسے کرتا تھا۔۔۔

اتنی مشکل سے تو ملی ہو، تھوڑا سا تنگ بھی نہیں کر سکتا کیا۔"اس نے" معصوم شکل بنائی۔

کوئی مہمان بھی انوائٹڈ ہیں کیا؟ڈنر وغیرہ پر۔۔؟"افسانے نے ہاتھ مہرداد" کی طرف بڑھایا۔اس کا سہارا لیتے وہ کرسی سے نیچے اتری۔

بابا نے ماموں لوگوں کو انوائیٹ کیا ہے۔"اس نے سرسری انداز اپنایا۔"

"وہ آئیں گے۔۔؟"

"بابا نے بلایا ہے تو ضرور آئیں گے۔تم پریشان نہیں۔۔۔"

میں نہیں ہوں پریشان۔مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے ان کے آنے سے۔ویسے بھی مہمان تو رحمت ہوتے ہیں۔اور ہم سے اچھا میزبان کون ہو گا۔"وہ لاپرواہی سے کر آگے بڑھ گئی۔مہرداد مسکرا دیا،اسے افسانے کا مالکانہ انداز پسند آیا تھا۔

"تم چینج کر لو، ہم باہر چلتے ہیں۔ کھانا بھی باہر ہی کھا لیں گے۔"

موڈ تو نہیں ہو رہا۔" افسانے پر سستی طاری ہوئی۔ آج کل اس کا بس سونے اور کھانے میں دل لگتا تھا۔

موڈ بھی بن جائے گا۔ تم چلو تو۔ آج کافی رونق ہو گی، نوروز کی تیاریاں چل رہی ہوں گی۔۔۔ اور ویسے بھی، رات کا تبریز بہت خوبصورت ہوتا ہے۔۔ یہاں کی واکنگ سپیس۔۔۔ اور پھر میرے ساتھ تبریز کی خوبصورت سٹریٹس اور سائیڈ واکس پر چلنا۔۔۔ تمہارے نام کی طرح افسانوی اور میرے نام کی طرح رومانوی ہو گا، ایک بار پھر سوچ لو۔۔" شرارت سے کہتے اس نے اپنی آفر کو پرکشش بنایا۔

ہممم غور کیا جا سکتا ہے۔۔۔ تم پانچ منٹ ویٹ کرو، میں ابھی آتی ہوں۔""

وہ مسکرا کر کہتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

دل نہیں کر رہا تمہیں چھوڑ کر جانے کے لیے۔" آرمینے کی گود میں سر رکھ کر لیٹے رائد نے منہ بسور کر کہا۔

لیکن جانا تو ہے نہ۔" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے نرمی سے کہہ رہی تھی۔ رائد کی آج واپسی کی فلائٹ تھی۔

ہاں، جانا تو ہے۔ لیکن تمہارے بغیر اب دل نہیں لگے گا۔" بازو اس کی کمر پر باندھ کر وہ اس کی پہلو میں منہ چھپا گیا۔ اس نے آرمینے کے لئے یونیورسٹی

سے قریبی محفوظ علاقے میں اپارٹمنٹ لیا تھا۔ دبئی سے خاندانی ملازمہ حفیظہ خاتون کو بھی بلا لیا تھا۔ وہ وہاں پر آرمینے کے ساتھ ہی رہنے والی تھیں۔ اپنی طرف سے اس نے آرمینے کی حفاظت کے ساتھ انتظامات مکمل کر لئے تھے، لیکن پھر بھی دل اسے اکیلے چھوڑ کر جانے پر آمادہ نہیں تھا۔

دل تو میرا بھی نہیں لگے گا۔ لیکن یہ تو ہم نے پہلے سے سوچا ہوا تھا نہ۔"" بازو اس کے کندھے پر پھیلا کر تھپکا۔

ہمم۔۔۔" وہ اداس لگتا تھا۔"

اگر تمہارا موڈ نہیں ہے جانے کا تو مت جاؤ۔" اس کی گردن کی پشت پر انگلی" پھیرتے وہ خود بھی اداس ہوئی۔

آج نہیں تو کل جانا تو ہے۔۔۔اتنے سارے کام پینڈنگ ہیں۔ سیرینہ کی "
"کالز پر کالز آرہی ہیں۔ جانا تو پڑے گا۔

وہ کچھ زیادہ کالز نہیں کرتی تمہیں؟"آرمینے کے ماتھے پر بل آئے۔"

وہ کولیگ ہے، کام کے حوالے سے بات کرنی ہوتی ہے اس نے۔ تم ایسی "
باتوں کو سیریس مت لیا کرو۔ نہ ہی اپنا مقابلہ کیا کرو کسی سے۔"اس نے
نرمی سے تنبیہہ کی۔

میں نہیں کرتی۔"اس نے ہلکے سے اس کے بال کھینچے۔ وہ واقعی مقابلہ "
نہیں کرتی تھی، لیکن عورتوں والی قدرتی جیلسی اس میں بھی آجاتی تھی۔

یہ مت کرو۔۔"رائد نے اس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے بالوں سے ہٹائے۔"

"کیوں؟"

ورنہ پھر میں ٹکٹ کینسل کروادوں گا۔" وہ اس کی گود سے سر ہٹا کر اٹھتے" ہوئے سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ آرمینے مسکراہٹ چھپانے کو چہرہ موڑ گئی۔

ہنس لو میری حالت پر۔" اس نے منہ بسورا۔"

نہیں ہنس رہی۔ تم اٹھو اب جانے کی کرو۔۔۔ فلائٹ کا وقت نکل جائے" "گا۔

جارہا ہوں۔" وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا اور آرمینے کو بازو سے" پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

ارادے لگتے تو نہیں۔ پچھلے چار دن میں دو بار فلائٹ کینسل کروائی ہے تم" نے۔" وہ ہلکا سا ہنسی۔

اڑالو مذاق۔۔۔" اس نے منہ بسور کر بازو اس کے بعد باندھ کر چہرہ اس" کے بالوں میں چھپایا۔

راااائد۔۔ دیر ہو رہی ہے تمہیں۔ تم نے ساتھ ایئرپورٹ چلنے سے بھی منع" کر دیا۔" وہ اس سے الگ ہو کر صوفے سے کھڑی ہوئی۔ رائد گہری سانس بھرتے کھڑا ہوا۔

ائیرپورٹ پر تمہیں الوداع کر کے چلے جانا تو ناممکن سی بات ہو جاتی۔" وہ" بیگ الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔

میں چلتا ہوں پھر۔۔۔اپنا بہت سارا خیال رکھنا۔" دونوں ہاتھوں سے اس" کا چہرہ تھام کر اس کے نقش نقش کو چومتے وہ لبوں تک آیا۔۔۔پھر نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہوا۔۔۔ایسے تو وہ بالکل نہیں جا پاتا۔

آرمینے بازو مظبوطی سے اس کے گرد باندھتے اس کے سینے سے لگی۔اس کے جانے سے وہ خود بھی بہت اداس ہو رہی تھی۔دوبارہ پتا نہیں کب وہ اس طرح اس کے گلے لگ سکے۔وہ یقیناً اسے بہت بری طرح سے یاد آنے والا تھا۔

زینب ماں، مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کہاں پر کیا ہے؟"افسانے اور زینب"

کچن میں تھیں جب مہرداد وہیں چلا آیا۔افسانے نے طائرانہ نظر اس پر ڈالی۔ گھر کے آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ماتھے پر بال بکھرائے ہینڈسم سا اس کا شوہر۔۔وہ مسکرادی۔

چھت پر ارینجمنٹ کی ہے۔"زینب کے بتانے پر اس نے بھنویں سکیڑیں۔"

نہیں، چھت پر نہیں۔پچھلی طرف صحن میں ارینجمنٹ کروائیں۔بلکہ میں" خود کہہ دیتا ہوں۔"وہ باہر نکل گیا۔

اب اسے کیا ہوا؟"زینب حیران ہوئیں۔"

کیا ہر سال چھت پر ارینجمنٹ ہوتا ہے؟"افسانے نے ان کا دھیان مہرداد" کی بات سے ہٹانا چاہا۔

"ہاں جی، اور مہرداد تو ہوتا بھی نہیں ہے۔۔ پہلی بار ہے کہ وہ بھی اس حوالے سے دلچسپی لے رہا ہے۔ ورنہ تو وہ ایسے موقعوں پر گھر سے غائب ہی رہتا تھا۔" زینب کا دھیان ابھی بھی مہرداد پر تھا۔ انہیں رضا پہلوی نے خود کہا تھا کہ مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام چھت پر کروانا ہے۔ اب مہرداد کچھ اور کہہ کر گیا تھا۔ رضا پہلوی بھی کچھ ہی دیر میں آنے والے تھے۔ پھر سے نانا نواسے کی بحث ہوتی۔

"مجھے بھی یہی ٹھیک لگ رہا کہ لان میں انتظام ہو، نہیں تو میرے لئے سیڑھیاں چڑھنا اترنا مشکل ہو جائے گا۔" افسانے کے کہنے پر زینب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"اوہ ہاں، میری بھی عقل دیکھو۔ مجھے پہلے ہی سوچنا چاہیے تھا۔" وہ شرمندہ

ہوئیں۔

کوئی بات نہیں۔" وہ مسکرا کر کچن سے باہر نکل گئی۔ زینب نے اسے جاتے" ہوئے دیکھا۔ انہیں یونہی سا خیال آیا، یہ گھر مہرداد کے نام پر تھا، تو اس حوالے سے اب اس گھر کی مالکن افسانے تھی۔ وہ جتاتی نہیں تھی لیکن اس کے انداز کا مالکانہ استحقاق بہت کچھ بتاتا تھا۔ زینب مسکرا دیں۔۔ انہیں یہ تبدیلی اچھی لگی تھی۔

مہرداد اور رضا پہلوی کی جو بھی بات ہوئی تھی لیکن رات کی دعوت کا انتظام گھر کے پچھلی طرف والے صحن میں کر دیا گیا تھا۔ ازلان رضا اور عبید رضا کے ساتھ اس بار رضا پہلوی کا تیسرا بیٹا ابوہریرہ بھی اپنی بیوی اور ایک بیٹی

کے ساتھ آیا ہوا تھا۔

وہ سب لوگ اذلان رضا کے گھر ٹھہرے ہوئے تھے۔ عصر کے وقت پہلوی ہاؤس آئے تو مزاج درست ہی لگتے تھے۔ کوئی پرانی بات نہیں ہوئی۔ شمسہ اور صوفیہ بظاہر تو سہی سے ملی تھیں، دل کے حال تو اللہ ہی جانے۔

کھانے کے بعد چائے کا دور چلا تو دونیہ ایک شاعری کی کتاب لے آئی۔ اس کے بتانے پر پتا چلا کہ یہ بھی ایک روایت ہے کہ کتاب کھول کر جو صفحہ سامنے آئے گا اسے پڑھنا ہو گا۔ دونیہ کا کہنا تھا کہ جو لائنز سامنے آئیں وہ مستقبل کی پیشن گوئی کی طرح مانی جاتی ہیں، آنے والا سال ویسا ہی گزرے گا جیسی نظم ہو گی۔

وہاں ان سب کے درمیان بیٹھے، آج افسانے کو اپنا آپ اجنبی نہیں لگا تھا۔ وہ

لوگ اس کے شوہر کے رشتہ دار تھے، شروع میں انہوں نے اسے وہاں کافی ٹف ٹائم دیا تھا، لیکن اب حالات تبدیل ہو چکے تھے۔ کیسے ہوئے تھے، افسانے کو اندازہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ زندگی نارمل ہو گئی تھی۔ اب تبریز اس کا دوسرا گھر تھا۔ وہ وہاں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔ لوگوں کو ان کی حدود میں رکھنا آ گیا تھا اسے۔ انسان دنیا میں اکیلا نہیں رہ سکتا، اسے اپنے ارد گرد اور لوگ چاہیے ہوتے ہیں۔۔ انسانوں کے ساتھ رہنا آنا چاہیے، بھاگ جانا کبھی بھی ایک اچھا حل نہیں ہوتا، حالات کا سامنا کرنا اور انہیں اپنے مطابق موڑنا آنا چاہیے۔

بغیر کسی بدمزگی کے دعوت اپنے اختتام کو پہنچی تو وہ لوگ انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دے کر چلے گئے۔

"سارا آنی، مجھے لگتا ہے گھر کا انٹریئر تبدیل کروانا چاہیے۔ میرے پاس کچھ آئیڈیاز ہیں اور میری ایک دوست ہے وہ بہت اچھی انٹریئر ڈیزائنر ہے۔ آپ کہیں تو میں بات کروں اس سے؟" درخشندے نے ارد گرد کا جائزہ لیتے سارا سے کہا۔ وہ حیدر وِلا آئی ہوئی تھی۔

"کیا فائیدہ۔ ہم دو لوگ ہی تو ہیں گھر میں۔" سارا مسکرائیں۔ اداسی بھری مسکراہٹ۔

"جی۔" ان کی بات درخشے کو عجیب طرح سے اداس کر گئی۔ تھوڑی شرمندگی بھی ہوئی۔

"تم اپنی دوست سے بات کر لو۔ مجھے بھی لگ رہا ہے کہ گھر کو تبدیلی کی

ضرورت ہے۔" سارا کو لگا وہ چپ ہو گئی تو کہیں اسے برا نہ لگا ہو، اسی لئے اس کا دل رکھنے کو کہہ دیا۔

دوپہر کو وہ اور سارا اکٹھے کھانا کھا رہی تھیں جب درخشے کے نمبر پر آریز کی کال آئی۔

آریز ہے۔" مسکرا کر سارا کو بتاتے اس نے وہیں بیٹھے کال آن کر کے فون" کان سے لگایا۔

مرحبا۔۔ کیسی ہیں آپ؟" آریز کی چہکتی ہوئی آواز فون سے ہوتی اس کی" سماعتوں تک آئی۔

میں ٹھیک ہوں۔ تم آفس میں ہو گے نہ، لنچ پر گھر آ جاتے۔" سارا کی"

موجودگی کی وجہ سے وہ مسکرا کر نرمی سے کہہ رہی تھی۔

ٹائم نہیں ہے۔آپ یہ بتائیں میرا دل کیسا ہے؟"اس کا شرارتی انداز۔۔تو" اس لئے کال کی تھی اس نے۔۔درخشے نے ایک نظر سارا کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

کیا مطلب؟"وہ اب سارا کے سامنے اس سے یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ اس" کا بکواس کا کیا مطلب۔۔۔

مطلب میرا دل۔۔۔جب آپ گئی تھیں تو میرا دل ساتھ لے گئی تھیں نہ۔" اسی کا پوچھ رہا ہوں کیا حال ہے بیچارے کا۔"اس نے اپنا مطلب سمجھایا۔وہ اس کی طرف سے کسی سڑے ہوئے جواب کا منتظر تھا اب۔

شام کو آؤ گے نہ تب بتاؤں گی۔ابھی میں سارا آنی کے ساتھ لنچ کر رہی ہوں۔ویسے تم نے کہاں پر پڑھا یہ؟" مسکرا کر کہتے اسے جتایا کہ وہ فی الحال سارا آنی کے لحاظ میں چپ ہے۔

اووو تو مما ساتھ ہیں آپ کے۔پھر تو ایک اور بات ہے وہ بھی سن لیں۔" وہ" جیسے محفوظ ہوا تھا سارا کی موجودگی کا سن کر۔اب وہ اسے کچھ سڑا ہوا جواب نہیں دے سکتی تھی۔

تم نے بتایا نہیں کہ کہاں پڑھا تم نے؟" مسکرا کر کہتے وہ اس کے کہے" ڈائلاگ کا اور یجن جاننا چاہتی تھی۔

میں خود سے کہہ رہا ہوں۔یہ میرے محبت بھرے جذبات ہیں آپ کے" " لئے۔

آریز۔۔۔"بظاہر مسکرا کر کہتے اس نے دانت پیس کر اس کا نام لیا۔"

ہاں ٹھیک ہے انٹرنیٹ پر پڑھا تھا۔"وہ مان گیا۔"اچھا اب سنیں نہ، آپ کو" پتا ہے ہم ہر جگہ گھومنے جائیں گے لیکن میں آپ کو کبھی کسی آرٹ میوزیم "نہیں لے کر جاؤں گا۔پوچھیں کیوں؟

کیوں؟"درخشے نے ضبط سے پوچھا۔"

کیا پتا وہ آپ کو وہیں رکھ لیں یہ کہہ کر کہ۔۔۔"

she's a masterpiece..."

جانم تم گھر تو آؤ میں تمہیں بتاتی ہوں اس ماسٹر پیس کے بارے میں۔""

دانت پیس کر کہتے اس نے فون بند کیا۔ لیکن کال بند ہونے سے پہلے اسے آریز کا زندگی سے بھرپور قہقہہ سنائی دیا تھا۔

میرا ایک آرٹیکل میگزین میں چھپا ہے تو آریز اسی کے بارے بات کر رہا" تھا۔" سارا کو گفتگو کا پس منظر بتا کر وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔ آریز آج کل آتے جاتے ہر وقت، جو رومینٹک لائن پڑھتا اسے سنا دیتا تھا۔ اس کا کوئی علاج کرنا پڑے گا۔ اس نے دل ہی دل میں ارادہ باندھا۔ یہ اور بات تھی کہ اس کی آنکھوں کی جگمگاہٹ پہلے سے بڑھ گئی تھی۔

تم نے مجھے کوئی شعر نہیں سنایا۔" افسانے کو سوتے ہوئے اچانک یاد آیا۔"

مہرداد جو جھک کر تکیہ اٹھا رہا تھا اس کی بات سن کر مسکرایا اور تکیے سے بستر جھاڑ کر سونے کے لئے لیٹا۔

تم نے کہا ہی نہیں۔"اس کی طرف کروٹ بدلی۔"

کل تبریز کی سڑکیں ناپتے ہوئے تم نے میرے کہنے پر سنائے تھے کیا؟"" افسانے نے بھنویں سکیڑ کر دیکھتے اسے پچھلی رات یاد کروائی۔

اچھاااااسناتا ہوں، غصہ کیوں کر رہی ہو۔" وہ تھوڑی دیر کو چپ ہوا، جیسے " یاد کر رہا ہو کہ کیا سنانا ہے۔

ولی ماماِ ھم باشیم خیلی خوشگل تریم۔۔"

ماکنار ھم خیلی محکم تریم۔۔

ماکنار ھم خیلی خوشحال تریم۔۔

پس بیاابدی بشیم برای ھم۔۔۔

پیر بشیم بہ پای ھم۔۔۔

اگر ہم ایک دوسرے کے لئے ہیں۔۔تو ہم خوبصورت ہیں۔۔۔"

ہم ایک ساتھ ہیں تو مضبوط ہیں۔۔

ہم ایک ساتھ ہیں تو بہت زیادہ خوش ہیں۔۔۔

تو آؤ۔۔۔ایک دوسرے کے لیے ابدی ہو جائیں۔۔۔

"آؤ۔۔۔مل کر بوڑھے ہو جائیں۔۔۔

وہ خاموش ہوا تو افسانے بنا کوئی تبصرہ کئے اسے دیکھتی رہی۔

کیا ہوا اچھا نہیں لگا؟" وہ سمجھا شاید اسے نظم پسند نہیں آئی۔افسانے نے" نفی میں سر ہلایا۔

تو پھر۔۔؟" اسے اس کا انداز عجیب لگا، وہ عام طور پر اس کے سنائی گئی" نظموں کو کھل کر سراہتی تھی۔

کیا ہم ایک ساتھ بوڑھے ہو پائیں گے؟ کیا پتا زندگی اتنی مہلت نہ دے۔۔۔" اس کے چہرے پر نظریں جمائے وہ بہت مدھم سا بولی۔ مہرداد کا دل ایک پل کو رک گیا۔ وہ سانس روکے اسے دیکھے گیا۔

زندگی ہماری پلاننگ سے تو نہیں چلتی نہ۔۔ کیا پتا جب ہمارا بچہ اس دنیا میں آئے، میں نہ رہوں۔۔۔" بات کرتے ہوئے اس کی آنکھوں کے کٹورے نمکین پانی سے بھرتے گئے۔

افسوس۔۔۔" بے بسی سے اس کا نام لیتے وہ اٹھ کر بیٹھا۔"

ہو سکتا ہے میں سروائیو نہ کر پاؤں، ہو سکتا ہے نہ؟" نم لہجے میں کہتے وہ رونے کی تیاری میں تھی۔

یہ کیا الٹا سیدھا سوچتی رہتی ہو تم۔ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔"اس نے اسے" ڈپٹنے والے انداز میں کہا۔

"لیکن۔۔۔"

تمہیں اچھی شاعری کو سراہنے کا طریقہ ہی نہیں آتا۔میں آیندہ تمہیں کچھ" نہیں سناؤں گا۔" وہ خفا انداز میں اسے گھورتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اگر میں نہ رہوں تو تم خیال رکھو گے نہ ہمارے بچے کا؟"افسانے کی آواز" بھاری ہوئی، گلے میں آنسوؤں کا نمکین پن محسوس ہو رہا تھا۔

مجھے جذباتی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میں کوئی خیال نہیں رکھنے والا، تم" خود ہی سنبھالنا اپنے بچے کو۔" وہ لب بھینچے خفگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔افسانے

جواب دینے کے بجائے آنکھوں پر بازو رکھ گئی۔

حد ہو گئی۔ ساتھ بوڑھا ہونے کا کیا کہہ دیا تم نے تو مرنے مارنے کی باتیں" شروع کر دیں۔ ابھی اگر میں کہہ دوں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں تم سے پہلے مر جاؤں تو تمہارا رونا شروع ہو جائے گا کہ ایسی باتیں مت کرو۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو آنکھوں سے ہٹایا۔ افسانے نے بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو لئے اسے دیکھا۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" بھیگے لہجے میں کہتے وہ اٹھ کر بیٹھی۔"

اب تو مجھے بھی لگ رہا ہے، تمہیں یہی ٹائم ملتا ہے ایسی باتیں کرنے کے" لئے۔" اس نے منہ بسورا۔

تم مجھے تسلی دو۔اپنے رونے مت شروع کرو۔"وہ روہانسی ہوئی۔"

تسلی کی ضرورت تواب مجھے پڑ گئی ہے۔آدھی رات کواٹھ کر خوفناک"
باتیں شروع ہو جاتی ہو تم۔"بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ ابھی بھی خفا تھا
لیکن نرمی سے اسے اپنی طرف کھینچا۔ہاتھ اس کے پیٹ پر باندھے۔

تم کونسا سیدھا جواب دیتے ہو،اپنی بکواس شروع کر دیتے ہو۔"اس کے"
حصار میں پر سکون ہو کر کندھوں کی پشت اس کے سینے سے لگاتے اس نے
سارا وزن اس پر ڈالا۔کمبل ٹانگوں پر ڈالتے اس نے گھٹنے فولڈ کر کے ایک
سائیڈ پر کیے۔سر اس کے بازوؤں کے مسلز پر رکھا۔

سیدھا جواب کیا دوں۔تمہیں کہا تو تھا مجھ سے روز لمبے لمبے ڈائلاگ نہیں"
بولے جاتے۔"مہرداد نے دوسرا تکیہ اٹھا کر ڈبل کر کے دائیں طرف رکھا۔

اسے پتا تھا اب افسانے کو وہیں نیند آ جائے گی۔ وہ آج کل بے چین رہتی تھی۔ نیند کی روٹین بھی خراب ہو گئی تھی۔ ابھی اگر وہ آرام دہ انداز میں اس کے سینے سے لگ کر نیم دراز تھی تو وہ وہیں سونے والی تھی۔ مہرداد کو اسی طرح ایڈجسٹ کرنا تھا، وہ اسے خود سے الگ کر کے تکئے پر سونے کے لئے نہیں کہہ سکتا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے آرام کے لئے اسے بے آرام کرتا۔

تم بہت بد تمیز ہو۔" افسانے کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔"

جتنا بھی بد تمیز ہوں کم از کم آدھی رات کو اٹھ کر موت منظر بیان کرنا" شروع نہیں کر دیتا۔ پتا نہیں کتنی بار تم نے خیالوں ہی خیالوں میں مجھے مار دیا ہو گا۔" ہاتھ اس کے پیٹ پر باندھے سر بیڈ کراؤن سے ٹکائے اس کی بھی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کہا۔ میں صرف جنرل بات کر رہی تھی۔"
عورتیں مر بھی تو جاتی ہیں ڈلیوری کے وقت۔ میں آج پڑھ رہی تھی کہ
"ڈلیوری کے وقت اموات کی پرسنٹیج۔۔۔

میں تمہارا انٹرنیٹ بند کرتا ہوں۔ صبح سب سے پہلا کام یہی کام کروں"
گا۔"اس کی بات کاٹ کر اس نے اپنا ارادہ بتایا۔

تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ اچھا مجھ سے باتیں کرو۔ جب تک مجھے نیند نہیں"
آتی تم بولتے رہو۔"حکمیہ انداز میں کہہ کر وہ آنکھیں بند کر گئی۔

جو حکم۔ لیکن پھر یہ مت کہنا کہ میں بکواس کرتا ہوں۔"مہرداد نے بند"
ہوتی آنکھوں کو زبردستی کھولا۔

نہیں کہتی۔"اس نے نیند سے بوجھل لہجے میں بمشکل کہا۔"

مہرداد پتا نہیں کب تک بولتا رہا، یونہی ادھر ادھر کی باتیں۔جب نیند کی دیوی افسانے پر مہربان ہوئی تو جو آخری بات اس نے مہرداد کی سنی وہ یہی تھی کہ۔۔۔

"صبح تم اپنی مما کو کال کرنا۔انہیں کچھ عرصہ کے لئے اپنے پاس بلالو۔"

آئے ہوئے تھے۔ Belmont park آریز اور درخشندے درخشندے کو رائڈنگ کرنی تھی۔اس نے رائڈنگ کے لئے ایک عربی

سٹالین کا انتخاب کیا۔

خوبصورت۔"اس نے ایک ہاتھ میں گھوڑے کی باگ تھامے دوسرا ہاتھ" اس کی گردن کے بالوں پر پھیرا۔

اور خطرناک۔اگر آپ عرب خاتون نہ ہوتیں تو میں کبھی بھی آپ کو" رائڈنگ کے لئے اس گھوڑے کا انتخاب کرنے کے لئے نہ کہتا۔" وہاں موجود آدمی کی بات سن کر درخشندے نے ہلکا سا مسکرا کر سر کو خم دیا۔اس نے کھینچ تان کر زین کی درستگی کنفرم کی اور گھوڑے پر سوار ہوئی۔

آپ کا شُکریہ۔"اس آدمی کا شکریہ ادا کر کے آریز بھی اپنے گھوڑے کی" طرف بڑھ گیا۔

گھوڑوں کو واک کرواتے ہوئے وہ ٹریک پر آئے۔ گھوڑوں کو وارم اپ کروانے کے بعد وہ دونوں ریس کے لئے تیار ہوئے۔

دیکھتے ہیں کون پہلے چکر پورا کرتا ہے۔" آریز کے چیلنج کرنے پر" درخشندے نے تیکھی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

تمہیں یاد ہے نہ کہ تم ایک عرب لڑکی کو گھڑ سواری کے لئے چیلنج کر رہے ہو۔" اس نے ابرو مغرور انداز میں اٹھائے۔

مجھے بالکل یاد ہے۔" اس کی سنہری بھوری آنکھیں دھوپ میں مزید سنہری" ہو رہی تھیں۔

لیٹس سٹارٹ۔" درخشندے نے باب پر گرفت بنائی۔"

ہولڈ آسیکنڈ۔۔۔مجھے کچھ کہنا ہے۔" وہ اپنے گھوڑے کو اس کے نزدیک" لے آیا۔ درخشندے نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ اب کیا کہنا تھا اسے۔۔۔

میرے دل کی حفاظت کیا کریں، کیونکہ آپ اس میں رہتی ہیں۔" تھوڑا سا" اس کی طرف جھک کر مسکرا کر کہتے وہ سیدھا ہوا اور گھوڑے کو ایڑھ لگائی۔

آریز تم بچ جاؤ مجھ سے۔" درخشندے نے چلا کر کہتے اپنے گھوڑے کو اس" کے پیچھے دوڑایا۔ آریز نے زوردار قہقہہ لگایا، جس کی آواز درخشندے تک بخوبی پہنچی تھی۔ وہ بے بسی سے ہنس دی۔ درخشے کے معاملے میں وہ ڈھیٹ ثابت ہوا تھا، وہ جتنا مرضی گھورتی، دھمکیاں دیتی، وہ باز نہیں آتا تھا۔ پھر وہ اتنا کیوٹ بھی تو تھا۔ کیوٹ اور خوبصورت شکل آریز کا پلس پوائنٹ تھا۔ وہ مانتی تھی۔

رات کو وہ لوگ ڈنر کر کے ہی اپارٹمنٹ واپس آئے تھے۔

درخشندے بال برش کر کے سونے کے لئے آ کر لیٹی تو آریز نے گود میں رکھے لیپ ٹاپ پر سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا اور مسکرایا۔ وہ بھی جواباً مسکرا کر گڈ نائٹ کہتے، بازو آنکھوں پر رکھتے کروٹ بدل گئی۔

"درخشم۔۔۔"

ہوں۔۔" بازو آنکھوں سے ہٹائے بغیر ہنکارا بھرا۔"

"May I bother you when I miss you?"

نرمی سے پوچھا گیا۔درخشے نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا، نظریں ملنے پر پلکیں دو بار جھپکیں۔

"May I slap you when you bother me?"

درخشے نے بھی پلکیں دو بار جھپک کر پوچھا۔

کتنی فنی ہیں آپ۔" وہ خوامخواہ ہنسا۔"

تم بھی تو کتنے فنی ہو چوری شدہ لائنز سے مجھے امپریس کرنے کی کوشش کرتے ہو۔" وہ بھی اسی کے انداز میں ہنسی۔

گڈ نائٹ۔" اتنی محنت سے لائنز ڈھونڈتا تھا وہ، اور درخشے پر اثر ہی نہیں"

ہوتا تھا۔اس نے منہ بسور کر لیپ ٹاپ بند کیا۔

میں ایک بات کہوں؟" درخشے کے پوچھنے پر اس نے بھنویں سکیڑ کر اثبات" میں سر ہلایا۔

کچھ نہیں۔ سو جاؤ۔" وہ کروٹ بدل کر کمبل سر تک تان گئی۔ آریز کچھ دیر" اس کے کمبل میں گم وجود کو دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ ٹیبل لیمپ آف کیا۔

کمرے کی لائٹ بند ہوئی تو درخشے نے کمبل چہرے سے ہٹایا۔اس نے جو کہنا تھا اس پر آریز کا ری ایکشن پتا نہیں کیا آتا۔پتا نہیں کیوں لیکن اسے لگ رہا تھا کہ اسے آریز سے کہہ دینا چاہیے کہ وہ اسے پسند آ گیا ہے۔ محبت کے بارے میں اسے یقین نہیں تھا کہ تھی یا نہیں تھی۔ لیکن وہ اسے اچھا ضرور لگنے لگ

گیا تھا۔آج کل اس کے دماغ میں ہر وقت اسی کا خیال رہتا تھا۔اس کی باتوں کو سوچتے رہنا اس کا فیورٹ مشغلہ تھا۔وہ اسے بتانا چاہتی تھی جو بھی وہ اس کے بارے سوچتی تھی۔ لیکن ڈر لگ رہا تھا کہ اس نے ہاتھ بڑھایا تو وہ ہاتھ جھٹک نہ دے۔ نیند میں جانے تک وہ اسی بارے میں سوچتی رہی۔

"حفیظہ خاتون، کیا بنایا ہے آج؟ جو بھی بنا ہے جلدی سے لے آئیں بہت بھوک لگ رہی ہے۔" وہ ابھی یونی سے واپس آئی تھی اور شدید بھوک لگ رہی تھی۔

"جی جی، میں لا رہی ہوں۔آپ دو منٹ انتظار کریں۔" حفیظہ خاتون جلدی جلدی ٹرے سیٹ کر رہی تھیں۔

آرمینے کو یونیورسٹی پسند آئی تھی۔وہ بہت آرام سے وہاں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔روٹین بھی سیٹ ہو گئی تھی۔گھر والوں سے بھی تقریباً روزانہ بات ہو جاتی تھی،اور رائد تو دن میں پتا نہیں کتنی بار کالز کرتا تھا۔رائد کا خیال آنے پر مسکراہٹ خود بخود ہی لبوں پر بکھر گئی۔شادی سے اب تک کا عرصہ سیکنڈز میں ذہن کے پردے پر روشن ہوا،وہ بے ساختہ اسے سوچنے لگی۔اچھا تو وہ شروع سے لگتا تھا،وہ اسے بچپن سے جانتی تھی لیکن وہ اتنا رومینٹک تھا آرمینے کو کبھی اندازہ نہیں ہوا تھا۔

حفیظہ خاتون کھانا لے کر آئیں تو اسی وقت آرمینے کا فون بجا۔رائد کی کال۔۔۔

آرمینے نے فون میز رکھے واز کے ساتھ کھڑا کیا،کانوں میں ایئرپوڈز لگائے

اور ٹرے گود میں رکھی۔اب وہ کھانا کھاتے ہوئے ساتھ ساتھ رائد سے بات بھی کر رہی تھی۔

رائد کی کال بند ہوئی تو سارہ تبریزی کی کال آنے لگی۔وہ اس سے آج کلاس میں ملی تھی۔آرمینے کو وہ اچھی لگی تھی، پہلی ہی ملاقات میں ان دونوں نے نمبر ایکسچینج کر لئے تھے۔

اور اب وہ اسے کال کر رہی تھی۔اس نے فون کان سے لگایا۔

Something Just Like This وہ سیٹی پر چین سموکرز کی کی دھن بجاتے ہوئے رات کے برتن دھو رہا تھا جب درخشندے کی آواز

آئی۔

میں نے ابھی ایک لائن پڑھی ہے، سناؤں؟" وہ کچن میں جھانکتے ہوئے" سادگی سے کہہ رہی تھی۔

ضرور سنائیں۔" اس کی سیٹی فوراً بند ہوئی۔"

میرا دل اکثر تمہارے بارے میں سوچتا ہے، اتنا زیادہ کہ مجھے ڈر ہے کہ تم" ہی میرا دل بن گئے ہو۔" آنکھیں پٹ پٹا کر کہتے اسے دیکھا۔ گلاس آریز کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔

اب تمہاری باری۔" وہ اس کے ساتھ آکھڑی ہوئی۔"

میں۔۔آپ۔۔۔"وہ اٹکا۔درخشے کھلکھلا کر ہنس دی۔"

اپنی باری تم اٹک جاتے ہو۔"وہ شرارت سے کہتے مسکرائی۔"

آپ سے کون جیت سکتا ہے۔"وہ گلاس دھونے لگا۔"

یہ تو ہے۔"اس نے بے دھیانی سے کہا۔آریز نے ایک سرسری نظر اس پر" ڈالی۔وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کیا؟اس سے پہلے کی سرسری نظر گہری ہوتی اس نے نظروں کا زاویہ تبدیل کیا۔

مووی دیکھیں؟"آریز نے پوچھا۔"

نہیں۔"درخشے نے انکار کیا۔"

اوکے۔میں پھر سونے جاتاہوں۔ہو سکتا ہے کل مجھے آؤٹ آف سٹی جاناپڑ"
جائے،امپورٹنٹ کام ہے۔" وہ اسے گڈ نائٹ کہتے کمرے کی طرف بڑھ
گیا۔جو وہ سوچ تھا تھا اگر وہ اندازہ درست ہوا تو وہ اس کے پیچھے کمرے میں
آئے گی، نہیں تو لونگ روم میں چلی جائے گی۔

آریز۔۔۔ سنو۔" وہ وارڈوب کے ساتھ کھڑا کپڑے الٹ پلٹ کر رہا تھا"
جب درخشے کی آواز آئی۔آریز کے لبوں پر مسکراہٹ آئی لیکن لب دانتوں
تلے دبا کر اس نے مسکراہٹ روکی۔

جی بولیں، میں سن رہا ہوں۔۔" وارڈوب کے دروازے سے ٹیک لگا کر"
بازو سینے پر باندھے، پیروں کی قینچی بنائی۔

تم نے کہا تھا، مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے ہے تو مجھے تسلیم کر لینا چاہیے۔" وہ پاؤں سمیٹ کر بیڈ پر بیٹھی، تکیہ گود میں رکھا۔

"کہا تو تھا۔"

تو اگر میں کہوں کہ مجھے لگتا ہے مجھے تم سے محبت نہیں ہے، لیکن تم مجھے" اچھے لگتے ہو، مجھے تمہارے ساتھ وقت گزارنا اچھا لگتا ہے۔ میں اپنی پوری زندگی تمہارے ساتھ گزارنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔ تو؟" وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

لگتا ہے تو کہہ دیں۔" اس نے سادگی سے اسے دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کیا" بات کر رہی ہے، لیکن وہ اتنا عرصہ بے چین رہا تھا تو اب تھوڑا سا تنگ کرنا بنتا تھا اس کا۔

درخشے کچھ دیر اسے دیکھتی رہی۔

کہیں میں سن رہا ہوں۔" وہ سادہ چہرے سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

دیکھا مجھے سہی لگتا تھا، مجھے پتا تھا میں تمہاری طرف ہاتھ بڑھاؤں گی تو تم" میرا ہاتھ جھٹک دو گے۔" اس نے تکیہ بیڈ گود سے اٹھا کر بیڈ پر پٹخا۔

یہ کیسا الزام ہے، آپ نے بھلا کب بڑھایا ہاتھ؟" اس نے چہرے پر" معصومیت طاری کی۔

اچھا ہے نہ کہ نہیں بڑھایا۔ ورنہ تم دھتکار دیتے۔" وہ بازو آنکھوں پر لیٹ" گئی۔

آپ کبھی اچھا گمان بھی کرتی ہیں میرے بارے میں؟" وہ چلتے ہوئے اس تک آیا۔اس کے تکیے پر سر رکھتے وہ اس کے ساتھ لیٹ گیا۔درخشے نے بازو آنکھوں سے ہٹاتے اٹھنے کی کوشش کی۔

اوں ہوں۔۔آج نہیں۔" آریز نے بازو سامنے کرتے اسے جانے سے روکا۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟" وہ واپس لیٹ کر بڑبڑانے والے انداز میں بولی۔"

آپ بہت آہستہ بول رہی تھیں۔وہاں سے آواز صاف نہیں آرہی تھی۔"" اس نے وہاں لیٹنے کی وجہ بتائی۔

ہاں تو کیا کہہ رہی تھیں آپ کہ۔۔آپ ہاتھ بڑھائیں گی تو میں ہاتھ جھٹک دوں گا؟"اس کا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ میں تھام کر انگلیاں اس کی انگلیوں میں الجھائیں اور ہاتھ اوپر کیا، جیسے روشنی میں غور سے دیکھنا ہو۔

محبت ہاتھ بڑھائے تو کوئی بد بخت ہی اسے ٹھکرائے گا۔میری شریک حیات" اللہ نے آپ کو بنایا ہے، مجھے اپنے بخت کے بلند ہونے پر کوئی شک نہیں۔ آپ کو بھی کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔اس کا لہجہ دل پر لگتا تھا۔

پھر بھی، ڈر تو لگتا ہے۔"اس نے گہری سانس بھرتے ہاتھ چھڑانا چاہا، لیکن" آریز نے انگلیوں پر گرفت مزید مظبوط کی۔

"کیا پتا ڈر بے بنیاد ہو۔"

"تم بتاؤ نہ۔۔"

"بتاؤں؟"

"بتاؤ۔۔۔"

ایک منٹ۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ چھوڑ کر بیڈ سے کھڑا ہوا۔ وارڈروب تک " گیا۔ وہ کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد واپس آیا تو ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔

وہ اس کے ساتھ آکر بیٹھا۔

یہ کیا ہے؟" درخشے اٹھ کر بیٹھی۔"

شادی کے وقت لی تھی۔ لیکن دے نہیں پایا۔"اس نے مٹھی کھولی۔اس" کی ہتھیلی پر ایک بہت خوبصورت ڈائمنڈ رِنگ جگمگا رہی تھی۔

مجھے ڈر تھا کہ آپ اس رِنگ کو اور اس کے ساتھ جڑے میرے جذبات کو" ٹھکرا نہ دیں۔" وہ ہلکا سا ہنسا۔

درخشے یک ٹک اس کی ہتھیلی پر رکھی انگوٹھی دیکھ رہی تھی۔ وہ سچ کہہ رہا تھا، اس وقت اسے واقعی اس کی قدر نہ ہوتی۔

آریز نے اس کا ہاتھ تھام کر انگوٹھی اسے پہنا دی۔ اسے معلوم تھا آج کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

اب اگر اجازت ہو تو میں بتاؤں کہ آپ کا ڈر کتنا بے بنیاد ہے؟" وہ اس کے نزدیک ہوا۔

یہ کیا طریقہ ہے بتانے کا۔۔۔؟" اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی یا سست وہ فیصلہ نہیں کر پائی۔

یہ سہی طریقہ ہے، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ اگر میری طرف آئیں تو" میں کبھی آپ کو دور نہیں کروں گا۔

درخشے نے آنکھیں بند کیں، کوئی فائیدہ نہیں ہوا، بند پلکوں کے پار بھی اسی کا عکس تھا۔ اس نے آہستہ سے آنکھیں کھول دیں۔۔

اجازت ہے بتانے کی۔۔۔؟ وہ اجازت مانگ رہا تھا۔"

وہ اجازت نہ دیتی تب بھی سانسیں تنگ پڑ رہی تھیں۔۔۔ لیکن کیا اب بھی اسے اجازت کی ضرورت تھی۔۔۔؟

حينما أعرف في عينيك عيني

ألمح الفجر عميما

وأرى أمس العتيقا

وأرى ما لست أدري

وأحس الكون يجري

بین عینیک وعینی

جب میری آنکھیں

تمہاری آنکھوں میں ڈوب جاتی ہیں۔۔۔

میں دیکھتا ہوں۔۔۔گہری صبح کی ایک جھلک

اور میں دیکھتا ہوں۔۔۔قدیم زمانوں میں گزرا ایک کل

اور میں دیکھتا ہوں وہ جو میں نہیں جانتا۔۔۔

اور میں محسوس کرتا ہوں

کائنات کو بہتا ہوا۔۔۔

میری اور تمہاری آنکھوں کے درمیان۔۔۔

افسانے لان میں چہل قدمی کر رہی تھی جب اس کا فون بجا۔ حیدر زمان کی کال تھی۔

سلام، کیسے ہیں آپ؟" نرمی سے کہتے وہ ایک طرف پڑی لان چیئرز کی" طرف آئی۔ کچھ دیر وہ ان سے بات کرتی رہی۔ چھوٹی چھوٹی باتیں۔ سب کا

حال احوال۔۔

ڈیڈ، مجھے ایک بات پوچھنی تھی آپ سے۔" گفتگو میں مہرداد کا ذکر ہوا تو" اسے یاد آیا کہ اس نے کچھ پوچھنا تھا ان سے۔

آپ کی اور مہرداد کے بابا کی دوستی کیسے ہوئی تھی۔ میں کچھ عرصے سے" پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن پھر بات ذہن سے نکل جاتی تھی۔" اس کے سوال پر وہ کچھ پل خاموش ہو گئے، پھر بولے تو لہجہ ٹھہرا ہوا تھا۔

میری اور اس کی دوستی اچانک ہوئی تھی۔ وہ امریکہ سیٹل ہونا چاہتا تھا لیکن" پھر اسے ایرانی لڑکی سے محبت ہو گئی اور وہ اس کی خاطر ایران شفٹ ہو گیا۔ اس کی شادی کے بعد ہماری بہت کم ملاقات ہوتی تھی۔ مجھے اس کی وفات کی خبر جس وقت ہوئی تب میں ایک بہت بڑے پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔

میرے لئے اس وقت ایران جانا ممکن نہیں تھا۔میں اس کے جنازے پر نہیں جا پایا۔اور اس بات کا گلٹ مجھے ابھی تک ہے۔" مدھم آواز میں بولتے ہوئے ان کے لہجے میں شرمندگی تھی۔

بس اتنا ہی؟ آپ ان کے جنازے پر بھی نہیں جا سکے اور سالوں بعد ان کے " بیٹے کو بنا جانے پرکھے اپنی بیٹی اسے دے دی؟ یہ کیسی دوستی تھی آپ کی؟" وہ حیران ہوئی۔

عارفین میرا دوست تھا افسانے، وہ دوست جس نے تب میری مدد کی جب " باقی سب ساتھ چھوڑ چکے تھے۔ جس وقت میں بزنس کی دنیا میں اپنے قدم جمانے کی کوشش کر رہا تھا تو کامیابی آنے کے ساتھ بہت سی دشمنیاں بھی پیدا ہو گئی تھیں۔ایک بار میرے ایک بزنس رائیول نے مجھ پر حملہ کروایا تھا، میں اپنے شہر سے دور تھا۔اکیلا تھا۔۔۔تب عارفین نے میری مدد کی

تھی۔وہ خود کو خطرے میں ڈال کر مجھے وہاں سے نکال کر لایا تھا۔وہ بہت زخمی ہو گیا تھا۔بہت مشکل سے اس کی جان بچ پائی تھی۔میں اس کا وہ قرض کبھی نہیں اتار سکا۔اس کے علاوہ بھی بہت مواقع پر اس نے میری مدد کی۔۔ میں کبھی چاہ کر بھی اس کی کی گئی مہربانیوں کا بدلہ نہیں دے سکا،اس نے مانگا بھی نہیں۔وہ ان لوگوں میں سے تھا جو صرف دینا جانتے ہیں، کبھی بدلے میں کچھ نہیں مانگتے۔"ان کی آواز لرز رہی تھی۔

افسانے ان کی کیفیت سمجھ سکتی تھی۔ویسے تو دوستوں کے بارے میں بولتے ہوئے آواز خوشی اور امڈتے جذبات سے لرزش کا شکار ہو جایا کرتی ہے لیکن جب وہ دوست اور دوستی ماضی کا قصہ بن جائیں تو ان کے قصے چھیڑتے ہوئے آواز ہی نہیں دل بھی بھر آتا ہے۔دوستوں کا بچھڑنا آسان نہیں ہوتا۔ وہ لمحے جن میں مل کر ہنسے ہوں وہی سب سے زیادہ رُلاتے ہیں۔اور اگر ان یادوں میں پچھتاوا بھی شامل ہو۔۔۔وہ تو پھر جان لیوا ہوتا ہے۔

آرمینے اپارٹمنٹ بلڈنگ سے باہر آئی تو اس کی نئی دوست سارہ تبریزی اپنی گاڑی میں بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ ہلکے گھنگرالے بالوں والی خوش شکل لڑکی تھی۔ آنکھوں پر بڑے فریم والا گول چشمہ بھی لگا ہوا تھا، لیکن اسے دیکھ کر یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ نظر کا چشمہ ہے یا فیشن کے طور پر پہنا گیا ہے۔

تم تو وقت کی پابند ہو، بالکل سہی ٹائم پر آئی ہو۔" آرمینے پیسنجر سیٹ کا" دروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔

کہا تھا نہ، میں دیر نہیں کرتی۔" سارہ تبریزی نے مسکراتے ہوئے گاڑی"

سٹارٹ کی۔

مجھے یقین آ گیا۔"آرمینے نے فون بیگ سے نکالتے ہوئے کہا۔"

میں زرا اپنے شوہر کو بتا دوں کہ میں کہاں جا رہی ہوں ورنہ وہ پریشان ہوتا" رہے گا اور کالز کر کر کے مجھے بھی پریشان کرتا رہے گا۔"آرمینے کے کہنے پر سارہ تبریزی نے مسکرا کر سر کو خم دیا اور گاڑی آگے بڑھائی۔

۔۔"اسے(we are in trouble) رائد۔۔۔وی آر ان ٹربل"

آفس آئے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی جب بنا اجازت لئے سیرینہ اس کے آفس میں داخل ہوئی۔رائد نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔سیرینہ کے

چہرے پر اڑتی ہوائیاں بتاتی تھیں کچھ ہوا تھا۔

کیا ہوا ہے؟"اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔"

کچھ ہوا ہے جو تمہارے علم میں ہونا چاہیے۔"سیرینہ نے لب کاٹتے اسے دیکھا۔رائد نے بنا بولے سر ہلا کر اسے بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔

جب تم یہاں نہیں تھے تو کچھ لوگوں کے ساتھ آریز اور میری بحث ہو گئی" تھی،اور انہوں نے ہمیں سنگین نتائج کی دھمکیاں دی تھیں۔"

ایک منٹ، تم شروع سے بتاؤ، کون لوگ، کیسی بحث؟"رائد نے اسے ٹوکا۔

کیا مطلب کون لوگ، ہمارے رائیول کون ہیں بھلا؟ انہی کے ساتھ۔ نیا" ایم ڈی آیا ہے ٹاڈا والوں کا۔ اسی کے ساتھ بحث ہو گئی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ "ہم پروجیکٹ سے پیچھے ہٹ جائیں۔

"تم لوگ کہاں ملے اس سے؟"

رائد۔۔۔ کیا تم ٹوکے بغیر مجھے سنو گے؟ میں آلریڈی بہت سٹریسڈ ہوں،" میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے، تم ایک مہربانی کرو مجھے بات پوری کرنے دو۔ پلیز۔" وہ دانت بھینچ کر ضبط سے کہہ رہی تھی۔

اوکے تم بتاؤ۔" رائد نے اس کا چہرہ دیکھا۔ سرخ سا تھا، شاید بخار تھا اسے۔"

شکریہ۔۔ تو بات یہ ہے کہ۔۔۔" طنز سے کہتے وہ بولتی گئی۔ رائد بنا ٹوکے"

اسے سنے گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ چپ ہوئی تو رائد کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا، لیکن بخار سے نہیں غصے سے۔۔۔

تو تم کہہ رہی ہو کہ آریز کل سے غائب ہے، اس کا موبائل بھی بند ہے، اور" تمہیں لگتا ہے کہ اس میں ٹاڈا والوں کا ہاتھ ہے، اور یہ سب تم مجھے اب بتا رہی ہو سیریسلی؟ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔ کم از کم مجھے انفارم تو کرنا چاہیے تھا تم لوگوں کو۔" کھنچے چہرے کے ساتھ وہ جیسے اپنا غصہ ضبط کر رہا تھا۔

تم اپنی شادی میں مصروف تھے، پھر میں نے بتانا چاہا تو آریز نے کہا کہ" تمہیں ڈسٹرب نہ کروں، تب تم اپنے ہنی مون پر تھے۔" سیرینہ کے

چہرے پر آتی کڑواہٹ رائد دیکھ نہیں سکا کیونکہ وہ فون پر آریز کا نمبر ملا رہا تھا۔ نمبر بند جا رہا تھا۔اس کے ماتھے پر بل پڑے۔

یہ آریز ایک بار ملے مجھے ،اسے تو میں سیدھا کروں گا۔"اب وہ درخشے کا" نمبر ڈھونڈ رہا تھا کہ اسے کال کر کے پتا کرے۔ لیکن اس سے پہلے ہی درخشے کی کال آنے لگی۔

مرحبا۔۔"اس نے فون کان سے لگایا۔"

رائد، آریز کہاں ہے؟"دوسری طرف سے درخشے کا سوال سن کر وہ لب" بھینچ گیا۔

رائد، میرا کل سے رابطہ نہیں ہوا اس سے، نمبر بھی بند جا رہا ہے اس کا، مجھے"

بتاؤ کیا وہ تمہارے ساتھ ہے، تمہاری بات ہوئی اس سے؟ اسے کہو مجھے کال کرے۔" درخشے کی آواز میں محسوس کی جا سکنے والی بے چینی تھی۔

اب وہ اسے کیا جواب دیتا اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں تھا۔ لیکن کچھ تو کہنا تھا۔

وہ جہاں بھی ہے ٹھیک ہے، تم پریشان مت ہو۔" اس نے آواز نارمل ہی" رکھی۔

"میری بات کرواؤ اس سے۔"

اس سے بھی کر لینا بات لیکن میں بھی تمہارا کچھ لگتا ہوں، بھائی ہوں شاید،" مجھ سے بھی حال پوچھ لو گناہ نہیں ملے گا۔" وہ جان بوجھ کر اسے چڑا رہا تھا تا

کہ اس کا دھیان آریز سے ہٹ جائے کیونکہ اس کے پاس اس کے سوالوں کے جواب نہیں تھے۔

"رائد، میں سنجیدہ ہوں۔"

میں بھی سنجیدہ ہوں، ابھی آریز کے پاس ہی جا رہا تھا، اس کا فون خراب ہو" گیا ہے، میں کروا دوں گا تمہاری بات۔ ابھی فون رکھو۔" اس کی بات سنے بغیر اس نے فون بند کیا اور کرسی سے کھڑا ہوا۔

اٹھو، ہم کیلیفورنیا جا رہے ہیں۔" وہ اسٹینڈ سے کوٹ اٹھا کر پہن رہا تھا۔"

لیکن کیوں؟" وہ چیئر چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔"

تم نے بتایا نہ ابھی کہ وہ کیلیفورنیا گیا تھا کسی کلائنٹ سے میٹنگ تھی۔ تو ہم" وہیں جا رہے ہیں۔" وہ میز کے پیچھے سے گھوم کر دروازے کی طرف بڑھا۔ سیرینہ گڑبڑا کر اس کے پیچھے گئی۔

اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ آریز کو گھر سے گئے تین دن ہو گئے تھے۔ پہلے دو دن تو ان کی سرسری سی بات ہوئی تھی۔ لیکن صرف حال احوال تک۔ کل کا پورا دن ایسے ہی گزرا تھا۔ پہلے پہل تو درخشے نے اسے کال نہیں کی وہ خود کال کرے لیکن رات تک اس کی بس ہو گئی۔ اس نے فون کیا لیکن آریز کا نمبر رات سے بند جا رہا تھا۔ پوری رات وہ وقفے وقفے سے اس کا نمبر ٹرائی کرتی رہی تھی۔ لیکن نمبر آن نہیں ہوا۔ اسی پریشانی میں کب نیند آ گئی اسے پتا نہیں چلا۔ صبح اٹھتے ہی پہلا خیال آریز کی طرف گیا۔ لیکن نمبر ابھی بھی بند جا

رہا تھا۔ رائد کو کال کر کے پوچھا تو اس کے کہنے پر کہ وہ آریز سے ملنے جا رہا ہے، تھوڑی تسلی ہوئی۔ لیکن بے چینی ختم نہیں ہوئی۔

وہ بے دھیانی سے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی انگوٹھی کو گھماتے ہوئے اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس نے گہری سانس لیتے آنکھیں بند کر کے کھولیں، نظر انگوٹھی تک گئی۔ اسے یاد آیا جس رات آریز نے اسے یہ انگوٹھی پہنائی تھی اس سے اگلی صبح ان دونوں نے اکٹھے ناشتہ کیا تھا پھر وہ اسی دن چلا گیا تھا۔ وہ وہیں صوفے پر لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کیں تو تین دن پہلے کی صبح آنکھوں کے سامنے گھوم گئی۔۔۔

"یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟" وہ کچن میں ناشتے کے برتن دھو رہی تھی جب آریز کی آواز پر چونک کر اسے دیکھا۔ ناشتے کے بعد آریز کا فون بجنے لگا تو وہ کال سننے چلا گیا تو درخشے نے سوچا وہ برتن دھو لے۔

میں برتن دھو رہی ہوں۔" پلیٹ اور اسپنج اسے دکھایا۔"

کیوں دھو رہی ہیں۔ میں کر لیتا۔" اس نے آگے بڑھ کر پلیٹ اس کے ہاتھ" سے لینی چاہی۔

میں کر رہی ہوں نہ۔" وہ پلیٹ اس کی پہنچ سے دور کرتے رخ موڑ گئی۔"

لیکن ناشتہ میں نے بنایا تھا، تو برتن بھی میں دھو ہی لیتا۔" وہ اس کے پیچھے آ" کھڑا ہوا۔

تو تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ ناشتہ مجھے بنانا چاہیے تھا؟" وہ اپنے پیچھے اس کی" موجودگی محسوس کر سکتی تھی۔

میں ایسا کچھ نہیں کہہ رہا۔اپنی طرف سے اندازے مت لگائیں۔مجھے "
عادت ہے کام کرنے کی۔میں بچپن سے مما کے ساتھ کچن میں کرواتا آرہا
ہوں۔ملازموں کے ہوتے ہوئے بھی میں اپنا کام ہمیشہ خود کرتا تھا۔کپڑے
پریس کرنا، کھانا بنانا، برتن دھونا،اپنا روم سیٹ کرنا۔مجھے تقریباً سارے کام
آتے ہیں۔بس کپڑے دھونا مجھے پسند نہیں ہے تو وہ میں نہیں کرتا۔"اس
کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کے دائیں بائیں سے ہاتھ گزار کر اس نے پلیٹ
اور اسپنج درخشے کے ہاتھ سے لئے۔اب وہ ٹھوڑی اس کی گردن پر رکھے
باتیں کرتے ہوئے پلیٹ دھو رہا تھا۔

تو جب تم گھر پر نہیں ہو گے تب تو مجھے خود ہی برتن دھونے پڑیں گے۔""
بات کرتے ہوئے اس کی دھڑکن متزلزل تھی۔اسے پہلے کبھی آریز سے
شرم نہیں آئی تھی لیکن گزری رات کے بعد سے وہ اس سے نظریں ملا کر

بات نہیں کر پا رہی تھی۔ عجیب جھجک محسوس ہو رہی تھی اسے۔اس نے سر جھٹک کر خود کو نارمل کیا،اتنا بھی کیا شرمانا۔

کوئی بات نہیں،آپ برتن سنک میں جمع کر دیجیے گا،میں آ کر دھولوں" گا۔" مگن انداز میں کہتے اس نے کافی کا مگ پانی کی دھار کے نیچے کیا۔

اوکے،اپنی بات پر قائم رہنا پھر۔" درخشے نے وہاں سے جانے کا سوچا،" گھبراہٹ اپنی جگہ لیکن دل نہیں مانا۔ایسے اس کا نزدیک کھڑے ہونا اچھا لگ رہا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر پانی کی دھار کے نیچے کیا، ہتھیلی میں پانی بھر کر اس نے پانی آریز پر پھینکا۔

اوں ہوں،یہ مت کریں۔" آریز نے چہرہ اس کی گردن سے رگڑ کر صاف" کیا۔درخشے کو گردن پر گدگدی سی ہوئی۔اس نے دوبارہ پانی ہتھیلی میں بھر

کر اس پر پھینکا۔

رکیں زرا آپ۔" وہ آخری چمچ دھو کر سٹینڈ میں رکھتا مکمل اس کی طرف" متوجہ ہوا۔ دونوں ہاتھوں کی اوک بنا کر اس میں پانی جمع کیا اور ہتھیلیاں درخشے کے گالوں پر رکھیں۔ پانی اس کے گال سے ہوتا گردن پر گیا اور شرٹ گیلی کر گیا۔

یہ فاؤل ہے، تمہارے اتنے بڑے بڑے ہاتھ ہیں، میں نے تو تھوڑا سا پانی" پھینکا تھا تم پر۔" اس نے پلٹ کر اس کی بانہوں کا گھیرا توڑ کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کا راستہ روکے ہوئے تھا اور پانی ہاتھوں میں بھر بھر کر اس پر پھینکے جا رہا تھا۔

آریز۔۔۔ مت کرو۔" وہ ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ چہرے کے آگے کئے"

اسے روکنے کی کوشش رہی تھی۔

شروع کس نے کیا تھا۔"اس کی طرف دیکھتے آریز کی مسکراہٹ سمٹنے لگی۔"

کچھ دیر پانی کا حملہ نہیں ہوا تو درخشے نے ہاتھ چہرے سے ہٹا کر اسے دیکھا۔وہ یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔نظریں ملنے پر جیسے برقی لہر سی درخشے کے اندر سے گزری،اس نے جھرجھری سی لی۔

پا۔۔۔نی ٹھنڈا تھا۔"وہ اٹکی۔آریز کی گردن میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔فاصلہ ویسے بھی نہ ہونے کے برابر تھا وہ مزید اس کے نزدیک ہوا۔درخشے نے نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہونا چاہا لیکن وہ اس کی کمر میں بازو ڈالتا اسے قریب کر گیا۔

ڈور بیل کی زوردار آواز سے درخشے کے خیالات کا تسلسل ٹوٹا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھتے اٹھ کر بیٹھی۔ نظریں گھما کر ارد گرد دیکھا، آریز کہیں نہیں تھا۔ اسے پھر سے مایوسی نے آن گھیرا۔ وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتے اٹھ کر دروازے تک گئی۔ دروازے پر جز وقتی ملازمہ تھی جو اپارٹمنٹ کی صفائی کرنے آتی تھی۔ ملازمہ لونگ روم کی صفائی کر رہی تھی، درخشندے میز پر پڑا کافی کا خالی مگ لے کر کچن میں آگئی۔ مگ دھوتے ہوئے دل بہت اداس ہو رہا تھا۔ رونا بھی آ رہا تھا۔

ہشش اتنا بھی جذباتی نہیں ہوتے درخشے۔" اس نے خود کلامی کرتے پلکیں" جھپک کر آنسو روکنے چاہے۔ لیکن۔۔۔۔

اس نے مگ وہیں کاؤنٹر پر رکھتے موبائل اٹھا کر آریز کا نمبر ملایا۔ وہی منحوس

کمپیوٹرائزڈ آواز سنائی دی جو اسے اطلاع دے رہی تھی کہ مطلوبہ نمبر بند ہے۔اس نے جھنجھلا کر رائد کو کال ملائی۔ گھنٹی جا رہی تھی۔

وہ لاؤنج میں بیٹھی میگزین کے صفحے پلٹ رہی تھی جب دونیہ کی آمد ہوئی۔

بہت ہی بیکار میگزین ہے، تھوڑی سچی زیادہ جھوٹی خبریں ہوتی ہیں اس" میں۔" دونیہ فریش سی آواز میں بولتے ہوئے اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی۔

کیسی ہو دونیہ؟ بیٹھو۔" افسانے نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے صوفے" کی طرف اِشارہ کیا۔ فارسی رسم الخط عربی سے ملتا جلتا تھا تو اسے اسی وجہ سے پڑھنا آ جاتا تھا، اور اب تو فارسی اسے سمجھ بھی آنے لگی تھی۔ لیکن فی الحال وہ

میگزین پڑھ نہیں رہی تھی، صرف تصویریں دیکھ رہی تھی۔

تمہارے سامنے ہوں، فریش اور خوبصورت۔" وہ ہاتھ میں پکڑا ڈبہ میز پر رکھتے شاہانہ انداز میں سامنے والے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھی۔

افسانے نے مسکرا کر سر کو خم دیتے ایک نظر ڈبے کو دیکھا۔

مٹھائی ہے، میری منگنی ہو گئی ہے۔ میں نے سوچا یہ خبر خود تمہیں دے آؤں۔" وہ حسب عادت مسکرا کر بول رہی تھی۔

مبارک ہو۔" افسانے نے مسکرا کر دل سے مبارک دی۔ کہیں دور اندر دل میں ایک طرح کا اطمینان بھی بھر گیا تھا۔

تم اتنی مطمئین مت ہو۔ مہرداد میرا دوست ہے، میں اس کی زندگی سے دور تو کبھی نہیں جاؤں گی۔" دونیہ نے مسکرا کر آنکھیں گھمائیں۔ افسانے نے لب بھینچ لئے۔ دونیہ کو برداشت کرنا افسانے کے لئے ہمیشہ صبر آزما ہوتا تھا۔

یہ کیسی دوستی ہے کہ وہ تمہیں بازو سے پکڑ کر اپنے کمرے سے باہر نکال دیتا ہے۔" افسانے نے پرانی بات کا حوالہ دیا جب دونیہ ان کے کمرے میں سو گئی تھی اور مہرداد نے کمبل سمیت اسے کمرے سے باہر نکال دیا تھا۔

تم نہیں سمجھو گی۔ لیکن مجھے داد کی کسی بھی بات پر کبھی بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ وہ جتنا بھی غصہ کرے لیکن اس نے ایک وعدہ کیا تھا مجھ سے وہ اس کا پابند ہے اور ہمیشہ رہے گا۔" وہ اٹھی گردن سے بول رہی تھی۔

کیسا وعدہ؟"افسانے نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔"

میں تمہیں شروع سے بتاتی ہوں پھر تمہیں زیادہ اچھے سے سمجھ آئے گا۔"
میں اور داد کزن تو تھے لیکن کبھی ہماری زیادہ بات چیت نہیں ہوئی۔جب وہ چھوٹا تھا تو ممی کا رویہ اس سے اچھا نہیں تھا۔ایکچولی کافی ظلم کرتی تھیں وہ اس پر۔لیکن میں نے کبھی اس چیز کو اتنی سنجیدگی سے نہیں سوچا۔وہ میرے لئے صرف ایک کزن تھا۔وہ مجھے پسند تب آیا تھا جب اس نے میرے سکول کے کچھ لڑکوں کو اس لئے مارا کیونکہ وہ مجھے تنگ کرتے تھے۔مجھے لگا مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے۔اور مجھے نہیں معلوم وہ واقعی محبت تھی یا نہیں، لیکن مجھے محبت ہی لگی تھی، لیکن میری محبت خود غرض تھی، ناپ تول کر محبت کی میں نے۔فایدہ نقصان دیکھ کر۔۔۔وہ میرا کزن تھا، ہینڈسم تھا، پروٹیکٹو تھا، پسند (bad boy) پاپولر بھی تھا، ٹین ایج میں لڑکیوں کو بیڈ بوائے آتے ہیں نہ۔۔۔"وہ ہلکا سا ہنسی۔

لیکن ان لڑکوں کو پیٹنے سے پہلے بھی ایک واقعہ ہوا تھا، میں وہ بھی تمہیں"
بتاتی ہوں۔۔۔تو سنو، ایک بار میرا پالتو خرگوش مر گیا۔ ممی بابا آؤٹ آف
کنٹری گئے ہوئے تھے تب، میں اپنے پیپرز کی وجہ سے گھر پر تھی۔ میں ممی
سے ناراض تھی کہ وہ بالکل بھی اچھی ماں نہیں، مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں
وغیرہ وغیرہ، جو کہ سچ بھی تھا، ہمارے گھر میں ایسا ہی ہے، کوئی کسی کی پرواہ
نہیں کرتا، سب اپنی زندگی میں مگن رہتے ہیں، لیکن بات اگر لڑائی جھگڑے
کی ہو تو سب سے آگے ہوتے ہیں، خیر میں اپنے خرگوش کا بتا رہی تھی۔۔۔تو
جس دن میں اکیلی بیٹھ کر رو رہی تھی اس دن مہرداد میرے پاس آیا۔ اس
نے مجھے تسلی دی۔ میرا ہاتھ زخمی تھا، اس نے میرے زخم پر پٹی باندھی۔ میں
نے پھر بھی رونا بند نہیں کیا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں خرگوش کے لئے
رو رہی ہوں یا ہاتھ زخمی ہونے پر۔۔۔" دونیہ کی آنکھیں افسانے پر ٹکی تھی
لیکن خیال کے پردے پر برسوں پرانا وہ منظر لہرا رہا تھا۔ افسانے نے پہلو

بدلا۔اس نے تصور کرنا چاہا،روتی ہوئی دونیہ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پٹی باندھتا ہوا مہرداد۔اسے اس تصوراتی منظر سے جلن محسوس ہوئی۔جبکہ دونیہ ابھی بھی بول رہی تھی۔

اس کے نرم لہجے میں پوچھنے پر میں چھپا نہیں پائی۔میں اسے سب بتاتی گئی" کہ کس طرح میں خود کو اکیلا محسوس کرتی ہوں،اور اپنے سکول میں تنگ کرنے والے لڑکوں کا بھی میں نے اسے بتایا۔اس دن اس نے مجھ سے کہا کہ میں اکیلی نہیں ہوں،وہ ہمیشہ میرے ساتھ ہے،اگر کبھی ایسا وقت آیا کہ کوئی بھی میرے حق میں نہ ہو تب بھی وہ آئے گا میرے لئے۔مجھے لگا وہ شاید مجھے اچھا محسوس کروانے کے لئے ایسا کہہ رہا تھا لیکن بعد میں مجھے احساس ہوا وہ اپنے وعدوں کا بہت پکا تھا،میں نے جب جب اسے بلایا وہ آیا۔ مجھے لگنے لگا اسے بھی مجھ سے محبت ہے۔لیکن وہ صرف کزن ہونے کے ناطے مجھے اہمیت دیتا تھا یا جو بھی،لیکن محبت اسے کبھی نہیں ہوئی مجھ سے،

ویسے والی محبت جو میں اس سے چاہتی تھی۔ویسی محبت جو اسے تم سے ہوئی۔ جس کی وجہ سے اس نے سارے خاندان کی مخالفت کے باوجود تم سے شادی کی۔

میں نے ایک بار اسے کہا تھا کہ وہ مجھ سے شادی کر لے، لیکن اس نے کہا تھا کہ وہ شادی اس سے کرے گا جس کے ساتھ وہ اپنا گھر بنا سکے۔مجھے اس کی لاجک سمجھ نہیں، غصہ بھی آیا تھا، گھر تو وہ میرے ساتھ بھی بنا سکتا تھا۔ لیکن پتا ہے اس کی بات کا اصل مطلب مجھے کب سمجھ آیا؟ کیا تمہیں وہ دن یاد ہے، یقیناً یاد ہو گا، تم نے تھوڑی دیر پہلے ہی تو حوالہ دیا ہے جب دادا نے مجھے بازو سے پکڑ کمبل سمیت دروازے سے باہر دھکیلا تھا۔ تو اس دن تم نے اور میں نے لان میں واک کرتے ہوئے کچھ باتیں بھی کی تھیں اگر تمہیں یاد ہوں تو۔" وہ ڈیڑھ دو سال پرانی بات کر رہی تھی، افسانے نے یاد کرنا چاہا کہ ان کی کیا بات ہوئی تھی۔

اس دن میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے نہیں پتا کہ داد نے تم سے شادی کیوں" کی۔ لیکن ہماری اس واک کے اختتام پر جب ہم گھر کے اندر گئے اور تم نے مہرداد کے لئے بنائی گئی چائے کی ٹرے میں ایک چیز کا اضافہ کیا۔۔۔ سر درد کی میڈیسن کا اضافہ۔۔۔ کیونکہ داد کو سر درد تھا۔۔۔ اس لمحے مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا۔ تب تم دونوں کے آپس میں تعلقات بھی اتنے کوئی خوشگوار نہیں تھے۔" افسانے جو ساکت سی اس کی بات سن رہی تھی، اس بات پر چونک کر اسے دیکھا۔

مجھے ایسے مت دیکھو۔ سب کو پتا چلتا تھا۔ اور تم مجھے اپنے منہ سے کہہ چکی" تھی کہ اپنا کزن اپنے پاس رکھو۔۔۔ تو اس سب کے باوجود، اور تم اس دن میرا داد پر حق جمانا بھی دیکھ چکی تھی، ہاں ٹھیک ہے اس نے مجھے کمرے سے نکال دیا تھا لیکن پھر بھی تمہیں اس پر تھوڑا بہت تو شک ہونا چاہیے تھا، اس پر

غصہ ہونا چاہیے تھا، لیکن تم اس کے لئے چائے اور دوا لے کر گئی۔۔۔"
دونیہ سر نفی میں ہلاتے جیسے ابھی تک حیران تھی۔

اس دن مجھے سمجھ آگئی مہر داد رضا کی تلاش تم پر کیوں ختم ہوئی۔ تم کیوں"
اس کی زندگی میں تھیں۔۔۔۔ کیونکہ تمہیں ہی ہونا چاہیے تھا، تمہارے
علاوہ اور کسی کو نہیں۔" وہ اداسی سے مسکرائی۔ افسانے سانس روکے اسے
دیکھ رہی تھی۔

میں کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی۔ تم پریشان مت ہو، میں موو آن کر چکی ہوں،"
اس کا پہلا سٹیپ تمہارے سامنے ہے۔۔ مظہر اچھا ہے، وہ مجھ سے محبت کرتا
ہے، میری قدر کرتا ہے، ہم تبریز میں نہیں رہیں گے شادی کے بعد۔۔ شاید
امریکہ شفٹ ہو

جائیں۔ لیکن میں چاہوں گی کہ میرا تم لوگوں سے رابطہ رہے۔اور۔۔۔۔"
وہ بولتے بولتے چپ ہو گئی پھر گہری سانس بھرتے نفی میں سر ہلایا اور
صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

تمہارا دن اچھا گزرے۔۔" جلدی سے کہتے وہ پلٹ کر لاؤنج کی دہلیز پار کر"
گئی۔افسانے ساکن بیٹھی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔آج اسے دونیہ بری
نہیں لگی تھی۔

وہ سنجیدگی سے سامنے دیکھتے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔گاہے گاہے فون پر کسی کا
نمبر ملاتا، تھوڑی بات کرتا پھر جھنجھلا کر فون کاٹ دیتا۔

سیرینہ نے کنکھیوں سے اسے دیکھا۔وہ کتنی دیر سے کیلیفورنیا میں موجود اپنے آفس مینجر سے کانٹیکٹ میں تھا،ہر تھوڑی دیر بعد اس سے اپڈیٹ لیتا۔ لیکن آریز کی کوئی خبر نہیں ملی تھی۔آخری یہی بات تھی کہ کل سے آریز کا کسی سے کوئی کانٹیکٹ نہیں ہوا تھا۔

تم پریشان مت ہو، ہم وہاں جاتو رہے ہیں۔ مل جائے گا آریز، وہ ٹھیک ہو گا" انشاءاللہ۔" سیرینہ نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

سیرینہ سیرینہ سیرینہ۔۔۔"تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اس نے" سٹئیرنگ پر ہاتھ مارا۔

"تمہیں مجھے اسی وقت بتانا چاہئے تھا۔"

میں نے کوشش کی تھی، تمہیں کال بھی کی تھی۔ لیکن تم نے یہ کہہ کر" کال بند کر دی کہ تم کال بیک کرو گے، اور میں انتظار ہی کرتی رہی مگر تمہاری کال نہیں آئی۔ تم شاید اپنی نئی نویلی دلہن کے ساتھ مصروف تھے۔ تبھی تمہیں کسی کا خیال نہیں آیا۔" وہ اپنے لہجے کی کڑواہٹ چھپا نہیں پائی۔ رائد نے سلگ کر اسے دیکھا۔

تم بار بار میری شادی کو کیوں بیچ میں لا رہی ہو؟ مجھے واپس آئے اتنے دن ہو" گئے ہیں، تم اب بتا سکتی تھیں مجھے۔ اگر تمہیں یاد ہو تو کچھ دن پہلے جب فون سنتے ہوئے تم پریشان نظر آئیں تو میں نے پوچھا تھا کہ کس کی کال ہے لیکن تم نے کہا رونگ نمبر ہے، تمہیں اسی وقت مجھے بتانا چاہیے تھا کہ وہ لوگ تمہیں دھمکا رہے ہیں، لیکن تم خاموش رہیں، تو اب بار بار میری شادی کا کہہ کر کیا جتانا چاہتی ہو تم مجھے؟ ہاں؟" درشتی سے کہتے اس نے خطرناک انداز میں اسٹیرنگ گھماتے موڑ کاٹا۔ سیرینہ نے سیٹ بیلٹ مظبوطی سے پکڑ لی۔ وہ

غصہ کم کرتا تھا، لیکن وہ اس کے غصے سے واقف تھی تبھی خائف سی ہوتی دھیرے سے بولنے لگی۔

"میں بتاتی لیکن مجھے آریز نے منع کیا تھا اس نے کہا کہ۔۔۔"

شٹ اپ۔۔" بیزاری سے اسے ٹوک کر وہ فون پر آتی کال کی طرف متوجہ ہوا۔ سیرینہ نے لب بھینچے۔

تمہاری بات ہوئی آریز سے؟" اس کے مرحبا کہنے پر فون کے دوسری طرف موجود درخشندے کا سوال اسے لب بھینچنے پر مجبور کر گیا۔

درخشے، یار وہ ٹھیک ہے، بتایا تو تھا تمہیں۔" وہ جھنجھلا کر بولا۔ اس کی اپنی حالت بھی درخشندے سے مختلف نہیں تھی۔ اسے رہ رہ کر اپنی لاپرواہی پر

غصہ آرہا تھا۔وہ اپنے دوست سے اتنا بے خبر کیسے ہو گیا۔

تو تم میری بات کیوں نہیں کروا رہے اس سے؟" وہ دبا دبا سا چلائی۔"

ہاں ٹھیک ہے، میرا رابطہ نہیں ہو پا رہا اس سے۔میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں" ہے، کس حال میں ہے۔اور میں ابھی اسے ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔تم دعا کرو کہ وہ مجھے مل جائے تاکہ میں اسے دو تھپڑ لگا کر بتاؤں کہ باتیں چھپانے سے کتنا نقصان ہوتا ہے۔" ایک ہی سانس میں بولتے اس کا چہرہ سرخ پڑا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آریز کہیں سے بھی اس کے سامنے آجائے۔

دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔وہ شاید رو رہی تھی۔

درخشے، یار رو مت۔۔۔" وہ بے بسی سے بولا۔"

میں نے ابھی۔۔۔کافی کا خالی کپ دھویا۔۔۔"درخشے نے زکام زدہ سی" آواز میں بتایا۔

اچھا، ہاؤ نائس۔"اسے سمجھ نہیں آئی کہ یہ بتانے کا کیا مقصد تھا۔"

میں نے کپ۔۔'خود' دھویا۔۔۔"اس کا گلا آنسوؤں سے رندھا ہوا تھا۔" بات کے اختتام پر وہ بلند آواز سے رو دی۔

درخشے۔۔۔"جیسے سپارک ہوا اچانک اور اسے سمجھ آیا کہ وہ کیا کہہ رہی" تھی۔۔۔رائد کا تو مانو دل کسی نے مٹھی میں جکڑ کر بھینچ دیا۔

میں کرتا ہوں کال۔"وہ بمشکل اتنا ہی کہہ پایا اور کال کاٹ دی۔فون ڈیش"

بورڈ پر پھینکتے اس کے چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے۔

سیرینہ نے ایک نظر اسے دیکھا پھر چپ رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

وہ گاڑی سے نکل رہے تھے جب آرمینے کی کال آئی۔

مرحبا۔۔۔!"آرمینے کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس کے" تنے ہوئے چہرے پر دراڑ پڑی۔

ارمن۔۔ کیسی ہو؟"نرمی سے پوچھتے اس نے گاڑی ریموٹ سے لاک" کی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے تمہیں بتانا تھا کہ۔۔۔"

رائد ہمیں دیر ہو رہی ہے، تم اپنی بیوی سے بعد میں بھی بات کر سکتے ہو۔"
ابھی چلو۔"سیرینہ کے کرخت لہجے پر رائد نے گھور کر اسے دیکھا۔اس کی آواز اتنی بلند تو ضرور تھی کہ فون کے دوسری طرف موجود آرمینے تک بھی گئی تھی۔

تم مصروف ہو، میں بعد میں کال کر لوں گی۔"اس کے لہجے کی خفگی۔۔۔"
رائد نے لب کاٹے۔لیکن فی الحال اسے جانا تھا، وہ اسے کوئی وضاحت نہیں دے سکتا تھا۔

میں تمہیں تھوڑی دیر تک کال کرتا ہوں۔اوکے؟"اس نے قدم سیرینہ" کی معیت میں آگے بڑھائے۔آرمینے بنا کچھ کہے فون بند کر گئی۔

یااللہ۔۔!" وہ فون کوٹ کی جیب میں ڈالتا آگے بڑھ گیا۔وہ جانتا تھا وہ خفا" ہو کر کال کاٹ گئی تھی، لیکن وہ اسے منالیتا۔ابھی آریز کو ڈھونڈنا زیادہ ضروری تھا۔

ملازمہ کے جانے کے بعد پتا نہیں اسے کتنی دیر گزری اس طرح صوفے پر سمٹ کر روتے ہوئے جب ڈور بیل بجنے کی آواز آئی۔اس کا دل نہیں کر رہا تھا کہ وہ وہاں سے اٹھ کر جائے نہ ہی جسم میں اتنی ہمت بچی تھی۔پھر اسے خیال آیا کہیں آریز نہ آیا ہو۔وہ بچی کھچی ہمت مجتمع کرتے دروازے تک گئی۔ لیکن دروازے پر آریز کے بجائے فاطمہ کو دیکھ کر وہ وہیں ان سے لپٹ کر رونے لگی۔

درخشے۔۔۔"فاطمہ حواس باختہ سی اسے سنبھالتے ہوئے اندر لائیں۔"

درخشے میری جان کیا ہوا ہے؟تم کیوں رو رہی ہو؟"انہوں نے پریشانی" سے ہے درپے سوال کیے۔آریز کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں گھمائیں پھر "درخشے سے پوچھا۔"آریز کہاں ہے؟

درخشے کو مزید رونا آیا۔سارا مسلہ تو یہی تھا کہ وہ نہیں تھا۔

مما۔۔۔آریز۔۔۔"وہ بے ربط انداز میں آنسوؤں کے درمیان انہیں بتاتی" گئی۔رائد سے جو بات ہوئی وہ بھی۔

فاطمہ سے اسے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔وہ رو رو کر بے حال تھی۔انہوں نے سارا کو فون کیا اور انہیں حیدر زمان کے ساتھ اپارٹمنٹ آنے کہا۔

درخشے میری جان سنبھالو خود کو۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ رائد کو" غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ اس کا فون خراب ہو گا، یا پھر وہ مصروف ہو گا۔ وہ آ جائے گا، تم دیکھنا۔" انہوں نے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نفی میں سر ہلاتے روتی گئی۔ ذہن میں آریز کی باتیں گھوم رہی تھیں۔ جب وہ جا رہا تھا۔۔۔

دل تو نہیں کر رہا جانے کا لیکن جانا ضروری ہے۔" وہ بے دلی سے کہتے" ہوئے دروازے کے ساتھ رکا۔

آپ مجھے یاد کریں گی؟" اس نے آس بھری نظروں سے اسے دیکھا۔"

پتا نہیں، شاید ہاں۔۔ شاید نہیں۔" درخشے نے سادگی کہتے کندھے"

اچکائے۔آریز نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

کچھ سناؤں؟"اس کے پوچھنے پر درخشندے نے اثبات میں سر ہلایا۔"

دعنا نبادل الادوار۔۔۔

!انت منتظر وانالا اعود۔۔

ہم اپنے کردار بدل لیتے ہیں۔۔"

"تم انتظار کرو اور میں واپس نہ آؤں۔۔

درخشندے نے سانس روک کر اسے دیکھا۔

کیا ہوا؟ رومینٹک لائنز آپ کو چیپ لگتی ہیں تو میں نے سوچا کچھ الگ" فلاسفی ٹرائے کروں۔" اس نے شرارت سے کہا۔ درخشندے کا سانس بحال ہوا۔

"تم محمود درویش کو پڑھنا بند کرو۔ بہت فالتو بولنا آ گیا ہے تمہیں۔"

آپ کے لئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھنا ہوں اسے۔ قدر ہی نہیں آپ کو" میری۔" اس نے منہ بسور کر کہا۔

اس وقت اس نے شٹ اپ کہہ کر اسے چپ کروا دیا تھا۔۔ اب اسے اس کی وہ ساری باتیں یاد آ رہی تھیں جنہیں وہ چیپ لائنز کہتی تھی۔

ایک ایک پل جیسے کانٹوں پر گزر رہا تھا۔دل کر رہا تھا فون دیوار میں دے مارے۔کیا فائدہ جب وہ اسے آریز سے بات نہیں کرواسکتا تھا۔

"تم انتظار کرو اور میں واپس نہ آؤں۔۔۔"

کانوں میں مسلسل گونجتی اس کی آواز۔۔۔خدشات بڑھتے جا رہے تھے۔ دل گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ رک رک کر چلتا تھا۔اسے آج پتا چلا تھا کہ وقت گزرنے کی بھی آواز ہوتی ہے۔چبھتی ہوئی آواز۔۔۔وہ انتظار کی اذیت سے واقف ہو رہی تھی۔۔۔

!آہ عشق!فرشتہ ی عذاب عشق۔۔۔

رائد۔۔۔مجھے ایک بات بتانی ہے تمہیں۔"وہ کیلیفورنیا جانے والی فلائٹ" میں سوار تھے جب سیرینہ نے گلا کھنکار کر بات کا آغاز کیا۔

کیا؟"رائد نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔"

میں کافی دن سے بتانا چاہ رہی تھی۔میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔میں نے" سوچا ہے کہ ہم مزید ایک ساتھ کام نہیں کر سکتے۔میں الگ ہونا چاہتی ہوں۔"اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ سنجیدگی سے بولی۔رائد نا سمجھی سے اسے دیکھتا رہا۔

تم پارٹنرشپ توڑنے کی بات کر رہی ہو؟"اس نے دوبارہ کنفرم کیا۔" سیرینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

آریو شیور کہ تم الگ ہونا چاہتی ہو؟ لیکن کیوں؟" وہ اس اچانک فیصلے پر" حیران لگتا تھا۔

میں ہنڈرڈ پرسنٹ شیور ہوں، کیوں کا سوال تو تم رہنے دو۔" وہ سامنے" دیکھتے سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

دل نہیں دُکھے گا اتنے سال کی پارٹنر شپ چھوڑتے ہوئے؟" وہ اپنی سیٹ" پر ترچھا ہو کر بیٹھا افسوس سے اسے دیکھ رہا تھا۔

دل دکھنا بہت چھوٹا لفظ ہے رائد۔۔ لیکن جب دل ٹوٹ گیا ہو تو دُکھ بھی" جائے تو کیا فرق پڑتا ہے؟" اس نے عجیب اذیت بھرے لہجے میں کہا۔ رائد اسے دیکھ کر رہ گیا۔

تم پارٹنرشپ کی بات کر رہے ہو۔۔۔ تم جانتے ہو جب تمہاری شادی کا" دعوت نامہ مجھے ملا تھا تو مجھے کیا محسوس ہوا تھا؟" سیرینہ نے گردن موڑ کر شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

تم مجھے دوست سمجھتے تو تم بتاتے مجھے۔۔۔ لیکن تم نے تو غیروں کی" "طرح۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔" رائد نے ہاتھ کھڑا کر اسے بولنے سے روکا۔"

شادی کا فیصلہ مکمل طور پر میرا پرسنل معاملہ ہے۔ دوست ہونے کا مطلب" یہ نہیں ہے کہ میں اپنے پرسنل معاملات تم سے پوچھ کر یا تمہیں بتا کر طے کروں۔" وہ قطعیت سے کہہ رہا تھا۔

تو تم میرے پرسنل فیصلے کے متعلق مجھ سے سوالات کیوں کر رہے ہو؟"" وہ تڑخ کر بولی۔

یہ پرسنل نہیں ہے، یہ بزنس ہے، ہم نے اتنے سال کام کیا ہے ساتھ، تم" اس طرح الگ نہیں ہو سکتی، تمہیں وجہ تو بتانی ہی ہو گی۔" وہ سنجیدہ تھا۔

میں بات نہیں کرنا چاہتی اس ٹاپک پر۔۔" وہ بار بار پلکیں جھپک رہی تھی۔" رائد بند ہاتھ کی مٹھی لبوں پر رکھے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔اس کے مسلسل دیکھنے سے سیرینہ کے چہرے پر دراڑ پڑی۔وہ تڑخ کر اس کی طرف مڑی۔

تم مجھے پسند ہو، میں تم سے شادی کرنا چاہتی تھی۔"اس کی آواز بلند ہوئی،"

سنجیدگی کا خول ٹوٹ گیا تھا۔

لیکن تم نے کیا کیا، اپنی شادی کا دعوت نامہ پکڑا دیا مجھے۔"اس نے گہرا" سانس لے کر امڈتے غصے پر قابو پانا چاہا۔

سازشیں، رونا پیٹنا، یہ مجھ سے نہیں ہوتا۔۔آج کل کے دور میں روگ" لے کر کون بیٹھتا ہے، سب ہی اپنی اپنی زندگی میں موو آن کر جاتے ہیں۔ میں بھی کر جاؤں گی۔دل کا کیا ہے، ٹوٹ گیا تو جُڑ بھی جائے گا، وقت لگے گا، شاید ایک خلش بھی ہمیشہ رہے گی کہ مجھے کوشش کرنی چاہیے تھی۔۔۔ لیکن کوشش بھی میں تب کرتی جب میں تمہیں نہ جانتی ہوتی۔تم اپنے فیصلوں میں کتنے پکے ہو مجھ سے بہتر کون جانتا ہو گا۔

لیکن میں اس کا کیا کروں کہ تم مجھے اچھے لگ گئے تھے، پرفیکٹ لائف پارٹنر

میں جو خوبیاں ہونی چاہیں وہ سب تم میں تھیں۔۔اور تم میرے دوست بھی تھے، تو میرا ایسا سوچنا کچھ غلط نہیں تھا۔ لیکن مجھے نہیں لگتا کہ مجھے تم سے محبت تھی، اگر محبت ہوتی تو میں کوشش تو کرتی نہ۔۔ جبکہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔" اس نے کندھے اچکا کر کہتے لاپراہ بننا چاہا۔

پھر تم چھوڑ کر کیوں جا رہی ہو؟ ہم ساتھ کام کر سکتے ہیں۔۔۔" رائد نے" اپنی خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

میں نے کہا کہ تم مجھے اچھے لگ گئے تھے، اب تم کیا چاہتے ہو میں یہاں" رہوں تاکہ مجھے تم سے محبت ہو جائے؟ نہیں رائد۔۔۔ ایسے نہیں ہوتا۔ میں اپنے دل میں تمہارے لئے فیلنگز رکھ کر تمہارے ساتھ کام نہیں کر سکتی۔ ابھی تو میں پھر بھی موو آن کر لوں گی، بعد میں میرے لئے مشکل ہو گا۔ اور پھر میں تمہاری زندگی میں فیملی ڈرامہ والی ویمپ کا کردار ادا نہیں کرنا

چاہتی۔میں خود کو ایسے ضائع نہیں کر سکتی۔" وہ بے بسی سے لیکن قطعیت سے کہہ رہی تھی۔

اور پھر تم نے جسے اپنے لئے چنا ہے وہ مجھے پسند نہیں ہے،ایک عام سی" لڑکی۔۔۔ٹوبی آنسٹ وہ مجھے تمہارے برابر کی نہیں لگتی۔۔۔تم ایک زیادہ "بہتر لائف پارٹنر۔۔۔

تم نے سہی کہا۔۔۔یہی بہترین وقت ہے جانے کا۔تمہارے ساتھ کام کر" کے اچھا لگا۔" سنجیدہ انداز میں کہتے وہ اپنی سیٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

وہ اداس سا مسکرادی۔وہ اپنی بیوی کے خلاف بات نہیں سن سکتا تھا۔۔۔

!آہ عشق۔۔۔بہ جون خودت دردبی درمونی۔۔۔

شام کی چائے پر عموماً افسانے اور زینب ایک ساتھ ہوتی تھیں لیکن آج زینب کو کہیں جانا تھا تو افسانے اکیلی ہی لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ مہرداد بھی ابھی تک نہیں آیا تھا۔ وہ چائے بنا کر پرچ اور پیالی اٹھا کر سیدھی ہوئی تو ایک پل کو چونک گئی۔ رضا پہلوی سامنے والے صوفے پر بیٹھے نظر آئے۔

سلام۔۔"اس نے فوراً سلام جھاڑا۔ یہ یہاں کب آئے؟"

رضا پہلوی نے سر کے خم سے سلام کا جواب دیا۔ وہ سوچوں میں گم میز پر رکھے واز کو دیکھ رہے تھے۔

چائے بنادوں آپ کو؟"ان کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ اپنا کپ چھوٹی" میز پر رکھتی ان کے لئے چائے بنانے لگی۔

چائے۔۔"چھوٹی ٹرے میں پرچ اور پیالی رکھے وہ ان تک گئی۔انہوں نے" چونک کر سر اٹھایا۔پیالی اُٹھاتے ہوئے انہوں نے ایک نظر افسانے کو دیکھا۔ بھرا بھرا سراپا، وہ احتیاط سے چلتی تھی۔

تمہیں زحمت ہوئی، معذرت مجھے دھیان نہیں رہا۔"وہ نرمی سے بولے،" انداز معذرت خواہانہ تھا۔

کوئی بات نہیں۔"مسکرا کر کہتے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنی جگہ پر جا" کر بیٹھی۔

بیٹی ہے یا بیٹا؟"انہوں نے اچانک پوچھا۔"

جی؟"افسانے نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔جب سمجھ آیا کہ وہ کس بابت" پوچھ رہے ہیں تو وہ جلدی سے بولی۔

"بیٹا ہے۔"

ماشاءاللہ،اللہ پاک خیریت سے اس دنیا میں لائے،تم دونوں کو اس کی" خوشیاں دیکھنا نصیب ہوں۔"ان کی دعا پر پتا نہیں کیوں افسانے کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

آمین۔۔"اس نے پورے جذب سے کہا۔"

بزنس کی وجہ سے مجھے اکثر سفر میں رہنا میں پڑتا تھا۔ میں نے اپنی اولاد میں "
سے کسی کا بچپن نہیں دیکھا سوائے افسوں کے۔ وہ میری اکلوتی بیٹی تھی،
سب سے چھوٹی اور لاڈلی۔ لیکن میں اسے بھی زیادہ وقت نہیں دے پایا
کبھی۔" وہ کپ ہاتھ میں پکڑے چائے کی سطح پر نظریں جمائے جیسے خود کلامی
کر رہے تھے۔ انہیں یقیناً اپنی بیٹی یاد آ رہی تھی۔

مجھے اس کی پسند ناپسند کا کبھی اندازہ نہیں ہوا، لیکن مجھے اس سے بہت محبت "
تھی، وہ بہت پیاری تھی، تم نے مہرداد کو دیکھا ہے نہ، اپنی ماں کے نقوش
چرائے ہیں اس نے اسی لئے پیارا ہے۔۔۔" وہ ہلکا سا مسکرائے۔ افسانے بھی
مسکرا دی۔ اس بات پر تو اسے کوئی شک نہیں تھا۔ وہ اکثر رات کو کتنی کتنی دیر
اسے دیکھتی رہتی تھی۔ اسے اچھا لگتا تھا مہرداد کو سوتے ہوئے دیکھنا۔ اس
کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کا چہرہ خود باخود جگمگا اٹھا، آنکھوں کی چمک
بڑھ گئی۔

ایک دن وہ ایک لڑکے کو مجھ سے ملوانے لائی۔عارفین ہاشم۔۔۔وہ اچھا" لڑکا تھا لیکن اس وقت مجھے پسند نہیں آیا۔لیکن افسوں کو وہ پسند تھا۔اس نے کہہ دیا کہ وہ اس کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کرے گی۔میں اس کی ضد کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا۔افسوں کے بھائیوں نے بہت مخالفت کی تھی۔ مجھے عارفین اس لئے پسند نہیں تھا کیونکہ وہ ایرانی نہیں تھا۔وہ اچھی شکل کا ملازمت پیشہ عام سا آدمی تھا، لیکن افسوں کو وہ عام نہیں لگتا تھا۔بیٹی کی ضد پر شادی تو کر دی لیکن میں اس شادی کو قبول نہیں کر سکا۔میں چاہتا تھا کہ وہ شخص میری بیٹی کی زندگی سے نکل جائے۔میں چاہتا تھا کہ وہ مر جائے۔لیکن مجھے پتا نہیں تھا کہ میری بیٹی بھی اس کے ساتھ مر جائے گی۔

اب میں سوچتا ہوں کاش میں نے اس وقت اس کے فیصلے کو خوشی سے تسلیم کر لیا ہوتا۔

مجھے پتا ہوتا وہ اتنی تھوڑی عمر لکھوا کر لائی تھی تو میں کبھی بھی۔۔۔"ان کی آواز بھاری ہوئی۔وہ کچھ دیر خاموش ہو گئے۔افسانے یاسیت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

اس کے ایکسیڈنٹ سے کچھ دن پہلے آخری ملاقات میں ہماری بہت بحث" ہوئی تھی۔میں نے اسے نافرمان اولاد کہا تھا۔میں نے اسے کہا تھا کہ۔۔۔کہ اس کا شوہر اور اس کا بچہ مر جائیں تو تب اسے احساس ہو گا۔۔۔میں اس کی آخری نظریں نہیں بھول سکتا۔۔۔وہ اتنی بے یقینی سے مجھے دیکھ رہی تھی کہ میں اس کے بچے کو مرنے کی بددعا دے رہا ہوں۔"ان کی آواز کانپ گئی۔ افسانے نے بے ساختہ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔

اب میں سوچتا ہوں کہ۔۔۔افسوں نے اپنی آخریں سانسیں لیتے کیا سوچا"

ہو گا۔۔اسے اپنا بچہ یاد آیا ہو گا جسے وہ کچھ دیر کے لئے زینب کے پاس چھوڑ کر گئی تھی،اسے تو یہی لگا ہو گا کہ اس کے بعد اس کے بچے کا خیال رکھنے والا کوئی نہیں ہو گا۔اسے شاید یہ بھی لگا ہو کہ میں۔۔۔اس کا باپ۔۔۔اس کے بچے کو مار دوں گا۔مجھے اس کی وہ تکلیف یاد آتی ہے اور میرا سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے۔میں عمر کی آخری سیڑھی پر ہوں اور مجھے اپنی زندگی کے سارے گناہ یاد آتے ہیں۔" وہ بول رہے تھے اور آنسو افسانے کی پلکوں کی باڑ توڑتے گال پر پھسل رہے تھے۔

مہر داد سے مجھے بہت محبت ہے، لیکن اس کے ساتھ بھی میں نے ناانصافیاں" کی ہیں۔۔۔ بچپن میں کبھی میں نے پلٹ کر اسے نہیں دیکھا جب تک کہ وہ سترہ سال کی عمر میں اپنا حصہ مانگنے کے لئے میرے پاس نہیں آیا۔۔۔تب اس کی آنکھوں میں موجود بغاوت دیکھ کر مجھے افسوں یاد آئی تھی۔سب سمجھتے ہیں کہ میں اس لڑکے سے ڈر گیا تھا، لیکن مجھے لگا تھا کہ قدرت نے

مجھے دوسری بار موقع دیا کہ میں نے اپنے غلط رویے کی اصلاح کر سکوں۔۔۔ میں افسوں کو کھو چکا تھا۔۔اس کی تصویروں کو دیکھ کر روتا تھا۔۔ لیکن اس کی جیتی جاگتی نشانی میرے پاس تھی اور میں بے جان چیزوں کو سینے سے لگائے بیٹی کا غم مناتا رہا۔ مہرداد کی آنکھوں سے نکلتے شعلے بتاتے تھے کہ وہ بھی آگ کی بھٹی میں جھلستا رہا ہے۔ مجھے محسوس ہوا میں ایک بار پھر ناکام ہو گیا تھا۔ بیٹی دن سے کو کھو کر اس کی عزیز از جان اولاد کا بھی خیال نہیں رکھ سکا۔ پھر اس میرا رویہ اس سے تبدیل ہو گیا۔

میں نے اپنی لاپرواہی کی تلافی کرنا چاہی۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو میں نہیں جانتا۔ میں نے بہت غلطیاں کی ہیں تمام عمر۔۔۔ لیکن اب۔۔۔ میں چاہتا ہوں وقت مجھے اتنی مہلت دے کہ میں داد کے بچے کو دیکھ سکوں۔۔۔اس کے ساتھ وقت گزار سکوں، اس سے محبت کر سکوں۔ لیکن ایسا ہونا شاید ممکن نہیں ہے۔ داد کہہ رہا تھا کہ وہ امریکہ شفٹ

ہونے کا سوچ رہا ہے۔اپنا بزنس بھی یہاں سے وائنڈ اپ کر لے گا۔میں تم سے درخواست کرنے آیا ہوں کہ تم اسے کہو کہ وہ رک جائے۔میرے مرنے کے بعد بھلے جہاں بھی جانا چاہو تم لوگ۔میں نے اپنا بزنس اور ساری جائیداد بھی تقسیم کر دی ہے۔اب میں آخری عمر گھر میں سکون سے گزارنا چاہتا ہوں۔لیکن۔۔۔مجھے پتا ہے میں نے بہت کچھ کمایا ہے پوری زندگی لیکن اس لِسٹ میں سکون کہیں بھی نہیں ہے۔میں نے سکون نہیں کمایا، اب میں تم سے درخواست کر رہا ہوں کہ مہرداد کو یہاں سے مت جانے دو۔ اسے کہو یہیں رہ جائے۔میں اکیلے نہیں مرنا چاہتا۔" وہ بظاہر مظبوط نظر آنے والا شخص اس وقت کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا تھا جس نے اپنی عمر بھر کی پونجی لٹا دی ہو۔افسانے کو ہمدردی سے انہیں دیکھے گئی۔اسے ان پر ترس آ رہا تھا۔وہ اس وقت کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھی۔وہ کب وہاں سے اٹھ کر گئے چلے گئے تو تھوڑی دیر بعد وہ بھی وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آئی۔دروازے کی چوکھٹ میں رک کر اس نے حیران ہو کر

اوندھے منہ بیڈ پر لیٹے مہرداد کو دیکھا۔یہ کب آیا؟

داد۔۔۔تم کب آئے؟" وہ پیٹ کے نیچے ہاتھ رکھے آہستہ سے چلتے ہوئے" بیڈ تک آئی۔

جب تم حکایتِ رضا پہلوی سن رہی تھی۔"اس نے اٹھ کر بیٹھتے اس کا ہاتھ" تھام کر اسے بیڈ پر بیٹھنے میں مدد دی۔

مطلب تم نے سب سنا۔"افسانے آرام دہ انداز میں ٹانگیں پسار کر بیڈ" کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھی۔مہرداد نے اشارہ سے پوچھا کہ وہ اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جائے۔افسانے نے انکار میں گردن ہلائی۔مہرداد نے تکیہ اٹھا کر اس کے ساتھ رکھا اور اشارہ کیا کہ وہ ادھر سو جائے۔افسانے نے ہاں میں سر ہلایا۔وہ تکئے پر سر رکھ کر لیٹا،افسانے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ماتھے پر

رکھا۔وہ آہستہ آہستہ اس کا سر دبانے لگی۔

میں نے سب سنا لیکن میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ بند آنکھوں سے" بولا۔

اوکے۔ لیکن مجھے ایران پسند آگیا ہے۔میں یہاں پر رہنا چاہوں گی" اور۔۔۔"اس کی بات پر مہرداد نے آنکھیں کھولنی چاہیں لیکن افسانے نے ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ دیا اور اپنی بات مکمل کی۔"میں اس پر بات نہیں "کرنا چاہتی۔

مہرداد کے ماتھے پر بل آئے لیکن وہ چپ کر کے پڑا رہا۔افسانے نے انگلیاں اس کے ماتھے پر پھیریں لیکن وہ بَل نہیں گئے۔افسانے نے انگلیاں اس کے بالوں میں پھنسا کر ہلکا سا جھٹکا دیا، مہرداد نے بھنویں سکیڑ کر آنکھیں کھول کر

اسے دیکھا۔افسانے نے انگلیوں کو جھٹکا دے کر اسے سر اوپر کرنے کا کہا۔وہ کہنی کے سہارے اونچا ہوا۔افسانے نے نرمی سے لب اس کے ماتھے پر رکھے، پھر وہ گال اس کے ماتھے سے ٹکا گئی۔کچھ پل۔۔پھر وہ سیدھی ہوئی۔ مہرداد کو دیکھا۔اس کے ماتھے کے بل غائب ہو چکے تھے۔وہ مسکرا دی۔

"تم اچھا نہیں کرتی میرے ساتھ۔" وہ کروٹ بدل کر بازو نرمی سے اس کے پیٹ کے گرد باندھتا چہرہ اس کے بازو میں چھپا گیا۔افسانے تھوڑا سا نیچے کھسکی۔بازو مہرداد کے سر کے نیچے رکھتے اسے خود سے لگاتے اس نے آنکھیں موند لیں۔وہ جانتی تھی اب وہ کہیں نہیں جائے گا۔

!حریف نو نمیسنہ این قلب بی صاحاب عشق۔۔۔

انہوں نے کیلیفورنیا آکر ہر اس ممکنہ جگہ پر دیکھ لیا تھا جہاں آریز کے موجود ہونے کا امکان ہو سکتا تھا۔ لیکن آریز کا کوئی نشان نہیں ملا۔ تھک ہار کر رائد کی پریشانی غصے میں بدلی تھی اور وہ ٹاڈا والوں کے آفس جا پہنچا تھا۔ سیرینہ اسے روکتی رہ گئی لیکن اس نے جا کر ڈینئیل پرل کا گلا پکڑ لیا تھا، وہی ڈینئل پرل جس نے آریز کو دھمکی دی تھی۔ پہلے تو وہ نہیں مانا لیکن جب رائد نے اس کے گلے پر دباؤ بڑھاتے غراتے ہوئے دھمکی دی۔۔۔

"ڈینئل پرل اگر مجھے آریز حیدر نہیں ملا تو تمہارے پورے خاندان کو اپنے اصطبل کے گھوڑوں کے پیروں سے باندھ کر دبئی کے ریگستان میں دوڑاؤں گا اس وقت تک جب تک تم اپنے خاندان والوں کے جسموں کے چیتھڑے اڑتے نہیں دیکھ لیتے۔"

ڈینئیل پرل کوئی بڑا غنڈہ نہیں تھا، وہ آسانی سے رائد کی دھمکی سے ڈر گیا۔

اگر غنڈہ ہوتا بھی تو اس وقت وہ عربی جس طرح اس کی گردن دبوچے ہوا تھا اس نے پاس سچ بولنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ ویسے بھی ڈینیئل ابھی نیا نیا باپ کے بزنس کو سنبھالنے لگا تھا تو اس شوخی میں اس نے دھمکیاں دے دی تھیں ان لوگوں کو۔ لیکن آریز کی گمشدگی میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ وہ پرسوں آریز سے ملا ضرور تھا، لیکن الٹا آریز حیدر کی اسے دھمکا کر چلا گیا تھا۔

ڈینیئل پرل کے آفس سے باہر آتے ہوئے وہ حقیقتاً پریشان ہوا۔ آخر آریز گیا کہاں تھا، زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔

وہ پریشان سا واپس ہوٹل آیا۔ سیرینہ اسے تسلی دے کر اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن وہ ٹہلتے ہوئے سارے معاملے کو دوبارہ دیکھ رہا تھا۔ آخر کہاں جا سکتا تھا آریز۔۔۔

اسی وقت اس کے فون پر نوٹیفیکیشن آیا، آریز کا فون آن ہوا تھا۔اس نے جلدی سے لوکیشن ٹریک کی۔وہ اس کے ہوٹل کے نزدیک کی کوئی جگہ تھی۔وہ جیکٹ پہنتا فون ہاتھ میں لئے باہر کو بھاگا۔

ٹریکر جس جگہ کی نشان دہی کر رہا تھا وہاں اسے آریز تو نہیں چند چپسی ضرور مل گئے تھے۔آریز کا فون بھی انہی سے برآمد ہو گیا تھا۔تھوڑی سی بات چیت اور ہاتھا پائی کے بعد بالآخر رائد کو کہ معلوم ہو گیا تھا کہ انہیں یہ فون کہیں پر گرا ہوا ملا تھا۔وہ نہیں جانتے تھے کہ فون کس کا تھا۔رائد فون ان سے لے کر واپس ہوٹل آ گیا تھا۔اس کا دماغ جھنجھنا رہا تھا۔وہ ذہن کو ریلیکس کرنے کے لئے شاور لینے چلا گیا۔پانی سر پر پڑا تھا تو دماغ اپنی جگہ پر آیا۔وہ ٹاول سر پر رگڑتے کمرے میں آیا تو بھی ذہن آریز میں الجھا ہوا تھا۔بال برش کرتے ذہن میں ایک سپارک سا ہوا اور اسے کچھ یاد آیا۔۔۔وہ جلدی

سے شرٹ پہن کر، جاگرز کے تسمے کستا، جیکٹ ہاتھوں میں پکڑے باہر کو بھاگا۔اسے پتا چل گیا تھا کہ آریز کہاں ہو گا۔

رات کو جب وہ سونے کے لئے لیٹی تو رضا پہلوی کو باتوں کو ہی سوچ رہی تھی۔لوگ اتنے ظالم کیسے بن جاتے ہیں۔وہ انہی باتوں کو سوچتے آدھی سوئی آدھی جاگی کیفیت میں تھی جب اسے محسوس ہوا کہ مہرداد کمرے سے باہر گیا ہے۔اس نے موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا۔اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے۔عام طور پر وہ تجسس میں نہیں پڑتی تھی۔ابھی جانے کیا دل میں سمائی کہ وہ اٹھ کر اس کے پیچھے چلی گئی۔اسے مہرداد کی آواز بھنبھناہٹ کی صورت آرہی تھی۔اس نے بند قدم مزید اٹھائے۔اب مہرداد کی آواز صاف آرہی تھی۔

تبریزی۔۔میں تمہیں بتا رہا ہوں اگر اس لڑکی کو کچھ ہوا تو میں تم سمیت "
کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا، تم سب کی قبریں نہ کھودیں تو میں بھی مہرداد رضا
نہیں۔اگر تم نہیں چاہتے کہ میں ایسا کروں تو آرمینے حیدر کی حفاظت یقینی
"بناؤ۔

افسانے جو پلکیں سکیڑے بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی آرمینے کے نام
پر اس نے دہل کر مہرداد کو دیکھا۔وہ اس کی طرف پشت کیے فون پر کسی کو
دھمکانے میں مصروف تھا۔

داد کیا ہوا ہے، تم نے ابھی آرمینے کا نام لیا، آرمینے حیدر کا؟" وہ تیزی سے "
اس کی طرف آئی۔وہ کرنٹ کھا کر اس کی طرف پلٹا، فوراً فون بند کیا۔

نہیں تو، میں نے ایسا کوئی نام نہیں لیا۔" وہ فوراً مکر گیا۔وہ تو اسے سوتا ہوا"

چھوڑ کر آیا تھا، وہ کس وقت جاگی؟

"مہرداد جھوٹ مت بولو میں نے خود سنا تم نے میری بہن کا نام لیا۔ مجھے سچ سچ بتاؤ کیا ہوا ہے، کیا آرمینے کسی مصیبت میں ہے؟ خدا کے لیے مجھے بتاؤ۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے دبا دبا سا چلائی۔ پہلے تو مہرداد نہیں بتا رہا پھر افسانے کے رونے اور چلانے پر بتانے لگا۔

"میرا دوست ہے سعادت تبریزی، اس کی بھتیجی سارہ تبریزی آرمینے کے ساتھ پڑھتی ہے، شاید وہ دونوں دوست ہیں۔ سعادت کے کچھ دشمنوں نے اسے دھمکانے کے لیے اس کی بھتیجی کو اغواہ کر لیا۔ اور۔۔۔ آرمینے بھی اس لڑکی کے ساتھ تھی۔" وہ جتنا ہو سکا نارمل انداز میں بتا رہا تھا لیکن افسانے کی حالت خراب ہونے لگی۔

"مینو۔۔۔ مینے۔۔ میری بہن۔۔" اس کے پیٹ میں اچانک درد اٹھا، وہ اپنی چیخیں دباتے ہوئے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔

"افسانے۔۔۔" مہرداد گھبرا کر اس کی طرف آیا۔ اسے کندھوں سے تھامتے وہ اس کے ساتھ نیچے بیٹھتا گیا۔ اسے لگا جیسے اس نے فرش پر خون دیکھا ہو۔

"زینب ماں، سکینہ۔۔۔" وہ حلق کے بل چلایا۔ اس کی آواز رات کے اس پہر پورے پہلوی ہاؤس میں گونجی تھی۔ زینب کا انتظار کئے بغیر وہ افسانے کے نیم بیہوش وجود کو بانہوں میں بھرے باہر کی طرف بھاگا۔

"تم گاڑی چلانے پر فوکس کرو، مجھے گھورنا بند کرو۔" آریز نے جمائی لیتے منہ

پر ہاتھ رکھا۔

تمہارے سہی عیش ہیں۔ نیندیں ہی پوری نہیں ہو رہیں تمہاری۔" رائد" نے جل کر کہا۔

جس وقت وہ کچھ یاد آنے پر ہوٹل سے بھاگا تھا وہ وہاں سے سیدھا کیلیفورنیا کے ایک درمیانے درجے والے علاقے میں پہنچا تھا۔ تنگ لیکن صاف ستھری گلیاں، متوسط طبقے کے خوبصورت لیکن چھوٹے چھوٹے گھر۔ وہ وہاں موجود ایک تین منزلہ ہوٹل تک آیا تھا۔ وہ دونوں جب اچانک کیلیفورنیا آتے اور اپنی آمد کچھ لوگوں سے خفیہ رکھنا چاہتے تو وہ اسی ہوٹل میں رکا کرتے تھے۔

ریسیپشن پر موجود لڑکی کو آریز کی تصویر دکھائی تو اس نے فوراً تصدیق کر دی

کہ یہ لڑکا اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا، ساتھ یہ بھی بتایا کہ کل صبح سے وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں آیا۔اب تو وہ لوگ ڈپلیکیٹ چابی سے دروازے کا لاک کھولنے کا سوچ رہے تھے۔اسی وقت ہوٹل کا مینیجر کم مالک بھی وہاں آگیا تھا۔وہ رائد کو پہچانتا تھا اور اس کا احترام کرتا تھا۔ مینیجر اور ریسپشنسٹ کی معیت میں وہ آریز کے کمرے تک پہنچا۔

مینیجر اور ریسپشنسٹ کو باہر رکنے کا کہہ کر وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ بظاہر سب ٹھیک تھا۔ تھوڑا سا چلنے پر اسے اوندھے منہ بیڈ پر لیٹا آریز بھی نظر آگیا تھا۔وہ دھڑکتے دل سے اس تک پہنچا۔اسے سیدھا کر کے دو انگلیاں اس کی ناک کے نیچے رکھیں۔اس کی سانسیں محسوس ہوتے اس کی جان میں جان آئی۔

پانی کا پورا جگ اس پر پھینک کر اسے جگانے کے بعد اس کی زبانی جو اسے

معلوم ہوا اس کا دل کیا رکھ کر دو تھپڑ لگائے اسے۔ لیکن نیند میں جھولتے آریز کو دیکھ کر اس کو تھپڑ مارنے کی خواہش دل میں دبائی۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ آریز نے غلطی سے باہر کسی ہوٹل کے کاؤنٹر پر رکھا ہوا محلول پانی سمجھ کر پی لیا تھا۔ لیکن اسے پینے کے بعد اسے پتا چلا کہ وہ محلول پانی نہیں تھا بلکہ نیند کی دوا ملا پانی تھا۔ اللہ جانے کس نے رکھا تھا کیوں رکھا تھا، لیکن وہ پھر ڈولتے قدموں سے اپنے ہوٹل روم واپس آیا تھا۔ موبائل بھی وہیں کہیں راستے میں گر گیا تھا۔ جب رائد نے پانی پھینک کر اسے اٹھایا تو اسے تب پتا چلا کہ وہ کل سے بیہوشی کی حالت میں وہاں پڑا ہوا تھا۔

واٹ ایور، فون دو، مجھے درخشم سے بات کرنی ہے۔" اس نے ہاتھ منہ پر" رکھ کر جمائی روکی۔

ڈیوک صاحب آپ کی کوئی اور فرمائش ہو تو وہ بھی بتائیں۔" رائد جل ہی تو" گیا اس کے شاہانہ انداز پر۔

آریز نے بڑبڑا کر آنکھیں بند کر کے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا۔ رائد گاڑی ڈرائیو کرتے وقفے وقفے سے اس پر نظر ڈال لیتا تھا۔ سیرینہ ان کے ساتھ واپس نہیں آئی تھی۔ اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ خود چلی جائے گی۔ رائد نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

کیا دیکھ رہے ہو، میرے کان لمبے ہو گئے ہیں کیا؟" آریز نے گردن موڑ کر" اسے دیکھا۔

"کتنے بڑے میسنے ہو تم۔۔"

"ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟"

مجھے نہیں یاد میں نے کبھی درخشے کو روتے ہوئے دیکھا ہو، لیکن کل سے "
اس کا رو رو کر برا حال ہے۔۔۔مجھے لگتا ہے اگر میں تمہیں لیے بغیر گیا تو وہ
"مجھے گھر میں داخل نہیں ہونے دے گی۔

وہ رو رہی تھیں۔" وہ بے چین ہوا۔" تم نے انہیں بتاتے کہ میں ٹھیک "
"ہوں۔ فون دو، مجھے بات کرنی ہے ان سے۔

"جا رہے ہیں نہ، آمنے سامنے ہی بات کرنا اب۔"

"رائد فون دو مجھے۔"

تم چپ کر کے بیٹھے رہو۔ خبر دار آواز آئی ہو تو۔۔۔ابھی مجھے ارمن سے "
بات کرنے دو۔"اس نے موبائل پر آرمینے کا نمبر ملاتے ہوئے اسے جھڑکا۔

آریز نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکاتے آنکھیں بند کیں۔درخشے کے رونے کا
سن کر دل چاہ رہا تھا اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے۔ لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔
اب وقت کاٹنا مشکل تھا۔

جوں جوں وقت گزر رہا تھا۔۔اس کا دل بیٹھتا جا رہا تھا۔رائد کی طرف سے
کوئی خبر نہیں آ رہی تھی۔درخشندے کی رو رو کر آنکھیں سوج چکی تھیں۔

درخشندے۔۔مت رو میری جان۔۔۔وہ آ جائے گا۔فون بند گیا ہو گا،"

سگنلز بلاک ہو گا۔ تم ایسے ہلکان مت کرو خود کرو۔" فاطمہ اسے سمجھا سمجھا کر تھک چکی تھیں، وہ اس کی حالت پر حیران بھی تھیں کہ اتنی محبت کرتی تھی وہ اس سے کہ ایک دن اس کی بات نہیں ہوئی تھی اس سے اور وہ رو رو کر مرنے تک آ گئی تھی۔

سارا پتا نہیں کتنی دیر سے جائے نماز پر بیٹھی مسلسل رو رو کر اپنے بچوں کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھیں۔ ان کو دو طرف سے پریشانی ہو گئی تھی۔ مہرداد کا فون آیا تھا افسانے ہاسپٹل میں تھی۔ ڈاکٹر کی بتائی گئی ڈیٹ تو ابھی دور تھی لیکن کوئی مسلہ ہو گیا تھا تو اس لئے ابھی ڈیلیوری کرنا ضروری تھی۔ مہرداد نے زیادہ نہیں بتایا تھا لیکن وہ سمجھ گئیں تھیں کہ بات سیریس تھی۔ حیدر زمان الگ پریشان تھے۔ کبھی آریز کی طرف دھیان جاتا تو کبھی افسانے کی طرف۔ دل کو عجیب دھڑکا سا لگا ہوا تھا۔ اور پھر درخشندے کو روتے دیکھ کر دل کو کچھ ہوتا تھا۔

رائد نے فاطمہ کو فون کر کے کہا تھا کہ وہ در خشندے کو اپار ٹمنٹ سے حیدر وِلا لے جائیں۔ تو وہ لوگ اس وقت حیدر وِلا میں ہی موجود تھے۔

گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو سب سے پہلے در خشندے دوڑتے ہوئے مرکزی دروازہ پار کر گئی۔ سارہ جائے نماز نہیں اٹھیں۔

گاڑی سے نکلتے آریز کو دیکھ کر وہ ارد گرد کی پرواہ کئے بغیر بھاگتے ہوئے اس کے گلے لگی۔ دل پگھل پگھل گیا تھا۔ اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ اس کی مظبوط گرفت بتاتی تھی کہ وہ اسے کتنا یاد کرتی رہی تھی۔ آریز پہلے تو ہکا بکا کھڑا رہا۔ اس نے تو دل میں خواہش میں کی تھی ایک بار کہ وہ بھی کبھی بھاگ کر اس کے گلے لگے۔ خواہش حقیقت بن ہی گئی تھی۔ اس نے مسکرا کر اسے خود میں بھینچا۔

کچھ پل گزرے اس نے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن وہ اس سے الگ ہونے پر تیار نہیں تھی۔ آریز نے ایک نظر حیدر اور فاطمہ کو دیکھا، وہ بھی نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"آپ مجھے مشکل میں ڈال رہی ہیں۔ سب دیکھ رہے ہیں۔ آپ کچھ دیر اور ایسے رہیں تو مشکل ہو جائے گی۔ آپ جانتی ہیں پھر میرے حواس کام نہیں کرتے۔" وہ بے بسی سے مسکرا دیا۔

"شٹ اپ۔" وہ ایک مکا اس کے کندھے پر رسید کرتے روتے روتے ہنس دی۔ "اور تم جو وہ بکواس شعر سنانے کے بعد غائب ہو گئے تھے اس کا حساب بھی لوں گی میں تم سے۔"

کوئی بات نہیں، میں حساب کتاب میں بہت اچھا ہوں۔" مسکرا کر کہتے اس" نے نرمی سے اس کی پیشانی چومی۔

رائد ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے فون پر آرمینے کا ڈائل کرتے ہوئے ان سے تھوڑا دور چلا آیا۔ نمبر پاور ڈ آف جا رہا تھا۔ اسی وقت حفیظہ خاتون کی کال آن لگی۔

رائد سر، آرمینے میم اپنی کسی دوست سے ملنے گئی تھیں اور ابھی تک گھر" واپس نہیں آئیں۔ ان کا نمبر بھی بند جا رہا ہے۔" حفیظہ پریشانی سے کہہ رہی تھی۔ رائد کا دماغ بھک سے اڑا۔

"کب گئی تھی وہ؟"

"دوپہر کو گئی تھیں وہ،اب تو رات ہو رہی ہے۔"

اور آپ مجھے اب بتا رہی تھی۔۔"اس نے دو انگلیوں سے کنپٹی سہلائی۔سر" میں درد ہونے لگا تھا۔۔

سر مجھے لگا وہ شام تک خود ہی آجائیں۔۔۔"حفیظہ منمناتے ہوئے کہہ رہی" تھی۔رائد نے کال بند کر دی۔اس نے گردن موڑ کر ایک نظر سب کے مسکراتے ہوئے چہرے دیکھے۔

اس نے آرمینے کے فون کی لوکیشن چیک کی۔جو آخری لوکیشن شو ہو رہی تھی وہ یونیورسٹی کے قریب ایک علاقے کی تھی۔یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ آرمینے اس سے رابطہ منقطع کر دیتی بھلے وہ جتنی بھی ناراض ہوتی۔وہ اس وقت یقیناً کسی مشکل میں تھی۔

سب اندر چلے گئے تو آریز اور درخشندے اس تک آئے۔

کیا ہوا؟" آریز نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔"

آرمینے کا نمبر بند ہے، وہ آج یونیورسٹی نہیں گئی اور وہ اپارٹمنٹ واپس بھی" نہیں پہنچی ابھی تک۔ نمبر بھی نہیں لگ رہا۔ حفیظہ خاتون کہہ رہی ہیں وہ کسی دوست کے ساتھ گئی تھی۔" وہ بے ربط سا بتا رہا تھا۔

وہ ٹھیک ہو گی انشاءاللہ۔ تم نے لوکیشن چیک کی؟ وہاں کی پولیس کو انفارم" "کیا؟

"پولیس کو؟"

ہاں پولیس کو، تم جانتے ہو وہ اتنی غیر ذمہ دار نہیں ہے کہ فون بند کر کے " گھر سے نکل جائے۔" آریز نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

رائد نے کچھ پل آنکھیں بند کر کے سوچا۔ وہ لندن میں کس کس کو جانتا تھا۔ ان جان پہچانے والوں میں سے اس وقت کون اس کی مدد کر سکتا تھا۔ اگر بات بزنس کے حوالے سے ہوتی تو ابھی درجنوں کانٹیکٹ نکل آتے لیکن ذاتی کام کے لئے وہ کس سے رابطہ کر سکتا تھا، وہ ذہن میں سب نام دہرا رہا تھا۔

رائد۔۔۔" آریز نے اس کا کندھا ہلایا۔"

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی آریز۔میری بات کرواؤ آرمینے سے۔"وہ بے بسی" سے بولا۔درخشندے اسے دیکھ کر رہ گئی۔اب وہ بہتر طور پر اسے سمجھ سکتی تھی۔اس کی اپنی بھی تو کچھ ایسی ہی حالت تھی آج۔

وہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں جب رائد کی جیکٹ کی جیب میں موجود آریز کا فون بجا۔رائد نے فون نکال کر دیکھا۔مہرداد کا نام لکھا آرہا تھا۔ اس نے کچھ سوچتے فون آن کر کے سپیکر پر ڈالا۔

وہ ہاسپٹل کاریڈور میں ایک طرف رکھی کرسیوں میں سے ایک پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔زینب ساتھ والی کرسی پر بیٹھی مسلسل دعاؤں کا وِرد کر رہی تھیں۔پتا نہیں کتنا وقت گزرا تھا۔مہرداد کی دنیا آپریشن تھیٹر میں زندگی

موت کی جنگ لڑتی اس لڑکی پر ٹکی تھی۔اگر اسے کچھ ہو جاتا تو اس کے پاس تو کچھ نہ بچتا۔

افسانے کے ساتھ گزارے لمحے آنکھوں کے سامنے گھوم رہے تھے۔ذہن خالی تھا،دل تھا جو دھڑک رہا تھا۔۔خوف سے۔۔خدشات سے۔۔۔

ٹراؤزر کی جیب میں موجود اس کا فون پتا نہیں کب سے بج رہا تھا۔زینب نے اس کا کندھا ہلا کر اسے فون کی طرف متوجہ کیا۔وہ پہلے تو خالی الذہنی سے انہیں دیکھتا رہا۔پھر بات سمجھ آئی تو وہ فون جیب سے نکال کر وہاں سے اٹھ گیا۔

سعادت تبریزی کی کال تھی۔اس سے بات کرنے کے بعد اس نے آریز کا نمبر ملایا۔کال اٹھالی گئی تھی۔

آریز۔۔۔"اس کا نام لے کر وہ کچھ پل سوچ میں پڑا کہ کیسے بتائے اسے۔"

رائد بات کر رہا ہوں۔"دوسری طرف سے آتی آواز پر مہرداد کو لگا کوئی" مشکل آسان ہوئی ہو۔اس معاملے پر آرمینے کے شوہر سے بات کرنا زیادہ آسان تھا۔

میری بات تحمل سے سننا۔میرا ایک دوست ہے سعادت تبریزی۔اس" کے بہت سے دشمن ہیں۔انہی میں سے کسی نے اسے دھمکانے کے لئے اس کی بھتیجی کو اغواہ کر لیا ہے۔خطرے کی بات نہیں ہے۔اس لڑکی نے کسی طرح اپنے چچا کو پیغام بھیجا ہے کہ وہ ٹھیک ہے۔ان لوگوں نے صرف اسے دھمکی دینے کے لئے پکڑا ہے وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے اسے۔"وہ ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔ذہن ویسے بھی بٹا ہوا تھا۔

یہ سب تم ہمیں کیوں بتا رہے ہو؟" لگتا ہے فون سپیکر پر تھا، آریز کی آواز پر" مہر داد نے آنکھیں میچیں۔ افسانے کا بھائی، وہ سنہری بھوری آنکھوں والا غصیل لڑکا۔

سارہ تبریزی آرمینے حیدر کے ساتھ پڑھتی ہے۔ وہ دونوں دوست ہیں" شاید۔ تو اس وقت۔۔ آرمینے بھی اس کے ساتھ ہے۔" اس نے بتا ہی دیا۔

میں نے کہا تھا میری بات تحمل سے سننا۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے" اس نے اپنی بات یاد کروائی۔

آرمینے بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ تبریزی کوششیں کر رہا ہے انہیں بازیاب" کرانے کی، لیکن ابھی اس نے مجھے کہا کہ اگر آرمینے کے گھر والوں میں سے

کوئی وہاں پر پولیس کمپلین کر دے تو یہ عمل اس کی بنائی گئی سٹریٹجی میں مددگار ثابت ہو گا۔" اس نے بات مکمل کی۔ یہ بھی شکر تھا کہ ان دونوں لڑکوں نے اس کی پوری بات سنی تھی۔

میں سمجھ گیا۔ وہ ان کڈنیپرز کو پریشرائز کرنا چاہتا ہے۔ یقیناً تمہارے" دوست کی بات ہو گئی ہو گی ان لوگوں سے۔" آریز کی پرسکون آواز پر مہرداد نے شکر ادا کیا کہ اس نے سمجھداری کا مظاہرہ کیا تھا۔

"ہاں جی ایسا ہی ہے۔"

تم اپنے دوست کا کانٹیکٹ نمبر دو مجھے۔ اسے میرے بارے میں بتا دینا۔" میں رابطہ کروں گا اس سے۔" رائد کے کہنے پر مہرداد نے نمبر بھیجنے کا کہہ کر فون بند کر دیا۔ سعادت کو میسج کر کے رائد کا بتا کر اس نے سعادت کا نمبر آریز

کو بھیجا۔ کوئی اور وقت ہوتا وہ خود لندن چلا جاتا لیکن ابھی وہ افسانے کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا تھا۔ وہ واپس زینب کے ساتھ آ کر بیٹھا۔ پتا نہیں آپریشن تھیٹر کا دروازہ کب کھلنا تھا۔ وقت بہت آہستہ گزر رہا تھا۔

رائد کی سعادت تبریزی سے بات ہو گئی تھی۔ وہ اسی وقت لندن جانے کے لئے نکل گیا تھا۔ آریز نے ساتھ جانا چاہا لیکن وہ بضد تھا کہ وہ خود جائے گا۔

سر آپ کچھ لیں گے، چائے یا کافی؟" وہ اس وقت لندن کو جانے والی پرواز" پر سوار تھا جب ایئر ہوسٹس اس کی سیٹ کے پاس آئی۔

چائے۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔"

اوکے۔"ائیر ہوسٹس مسکرا کر کہتے وہاں سے چلی گئی۔"

اس ائیر ہوسٹس کی کلائی پر تتلی کی شیپ والا ٹیٹو بنا ہوا تھا۔اس ٹیٹو کو دیکھتے ایک یاد اس کے ذہن کے پردے پر لہرائی۔اس نے تکان سے سر سیٹ کی پشت سے ٹکایا۔

ارمن۔۔"سانس کے ساتھ اس کا نام لبوں سے ادا ہوا۔اس نے آنکھیں" بند کر کے یاد کو جیتا جاگتا خیال بننے دیا۔

ارمن یار، تم مجھے کوئی اور کام بول دو وہ کر لوں گا لیکن یہ نہیں۔"وہ" قطعیت سے نفی میں سر ہلاتے بالکونی میں آیا۔برف سے سفید ہوا پیرس شہر بالکونی سے نظر آتا تھا۔

رائد، اتنا سا کام نہیں ہوتا تم سے۔" آرمینے اس کے پیچھے آئی۔"

یہ اتنا سا کام ہے؟ پہلے تو مجھے یہ سمجھاؤ کہ آخر بیٹھے بٹھائے تمہیں ٹیٹو بنوانے" کا شوق کیوں چڑھ گیا ہے۔" وہ اس کی یہ فرمائش ماننے کے موڈ میں ہر گز نہیں تھا۔

میں نے انسٹا گرام پر دیکھا ایک لڑکا اپنی گرل فرینڈ کا نام اپنے بازو پر ٹیٹو" کروا رہا تھا۔ اس طرح کی اور بھی بہت ساری ویڈیوز تھیں۔ یہ ٹرینڈنگ میں ہے آج کل۔ اور میں تو تمہاری بیوی ہوں، کیا ہو جائے گا اگر تم میری محبت میں میرے نام کا ٹیٹو اپنے سینے پر بنوا لو تو۔" وہ منہ بسور کر کہہ رہی تھی۔

تمہاری محبت میں بنوا تو لوں مگر میرے خیال سے یہ ٹیٹو وغیرہ بنوانا حرام"

ہے اسلام میں۔"اس کی بات پر آرمینے نے آنکھیں پوری کھول کر اسے دیکھا۔

کیا سچ میں۔استغفر اللہ، تم پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔"اس نے ایک مکا رائد" کے بازو پر مارا اور کمرے میں چلی گئی۔

اس میں مکا مارنے والی کیا بات تھی، رائد نے بازو سہلاتے ہوئے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔دل ہی دل میں شکر ادا کیا کہ اس کے سر سے ٹیٹو کا بھوت تو اترا۔

وہ وہیں بالکونی میں کھڑے برف سے گزر کر آتی ٹھنڈی ہوا چہرے پر محسوس کر رہا تھا اسے پتا تھا وہ ابھی واپس آئے گی۔دو منٹ بعد ہی آرمینے کی واپسی ہوئی۔

شرٹ اتارو۔" وہ ہاتھ میں مار کر لیے اسے حکم دینے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔ رائد نے چونک کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں شرارت آئی۔ اس نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھ آرمینے کی شرٹ پر رکھ کر شرٹ اوپر کی۔

یہ کیا کر رہے ہو، میں نے نے کہا اپنی شرٹ اتارو۔" اس نے گڑبڑا کر اس کے ہاتھ اپنی کمر سے دور کئے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے منہ دھو کر آیا تھا تو اس کے ہاتھ ابھی تک گیلے تھے اور اب سردی سے ٹھنڈے ہو رہے تھے، آرمینے کو جھرجھری آئی۔

تم نے کہا شرٹ اتارو، یہ نہیں بتایا کہ کس کی۔" اس نے معصومیت سے آنکھیں پٹ پٹائیں۔

اب پتا چل گیا نہ۔ چلو اب شرٹ اتارو۔" وہ دانت پیس کر اس کی طرف" بڑھی کہ وہ نہیں مان رہا تو وہ خود ہی اس کی شرٹ اتار دے گی۔

ارمن یار ٹھنڈ ہے بہت۔" اس نے کپکپا کر بھی دکھا دیا کہ واقعی ٹھنڈ تھی۔"

نہیں ہے ٹھنڈ۔ تم بہانے مت بناؤ۔" وہ اپنی بات پر مصر تھی۔ آخر کار رائد" کو شرٹ اتارتے ہی بنی۔

یہ پرمانینٹ مارکر ہے، کچھ دن تو رہے گا۔ جب یہ مٹ جائے گا میں دوبارہ" لکھ دوں گی۔" وہ ایک کہنی اس کے سینے پر ٹکائے دوسرے ہاتھ سے اس کے سینے پر بند مارکر سے لائنز لگاتی اپنے نام کی جگہ سیلکٹ کر رہی تھی۔

سنو، دل کہاں ہے تمہارا۔" پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا۔"

میرے خیال سے اسے تمہارے پاس ہونا چاہیے۔ہے نہ؟"رائد نے" کندھے اچکائے۔آنکھیں آرمینے پر ٹکائیں۔پیرس کا برف موسم،سامنے کھڑی من پسند بیوی،اس کا دماغ خراب ہوتے وقت نہیں لگا۔

میرا مطلب تھا کہ ادھر کدھر ہے۔"آرمینے نے اس کے سینے کی طرف" اِشارہ کیا۔پھر خود ہی آگے بڑھ کر کان لگا کر اس کی دھڑکنیں سننا چاہیں۔

تمہارا دل بہت تیزی سے دھڑک رہا ہے۔"وہ ہنس کر پیچھے ہوئی۔اسے اپنا" نام لکھنے کے لئے سہی مقام مل گیا تھا۔وہ مگن ہو کر لکھنے گی۔

وہ بالکونی کی ریلنگ سے ٹیک لگا کر ضبط سے کھڑا سینے پر ہوتی مار کر کی سرسراہٹ برداشت کر رہا تھا۔

تم ٹرینڈز کچھ زیادہ ہی فالو کرتی ہو۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے کندھوں پر گرے بال پیچھے کئے۔ سفید شرٹ سے نظر آتی اس کی شفاف لمبی گردن سے بال سرکتے ہوئے گزرے۔۔۔ رائد نے لب دانتوں تلے دبائے پر شوق نظروں سے یہ نظارا دیکھا جبکہ آرمینے نے آنکھیں گھما کر اس کی بات ہوا میں اڑائی۔ رائد نے بغور اس کا آنکھیں گھمانا دیکھا پھر نظر بھٹک کر اس کے سرخ لبوں پر گئی۔ پتا نہیں وہ اسے اتنی اچھی کیوں لگتی تھی۔ وہ گردن موڑ کر دور دکھائی دیتے درختوں کو دیکھنے لگا۔ جس طرح وہ پوری توجہ سے مار کر چلا رہی تھی وہ فی الحال اسے چھیڑنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔

یہ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔" تھوڑی دیر بعد اس کا کام مکمل ہوا تو وہ مار کر بند کر کے دو قدم پیچھے ہوئی۔ توصیفی نظروں سے اپنا کارنامہ دیکھا۔

ہاں جی، تمہیں تو اچھا لگے گا۔" وہ بالکونی سے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔"
ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکر اس نے دائیں بائیں رُخ سے اپنے سینے پر لکھے
آرمینے کے نام کو شیشے میں دیکھا۔

میری رائٹنگ اچھی ہے نہ۔" وہ فخریہ انداز میں شیشے میں دیکھتے ہوئے کہہ "
رہی تھی۔

بہت، لیکن میری رائٹنگ تم سے سے زیادہ اچھی ہے۔" رائد نے پلٹ کر "
مار کر اس کے ہاتھ سے جھپٹا۔ آنکھیں چمکیں۔

نو۔۔۔" وہ اس کا ارادہ سمجھتی نفی میں سر ہلاتے پلٹ کر بھاگی۔"

تم ادھر آؤ نہ، اچھا دیکھو میں تمہاری کمر پر لکھوں گا یا بازو پر۔۔" وہ اس کے پیچھے بھاگا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے، ایسا کوئی ٹرینڈ نہیں ہوتا۔" وہ بیڈ کے دوسری طرف گئی۔

نہیں ہوتا تو کیا ہوا۔ ہم سیٹ کر لیتے ہیں یہ ٹرینڈ۔" وہ اس کے پیچھے گیا۔" آرمینے نے جھک کر اس کے پہلو سے نکل بھاگنا چاہا لیکن وہ اسے پکڑ چکا تھا۔

رائد دیکھو یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔" وہ اس کی سخت گرفت میں جھٹپٹائی۔" عام طور پر وہ بہت نرمی سے پیش آتا تھا اس سے، لیکن یہ بدلتی گرفت وہ پہچانتی تھی۔۔۔اس کے اس انداز سے آرمینے کی جان جاتی تھی۔

میں مذاق کر بھی نہیں رہا، میں سنجیدہ ہوں۔" اسے کمر سے شرٹ سے پکڑ" کر نزدیک کھینچا۔ آرمینے نے دو بار پلکیں جھپک کر اسے دیکھا، چہرے پر معصومیت طاری کی۔ رائد نے بھی دو بار پلکیں جھپک کر نفی میں سر ہلایا۔

تو تم ایسے نہیں مانو گے۔" آرمینے نے اس کے پیٹ پر گدگدی کی۔ رائد کی" گرفت اس پر ڈھیلی پڑی۔ وہ اس کا گھیرا توڑ کر بھاگتی زبان نکال کر اسے چڑانا نہیں بھولی۔

اب تم بچ جاؤ مجھ سے۔" منہ پر ہاتھ پھیر کر اسے دھمکاتے وہ اس کے پیچھے" آیا۔

اب وہ آگے پیچھے کمرے میں بھاگ رہے تھے۔ کھلکھلا کر اسے چڑاتی ہوئی آرمینے اور مصنوعی غصے سے دھمکی دیتا ہوا رائد۔ آرمینے بیڈ پر چڑھ کر

دوسری طرف بھاگی لیکن کمبل میں پاؤں اٹکا اور وہ بیڈ پر گر گئی۔اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے اٹھتی رائد اس کے دونوں ہاتھ اپنے قبضے میں لیتے اس کے اوپر آیا۔

اب تمہارا کیا ہو گا؟"اس کی آنکھوں میں ناچتی شرارت۔۔۔آرمینے نے" گردن نفی میں ہلائی۔

"رائد۔۔۔"

جی مسز رائد۔"اس نے ہاتھ میں پکڑے پوائنٹر کا ڈھکن منہ سے کھولتے" دوسرے ہاتھ سے اس کی شرٹ کمر سے اوپر کھسکائی۔

سَر،آپ کی چائے۔"ائیر ہوسٹس کی آواز پر وہ چونک کر حال میں واپس"

آیا۔

شکریہ۔ لیکن اب طلب نہیں ہے، آپ یہ واپس لے جائیں۔" سنجیدگی" سے کہتے وہ واپس آنکھیں موند گیا۔ ائیر ہوسٹس نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔ ابھی تو خود کہا تھا کہ چائے چاہیے اور اب واپس بھیج دی۔ امیر لوگوں کے نخرے۔۔۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے وہاں سے چلی گئی۔

پتا نہیں کتنا وقت گزرا۔۔۔ انتظار کے طویل پہروں کے بعد ڈاکٹر نے آکر اسے زندگی کی نوید دی۔ ماں اور بچہ دونوں خیریت سے تھے۔ تھوڑی دیر میں انہیں روم میں شفٹ کر دیا جاتا۔

اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالانے کے بعد وہ روم میں آیا تو افسانے نیم غنودگی میں تھی۔ وہ بچے کے بستر تک آیا۔ ڈاکٹر کہہ رہی تھیں کہ پری میچور ڈیلیوری تھی لیکن بچہ صحت مند تھا۔

اس نے پہلی نظر اس چھوٹے سے گلابی وجود کو دیکھا اور کتنی ہی دیر وہ اسے دیکھتا رہا۔ اس نے انگلی نے اسے چھو کر دیکھا وہ بہت چھوٹا تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ پاؤں بھی اتنے چھوٹے سے تھے۔ مہرداد نے ہلکے سے مسکرا کر انگلی سے اس کے ہاتھ کو چھوا۔ تبھی بچہ ہلکا سا کسمسایا اور مہرداد کو لگا اس کی پوری دنیا اس بچے کی چھوٹی سی ہتھیلی میں سمٹ کر آ گئی تھی، اس کا بچہ اس کی انگلی کو اپنی مٹھی میں لئے ہوا تھا۔۔۔

داد۔۔۔ "افسانے کی آواز پر اس نے آہستہ سے انگلی اپنے بیٹے کی گرفت" سے چھڑائی اور افسانے کی طرف آیا۔ جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

داد، آرمینے کیسی ہے، میری بات کرواؤ اس سے۔" وہ ہوش میں آتے ہی" اپنی تکلیف سے بے نیاز صرف اپنی بہن کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میری بات ہوئی ہے اس سے۔ رائد ہے اس کے پاس۔" تمہاری بات کرواؤں گا میں اس سے۔" اسے جو سہی لگا اس نے وہی کہہ دیا۔ ویسے بھی اسے یقین تھا کہ آرمینے ٹھیک ہو گی۔ اور کچھ ہی وقت میں رائد بھی اس کے پاس پہنچ جاتا۔ تو اسے یہ غلط بیانی کرنا درست لگا تھا۔

"تم سچ بول رہے ہو؟"

بالکل سچ۔ تمہیں پتا ہے ہمارا بیٹا بہت پیارا ہے۔ اس نے ابھی میری انگلی" پکڑی تھی۔" اس کی بات پر افسانے نے گردن موڑ کر اس طرف دیکھا

جہاں اس کا بیٹا تھا۔اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔

اسے بہت جلدی تھی آنے کی۔" وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔وہ ابھی تک " نیم غنودگی میں ہی تھی۔

وہ چند منٹ اس سے بات کرتا رہا پھر افسانے سو گئی تو بھی وہ وہیں بیٹھا رہا۔اس کا دل نہیں کیا وہاں سے کہیں بھی جانے کو۔اس کی دنیا تو فی الحال اسی کمرے میں قید تھی۔

وہ سعادت تبریزی کے ساتھ مسلسل رابطے میں تھا۔لوکل پولیس کے ہمراہ جب وہ اس شہر سے باہر اس گودام ٹائپ جگہ پہنچے جہاں پر آرمینے اور سارہ

تبریزی کو رکھا گیا تھا تو وہاں کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ اس گودام کے دہانے پر کھڑے تھے۔ رائد نے نظریں گھما کر چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ کانوں میں سعادت تبریزی کی آواز گونجی۔

میری ان لوگوں سے سیٹلمنٹ ہو گئی ہے۔ وہ سارا اور تمہاری بیوی کو بنا" کوئی نقصان پہنچائے وہاں سے چلے جائیں گے۔ تم پولیس کو ساتھ لے جانا اور "لڑکیوں کو وہاں سے لے آنا۔ تمہیں وہ سارا ایریا خالی ملے گا۔

اس نے پولیس والے سے ماؤتھ سپیکر لے کر آرمینے کا نام لیا، اسے بلایا۔ اسے پتا تھا وہ یہیں کہیں چھپی ہوئی تھی۔

چند لمحوں بعد وہ اسے نظر آ گئی تھی، بڑے سے ڈرم کے پیچھے سے نکل کر وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے روشنی میں آئی۔ رائد کا کب سے اٹکا ہوا سانس بحال

ہوا۔وہ مائیک پولیس والے کو پکڑاتا آرمینے کی طرف بڑھا۔اسے مظبوطی سے سینے سے لگاتے اس نے تشکر بھری نظروں سے اوپر کی طرف دیکھا۔وہ جس ذہنی حالت میں وہاں تک پہنچا تھا وہ جانتا تھا یا اس کا خدا۔وہ زندگی میں کبھی اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا پچھلے کچھ گھنٹوں میں۔جان حلق تک آئی ہوئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں رائد۔ڈونٹ وری۔" وہ اس کے سینے سے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔اس کی مسکراہٹ بتاتی تھی کہ وہ واقعی ٹھیک تھی۔

چلو گھر چلیں۔۔" تھوڑی دیر بعد رسمی قانونی کاروائی مکمل کرنے کے بعد" اس نے آرمینے کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے جانے کے لئے قدم بڑھائے۔

سارہ بھی ہے ساتھ۔"آرمینے کے کہنے پر اس نے ایک نظر اس گھنگرالے"
بالوں والی لڑکی کو دیکھا۔وہ پہلی نظر میں ہی اسے خاموش طبع، سادہ سی لڑکی
لگی تھی۔

تمہیں پتا ہے ایک وہاں ایک آدمی تھا اس کے اتنے لمبے بال تھے، اگر ہم"
اس کے بال کھینچ لیتے تو وہ گر جاتا، اور وہ ہم پر پہرہ دے رہا تھا۔اس طرح ہم
بھاگ سکتی تھیں وہاں سے۔"گاڑی کی پیسنجر سیٹ پر بیٹھی آرمینے آنکھیں
بڑی بڑی کر کے اپنے اغواہ کی روداد سنا رہی تھی۔

تو کھینچ لیتی اس کے بال۔"رائد نے اسٹیرنگ گھما کر موڑ کاٹا۔"

ہمارے بالوں کی لمبائی دیکھی ہے آپ نے؟ وہ بھی تو پھر ہمیں بالوں سے" پکڑ کر گھسیٹتے۔" سارہ تبریزی نے تحمل سے کہتے چشمہ اپنی ناک پر درست کیا۔ رائد لب بھینچ گیا۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ لڑکی رائد کی ہر بات کا الٹ جواب دے کر اسے اچھی خاصی تپ چڑھا چکی تھی۔ اور آرمینے بھی اس کی ہر بات پر نفی میں سر ہلاتے ہوئے رائد کو ایسے دیکھتی جیسے اس کی عقل پر شک ہو۔

میں نے وہاں پر جب تمہیں آتے ہوئے دیکھا تو میرا دل کیا میں بھاگ کر" تمہارے گلے لگ جاؤں۔" آرمینے نے اپنے بازو کراس کر کے گلے لگانے والا سائن بنایا۔

تو آجاتی، لگ جاتی گلے۔" رائد نے ہاتھ بڑھا نرمی سے اس کا گال چھوا۔ اسے" اندازہ تھا کہ وہ کتنی خوفزدہ رہی ہو گی وہاں۔

وہاں پر خطرہ تھا، دشمن چھپے ہوئے بھی ہو سکتے تھے، گولیاں بھی چل سکتی تھیں۔" سارہ تبریزی نے ایسے انداز میں بولا جیسے کہہ رہی ہو کہ شکل سے تو آپ سمجھدار لگتے ہیں۔ آرمینے نے بھی گردن ہلا ہلا کر اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

رائد خفت سے مسکرا کر رہ گیا۔ وہ اب اس لڑکی کے پہلے تاثر پر نظر ثانی کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اس کی زبان کی رفتار سے پتا چل رہا تھا کہ وہ سادہ اور خاموش طبع تو بالکل بھی نہیں تھی۔

جس کمرے میں ہمیں رکھا گیا تھا وہاں پر ایک ونڈو تھی۔ اس کی جالی بہت کمزور تھی۔ اگر کم کوشش کرتے تو اسے توڑ سکتے تھے۔ اور وہ ونڈو پھلانگ کر ہم سیدھا گلی میں جاتے اور وہاں سے مین روڈ تک پہنچ جاتے۔" آرمینے

نے ہاتھ سے اشارہ کر کے ونڈو توڑنے کا بتایا۔

تو کیوں نہیں کیا ایسا؟" بظاہر سنجیدگی سے پوچھتے وہ دانت کچکچا رہا تھا۔" جواب یقیناً پچھلی سیٹ پر بیٹھی چشمے والی لڑکی مس تبریزی کی طرف سے آنے والا تھا۔

کیونکہ وہاں پر ایک بہت بڑا کتا بندھا ہوا تھا۔اس کی آواز بہت خوفناک" تھی۔آپ کیا چاہتے ہیں ہم وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرتے اور وہ کتا ہمیں کاٹ لیتا؟" مس تبریزی نے اب کی بار افسوس سے چشمہ لگی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

رائد لب بھینچے سامنے دیکھے گیا۔وہ آرمینے کو اس لڑکی سے دوستی نہیں کرنے دے سکتا تھا۔لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ کچھ باتیں انسان کے اختیار میں نہیں

ہوتیں۔ مس تبریزی مستقبل میں آرمینے حیدر کی بیسٹ فرینڈ بننے والی تھی۔

رائد۔۔۔"آرمینے نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اپنی طرف گھماتے بڑے" لاڈ سے اس کا نام لیا۔ اگر مس تبریزی وہاں نہ ہوتی تو وہ اس لاڈ کا جواب بہت خوبصورت انداز میں دیتا لیکن ابھی صرف گردن گھما کر بھنویں اٹھا کر آرمینے کو دیکھنے پر اکتفاء کیا۔

میں نے سارہ سے کہا ہے کہ وہ اب میرے ساتھ رہے گی اپارٹمنٹ پر۔ یہ" تو مان ہی نہیں رہی تھی۔ لیکن پھر میں نے کہا میں ناراض ہو جاؤں گی تو یہ "مان گئی۔

رائد نے لب بھینچے، اب معاملہ سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ کیسے ایک انجان لڑکی پر اتنا

بھروسہ کر سکتی تھی،اور وہ لڑکی جس کی وجہ سے وہ ابھی ابھی ایک بڑی مصیبت سے گزر کر آئی تھی۔

ہم اس بارے میں گھر چل کر بات کریں گے۔" وہ اتنا بھی بدلحاظ نہیں تھا" کہ اپنے خیالات کا اظہار اس لڑکی کے سامنے کر دیتا۔

بات کیا کرنی ہے، بس طے ہو گیا نہ۔" آرمینے تو جیسے فیصلہ کر کے بیٹھی" تھی۔اور وقت بتانے والا تھا کہ یہ فیصلہ اس کی زندگی میں خود سے کئے جانے والے درست فیصلوں کی شروعات تھا۔

سارہ کو ہاسٹل ڈراپ کر کے وہ اپارٹمنٹ آئے تھے۔لفٹ سے نکل کر اپارٹمنٹ کی طرف آتے ہوئے آرمینے مسلسل بول رہی تھی۔

پہلے مجھے تھوڑا سا خوف محسوس ہوا تھا، لیکن پھر میں نے سوچا کہ یہ بھی" ایک ایڈونچر ہے، روز روز تھوڑی نہ کڈنیپ ہوتی ہوں میں۔ لیکن ایک بات ہے کہ ان کڈنیپرز کے چہرے اتنے بھی خوفناک نہیں تھے جتنے فلمز میں دکھاتے ہیں۔ یا پتا نہیں وہ مسلمان تھے اس لئے، جو تھوڑا بہت ڈر تھا وہ تب ختم ہو گیا جب سارہ نے اپنے انکل سے رابطہ کیا اور۔۔۔" رائد اس کی باتوں پر سر ہلاتے ہوئے چلتا آ رہا تھا۔ اغواء ہو کر آرمینے کا کانفیڈنس لیول کافی بڑھ گیا تھا۔ یہ تو کچھ عجیب ہی ہوا تھا۔ وہ ہلکا سا ہنسا۔

وہ اب اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول رہا تھا۔

اچھا تمہیں پتا۔۔۔" وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بول رہی تھی جب رائد نے" بازو سے پکڑ اسے اپنی طرف کھینچا ارادہ تھا کہ اس کا مسلسل چلتا منہ بند کروائے لیکن۔۔۔

آپ لوگ آ گئے۔ میں کب سے آرمینے میم کی بحفاظت واپسی کی دعائیں کر رہی تھی۔" حفیظہ خاتون سامنے ہی موجود تھیں۔

جی مل لیں اپنی آرمینے میم سے۔" وہ دانت پیس کر مسکرایا۔ کیا اسے تھوڑی دیر کو اپنی بیوی کے ساتھ پرائویسی نہیں مل سکتی تھی، کیا ضروری تھا ان خاتون کا وہاں آنا۔

آرمینے نے حفیظہ خاتون سے ملتے ہوئے کنکھیوں سے رائد کو دیکھا جو ماتھے پر بل ڈالے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ وہ اسے جانتی تھی، وہ جتنا کول اور ریلیکس نظر آ رہا تھا اتنا تھا نہیں۔ وہ ایسا ہی تھا، ابھی بھی وہ اپنے ایموشنز بعد میں اسے بتاتا کہ وہ کتنا ڈر گیا تھا اس کے حوالے سے۔ اس نے خود کو کتنا بے بس محسوس کیا۔ لیکن فی الحال تو جو اسے محسوس کرنا تھا اس پر حفیظہ خاتون کی

آمدر کاوٹ ثابت ہوئی تھی۔آر مینے مسکرادی، کوئی بات نہیں،اسے اس کا موڈ ٹھیک کرنا آتا تھا۔اب وہ جلدی جلدی بولتے ہوئے حفیظہ خاتون کو کہہ رہی تھی کہ وہ کچھ اچھا سا بنائیں اسے بھوک لگی ہے،اغواہ کاروں نے کچھ اچھا کھانے کو بھی نہیں دیا، صرف سوکھا ہوا بریڈ تھا ان کے مینیو میں۔

کچھ ماہ بعد۔۔۔۔

آج حیدر وِلا میں رونق اور چہل پہل تھی۔گھر کے افراد کے علاوہ چند جانے پہچانے چہروں والے مہمان بھی نظر آرہے تھے۔جن میں زینب اور رضا پہلوی بھی شامل تھے۔لان میں دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔افسانے اپنی دوست لیزے سے معذرت کرتے ہوئے زینب کی طرف آئی جو ایک

طرف بیٹھی تھیں۔

بہت شکریہ زینب آنٹی، آپ نے میری یہاں آنے کی دعوت قبول کی۔""

افسانے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

شکریہ کی کوئی بات نہیں، مجھے اچھا لگا تم نے مجھے اپنے خاندان کا حصہ " سمجھا۔ میرے لئے تو تم اور مہر داد ہی میرا خاندان ہو۔ میرے معاویہ کو اگر اللہ لمبی زندگی عطا کرتا تو آج اس کے بھی بچے ہوتے۔" وہ اداسی سے مسکرائیں۔

اس کا مطلب ہے معاویہ کو بھی کوئی لڑکی پسند تھی، ہے نہ؟" افسانے جانتی" تھی وہ اپنے بیٹے کے بارے میں باتیں کرنا چاہتی تھیں لیکن پھر بھی وہ پتا نہیں کیوں خاموش ہو جاتی تھیں، اس نے انہیں بولنے پر اکسایا۔

تم نے سہی سمجھا۔ معاویہ کو ایک غیر ملکی لڑکی سے محبت ہو گئی تھی۔ لیکن "
اس لڑکی کو معاویہ سے محبت نہیں ہوئی۔ وہ اس لڑکی کی خاطر اس کے وطن
چلا گیا تھا، وہاں پر دو قوموں کے درمیان جنگ چھڑ گئی تھی۔ اس لڑکی کا پورا
خاندان اس لڑائی کے دوران مارا گیا۔ آخر میں وہ لڑکی مان گئی تھی لیکن پتا
نہیں کیا ہوا، معاویہ وہاں سے واپس آنے پر راضی نہیں ہوا، ایک دن خبر آئی
کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہا، اس کی میت بھی گھر نہیں آ پائی۔ وہ لڑکی آئی تھی
میرے پاس، معاویہ کی کچھ امانتیں تھیں، وہی دینے۔ مجھے اس پر بہت غصہ
تھا، میں نے اسے بہت کڑوی باتیں سنائیں۔ یہاں سے جاتے ہوئے وہ لڑکی
رو رہی تھی۔ بعد میں مجھے احساس ہوا کہ کوئی بھی غلط نہیں تھا، نہ وہ لڑکی، نہ
معاویہ اور نہ میں۔ ہم سب قسمت کے مارے ہوئے تھے، اب تو مجھے فخر ہے
"کہ میرا بیٹا ایک عظیم مقصد کی خاطر شہید ہوا۔

اس لڑکی کا وطن کونسا تھا؟"افسانے نے گردن موڑ کر زینب کو دیکھتے" سوال کیا۔آج پہلی بار زینب نے اتنا بتایا تھا،اسے معاویہ کی کہانی جاننی تھی، کون تھی وہ لڑکی، کیسی تھی جس کی خاطر معاویہ موت کو گلے لگانے پر راضی ہو گیا تھا۔کیسا تھا وہ وطن جہاں سے معاویہ واپس نہ آسکا،ایسا کیا طلسم تھا۔۔۔؟

آرمینے کی دوست سارہ تبریزی چلتے ہوئے لان کے ایک طرف آئی۔وہاں جہاں ہماری کہانی کے تینوں ہیروز موجود تھے۔

مس تبریزی۔۔خوشی ہوئی آپ کو یہاں دیکھ کر۔۔۔"رائد نے دانت کچکچا" کر بظاہر چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے خوش آمدید کہا۔

شکریہ،میں کچھ پوچھنے آئی تھی آپ لوگوں سے۔مجھے تھوڑا سا تجسس ہو رہا"

تھا میں نے سوچا ڈائرکٹ آپ لوگوں سے ہی بات کر لوں۔"اس نے چشمہ ناک پر درست کیا۔

جی پوچھیں۔"آریز نے رسمی سا مسکراتے اجازت دی۔"

تو آپ لوگ کہاں ملے تھے بھلا؟ آپ سب ایک ساتھ کیسے اکٹھے ہوئے۔ زرا اپنی داستانِ محبت تو سنائیے۔"اس نے باری باری ان تینوں کو دیکھا جن کے چہروں پر ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔

مجھے آپ کی طرف کی کہانی سننی ہے۔"جگمگ کرتی آنکھوں میں شوق کا" جہاں آن آباد ہوا تھا۔

محبت کی داستانیں طویل ہوا کرتی ہیں، دو حرفوں میں کہاں آتی ہیں۔۔۔""

مہرداد کے لبوں پر ایک الوہی مسکراہٹ نے اپنی چھب دکھائی۔

میرے پاس وقت کی قلت بالکل بھی نہیں ہے،"اس نے سینے پر ہاتھ رکھ" کر حلف دیا۔وہ لب دبائے سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

زندگی کے میلے میں

خواہشوں کے ریلے میں

تم سے کیا کہیں جاناں

اس قدر جھمیلے میں

عربی لوگ زیادہ فصیح و بلیغ ہوتے ہیں۔ یقیناً کہانی کا مزہ دو بالا ہو جائے" گا۔" اس نے رائد کی طرف اشارہ کیا اور زینب کے ساتھ بیٹھی افسانے کی طرف بڑھ گیا۔ افسانے کی گود مج میں موجود اپنے بیٹے کو ہاتھوں میں اٹھا کر ہوا میں اچھالا، بچے نے خوشی سے قلقاری بھری اور خود کو اپنے باپ کے بازوؤں میں محفوظ محسوس کیا۔

وقت کی روانی ہے

بخت کی گرانی ہے

سخت بے زمینی ہے

سخت لامکانی ہے

میں کہانی سنانے میں بالکل بھی اچھا نہیں ہوں، میرا دوست ساتھ موجود ہے، آپ اس سے تصدیق کر لیں۔ وہ دیکھیں زرا میری بیوی کو ہوا تنگ کر رہی ہے، مجھے اس کے پاس جانا چاہیے۔" وہ مس تبریزی کی بات جواب دے ہی نہ دے ہو نہہ۔ وہ اپنے پاؤں تک لہراتے لباس کا گھیر سنبھالتے ہواؤں سے لڑتی آرمینے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے گرد بازؤں کا گھیرا بنا کر وہ اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے اس کے کان میں کوئی خوبصورت سرگوشی کر رہا تھا شاید کیونکہ آرمینے کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کی جگہ مسکراہٹ نے لے لی تھی۔

ہجر کے سمندر میں

تخت اور تختے کی ایک ہی کہانی ہے

اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے شوہر کو ساتھ لے جا سکتی ہوں؟" سیاہ" عربی آنکھوں والی لڑکی ان کی طرف آئی اور جواب سننے کی زحمت کئے بغیر سنہری بھوری آنکھوں والے لڑکے کو ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئی۔ وہ لڑکا نثار ہوتی نظروں سے اسے دیکھتا اس کے ساتھ کھینچا چلا گیا۔

سوال کرنے والی لڑکی ان کو دیکھ رہی ہے، اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھسل رہی ہے، وہ گویا ایک سرسبز میدان میں کُھلتی ایک کھڑکی کی چوکھٹ پر بیٹھی ہے، سامنے کا منظر مکمل اور خوش کن ہے، خوش باش لوگوں کا ایک گروہ ہے، جس کے تمام افراد کے چہرے ایسے جگمگا رہے ہیں جیسے صبح نور کے اجالے سے گزر کر آئے ہوں، اور اس مسافت کا چمکیلا پن ان سے لپٹ کر امر ہو گیا ہو۔ وہ مطمئن انداز میں ان کو دیکھ رہی ہے، ان کی خوشیوں کی طویل عمری کے لئے خدا سے محو دعا ہے۔۔۔

تم کو جو سنانی ہے

بات گو ذرا سی ہے

!! بات عمر بھر کی ہے۔۔۔

ختم شد

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

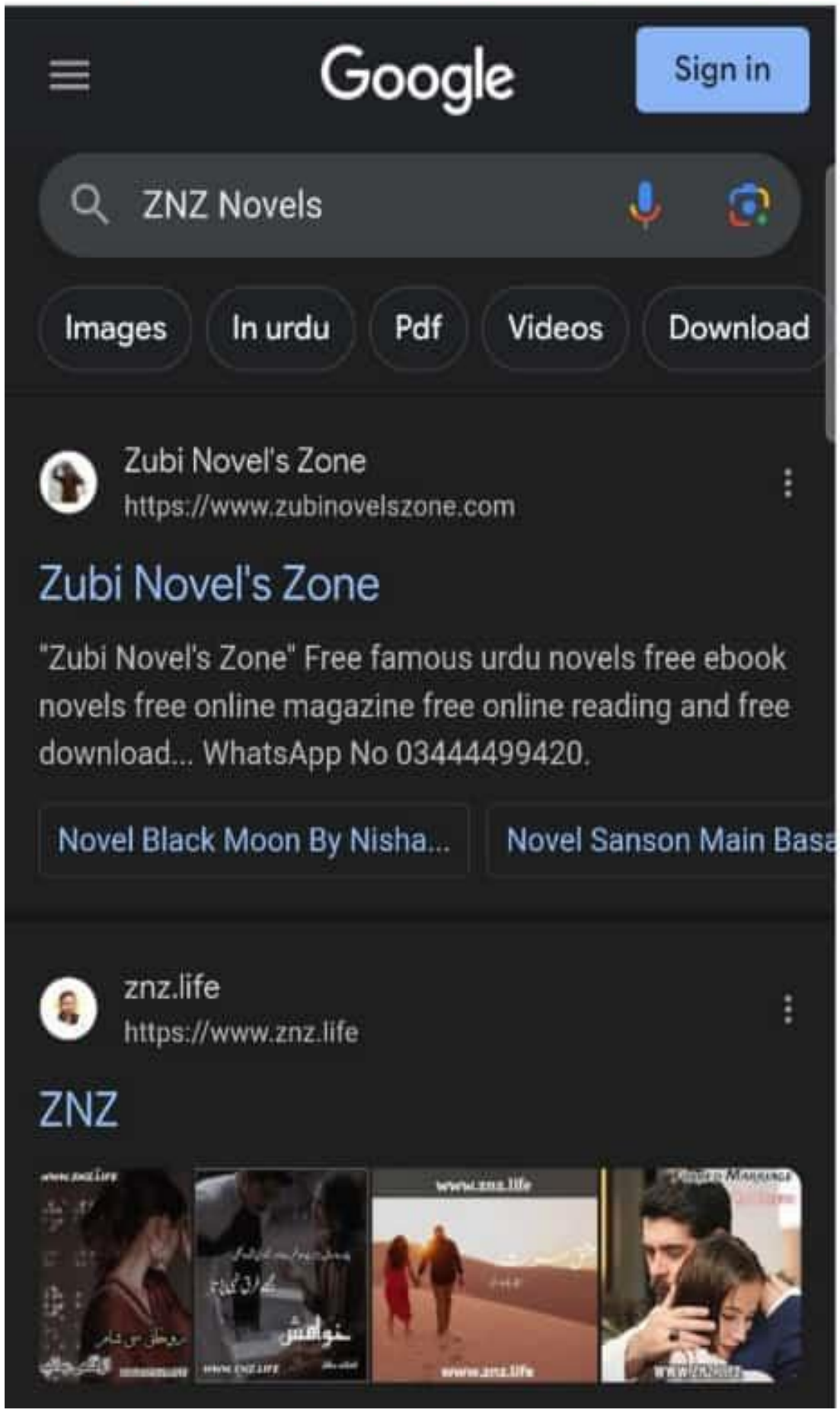

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں
ZNZ NOVELS
ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now